# بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

الحمد لله که صحیفهٔ یادگار زمانه و نسخهٔ نادر یگانه جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ هند بخط خوش

بمطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ زیور طبع آراسته

**اطلاع** - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود
مطلوب ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہو جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان
معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین
تو اریخ اردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب
سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

| نام کتاب | قیمت | نام کتاب |
|---|---|---|
| **اردو تواریخ شاہان راجگان** | | |
| ارشاد الملوک - ترجمہ بزبان اردو اسپیچ لارڈ لینسڈون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مغربی و شمالی و اودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ - | | |
| ایضاً - ترجمہ بزبان اردو اسپیچ لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ نواب گورنر جنرل کشور ہند | سے روپیہ | |
| ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشتمل بر جیسے یعنی مجموعہ ارشادات خاص و مختصر تذکرہ کارروائیہائے انتظامی و عملی و ترقیات ستارا صد کونسل آف ڈفرن فنڈ ممالک مغربی و شمالی و اودھ عہد حکومت عالیجناب ہز آنر کلینڈ کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید - | عہ/ روپیہ | |
| تاریخ نادر راجستان - مؤلفہ کرنیل ٹمس ٹاڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ جسمین ریاستہائے راجپوتانہ کے صحیح حالات سنسکرت و عربی و انگریزی تاریخون سے جمع ہین بسرپرستی مہاراناجی سنگھ صاحب بہادر والی اودیپور اردو ترجمہ ہو کر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق مین پچاس روپیہ تھی مشہور مقامات کے نقشے اور تصویرین بھی منقش ہین کامل دو جلد مین کاغذ سفید ولایتی - | عہ/ روپیہ | |
| تاریخ عہدناجات و اقرارناجات - و | عہ روپیہ | |

عہدنامے سند متعلقہ ریاستہائے مولفہ سر چارلیس ایچیسن صاحب پنڈت کنھیالال کامل سات جلد بتفصیل ذیل -

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| جلد اول - عہدناجات وغیرہ متعلقہ شرقی پریزیڈنسی بنگال مع آسام | سے روپیہ |
| جلد دوم - عہدناجات وغیرہ متعلقہ مغربی و شمالی تا پنجاب مع نیپال | عہ روپیہ |
| جلد سوم - عہدناجات وغیرہ متعلقہ | |
| جلد چہارم - عہدناجات وغیرہ متعلقہ ریاستہائے راجپوتانہ و مالوہ وغیرہ | |
| جلد پنجم - عہدناجات وغیرہ متعلقہ عدن تا جزیرہ سیلون - | عہ/ روپیہ |
| جلد ششم - عہدناجات وغیرہ متعلقہ پریزیڈنسی بمبئی - | |
| جلد ہفتم - عہدناجات وغیرہ متعلقہ دیگر ممالک ایشیائی بیرونی - | |
| تاریخ بغاوت ہند مسمی بمحاربہ عظیم | |
| تاریخ غدر مترجمہ پنڈت کنھیالال | |
| ترجمہ سیرالمتاخرین مسمی بمرآة الصفا تا شاہ عالم ہر سہ جلد یکجائی - | |
| تواریخ راجگان اودھ مع تصاویر فوٹو کاغذ سفید گندہ مجلد نقش و نگار نقرئی طلائی | عہ روپیہ |

# فہرست مطالب تاریخ فرشتہ اردو جلد اول مکمل

# بعون صانع مکین و مکان فضل خدائے زمین و زمان

الحمد للہ کہ صحیفۂ یادگار زمانہ و نسخۂ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین زمن و بعض مشائخ ہند بخط خوش

الموسوم بہ

بکمال تصحیح و صرف زر کثیر بنظر اتحاف مشتاقان تن سیر و افادۂ عام اردو زبان سلیس میں حلیۂ ترجمہ سے مزین ہوکر

## مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں آراستہ ہوا

بسم الله الرحمن الرحيم

مصرعہ برجستہ بسم اللہ ہے + ہر یہ لاثانی خدا آگاہ ہے + آمین ہو نام خدا نام خدا + جو محیط کل ہے اور سب سے جدا + جسنے بسم اللہ سے کی ابتدا + ہے یقینی اُسکو حاصل انتہا + امّا بعد رائے عالم دانشمندان روشنضمیر پر مخفی نہیے کہ تمہید اس مجموعہ کی اوپر ایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے ہے مقدمہ ظہور اسلام کی کیفیت مین ۔ مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر مین ۔ مقالہ دوسرا دہلی کے بادشاہون کے بیان مین ۔ مقالہ تیسرا شاہان دکن کے ذکر مین مقالہ چوتھا شاہان گجرات کے اذکار مین ۔ مقالہ پانچوان سلاطین مالوہ کے تذکرہ مین مقالہ چھٹا شاہان خاندیس کے بیان مین ۔ مقالہ ساتوان ذکر شاہان بنگالہ مین ۔ مقالہ آٹھوان ملتان کے شاہون کے تذکرہ مین ۔ مقالہ نوان سندھ کے شاہون کے ذکر مین ۔ مقالہ دسوان کشمیر کے شاہون کی صفت مین ۔ مقالہ گیارھوان ملیبار کے فرمانروایون کی توصیف مین ۔ مقالہ بارھوان مشائخین ہندوستان کے حالات مین مقدمہ معتقدات اہل ہند مین اور ذکر راجون کا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اس بلاد مین واضح ہو کہ کتاب مہابھارت سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط اور معتبر درمیان اس طایفہ کے (مراد ہنود ۱۲) نہین ہے اور اُسے شیخ ابو الفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ مین ہندی عبارت سے فارسی مین ترجمہ کیا اور اُسمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز ہے مصنف اس کتاب کا بطور کوتاہ کرنے سخن اور اختصار کلام کے خلاصہ اُسکا اس مقام مین تحریر کرتا ہے تاکہ طالبان آثار اُسکے مطالعہ سے حظ وافی اُٹھا کر آغاز سے انجام تک مستفید ہون مخفی نرہے کہ ممالک ہند مین کیا خانوادہ حکمت اور کیا زمرۂ ریاضت اور کیا اصحاب فقاہت سے کیفیت پیدائش عالم مین اختلاف کیا ہے اُنمین سے تیرہ طریق کتاب مہابھارت مین مذکور ہین لیکن دلیل پر اعتماد کرنے والون کے نزدیک اُنمین سے کوئی طریق اس قبیل کا نہین کہ

[illegible]

جس سے خاطر تحقیق طلب کو گونہ اطمینان حاصل ہو اور آرزو اُسکی قدرے برآوے **نظم** سررشتۂ کار آفرینش ÷
دیدن نتوان بچشم بینش ÷ این رشتہ قضا نہ آنچنان تافت ÷ کورا سر رشتۂ توان یافت ÷ سررشتۂ قدرت
خدائی ÷ ہر کس نکند گرہ کشائی ÷ مدار گردش روزگار پر توقلمون کا ہنود کے اعتقاد ناقص مین چار دور پر ہے
اول ست جگ۔ دوسرا ترتا جگ تیسرا دواپر جگ چوتھا کلجگ جسوقت کہ دور کلجگ تمام ہوتا ہے پھر سرنو
دور ست جگ آتا ہے اور کلجگ پر منتہی ہوتا ہے وعلی ہذا القیاس ہمیشہ احوال اس جہان کا اوپر اسی طریق کے
رہا اور رہیگا اور ابتدا اور انتہا سے کوئی نشان پیدا نہین ہے اور بعضی کتب معتبرہ سے مطالعہ ہوا کہ ایک
شخص نے صاحب سلونی ما دون العرش وفوق الفرش یعنی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین
آدم سے تین ہزار سال پیشتر کون تھا فرمایا کہ آدم جب یہ معنی تین مرتبہ تکرار پائے وہ سائل سر بگریبان اور ساکت
ہوا اُسوقت حضرت شاہ ولایت پناہ نے ارشاد کیا کہ اگر تو مجھسے تیس مرتبہ پوچھتا کہ آدم سے پیشتر کون تھا یہی کہتا
ہون کہ آدم اُس سے بھی کہنگی عالم کی استنباط اور استخراج ہوسکتی ہے اور ہنود کے اقوال بھی محض ترہات یعنی باطل اور
اہو آمیز شمار نہین ہوسکتے اور بعضے ہر آئینہ سلف کے قول سے مستفاد ہوتا ہے کہ عالم منتہی ہوتا ہے اور حشر ونشر کا روز
حق ہے اور مدققین یعنی کام باریک کرنے والے اور محققین یعنی تحقیق کرنے والے اُنکے ان باتون کی تاویل کرتے ہین
بہر حال مدت ست جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال مشہور ہے اور اس دور مین اوضاع جہانیان کے
صلاح وسداد یعنی نیکی وراستی اور درستی کردار اور گفتار کی ہے اور وضیع وشریف اور فقیر وغنی راہ راستی
ودرستی اور مرضیات الٰہی سے تجاوز اور تفاوت نہین کرتے ہین اور اس عہد مین انسان کی عمر طبیعی لاکھ برس کی
مشہور ہے سبحان اللہ کیا بات ہے اور کیا عمر ہے باعثی زین شش ورہ کہن بجز نام کہ یافت ÷ ماہیت این جنبش
و آرام کہ یافت ÷ اندیشہ درین طلسم سربستہ خطاست ÷ آغاز جہان کہ دید انجام کہ یافت ÷ اور امتداد
یعنی درازی ایام ترتا جگ کی بارہ لاکھ اور چھیانوے ہزار سال متعارف ہے اور اس زمانہ مین تین حصہ
اوضاع مردم کے رضائے الٰہی کے موافق ہوتے ہین اور عمر طبیعی انسان کی دس ہزار سال معروف ہے اور تیسرا
دور کہ عبارت دواپر جگ سے ہے آٹھ لاکھ اور چونسٹھ ہزار سال متداول یعنی از یکدیگر نوبت بنوبت گرفتہ شدہ
ودست بدست گرداینده شده ہے اور ان اوقات مین طرز وروش عالم کے رہنے والون کی درست گفتاری
اور راست کرداری ہے اور عمر طبیعی انسان کی ہزار سال مشہور ہے اور عمر بابا آدم اور نوح اور
مثل ان بزرگوارون کی جو ہزار اور قریب ہزار سال کے نشان دیتے ہین اہل ہند قبول کرتے ہین اور کہتے
ہین چونکہ یہ لوگ اواخر دور دواپر جگ مین پیدا ہوئے تھے اسوجہ سے اسیقدر انکی عمر واقع ہوئی اور مدت
دور چہارم یعنی کلجگ کی چار لاکھ اور بتیس ہزار سال مستعمل ہے اور اس دور مین تین حصہ اطوار ساکنان عالم
کے ناراستی اور نادرستی پر ہین اور عمر طبیعی اس عہد مین سو برس اور ضابطہ ایام ہر دور کا وہ ہے کہ مقدار
کلجگ کی جسوقت ایزاد ہووے دواپر جگ کی مدت ہے اور جسوقت مقدار دواپر جگ اضعاف ہو
مدت ترتا جگ ہو اور جب مقدار ترتا جگ زیادہ ہووے ست جگ کی مدت ہے اور اب اہل ہند کے
حساب سے کہ تاریخ ہجرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار اور سترہ کی بھو چکا ہے

دور کلجگ سے چار ہزار اور چھ سو اور چوراسی برس آخر ہوئے ہیں زہے کہنگی عالم وخہے طرفگی آدم رباعی
سر رشتۂ عالم کہن پیدا نیست ٭ زین کہنہ صحیفہ یک سخن پیدا نیست ٭ ہر چند بگردِ این جہان میگردم ٭
زین چنبر گردون سر وبن پیدا نیست ٭ اور اہل ہند کا اتفاق ہے کہ حضرت باری نے پہلے پانچ عنصر پیدا کیے
چار مشہور یعنی خاک۔ باد۔ آب۔ آتش اور پانچوان اکاش اور اُسکے بعد ایک شخص مجرد نہاد وآتش نژاد
کہ مسمی بہ برہما ہے باختلاف روایات پردۂ نیستی سے جلوۂ ہستی میں لایا اُسکو وسیلہ ابداع آفرینش یعنی پیدا کرنا ایک
چیز کا تازہ اور نئی ہو اور سبب ایجاد عالم کیا اور مراد عنصر آکاس سے عوام ہند کہتے ہیں آسمان ہے اور خواص
اُنکے تکذیب آسمان کی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حکماے ہند وجود آسمانی کے قائل نہیں ہیں اور جو کچھ دکھائی دیتا ہے
ہوا ہے اور یہ کواکب جو نظر آتے ہیں ذات قدسیہ بزرگان سلف کی ہے کہ ریاضات نفس الامریہ و عبادات قدسیہ
کے وسیلہ سے نورانی ہیکل اور روحانی پیکر ہو کر کے تخلق ساتھ اخلاق الٰہی اور تشبہ ساتھ اوصاف نامتناہی کے
پیدا کر کے اوپر مدارج ارتفاع کے سیر کرتے ہیں اور ساتھ ارادت نفسیہ کے بیچ عالم علوی کے پرواز فرماتے
ہیں اور بعض کہ مرتبہ کمال کو پہونچے ہیں ستارے بزرگ ہو کر کے عالم سفلی کی طرف ہرگز رجوع نہیں کرتے ہیں اور
بعض کہ دون مرتبہ کمال ہیں بقدر حال اوپر آسمان بلندی اور سرواری کے صعود کر کے پھر عالم سفلی کی طرف ہبوط
کرتے ہیں پس عنصر آکاس جیسا کہ اُنکی کتب مبسوطہ میں مذکور ہے اور معنی رکھتے ہیں اُسے مطالعہ فرما کر دریافت کرین
کہ بیان اُسکا اس مقام میں موجب تطویل سمجھکر قلم انداز ہوا رباعی بر ہر سر نوک خامہ حرفے دگر است ٭ وان
دُر یقین بہ بحر ژرفے دگر است ٭ از حرف نگار این گرہ نکشاید ٭ دانندۂ راز این شگرفی دگر است ٭ اور
خالق کے اذن سے برہما نے انسان کو کمین خفا سے بیچ منصۂ ظہور کے جلوہ گر کر کے چار گروہ کیے برہمن۔ چھتری بیس
سودر ابوالبشر نے طائفہ اولی کو مجاہدات اور ریاضات اور حفظ احکام اور حدود کے لیے معین کر کے عالم معنوی کی
پیشوائی سپرد فرمائی اور گروہ ثانی کو مسند ریاست اور حکومت صوری پر نصب کر کے مقتدائی عالم ظاہری کی
عنایت فرما کر ذریعہ انتظام عالمیان کیا اور فرقۂ ثالث کو واسطے کاشتکاری اور حصول مکاسب اور تمام
پیشوں کے تعین کیا اور جماعت رابع کو اقدام خدمت پر مقرر فرمایا اور بمقتضاے تائیدات یزدانی اور
الہامات ربانی برہما مذکور ایسی کتاب کہ متضمن صلاح معاد اور معاش کے ہو ظہور میں لایا اور اُس کو بید
کہتے ہیں اور انقلابے الٰہی سے عقل مجرد شعار نے اُسکو ایسا قانون کہ کثرت کو خلوت خانۂ وحدت میں پھیلاوے
اور انتظام اجناس خلائق اور صنوف طوائف دیوے اختراع کیا اور ضوابط جید اور مسائل متعددہ اندراج
کر کے ساتھ کتاب الٰہی کے مشہور کیا تاکہ عوام الناس کے واسطے مہار دینی ہو کر ایک قائد آگے اور سائق پیچھے سے
ہو اور مفازۂ ظلم اور لا پرنہ بھٹکین تابع راہ راست کے رہین اور بید کی کتاب میں لاکھ اشلوک ہیں اور شلوک چار چرن
سے عبارت ہے اور چار چرن کمتر ایک اچھر اور زیادہ چھبیس اچھر سے نہیں ہوتا ہے اور اچھر سنسکرت زبان میں
ایک حرف کو کہتے ہیں یا دو حرف ثانی ساکن کو اور دانایان ہند کا اتفاق ہے کہ عمر گرامی اُس اعجوبۃ الخلائق کی کہ
مخترع کتاب مذکور ہے سو سال غیر عرفی ہے کسو واسطے کہ ہر سال اُسکا تین سو اور ساٹھ دن نشان ہیں اور ہر ایک دن
شامل کیا گیا اوپر چار ہزار سال دورہ مذکور کے ہر دور ہر ایک شب بدستور اور ہر ایک دن منقسم برابر جگ مسطور کے ہے

[illegible]

اور براہمہ دانشور متفق ہین کہ اس زمانہ تک کہ قلم مشکین رقم بیچ تحریر اس بیاض کے ہے بہت سے برہما عالم ظہور مین
آئے ہین اور پردۂ نیستی مین خرامان ہوئے ہین اور ثقات براہمہ سے سُنا گیا کہ یہ برہما موجود ہزارہ کیم ہے کہ اُسکی
عمر سے پچاس برس اور نصف روز گذرا اور شروع نصف آخر روز ہے نظم اے دو جہان ذرۂ از راہ تو ہیچ
تر از ہیچ بدرگاہ تو ٭ فکرت ما را بدرت راہ نیست ٭ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست ٭ بہ کہ ز بیچارگی
جان خویش ٭ معترف آئیم بہ نقصان خویش ٭ بردرت اے مایۂ دو زندگی ٭ پیشۂ ما نیست بجز بندگی ٭ حکایت
حکایت اور نا فلان روایت یون بیان کرتے ہین کہ نصف آخر دواپر جگ مین شہر ہاے ہندوستان جنت
نشان سے جسکا نام ہستنا پور ہے ایک راجہ کھتری تھا اور وہ تخت داد گستری پر متمکن ہو کر رعیت پروری کرتا
تھا اور نام نامی اُسکا راجہ بھرت تھا اُسکے بعد سات فرزند اُسکے بطناً بعد بطن تخت فرمانروائی پر اجلاس کر کے
خلوتخانہ ممات کی طرف راہی ہوے اور آٹھوین بار اُسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اسم اُسکا راجہ کور تھا
اور کورکھیت تھانیسر کہ ایک شہر بزرگ ہے اُسی کے اسم پر شہرت رکھتا ہے اور اُسکی اولاد کو کوروان کہتے ہین اور چھٹی
مرتبہ ایک فرزند اُسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اُسکا چترہ بیج رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہے اس سے دو فرزند
متولد ہوئے ایک دھترا شٹر دوسرا پنڈ اگرچہ دھترا شٹر خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن بسبب نابینا ہونے
کے ریاست اور راج اُسکے چھوٹے بھائی کو کہ پنڈ تھا متعلق ہوا اور بزرگی اُسکی حد نہایت اور غایت سے گذری کہ
فرزند اُسکے اُسکے اسم سے ہمنام ہوئے اور خلایق اُنھین پنڈوان کہنے لگی اور پنڈ کے پانچ فرزند تھے جدہشٹر اور
بھیم سین اور ارجن اور ان تینون کی ماں مسماۃ کنتی تھی اور چوتھے کا نام نکل اور پانچوین کا سہدیو تھا اُن دونون
کی ماں مسماۃ مادری ہے اور دھترا شٹر کے ایکسو اور ایک فرزند تھے سو فرزند مسماۃ گندھاری کہ شکم سے کہ وہ قندھار
کے راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوئے اور سب سے بزرگ مسمے دریودھن تھا اور ایک بیٹا اور دیو چیہ نام دختر بقال سے
پیدا ہوا اور کوروان مشہور عبارت ان فرزندون سے ہے القصہ جب پنڈ نے قضاے الٰہی سے رخت ہستی عالم باقی کیطرف
کھینچا ظاہرا حکومت دھترا شٹر کے تعلق ہوئی اور معنیً یعنی باطن مین سلطنت اُسکے فرزندون کے نصیب تھی
اور بالتخصیص دریودھن کو کہ بڑا بیٹا اُسکا تھا اور دریودھن کہ دشمن گداز ہے دین سلطنت مین ضروریات سے اور
دفع کرنا دشمنون کا شریعت اعلیٰ طالبین مرضیات سے ہے پنڈون سے متوہم ہو کر اُنکے اخراج کی فکر مین ہوا اور
دھترا شٹر نے بھی اُس جماعت کی مخاصمت سمجھکر حکم نافذ فرمایا کہ پنڈ کے بیٹے پنڈوان شہر سے بہت دور مکان تعمیر کر کے
استقامت کرین شاید کہ بعد اُسکے عداوت مین کچھ تخفیف حاصل ہو اور دریودھن نے معماران چابک دست
سے اشارہ کیا کہ چھت اور دیوار پر اس مکان کے اسقدر لاک اور روغن قیر لیپین کہ اندک شعلۂ آتش سے
وہ مکان تمام و کمال جلکر خاکستر ہو اور پنڈون سے ایک اثر نہ ہے اور پنڈ کے بیٹے بھی اصل مطلب کو سمجھکر جویاے وقت
تھے جب وہ مکان تیار ہوا ایک رات کو پنڈون نے اپنے ہاتھ سے آگ اس مکان مین لگائی اور اپنی والدہ
کے ہمراہ دشت کی طرف روانہ ہوے اور بھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اُسکے ہمراہ تھے اور وہ دریودھن
کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اس مکان مین ساکن ہو کر جویاے وقت اور طالب فرصت تھی اُس رات
وہ عورت مع اپنے فرزندون کے اُس کورۂ آتش مین جلگئی اور مضمون من حفر بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ واضح ہوا اور دریودھن

کے مخبرون نے اُس عورت اور اُسکے فرزندون کا جلنا پنڈون اور اُنکی مان کا جلنا تصور کرکے مژدہ روح افزا کوروان
کے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم فارغبالی بجالائے اور پنڈے اس سرگذشت کے بعد کہ ترجمہ
مہابھارت کا شہید اسکا ہو تغیر اسما اور اوضاع کرکے خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کنبلا مین بنیاد اقامت
کی ڈالی اور بلطائف الحیل سے پانچون بھائی مسماۃ دروپدی یعنی راجہ کنبلا کی بیٹی کو بشرکت حبالۂ ازدواج مین لائے
اور ستر روز نوبت ہر ایک کی قرار دیکر کمال اتحاد اور یگانگی اس امر مین سمجھے اور بعض ہنود اسواسطے کہ ایسا فعل انکے طریق مین
جائز نہین اس واقعہ کو تاویل کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب یہانتک کہ جب آثار رشد اُنکی پیشانی اقبال سے لائح اور
آوازہ بزرگیون کا واضح ہونے لگا دریودھن اور خاندانی اُسکے متنبہ ہوکر مقام تحقیق مین در آئے اور کنہ معاملہ مین
پہونچکر سمجھے کہ پنڈوان کا جلنا اراجیف تھا پھر ساختہ توجہات دوستانہ اور تفقدات خویشانہ کے اُن سب کو ہستناپور
مین لائے اور بعد تقدیم مراسم مہمانداری کے ولایت موروثی بھائیون پر قسمت کی اندرپت کہ دہلی کہنہ اُسکے قریب
ہے مع نصف ولایت پنڈون کے تصرف مین آئی اور ہستناپور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ مین
رہا اور چند روز کے بعد اکثر امراے بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پنڈون کی پیشانی مین مشاہدہ کرکے نوکری
اُنکی اختیار کی اور کوروان ظاہراً تابع مطلق اور باطناً مقام نفاق اور خلاف مین پڑے اور اُس عرصہ مین یہ امر
جدشٹر کے خاطرنشین ہوا کہ جگ راجسوی کرے اور جگ راجسوی عبارت اُس سے ہے کہ آتش عظیم روشن کرین
اور قسم قسم کی خوشبو اور میوے اور غلہ اور تمام جنسین جمع کرکے انوار جلیہ ام العناصر ہین کہ مراد آگ سے ہے ڈالین
اور انواع تصدقات اور اصناف مبرات ظہور مین پہونچاوین اور بسبب اس امر کے تقرب درگاہ ایزدی ڈھونڈھین
اور ایک شرائط جگ راجسوی سے یہ ہے کہ راے ہفت اقلیم جمع ہوکر اس جشن کے لوازم خدمات بجا لاوین پھر
جدشٹر نے اپنے چارون بھائیون کو بقیہ اقالیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم مین تعین فرمایا اور تائید الٰہی سے
یہ آرزو چند روز مین حاصل ہوئی اور چارون بھائی کہ کاردان و کارفرما تھے بسبب رہبری افواج تائید الٰہی اور
جنود حمایت نامتناہی سے عالم کی سیر فرما کر سلاطین روزگار اور فرمان روایان ہر دیار کو خطا اور روم اور حبش
اور عرب اور عجم اور ترکستان اور ماوراءالنہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینہ ہاے بسیار پاے تخت اندرپت مین
حاضر لائے اور مہمات جگ راجسوی مین مشغول ہوئے اور جسطرح سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی دریودھن
نے دولت اور روارائی اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کرکے مقتضاے بشریت کام سے گیا اور حسد کی آگ کہ
اُسکے کانون سینہ مین مخفی تھی شعلہ زن ہوئی اسواسطے محیلان روزگار اور مدبران عیار سے تدبیر اُسکی ڈھونڈھی
جو کہ اس عہد مین قمار بازی نہایت درجہ مروج تھی کعبتین لتوری کو کہ وہ ایک قسم نرد لعبت قمار سے ہے قلب بنائی
اور تجویز کیا کہ دریودھن ساتھ جدشٹر اور دوسرے بھائیون کے قمار کھیلے پھر حسن ملائمت سے پنڈون کو اندرپت
سے کہ پاے تخت انکا تھا ہستناپور مین طلب کرکے مراسم ضیافت مین مشغول ہوئے اور ہنگامہ قمار کا گرم کرکے
کعبتین مذکور درمیان مین لائے اور پنڈے کہ راستی طبع اپنی سے ناراستی حریف و غائبیت کعبتین قلبی سے
مطلق اطلاع اور آگاہی نرکھتے تھے مال اور ملک تمام ہار گئے اور دریودھن نے کہ چاہتا تھا کہ انھین دشت ادبار
مین آوارہ کرے اور کعبتین کی طرف سے دلجمعی رکھتا تھا آخر کو یہ شرط کی اور ہاتھ آپس مین مارا کہ اگر تم یہ بازی جیتو

تو جو کچھ مال تمنے ہارا ہی مجھسے پھیرلو اور جو یہ بازی مین جیتون تو تم سب پنڈے بارہ برس آبادی چھوڑکر بہ لباس فقر صحرامین ساتھ وحوش اور طیور کے بسر لیجاؤ اور انقضاے مدت معہودہ کے بعد آبادی مین آنکر اسطرح سے سال بھر کا زمانہ گذرانو کہ کوئی شخص تمھین نہ پہچانے اور جو یہ شرط پوری نہو تو پھر مدت مذکور یعنی بارہ برس جنگل مین بدستور سابق ایام گذارسی کرو ناگاہ کعبتین طالع کی نحوست سے پنڈون نے شرط آخر جوے کی ہاری اور شرط کے موافق پانچون بھائی جلاوطن ہوکر بارہ برس تک دست وصحرا مین پھرے اور تیرھوین برس ولایت واٹین مین کہ پرگنات دکن سے ہے آئے اور ایک برس اقرار کے موافق بیطور سے بسر کیگئے دریودھن نے ہر چند جستجو کی انکا نشان نپایا اور پنڈون نے انقضاے ایام موعود کے بعد کشن بن بسدیو کو بطریق رسالت بھیجکر مملکت اپنی طلب کی دریودھن نے عدم وفاے شرط مین کلام کیا جو کہ دریودھن صدق سے فروغ نرکھتا تھا دروغ اسکا اثر پذیر ہوا اور پنڈون کی حقیقت اعیان سلطنت اور ارکان مملکت پر ظاہر ہوئی کارزار پر قرار دیا پنڈے اجماع جنود اور فراہمی افواج مین آمادہ ہوے اور طرفین کی فوج کورکھیت کے میدان مین کہ تھانیسر کے قریب واقع ہے دور کلجگ کے اوائل مین حاضر ہوئی آراستگی افواج اور تسویہ صفوف کے بعد طرفین کے پہلوانان نامی اور مبارزان گرامی نے ساتھ ایسی آئین کے کہ مقابلہ کے مذہب اور مقابلہ کے ملت مین مروج اور تجویز ہے جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک جنگ قائم رہی اور غالب مغلوب سے متمیز نہ ہوا چونکہ انجام کار ارباب تزویر کا ذلت و رسوائی ہے آخر دریودھن اور منتسب اسکے مقہور اور مغلوب ہوگئے اور میدان جانستان اور معرکۂ مبارزت مین شربت ہلاک چکھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور ہنود کا اعتقاد یہ ہے کہ اس معرکہ مین گیارہ کشون لشکر کوروان کی طرف تھا اور سات کشون پنڈون کیجانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح مین عبارت اکیس ہزار چھ سو ستر شخص فیل سوار سے ہے اور موافق اس عدد کے علاوہ سوار و پینسٹھ ہزار و چھ سو شخص اسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو اور پچاس پیادہ اور سب سے طرفہ تر یہ کہ کہتے ہین کہ اس معرکہ جدال و قتال مین طرفین سے زیادہ بارہ آدمیون سے زندہ اور سلامت نہ رہے چار نفر دریودھن کے لشکر سے ایک کرپاچاریج برہمن کہ فریقین کا استاد اور صاحب السیف والقلم تھا دوسرا اشوتھامان بیٹا حکیم دودن کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا تیسرے کرت برمان کہ یادوان کی جماعت سے تھا چوتھا سنجے کہ باوفور دانش پہلوان دھنراشٹر تھا اور آٹھ نفر پنڈون کی طرف سے پانچ بھائی جدشٹر وغیرہم باقی رہے چھٹا ساتک کہ وہ بھی یادوان کی قوم سے تھا اور جرأت اور شہامت مین شہرۂ آفاق ساتوان جُجتش کہ برادر غیر مادری یعنی سوتیلا بھائی دریودھن کا تھا آٹھوین کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات و بیان سے مستغنی ہے لیکن احوال اُسکے سے مختصر لکھتا ہون اور بعض اُسے مثل واجب الوجود کے پرستش کرتے ہین اور مشہور ہے کہ منجمون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے بدبختیان مشاہدہ کرکے راجہ کنس کو جو یادوان کا رئیس تھا خبردی اور راجہ نے کشن کے قتل کا حکم نافذ کیا اور کشن مقام نندگانون نام مین کہ شیوہ شیرفروشی اور گاؤچرائی کا رکھتا تھا گیارہ برس پوشیدہ رہا اور آخرالامر بسبب مکر اور فریب اور طلسمات اور شعبدہ کے راجہ کنس کو قتل کرکے ظاہر مین کاروبار سلطنت اوگرسین کے متعلق رکھا اور آپ معنی مین حکومت صوری کرتا تھا رفتہ رفتہ بسبب قدرت بر تجارت بل محض تزویر اتے

دعوی الوہیت کا کیا اور خلق کثیر اُسکے دعوی باطل کو تصدیق کرتی تھی اور تیس برس کا زمانہ خانہ نند کے نکلنے کے بعد شہر متھرا مین ساتھ اوباشی کے گذرانا اور چیزہاے لطیف اور افسانہاے بدیع اس سے مشہور اور معروف ہاین عاقبت الامر راجہ جراسنگ ولایت بہار اور پٹنہ سے مع لشکر بیشمار اُسکے دفع کی عزیمت کرکے شہر متھرا کی طرف متوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ ملیچھان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ کہین دین ہنود پر نہ تھے اسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا راوی کہتا ہی کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بہرحال کشن تاب مقاومت ان ہر دون راجہ کی نہ لایا اور دوارکا کی طرف کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہی اور احمد آباد گجرات سے سو کوس مسافت رکھتا ہی بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور آٹھ سات برس اُس حدود مین مقیم ہوکر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور کچھ مفید نہ ہوتی تھی یہانتک کہ ایک سو اور پچیس برس کے سن مین دریودھن کی مان کی نفرین کے سبب سے بدترین طرق اور گوناگون صعوبات سے راہ عدم کا مسافر ہوا اور بعضون کا اعتقاد وہ ہی کہ وہ غیبت یعنی چشم خلائق سے پوشیدگی اختیار کرکے زندہ جاوید ہی اور چونکہ گندھاری کی نفرین کو ایک امر غریب مذکور کیا ہی لہذا خامہ دوزبان اُس کی شرح مین مشغول ہوتا ہی بیان کرتے ہین کہ جب وضع حمل اُسکا نزدیک ہوا اُسکے دل مین گذرا کہ میرا شوہر دھرتراشٹر نابینائی کی جہت سے دیدار فرزند سے بے بہرہ ہی بہتر یہ ہی کہ مین بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا مافیہا مین بند کرون اور اپنے شوہر کی ہمدرد اور شریک ہون پس جس روز کہ دریودھن پردہ عدم سے وجود مین آیا مسماۃ گندھاری نے چشم جہان بین علاقہ بند کی اور اسی طور سے سالہا سال آنکھین بند رکھین یہانتک کہ اُسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پنڈون کے ساتھ مخاصمت کی اور طرفین اپنے اپنے فرودگاہ مین ہو تنگ کر فوج فوج سپاہ سے حربگاہ کیطرف متوجہ ہوکے اور نزدیک قرب کے مبدل ہوا اور آپسمین قرار پایا کہ کل تنور حرب آتش ضرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا کہ اے قرۃ العین نور چشم والدین بڑے بڑے مضبوط انسان کے جسم کو آفتون اور جملہ بلاؤن سے محروس و مصئون رکھتا ہی کل کہ کارزار شروع ہوگی جو تن نازنین تیرا اس جوش سے جاری ہی مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا اُسے کچھ آسیب پہنچے پس تو برہنہ ہوکر میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر تیرے تمام جسم پر نظر ڈالون دریودھن نے اُس سے ملازمت کا طریق پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اس زمانہ مین کوئی شخص عقل و دانش اور فضل و بینش و راستی اور درستی مین مثل پنڈون کے نہین ہی اُنکی خدمت مین جاکر استفسار کر دریودھن حسب ایما پنڈون کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنے آنیکا سبب اظہار کیا وہ لوازم مہمانداری بجا لاے باوصف اسکے وہ خوب جانتے تھے کہ یہ ہمارا نہایت دشمن ہی سر رشتہ صلاح اور راستی کا ہاتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان پر لاے اور بولے کہ فرزند شکم مادر سے برہنہ وجود مین آتا ہی اور آنکھ والدین کی بھی اُس حالت مین اُسپر پڑتی ہی اور جو یہ پہلی دفعہ ہی کہ تیری مان تجھے دیکھا چاہتی ہی تحقیق آج ہی تیرا روز تولد ہی بہتر یہ ہی کہ تو برہنہ اپنی مان کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اُسکا تیرے سراپا پر پڑے اور تجھے بلیات سے محفوظ کرے دریودھن پنڈون سے رخصت ہوکر والدہ کیطرف عازم ہوا اثناے راہ مین کشن اُس سے دوچار ہوا اور سبب تنہا فوج دشمن مین آنیکا پوچھا دریودھن نے شرح ماجرا بیان کیا کشن نے اپنے دل مین سوچ لیا کہ اگر وہ پنڈون کے کہنے پر عمل کرے بیشک رویین تن ہوا اور کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نہ کرے اور ہماری ہلاکی کا باعث ہو پس مکاری و عیاری سے قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اے نادان جو شخص کہ دشمنون سے طریق صواب ڈھونڈھے ظلم کی راہ ناپے بلکہ چاہ خطا مین سرنگون

کہتے ہین جان کر پنڈون نے تحفے استہزاکی ہر لغو رسم کہ جسوقت تو متولد ہوا تھا بتیرا عضو تناسل نہایت
بزرگی اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ ہوتا تھا اب کہ مصداق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی ماں کو کیونکر مجایا
دکھلائیگا دریودھن نے اصل مطلب سے غافل ہو کر فریب کھایا اور دست توسل اسکے دامن قول لاطینے پر مستحکم
کیا پھر اسنے یہ کہا کہ پنڈون نے جو کچھ کہا ہے خوب اور مرغوب ہے لیکن تو شرم و حیا کا لحاظ کرکے ہار طویل الذیل پھولون
کے اپنی گردن مین ڈال تو بتیرا عضو تناسل پوشیدہ رہے دریودھن نے اسکے کہنے کے موافق عمل کیا یعنی پھولون
کے ہار طویل گلے مین ڈالکر اپنی ماں کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی مین حاضر ہون آنکھین کھولکر نظارہ اپنے قرۃ العین پر
ڈال اسنے اس گمان سے کہ یہ پنڈون سے تعلیم لیکر آیا ہے اور انھون نے اسے بد قماشی نہ کی ہوگی بے ساختہ اور
بے دغدغہ آنکھ کھولی جب حمائل گل کی نظر آئی نعرہ مار کر بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش مین آنکر نالہ عظیم برپا کیا
اور کہا اے فرزند یہ پھولون کا ہار پنڈون نے تجویز کیا ہے اسنے کہا نہین البشر کی قسم کشن نے تجویز کیا ہے گندھاری
نے سو ہاتھ دعاے بد کے واسطے اٹھاکر سوز دل سے کشن کو نفرین کی ور دست تاریخ آپسین ملکر بولی ہے دلکشا مقام
پر جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہے تو حربہ کھا کر قتل ہوگا اور کشن بھی اسکی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات
سے جیسا کہ سابق مین گذارش ہوئی راہ عدم کا مسافر ہوا القصہ جدشٹر دریودھن کے قتل و برباد کرنے کو روان
کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ مین مستقل ہو کر عالم کا فرمانروا ہوا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اس قصہ کے چھتیس
برس کے بعد بسبب توفیقات یزدانی کے جدشٹر نے بقاے دنیا سے بے ثباتی پر اطلاع پاکر قصد اس کے کہ وہ
مقام اصیار مین آوے دنیا دنی کو ہیچ و پوچ سمجھکر ترک کیا اور ساتھ رفاقت چارون بھائی کے طریق تجرد اختیار کیا
اور پھر عدم کی طرف راہی ہوا فرد گفتی کہ کجا رفتند آن تاجوران اینک * زایشان شکم خاک است آبستن
جاویدان * حاصل کلام کوروان اور پنڈون نے باتفاق یکدیگر چھتیس برس ملک رانی کی اور
دریودھن تیرہ برس باستقلال تمام روے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا جدشٹر
بھی چھتیس سال تمام عالم کو زیر نگین کر کے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایکسو اور پچیس سال تھے
سبحان اللہ ایسی حکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سوا کسی تواریخ ہفت اقلیم مین مندرج نہین کہ فرد وستن
بازار تصویر سکے ایسا دکھلاتے ہین کہ بعد مرور ایام ارجن کی اولاد سے ایک فرزند ہیچ وجود کے آیا اور وہ سریر سلطنت اور
ریاضت صوری و معنوی پر متمکن ہوا اور ابواب عدل و رافت کے زمانہ کے منہ پر کھولے اور احوال گذشتہ کو تنبیہاً و ضائع
آیندہ کر کے مرضیات الٰہی مین بسر کرتا تھا ایک روز اسکے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ تنازع اسلاف کا مبہم کیا سبب
تھا اور احوال بزم و رزم اسکا کیا تھا پھر اسی زمانہ کے داناؤن سے کہ بیشم پاین نام رکھتا تھا اس سے بیان کی
استدعا کی بیشم پاین نے کہا کہ میرا استاد بیاس نام حکیم دانا ہے اور ان واقعات مین حاضر تھا اور خود
اس سرگذشت سے واقف ہے اس سے سوال کیجے اسنے حکیم مزبور کو بلا کر مراسم شاہانہ و تفقدات خسروانہ سے
نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اسنے بھی ضعف پیری اور اشتغال معنوی کا بہانہ کر کے اسکے ارشادات کے
بیان مین تامل کیا لیکن یہ داستان آہستگی تمام کہ شامل وعظ و نصائح پر ہے قریب [illegible] مین کھینچکر تمکنا سے کتابت مین
لایا اور اسکا مہا بھارت نام رکھا وجہ تسمیہ جو افواہ سے مسموع ہوتی ہے یہ ہے کہ مہا یعنی بزرگ ہے اور بھارت یعنی جنگ

چونکہ اس کتاب میں خبر جنگہائے بزرگ و وقائع سترگ ہے اسواسطے اسکا نام مہابھارت رکھا لیکن بہ صریح نکلنے کے
معلوم ہوتا ہے کہ اسواسطے کہ بھارت اہل ہند کی لغت میں بمعنی جنگ نظر نہیں آیا ظاہرا جو اس کتاب میں احوال
اولاد عالی نژاد راجہ بھرت کا ہے یہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور استعمال کی کثرت سے الف بڑھا دیا واللہ
اعلم بالصواب والامور الحقائق اور اس بیاس کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ جاوید ہے اور
بعض ہنود کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ ہر دواپر جگ میں ایک شخص جسے بیاس صلاح احوال سائر الناس کے
واسطے ظہور میں آتا ہے اور چند لوگوں کا عقیدہ وہ ہے کہ ایک شخص ہے کہ مختلف مظاہر میں ظہور کرتا ہے بہر تقدیر بیاس نے بید
کی کتاب کو کچھ برہما کی زبانی سنی ہے مفصل کر کے چار کتابیں کیں ایک رگ بید دوسرا یجر بید تیسرا سام بید چوتھا
اتھربن بید اور اسی سبب سے اسے بیاس کہتے ہیں اسلیے کہ بیاس کے لغوی معنی تفصیل دینے والا اور حل کرنے والا
ہے دوسرا نام اسکا کہ ولایت اصیانہ دواپ میں پیدا ہوا تھا دوسرے پانی میں تھا اور بیاس کی خلقت میں افسانہ بے رنج دور
از کار نقل کیا ہے مولف نے تطویل سے اندیشہ کر کے تحریر نہ کیا اور بیاس نے اس دفتر کتاب کو ساٹھ لاکھ شلوک پر مبنی کیا اور
اس کتاب کے اختتام کے بعد سرسوتی ندی کے کنارے جو تھانیسر کے اطراف میں واقع ہے اس مقام کو کہتے ہیں ہند کے ایک جشن عظیم
ترتیب دیا اور دانایان اطراف اور اکناف عالم طلب کر کے مدت مدید تک جشن کی بساط بچھا کر خلق کو ساتھ اکرام
اور انعام کے مالامال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ شلوک یوں قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طائفہ دیوتا کو کہ عبارت
نفوس مقدسہ علویہ سے ہے کیا اور پندرہ لاکھ ستر لوک کے رہنے والوں کو کہ وہ بھی عالم بالا میں سکونت رکھتے ہیں
اختصاص بخشا اور چودہ لاکھ جنون اور راکشون و گندھرب کو اقسام مخلوقات سے ہیں اور باقی صفت حیات
کے موصوف ہیں مخصوص کیے اور ایک لاکھ آدمیوں کے استفادہ کے واسطے چھوڑے اور انہیں اٹھارہ پرب یعنی باب
میں ترتیب دیکر ارباب استعداد کا فیض رسان ہوا اور یہ ایک لاکھ شلوک آدمیوں کے درمیان میں موجود ہیں اور ساتھ
مہابھارت کے موسوم ہیں اور چوبیس لاکھ شلوک کوروان اور پنڈوون کی جنگ میں مذکور ہیں اور باقی نصائح
اور مواعظ اور حکایات اور روایات اور شرح و بسط رسوم و رزم گذشتگان میں مسطور ہے اور برہمنوں کا اعتقاد وہ ہے
کہ ہر جگ میں ایک پیغمبر یا ایک مجتہد نے ایک کتاب تحریر کی اور با وصف اس تمام امتداد زمان کے وہ نسخ اب تک
درمیان میں ہیں اور خطا اور ختن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہیں کہ طوفان نوح ہمارے مملکت میں واقع
اور بپا نہیں ہوا بلکہ طوفان نوح کا در اصل اعتقاد نہیں رکھتے اور دوسرا اعتقاد انہیں سے بعضوں کا وہ ہے کہ ابتدا
اور ملک مذکور کی ذات قدیم الایام سے تھی اور ہمیشہ سے طائفے ہیں اور دواپر جگ سوم کے آخر اور اول کلجگ
چہارم میں ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ راجہ جدہشٹر اول بنے تھے اسکے بعد ظاہر ہوئے اور راجہ بکرماجیت یا کلجگی کے
بعد کو نقل زمان تحریر سے سنہ ایک ہزار چھ سو سال زیادہ تھے تخت سلطنت پر تمکن ہوئے اور طول عمر انکے
بہم پہنچنے کا یوں منقول ہے کہ راجایان کلجگی اپنی کنیزوں کو جیسا کہ اب بھی ہنود کی رسم ہے دان کو حکم ضرورت مرحمت
فرما کر شب کو مطلق العنان کرتے ہیں اور ہر ایک ایک معشوق بہم پہنچا کر لڑکے جنتی ہیں اور نتیجہ کمال حرمت
کے پرورش کر کے مثل فرزندان راجایان کے پرورش کر کے معزز رکھتے تھے اور یہ جو کہ بجز خاندان زادوں
کے ہوتے ہیں اپنے تئیں اصیل اور نجیب ظاہر کر کے آپ کو راجاؤں کی فرزندی پر منسوب کرتے تھے جس شخص نے حسب اچھا تھا کم کیا

کہتے تھے ہم راجپوت ہیں یعنی راجہ کے فرزند ہیں کیونکہ راج راجہ سے مراد ہے اور پوت پسر سے عبارت ہے
روایت میں یوں بھی ہے کہ راجہ سورج کے فرزندوں کو کہ عنقریب انکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہیں
سکنے ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ عالم کی ابتداے آفرینش سے آدم خاکی نہاد تھے اور اسکے بعد بھی معمور یہی ہوگا اور
ہمیشہ ہرگز فانی نہ ہوگا لیکن ارباب دانش و بینش پر یہ امر مخفی نرہے کہ اگرچہ ابتداے آفرینش کو آٹھ لاکھ
سال کا احتمال رکھتا ہے شاید اتنے ہزار آدم عرصۂ ظہور میں آکر پھر پردۂ خفا میں خرامان ہوگئے ہوں اور
جن ابوالجان کہ انکا احوال کلام مجید میں وارد ہوا از انجملہ ہیں لیکن وہ خاکی نہاد نہ تھے بلکہ انکی اصل ہوا سے
انکی اصل نارسموم سے تھی اور جس وقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپس میں واقع ہوئی حسب ارشاد
ملک العلام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن خاک سے ظاہر ہنود نے آدم خاکی نہاد
ثنیا ہے کسواسطے انکی عظیم جثہ اور طول عمر کا بیان کرتے ہیں اور امور عجیب و غریب کو ساتھ برہما اور لچھمن وغیرہ کے
نسبت دیتے ہیں موافق حال بشر کے نہیں ہے تمام حرف و صوت ہے اور عقل کی ترازو میں کچھ وزن نہیں رکھتے اور برتقدیر
ورہو وہی بھی انہی قوم اجنہ سے کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی نہاد نہ تھا اور
ابوالبشر کا زمانہ حالت تحریر اس سطور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہیں گذرا اور جو کچھ کہتے ہیں کہ لاکھ برس سے
زیادہ ہے محض دروغ ہے اور تحقیق وہ ہے کہ مملکت ہند بھی مثل اور ممالک ربع مسکون وجود فرزندان آدم علیہ السلام
سے آبادی کی قبول کی ہے اور شرح اس اجمال کی وہ ہے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینوں فرزند
نامدار یافث اور حام اور سام کو خالق ارض و سما کے حکم سے اطراف ربع مسکون میں بھیجکر کشت و کار کے واسطے حکم فرمایا
فرزندان سام بن نوح علیہ السلام کا سام کہ وصی اور اولاد اکبر حضرت نوح تھا حق تعالیٰ نے اسے
نو فرزند عطا فرمائے ارشد - ارفخشد - کے - لود - یود - ارم - قبطر - عاد - قحطان - قحطان کے
فرزند اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلے انہیں کی نسل سے ہیں چنانچہ حضرت ہود اور صالح اور ابراہیم علیہ السلام کا
نسب سلسلہ ساتھ ارفخشد کے پہونچاتے ہیں اور ارفخشد کا دوسرا فرزند کیومرث کہ شاہان عجم کا جد بزرگ ہے اسکے
چھ پسر پیدا ہوئے سیامک - فارس - عراق - تور - عمان - شام - انہیں سے سیامک کیومرث کا
جانشیں ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر روانہ ہوئے وہ ولایت انہیں کے نام سے موسوم ہوئی اور بعضوں کا یہ بھی عقیدہ ہے
کہ بطن نوح سے ایک کا نام عجم تھا اور عجمی اسی کی اولاد سے مراد ہے اور ارشد کا بیٹا سیامک ہوشنگ ہے کہ ملوک عجم
پیرو شہریار تک تمام اسکی صلب سے ہیں ذکر یافث کے فرزندوں کا - یافث اپنے باپ کے حکم کے موافق جانب
مشرق و شمال میں متوجہ ہوا اور اس ملک میں اسکے فرزند پیدا ہوئے اول ارشد اور ترکی اولاد ترک تمام ترکستان کی
تمام ترک انکے مغل اور ازبک اور چغتائی اور ترکمان ایرانیہ اور روسیہ اسکی نسل سے ہیں اور دوسرا بیٹا یافث
کا چین نام رکھتا تھا آج چین کا ملک ساتھ اسکے موسوم ہے اور یافث کا تیسرا فرزند آرمینہ ہے کہ اسکی اولاد نے سرحد
مملکت سے ظلمات تک فرکش ہو کر آباد کیا ہے اہل تاجیک و یغور اور سقلاب اسکی نسل سے ہیں ذکر حام
کے فرزندوں کا اور کیفیت آبادی مملکت ہند کی بسبیل اختصار - حام اپنے پدر عالی مقام کے حکم سے
ارض جنوب کی طرف متوجہ ہوا اور اسکی آبادی اور معموری میں جہد بلیغ اور سعی موفور عمل میں لایا اور اسے بھی فرزند کئی

عالم نے چھ بیٹے عطا فرمائے ایک ہند اور دوسرا سندھ تیسرا حبش چوتھا افرنج پانچواں ہرمز چھٹا بویہ اور ممالک ملک کو وہ انکے
نام سے موسوم ہوئے لیکن بیٹا ارشد کا حام کا ہند نام رکھتا تھا ملک ہند کا ساتھا اُسکے موسوم ہو اُسکی آبادی میں ہمہ تن
مصروف ہوا اور اُسکا بھائی سند ملک سند میں فروکش ہوا شہر ٹھٹھہ اور ملتان اپنے فرزندوں کے نام پر بنا کیا اور ہند
کے چار فرزند پیدا ہوئے انمیں ایک پورب نام رکھتا تھا اور دوسرا بنگ اور تیسرا دکن اور چوتھا نہروال اور ہر ایک
ملک اور دیار کہ بالفعل ہر ایک کے نام پر مشہور ہیں آباد کیے اور دکن بن ہند کے تین فرزند متولد ہوئے دکن کا ملک انھیں
قسمت کیا انکا نام مرہٹ اور کنہڑ اور تلنگ تھا اور ابتک یہ تینوں قومیں دکن میں انھیں کی نسل سے موجود ہیں اور نہروال
کے بھی تین فرزند موجود ہوئے بھروج اور کنباج اور مال راج انکا نام رکھا اور چند شہر انکے نام پر آباد کیے اور بنگ کے بھی
لڑکے پیدا ہوئے بنگالہ کا ملک انکے سبب سے معمور ہوا اور پورب بن ہند کہ فرزند ارشد تھا حق تعالی نے اُسے بیالیس
فرزند عنایت فرمائے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی اسوقت ایک کو اپنے درمیان سے ملک کے انتظام کے
واسطے مقرر کیا اور نام ہکا کشن تھا ذکر کشن کی حکومت کا مخفی نرہے کہ ملک ہندوستان میں اول جس شخص نے قدم مسند
حکومت پر رکھا کشن تھا اور یہ کشن وہ نہیں ہے کہ جو مشہور ہے اور اہل ہند نے اُسکے حال میں افسانہاے بلیغ اور حکایات
دور از کار تیار کیے ہیں اور اُسکی معبودیت کے قائل ہیں یہ کشن ایک مرد عاقل اور فرزانہ اور شجاع اور مردانہ تھا اور
چونکہ عظیم الجثہ تھا کوئی گھوڑا متحمل اُسکی سواری کا نہ ہوتا تھا اُسنے اپنی عقل کی تیزی اور اندیشہ صحیح سے فرمایا تو اُسکے
کارندے پیل وحشی کو زنجیر فکر سے دام عقل کے زور سے کوہ میں گرفتار کر لائے اور حسن تدبیر سے اُسکی وحشت دور کرکے
رام کیا اُسوقت کشن اُسپر سوار ہوا اور اُسی کے عہد میں ایک شخص برہمن نام نسل بنگ میں ہند سے کہ عقل و فراست میں اپنا
نظیر نرکھتا تھا ظاہر ہوا کشن نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور اکثر صناعات مثل دروگری اور آہنگری برہمن کی
دانش سے پیدا ہوئے اور بعضوں کا یہ بھی قول ہے کہ لکھنے اور پڑھنے کا بھی وہی موجد ہوا اور اُس زمانہ کے اول میں شہر
اود ملک ہندوستان میں معمور ہوا وہ بلدہ اودھ تھا اور کشن کو طہمورث کا ہمعصر تھا اور چار سو سال حکومت کرکے جہان فانی کو پدرود
کیا اور اُسکے عہد میں تخمینا دو ہزار قصبہ اور قریہ آباد ہوئے تھے اور بیس فرزند اُس سے باقی رہے چنانچہ فرزند ارشد اُسکا مہاراج
اُسکا جانشین ہوا ذکر مہاراج ابن کشن کی حکومت کا جب مہاراج نے سرداران قوم اور بھائیوں کے اتفاق سے تخت حکومت
پر قدم رکھا اپنے باپ سے کہیں بہتر اور بیشتر ملک کی آبادی و سلطنت کے نظم و نسق میں کوشش کی اور برہمن کو کہ پورب
کی اولاد سے تھا انکی عمارت اور حکومت کا امر شروع کیا اور جو شخص کہ برہمن کی نسل سے تھا وزارت اور [illegible] اور نجوم اور
طب [illegible] مقرر فرمایا اور ایک گروہ کو [illegible] وزارت پر منصب کیا اور ایک قوم کو انواع حرفہ اور پیشہ کا [illegible] ہوا
مہاراج نے زراعت کی [illegible] میں اسقدر سعی کی کہ اکثر ولایت جو ہندوستان سے دور [illegible] تھیں وہ بھی آباد ہوئیں
[illegible] بہار کو آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف اور اکناف سے طلب کرکے اُس شہر میں متوطن فرمایا اور مدارس
اور [illegible] اور شہر [illegible] اختیار کرو [illegible] اور [illegible] کو وظیفہ کیا اور [illegible]
اور [illegible] تھا [illegible] کے مشغول رہے اور ایام سلطنت نے اُسکے سات سو برس کا زمانہ کھینچا [illegible]
[illegible] اور رونق [illegible] جمشید اور فریدون کے [illegible] سلطنت [illegible]
[illegible]

مثل راٹھور اور چوہان اور پوار وغیرہ ہیں ساتھ بزرگ نام اس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ
محبت اور وداد و سلوک رکھتا تھا لیکن آخرکار اسکا بھتیجا رنجیدہ ہوکر فریدون کی خدمت میں حاضر ہوا اور فریدون
نے گرشسپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اسکی کمک کو تعین فرمایا اور جب گرشسپ بن اطرود نے دیار ہند میں
داخل ہوکر بہت سی خرابیاں اس دیار میں پہونچائیں اور تاخت و تاراج کا عرصہ دس برس کھینچا مہاراج نے قدرے
ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضامند کیا اور پیشکش خوب اور تحائف مرغوب گرشسپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے
ارسال کیے اور مہاراج کے اخیر عہد میں سنگلدیپ اور کرناٹک کے زمینداروں نے یورش کرکے دکن کے حاکم کو جسکا نام
شیوراے تھا نکال دیا اور اسنے مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوکر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے صاحبزادہ مسمی ارشد کو مع سپاہ
گران اور فیلان کوہ توان شیوراے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمینداران دکن نے بھی اتفاق کرکے بشوکت و عدت تمام جمع
ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور مہاراج کا بیٹا اس معرکہ میں مارا گیا اور افواج کمکی اور شیوراے اپنے
سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوئے اور ساز و سلب اور گھوڑے ہاتھی چھوڑکر خستہ اور مجروح وادی کی طرف
بھاگ گئے اور مہاراج یہ خبر وحشت اثر سنکر سانپ کی طرح پیچ و تاب کے ہاتھ افسوس کا دندان حسرت سے کاٹنے لگا اسواسطے کہ اس
زمانے میں کسی کو زمینداران ہند اور دور دست مثل راجہ تلنگانہ اور بنگالہ اور ملیبار کو بھی قوت سرتابی و نافرمانی کا یارا نہ تھا چہ جائے
زمینداران دکن اور اسکے سوا اسی عرصہ میں سام نریمان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے
واسطے پنجاب میں آیا تھا اور مالچند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اسکے مقابلہ کو روانہ ہوا تھا چونکہ صبر کے سوا
چارہ نہ تھا لہذا مالچند نے ایلچیان چرب زبان کے ذریعہ سے زر و جواہر اور فیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب دیکر سام
نریمان سے صلح کرکے مراجعت کی اور بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ فریدون کے عہد سے پنجاب شاہان عجم کے تصرف میں رہا
اور گرشسپ کی اولاد کہ رستم اور اسکے آبا و اجداد سے مراد ہے پنجاب اور کابل اور زابل اور سندھ اور نیمروز انکی جاگیر تھی اور
مالچند کہ سپہ سالار با شکوہ تھا اور مالوہ کی حکومت اسکے نام پر مستقل رہا بعد مہاراج کی خدمت میں پہونچنے کے بسبیل
استعجال صلاحیت اور شوکت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالف اسکے فوج کی آمد کی خبر سنتے ہی بنات النعش کی
طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور مالچند نے انکا تعاقب کرکے اس گروہ کو تہ تیغ رکھکر انکا نام و نشان باقی نہ رکھا
اور جا بجا تھانے مقرر کرکے پلٹا اور اثنا راہ میں گوالیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور مالچند علم راگ یعنی موسیقی
ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور چونکہ مالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ میں رہتا تھا اس مقام میں کلاونت
موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے بہم پہونچی اور علم راگ نے وہاں بخوبی رواج پایا اور مہاراج
سات سو برس کے بعد رخت ہستی باندھکر ملک عدم کی طرف راہی ہوئے اور چودہ فرزند ان سے یادگار رہے
اور کیشوراج بیٹے نے کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تخت اعظم پر قدم رکھا تذکرہ کیشوراج بن مہاراج کی
حکومت کا۔ کیشوراج نے ابتدا سلطنت میں ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلدہ کالپی
کے راستہ سے گونڈوارہ میں داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلدیپ کی حد تک سیر و سیاحت فرمائی اور
سرکش راؤن سے پیشکش لیکر طوائف انام کے نظم و نسق کے بارے میں مراسم وفور بجا لائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے
زمینداروں نے اتفاق کرکے مخالفت کا نشان بلند کیا اور سر تمرد و قوت و سرکشی انکی زیادہ ہوگئی اور ہر چند صلاح [illegible] ۲۰

کیشو راج کے مقابلہ کو آئے کیشو راج نے از راہ دور اندیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور صلح کا پیغام درمیان
میں لا کر معاودت فرمائی اور عریضہ مع پیشکش فراوان منوچہر کی خدمت میں ارسال کر کے کمک طلب کی منوچہر نے حسب
استدعا سام نریمان کو فوج جرار سے روانہ کیا کیشو راج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم ضیافت پیش
پہونچائے اور سام نریمان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا دکن کے راؤ فوج ایرانی کی ہیبت سے پریشان ہو گئے
اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف میں آیا اسکے بعد کیشو راج سام نریمان کے شرائط خدمت بجا لانے کے بعد
پنجاب کی سرحد تک بطریق مشایعت ہمراہ گیا اور تحفہ و ہدایا منوچہر کے واسطے ارسال کر کے خود بلدہ اودھ میں آیا اور
چتر عدالت کا سایہ سکنۂ ہند کے سر پر ڈالکر خلائق کو مرفہ الحال و فارغ البال فرمایا اور دوسو اور بیس برس کے بعد اسکی
سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اسکا فیروز رائے جانشین ہوا ذکر فیروز رائے ولد کیشو راج کی حکومت کا چونکہ
فیروز رائے علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے وقوف تمام اور بہرہ وافی رکھتا تھا علما اور فضلا کی صحبت اختیار کر کے
سواری اور رات کی کشتی یکقلم برطرف کی اور مدار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کر کے زر کثیر فقرا اور مستحقین کو
پہونچاتا تھا اور دو مرتبہ بلدۂ بہار میں جا کر خیرات بشمار کی بلدۂ منیر اسکے عہد میں احداث ہوا اور وہ امر ناشائستہ
کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریمان کے مرنے سے ایک ضعف منوچہر کی سلطنت میں ظاہر ہوا اور افراسیاب
کو فرصت کا موقع دیکھتا تھا اسپر فوج کھینچکر غالب ہوا فیروز رائے نے منوچہر اور سام نریمان کے حقوق طاق نسیان
پر چھوڑ کر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک زال بن سام نریمان کے قبضۂ تصرف سے برآورده کر کے جالندھر کو اپنا
دار الملک بنایا اور ایلچی افراسیاب کی خدمت میں روانہ کیے اور آپکو اسکے خیرخواہان کے زمرہ میں شمار کیا کیقباد کے عہد
تک پنجاب ہند کے راؤں کے تصرف میں تھا لیکن جب جہان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے
وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروز رائے تاب صدمۂ رستمی نہ لا یا
ہزیمت کی باگ ترہت کے پہاڑوں کی طرف معطوف کی اور جب رستم سندھ اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کر کے
ترہت کی سمت روانہ ہوا فیروز رائے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر جھارکھنڈ اور گونڈوارہ کے پہاڑوں پر دم لیا
اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال میں دیکھکر اسی عرصہ میں اپنی نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اسکی حکومت کے ایام
پانسو اور سینتیس برس تھے شرح تفویض کرنا رستم کا دارائے ہند سورج کو منقول ہے کہ جب فیروز رائے کے
فوت کی خبر رستم کو پہونچی بسبب بے حقوقی اور بیوفائی کے کہ رائے مذکور سے واقع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے نہ
چاہا کہ اسکے فرزند بھی مسند حکومت پر متمکن ہوں پھر ہند کے ایک سرداروں میں سے ایک کو کہ سورج نام رکھتا تھا اور اس عرصہ
میں وہ اسکی خدمت میں آمد و رفت رکھتا تھا ہندوستان کے تخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سورج
استقلال تمام حاصل کر کے بادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریائے بنگالہ کے ساحل سے دکن کی سرحد تک تمام حکام اور
عمال نے سنبھالے اور عمارت اور زراعت کے بارہ میں تاکید کیا اور رفاہ عام بلیغ پہونچائی اور اسکے عہد میں ایک
برہمن جھارکھنڈ کی طرف سے اسکی ملازمت میں حاضر ہوا چونکہ برہمن مذکور علوم غریبہ اور سحر میں واقف اور دانا تھا
سورج کے مزاج میں تصرف تمام پہونچا کر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا بیان شیوہ بت پرستی کے رواج کا کہتے ہیں کہ
ہند نے جیسا کہ اپنے پدر حام بن نوح علیہ السلام سے مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا خالق بیچون کی طاعت اور عبادت میں

مصروف رہتا تھا اور اسکے فرزند لبطناً بعد لبطن اسکی پیروی کرتے تھے یہانتک کہ مہاراج کے عہد مین ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا مضمون ہوا اور اس پرستش کے رونق ہونے سے بعضے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوتے لیکن جب بت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ تر شائع ہوئی کسواسطے کہ اس برہمن نے سورج سے یہ فہمایش کی کہ جو شخص اپنے بزرگ کی شبیہ چاندی اور سونے اور پتھر سے تیار کرکے پرستش کرے راہ صواب مین قدم رکھے اسوجہ سے خرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگون کی شبیہ جو گذر گئے تھے تیار کرکے اسکی پرستش مین قیام کیا اور سورج نے بلدہ قنوج احداث کیا اور آب گنگ کے ساحل پر بت پرستی مین مشغول ہوا اور خلائق بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کرکے بت پرستی کرنے لگی جیسا کہ ہر گروہ ہر ایک ساتھ ایک طریق کے بت پرستی کرتے تھے جب سورج بلدہ قنوج کو پایہ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہان سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد مین قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہونچی تھی اور سورج دوسو اور پچاس برس تک حکومت کرکے قضاے الٰہی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاصر تھا وہ ہر سال باج یعنی خراج بھیجتا تھا اور رستم دستان کو بھی حقوق کی رعایت کرکے اپنی خواہرزادی اسکے حبالہ نکاح مین لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیے ارسال کرتا تھا اور سورج پینتیس فرزند چھوڑکر فوت ہوا تھا اسکا بڑا بیٹا مسمے بہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا تا کرہ **بہراج ولد سورج کے راج کا** - جب وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا بلدہ بہراج کو اپنے نام پر آباد کیا اور علم موسیقی مین مشغول رہا اور بلدہ بنارس کی آبادی مین کہ اسکے باپ نے انتہا سے عمر مین اسکی بنا شروع کی تھی اور وہ ناتمام پڑی تھی جہد بلیغ اور کوشش موفورہ بہم پہونچائی اور اپنے بھائیون کو عزیز اور مکرم جانکر جاگیرین انکی شان کے لائق دیکر آئی درخوش کیا اور بعض یون بھی کہتے ہین کہ بہراج نے اپنے بھائیون کو جو سورج کی صاحب سے تھے راجپوت نام رکھا اور باقی فرزندون کے بھی نام رکھے لیکن مہاراج کے ضوابط یعنی آئین اسے قدیم کو کہ متضمن صلاح دولت تھے مختل کیا اور مملکت کا معاملہ نظم ونسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور سودا برپا ہوا از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کوہستان کے رہنون سے آنکر اسپر خروج کیا اور جنگ عظیم اور ضرب حرب کے بعد غالب ہوا اور ہند کی سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا مدت بہراج کی حکومت کی چھتیس برس تھی - **ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا** کہتے ہین جب اسنے عروس مملکت ہند کو اپنے آغوش مین لیا اور چونکہ جہانداری کے علم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیکاؤس اور کیخسرو کی اطاعت کا زین اپنے دوش سے نہ اتارا اور تحفے و تحائف اسکے حضور بھیجتا رہا اور کالنجر کا قلعہ اسنے بناکرکے انجام کو پہونچایا اور اسکے اخیر عہد مین شنگل نام ایک زبردست نے کوچ کے نواح سے خروج کیا اول ملک بنگ اور بہار پر متصرف وقابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبوہ عظیم بہم پہونچا کر کیدار سے مکرر سخت لڑائیان کرکے غالب اور فائق ہوا اس سبب سے کیدار کی مدت حکومت اونیس ۱۹ برس تھی - **ذکر شنگل کی حکومت کا** - اس کے بعد شنگل تخت حکومت پر بیٹھا اور اسنے شوکت وحشمت کے لوازم مین نہایت کوشش کی اور شہر لکھنوتی کہ معروف ومشہور ساتھ گور کے ہے اسنے احداث کیا اور وہ شہر دو ہزار برس تک بنگ کا دار الملک تھا لیکن اہیر ہمایون کے عہد مین ویران ہوا اور اسکے بدلے بلدہ ٹانڈہ نشیمن گاہ حکام ہوا اور شنگل چار ہزار فیل کوہ تمثیل اور لاکھ سوار جرار اور چار لاکھ پیادہ جنگی بہم پہونچاکے اور طریق نخوت اور غرور کا کہ بدترین افعال سے ہے اسکے سر مین جاگزین ہوا

اور اسی عرصہ مین جب افراسیاب نے ایلچی باج اور خراج کے طلب مین بھیجا اُسنے اہانت اور زجر سے اُسے دربار سے نکالدیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران دیسہ کو کہ اسکا سپہ سالار تھا پچاس ہزار ترک خونخوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنگل نے بھی علم جبارت بلند کرکے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطمینان کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑون مین جو بنگالہ کی سرحد کے نزدیک واقع ہین جاکر مستعد ہوا اور دو شبانہ روز تک تنور جنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکون نے داد جوانمردی اور شجاعت دیکر پچاس ہزار مرد مقابل شنگل کی طرف کے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انبوہ سے کچھ پیش رفت نہ گیا اور انکی طرف کے بھی تیرہ ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامر اثر ضعف ترکون کے چہرہ حال سے ظاہر اور ہویدا ہوا ناچار تیسرے دن جنگ سے پہلوتہی کی اسواسطے کہ ولایت انکی دور تھی اور غنیم غلبہ کمال رکھتا تھا پائے ثبات جگہ سے ہلگیا اور بھاگ کر اس نواح کے پہاڑون مین دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین بہم پہونچائی اور پیران دیسہ نے جوانان جنگجو کے اتفاق سے عریضہ مفصل حقیقت حال تحریر کرکے افراسیاب کی خدمت مین روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب مین مشغول ہا لیکن ہنود اطراف و جوانب سے ہجوم کرکے دلیرانہ حملہ آور ہوتے تھے ترک بنہرسندان گزار سے انہین زخمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہان تک پہونچے گا۔ تذکرہ افراسیاب کے ہند مین آنے کا اور رہا کرنا پیران ویسہ کو دشمنون کے ترغہ سے منقول ہے کہ افراسیاب اُن روزون مین کہ پیران ویسہ ہنود کے ترغہ مین مبتلا تھا شہر گنگ دز مین کہ خطا اور ختن کے مابین مین واقع ہے اور شہر خان بالغ سے ایک مہینے کی راہ اُسطرف ہے وارد تھا جب سے پیران ویسہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جرار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر اُسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز مین قطع مسافت بعید کرکے اُس نواح مین پہونچا کہ شنگل نے اُسطرف کے راؤن کو فراہم کرکے حشر برپا کیا تھا اور سب طرف سے پیران ویسہ پر نقطۂ پرکار کی طرح محاصرہ کرکے تنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اُسکا خوف و ہراس اسقدر چھایا کہ انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی بنات النعش کے مانند پریشان ہوئی اور بدحواسی مین تمام سلب و سامان اور مال متاع چھوڑکر راہ فرار لی اور پیران ویسہ تنگی محاصرہ سے نجات پاکر افراسیاب کے شرف خدمت مین مشرف ہوا اور افراسیاب شنگل کے تعاقب مین روانہ ہوا جو شخص اس کے روبرو آتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسکا کام تمام کرتا تھا اور شنگل اسکے پنجۂ قہر سے نجات پاکر ترہٹ کی ولایت مین پہونچا اور شہر لکھنوتی مین داخل ہوا اور ترکون کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ تحمل توقف نہ پائی وہان سے بھی ترہٹ کے پہاڑون پر بھاگا اور ترکون نے لوٹ کی جھاڑو سے بنگ کی سلطنت جھاڑکر بالکل جنگل بلی لینی آبادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُسکے بعد افراسیاب نے شنگل کا سراغ بہم پہونچا کر اُسطرف جانے کا ارادہ کیا شنگل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت مین روانہ کرکے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمایئے پابوسی کے واسطے حاضر ہون افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنگل نے تیغ اور کفن پہنکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب توران کی ولایت مین لیچلیے افراسیاب کو اُسکی حسن عقیدت پسند آئی اور مسند راج پر اُسکے فرزند کو بٹھایا اور شنگل کو اُسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لیگیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اُسکی خدمت مین حاضر رہتا تھا یہانتک کہ کوہ ہماون کی جنگ مین رستم کے ہاتھ سے قتل ہوا

ف [illegible]

[illegible]

شنگل کے حکومت کی تعداد چونسٹھ برس تھی بیان راج رہنا افراسیاب کا بیٹا ابن شنگل کو بہت راجہ عابد
اور سیر چشم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے ممالک محروسہ کا جو گنڈھی سے مالوہ کی سرحد تک تھا آٹھویں سے
تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے باپ شنگل کے مصارف لابدی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا
اور ایک حصہ سپاہ اور دواب میں صرف کرتا تھا اسواسطے اسکا لشکر کم ہوا اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور باجگذار تھا اس کی
اطاعت سے سرتاب ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتوں کے تصرف سے برآوردہ کیا اور روہت راج جس نے قلعہ روہتاس
میں بڑا بتخانہ بنا کر وہاں عبادت اختیار کی تھی بہت سے معرفت ہو گیا بہرحال بیج اکاون برس حکومت کر کے فوت ہوا اور
کہ لاولدی سے فرزند پوشیدہ رکھتا تھا اسواسطے قنوج کے راج میں کہ دارالراج تھا ہرج ومرج ظاہر ہوا اور ایک شخص
مہراج نام قوم کچھواہہ نے زمین مارواڑ سے خروج کیا اور بلدۂ قنوج پر متصرف ہو کر بادشاہ ہوا ۔ تذکرہ مہراج کچھواہہ
کے راج کا ۔ مہراج کچھواہہ نے جب مدت کے بعد مکنت اور قوت تمام بہم پہونچائی ولایت بنگالہ پر فوج کشی کی اور
اس ملک کو وہاں کے زمینداروں کے ہاتھ سے کہ اکثر ان میں اہیر یعنی گائے چرانے والے تھے بزور شمشیر چھین لیا اور
دریائے شور کے کنارے عوام کے آمد و شد کے واسطے بنادر بنا کیے اور کشتیاں تیار کروائیں اور بعضی جزایر میں
ڈالکر واپس آیا اور چالیس برس سلطنت کر کے رخت ہستی باندھا اور یہ راجہ گشتاسپ کا معاصر تھا اور ہر سال پیشکش بھیجتا تھا
بیان کیدراج کی حکومت کا ۔ کیدراج خواہرزادہ (یعنی بھانجا) مہراج کا حسب الوصیت جانشین ہوا جو کہ ان عرصہ
میں رستم دستان قتل ہوا تھا اور چند بار سے پنجاب میں حاکم صاحب قدرت نہ تھا اسطرف لشکر کشی کر کر بسہولت و آسانی
تمام اسپر متصرف ہوا اور چند سے شہر بہیرہ میں کہ وہ شہرہائے قدیم سے ہے اقامت کی اور قلعہ جموں تیار کیا اور اپنے
عزیزوں میں سے ایک کو کہ وہ قوم ککھران سے تھا اور اسکا نام درگ تھا وہاں کا حاکم کیا اور اسوقت سے اب تک
وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ میں ہے اور ایک مدت کے بعد قوم ککھران اور چوبیہ کہ تیاہ کے اکثر زمینداروں
سے تھی مرد ماں صحرانشین اور پہاڑیوں سے کہ کابل اور قندھار کے مابین رہتے تھے جمعیت کر کے کیدراج پر
فوج کشی ہوئے اور اسنے عاجز ہو کر وہ ملک انھیں کے قبضہ میں واگذاشت کیا اور اسوقت سے یہ قوم پراگندہ ہوئی
اور سہرا ایک پہاڑ پر جو سرحد تھا اس مقام پر خود مختار متصرف ہوا اظہرا ہے وہی قوم افغان ہے کہ جو اب بھی
موجود ہیں اور کیدراج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی ۔ تذکرہ جیچند کے راج کا ۔ یہ جیچند کیدراج
کا سپہسالار تھا قدرت پا کر تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد میں قحط عظیم پڑا جو کہ وہ خاندان سلطنت سے
نہ تھا بندگان خدا کی کہ ودائع بدائع خالق ہیں پرواہ نہ کر کے بلدۂ پٹنہ میں عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور خلق
کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہو گئے اور انکی بے پروائی
کی جہت سے ہندوستان سالہا سال حالت اصلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور جیچند بعد ساٹھ برس
حکومت کے ملک عدم کی راہ راہی ہوا اور وہ بہمن اور دارب کا ہمعصر تھا اور ہر سال پیشکش ارسال کرتا
تھا اور ایک فرزند خردسال اس سے باقی رہا اسکی ماں اسے تخت پر بٹھا کر خود متکفل اور متصدی امور سلطنت ہوئی
لیکن جیچند کے بھائی نے کہ اسکا نام دہلو تھا سرداروں سے اتفاق کر کے جیچند کے فرزند کو درمیان سے
اٹھا کر کار سلطنت کا اپنے گلے میں ڈالا ۔ تذکرہ راجہ دہلو کے خروج کا واضح ہو کہ راجہ

نہایت شجاع اور دلیر اور خلق پر شفیق اور مہربان تھا اور ہمت اسکی اس امر مین مصروف تھی کہ بندگان خدا مرفہ
اور آسودہ رہین اور بلدۂ دہلی اُسی نے بنایا اور آباد کیا تھا اور جب چالیس برس اُسکی سلطنت کے آخر ہوئے
فور نامے کہ کمایون کے راجاؤن سے خویشی کی نسبت رکھتا تھا اور کمایون مین رہتا تھا خروج کرکے اول کمایون کی
ولایت پر مسلط اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس سے اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی
اور دہلو اسکے پنجۂ ظلم مین اسیر ہوا فور نے بر فور اُسے رہتاس کے قلعہ مین بھیجکر قید کیا۔ **تذکرہ راجہ فور کے راج کا**
راجہ فور اسکے بعد لشکر بنگ کی طرف روانہ کرکے دریاے خضر تک متصرف ہوا اور راجہ عظیم الشان ہوا اور مورخون کا یہ
بھی اتفاق ہے کہ فور کے مقابل کوئی راجہ بزرگ نہوا اور چونکہ راجایان گذشتہ کے برخلاف فور نے پیشکش بھیجنا شاہان
ایران کے واسطے بالکل موقوف اور برطرف کیا اسکندر نے لشکر ہند پر کھینچا فور نے ہرگز فروتنی نہ کی اور سپاہ مور و ملخ سے افزون
اپنے ہمراہ لیکر استقبال کرکے اسکے مقابل ہوا اور حدود سرہند مین مصاف عظیم کی اور تہ تیغ ہوا اور ستر برس سے
حکومت کی۔ **راجگان دکن** اور پر طبائع آفتاب شعاع سخنوران عالم کیان و مکان کے پوشیدہ نرہے کہ مملکت دکن مین بھی راجہ
عظیم الشان گذرے ہین مثل گلچند کہ بلدۂ گلبرگہ بنا کیا اور سرج چند کہ قصبۂ سرج اسکے نام پر موسوم ہے اور بیجے چند کہ بلدۂ بیجانگر
کو آباد کرکے دارالراج دکن کیا اور علاوہ اسکے اور راجے کہ شمار انکے نامون کا سبب تطویل ہے بہت گذرے اور جب
اسکندر رومی ہند مین آیا راجہ بیدر نام کہ راجہ بزرگ تھا اور بیدر کا قلعہ اسی کا ساختہ اور پرداختہ ہے اور قوم
راج بیدر کہ اب موجود ہے اور تمام فرق دکن مین شجاعت اور جوانمردی مین مشہور و معروف ہین اور دکن مین
حسب نوبت تخت حکومت اور مسند ریاست پر متمکن ہوتے ہین اسی کی نسل سے ہین سکندر کی آمد اور فور کے مقتول
ہونے کی خبر سنکر متوہم اور پریشان ہوا اور مال و منال و اقبال جو کچھ رکھتا تھا اپنی بیٹی کی معیت مین سکندر کے حضور ارسال
کیا یہانتک کہ وہ اسکے حسن عقیدت سے راضی ہوا اور اسکے مملکت کے تسخیر کا خیال برطرف کرکے ایران کی طرف روانہ ہوا
اور فور کے قتل ہونے اور سکندر کی معاودت کے بعد سنسار چند نامے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ مین لایا
اور چند عرصہ مین تمام ہندوستان کو خار و خاشاک بیگانہ سے صاف کیا اور جو فور کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا
تھا اسکندر کے خوف سے پیشکش بے مانگے ہر سال گودرز شاہ ایران کی خدمت مین بھیجتا تھا اور گودرزیون کہ گودرز ایران کی
سلطنت پر مسلط تھا جب کہ ستر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے جونہ نامے اسپر خروج کرکے غالب ہوا۔ **تذکرہ جونہ
کے خروج کا**۔ بعضے راویون کا یہ قول ہے کہ جونہ فور کا بھانجا ہے اور جب تخت حکومت پر بیٹھا افعال پسندیدہ اور خصال
برگزیدہ اظہار کرکے ملک کی آبادی مین مصروف ہوا اور گنگا اور جمنا کے کنارے قریات اور قصبات احداث فرمائے
اور عدل و انصاف مین جہد بلیغ اور سعی موفور بجا لایا اور اردشیر بابکان کا ہمعصر تھا اور جس سال کہ اردشیر بابکان ہند کی
تسخیر کی عزیمت کرکے ہند کی سرحد پر آیا جونہ مضطرب ہوکر اسکی خدمت مین حاضر ہوا اور زر و جواہر بیشمار اور بہت
ہاتھی نذر دیکر اور پیشکش کرکے رخصت ہوا اور قنوج مین آکر مدت مدید استراحت کے بستر پر پڑا رہا اور نوے
برس کے بعد اسکا پیمانۂ عمر آب بقا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور بائیس فرزند اسسے باقی رہے اور خلف الصدق
یعنی بڑا بیٹا اسکا جسکا نام کلیان چند تھا قائم مقام ہوا۔ **ذکر راجہ کلیان چند کا**۔ وہ بیٹا ظالم اور نہایت سفاک تھا کہ تھوڑے
جرم پر بندگان خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگون کو بیگناہ متہم کرکے مال و منال لیتا تھا اور رعیت سے سخت طلبی زر جبر و شدت

تمام سے زر لگان تحصیل کرتا تھا لہذا رعایا اُسکے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جسطرف جسکے سینگ سمائے بھاگ گئی
اور ہندوستان خراب ہوا اور قنوج کا پایہ تخت ایسا ویران اور برباد ہوا کہ راجہ کلیان چند کے پاس فوج اور رعایا قلیل رہی اور
اسکے دربار کی رونق زائل ہوئی اور ہند کی سلطنت پُرآشوب ہوگئی اور اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہوئے پس راقم نے چاہا
جانا کہ اُنکا بھی احوال لکھے اور مقید اسکا ہوئے کہ احوال راجایان ہند اور قنوج ہی لکھنا چاہیے اسواسطے راجہ بکرماجیت کا احوال
کہ مالک مالوہ کی سلطنت کے تخت کا لکھتا ہے۔ **ذکر راجہ بکرماجیت کی حکومت کا کہ اوکی کہانیاں شہرۂ آفاق ہیں** -
راجہ مذکور قوم پوار سے تھا نیک نہاد ہی آکثی ہنود کے حکایات اور روایات سے کہ بطریق افسانہ کے مذکور اور مشہور ہیں
دریافت کر لینا ممکن ہوا ابتدائی حال یہ کہ راجہ بکرماجیت نے آغاز شباب میں فقیرانہ لباس پہنکر فقیروں کے ہمراہ اکثر ممالک کی سیر کی
تھی اور سخت ریاضتیں اُنکی صحبت میں کھینچیں جب سال اسکے عمر کا پچاس کا ہوا تھا سروش آسمانی کے سبب پاؤں سپاہ گری پر
قدم رکھا جوکہ حکمت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت عظمی پر فائز ہو اور خلق اللہ جفا پیشہ راجاؤں کے پنجۂ ظلم و ستم سے
نجات پاویں روز بروز اسکے کام نے درجہ بدرجہ ترقی اور افزونی پکڑی اور چند عرصہ میں ملک نہروالہ اور مالوہ اسکے
حیطۂ تصرف میں آیا اور اُسنے نیک نیتی سے عدل و داد کا فرش بچھایا اور چتر احسان کا سایہ ہر شہر و دیار کے
سکنہ کے سروں پر ڈالا اسقدر عدل و انصاف میں سعی جمیلہ پیش پہنچائے کہ مقناطیس چند آہن یعنی لوہا کھینچنے کے خیال سے
باز رہا اور کہربا نے دست تصرف کا دامن کاہ سے کوتاہ کیا اور ہنود کا اعتقاد وہ ہے کہ اسکی اہل دنیا کے حال کے سوا یہ حالت تھی
کہ جو کچھ اسکے پیشگاہ ضمیر میں گذرتا تھا بیقصور و نقصان یعنی ہو بہو وہی ظہور میں آتا تھا اور جو کچھ کہ خیر و شر اور نفع
ضرر سے اسکے ممالک محروسہ میں سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے خلل و فتور روز روشن کی طرح ضمیر روشن اوسپر عیاں
ہوتا تھا اور باوصف سلطنت اور شوکت کے خلق خدا سے برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان میں مٹی کے کوزہ اور بوریہ
کے سوا نہ رکھتا تھا اور شہر اُجین اور قلعہ دھار اسی کے عہد دولت میں بنکر آباد ہوا اور بکرماجیت نے اُجین میں گوشۂ
اختیار کی تھی اور اُجین میں مہاکال نام بتخانہ تیار کرکے بہت برہمن اور جوگیوں کا وظیفہ مقرر کیا اور بتخانہ میں بیٹھنے اور عبادت
کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنے اوقات خلق کی پرستش و خالق کی پرستش میں بسر کرتا تھا اور اہل ہند بہت اعتقاد
بہت رکھتے ہیں اور افسانہ غریبہ اور قصص عجیبہ اسکے واسطے ساختہ اور پرداختہ کیے ہیں اور تاریخ سال و ماہ اسی کے
فوت سے دفتروں میں ثبت کرتے ہیں اور حالت تحریر اس سطور تک داخل کتاب کی تالیف سے مراد یہی کہ عه
ایکہزار اور پندرہ برس خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے ہیں ہنود کے حساب سے ۱۶۶۳ سال سنہ بکرماجیت کا
کے فوت کے آخر ہوئے ہیں اور راجہ بکرماجیت اردشیر کا معاصر تھا اور بعضوں کا یہ بھی قول ہے کہ شاپور کا ہم عہد تھا اور اسکے
آخر عہد میں سالباہن زمیندار دکن نے اسپر خروج کیا اور دونوں فریق کے لشکر سے بہ اتفاق ہر دو فریق نے آتش قتال
افروختہ کی عاقبت الامر سالباہن غالب ہوا اور بکرماجیت قتل ہوا اور اسکے ایام دولت کے بابت بہت سی روایتیں
ہیں اور چونکہ اُنمیں سے کوئی اس قسم کا نہ تھی کہ عقل باور کرے اور اُسے قبول کرے لہذا اسکو ترک کیا اور بکرماجیت کے بعد مدت
دراز تک مالوہ کا ملک حاکم عادل و صاحب وجود نہونے کے سبب خراب رہا آخر کو راجہ بھوج نے حکومت کی باگ
اپنے دست قدرت میں لایا - **تذکرہ راجہ بھوج کی حکومت کا** - وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت میں
بکرماجیت کی پیروی کرتا تھا اور رات کو تغیر وضع کرکے شہر کے گرد پھرتا تھا اور فقرا اور مساکین کے حال کی خبر لیتا تھا

عه [illegible]

اور ہمیشہ ہمت والا ہمت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برایا میں مصروف رکھتا تھا اسی کے عہد میں شہر کوکرن اور
بیجاگر اور قصبہ ہندیہ آباد ہوا اور ہنود نے نجوم کے جمع کرنے میں حرص کیا تھا اور سال میں دو مرتبہ جشن عالی ترتیب دیتا تھا اور
ہندوستان کے اطراف سے سازندے اور نوازندے کثرت کے ساتھ اسکے دربار میں آتے تھے اور چالیس روز تک عیش
وعشرت کی محفل جشن ترتیب پاتی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش و نشاط کے سوا دوسرا کام نہ تھا اور ان دنوں میں تمام ارباب
نشاط کے واسطے طعام و شراب اور پان سرکار سے مقرر تھے اور رخصت کے وقت ہر ایک کو ایک خلعت اور دس مثقال طلا پاتا تھا مہاراج
نے پچاس برس سلطنت کر کے رخت ہستی باندھا اور اسی عرصہ میں باسدیو نامی تخت قنوج پر متمکن ہوا اور ملک بہار کو بنگالہ کی
طرح قنوج کے راجاؤں کے تصرف سے نکال کر اپنا خالص فرمایا فی الجملہ شوکت اور سلطنت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے
عہد میں تاجر کا لباس زیب تن کر کے ہندوستان کی تحقیق اور ہند کے اوضاع اور اطوار دریافت کرنے کے واسطے دارالراج
قنوج میں آیا تھا کہتے ہیں کہ ان ایام میں ایک ہاتھی مست ہو کر جنگل سے نواح قنوج میں آیا اور ایسی ہیبت کی تھی اور ایسا کوئی دن
نہ تھا کہ وہ سو دو آدمی اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور مترددین کو پامال ہلاک نہ کرتا اور باسدیو کو اسکے دفع کا قصد کر کے
سوار ہوا اور اس کا کام نہ کر سکا تھا اتفاقات سے ایسا ہوا کہ بہرام گور بلدہ قنوج میں [illegible] ہاتھی کی طرح شہر کے
کنارے آیا اور شہر ویران ہو گیا اور میدان میں بہادر ہو کر اسکے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کرو بہرام تن تنہا اسکے دفع کے واسطے باہر
آیا چنانچہ تیر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی خلقت نے کہ وضیع و شریف تماشائی شہر سے برآمد ہوئے تھے اسکے ہاتھ کو چوم کر فرزندی کی
اور اسکو تحسین اور خلعت آفرین کا خوشگروہ میں ڈالا اور باسدیو نے یہ خبر سنکر بہرام گور کو اپنے دربار میں طلب کیا اور بہرام راجہ
کے پاس گیا راجہ اسکے چہرے سے کہ سال گذشتہ میں ایلچی بہرام کے واسطے لایا تھا پہچان گیا اور حقیقت
آگاہ ہو کر کوشش زندگی کی راجہ نے تخت سے اتر کر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اسے دی اور بہت سا زر و جواہر دیکر
اور اپنے ہمراہ کر کے بہرام کو تحفہ نفیسہ ہر سال بھیجا رہا اور بہت برس حکومت کر کے درگذرا قلعہ اور شہر کالپی اسکی آثار
سے ہے اور وہ فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیوں میں دس برس کی عرصہ تک ہر تخت بیٹھا اور آپس میں لڑتے رہے
چنانچہ جب ایک گذر گئے تھے آخر الامر رامدیو نامی کہ باسدیو کا سپہ سالار تھا اتفاق فوج کے اتفاق سے قنوج کے پاس
تخت پر متمکن ہو کر عظیم الشان راجہ ہوا۔ ذکر رامدیو راٹھور کے راج کا۔ واضح ہو کہ رامدیو قوم راٹھور سے تھا
نہایت دلیر اور شجاع اور مدبر اول اپنے سرداران کو کہ جنگل اور ملک میں و رانی جاتے تھے فراغت پائی تمام دفع
کیا اور ملک کے فساد سے فارغ ہو کر سپاہ جرار ہمراہ رکھا سپاہ لیکر مالوہ اور اسکی طرف متوجہ ہوا اور اس ملک کو فرقہ
کچھواہہ کے تصرف سے برآورد کر کے اپنی قوم کو راٹھور کی جماعت سے ہمراہ چند سال اور آباد کیا اور یہ تاریخ
اس قوم نے اس ولایت میں قیام کیا اور زمانہ بیچ سے لیکر لاہور سے نکال کر نہایت اسکی حدود میں آباد کیا اور اس
قوم کے سرداروں کی بیٹیوں کو اپنے حرم میں جگہ دی اور اسکے بعد لکھنوتی پر [illegible] ہوا اور شہر اپنے
[illegible] کو عطا کر کے خلعت اور اپنے قبضہ میں لایا اور تین برس کے بعد قنوج میں مراجعت فرمائی اور دوبارہ کیا
قصد کر کے لشکر کوہستان کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ میں لایا کہ [illegible]
سے قصبہ اور قریہ آباد فرمائے اور قلعہ بھی مرمت کی اور ایک ایسا [illegible] تھا
وہاں کا حاکم آیا کہ وہ ہمیشہ راجہ سے بیٹی چاہتا اور شیو راے کے قبضہ میں اپنا دختر [illegible]

زمام اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا رام دیو کی شوکت سے ہراسان ہوا اور خود آپنی بیٹی مع جہیز لائق اسکے حوالہ کی اور دو برس کو نظرو اڑہ میں بسر کیا اور اکثر معمورہ زمینداروں کو قتل کر کے قنوج کی طرف مراجعت کی اور زمانہ دراز تک مشغول رہا اسکے بعد سوالک کے پہاڑوں پر جا کر اس نواح کے تمام راؤن کو خراج گذار بنایا اور کہا جاتا ہے کہ ان پہاڑوں پر جا کر اوس سے پیشتر دو ہزار برس کے قریب اسکے آیا اور راجہ اور ہر ملک کے حاکم تھے رام دیو سے سلطنت کو کچھ مشغول ہوا اور صبح سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا اور بہت سے دلاور اور جوانمرد طرفین کے آتش کارزار میں جلکر اپنا نام روشن کر گئے اور وہ سلطان انکے خاندان سے برآیا آخر الامر نسیم فتح و ظفر کی پرچم اقبال رام دیو پر چلی اور رانا ان کا راجہ کا پاس شاہانہ میدان دغا سے بھاگ گیا اور سلب و سامان اور ہاتھی اور گھوڑے سے چھوڑ کر کوہستان میں جا چھپا اور رام دیو نے دختر اور پیشکش لیکر ملک کو اسکے سپرد کر کے عنان توجہ نگرکوٹ کے پہاڑوں کی سمت معطوف فرمائی اور اس کوہستان میں غارت کی جھاڑ و سے جھاڑتا ہوا جاتا تھا یہاں تک کہ مسیح جنگ میں جو جا گھستے ہیں کر دو گانہ کی جو اکا بیت ہے نگرکوٹ کے قلعہ کی حوالی میں واقع تھا عنان عزیمت پھیری اور آگے بڑھا اور راجہ نگرکوٹ قلعہ بند ہوا راجہ بار رستہ کرنے میں متفکر ہو آخر برابر وہ بیابان میں آئے اور یوں تجویز ہوئی کہ رام دیو کا گذر بار رستہ کے راستے کے وہ مدار ہو راجہ اس مقام میں فرا ستہ کرے غرض اس تقریب سے دونوں میں ملاقات ہوئی اور رام دیو نے زر بیشمار نثار کیے تھا دونوں کو دیا اور راجہ نگرکوٹ کی دختر اپنے فرزند کے واسطے خواستگاری کی پھر چوبے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور بہت سے لیے اپنے لشکر کی تاجینہ اور استواری قلعہ اور صعوبت راہ اور انبوہی جنگل اور [illegible] کی اور جنگ پر آمادہ ہوا آخر پچھین مرد میدان سنبھل اور رام دیو کا محاصرہ دیکھا اور [illegible] اور رام دیو نے ایک جماعت اسکے تنہا قلب میں روانہ کی اور قلعہ کو خود راجہ رام دیو نے [illegible] میں مفتوح کیا اور خلق کثیر اسیر اور دستگیر ہوئی اور مال فراوان دستکاری اسکے ہاتھ آیا [illegible] حاضر ہو ا رام دیو نے اسکی بیٹی اپنے دوسرے فرزند کے واسطے خواستگاری کی [illegible] کوچ کیا اور [illegible] کنارے سے کہ کشمیر جنت نظیر کے پہاڑ سے پنجاب کی زمین پر گرتی ہو [illegible] کوہستان سوالک کی حد وہاں منتہی ہوتی ہو اور شاید کہ پانچ مہینے کا راستہ ہو سیر فرمائی اور [illegible] کہ آپ کو ہستان میں استقامت رکھتے تھے انھیں سیاست پیش آن کر زیر و زبر اور پامال کیا اور وہاں سے دو چوالیس اور ساز و سلب اور مال و منال و افیال بیشمار لیکر قنوج کی طرف مراجعت فرمائی اور اسکے بعد اسنے پایتخت میں ایک جشن عظیم ترتیب دیا اور تمام فوج کی تنخواہ مضاعف فرمائی اور ہر جوان شجاع کو انعامات سے سرفراز کر کے ملک غنیمت خلق پر قسمت فرمائی پھر مسند فراغت اور استراحت پر متمکن ہو کر کسی طرف سوار نہو اور چون برس سلطنت کر کے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اہل ہند متفق ہیں کہ رام دیو کے مانند ہندوستان میں کوئی راجہ عظیم الشان نہیں ہوا اور وہ فیروز شاہ ساسانی و بلاش کا معاصر تھا ہر سال باج و خراج بھیجا تھا اور کوئی دقیقہ اطاعت و فرمانبرداری کا فروگذاشت نہیں کیا تذکرہ پرتاب چند سلسلہ کا واضح ہو کہ رام دیو کے فوت کے بعد اسکی اولاد میں نزاع واقع ہوئی اور آپس میں نوبت ہتھیار کی آئی اور اس سبب سے قنوج کے پایتخت میں بہت سی خرابیاں اور فتور واقع ہوئے رام دیو کا خزانہ کہ تھا سب [illegible]

تلف ہوا اور ایک شخص فہمیدہ سپہ سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا بیٹون کے مناقشہ اور
محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج پر فوج کشی کر کے بسہولت آسانی
تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے اول رام دیو کے بیٹون کو جو وارث ملک تھے تباہ کر کے ان کا
اثر مطلق نہ چھوڑا پھر اُن زمیندارون کو کہ قنوج کے اطراف و جوانب مین تغلب سے مسلط ہوئے تھے
رفتہ رفتہ اُن کے درخت ہستی کو بھی تبر سیاست سے یک لخت بیخ و بن سے منقطع کیا اور آپ راجہ
عظیم الشان بن بیٹھا جب اُس نے اکثر کام اپنی مراد کے موافق ساختہ اور پرداختہ دیکھے عجب و تکبر کی
شراب نے اسقدر اُسے مبہوت اور بیخود کیا کہ سلاطین ایران کو پیشکش بھیجنا بالکل موقوف کیا اور نوشیروان کا ایلچی
کہ مال مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے
ممالک سے متعرض ہوئی تو سراسیمہ اور پریشان ہوا اور اپنے کیے ہوئے سے شرمندہ ہو کر استغفار کی اور
زر و جواہر وافر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو اُنھون نے ہاتھ نہب و غارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند
اپنی قید حیات مین ہر سال خراج بھیجتا تھا اور اُسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راؤن نے سر اُٹھایا اور بزور شمشیر اکثر اطراف
پر قابض و دخیل ہوئے اور تھوڑی مملکت پرتاب چند کے فرزندون کے تحت حکومت میں اس سبب سے انکا لقب رانا ہوا اسلیے
کہ کم مایہ والے راجہ کو ہندی مین رانا کہتے ہین اور حالت تحریر اس سطور تک حکومت پرتاب چند کے سلسلے مین ہے لیکن
فقط کوہستان کولمیری اور اُسکا اطراف اپنے تحت و تصرف مین رکھتے ہین اور چیتور اور مندسور اور باقی بہت سے ممالک انکے
امیر تیمور صاحبقران کی اولاد کے قبضہ مین ہین بیان راجہ انند دیو راجپوت کا وہ راجہ بیس کی قوم سے تھا اور
پرتاب چند کے مرنے کے بعد مالوہ کی مملکت سے خروج کیا اور دن بدن اُسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ اور نہروالہ اور مرہٹ
اور دکن اور برار کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رام گڑھ اور ماہور کا قلعہ اسی کے عہد مین بنا ہوا اور قلعہ مندو بھی اسکی تعمیرات
سے ہے اور یہ خسرو پرویز کا معاصر تھا اور سو دو برس راج کر کے اُسنے شربت ناگوار موت کا چکھا اور انھین سنوات ہندی
مین مالدیو نامے دوآبہ کے درمیان سے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندون سے برآوردہ کی اور
دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد عنان عزیمت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تحت تصرف مین لایا اور یہ بھی کہتے ہین
کہ شہر قنوج اُسکے عہد مین نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم تنبولی کی دکانین تیس ہزار ہوئین اور سازندون اور خو ہندون کے
ساٹھ ہزار مکان پایہ تخت آباد ہوئے اور باقی خصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیے اور مالدیو چالیس برس
کے بعد اس جہان فانی سے سفر کر کے آنجہانی ہوا اور چونکہ لاولد تھا ہر ایک سرزمین مین ایک ایک خود راے بن بیٹھا
پھر اس زمانہ سے طلوع ہونے آفتاب جہانتاب دین مبین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ممالک ہند مین کوئی راجہ عظیم الشان
مسند حکومت پر متمکن نہوا چنانچہ جس زمانے مین کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آہنگ کر کے ہندوستان مین آیا
تو قنوج مین کور نامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ مین دھرم دت اور مہاون مین کلچند اور لاہور مین جیپال
بن انندپال اور کالنجر مین بیجرا اور اسی طرح سے اجمیر اور گجرات اور گوالیار مین جدا جدا ایک ایک حاکم تھا اور سبھون کے
انکے احوال کا تذکرہ قلم انداز ہوا اب شروع واقعات سلاطین اسلام ادام اللہ آثارہم الی یوم القیامہ کہ مراد اس
کتاب کی تالیف سے ذکر خیر انکا ہی کرتا ہے۔ تذکرہ ظہور نیر اسلام کا ممالک ہند مین ناظرین کتاب کے طبائع

آفتاب شعاع پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ اول جس شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحدوں میں قدم رکھا اور وہاں کے اہالی کے ساتھ غزا کی مہلب بن ابی صفرہ ہے اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہے کہ سنہ ۲۸ اٹھائیس ہجری میں عبداللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیر المومنین کے حکم سے فارس کی سمت کہ وہاں کے اہالی نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقض عہد پر کمر باندھی تھی فوج فتح موج لیجا کر مظفر و منصور بصرہ کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس میں امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولید عقبہ کو شرب مدام کے سبب کوفہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید بن العاص کو اسکا قائم مقام کیا اور سعید اسی سال طبرستان کی طرف روانہ ہوئے اور امیر المومنین حسن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش میں تشریف رکھتے تھے اور انکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے آب جرجان کہ دار الملک استرآباد ہے مفتوح ہوئی اور جرجان کے آدمیوں نے صلح کے عوض میں دو لاکھ دینار پیشکش کیلئے دیئے اور خود دولت اسلام سے مالامال ہو کر اپنے مکانوں میں آباد ہوئے اور سنہ اکتیس ہجری میں عبداللہ بن عامر امیر المومنین عثمان کی طرف سے خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران سے کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوئے اور مقدمۃ لشکر پر احنف بن قیس تھے چنانچہ انھوں نے سیستان و قہستان و نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مردمان نے بھی شیوہ موافقت کا دم بھرا اور سرخس و ہرات اور بادغیس و غور اور غرجستان و مرو اور طالقان و بلخ بھی مسلمانوں کے تصرف میں آیا اور عبداللہ کو حسب تائید الٰہی سے چند عرصہ میں فتوحات کلی حاصل ہوئیں تو قیس بن ہیثم کو خراسان میں [illegible] قیس کو مرو اور طالقان [illegible] میں اور خالد بن عبداللہ کو ہرات اور غور اور غرجستان میں والی کیا اور عبداللہ نے خود طواف کعبہ کا احرام باندھا اور حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور سنہ ۳۲ بتیس ہجری میں عبدالرحمن بن ربیعہ کہ حضرت عثمان کے حکم سے بلنجر کے جہاد کو گئے تھے مع بہت سے مسلمانوں کے شہادت نوش کر کے جنت سدھارے اور مسلمانان لقیۃ السیف کا پائے ثبات تزلزل میں آ گیا اور گیلان اور جرجان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامے کہ امراے عجم سے تھا جب [illegible] الحرمین الشریفین زادہما اللہ شرفا کی زیارت کو روانہ ہوا ہے اور خراسان کا میدان اسلام سے خالی پاکر چالیس ہزار آدمی طبس اور ہرات اور بادغیس و قہستان اور غور وغیرہ سے فراہم کر کے مسلمانوں پر خروج کیا عبداللہ بن حازم کہ نیشاپور میں قلیل جمعیت کے ساتھ مقیم تھے فقط چار ہزار مرد سے اسکا قلع شر کیا اور اسی حسن خدمت اور مساعی جمیلہ کی برکت سے خراسان کی حکومت پر سرفراز ہوئے اور سنہ ۴۴ چوالیس ہجری میں معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ اور خراسان و سیستان کا حاکم کیا اور اسی برس عبدالرحمن بن سمرہ نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا اور اسی عرصہ میں مہلب بن ابی صفرہ کہ امراے عرب کے کبار سے تھا مرو کے اطراف سے کابل اور زابل و ہندوستان میں آیا اور وہاں کے کفار سے جہاد کر کے دس بارہ ہزار ہندی اسیر کیے اور اسی عرصہ میں بعض مردم ہند رفتہ رفتہ آگاہ حق ہوئے اور رسالت پناہ کی نبوت کا صدق دل سے اقرار کر کے مسلمان ہوئے اور سنہ ۵۳ ترپن ہجری میں طاعون زیاد بن ابیہ کی انگلی میں ظاہر ہوا اور اس صدمہ سے وہ جانبر نہ ہوا اسکے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اسکے فرزند عبیداللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور عبیداللہ نے بھی چند مرتبہ ماوراء النہر کی طرف جا کر بعض شہر مفتوح کر کے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور اپنی طرف سے اسلم بن زرعۃ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور سنہ ۵۶ چھپن ہجری میں معاویہ نے خراسان کی حکومت سعد بن عثمان ابن عفان کو دی اور سنہ ۶۰ ساٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ نے سلم بن زیاد کو خراسان و سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور اُن لوگوں میں سے کہ یزید نے مسلم کے ہمراہ کیے تھے مہلب بن ابی صفرہ تھا اور مسلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُس نے سنا کہ کابل کے بادشاہ نے تمرد کر کے ابو عبیدہ ابن زیاد کو کہ وہاں کا حاکم تھا قید کیا ہے لہٰذا لشکر جمع کر کے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکۂ شدید کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر مسلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبداللہ بن حنیفہ خزاعی کو کہ طلحۃ الطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جا کر ابو عبیدہ کو پانچ لاکھ درہم دے کر کابلیوں کی قید سے نجات بخشی اُس کے بعد مسلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارزانی رکھی اور غور اور بادغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہاں کے باشندوں کو جبراً اور قہراً مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبداللہ جس کو بعض کہتے ہیں نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہیں ابوجہل کی نسل سے ہے جب کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شاق اور دشوار تر جانکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے اعیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلیمان پر کہ ملتان اور پشاور کے مابین میں واقع ہے جا کر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کے کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالۂ نکاح میں لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے انہیں میں سے دو شخص ساتھ مزید شہرت کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سور اور گروہ افغانان لودی اور سور انہی کی جماعت سے ہیں اور مطلع الانوار کہ ایک مردم ثقہ کی تصنیف ہے اور وہ کتاب برہانپور خاندیس میں مطالعہ ہوئی اُس میں یوں تحریر تھا کہ افغان قبطیہ فرعون میں جس وقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبطیوں نے تائب ہو کر دین موسیٰ میں آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُس کی خدائی میں صلب تھی نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلا وطن ہوئے اور ہندوستان میں آن کر کوہ سلیمان میں اقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جس وقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اُسکی متابعت اختیار کی از انجملہ افغانوں کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب مکہ معظمہ میں پہونچے قہر الٰہی سے سزایاب ہو کر بحر عدم میں غرق ہوئے القصہ افغانان سلیمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مائدہ معاش میں مشغول ہوئے اور صاحب اسپ و گاؤ و گوسفند بسیار ہوئے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سندھ کے راستہ سے ملتان میں آن کر متوطن ہوئے تھے رابطۂ آشنائی اور ضابطۂ دوستی کا بہم پہونچایا اور سنہ ۱۴۳ ایک سو تینتالیس میں جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان سے نکل کر مواضع معمورۂ ہندوستان پر مثل کرمچ اور پشاور اور شنوران کے متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ نے کہ اجمیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانوں کے دفع فساد کا آہنگ کر کے ایک اپنے امرا میں سے ہزار سوار سے اُن پر تعین کیا اور افغان بھی جنگ و جدال پر آمادہ ہو کر مقابل پہنچ گئے اور اکثر زمانہ ان کو شکست دی اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ خلج اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے مزین تھے افغانوں کی امداد اپنے ذمہ ہمت پر واجب اور مفروض سمجھ کر چار ہزار مرد مقابل میں آئے اور اُن لوگوں نے مستظہر ہو کر علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ میں ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات میں غالب ہوئے اثنائے برسات کی فوج نے کفار پر تاخت لا کر عاجز کیا سبب جنگ سے دست کش ہو کر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا کچھ لشکر

تازہ دجرار لیکر اسطرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلج بدستور سابق افغانون کی کمک کو پہونچے اور کرماج اور پشاور کے مابین مین فریقین نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ پیش لیجا کر مسلمانون کو کوہستان تک پسپا کرتے تھے اور گاہے اہل اسلام شیر کی طرح حملہ آور ہو کر کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے اپنے مکانون کی طرف سے ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب سیلاب کی سیلابی کے اندیشہ سے بغیر اسکے کہ غالب مغلوب سے تمیز ہو اپنے مقام مین مراجعت کی اور باشندہائے کابل اور خلج بھی اپنی جگہ اور مقام کیطرف راہی ہوئے جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانان کوہستان کا کہانتک پہونچا ہے اور کیا صورت پیدا کی ہے یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نہ کہو افغانستان کہو کسواسطے کہ وہان افغان اور غوغا کے سوا دوسری چیز نہین ہے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ خلائق اسی سبب سے اپنی بولی مین اُنکو افغان اور اُنکے مکانات کو افغانستان کہتے ہین لیکن جو ہندی اپنی زبان مین اس فرقہ کو پٹان یعنی پٹھان کہتے ہین وجہ تسمیہ کی معلوم نہین ہے لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہے کہ عہد سلاطین اسلام مین پہلی مرتبہ کہ ہند مین آئے تھے جو شہر پٹنہ مین ساکن ہوئے اہل ہند اُنکو پٹھان کہنے لگے والعلم عند اللہ پھر جب لاہور کے راجہ اور کفار گکھر کے درمیان موافقت ساتھ مخالفت کے مبدل ہوئی گکھر قرب و جوار کے سبب افغانون کے شریک اور متفق ہوگئے اور راجہ نے افغانون سے صلح کی اور منازعت کی بساط لپیٹی اور چند مواضع لمغانات سے افغانون کو واگذاشت کیے اور قوم خلج کو کہ افغانون کے طفیل اس صحرا مین بیٹھے تھے اس شرط سے اُنکا شریک کیا کہ سرحدون کی محافظت مین مشغول ہین ایسا نہو کہ لشکر اسلام ہندوستان مین داخل ہو اور افغانون نے کوہستان پشاور مین ایک حصار بنا کر کے خیبر نام رکھا اور ولایت روہ پر متصرف ہوئے اور عہد ملوک سامانیہ مین کچھ ڈرا کہ مزاحمت اُنکی ولایت لاہور مین پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ اور بھاطیہ کی طرف تھی اور وہ عبارت ہے کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سوا دجور سے ہے قصبہ سیوہی تک کہ بکر کے تابع ہے اور باعتبار عرض حسن ابدال سے کابل اور قندھار اور علاوہ اس کوہستان تک واقع ہوئی اور جب حکومت غزنین کی نوبت الپتگین کو پہونچی سبکتگین کہ ایک سپہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لاکر غلمان اور جواری کو اسیر اور قید کرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین کے تسلط سے آگاہ کیا جیپال خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سرما سے اُن سرحدون مین متوطن نہو سکیگی اسواسطے بھاطیہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو کہ افغانون کے درمیان مین صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو بلاکر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت لمغان اور ملتان کے نظم و نسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک مواضع مذکورہ مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اس تاریخ سے افغانون نے صدر امارت پر قدم رکھا اور صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب الپتگین فوت اور سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے پرخاش مین صلاح اور فلاح نہ دیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت یکجہتی ہے سزاوار مراحم خداوندی وہ ہے کہ اس گروہ کو اپنے وابستگون سے تصور فرما کر عساکر منصورہ کو مامور کرین کہ ممالک ہند کے تاراج کیوقت اس جماعت خیر خواہ کے احوال مین تعرض اور مزاحمت نہ پہونچائین سبکتگین نے بمقتضائے وقت اسکے ملتمس کو قبول کیا اور جیپال کی فتح کے بعد ہمدردی تمام پیش آیا اور ملتان کی جاگیر اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت مین اپنے باپ کے خلاف عمل کیا اور افغانون کے قبائل کو مقہور اور مخذول کر کے اکثر ان کے سرکشون کو تیغ کے گھاٹ اوتارا اور فرمانبردار

کو ملازم رکاب کرکے نوکروں کیطرح خدمت لینے لگا مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر میں کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہیں -

**ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا** - ہرچند امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور فرمایا اور پنجاب کی حکومت میں فائز ہوا لیکن بعض مورخین اُسے سلاطین لاہور کے سلک میں منسلک فرماتے ہیں عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہیں کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور مملوک الپتگین کا ہے اور الپتگین ایام دولت سامانیہ میں خراسان کی سرداری پر فائز ہوا اور حکومت لا انتہا اُس ولایت میں بہم پہونچائی اور جب عبد الملک نے وفات پائی تو امرا سے بخارا نے ایک ایلچی الپتگین کے پاس بھیجکر استمزاج کیا کہ اولاد سامان میں مسند خلافت کے لائق کون ہے الپتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبد الملک نوجوان ہے اور وہ سلطنت کا شائستہ نہیں ہے اس کام کا سزاوار اُسکا چچا ہے لیکن امراے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے پیشتر آپس میں اتفاق کرکے منصور کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور جب منصور نے الپتگین کو بخارا میں طلب فرمایا تو وہ متوہم ہوا اور قدم جادۂ اطاعت میں نہ رکھا بلکہ سنہ ۳۵۱ھ تین سو اکاون ہجری میں علم طغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار کہ سب اسکے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکر غزنین کیطرف نہضت فرمائی اور اس ولایت کو ضرب شمشیر سے مسخر کرکے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلو عرصہ خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک میں پہونچی سرداری اُس مملکت کی ابو الحسن محمد بن ابراہیم سیجوری کو ارزانی رکھی اور دو مرتبہ لشکر الپتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ الپتگین ظفریاب ہوا اور لشکر منصور کا مقہور رہا اور حمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دولت و اقبال سے گذرانے اور اُس مدت میں کئی بار اُسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوں کے ساتھ غزوات کیے اور ظفر و منصور رہا اور جب الپتگین نے سنہ ۳۶۵ھ تین سو پینسٹھ میں اس جہان گذران سے رحلت کی اُسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کیطرف روانہ ہوا اور امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی رائے صواب کے مفوض ہوا لیکن جب چند عرصہ میں ابو اسحاق کا پیمانہ حیات آب فنا سے لبریز ہوا اعیان غزنین نے آثار رشد اور متانت کے امیر سبکتگین کے ناصیہ احوال سے مشاہدہ کرکے سنہ ۳۶۷ھ تین سو سڑسٹھ ہجری میں اُسے اپنا حاکم کیا اور الپتگین کی دختر کو بھی اُسکے سلک ازدواج میں کھینچا امیر سبکتگین نے بساط عدل و داد کے بچھانے میں مبالغہ فرمایا اور بنیاد ظلم اور جور کی یک قلم منہدم کی اور امیروں اور اعیان اور اشراف کو اقسام الطاف اور انواع اعطاف سے نوازا لیکن تاریخ منہاج السراج جرجانی ناطق ہے کہ ایک سوداگر مشہور نصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا میں لایا اور الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا اور الپتگین نے کیاست اور جلادت کے آثار اُسکے ناصیہ حال سے معائنہ کرکے منظور نظر عنایت کیا یہانتک کہ غزنین میں اپنے لشکر کی امیر الامرائی اُسے عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ یزد جرد شہریار کی نسل سے ہے اور جس وقت کہ یزد جرد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مرو کی ولایت میں چکی گھر میں مارا گیا اولاد اسکی تا بعد اُسکے ترکستان میں رہے اور ترکوں سے وصلت یعنی شادی بیاہ کرکے دو تین پشت میں خالص ترک ہو گئے اور نسب اسکا یہ ہے کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قرالحکم بن قزل ارسلان بن قرا نامان بن فیروز بن یزد جرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا طغا نامی قلعہ بست پر مستولی ہوا اور ایک شخص مسمی بایتور نے طغا کی عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور اسے قلعہ سے نکالدیا اور طغا امیر سبکتگین کے دربار میں حاضر ہوا اور امیر سے یہ عہد کیا کہ اگر امیر کی اعانت سے میں قلعہ

دوبارہ قابض و متصرف ہوں تو خواہش خدمتگاری اور خراج گذاری امیر کا دوش پر رکھکر مدۃ العمر جادۂ اطاعت سے
انحراف نکرونگا امیر سبکتگین نے اسکی ملتمس[زمین بوسی ۱۲] قبول فرمائی اور لبست پر فوج کش ہوا اور بانور کو شکست فاش دیکر طغا کو مقصود
دلی پر فائز کیا اور وہ مواعید کے بارہ میں کہ بموجب شرط کے وفا اُسکا اُسکی ذمہ ہمت پر واجب تھا تغافل و تساہل عمل میں
لایا امیر سبکتگین نے علامات مکر اور آثار خدعہ اُسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکتگین نے صحرا ئے
شکار میں طغا سے بزبان خشونت اُس سے خراج مقبولہ طلب کیا طغا نے زبان ساطر جواب ناصواب کے گویائی
اور شامت اعمال سے دست بشمشیر ہوا اور امیر سبکتگین کے احسان کو نسیاً منسیاً کرکے اُسکا ہاتھ مجروح کیا امیر سبکتگین نے
بھی طیش میں آکر سر دست اُسی دست زخم رسیدہ سے طغا پر ضرب تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اُس سفاک کا کام
تمام کرے اُسوقت دونون سرداروں کے ملازموں کی تک و دو کی کثرت سے غبار مرتفع ہوا طغا فرصت پاکر کرمان
کیطرف بھاگ گیا اور لبست کا قلعہ سبکتگین کے تصرف میں آیا اور سب سے عمدہ فائدہ جو امیر سبکتگین کو اس ملک سے حاصل
ہوا ملازمت کرنی ابو الفتح کی ہے کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور ممدوح خواص و عوام تھا بالتخصیص انشا پردازی اور خوشنویسی
میں عدیل و نظیر نرکھتا تھا اور ابو الفتح بانور کا منشی تھا اور بانور کے اخراج کے بعد وہ لبست کے گوشہ میں پوشیدہ تھا
امیر سبکتگین اُسکے حال سے واقف ہوکر مشتاق ہوا اور اس فاضل بلاغت شعار کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا
اُسکی قابلیت کے قامت کو خلعت فاخرہ اور انواع انعام سے آراستہ کرکے میر منشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز
کیا اور سلطان محمود غزنوی کے ابتدائے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اُسکے بعد اس سے رنجیدہ ہوکر ترکستان
کی طرف چلا گیا القصہ جب امیر ناصر الدین سبکتگین لبست کیطرف سے فارغ ہو اعنان عزیمت موضع قصدار کی سمت معطوف
فرمائی اور دفعۃً اس مقام میں پہونچکر وہاں کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازموں کی سلک میں منتظم کرکے قصدار کی
جاگیر عطا کی اور اس فتح کے بعد ہندوستان کے غزا کا عازم ہوا اور آخر ۳۶۷ ہجری میں دیار ہند کیطرف متوجہ ہوا اور
ہندوستان کے چند قلعے مفتوح کرکے جا بجا مسجدیں تعمیر فرمائیں اور تاخت و تاراج سے غنائم وافر اپنے تصرف میں
لایا اور مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت کی اور جیپال بن ہتپال کہ قوم براہمہ سے تھا اور ولایت لاہور کو سرہند
سے لمغان تک اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور اس عرصہ میں حکام اسلام کے ضرر و مزاحمت
کے دفعیہ کیواسطے قلعہ بھٹنڈہ[قلعہ بہنڈا ۱۲] میں متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اسکے میدان
حکومت میں دراز ہوا تھا نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی بابت بیم اندیشہ کی کہ افواج جرار جمع کرکے
اور فیلان کوہ پیکر ہمراہ لیکر دیار اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے بھی لشکر ہمراہ رکاب لیکر غزنین سے
جنبش کی اور دونوں سردار سرحد ملتان کی جانب آپسمیں ستیزہ کش ہو گئے اور چند روز پیاپے سرگرم وغا رہے
اور اُن معرکوں میں سلطان محمود سے کہ ہمراہ اپنے باپ کے تھا با وصف خردسالی کے ایسے آثار شجاعت و مردانگی کے
ظاہر ہوئے کہ دیدۂ فلک پیر اُسکے مشاہدہ سے خیرہ ہے اور چند روز تک تنور مقابلہ اور مجادلہ کا گرم رہا اور غالب مغلوب سے
تمیز نہوا ایک جماعت نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ جیپال کے لشکر گاہ کے قریب بکٹ پانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اُس مقام میں
قدرے نجاست سے ڈالیں ابر تیرہ اور باد صرصر اور صاعقہ اور رعد اور سرما پیدا ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ
اندک نجاست اُس چشمہ میں ڈالو جب لوگ اُسکے کہنے کے موافق کاربند ہوئے خاصیت اسکی حیز ظہور میں آئی اور فوراً

[illegible]

آسمان پر تیرہ اور رعد اور صاعقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تار ہوا اور سرما سے سخت اسقدر جوہر ہوا پر غالب ہوا کہ گھوڑے اور تمام حیوانات کثرت سے تلف ہوئے اور سردی کے سبب خون ہندون کی رگون مین منجمد ہوا اور انمین حرکت کی طاقت مطلق نرہی اور سب تضرع و زاری مین مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت انکی دیکھکر ایلچی مع تحف و ہدایا امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو مین حکم اسکا اپنے ملک مین نافذ کرون اور چند زنجیر فیل کوہ پیکر اور علاوہ اُسکے اور تحفہ بھی آپکی خدمت مین بھیجونگا امیر ناصر الدین سبکتگین نے وفور مروت سے چاہا کہ فوراً ملتمس اُسکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پذیرا کرنے سے ممانعت کی اسواسطے انقطاع صلح مین توقف واقع ہوا جیپال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کرکے یہ گذارش کی کہ جہل اور تعصب اہل ہند خصوصاً فرقہ راجپوت کا شاید ضمیر انور پر پوشیدہ نہین جاہلی اور بیفکری انکے ساتھ اس نہایت کی ہے کہ شدت کے وقت اور اضطرار کی حالت مین اول جو کچھ اموال اور نفائس سے کہ اُنکے تصرف مین ہے تمام و کمال اُس آگ مین کہ جسکی پرستش کرتے ہین ترقی درجات اخروی کا سبب جانکر ڈالتے ہین پھر ملاحظہ کرتے ہین اگر رہائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود ہے اپنے قاعدہ پر عمل کرکے جوارہی اور دُرارہی اپنے آگ مین ڈالتے ہین اور جب دیکھتے ہین کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس اب کچھ باقی نہین رہا ایک دوسرے کو رخصت کرکے اسقدر دشمن سے حرب و ضرب کرتے ہین کہ تمام ہلاک ہو جاتے ہین اور خاک کے سوا اُنسے کچھ باقی نہین رہتا ہے اب کام ساتھ اس نہایت کے پہونچا ہے کہ ساتھ دستور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کرین اگر آپ اسمین فائدہ دیکھتے ہین تو مختار ہین ورنہ صلح کرکے ہمپر بار احسان رکھین سلطان محمود کو ہنود کے صدق گفتار مین جب شک باقی نرہا صلح کی اجازت دی اور یہ تجویز ہوا کہ جیپال دس لاکھ درم اور پچاس فیل پیشکش کرے پھر جیپال نے ایک مردم عمدہ اپنے سے بطور گرو اور ضمانت سپرد کرکے ایک جماعت مسلمانون کو مال اور افیال سپرد کرنیکے واسطے ہمراہ لیگیا اور لاہور مین پہونچکر نقض عہد کرکے امیر ناصر الدین کے ایلچیون کو مقید کیا اور کہا جبتک امیر ہمارے آدمیون کو کہ گرو لیگیا ہے نہ بھیجے گا ہم بھی انھین رہا نکرونگا کہتے ہین کہ اُس زمانے مین یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤن کی دیوان داری کیوقت چند برہمن دانشمند داہنی طرف بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریون کی بائین طرف اور جسوقت کوئی عمدہ مہم کا سامان ہوتا تھا یہ لوگ راجاؤن کو رائے دیتے تھے لیکن حسن عقیدت سے فہمایش کرتے تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ جیپال ایسا کارنا شایستہ کیا چاہتا ہے سبھون نے متفق ہو کر راجہ جیپال کی خدمت مین عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت اندیشی مین ایسا مشاہدہ کرتے ہین کہ نقض عہد کی شامت سے ادبار اس ملک پر دو اسپہ تاخت لاویگا اور ہم برباد ہونگے راجہ اس نزک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزین ہوا ہے مخاصمت اور ستیزہ کرے اور جن اشیا کا بھیجنا اپنے ذمہ ہمت پر قبول اور منظور کیا ہے فوراً ارسال فرماوے اور ایک خلق کو امن و امان کے مہد مین سلا رکھے جیپال نے کہ جسپر وقت ادبار و نکبت پہونچا تھا انکی التماس قبول نہ کی امیر ناصر الدین سبکتگین حقیقت حال کے اطلاع کے بعد بقصد انتقام دریائے جوشان و خروشان کیطرح لشکر گران لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا اور جیپال نے بھی اور راجاؤن سے استعانت و استمداد طلب کرکے سپاہ بیشمار فراہم کرکے جنگ کیواسطے مستعد ہوا منقول ہے کہ اُس سال تمام راجاؤن نے اپنی بقاے دولت کا باعث سمجھکر اُسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجے مثلاً پٹنہ کی کمک کی بالتخصیص دہلی اور اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے راجہ نے کمک کے بارے مین دریغ جائز نرکھا اور اپنے لشکر کے انتخاب اور خلاصہ کو مع خزانہ خوب پنجاب مین روانہ کیا

ع کہتے ہین کہ عمائد نے یہ رائے دی تھی اور برہمنون نے عہد توڑنے کی رائے دی تھی ۱۲

خلاصہ یہ ہے کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار اپنے علم کے سایہ میں مجتمع دیکھکر دلیرانہ اسلامیوں کی حرب کے لیے روانہ ہوا اور جب دونوں سپاہ مقابل ہوئیں امیر ناصر الدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کمیت تحقیق کرنیکے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھکے ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ ایک دریا ہے بے پایاں اور ایک لشکر مثل مور و ملخ کے فراوان لیکن اپنے تئیں ایک قصاب سمجھا کہ گوسفندوں کی کثرت سے نہیں اندیشہ کرتا ہے اور ایک شاہین تصور کیا کہ کلنگوں کی صف سے نہیں ہراسان ہوتا اُسکے بعد سپاہ کے سرداروں کو روبرو اپنے بلایا اور ہر ایک کو باستمالت تمام جہاد اور غزا کے بارہ میں تحریص اور ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی باری پانسو مرد کاری میدان کارزار میں قدم رکھکر داد جوانمردی دیں اور جب وہ لڑتے لڑتے تھکجاویں پانسو مرد اہل نبرد اور تازہ زور دشمن کے مقابلہ میں مشغول ہوویں القصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچایا کہ باوصف کثرت افواج اثر ضعف کا کفار کے بشرہ پر ظاہر ہوا اُسوقت مبارزان خونریزہ اسلام نے بہیئت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بیشمار قتل کیے اور بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی غازیان اسلام نے نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کرکے قتل و خونریزی میں تقصیر کی اور غنیمت وافر لیکر ولایت لمغان اور پشاور اور نہر نیلاب کے کنارہ تک اُنکے عمال کے تصرف میں آئی اور شعائر اسلام نے اس ولایت میں رواج پایا اور سکہ و خطبہ امیر ناصر الدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح نمایاں کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین نے ایک کو امرا نامدار سے دو ہزار سوار سے پشاور میں تعین کیا اور افغانان و خلج کہ اُس حدود میں صحرانشین تھے اپنے لشکر کے زمرہ میں جگہ دیکر غزنین کیطرف روانہ ہوا اور اُس عرصہ میں امیر نوح سامانی نے ابو نصر فارسی کو امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت میں بھیجا اُسنے فائق کی بدفعالیاں ظاہر کیں اور فوجی مدد چاہی امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حمیت حرکت میں آئی اور بسبیل استعجال ماوراء النہر کی طرف نہضت فرمائی امیر نوح ولایت سرخس تک امیر ناصر الدین کی پیشوائی کو آیا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی تھی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اُترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھیں امیر نوح نے اس کو منظور کر لیا تھا لیکن جب امیر ناصر الدین سبکتگین کی آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیئت سلطانی امیر ناصر الدین پر ایسی چھائی کہ بیساختہ گھوڑے سے اُترکر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اُسے آغوش میں کھینچا اور اُن دونوں سعادتمند کی ملاقات سے ایک راحت دلوں کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواص و عوام کے باغ دل میں اور چمن خاطر میں شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے میں اسکے مانند میسر ہوئی تھی القصہ بعد فراغ صحبت اور ضیافت کے تقریباً کلام انتظام مملکت و دفع منازعان میں واقع ہوا اُس پر قرار پایا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین میں جاکر فوج کے اجتماع میں کوشش کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین اور اُسکی اولاد اور توابع کو خلعتہائے فاخرہ شاہانہ اور اعطاف خسروانہ سے ممتاز کرکے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخارا کی طرف جاکر فوج کشی کے تہیہ میں مشغول رہا اور جو امیر ابو علی سیمجوری نے کہ فائق ساتھ اسکے پناہ لیگیا تھا اوپر اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھواں اسکے کاخ دماغ میں صعود کرنے لگا اور اپنے خواص سے اس بارہ میں مشورہ کرکے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہو تو کس ولایت یا کوکس صاحب شوکت حشمت سے پناہ لیجانا انسب ہے سبھوں کی رائے نے اسپر قرار پکڑا کہ فخر الدولہ دیلمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھکر اُسکی دوستی کو حبل المتین جاننا چاہیے پھر ابو علی سیمجوری نے جعفر ذو القرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور ترکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے صحابت سے فخر الدولہ دیلمی اور اُسکے وزیر خوش تدبیر کیواسطے ارسال کیے اور
بنیاد دوستی اور محبت آپسمین مستحکم اور آمدورفت کے دروازے انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اسی عرصہ مین امیر ناصر الدین سبکتگین
بلخ مین داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہضت کر اُس سے جا ملا اور فائق اور ابو علی سمجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے
افواج گران سے ساتھ بالاتفاق دارا ابن شمس المعالی قابوس بن وشمگیر فخر الدولہ دیلمی کیطرف سے دو ہزار سوار بہ معاونت
اور امداد کیواسطے آیا تھا جنگ پر آمادہ ہو کر ہرات سے برآمد ہوے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحراے وسیع پسند کر کے
صفوف میمنہ اور میسرہ آراستہ کین اور خود اپنے فرزند دلبند سلطان محمود اور امیر نوح کے قلب لشکر مین قیام فرمایا جب
طرفین کی صفین مقابل مین صف آرا ہوئین میمنہ اور میسرہ ابو علی سمجوری کا امیر نوح کے برانغار وجرانغار پر غالب آیا اور پسپا
کیا اور قریب تھا کہ لڑائی بگڑنے سے کام ہاتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا بن قابوس قلب لشکر امیر علی سمجوری سے برآمد ہو کر
مسلح آور ہوا اور جب درمیان دونون صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت مین آیا اور نقد رخصت
حاصل کر کے سپاہ خراسان کے مقابل متوجہ ہوا امراے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ عذر دارا لیے موافقت ایک
جماعت کثیر کے ہوگا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف اور عاجزی کے آثار
مخالفون کے رخسارون سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پرخاش جو کے حملہ کیا اور مخالف اُس کے خوف اور
ہیبت سے سراسیمہ اور بدحواس ہو کر بھاگے اور سلطان محمود نے مفرورونکا تعاقب کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک گروہ کو اسیر کیا
اور بہت بابخت لوگ جنھون نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت و محاربت بلند کیا تھا اسقدر غنیمت اور اسلحہ اور سلب و سامان چھوڑ گئے
کہ اگر عشر عشیر اسکا دفعہ بعرض ناموس بیچے کا کرلے زمانے کے آسیب سے سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی سمجوری نے بھاگ کر
نیشاپور مین دم لیا امیر نوح نے امیر سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اُسکے فرزند سلطان محمود
کو سیف الدولہ ملقب فرما کر مشرف کیا اور منصب امیر الامرائی کا جو ابو علی سمجوری کے نام زد تھا سابق
سیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظفر و منصور ہو کر بخارا کیطرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین اور
سیف الدولہ سلطان محمود جب افواج بحر امواج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابو علی سمجوری مضطرب ہو کر جرجان
کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین تشریف فرما
ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور مین تنہا رہے امیر ابو علی سمجوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور
مین عازم ہوئے قبل اسکے کہ کمک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے سیف الدولہ محمود سے محاربہ کر کے
فائق ہوئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ایک لشکر جرار اور
ستیز فراہم کر کے نیشاپور کیطرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی مین امیر ابو علی اور فائق سے دوچار ہو کر جنگ مین مشغول ہوا
اور اُس درمیان مین کہ آتش حرب مشتعل تھی یکبیک امیر ابو علی سمجوری کے عقب فوج سے ایک غبار اٹھا اور انکشاف کے بعد
سیف الدولہ محمود مع سامان صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابو علی کو اسکے سوا کوئی تدبیر بن نہ آئی
کہ دونون جناح کو یعنی فوج میمنہ اور میسرہ کو ساتھ قلب کے متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب
لشکر پر حملہ آور ہو اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پاے ثبات زمین کین مین محکم کر کے اس حملہ کو رد کیا کہ اسی حال مین
سیف الدولہ سلطان محمود شمشیر خشمگین کے مانند پہونچکر امیر حملہ آور ہوا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت مضطرب کر دی امیر

ابو علی سمجوری اور فائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانستان سے بدحواس ہوکر بھاگے اور قلعۂ کلات میں تمام لیا اور اس فتح کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین بکام دل صدر فرماندہی پر متمکن رہا اور شعبان کے مہینے سنہ ۳۸۷ھ میں سو ستاون میں کہ عمر اسکی سے چھپن سال گذرے تھے حدود بلخ کے موضع ترمذ میں ہادم لذات یعنی پیک اجل اسکے سر پر وہ اسپ تاخت لایا اور قالب بیجان کو عماری میں رکھکر غزنین میں نقل کیا اسکی حکومت کے ایام بیس برس تھے اسکے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت بنوبت سلطنت کی باگ اپنے کف میں رکھکر لاہور اور اسکے اطراف پر متصرف رہے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزارت ابو العباس فضل بن احمد اسفراینی کے متعلق رہی اور وہ انتظام امور مملکت و سرانجام مہام سپاہ و رعیت میں یدبیضا دکھلاتا تھا اور جامع الحکایات میں منقول ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین اوائل حال میں کہ الپتگین کی خدمت میں شہر نیشاپور میں رہتا تھا ایک گھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز صحرا میں جا کر شکار کرتا تھا ایک روز حسب عادت صحرا میں پھرتا تھا ناگاہ ایک ہرنی دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے چرتی ہے اسنے اسکے دیکھتے ہی گھوڑا سرپٹ پھینکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پاؤں باندھکر زین پوش پر رکھ لیا اور شہر کیطرف متوجہ ہوا جب قدرے راہ طے ہوئی منہ پھیر کر دیکھا کہ اس بچہ کی ماں الفت مادری کے جوش سے پیچھے چلی آتی ہے اور اضطراب کرتی ہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ترحم و شفقت کی نظر مبذول کر کے اسکے بچہ کو چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوشوقت ہو کر صحرا کیطرف روانہ ہوئی اور روانگی کیوقت منہ پھیر کر امیر ناصر الدین کو دیکھتی تھی اور دم واپسین تک شادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی الغرض اس شب کو امیر ناصر الدین سبکتگین نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے امیر ناصر الدین سبکتگین اس تیری شفقت اور رحمت نے جو ایک جانور عاجز اور پریشان کے حال پر بجا لایا درگاہ صمدیت میں قبولیت کی عزت پائی اور دیوان احدیت میں سلطنت کا فرمان تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلائق کی نسبت بھی یہی شیوۂ پسندیدہ مبذول رکھے اور کسی حال میں صفت شفقت دست حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایۂ سعادت دارین یہی ہے اور مآثر الملوک میں لائے ہیں کہ سلطان محمود غازی ایام جوانی میں اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایۂ رعایت میں بعشرت و کامرانی بسر کرتا تھا اور اسنے غزنین میں ایک باغ جنت نشان نہایت نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ دلکشا اور روضۂ روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر بزرگوار اور اعیان دولت نامدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فرمایا کہ اے فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت مطبوع اور مقبول ہے لیکن اسطرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کر سکتا ہے سلاطین خوش تدبیر کے لائق حال وہ ہے کہ ساتھ تیاری اور نزہت گاہ ایسے مکانوں کے مشغول ہوں کہ دوسرے اسطرح کی تعمیر سے عاجز آویں سلطان محمود نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ اہل فضل و علم کے دلوں کی تعمیر ہے کہ نہال احسان انکے زمین دل میں بٹھا اور سعادت جاوید کا ثمر چنے اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحۂ روزگار پر چھوڑے جیسا کہ نظامی عروضی سمرقندی فرماتا ہے نظم بسا کاخ کہ محمودش بنا کرد ٭ کہ از رفعت تفاخر بر سما کرد ٭ نہ بینی زان ہمہ یک خشت بر جاے ٭ بنای عنصری ماند ہست برپاے ٭ تاریخ یمینی کے ترجمہ میں مسطور ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر آشناے محاورات میں شیخ ابو الفتح بستی سے کہتا تھا کہ ہم نوازل اسقام (جمع اسقم بمعنے بیماری ۱۲) اور عوارض امراض کے منقاسات میں گوسفند کے مانند ہیں کہ جب قصاب اسے اول مرتبہ پشم تراشی کیواسطے زمین پر گرا لیتا ہے اور ہاتھ اسکے محکم باندھتا ہے ایک شکل نامعہود (بمعنے بجھرط ۱۲) اور ایک حال ہمیشگی کے خلاف دیکھتی ہے نا امید ہوکر دل مرگ پر رکھتی ہے یہانتک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر رہا کرے اور آرام پا کر خوشوقت ہوتی ہے اور دوسرے مرتبہ جب قصاب کے

ہاتھ پڑتی ہے حال اُسکا خوف و رجا کے مابین ہوتا ہے اور اُس حالت کی نجات کے بعد اُنس کرنیوالی ہوتی ہے اور نفرت ہمیں صورت
سے نقصان قبول کرتی ہے اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کرنیکے واسطے زمین پر گراتا ہے وہ خوف وہراس کو اپنے دل میں مطلق راہ
نہیں دیتی اور عادت سابق پر واثق رہتی ہے یہانتک کہ بجبری میں تیغ ظلم سے اسکی حلق بریدہ اور جان شیرین جسم فنا سے برباد
ہو جاتی ہے ہم بھی اقسام اسقام اور انواع آلام میں افاقت کی امید پر مغرور اور مسرور رہتے ہیں اور مرگ ناگہان سے غافل
ہو کر زندگی کرتے ہیں اور دفعتاً ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کمند قضا گردن میں پڑتی ہے اور ہادم لذات بند اجل مضبوط کرتی
ہے کہ مرغ روح قفس عنصری توڑ کر پرواز کر جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ اس مثل کے درمیان اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے انقضائے عمر میں
چار روز سے فاصلہ زیادہ نہ تھا ذکر امیر اسمٰعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا جس وقت کہ
امیر ناصر الدین اس دارگذران سے رخت سفر آخرت باندھکر اول منزل میں گئے سیف الدولہ محمود نیشاپور میں تھا لہذا چھوٹا
بھائی اسکا امیر اسمٰعیل اپنے باپ کی وصیت کے بموجب قبۃ الاسلام بلخ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور دلجوئی دلہا سے رعایا اور
استمالت خواطر برایا کے بارہ میں سعی موفور پیش لے گیا اور باپ کے خزانوں کے دروازے کھولے اور زر خطیر سپاہیوں کو عنایت
کیا اور دلجوئی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ فرمایا لیکن باوجود ہیچ و ادا حسانکے امرائے بے انصاف اور دنیا پرست سے طمع گردن
طمع بلند کر کے مطالبات بیجا کرتے تھے اور ضبط میں نہیں آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ خبار سنے تعزیت نامہ تحریر کر کے
ابوالحسن جموی کے صحابت سے اپنے بھائی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اُسنے اس دارفانی سے
رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جہان میں تجھسے گرامی تر کوئی نہیں ہے اور تو میری آنکھو نکا تارا ہے جس شی کی تو مجھسے آرزو کریگا میں ہرگز
دریغ نکرونگا لیکن کبرسنی اور تجربۂ ایام اور وقوف و فائق امور سلطنت پر ملک کے ثبات اور دوام دولت میں دخل تمام رکھتا ہے اگر یہ
صفات تیری ذات میں موجود ہوتیں تو میں سب سے پہلے راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا اسکا باعث بعد مسافت
اور اسطرف کی محافظت کا اہتمام تھا اب مصلحت وہ ہے کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کر کے وجہ صواب کو خطا سے
پہچانے اور جو کچھ باپ کے متروکات سے ہے اُسے شریعت کے موافق تقسیم کرے غزنین کو کہ مطلع سعادت اور منشاء
دولت ہے مجھپر واگذاشت کرے تو میں ولایت بلخ کو مخالفوں کے خار وجود سے مصفا کر کے مع تمامی ولایت خراسان تیرے
سپرد کرونگا امیر اسمٰعیل نے یہ کلمات مشفقانہ گوش ہوش سے نہ سنے اور برادر شفیق کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے
بھی بمقتضائے آخر الدوا الکی کے برادر کے قلع اور قمع کے سوائے علاج نہ دیکھا اور اپنے عم بغراجق اور اپنے بھائی امیر نصر
بن امیر ناصر الدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کر کے نیشاپور سے عزیمت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا امیر اسمٰعیل بھی بلخ
سے اسطرف دوڑا جب دونوں لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمیلہ مبذول رکھے کہ امیر اسمٰعیل مقام مقاتلہ
سے تجاوز کرے اور صلح کا دروازہ اپنے منھہ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفیں آراستہ کیں اور
امیر اسمٰعیل بھی اپنے یاروں سے آیا اور قلب اور جناح پیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیے اُسوقت لشکر طرفین نے تیغ میان
سے لی اسقدر قتل میں کوشش کی کہ شمشیر آہنی ضمیر مردان کارزار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون روتی تھی عاقبت الامر
سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب میں قیام رکھتا تھا اسمٰعیل کے ارکان لشکر میں تزلزل واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ
میں متحصن ہوا سیف الدولہ محمود نے اُسی عہود و مواثیق پر قلعہ سے برآوردہ کر کے کنجیان خزاین کی اُس سے لیں اور عمال معتمد
علاقوں میں مقرر کیے اور خود بلخ کیطرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمٰعیل اپنے بھائی کی مصاحبت میں بسر لیجاتا تھا سیف الدولہ محمود نے

[illegible] ۳۸۷ھ

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسمٰعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ مین تیرا ستارہ موافقت
کرتا اور تو فتحیاب ہوکر مجھے اپنے پنجہ مین گرفتار کرتا میرے حق مین کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل مین یہ امر
جاگزین ہوا تھا کہ جو مین تجھپر ظفریاب ہوں ایک قلعہ مین محبوس کرکے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کرون
جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکنون خاطر تھا اطلاع ہوا اس مجلس مین خاموش رہا اور چند روز کے
بعد اسے ایک قلعہ مین جرجان کے محبوس کیا اور رفاہ عیاشی کے سامان اور ما یحتاج سے جو کچھ چاہیے مرتب فرمایا اور امیر اسمٰعیل نے
جیسا کہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محل مین آخر ہوئی من حفر بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ ۔ تذکرہ
**واقعات یمین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا** ۔ حاویان خصائل حقیقی
وحاکیان فضائل معنوی اقلام خجستہ ارقام سے صفحات مولفات پریون ثبت کر گئے ہین کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ
اقسام سعادت دینی اور دنیوی سے فائز ہوا اور شہرہ اسکی عدالت اور جہانبانی کا اور آوازہ اسکی شجاعت و کشورستانی کا قاف سے قاف
تک پہونچا اور جہاد کی برکات سے امر غزا مین اعلام اسلام مرتفع اور بلند فرمائے اور بنیاد ارباب کفر و ظلام کی اکھاڑ دی اور
ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی مین سیل کے مانند نشیب و فراز سے اندیشہ نکرتا تھا اور وقت جلوس سریر سلطنت
کامرانی پر انوار معدلت اسکا شعاع خورشید کے مانند سب جگہ پہونچا بیت ہمش ہوش دل بود و ہم زر بدست ٭ بہین
ہر دو برتخت شاہی نشست ٭ لیکن بعض کتب مین معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال دنیوی
فراہم کرنے مین نہایت حریص تھا اور بخل و امساک کے طریقہ ناستودہ مین مبالغہ کرتا تھا قطعہ بود بخل از فضل وسخاوت
شرافت ٭ نگہ داشتی در میان صد ہزار خزائن ٭ بسے داشت پر از گہر ٭ ولے زان نشد مفلسے بہرہ ور ٭ اس کتاب کا مؤلف
محمد قاسم فرشتہ فرماتا ہے کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والاشان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی سے ہے یا ان
اسکے زر دوست ہونے مین شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد مین دل کھول کر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات
ابو نصر مشکانی اور مجلدات ابوالفضل اس قول کی شاہد ہین کہ اسقدر علما اور فضلا اور سپاہ اسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اور خوان
جود اور مائدہ احسان اسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عمائد زمانے کے اور بادشاہونکو کم نصیب ہوتے اور نہ ہوسکے
اور اہل عرفان جانتے ہین کہ یہ امر بدون صرف درم و دینار میسر نہین ہوتا اہل حیثیت اور ہنرمندونکو دوست رکھتا تھا اور انھین مع رو
انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرری ہر سال چار ہزار درم سالانہ انکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف
اعطاف سے انھین نوازتا ہان دو چیزین اس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئین ایک قصہ فردوسی کا دوسرے
آخر عمر مین بے سبب رعایا اور تونگرون سے زر لینا کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی حسن و جمال ظاہری سے عاری تھا
ایک روز اپنی صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اور اپنی بدصورتی مشاہدہ کرکے متالم و متفکر ہوکر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہے کہ بادشاہونکے
دیکھنے سے آنکھون مین بینائی زیادہ ہوتی ہے اور یہان معاملہ بالعکس ہے اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت
صدمہ اٹھاتے ہین وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزارمین سے ایک نے دیکھی خصلت تیری سبھون کو شامل ہے پس
خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ پر قیام فرما تو دلونکا محبوب ہے یمین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق
سیرت پسندیدہ اس انتہا کو پہونچائی کہ تمام بادشاہون سے سبقت لیگیا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہے اور
والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اسواسطے اسکو زابلی کہتے ہین جیسا کہ فردوسی کہتا ہے قطعہ خجستہ درگہ

محمود زابلی دریاست کدام دریا کہ آنرا کنارہ پیدا نیست • شدم بدریا و غوطہ زدم ندیدم در • گناہ بخت منست این گناہ دریا
نیست • سلطان محمود شب عاشورہ ۳۵۷ھ تین سو ستاون ہجری میں پیدا ہوا اور کتاب منہاج السراج جرجانی اس امر کی مخبر ہے
کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اسکی ولادت کے پیشتر امیر
ناصر الدین سبکتگین نے خواب میں دیکھا کہ اسکی مجلس کے آتشدان سے ایک شجر نہایت رفیع اور گھنا نکل طوبے کی نظیر
ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اسکے سایہ میں بیٹھ سکے جب بیدار ہوا اسکی تعبیر کے اندیشہ میں تھا کہ ایک مبشر نے محمود کے تولد کی
بشارت دی امیر ناصر الدین سبکتگین کا غنچہ دل اس نسیم شادمانی سے شاخسار کامرانی پر شگفتہ ہوا اور رویاے خواب سے محمود الابتدا و مسعود الانتہا
کا امیدوار ہوا جب یہ فرزند ارجمند برج تقبل سے ساطع ہوا اسکا نام محمود رکھا چند عرصہ کے بعد اسکا نہال اقبال اس طرح سے سایہ
گستر ہوا کہ ربع مسکون کے باشندے اسکے ظلال میں استظلال کرتے تھے اور شاہنامہ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہے کہ یہ
دو بیتیں آئین ہند میں ایسا ہے • جہاندار محمود شاہ بزرگ • بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ • چو کودک لب از شیر مادر بشست •
ز گہوارہ محمود گوید نخست • امیر ناصر الدین سبکتگین نے انہی ساعات میں اس مولود کے تفاؤل کیواسطے سندھ کے بتخانہ کو کہ آب سندھ
کے کنارے واقع تھا توڑ کر مسمار کیا اور موافقت طالع اسکے بخت نے مطالع صاحب دین سے اپنا کام کیا اور اسکے جلوس کے
سال اول میں ایک معدن زر سیستان میں ایک درخت کی شکل میں تین گز زمین سے برآمد ہوئی اور جس قدر اسے کھودتے تھے
زر خالص نکلتا تھا اور اسقدر اس کان کا سلسلہ ہوا اور وہ کان امیر مسعود تک باقی رہی اور سلطان مسعود کے عہد سلطنت میں زلزلہ
کے سبب سے غائب ہوئی اسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی مہم سے فارغ ہوا بلخ کی طرف
نہضت فرمائی اور سبب اسکے کہ منصب امیر الامرائی خراسان کا بکتوزن کے متعلق ہوا تھا ایک ایلچی بخارا میں امیر منصور کے
پاس بھیجکر اظہار رنجش کیا اور اسنے جواب دیا کہ میں نے بلخ اور ترمذ اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن اس سلطنت
کا بندہ ہے اسکے عزل کا فرمان دینا مناسب نہیں ہے سلطان محمود نے ابو الحسن حموی کو ساتھ تبرکات اور تحائف بیشمار
بخارا میں بھیجکر امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہے کہ سرچشمہ دوستی اور اخلاص کو بے التفاتی کے غبار و خاشاک سے مکدر اور تیرہ
نکریں اور میرے اور باپ کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ میں ثابت ہیں بیک لخت نظر انداز نفرمائیں اور رشتۂ الفت شکستہ نہوے
اور متابعت اور اطاعت کی بنا انہدام سے محفوظ رہے جب ابو الحسن حموی بخارا میں پہونچا امیر منصور نے اسے منصب وزارت
کی نوید دیکر اپنی ملازمت میں رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کیطرف ہرگز توجہ نفرمائی سلطان محمود بضرورت نیشاپور
کیطرف متوجہ ہوا اور بکتوزن اسکی غرض سے واقف ہو کر کسی طرف نکلگیا اور ایک عرضداشت بخارا میں بھیجکر صورت
حال گذارش کی امیر منصور مغرور مانند جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کرکے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک
کسی مقام میں توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تاب سپاہ سے مقابلہ کے نہیں رکھتا ہے لیکن سرزنش
اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کرکے نیشاپور کی حکومت سے دستکش ہو کر اسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کی
طرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی صلاح سے غدر کرکے امیر منصور کو گرفتار کیا اور اسکی آنکھوں میں سلائی کھینچی
اور اسکے بھائی عبد الملک کو کہ خوردسالی سے سن تمیز کو نہ پہونچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مرو کیطرف
بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب میں مرو میں داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت انکے شامل
حال ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے پرچم رایات پر چلنا شروع کیا اور فائق عبد الملک کو لیکر بخارا کیطرف روانہ ہوا

اور بکتوزن نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر چند روز کے بعد بخارا مین جاکر لشکر پراگندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاقاً اسی درمیان
مین فائق نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور ایلک خان نے کاشغر سے بخارا مین آکر عبد الملک اور
اُسکے توابع کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کہ اُنکی مدت ایکسو اٹھائیس برس تھی انتہا کو پہونچی اور سلطان محمود باستقلال
تمام بلخ اور خراسان کی حکومت مین مشغول ہوا اور جب آوازہ اُسکے اقبال کا اطراف عالم مین پہونچا بغداد کے خلیفہ القادر باللہ عباسی
نے ایک خلعت بیش قیمت کہ اس سے پیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا ارسال کرکے ساتھ لقب یمین الدولہ کے
سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر مہینے سنہ ۳۹۰ھ تین سو نوے مین بلخ سے ہرات مین دوڑا اور ہرات سے سیستان گیا اور خلف
بن احمد کو جو وہان کا والی تھا مطیع کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ مین ہندوستان کیطرف متوجہ ہوکر چند قلعہ مفتوح
کیے اور وہان سے سالماً غانماً مراجعت کی اور حسب عادت قدیم اسطرح سے عدل و داد کا فرش بسیط زمین پر بچھایا کہ اس کی محبت
خاص و عام کے دل مین جاگزین ہوئی اور ایلک خان نے بطریق دلجوئی ایکبارگی آل سامان کے تصرف سے برآوردہ کی اور تحفہ تہنیت
استیلاے ممالک خراسان کا سلطان محمود کی خدمت مین ارسال کیا اسواسطے دونون بادشاہون کے درمیان مین بناے
دوستی اور یگانگی نے استحکام قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابو الطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو کہ ائمہ اہل حدیث سے تھا برسم رسالت ایلک خان [علماء ۱۲]
کے حضور مین بھیجکر ساتھ خطبہ کریمہ کے کہ ایم اُسکے سے رغبت کی اور نفائس بیحد یاقوت اور لعل ہاے قیمتی اور لآلی مروارید و مرجان [جمع یاقوت ۱۲]
اور سفینہ عنبر و اوانی سیم و زر مشحون بمشمومات کافور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت اور شمشیر ہاے آبدار اور پیلان جنگی کوہ پیکر و ملابس
اور مناطق مرصع سے آراستہ کہ دیکھنے والونکی آنکھ اُنکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رہوار بازین زر و ساز ہاے مرصع
اُسکی مصاحبت مع طبق تحفے روانہ کیے اور امام ابو الطیب سہل جب ترکستان کے ملک مین پہونچا اس ملک کے اہالی اور سردار ایلک خان
کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اُسکے عہد فرخندہ مین شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے اُسکے اعزاز و اکرام مین
نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابو الطیب کو اسوقت تک کہ ایلکخان کی ملازمت مین فائز ہوا اوزکند مین مقیم کیا اور اسلیے درتیم
کو کہ واسطے تحصیل اُس در کے دریاے ترکستان کی غواصی کی تھی دستیاب کرکے ساتھ نفائس اور غرائب اس ولایت کے مثل
زر خالص اور سیم ناب اور کنیزان خطائی اور ماہرویان چینی اور قاقم اور سنجاب و سمور اور انواع تبرکات دیگر بازگشت کی اور فائز المرام
ہوکر سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کار نمایان کے مصدر انواع عواطف شاہانہ
اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اُسکے بعد مدت ہاے مدید اور عرصہ ہاے بعید تک سلطان محمود اور ایلک خان
کے درمیان مین دوستی اور یگانگی کی بساط گستردہ تھی یہانتک کہ چشم زخم ایام نافرجام اور سعایت نمام بدانجام سے محبت ساتھ
عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب اسکا شمہ اللہ کی توفیق سے قلمی ہوگا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے جو تمام
ممالک مین مشہور ہوا تھا کہ مین اکثر سنوات مین مہمات سلطنت سے فارغ ہوکر دیار ہند مین جاکر مراسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگا اس
واسطے ماہ شوال سنہ ۳۹۱ھ تین سو اکیانوے ہجری مین غزنین سے پھر عزیمت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب
ظفر انتساب لیکر پشاور مین آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور تین سو زنجیر فیل سے مقابل آکر معرکہ جنگ
آراستہ کیا اور محرم کی آٹھوین تاریخ روز شنبہ کے دن کہ سنہ ۳۹۲ھ تین سو بانوے ہجری تھے فریق ناجی اور فریق ناری سخت ہوکر لوازم
شجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پاکر غازی ملقب ہوا اور جیپال پندرہ تن فرزندون
اور عزیزون سے اسیر ہوا اور پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئی ان مین سے سولہ حائل مرصع یعنی مالے

اور وہ لڑی گوہر ہموار اور خوش آب اسیروں کی گردن سے اتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ میں گذرے تھے مبصر جوہریوں نے
قیمت ایک مالے کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ تشخص اور مقرر کی اُسکے بعد سلطان محمود پشاور سے قلعہ بھٹنڈہ میں گیا
اور افضال الٰہی سے اُسے بھی مسخر کیا اور چونکہ موسم بہار قریب پہونچا تھا سلطان محمود نے اولوا العزمی سے جیپال اور دوسرے
اسیروں کو باج اور خراج قبول کرنیکے بعد امان دیکر رہائی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیسوں کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو
چاکروں میں منسلک فرما کے معاودت فرمائی کہتے ہیں ہنود کے طریقہ میں وہ ہیکہ جو راجہ کہ دو مرتبہ مسلمانوں سے شکست پاوے
یا قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہوا اور گناہ اُسکا آگ کے سوا پاک نہووے اسواسطے جیپال نے اپنے فرزند انندپال
کو ولیعہد کرکے اپنے تئیں آگ میں ڈالکر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۳ سنہ تین سو ترانوے میں پھر سیستان کیطرف روانہ ہوا اور خلف
کو اس مرتبہ غزنین میں لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اُسے ہوس ہوئی اور ۳۹۵ سنہ تین سو پچانوے میں شہر بہاطیہ کی سمت نہضت
فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے ملتان کے باہر وارد ہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ نسر طائر اُسکے شرفات میں نہ پہونچ سکتا تھا
اور خندق اُسکے گرد اگرد بحر محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا بجے راو نامی وہانکا راجہ تھا اور سپاہ اور افیال کی کثرت سے نہایت
غرور اُسکے سر پر غرور میں جاگزین تھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے امرا کی جو ہندوستان میں رہتے تھے اُنکی عزت نکرتا تھا اور جیپال
سے بھی جیسا کہ شرط فرمانبری ہے پیش نہ آتا تھا جب سلطان محمود اُسکے دفع کیواسطے اسطرف فوج کش ہوا بجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم
کرکے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور درمیان میں دونوں گروہ کے تین روز علے الاتصال کارزار اور حرب و ضرب
قائم رہی اور مقہور منصور سے مشخص نہوا قریب تھا کہ مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہونچے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے
اپنے لشکر میں یہ منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہیے کہ مردم اردو ملازم اور غیر ملازم جوان اور پیر جہاد پر مستعد ہو کر میدان جنگ
میں پیش قدمی کریں اور راجہ بجے راو بھی مسلمانوں کی عزیمت سے واقف ہوا اور بتخانہ میں آیا اور اپنے معبود سے کمک طلب کی
اور ہندوں کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہو کر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امراے
اسلام میمنہ اور میسرہ سے دست بقبضہ جوش و خروش میں آنکر ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور چاشت کیوقت سے
ظہر تک لوازم حرب و ضرب بہ پیش پہونچائے اور طرفین سے کشتوں کے پشتے ہوگئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کسیکے چہرہ
پر عیان نہوئی تھی سلطان محمود بھی قادر ذو الجلال اور معبود لایزال کی درگاہ کیطرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی روح پرفتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بنفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ لیکر لشکر کفار کے قلب پر تاخت
لایا اور ان کی جمعیت کو پریشان کرکے پسپا کیا اور بجے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کرکے
خندق کے پاٹنے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور چوب سے پر ہو بجے راو نہایت مضطرب ہوا اور لشکر
اپنا سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواصوں کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل میں جو کنارے
آب سند کی حوالی میں پناہ لیگیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک فوج دلیران اسلام سے اس کے تعاقب
میں تعین فرمائی اور شیران بیشہ وغا نے اس گاؤ پر دغا کو اس بیشہ میں جاتے ہی نقطہ پرکار کی صورت چاروں طرف سے
گھیر لیا اور راہ گریز نہ رہی بجے راو نے مرنیکے سوا اپنا مفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خنجر بران کھینچکر اپنے سینہ پرکینہ کو چاک کیا غازیان
اسلام نے اُسکا سر سلطان محمود کے پاس روانہ کیا اور تیغ بیدریغ اُسکے ہمراہیوں اور تابعوں پر حملہ کرکے ایک خلق کثیر مقتول کی اُسکے
بعد دو سو اور اسی زنجیر فیل اور بردہ اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اُسکے باشندے سلطان محمود کے ممالک محروسہ میں شامل ہوئے

اور سلطان محمود نے مظفر اور منصور ہو کر غزنین مین مراجعت فرمائی اور ۳۹۶ھ تین سو چھیانوے ہجری مین ملتان کے تسخیر کی عزیمت
کی اور لشکر کے حصار کا حکم نافذ کیا اسلیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ مسلوک رکھکر
خدمات شائستہ پیش پہونچاتا تھا اُسکے بعد اسکا پوتا ابوالفتح داود بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا ابتدا مین اپنے باپ
دادا کی سنت پر عمل کر کے آپکو سلطان کے ملازمون مین شمار کرتا تھا لیکن اُس زمانے مین کہ لشکر اسلام بلدہ بہاطیہ کے محاصرہ
مین مشغول تھا اواہاے خارج عقل سے سرزد ہر اعمال ناشائستہ کا مصدر رہا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھکر
عین اغماض سے طرح دیکر کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زین الاخبار کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ سلطان
نے اس نظر سے کہ وہ واقف نہونے پاوے انندپال کیطرف سے راستہ اختیار کیا لیکن بدبخت انندپال منحرف ہوکر سد راہ ہوا اور
شکست کھا کر کشمیر کیطرف بھاگا اور الفی نے یون لکھا ہے کہ جب ابوالفتح سلطان محمود کی خبر آمد سنکر سراسیمہ ہوا تو انندپال کو سلطان کے
ارادہ سے آگاہ کر کے کمک چاہی اور اسنے اُسکی مدد بہمت باندھی لاہور سے پشاور روانہ ہوا اور اپنے امیرونکی ایک جماعت
بھیجکر سلطان محمود کی سد راہ کی تو اُسکی روانگی کے مانع ہون سلطان محمود یہ ماجرا دیکھکر غضبناک ہوا اور لشکر کو انندپال کی
جنگ اور اُسکے بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیون نے حکم کے موافق اُسکے سردارون کو کہ جسارت کا علم بلند کر کے روبرو آئے
تھے تیغ قہر سے پامال کیا اور سنگ تفرقہ انکی جمعیت مین ڈالا اور انندپال اس حال سے آگہی پاکر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا
لشکر اُسکے تعاقب مین سودرہ کے اطراف اور آب چناب کے ساحل پر پہونچا انندپال ہراسان ہوکر کشمیر کے پہاڑون پر بھاگا
اور سلطان نے اُسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور بہنڈہ کے راستہ سے ملتان کیطرف کہ اس یورش سے غرض اصلی اُسکی ملتان کی
تسخیر سے تھی روانہ ہوا اور ابوالفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچار مقاومت کی صلاح نہ دیکھی اور قلعہ بند
ہوا اور عجز وزاری کا دروازہ مفتوح کر کے متعہد ہوا کہ مین ہر سال بیس ہزار درہم سرخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کر کے
مذہب الحاد سے احتراز کرونگا سلطان محمود نے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کرنیکے اس اقرار پر صلح کر کے معاودت کے تہیہ
مین تھا کہ دفعتہً ایلچی ارسلان جاذب حاکم ہرات کے پاس سے پہونچا کہ ایلک خان کے لشکر ادھر آئے ہین اور ملک کو خراب کرتے
ہین سلطان محمود نے بتعجیل تمام مہمات بہنڈہ کے سکھپال کو سپرد کیے جو کہ راجہاے ہند کے فرزندون مین سے تھا اور پشاور مین
ابوعلی سنجوری کے ہاتھ مین گرفتار ہوکر مسلمان ہوا تھا اور اُسے آب ساہی کہتے تھے اور خود غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی
داستان کی یون ہی کہ مدت مدید تک بساط محبت و مودت درمیان سلطان محمود اور ایلک خان کے گسترده رہی اور علاقہ
مصاہرت اور دامادی کا مستحکم اور استوار رہا یہانتک کہ مفسدون کے فساد اور سخن چینون اور چغلخورون کی چغلخوری کے
سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ مبدل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کی طرف نہضت فرمائی اور خراسان
کا میدان دلیران شیر افگن کی مہابت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت پاکر اس ولایت کی تسخیر کی طمع کی
اور سباشی تگین کو کہ اُسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بیحساب جمع کر کے خراسان کی طرف روانہ کی اور
جعفر تگین کو بطور شحنگی کے دار الملک بلخ مین مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے واقف ہوکر تختگاہ کی
حفاظت کیواسطے ہرات سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت نے سلطان محمود کے
ایام غیبت کی درازی اور انواع اراجیف کے انتشار کے سبب ایلک خان کے ساتھ مطاوعت اور فرمانبرداری کا
طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین مین داخل ہوا ایک لشکر باشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر مواج کے مانند فراہم کر کے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جعفر تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہوکر ترمذ مین بھاگ گیا اور ارسلان جاذب سلطان کے
حکم کے موافق سیاوش تگین کیطرف متوجہ ہوا اور ہرات سے برآمد ہوکر ماوراء النہر کی غزمیت کی ایلک خان نے قدرخان سے
جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدرخان پانچ ہزار فوج سے اُسکی کمک کو آیا ایلک خان نے اُسکے اتفاق سے آب
جیحون سے عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ پہونچا سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بنفس نفیس
صف کارزار آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصیر الدین والی جرجان اور ابو نصر فریعون اور عبداللہ طائی کے
سپرد کی اور میمنہ التونتاش حاجب کے حوالہ کی اور میسرہ ارسلان جاذب اور امراے افغانان اور خلج کے تفویض فرمائی اور پانسو
فیل کوہ تمثال افواج بحر مواج کے آگے ایستادہ کیے اُسطرف ایلک خان نے بھی قلب لشکر مین قرار کیا اور قدرخان کو میمنہ اور جعفر تگین کو
میسرہ مین مقرر کیا جب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی یہانتک سیاہی نظر جاتا تھا سوارون کا پرا نظر آتا تھا فردوسی
نہان گشت خورشید گیتی فروز بپوشید گفتی ز شب بود روز ز شد از سم اسپان زمین الا رنگ ز زنبیرہ ہوا شد چو پشت پلنگ
پھر دونون لشکر مثل دو بحر زیبق ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور گھوڑون کی صدا سے آسمان کے کان بہرے ہوگئے
اور تازیون نے اپنے سم کے غبار سے فضاے سپہر تیرہ کیا اور آتش حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر آبدار اور سنان
شعلہ کردار کی آبیاری سے خون دلاورون کا معرکہ کی خاک مین آمیختہ ہوا اور ایلک خان غلامان خاصہ کی افواج ہمراہ لیکر اپنی صف
سے برآمد ہوکر دار وگیر مین مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان ایلک خان کی مشاہدہ کرکے گھوڑے سے اترا اور تضرع وزاری سے
منہ اپنا خاک عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے ظفر ونصرت کی مسئلت کی اور نذر اور صدقات اپنے اوپر واجب کیے اور افضال آلہی
پر اعتماد کرکے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر ژیان کے مانند ایلک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا چونکہ اُسکی نظر فضل رب پر تھی ناگاہ
عنایت سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیل مست نے ایلک خان کے علمدار کو خرطوم مین لپیٹ کر سنگریزہ
کی طرح پھینکدیا اُسکے بعد ترکون کی صف کیطرف جھکا اور خلق کثیر اور جم غفیر کو عرصۂ ہلاک مین داخل کیا جب دلیران صف
شکن سلطان نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قادر یہمال کے افضال سے اپنے فیل مست سے دشمنون پر حملہ آور ہوا یکبارگی
جوش وخروش مین آنکر چپ وراست سے صفوف آعدا پر جا پڑے اور تیغ بید بلیغ کی ضرب اور طعن سنان جانستان
سے ترکون کو خاک ذلت پر ڈالا یہانتک کہ ایلک خان اور قدرخان اپنی زندگی سے مایوس ہوے اور بہزار حیلہ معرکہ سے باہر
گئے اور برق کے مانند بھاگ کر آب جیحون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ مین کسی مقام پر باگ نہ روکی اور دوبارہ خراسان
کے تسخیر کا خیال اپنے سر پر غرور مین نہ لائے اور تاریخ یمینی مین مسطور ہے کہ یمین الدولہ سلطان محمود نے ایلک خان کی ہزیمت کے بعد
تعاقب کی غزمیت فرمائی چونکہ موسم سرما تھا اور اس حدود مین سردی اور برف ریزی اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اُسکی تاب
نہ لاسکتا اکثر امرا اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اس بارہ مین بجد تھا ناچار دو کوچ اُسکے تعاقب مین
گیا تیسری شب کو بیابان مین برف عظیم اور سرماے شدید نے زور شور کیا اہلکارون نے سلطان محمود کیواسطے ایک بارگاہ
ایستادہ کرکے منقل ہیزم بار حاضر کین چنانچہ اکثر حضار مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جامہاے زمستانی بدن سے
دور کرین اسی اثنا مین مسخرہ دلچک سلطان محمود کی بارگاہ مین حاضر ہوا سلطان نے از روے ظرافت دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا
اور میری طرف سے سرما سے کہہ جانکندنی تیری کیا ہے ہم یہان گرمی کے سبب سے قریب ہے کہ سر دیکیا جامہ اپنے بدن سے
تبدیل کرین دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

عہ اکثر نسخون مین بجائے بھائی کا نام امیر نصر بن ناصر الدین ہے اور ابو النصر فریغونی بقاف بجاے عین ۱۲

سرما کو پہونچایا وہ کہتا ہی کہ اگرچہ سردست میرا ہاتھ سلطان اور اسکے مقربون کے دامن تک نہین پہونچتا ہی لیکن مجھے ہون
اور شاگرد پیشہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اسکے مقرب اپنے گھوڑونکی تیمارداری خود بدولت
کرینگے اور ہماری طرف سے غبار خاطر شریف مین نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ اسوقت خوش طبعی سے ظاہر کچھ نہ کہا لیکن اس
غربت سے دلمین پشیمان ہوا اور واپسی کا قصد کرلیا ناگاہ اسی شب کو ہندوستان کی طرف سے یہ خبر مسامع مبارک مین پہونچی کہ جے
سار تمردی سے مرتد ہوکر دین حق سے پھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھکر پادشاہی عمال کو اس دیار سے نکال دیا اسواسطے
سلطان نے علی العجل عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف فرمائی اور کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور ان امراکو جنکی جاگیرین ہندوستان
مین تھین بجناح استعجال پیشتر روانہ فرمایا وہ لوگ آب سار کو گرفتار کرکے دربار مین حاضر لائے سلطان محمود نے چار
لاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی سنتگین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا یہانتک کہ وہ قید ہی مین مرگیا اور اس
وقت آنحضرت نے عطف عنان کرکے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر استراحت پر تکیہ زن ہوکر آرام فرمایا اور سنہ ۳۹۹ھ
تین سو ننانوے ہجری مین انندپال کی گوشمالی کا آہنگ کیا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اسنے قصد تسخیر ملتان مین بے ادبی
کی تھی اور لشکر فراہم کرکے ہندوستان کے یورش کا عازم ہوا اور یہ خبر سنکر انندپال نہایت پریشان ہوا اور ہندوستانی راجاون
سے استمداد وطلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع ایذا کو موجب نجات اور ترقی درجات جانتے تھے ناچار بقصد ثواب ہند
اور اطراف کے تمام راجہ اسکی استمداد پر آمادہ ہوئے یہانتک کہ اوجین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ
فوج فوج لشکر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوئے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد مین جس قدر لشکر جمع ہوا تھا اسکی اس سے
بھی زیادہ تھا اس مرتبہ فوج کا جائزہ لیکر انندپال کو سوار کرکے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوئے اور پشاور کے صحرا مین
سلطان محمود کے لشکر کے قریب جاکر چالیس روز تک مقابل خیمے برپا کیے اور طرفین سے کوئی شخص سبقت اور پیش قدمی
نکرنے پایا لیکن روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا تھا اور اطراف و جوانب سے فوجین مدد کو پہنچتی رہین یہانتک کہ کفار کھکر بھی اس
مین شریک ہوئے اور ایک جنگ عظیم برپا کیا اور مسلمانون کی حرب مین ایسے ساعی ہوئے کہ انکی عورتین اپنا زیور فروخت کرکے
اور دور دور سے اپنے شوہرون کیواسطے بھیجتی تھین تو مصارف ضروری سفر مین صرف کرکے مسلمانون کی حرب مین کوشش
کرین اور جو عورتین کہ مقدرت نہ رکھتی تھین چرخہ کاتی اور مزدوری کرکے جو کچھ پیدا کرتی تھین مردم لشکر کیواسطے ارسال کرتی تھین جب
سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدویون کے مانند سلوک کرتے ہین اور انقطاع جنگ مین شرائط احتیاط بجالایا یعنی
اپنے لشکر کے دو طرف خندق وسیع اور عمیق کھدوائی تو چاہتا تھا کہ کفار دلیرانہ نہ آسکین اسکے بعد خود مین قیام کرکے چھ ہزار جوان
تیرانداز جنگی کے میدان آگے جاتے تھے اور کفار کو حیلہ ہاے سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کرکے اپنے لشکرگاہ کیطرف کھینچ لاتے تھے
اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے انکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوجود اس احتیاط کے کہ سلطان عمل مین لایا تھا تیس ہزار
کفار سر و پا برہنہ اور ہر ایک حربہ غیر مکرر ہاتھ مین لیکر دونون طرف سے عین کارزار مین دو طرفہ خندق سے عبور کرآئے اور سواران اسلام
پر آپڑے اور انسان اور گھوڑونکو لشکر اسلام کے زخمی شمشیر اور خنجر اور برچھی سے کرتے تھے خلاصہ یکطرفۃ العین مین تین چار ہزار مسلمانونکو
کوشہد شہادت چکھاکر روضہ رضوان مین داخل کیا اور اس اولوالعزمی سے انکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان بھاگ کے پیادہ دن
کے شر سے معرکہ سے کنارہ کش ہوکر اس روز جنگ موقوف رکھے جو کہ خدا کی فضل تھا قدرت سے قضیہ بالعکس ظہور مین
آیا کہ ناگاہ وہ فیل کہ جسپر انندپال سوار تھا صداے نفط و خدنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے ملوک ہند کے

مقدم پر فرار کا گمان کرکے سب نے ہزیمت کی راہ پائی اور عبداللہ طائی نے پانچہزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے
دو ہزار ترک افغان اور خلج سے دو شبانہ روز مفروریون کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اتارے اور تیس زنجیر فیل
اور غنیمت بیشمار فراہم کرکے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدی کیواسطے
نگرکوٹ کے جہاد اور وہانکی بت شکنی کا عزم بالجزم کرکے روانہ ہوا اور اس عہد مین وہ قلعہ ساتھ قلعہ بھیم کے موسوم اور مشہور
تھا سلطان طے مراحل اور منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف مین پہونچا حکم اسکے محاصرہ کا دیا اور اسکے اطراف و جوانب
کے باشندون کے قتل سے اپنے تئین معاف نرکھا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد مین ایک پہاڑ کے قلہ پر تعمیر ہوا تھا اہل ہند
اسکو بتونکا مخزن جانتے تھے اور اطراف و اکناف کے راجہ زر نقد اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہان بھیجتے
تھے اور اس امر کو سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے اسوجہ سے طلا و نقرہ اور جواہر اور در و مرجان اس قلعہ مین اس
قدر جمع ہوا تھا کہ جوہری وہم اسکا حساب نکر سکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ مین فراہم نہ تھا چونکہ قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا
اور سواے برہمہ اور بت پرستون کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہین ساکن نہ تھا اسواسطے رعب اور ہراس افواج سلطانی
وہانکے باشندونکے دلونپر طاری ہوا الامان کی صدا ایوان کیوان تک پہونچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھولکر سلطان کے روبرو
خاک مذلت پر گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ مین داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من آلات چاندی
سونے اور دو سو من کندن اور دو ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر کہ بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا
اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا پھر سلطان فتح سالماً اور غانماً غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۴۰۰ چار سو ہجری مین شہر کے
باہر چند تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ مین رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر مین ہاتھ آئے تھے صحرا مین لیجاکر انبار کیے اہل شہر
اور دیہات اُسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقون اور
پرہیزگارون کو بذل اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب مین کسی طور تقصیر نکی اور سنہ ۴۰۱ چار سو ایک ہجری مین سلطان
محمود نے غور پر لشکرکشی فرمائی اور وہان کا حاکم جسے محمد بن سوری دس ہزار مرد آراستہ کرکے سلطان محمود کی صفوف
کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتش حرب و ضرب شعلہ زن کرکے داد مردانگی اور
جوانمردی کی دی جب سلطان محمود نے غوریون کی جانبازیان مشاہدہ کین اپنے لشکر کو از روے فریب کے معرکہ جدال
سے روگردان اور پسپا کیا اہل غور نے اس گمان سے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کھائی سے کہ اپنے گرداگرد تیار کی تھی
برآمد ہوکر پیچھا کیا جب فضاے صحرا مین پہونچے سلطان محمود کی افواج دریا موج سیل شدید کے مانند پھر پڑی تمین اکثر لوگونکو طعمہ شمشیر آبدار
کیا اور جرأت کا قدم بڑھاکر محمد ابن سوری کو دستگیر کرکے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد ابن سوری نے وفور الم اور ہجوم غم
سے ہیرہ کا نگینہ کھاکے مجلس سلطان مین اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اہالیان سلطان کے تحت تصرف مین آئی اور
تاریخ یمینی مین مرقوم ہے کہ غور کے حکام اور وہان کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات
ناصری اور فخر الدین مبارک شاہ مرودی کہ سلطان غور کی تاریخ سلک نظم مین کھینچی ہے انکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیر المومنین اور
یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت مین مسلمان ہوے ہین اور بنی امیہ کے
عہد مین تمام ممالک اسلام نے سب بیجا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہے لیکن غور کی مملکت مین کسی وجہ سے مرتکب
اُسکے نہوے اس سبب سے اس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہے اور اسی سال سلطان محمود دوبارہ غزنین سے ملتان آیا اور اسنے

مفتوح کیا بہت سے قرامطہ اور ملاحدہ کو تہ تیغ کرکے دارالبوار پہونچایا اور بہتونکے ہاتھ اور پاؤن قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو زندہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ غزنین مین لیگیا اور غور کے قلعہ مین محبوس کیا یہانتک کہ وہین ہلاک ہوا اور سنہ چارسو دو ہجری مین سلطان محمود کے دل مین دوبارہ جہاد کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسر کیطرف کہ ممالک ہندوستان سے ہی متوجہ ہوا اور عزیمت کا سبب یہ تھا کہ یہ خبر اُسکے سمع مبارک مین گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسر کفار کے نزدیک عزت و احترام مین بلاتشبیہ مثل مکہ معظمہ کے ہی اور وہان قدیمی ایک بتخانہ ہی اور اسمین بت کثرت سے نصب کیے ہین اور اعظم اصنام اُنکا جگ سوم نام رکھتا ہی اور کفار کے اعتقاد مین جب سے کہ جہان پیدا ہوا ہی وہ بت بھی تھا اور سلطان غازی جب ممالک پنجاب مین داخل ہوا چاہتا تھا کہ بسبب اُس عہد اور پیمان کے کہ اُسکے اور انند پال کے درمیان واقع ہوا تخلف نہ ہووے اور کسی طور کا صدمہ اور لغزش عبور راہ کی وجہ سے اُسکی مملکت کو نہ پہونچے اسوجہ سے ایلچی انند پال کے روبرو بھیجکر اعلام کیا کہ مین تھانیسر کی عزیمت رکھتا ہون تجھے لازم ہی کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری موکب ہمایون مین ملازم کرے تو جو پرگنہ کہ تیرے متعلق ہو سپاہ گردون اشتباہ کے صدمے سے محفوظ رہے انند پال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقاے دولت کا سبب جانکر بسرعت تمام اسباب ضیافت مہیا کیا اور اپنی مملکت کے تجار اور بقالون کو حکم دیا تو ہر قسم کے اشیا مثل روغن اور غلہ اور جمیع مایحتاج لشکر سلطان کے اردو مین لیجاکر ایسا انتظام کرین کہ لشکر مین آسودگی ظاہر ہووے اور دو ہزار سوار اپنے بھائی کے ہمراہ کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجکر عرضی لکھی کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہی اور وفور اخلاص اور اعتقاد سے مقربان بارگاہ کی خدمت مین عرض گذار ہی کہ تھانیسر کا بتخانہ اس ملک کے باشندون کا معبد ہی اگرچہ حضور کے مذہب مین بتونکا توڑنا حصول حسنات اور رفع سیأت کا سبب ہی اور یہ امر قلعہ نگرکوٹ کی بت شکنی مین حاصل ہوا اب یہ خدمتگار جان نثار عرض کرتا ہی کہ اگر سلطان نقل بہائی قرار دیکر ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرکے مراجعت فرماوین یہ کمترین بھی اس شکریہ مین کہ التماس اس ذرہ بیمقدار کی معرض قبول مین پذیرا فرمائی ہی ہر سال پچاس زنجیر فیل مع تحف و ہدایاے نفیسہ درگاہ عرش اشتباہ مین مرسول کریگا سلطان نے جوابدیا کہ مسلمانون کے مذہب مین ایسا ہی کہ جس قدر شریعت غرا کی رواج اور کفار کے معبد یعنی بتخانون کے انہدام مین کوشش کرین یوم الجزا مین اجر زیادہ تر پاوین اور جو نیت ہمایون وہ ہی کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی کی رسم ہندوستان کے تمام شہرونسے بالکل زائل کرین کیونکر سفر تھانیسر کے عزیمت فسخ کرین الغرض جب یہ خبر دہلی کے راجہ کو پہونچی اہالی اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف و جوانب مین ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان محمود جنود نامعدود سے تھانیسر کیطرف کہ ہمارے ممالک سے ہی متوجہ ہوا ہی اگر پیشتر سے اس سیلاب تند کا بند محکم نہ باندھینگے عنقریب وہ اس مملکت کے صحرا مین بہن ہو کر جور کے تیر سے صغیر و کبیر کے دولت کا نہال بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیگا بہتر یہ ہی کہ تم سب عالی ہمم اپنی افواج سے تھانیسر مین مجتمع ہو اور ہم سب یکدل ہو کر غوغا برطرف کرین لیکن سلطان محمود لشکر کفار کے اجتماع سے پیشتر تھانیسر مین پہونچا اور شہر خالی دیکھکر بجمعی تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کی طرح بتون کو توڑا اور جگ سوم کو غزنین مین بھیجا تاکہ خلائق کے سرراہ اُسے ڈالکر پے سپر بناوین اور اسقدر رخت بتکدون سے دستیاب ہوے کہ شمار اُسکا حد سے باہر ہی اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہی کہ ان بتخانون مین سے ایک قطعہ یاقوت سرخ کا ایسا دستیاب ہوا تھا کہ اُسکا وزن چارسو پچاس مثقال تھا اور اس رنگ و ڈھنگ اور رنگ کا جوہر نفیس کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا سلطان نے اُس فتح کے بعد دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی اسوقت تسخیر ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یکقلم اہالیان سرکار کے تصرف مین آوے اور انندپال کے طرف سے بالکل دلجمعی ہووے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ عزیمت فسخ کی اور تخمیناً دولاکھ ہندی اس ولایت سے غزنین مین لیگیا کہتے ہین غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے تھے کس واسطے کہ لشکر سلطان کا ہر فرد بہت سے کنیز اور غلام کا مالک ہوا تھا اور سنہ چارسو اور تین ہجری مین التونتاش سپہ سالار اور ارسلان خان حاجب نے غرجستان فتح کرکے شاہ سار ابونصر کو جو وہان کا حاکم تھا غزنین مین گرفتار کرلائے اور کہتے ہین کہ جس وقت شاہ سار کو قید کرکے غزنین مین لاتے تھے ایک غلام جو شاہ سار کا موکل تھا اُسنے ارادہ کیا کہ غزنین کے پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے مجاری احوال پر مخبر کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کرنیکی تکلیف دی ہرچند شاہ سار نے اس امر سے انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اُٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ اے قحبۂ نابکار و اے شوخ چشم تیرہ روزگار مجھے یہ تصور اور خیال ہے کہ تیرے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ میرے گوش زد نہوئے اور ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل مرادات مین میرے خاطرنشان نہوا مین خوب واقف ہون کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی نازبرداری مین سراپا بسر کرتی ہے اور میرے خانمان کو غبار صرصر بدنامی سے برباد کرتی ہے اور میری آبروریزی کرکے خاک ذلت و رسوائی میرے سر پر گرائی اگر حق سبحانہ تعالی کے افضال سے مع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچتا ہون تیرے کردار بد کی سزا دیتا ہون اور تیرے اعمال زشت کی جزا تیری آغوش مین رکھتا ہون پھر نامہ اختتام کرکے سرنامہ پر مہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور مضمون معلوم ہوا تو ہوائن غم کا اُس ضعیفہ بیچاری کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے دلمین یقین کیا کہ دشمنون نے میرے شوہر سے سخنان دروغ کہکر میری نسبت تہمت چیندکی ہین اسلیئے وہ شوہر کے خوف سے اپنی جوہرون کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ مین پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین مین پہونچایا اور اپنے مکان مین گیا دیکھا کہ محل سرا کا دروازہ بند ہے اور آبادی کا نشان مطلقاً باقی نہین رہا حیران ہوا اور دروازہ کھولا اُس مکان کو کہ گلزار ارم کے مانند نزہت افزا تھا بیابان لوط کی طرح خشک اور خالی پایا اور کدبانو کا اثر اور پرستارون کا نشان نہ ملا کالے نے ہمسایہ کے باشندون سے حقیقت حال پوچھی اُنھون نے نامہ کے مضمون اور قبائح اور فضائح سے جو سچ مین ثبت تھے آگاہ کیا کالا نے فریاد و شور برپا کیا کہ مین اس سے وقفیت نہین رکھتا پھر خاتون کو طلب کرکے عذرخواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار مین لیگئے یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ جو شخص اپنے جادۂ اعتدال سے باہر قدم رکھتا ہے اور اپنے بزرگ تر سے طریق ادب پیش نہین آتا اُسکی یہی سزا ہے اور سلطان نے انھین دنون مین ایک توقیع خلیفہ عباسی القادر باللہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہین امیدوار ہون کہ بعضے بلاد خراسان جو آپ کے غلامون کے تصرف مین ہین اس طرف کے لوگون کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرا کی سلطان محمود نے جب دوبارہ خلیفہ بغداد القادر کو نامہ سمرقند کی طلب اور عطا سے فرمان مین لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذ اللہ مین یہ امر قبول نکرونگا اور اگر تو میری بغیر مرضی اُسکے لینے کا ارادہ کریگا ایک عالم تیرے اوپر چڑھالاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین ہزار فیل جنگی لیکر دارالخلافت ویران کرون اور اسکی خاک ہاتھیون کی پیٹھ پر لاد کر غزنین مین لاؤن ایلچی روانہ ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اُسوقت سلطان محمود دربار مین بیٹھا تھا اور غلام صف باندھکر ادب سے ایستادہ ہوئے تھے اور فیلان کوہ پیکر دربارگاہ پر ایستادہ کیے اور لشکر کو تعبیہ کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سربمہر تخت کے روبرو رکھا اور امیرالمومنین قادر باللہ کی طرف سے عرض کی کہ خلیفہ فرماتا ہے تیسرا جواب یہ ہے خواجہ ابونصر

روزنی نے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ کھولکر دیکھا کہ اول سرنامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہے اور اسکے بعد ایک سطر بحرف مقطعات ال م ال م لکھکر آخر اسکے یون لکھی ہو الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علے رسولہ محمد و آلہ اجمعین اس کے سوا اور کچھ لکھی نہ تھا سلطان اور تمام کاتب اور منشی حیران تھے کہ آیا آئین کیا رمز اور کنایہ لکھا ہی ہر ایک آیت جو قرآن مین وارد ہی تمام پڑھین اور تفسیر کی کچھ دریافت نہوا خواجہ ابو بکر قہستانی کہ اتبک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا قدم جرأت کا بڑھا کر عرض کی جو حضور نے دار الخلافت کی پایمالی پاے پیلان سے تجویز کرکے ہاتھیون سے تہدید کی تھی شاید کہ اسکا جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا گریہ وزاری کرکے ایلچی سے معذرت چاہی اور مع تحف و ہدایا رخصت کیا اور ابو بکر قہستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرماکر صدر امارت پر تمکن کیا اور سنہ ۴۰۴ھ چار سو چار ہجری مین سلطان نے قلعہ نندونہ پر کہ بلفنات کے پہاڑ پر واقع ہی لشکر کشی کی اُس عرصہ مین انندپال کے فوت ہونے سے اُسکا بیٹا یعنی جیپال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا مردان جنگی کار آزمودہ قلعہ نندونہ مین چھوڑ کے آپ کشمیر کے درہ مین روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کر کے نقب یعنی سرنگ وغیرہ اور آلات و اسباب قلعہ کشائی مین مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہو کر امان چاہی اور اہالیان سلطانی کو قلعہ سپرد کیا سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے معتمدین مین سے ایک کو قلعہ سپرد کر کے کشمیر کے درہ کیطرف متوجہ ہوا جیپال کا نبیرہ اُس امر سے آگاہ ہو کر وہان سے بھی دوسرے مقام مین بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بھی غنیمت بیشمار اپنے تصرف مین لایا اور ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کر کے غزنین مین آیا اور سنہ ۴۰۶ھ چار سو چھ ہجری مین بھی کشمیر کی عزیمت کی اور قلعہ لوہ کوٹ کو کہ رفعت اور متانت مین مشہور و معروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا عرصہ منقضی ہوا اور موسم برف باری اور شدت سرما کا آیا اور کشمیر کی کمک بھی اُسکے پاس پہونچی ترک محاصرہ کر کے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر مین راہ گم کر کے ایسے مقام مین جا پڑے کہ تمام صحرا پر آب تھا اور جس طرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور پانی مین ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا چشم زخم اور صدمہ تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفرون مین پہونچا اور چند روز کے بعد اُس آب مواج سے بہزار مشقت اور حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابو العباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کر کے اُسکی ہمشیرہ کی خواستگاری کی سلطان نے اُسکے پنجہ عروس تمنا کو حنائے اجابت سے رنگین کیا یعنی اپنی بہن کو خوارزم مین بھیجدیا اور سنہ ۴۰۷ھ چار سو سات ہجری مین خوارزم شاہ پر ایک جماعت اوباش نے ہجوم کر کے یورش کیا اور شاہ ممدوح اُنکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ سانحہ سنتے ہی بسبیل عجلت غزنین سے بلخ آیا اور وہان سے پیک نظر کی طرح خوارزم کی جانب متوجہ ہوا جب خضر بند مین کہ وہ خوارزم کا سرحد ہی پہونچا محمد طائی کو مقدمۃ لشکر کر کے پیشتر بھیجا جس وقت کہ غزنویون نے منزل مین اقامت کر کے صبح کی نماز مین قیام کیا خمارتاش کہ خوارزمیون کا سپہ سالار تھا قابو پا کر کمین گاہ سے برآمد ہو کر ابلیس کی طرح نمازیون پر تاخت لایا اور ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کر کے روضہ رضوان مین داخل کیا و بقیۃ السیف منہزم ہو کے سلطان نے غلامان خاصہ کی فوج جرار بیشمار اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعین فرمائی اور آن جانبازون نے تعاقب کر کے خمارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے حضور حاضر لائے اُسکے بعد سلطان قلعہ ہزار اسپ مین پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کر کے مقابل ہوئی حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد راہ ہزیمت شکست پائی اور البتگین بخاری جو اُنکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم مین نہضت فرمائی اور ابو العباس کے قاتلون کو اُسکے انتقام خون مین قتل کیا اسوقت امیر حاجب التونتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرما کر خوارزم کی ولایت کا والی کر کے بطور جاگیر کے عنایت کی اور وہان سے بلخ مین مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات
کی اپنے فرزند امیر مسعود کو بخشی اور ابوسہل محمد بن حسین زوزنی کو اُسکا وکیل کر کے اُسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورگان اپنے
پسر امیر محمد کو دی اور ابوبکر قہستانی کو اُسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اُس سال کے زمستان
در بست مین توقف فرمایا تاکہ سپاہ آرام پاوے اور ۴۰۹ھ چار سو نو ہجری مین اول بہار اور ہنگام اعتدال لیل و نہار مین کہ سلطان
نامیہ نے سبزہ اور پھولون کی سپاہ فضائے صحرا اور بوستان مین کھینچی اور ہوائے اردی بہشت کی اعتدال اور نسیم فروردین کے
اہتزاز سے غنچہ لب منفتح ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ اور بیس ہزار مرد مطوعۃ الاسلام جو نواح بلاد ترکستان
اور ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بہ نیت جہاد آنکر سلطان کی فوج کے منتظر رہتے تھے ساتھ لیکر متوجہ بلاد
قنوج ہوا اور قنوج گشتاسپ کے زمانے سے سلطان کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اُسکے دامن مین نہ پہونچا تھا اور غزنین سے
اس ولایت تک تین مہینے کا راستہ ہے اور سات دریا مواج اور ہولناک سے عبور کرنا پڑتا ہے جب کشمیر کی سرحد مین پہونچا وہان کے
والی نے تحف اور ہدایا سے لائق پیشکش کر کے عنایات خسروانہ سے مفتخر ہوا اور حکم محکم کے موافق مقدمۃ لشکر ظفر اثر بنکر روان ہوا اور جب
سپاہ اسلام قطع کرنے مراحل اور منازل کے بعد قنوج مین داخل ہوئی ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر بفلک کشیدہ اور متانت
و حصانت مین بے عدیل واقع ہوا وہان کے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا مواج کی کثرت اور شاہ کا
تجمل و حشمت دیکھکر حیران اور مبہوت ہوا اور مقابلہ اور مجادلہ کا خیال اپنے دل سے محو کر کے ایلچی کاردان اور مدبر بھیجکر اظہار اطاعت
و فرمانبرداری کیا اور چونکہ سعادت ازلی اُسکے دامنگیر ہوئی برغبت تمام فرزندون اور ملازمون کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور
عنایات سلطانی اور مراحم خاقانی کے ساتھ مخصوص ہوا اور حبیب السیر کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور سلطان
محمود تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا وہان کا راجہ مسمے ہردت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کر کے خود کسی طرف
نکل گیا اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نلا کے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پیشکش کر کے امان پائی سلطان
بھی وہان سے کوچ کر کے قلعہ مہاون پر جو آب جون یعنی جمنا کے کنارے سے واقع ہے متوجہ ہوا وہانکا راجہ کلچند نام ہاتھی پر
سوار ہوا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے فوج سلطانی پہلے سے تند کیطرح تعاقب کنان اُسکے سر پہ پہنچی گئی اُسنے خنجر سیدا کھینچکر پہلے اپنی
رانی اور فرزند کا سر کاٹا اُسکے بعد خنجر اپنے سینہ پر مار کر زیست سے ہاتھ دھو کے وادی البوار مین کھینچا اور اُس ولایت سے اس قدر غنیمت ہاتھ آئی
کہ خامہ و زبان اُس کی شرح سے عاجز ہے چنانچہ از انجملہ اسی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فراغ کے بعد سمع شریف مین
پہونچا کہ اس حدود مین ایک شہر متھرا کے مشہور ہے اور کشن باسدیو کا مولد ہے اور ہنود اسے پیغمبر اور محل حلول
واجب تعالی جانتے ہین اور شہر متھرا معمور ہے اور آبادی مین نظیر نہین رکھتا اور اسقدر عجائب اور غرائب اُس شہر مین ہے کہ
زبان ناطقہ اُسکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود دام اللہ آثارہ یہ کلام سنتے ہی اُس شہر کیطرف روانہ ہوا اور باوصف
اُسکے کہ وہ شہر دہلی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید ایزدی
سے بلا مزاحمت اور ممانعت قائم الدوام ہو کر اس شہر کو غارت فرمایا اور بتخانون کو کہ اصل شہر اور حوالی مین تھے آتش زنی وغیرہ
سے ویران کر کے مال وافر اپنے تصرف مین لایا اور وہان کی عمارات عالیہ و بتخانے کی تعمیر مشاہدہ کر کے تعجب مین رہا اور ایک نامہ
اشراف اور اعیان غزنین کے نام تحریر کر کے تحسین اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر مین ہزار قصر آسمان اساس ہے لیکن اکثر انمین
کے سنگ رخام سے ساختہ ہین اور بتخانے اس قدر ہین کہ اُنکا شمار نہین ہو سکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہوئے

ایک لاکھ دینار صرف کرکے اور استادان چابکدست کی سعی سے دو سو برس مین انجام کو پہونچے اور یہ بھی کہتے ہین کہ سلطان
محمود کے لوگون نے اس مین پانچ بت طلاے خالص کے پائے اور صناع نے اُن اصنام کی آنکھون مین یاقوت سرخ نصب کیے تھے
کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اُسکے اُن طلائی بتون مین ایک قطعہ یاقوت برنگ ازرق یعنی نیلگون
جڑا تھا کہ چار سو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا اس مین سے اٹھانوے ہزار اور تین سو مثقال طلاے احمر حاصل ہوا
اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب انھین بھی توڑا سو شتر بار ہوے اُسکے بعد عمارات مین آگ لگائی
اور بیس روز کے بعد وہان سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان نے سنا کہ اس اطراف
مین دریا کے کنارے سات قلعے واقع ہین کہ رفعت اور استحکام مین فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مارتے ہین یہ سنتے
ہی سلطان اُن قلعون کی طرف متوجہ ہوا اور اُن قلعون کا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحواس ہو کر بھاگ گیا سلطان
اُن قلعون مین داخل ہو کر سیر و تماشے مین مشغول ہوا اس درمیان مین اسکی نظر چند تختون پر پڑی کہ ہنود کے اعتقاد مین
تاریخ عمارت اُنکی سے چار ہزار سال گذرے تھے اہالی اسلام اُن قلعون مین سے جو کچھ پایا متصرف ہوے پھر سلطان کے
ہمراہ رکاب قلعہ منج کیطرف راہی ہوئے اور وہ قلعہ مردان متعاقل اور آذوقہ سے مملو تھا سلطان پندرہ دن تک انکے محاصرہ
مین مشغول رہا اور راہ آمدو رفت کی مسدود کی جب اس امر پر زیادہ ہوا کہ سلطان بجبر و قہر اُسے مفتوح کرے کفار کی ایک جماعت نے
عمداً قلعہ سے اُتر کر اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ مین گر کر جل گئے اور اُنمین سے کچھ لوگون نے زیست سے
سیر ہو کر قلعہ کا دروازہ کھولکر دست بخنجر و جمدھر کیا اور مسلمانون سے ایسا لڑے کہ اُنمین سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام
کے گھاٹ اترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کر کے قلعہ چندپال کے سمت روانہ ہوا اور چندپال نے مقاومت کی
طاقت اپنے سے مسلوب دیکھکر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال اور متاع عمدہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے
پہاڑون پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف مین لایا اور غلہ کثرت سے وہان انبار تھا سپاہ پر قسمت کیا
اسکے بعد عنان عزیمت چندراے کے مسکن کیطرف کہ وہ بھی کافر خود راے تھا معطوف فرمائی وہ بھی چندپال کی روش
پر قدم زن ہو کر مع اموال و اسباب و اتباع اور اشیا کے پہاڑون پر بھاگ گیا منقول ہے چندراے کے پاس ایک فیل نہایت
قوی ہیکل اور نامی تھا جیسا کہ ہندوستانی ساتھ اُس فیل کے تمثیل مار کر مباہات کرتے تھے اور سلطان نے چندراے
سے چند بار بقیمت گران خریدار ہو کر طلب کیا تھا میسر ہوا اب اللہ کے فضل تھا وہ فیل اسوقت مین ایک شب کو بے فیلبان
چندراے کے اُردو سے بھاگ کر سلطان کے سراپردہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کر کے بہت شاد و خرم سے
آزاد ہوا اور خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین مین پہونچا غنائم سفر قنوج کا شمار کیا ایک لاکھ دینار اور کرورون درم شمار مین آئے اور
پچاس ہزار بردہ اور ساڑھے تین سو ہاتھی اور نفائس اُسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر و منصور ہو کر اس سفر سے
مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین مین ایک مسجد جامع بنا کرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مربع
اور مسدس اور مثمن اور مدور اس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اسکی استواری اور راستی سے متحیر اور ششدر رہین اور اس
مسجد کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے موجب اسے اس طرح سے ساتھ قسما قسم زینت اور فروش اور قندیل وغیرہ کے سجا کر ظرفاے
وقت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار مین ایک مدرسہ بنا کیا اور کتب نفائس اور نسخ غرائب سے موشح
کر کے بہت سے دیہات مسجد اور مدرسہ پر وقف فرمائے جب سلطان محمود کو بناے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہوا بمقتضاے

الناس سے علے وین لکوکہم ہرایک امرا و اعیان دولت نے بنائے مسجد اور مدارس اور رباطات اور خانقاہون مین مبادرت کی
تھوڑے عرصہ مین اس قدر عمارات عالیہ انجام کو پہونچین کہ محاسب سریع الحساب اُنکے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیزنکے
نفیس سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور پرندہ قمری کی شکل تھا اُسکی عادت تھی کہ جسوقت طعام
زہرآلود مجلس سلطانی مین حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آنسو اُسکی آنکھون سے روان ہوتے تھے شاہ نے
اُسے اور تحف ہدایا کے ساتھ خلیفہ القادر باللہ کیواسطے بغداد مین ارسال کیا اور دوسرے ایک سنگ کہ ہندوستان کی
مملکت مین پایا تھا اُسکا خواص یہ تھا کہ ہرچند کسی کو زخم عظیم پہونچتا مجروح اُسکے کہ وہ سنگ پانی مین گھسکر اس زخم پر لگاتے اچھا ہوتا
اور سلطان نے سنہ ۴۱۰ھ چار سو دس ہجری مین ایک فتحنامہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید ایزدی سے اُسے نصیب ہوئی تھین
بغداد مین روانہ کیا خلیفہ القادر باللہ عباسی نے اُسدن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فتحنامہ منبرون پر خلائق
کے روبرو بآواز بلند پڑھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے اعلام اسلام اور منہدم ہونے بنیاد کفر اور
ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجا لادین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف مین تر زبان ہوکر حق سبحانہ تعالی سے اُسکے
واسطے نصرت اور ظفر سوال کرین اور اُسدن بغداد مین اس قدر سرور اور خوشحالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی ایک
عیدہائے مقرری اسلام سے ظہور مین آیا ہے اسلیے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب اور عجم اور روم و شام مین حسنات بجا لائے
تھے سلطان محمود نے مملکت ہندوستان مین ظاہر کیے اور دنیا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور سنہ ۴۱۲ھ
چار سو بارہ ہجری مین ایک جماعت کثیر علما اور صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہوکر درگاہ سلطانی مین عرض گذار ہوئے کہ سلطان
ہر سال حصول نقد ثواب کے واسطے ہندوستان جاتا اور وہان اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہو لیکن عرصہ دراز سے اعراب
اور قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہوگیا ہے اور مسلمان اُنکی خوف اور ضعف خلفائے عباسی سے ثواب
حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہین سلطان محمود نے انکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو ممالک محروسہ کا
قاضی القضات تھا امیر حاج یعنی حاجیونکا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر بسیح اعراب کیواسطے جو سر راہ قافلہ لوٹتے تھے
اُسے سپرد کرکے بیت الحرام کیطرف روانہ کیا اور اعیان و اشراف اور اکابر و اصاغر کثرت سے اُسکے ہمراہ ہوئے اور قطع مراحل
اور طے منازل کے بعد بادیہ مین داخل ہوکر ایک موضع مین کہ جسکا نام فید ہے پہونچے اعراب سر راہ بطریق معاد حائل ہوکر مانع
ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحتاً مصالحہ تجویز کیا اور پانچہزار دینار اُنکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہون اور کسی طرف چلے جائین
اعراب کا سردار کہ جسکا نام حماد بن علی تھا قاضی القضات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نہب و غارت
پر مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین مین ایک غلام ترک نے جو قافلہ کی جماعت مین کہ تیراندازی مین صاحب قدرت
تھا ایک تیر حماد کیطرف پھینکا اور اُس خود سر کے سر پر پہونچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور خانہ زین سے نیچے آیا اعراب
بے توقف اُسکی لاش اُٹھا کر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اُس سال بجمیع تمام مناسک حج ادا کیے اور سالماً غانماً مراجعت
کی الحمد للہ الملک المعبود علی ذالک اُسی سال یعنی سنہ ۴۱۲ھ چار سو بارہ ہجری مین سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا کہ ہندوستان
کے کفار نے کورہ راجہ قنوج پر زبان سرزنش اور ملامت کی دراز کی اور کالنجر کے راجہ نندا نے جو خیل و حشم مین زبردست تھا
قنوج پر لشکر کشی کرکے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ امر نہایت ناگوار خاطر ہوا اور ابکی بار ہر مرتبہ سے
زیادہ تر لشکر فراہم کرکے باساز و یراق فراوان نندا سے کورہ کا انتقام لینے کا آہنگ کرکے ہندوستان کیطرف متوجہ

ہوا جب جون کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا نندا کی کمک کیواسطے [illegible] لشکر ہمراہ لیکر قتال پر مستعد ہوا اور سلطان کے سر راہ آیا چونکہ آب تھا را و عمیق مانع تھا سلطان کے مقربون مین سے کوئی اس دریا سے عبور نکر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایکبارگی دریا سے عبور کرکے نبیرہ جیپال کے تمام لشکر کو درہم برہم کیا اور نبیرہ جیپال کا انکے حملہ کی تاب نہ لایا کچھ لوگون نے راہ فرار ناپی اور غازیون نے وہان سے ایک شہر مین کہ وہان سے قریب تھا جاکر غارت اور تاراج کیا اور بتخانون کو بھی یک لخت ویران اور مسمار کیا اور یہ امر بھی ذوی العقول پر مخفی اور متعجب نہ ہے کہ آٹھ نفر ایک لشکر کو ہزیمت نہین دیسکتے یقین ہو کہ یہ آٹھ نفر امرا سے تھے جنھون نے مع اپنے لشکر دریا سے عبور کرکے ایسا کام نمایان کیا اور دشمن سے سبقت لیگئے الغرض وہان سے راجہ نندا کے ممالک محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرأت کو کام فرما کر جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکر ڈیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھکر اسکے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ فرمایا اور اسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبین نیاز خضوع اور خشوع کی زمین پر رکھکر درگاہ الٰہی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اسکا تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ دفعتاً نندا کا آفتاب اقبال برج زوال مین آیا اور شب کو ایک خوف عظیم اسکے دلپر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم مین تمام اسباب و سامان اپنا فرودگاہ مین چھوڑکر راہ فرار ناپی اور دوسرے روز سلطان اسکی مفروری سے مطلع ہوکر سوار ہوا اور اول کمین گاہ ہونیکا اپنے دل مین خیال کیا پھر کفار کے غدر اور مکر سے مطمئن ہوکر غارت کا حکم صادر کیا اور غنیمت وافر اور خزانہ متکاثر سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اسکے اطراف کے جنگل مین سے پانسو اور اسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور چونکہ سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نہ تھی اس سے اسی فتح پر اکتفا کرکے غزنین مین معاودت فرمائی

**تذکرہ ولایات قیرات اور ناردین کے مفتوح ہونیکا** ۔ اس سال خبر پہونچی کہ قیرات اور ناردین کہ ممالک سرحد ہندوستان سے ہین وہانکے باشندون نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن مین نہین ڈالا ہے اور شرع محمدی کی اطاعت اور پیروی سے روگردان ہوکر اکثر لوگون نے بت پرستی اختیار کی ہے سلطان لشکر عظیم فراہم کرکے درودگر او آہنگر اور سنگتراش کی ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کی طرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اسے مفتوح کیا اور ظاہرا قیرات ایک مقام سرد سیر ما بین ہند اور ترکستان کے واقع ہے میوہ افراط سے پیدا ہوتا ہے اور آخر وہان کے حاکم نے سلطان کی اطاعت بدل قبول کی اور جمیع باشندہاے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی بن ارسلان جاذب کو ناردین کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اسنے جلتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور اموال بیشمار اور بردے ہزارہا ہزار اسکے ہاتھ لگے جب وہان کے بتخانہ کلان کو مسمار کیا اسمین سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد مین اسکی تعمیر سے چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہان جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدر سلجوقی کو کوتوال کرکے اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی ۔

**تذکرہ لاہور کے تسخیر کا** ۔ سلطان محمود نے سنہ ۴۱۲ھ چارسو بارہ ہجری مین آہنگ کشمیر مصمم کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو محاصرہ کرکے ایک مہینے کا کل اوقات صرف کی اور چونکہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ مسخر نہوا وہان سے برآمد ہوکر لاہور مین آیا اور وہان فروکش ہوکر لشکر لاہور کے اطراف و جوانب مین تاخت و تاراج کیواسطے پراگندہ کیا اور غنیمت حد و حصر سے افزون اسکے تصرف مین آئی اور

اس مرتبہ جو جیپال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا سلطان ملدۂ لاہور پر قابض ہوا اور ایک امیر معتمد کے سپرد کیا اور بہت عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرمائے تاخت اور تاراج سے مملکت گیری پر توجہ فرمائی اور لشکر ظفر پیکر اس ملک میں متعین کر کے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتدائے بہار میں غزنین میں گیا اور سنہ ۴۱۳ھ چار سو اور تیرہ ہجری میں لاہور کے راستہ سے پھر ولایت نندا کا آہنگ کیا جب گوالیار کے قلعہ میں پہونچا اُسکے لینے کی طمع کر کے محاصرہ کیا اور چار روز کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلچی کاروان اور چرب زبان کی صحابت سے پینتیس زنجیر فیل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کالنجر کیطرف کہ نندا کا مسکن تھا رجوع کی اور وہان پہونچتے ہی نندا کو قلعہ بند کیا نندا تین سو زنجیر فیل قبول کر کے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی استدعا منظور فرمائی نندا نے ہتھیانا تین سو ہاتھی بے مہاوت نکے نکالکر صحرا میں چھوڑ دیئے اُسوقت سلطان کے حکم سے ترک انھیں گرفتار کر کے سوار ہوئے اور اہل قلعہ یہ جرأت دیکھکر متحیر ہوئے اور ترکون کا حساب کرنے لگے اور نندا نے سلطان کی مدح میں بزبان ہندی ایک شعر موزون کر کے بھیجدیا سلطان نے وہ شعر فضلائے ہند اور عرب و عجم کو کہ اُسکی ملازمت میں حاضر تھے دکھلایا سب نے متفق ہو کر اُسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباہات کر کے پندرہ قلعہ کی حکومت کا فرمان کہ ایک اُنہیں کالنجر تھا مع تحائف دیگر اُسکے صلہ میں صادر فرمایا نندا نے بھی اموال و جواہر بے نہایت اُسکے عوض سلطان کی خدمت میں ارسال کیا یہانتک کہ اس ملک سے دست بردار ہو کر غزنین معاودت فرمائی اور سنہ ۴۱۵ھ چار سو پندرہ ہجری میں اپنے لشکر کا جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت میں تعینات تھا چون ہزار سوار اور تین سو ہاتھی قلمبند ہوئے اس عظمت و شوکت سے بلخ میں گیا اُن روزون ماوراء النہر کے باشندے علی تگین کے دست جور سے شاکی اور فریادی ہوئے **تذکرہ سلطان کی روانگی کا بلخ کی طرف** سلطان نے اسکے دفع کرنیکا آہنگ کر کے جیحون سے عبور کیا ماوراء النہر کے سردار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذرین گذرانین اور یوسف قدرخان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور از راہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اُسکے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کر کے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور سوغاتین دین اور صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہو کر بھاگا سلطان نے لوگ اُسکے تعاقب میں بھیجے اور وہ اُسے گرفتار کر لائے سلطان نے اُسے طوق و سلاسل میں سلسل کر کے ہندوستان کے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور خود غزنین میں آیا اور اسی سال یعنی سنہ ۴۱۵ھ چار سو پندرہ ہجری میں وقائع نگارون نے اُسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہین کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سومنات کی خدمت میں حاضر ہوتے ہین اور وہ ہر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بدن کے لائق جانتا ہے حوالہ کرتا ہے لیکن بطریق تناسخ اور اسی طرح اعتقاد اُنکا سومنات کے حق میں یہ ہے کہ مد و جزر دریا کا اُسکی عبادت کیواسطے ہے اور براہمہ کہتے ہین کہ جو سومنات اُن بتون سے کہ جنھین سلطان محمود نے توڑا ہے رنجیدہ تھا اسیلئے اُسنے اُنکی حمایت نہ کی والا چشم زدن میں جسکو چاہے ہلاک کر سکتا ہے اور علاوہ اسکے یہ بھی اُنکا عقیدہ ہے کہ سومنات بادشاہ ہے اور باقی اصنام اسکے نوکر چاکر ہین یہ سنتے ہی سلطان محمود نے ارادہ فتح سومنات اور عزیمت قتل بت پرستان نکو بہیدہ صفات کر کے دسوین شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ اور تیس ہزار سوار مطوعہ یعنی پرشور اور صاحب ولولے جو ترکستان کی ولایت سے آکر اسکے اردوے ظفر قرین میں حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سومنات کیطرف عازم ہوا اور وہ ایک شہر ہے وسیع دریائے عمان کے ساحل پر واقع ہے اور جائے عبادت براہمہ اور تمام کفار نکو بہیدہ کردار ہے اور سومنات ۴۱۶

وہاں تھا اور اُن دنوں بندر دیو کے تحت میں ہے اور اہل فرنگ متصرف ہیں اور تواریخ میں تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ کے عہد رسالت میں ایک بڑے بت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر وہاں لائے اور وہ شہر اسکے نام پر بنا کیا لیکن براہمہ کے کتب متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال بیشتر تحریر ہوئیں مستفاد ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہے اور یہ بت کرشن کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گذرا براہمہ کا معبود ہے اور بقول براہمہ کرشن نے وہاں غیبت کی

خلاصہ یہ کہ سلطان نصف رمضان میں بلدہ ملتان میں داخل ہوا چونکہ بیابان بے آب و علف در پیش تھا حکم دیا کہ ہر شخص چند روز کا آب و علف بار کریں اور بادشاہ خود بھی علاوہ اسکے کہ مردم لشکر نے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خاصہ آب و علف سے بار کرکے ملتان سے آگے بڑھا اور اس بیابان خونخوار کو طے کرکے شہر اجمیر کے قلعہ میں پہونچا اور وہاں کا راجہ سر راہ سے ہٹ گیا تھا سپاہ سلطان حسب الحکم براسم قتل و غارت مشغول ہوئی اور چونکہ اصل عزیمت اور وجہ ہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید نہوا مسافت کے طے میں مشغول ہوا اور درمیان میں چند قلعے دیکھے کہ مردان خنجر گذار اور آلات و ادوات پیکار سے مملو تھے لیکن "قادر ذوالجلال" نے ایسا رعب و ہراس انکے دلمیں ڈالا کہ بے حرب و ضرب شاہ کے مطیع فرمان ہو گئے اور بلا جد و کد مال و متاع اُن قلعوں کا ہالیان سلطان کے تفویض کیا اسکے بعد نہروالہ میں کہ پٹن گجرات سے مراد ہے نزول اجلال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھکر حکم دیا کہ وہاں سے بھی علف بکثرت بار کریں اہلکاران سلطانی حکم کے موافق کاربند ہوئے اور بسبیل عجلت قطع منازل و مراحل کرکے سومنات پہونچے اور دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ دیکھا اور آب دریا اُس کی فصیل تک پہونچا تھا اور کفار بیشمار سر دیوار برآمد ہو کر مسلمانوں کو دیکھتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تمہیں یہاں لایا اور ایکبارگی تم سبکو ہلاک کریگا اور انتقام میں تمام اصنام کے جو تم نے ہندوستان میں توڑے ہیں تمہارے بھی دست و پا شکستہ کرکے ماریگا

شعر

روز دیگر کہ جہان پر غرور * یافت از سر چشمہ خورشید نور *

غازیان اسلام کا لشکر دارا سے سپہر احتشام کے حکم سے زیر قلعہ جاکر جنگ میں مصروف ہوا اور داد جوانمردی کی دی جب ہنود نے جلادت اور شجاعت انکی مشاہدہ کی لاچار تیر اندازوں کے خوف سے قلعہ کی دیوار پر سے اُترے اور بتخانوں میں کہ اُسکا راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جاکر سومنات سے طالب امداد ہوئے مسلمان فرصت وقت پاکر سیڑھیاں قلعہ کی دیوار پر لگا کر چڑھ گئے اور بشاشت سے غلغلہ تکبیر کا بلند کیا ہنود نے دوبارہ اتفاق کرکے جنگ آغاز کی اور اس روز جب سے بادشاہ خورشید اس حصار فیروزہ فام پر چڑھ آیا تھا اور جبتک عروس چہرہ کواکب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونوں طرف سے تنور جنگ گرم رہا جب ظلمت لیل رویت اشتباہ سے مانع ہوئی عساکر اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مسلح مکمل ہو کر معرکہ قتال میں بکمال اطمینان حملہ آور ہوئی اور نوک سنان اور پیکان جانستان کی زد سے ہنود کو دیوار بارہ سے آوارہ کیا اور بطریق روز گذشتہ زینے رکھکر اطراف و جوانب سے قلعہ پر ہجوم لائے

بیان رایان سومنات کی جنگ کا

ہنود صدمہ سپاہ اسلام سے بیتاب ہوئے اور فوج فوج سومنات کو بغل میں لیکر گریاں اور بریاں وداع ہوکر دار و گیر اور مار مار کا شور کرکے بشدت تمام جنگ میں گھس پڑے لیکن جسقدر جہد کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو قلعہ و بتخانہ کے اطراف و جوانب میں تھی وہ ہر طرف سے بقدر کمک آئی اور جنگ پر آمادہ ہو کر صفیں آراستہ کیں اور سلطان محمود ایک جماعت کو محاصرہ قلعہ کیواسطے مقرر کرکے اس جماعت کے مدافعہ کیواسطے مشغول ہوا پھر فریقین نے جد و جہد لاکلام سے میدان رزم کو کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ

گرمی کی مدت سے آتش کنارہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہ یاسے جو اُسکا دل مرہم کارزار کے حال تر اُر بیچ جانتا تھا اور امراسے ہمرہم وو
اور اشتلیم کے پے در پے پہونچنے سے یہ توہم ہوتا تھا کہ ایک ضعف لشکر اسلام میں ظاہر ہو سلطان محمود نے مضطرب ہو کر گوشہ
مین جاکر شیخ ابو الحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ مین لیا اور منھ نیاز کا خاک پر رکھکر از روے اخلاص فتح و ظفر درگاہ ایزدی سے مسئلت
کی پھر اپنی فوج مین آیا اور ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا عون ربانی سے لشکر کفر مین ہزیمت پڑی اور سلطان مظفر اور
منصور ہوا جب پانچ ہزار مرد مشرکون کے مقتول ہوئے رعب بہراس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دستکش ہوئے
اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور خدمتگار کہ وہ تخمیناً چار ہزار تھے دریاے عمان کیطرف متوجہ ہو کر کشتیون پر سوار
ہوئے اور سراندیپ کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے پیشتر اس امر کی فکر کرلی تھی اور چند کشتی پر بہادرون کو سوار کرکے سد راہ
انکا کیا تھا الجبر وہ موجود ہوئے کشتیہا ے کفار کے نہنگ طوفان کی طرح حملہ کیا اور چابکدستی سے اکثر مشرکون کو انھون نے
سیل فنا مین غرق کیا پھر سلطان محمود باطمینان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ مین داخل ہوا اور وہان کے تمام عمارات
کی سیر کی اور پھر قلعہ سے بتخانہ مین آیا ایک جگہ نہایت عریض اور طویل دیکھی چنانچہ چھپن ستون صنع پر اسکی چھت رکھی تھی
اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور اُسکا طول پانچ گز تھا دو گز زمین مین پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا جیسے ہی
سلطان کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ مین آنکر ایک گرز کہ اُسکے ہاتھ مین تھا اس زور سے اُسکے منھ پر مارا کہ چہرہ بنا ہوا اُسکا بگڑ گیا
ذکر سومنات کے توڑنیکا اسکے بعد حکم دیا کہ دو قطعہ پتھر کے اسمین سے قطع کرکے غزنین مین لیگئے اور مسجد جامع کے آستانہ
کے نیچے اور کوشک سلطنت کی چوکھٹ کے نیچے ڈلواے چنانچہ آجکے دن تک کہ چھ سو برس سے کچھ زیادہ گذرے ہین وہ سنگ غزنین
مین افتادہ ہین اور لوگ دیکھتے ہین اور دو قطعہ سومنات سے جدا کرکے مدینہ اور مکہ مین بھیجے تو شارع عام مین ڈالے جاوین اور یہ خبر بھی
صحیح اور درست ہے کہ جب سلطان نے سومنات توڑنیکا ارادہ کیا براہمہ کی ایک جماعت نے مقربان درگاہ کے ذریعہ سے عرض کیا کہ
اگر بادشاہ اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اسکے برابر سونا خزانہ عامرہ مین داخل کرین ارکان دولت نے یہ بات سمع سلطانی
مین پہونچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے نجاویگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین اگر آپ یہ نقد
مبالغ کفار سے لیکر مستحقون اور مسلمانون کو تقسیم کرین انسب معلوم ہوتا ہے سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمھارا مسلمانون کے
حق مین کچھ مصلحت ہے لیکن اگر یہ کام کرونگا خلائق مجھے ابد الآباد تک محمود بت فروش کہیگی اور اگر توڑتا ہون محمود بت شکن
مشہور ہونگا بہتر یہ ہے کہ دنیا اور آخرت مین مجھے محمود بت شکن کہین نہ محمود بت فروش خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے کہ اُسکے
حسن اعتقاد کا نتیجہ اُسیوقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جسوقت سومنات کو توڑا اُسکے پیٹ مین سے کہ مجوف کیا تھا اسقدر سونا و
جواہر نفیس و لآلی شاہوار برآمد ہوئے کہ قیمت اُسکی سو حصے زیادہ برہمنون کے پیشکش سے تھی اور حبیب السیر مین مسطور ہے کہ
سومنات ارباب تواریخ کے اتفاق مین ایک بت کا نام ہے کہ ہنود اسے اعظم اصنام جانتے ہین ولیکن شیخ فریدالدین عطار کے قول سے
خلاف اس بات کے مستفاد ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے بیت لشکر محمود اندر سومنات ٭ یافتند آن بت کہ نامش بود لات ٭ اور اس
بیت سے واضح ہوتا ہے کہ سومنات نام بتخانہ کا ہے اور نام اس بت کا جو اسمین نصب تھا لات ہے اور لکھنے والا ان اوراق کا مرقوم خامہ
تحقیق کرتا ہے کہ جو کچھ مورخین سلف رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے مقرون بصواب ہے اور جو کچھ شیخ فریدالدین عطار نے ارشاد
کیا ہے وہ بھی مخالفت ساتھ اس کے نہین رکھتا ہے کسواسطے کہ یہ لفظ مرکب ہے سوم اور نات سے اور سوم ایک
بادشاہ کا نام ہے جس نے اس بت کو بنایا اور نات اس بت کا نام رکھا پس دونون لفظ کثرت استعمال سے مانند بعلبک کے ایک ہوئے

اور مشہور ہو کر علم اس بت بلکہ اس بتخانہ اور علم اس شہر کا بھی ہوئے ہیں پس اگر سومنات کو نام اس بت کا جانیں یا
نات کو تنہا اس بت کا نام رکھیں دونوں درست ہیں اور اصل معنے نات کے زبان ہندی میں بزرگ ہے اور لفظ لگانا ثانی
کہ جو ہندی لغت میں مستعمل ہوتا ہے اس قسم سے ہے کسو اسطے کہ جگ بمعنی خلائق اور نات بمعنی صاحب خلائق ہے اور
بالفعل اکثر محاورات میں بطریق علم استعمال کرتے ہیں اور معنی لغوی ملحوظ نہیں ہے اور تبخانہ سومنات میں جب رات کو خسوف
یعنی چاند گہن یا دن کو کسوف یعنی سورج گہن واقع ہوتا تھا دو تین لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دور ممالک سے
نذریں اُس جگہ لاتے تھے اور جمیع قریات جو حکام ہندوستان نے سومنات پر وقف کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے
تھے اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومنات کی پرستش کرتے تھے اور شب کو سومنات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے
باوصف اسکے کہ سومنات اور نہر گنگ میں مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک زنجیر طلائے خالص وسومن کی کہ گھڑیال
خواہ گھنٹے اسکے اطراف میں آویزاں تھے ایک گوشہ کنیسہ سے تعبیہ کی تھی اور ساعت معین پر اُسے حرکت دیتے تھے تاکہ اُسکی صدا سے برہمن
کو عبادت کا وقت معلوم ہوئے اور پانسو ناچنے گانے والی عورتیں اور تین سو مرد سازندہ اس تبخانہ میں ملازم رہتے تھے اور اُنکا
احتیاج جاگیرات وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور اسیطرح سے تین سو آدمی زائرون یعنی تیرتھ کرنیوالوں کے موے
سرتراشی اور ریش تراشی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیاں سومنات کی نذر خدمت کرکے اُس تبخانہ میں بھیجتے
تھے القصہ اسقدر جواہر نفیسہ اور نقود وافرہ اصل تبخانہ سے خزانہ سلطانی میں داخل ہوا کہ عشر عشیر اُسکا کسی بادشاہ ہندستان
کے خزانہ میں نتھا اور تاریخ زین المآثر میں مسطور ہے کہ اس تبخانہ میں جس مقام میں سومنات تھا در اصل اندھیرا تھا اور
اس مکان کی روشنی اُن جواہر کی شعاع سے تھی جو قندیلوں میں اس تبخانے کے نصب تھے اور سومنات کے خزانہ سے اسقدر
چھوٹے بڑے بت سونے اور چاندی کے دستیاب ہوئے جنکا شمار نہ تھا جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہے نظم کعبہ و سومنات چون آفاق ٭
شد ز محمود و از محمد پاک ٭ این زکعبہ بتان برون انداخت ٭ وین زکین سومنات را پرداخت ٭ القصہ جب سلطان محمود
سومنات کی مہم سے فارغ ہوا راجہ پرم دیو کی گوشمالی پر جو نہروالہ کا راجہ عظیم الشان تھا عنان عزیمت معطوف فرمائی
کسواسطے کہ پرم دیو نے اسوقت کہ محمود محاصرت محمود قلعہ اور تبخانہ کے محاصرہ میں مشغول تھا جسارت کرکے
سومنات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اسکی سپاہ کے معرکہ میں شربت شہادت چکھکر
روضہ رضوان میں سدھارے تھے اور فتحیابی سلطان اور شکست ہونے سومنات کے بعد راجہ پرم دیو بلدہ نہروالہ سے
جو مملکت گجرات کا پایہ تخت تھا بھاگ کر قلعہ کھندہ میں متحصن ہوا تھا اور سومنات سے اُس قلعہ تک کہ خشکی کا رستہ چالیس فرسخ
ہے اور سلطان جب بدولت وسعادت اس قلعہ کے حدود میں پہونچا دیکھا کہ ایک دریا نہایت عمیق اور عظیم اُس قلعہ کے دور کو احاطہ
کیے ہے اور ظاہر اُسکی طرف محل عبور نہیں ہے اردوے ظفر قرین کے غوطہ خوروں نے سلطان کے فرمانے سے ہر چند غوطہ لگاکر
تدبیریں کیں عبور کا موقع ہاتھ نہ آیا یہانتک کہ وہاں کے غوطہ خوروں کی جماعت ہاتھ آئی انھوں نے متفق ہو کر عرض کی کہ فلانے
مقام سے عبور ممکن ہے لیکن عبور کیوقت اگر پانی اسکا تموج میں آوے سب ہلاک ہونگے سلطان محمود نے قرآن شریف
سے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کرکے مع امراو سپاہ کے گھوڑے پانی میں ڈالے اور حضرت نوح علیہ
السلام کے مانند آیہ فیض ہدایہ بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ان ربی لغفور رحیم پڑھتا ہوا ساحل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پر آمادہ
ہوا پرم دیو نے اپنے نفس کی سلامتی سب امور پر بہتر اور مناسب جانکر ناموس سے گذر کر بکہ وجریدہ مجہولوں کے لباس میں قلعہ سے باہر ہو کر

کسی طرف فرار کیا اُسکے بعد جوانون اور بہادرون نے داخل قلعہ ہوکر کفار مقہور کو تہ تیغ کیا۔

## ذکر راجہ پرم دیو کے بھاگنے کا اور سلطان کے تصرف مین اُسکا اموال و جواہر آنے کا

مجاہدان اسلام نے فتح کے بعد اُنکی عورتون اور لڑکون کو اسیر کیا اور راجہ کا مال و جواہر اُسکا لشکر سلطان کے خزانہ مین کہ بیشتر پل مین مزید ہوتا تھا سپرد کیا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہوکر نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی اور چونکہ اس مملکت کو آب ہوا اور گلستان حد صفت اور مرغزار ہائے دلکش اور آبہائے روان اور امتعہ فراوان مین ہندوستان کے دیار اور امصار سے بہتر پایا سلطان نے یہ ارادہ کیا کہ چند سال وہان مقیم ہو بلکہ پایۂ تخت اپنا بناوے اور غزنین کو سلطان مسعود کے سپرد فرماوے اور بعضے کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد مین زر خالص کی گنج کانین وہان بحقیقین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ نہروالہ کو دار الملک کرے اُسوقت مین اُن معادن کا وجود نہین ہے اور عجب نہین کہ اُسوقت مین موجود ہون اور اس زمانے مین برطرف یا غائب ہو گئے ہون اور ایسا اکثر ہوتا ہے جیسا کہ سلطان محمود کی اوائل سلطنت مین سیستان مین سونے کی کان ظاہر ہوئی اور اواخر وقت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی علاوہ اسکے جزیرۂ سراندیپ اور پیگو اور بعضے بنادر اور جزائر مین اسقدر طلا اور یاقوت کی معادن موجود تھین سلطان اسکی طمع سے چاہتا تھا کہ کچھ روزون کے بعد لشکر کشتیون مین سوار کرکے اُن جزیرون مین بھیجے اور اس مملکت کے اشیائے نفیسہ کو بھی اپنے حوزۂ تصرف مین لاوے لیکن اعیان سلطنت اور ارکان دولت قاہرہ نے از روئے خیر خواہی کے معروض کیا کہ ہمنے خراسان کو نہایت محنت سے مصفا کر کے اُس بیجواہر نفیسہ نفوس کے فدا کیے ہین اُسکو چھوڑنا اور گجرات کو دار السلطنت بنانا مصالح ملکی سے بعید ہے اس بات نے سلطان کی دل پر اثر کیا اور سعادت کا عازم اور خواہشمند ہوکر فرمایا کہ تم کسی ایسے شخص کو تجویز کر کے پسند کرو کہ ہم اسے اس مملکت کے انتظام کے واسطے مقرر کرین اور حکومت کی مہار اُسکے قبضۂ قدرت مین چھوڑین اعیان دولت نے آپس مین مشورہ کر کے عرض کی کہ جو ہمین دوسری بار اس ولایت مین اتفاق عبور کا نہ پڑیگا اس ملک کے باشندون مین سے کسیکو حاکم کرنا چاہیے سلطان نے سومنات کے بعضے اہلیون سے اس بارہ مین صلاح لی انمین سے ایک جماعت نے عرض کی کہ کوئی گروہ یہاں کے اہالی سے دابشلیمون کے حسب و نسب مین نہین پہونچتا ہے اور آج اُس خاندان مین سے ایک شخص براہمہ کے لباس مین اس مقام مین ساتھ ریاضت کے مشغول ہے اگر سلطان یہ مملکت اُسکے سپرد کرے مناسب ہے اور ایک گروہ نے یہ بات مستحسن نرکھی اور کہا ہوئے کہ دابشلیم مرتاض ایک مرد ہے بدمزاج کہ چند مرتبہ ملک گیری کا دعوی کیا اور ہر بار بھائیون کے ہاتھ اسیر ہوا اور جان کی امان پاکر تنہا تہ مین پناہ لیگیا ہے اور حسب ضرورت ریاضت اختیار کی ہے نہ اپنے اختیار سے بیت سرکار و عصار از ان در کرامت ❊ کہ از کنجہ بیش رلیبان کو چہ است ❊ لیکن ایک دابشلیم اور اُسکے عزیزون مین سے ہے کہ عقل و دانش مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور تمام براہمہ ہند کے اُسکی حکمت اور صحت قول کو قبول کرتے ہین اور وہ فلان دیار کا حاکم ہے اگر سلطان از روئے عنایت ایک فرمان اُسکے نام صادر فرماوے وہ آنکھون سے ملازمت مین حاضر ہوگا اور ولایت کو جیسا کہ حق نگاہ رکھنے کا ہے نگاہ رکھکر باج و خراج جو کہ قبول کریگا باوجود بعد مسافت کے ہر سال بلا عذر خزانۂ عامرہ مین پہونچا دیگا سلطان نے فرمایا کہ اگر وہ خود ملازمت مین آتا اور اس امر کی التماس کرتا البتہ عرض اُسکی معرض قبول مین پڑتی لیکن ایک مملکت ساتھ اس وسعت کے تفویض کرنا ایسے شخص کو جو بالفعل ایک ملک ہند کا بادشاہ ہے اور رہیگا بے ہماری ملازمت سے شرف یاب ہوئے عقل و دین مین دور ہے آخر مین سے بعید ہے سپرد کرنا دار الملک گجرات کی دابشلیم مرتاض کو اسواسطے دابشلیم مرتاض کو طلب کر کے

ہندوالہ کی حکومت ساتھ اُسکے رجوع کی اور اسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم کرکے عرض کی کہ فلان والشلیم میرے
اقوام سے ہو اور ہمیشہ میرے ساتھ مقام عداوت مین رہتا ہو جب سلطان کے جانے سے خبر پاویگا بیشک یہان فوج لاکر تنور
و غا گرم کریگا اور چونکہ مجھے ابتک عزت اور تمکن حاصل نہین ہو مین مغلوب ہونگا اگر سلطان میرے حال پر نظر عنایت مبذول
فرما کر اسکا شر مجھسے دفع کرے ہر سال مین کابلستان کے خراج سے دوچند خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا سلطان نے فرمایا
دو برس کا عرصہ ہوا کہ ہم بہ نیت جہاد غزنین سے برآمد ہوے ہین اگر دو سال پر اور چھ مہینے کی مدت گذریگی تو خیر بہرحال
ہم اسکی مہم کو فیصل فرما دینگے یہ کہکر والشلیم کی ولایت پر فوج کش ہوا اور چند عرصہ مین اُسے مسخر اور مفتوح کیا اور اس الشلیم کو زندہ
اسیر کرکے والشلیم مرتاض کے سپرد کیا اُسنے عرض کی کہ ہمارے طریق مین بادشاہ کا قتل جائز نہین ہو بلکہ ایسا دستور ہو کہ جسوقت
ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کرائے اور دشمن کو اس مین
محبوس کرے اور ایک سوراخ اُسمین چھوڑے اور اُسی منفذ سے آب طعام اُسے پہونچاوے اُسوقت تک کہ مدت حیات اُن
دونون حاکم غالب اور مغلوب کی انجام کو پہونچے اور جو مین ابتک ویسی ایک جگہ محفوظ موجود نہین رکھتا بلکہ مجھے اسقدر استطاعت
نہین ہو کہ اپنے دشمن کو اس طریق سے نگاہ رکھون اور ممکن ہو کہ جب سلطان اس حدود سے نہضت فرماوے اُسکے ہوادار
اور جان نثار خروج کرکے اُسے میرے دست قبضہ سے چھین لین امیدوار ہون کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دارالملک
غزنین مین لیجاوین جب ایک گونہ میری مکنت ظاہر اور باہر ہوگی اسوقت ایلچی بارگاہ سلطانی مین بھیجکر اُسکی درخواست کرونگا اولیاے
سرکار میری استدعا پذیرا کرکے ارسال رکھین سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول و منظور فرمائی اور دو برس اور چھ مہینے کے بعد
مراجعت کا نشان غزنین کی طرف بلند کیا اور جو پرم دیو اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراہم کرکے سلطان محمود کے
سرراہ لنیبہ کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال مین مصلحت نہ سمجھی سندھ کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس
راستہ مین بعضے مقامات مین بے علفی سے اور بعضے محال مین آب کی نایابی سے محنت تمام سختی اتم نے افواج سلطان کے
حال پر راہ پائی اور نہایت مشقت سے قطع مسافت کرکے ۴۱۷ھ چار سو سترہ ہجری مین غزنین مین پہونچا کہتے ہین جسوقت کہ
سلطان بیابان سندھ کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو بہ اقرار قبول کرکے مسلمانون کا راہبر ہوا
اور ایسے راستہ سے لیگیا کہ اس بادیہ مین آب نایاب تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور پانی کا کہین نشان نہ ملا تشنگی کے غلبہ
سے عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوے جب سلطان نے ہندو دلیل سے پرسش حال کی جواب پایا کہ مین
سومنات کے فدائیون مین سے ہون اور تجھے اور تیرے لشکر کو اسواسطے اس بیابان مین لایا ہون کہ ہلاک کرون سلطان
یہ کلام خصومت التیام اسکا سنتے ہی غضب مین آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکر گاہ سے
برآمد ہو کر صحرا مین گیا اور روے نیاز زمین عجز پر رکھکر حضرت ذوالجلال سے تضرع و زاری اس بلیہ سے نجات طلب کی اور
جب ایک پہر رات سے گذرا قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنی شمال کیطرف سے ایک روشنی نمایان ہوئی لشکر حکم کے موافق اُس
مقام سے کوچ کرکے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہونچا اور بادشاہ کے خلاص کی برکت
سے ایسے ورطہ مہلک سے نجات پائی والشلیم مرتاض نے سومنات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد ایلچی با تحفہ و ہدایا
بسیار اور مع جواہر اور خزائن بیشمار سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان مروت کے سبب اُسکے دینے
مین متردد ہوا لیکن جو ارکان دولت والشلیم مرتاض سے سلوک رکھتے تھے عرض گذار ہوئے کہ کافر اور مشرک پر رحم کرنا نہ چاہیئے اور جلاوطنی

کرتا جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق نہین ہی بہر حال اُس جوانکو داشلیم مرتاض کے ایلچیون کے سپرد کیا اور جب ان لوگون نے
اُسے سومنات کی حدود مین پہونچایا داشلیم مرتاض کے حکم سے زندان معہود یعنی وہ محبس کہ جسمین سے قیدی رہا ہو آراستہ کیا
اور بسبب اس قاعدہ کے کہ اُنکے درمیان مشہور اور معروف ہی داشلیم مرتاض خود اُس جوان کے استقبال کو شہر سے
برآمد ہوا تو طشت اور آفتابہ خاصہ اپنا اُسکے سر پر رکھکر اپنے ہمراہ رکاب دوڑاوے اور اُس قیدخانہ مین پہونچاوے لیکن
داشلیم مرتاض اثناے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اسقدر ہر طرف دوڑا کہ آفتاب کی حرارت نے اُسپر غلبہ کیا اور اُسنے ایک
درخت کے سایہ مین استراحت فرمائی اور ایک رومال سرخ اپنے منھ پر کھینچا اُسیوقت تقدیر الٰہی سے جانور شکاری سخت چنگل نے رومال
رنگین کو گوشت خیال کرکے ہوا سے آتے ہی ایسا چنگل اُس رومال پر مارا کہ اثر ناخن کا داشلیم مرتاض کی آنکھ مین پہونچا اور چشم زدن
مین اندھا ہو گیا اور چونکہ اُس عہد مین اعیان ہند معیوبون کی اطاعت نکرتے تھے سپاہیون کے درمیان شور برپا ہوا اور اس
اثنا مین داشلیم دوسرا آپہونچا اور اُسکے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نرکھتا تھا سبھون نے اُسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی
طشت اور آفتابہ داشلیم مرتاض کے سر پر رکھوا کر زندان معہود تک دوڑاتے لیگئے اور داشلیم ثانی کو بڑے تزک و حشمت سے
تخت پر بٹھاکر نذرین دین توپخانون مین سلامی کی شلک ہوئی پھر نہایت تجمل و شان سے آستانہ سلطنت کا شانہ دولت
مین داخل کیا تمام قلمرو کا نقد جنس اسکے تصرف مین آیا اور سکہ پر نام جاری ہوا منادی نے ندا کی دوہائی پھر گئی یہ سوز کا
قول صادق آیا بیت پل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ∴ کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہی ∴ سبحان اللہ کارخانہ
قدرت عجیب و غریب ہی ∴ اعتماد سلطنت و حکومت پہ نہ قیام عزت و عشرت پہ طرفۃ العین یعنی پلک مارتے مین داشلیم مرتاض
نے جیسا کہ اس جوان کے بارہ مین اندیشہ کیا تھا خود وشمین گرفتار ہوا مضمون من حفر بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ ظہور مین آیا اور
اپنے کام مین متعجب ہوکر بجاے اشک خون اپنی آنکھ سے گراتا تھا اور اپنے حسب حال مضمون ہمقال کو زبان پر لاتا تھا
فرد چشم و دل بدن خاکیم در آتش و آب ست ∴ بچشم بین و بدل رحم کن کہ حال خراب ست ∴ سچ ہی بقول مرزا رفیع
عجب نادان ہین جن کو ہی عجب تاج سلطانی ∴ فلک بال ہما کو دم مین سونپے ہی مگس رانی ∴ ارادت بیچون ایک کو تخت
شاہی سے اُتار کر دوسرے کو شکم ماہی مین نگاہ رکھتی ہی اور جامع الحکایات مین یہ بھی مذکور ہی کہ سلطان محمود نے اُن ولایت
کے بتخانون مین سے ایک بتکدہ مین ایک بت ہوا مین معلق ایستادہ دیکھا اور اسکے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان حیرت
مین آیا اور اسکا بھید اس عصر کے حکما سے استفسار کیا سب نے عرض کی کہ اس بتخانون کی تمام چھت اور دیوارین سنگ
مقناطیس سے ہین اور وہ بت آہن ہی اور قوت جاذبہ اطراف و جوانب اس بت کے نسبت حکم تساوی رکھتی ہی
لاجرم بت درمیان ایستادہ ہوکر کسی طرف مائل نہین ہی جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار اُسمین سے منہدم ہوئی وہ بت
اوج ہوا سے سرنگون زمین پر آیا **ذکر صدور نامہ خلیفہ مشتمل بر القاب** اس سال جو سلطان نے سومنات کے
سفر سے معاودت کی خلیفۃ القادر باللہ عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کرکے نشان خراسان اور ہندوستان
و نیمروز اور خوارزم کا بھیجا اور اُسکے فرزندون اور بھائیون کے القاب نامہ مین مندرج کرکے سلطان کو کہف الدولہ
والاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملۃ اور امیر محمد کو جلال الدولہ جمال الملۃ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ
مؤید الملۃ ملقب کرکے تحریر کیا کہ تو جسے ولیعہد کریگا ہم بھی اُسے قبول کرینگے اور یہ نامہ سلطان کو بلخ مین پہونچا اور اسی
سال سلطان نے اُن جٹ قومون کی گوشمالی کا آہنگ کیا کہ جنکا مسکن کنارہ جودی کے نیچے دریا کے کنارے واقع ہوئی تھی

اوران مقہورون نے سومنات سے مراجعت کیوقت افواج سلطانی سے انواع انواع بے اعتدالیان کین اور ہر قسم کے آزار پہونچائے تھے لشکر عظیم ملتان کیطرف کھینچا اور وہان پہونچکر ایکہزار چارسو کشتی تیار کروائین اور ہر ایک کشتی مین لوہے کی تین شاخین نوکدار کمال قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑین ایک کشتی کی پیشانی پر اور دو اُسکے دونون پہلو پر نصب کئین اور اُسکے لگانے سے یہ غرض تھی کہ جو چیز ان شاخون کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوتی اور یہ تمام کشتیان پانی مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین بیس نفر مسلح با تیر و کمان و قارورۂ نفط بٹھلائے اور جٹون کے اخراج کیواسطے متوجہ ہوئے اور جٹون نے خبردار ہوکر اپنے اہل و عیال جزیرون مین بھیج دیے اور خود جریدہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے چارہزار کشتی اور ایک روایت مین آٹھ ہزار کشتی دریا مین ڈالین اور ہر ایک کشتی مین ایک جماعت مسلح سوار کرکے مقابلہ اور مقاتلہ کو دوڑے جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور جو کشتی سلطان محمود کی کشتی کے مقابل آتی تھی کشتی کی شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوتی تھی یہانتک کہ تمام جٹان غرق ہوئے اور مابقی علف تیغ اسلام ہوئے اور سلطان کے لشکر نے انکے عیال کے سر پر جاکر سبکو اسیر اور دستگیر کیا سلطان نے مظفر و منصور ہوکر غزنین مین معاودت فرمائی اور سنہ ۴۱۸ھ چارسو اٹھارہ ہجری مین سلطان محمود نے امیر طوس ابو الحرب ارسلان کو ساتھ ابی ورد و نسا کے نامزد کیا تو ترکمانان سلجوقی کو کہ آب امویہ سے عبور کرکے اس حدود مین فساد کرتے تھے جاتے ہی استیصال کرے امیر طوس نے جنگہاے عظیم اور معرکہ ہاے شدید کے بعد عرضداشت کی کہ جب تک سلطان اپنی ذات خاص سے اسطرف رونق افروز ہوگا ترکمانون کے فساد کا تدارک ممکن نہین ہے سلطان نے بنفس نفیس خود توجہ فرمائی اور انکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور چونکہ امرا اُسکے ملک عراق پر مستولی ہوے اور وہ ملک آل بویہ کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا بہت سے وہانسے رے مین گئے اور خزانے اور دفینے رے کے جو دیالمہ کے حکام نے سالہاے دراز مین جمع کیے تھے بے مشقت و محنت انہین دستیاب ہوئے اور باطل مذہبون اور قرامطہ سے وہان بہت تھے جس شخص پر مذہب کا اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور اصفہان کی ولایت امیر مسعود کو ارزانی فرمائی اور خود غزنین کیطرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ مین سلطان کو مرض سوء القنیہ یا سِل کا بہم پہونچا ہر روز وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے تکلف سے خلائق کی نظر مین قوی دکھائی دیتا تھا اور اسی حال سے بلخ گیا اور جب بہار آئی غزنین کیطرف روانہ ہوا اور وہ مرض قوی تر ہوا غزنین مین اُسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تیئیسوین ربیع الثانی سنہ ۴۲۱ھ چارسو اکیس مین لاکھ حسرت اور آرزو لیکر اس کہنہ دیر سے تریسٹھ برس کے سن مین فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی پینتیس ۳۵ برس تھی اسکا جنازہ رات کو کہ مینہ برستا تھا اٹھا کر قصر فیروزہ غزنین مین مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مرد میانہ قد اور خوش اندام اور چیچک رو تھا اور وہ پہلا بادشاہ ہے کہ سلطان کی لفظ اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے دو روز پیشتر حکم دیا تو خزانہ کی تھیلیان اشرفی اور روپیوں اور انواع جواہر نفیسہ اور اصناف نفائس کہ اپنی مدۃ الحیات مین جمع کیا تھا اپنے محل سرا کے صحن مین حاضر کرکے مکان کو رشک گلستان ارم کیا اور سلطان محمود اُسے چشم حسرت سے دیکھتا تھا اور ہاے ہاے کے نعرہ مارکر رو دیا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ مین واپس بھیجا اور ایسے وقت مین کہ پیمانۂ عمر آب بقا سے لبریز ہوچکا تھا اور زندگی سے یاس تھی اُسمین سے کسیکو مستفیض اور بہرہ مند نہ کیا اور ایسی ہی وجہ سے خلائق اُسکو شیفتۂ مال و زر اور ساتھ بخل کے نسبت دیتی ہے پھر دوسرے روز سلطان محفہ مین سوار ہوکر میدان کی سیر کو گیا اور اپنے حکم سے تمام ممالیک خاصہ اسپان تازی و استران بردعی و فیلان کوہ شکوہ و شتران قوی ہیکل اور سواے اُسکے سلطان کی نظر ثانی کیواسطے لیگئے انہین بھی مشاہدہ کرکے متاسف ہوا اور نوحہ گرون کے انداز چیخین مارکر رو دیا اور گریہ کنان اپنے قصر کیطرف متوجہ ہوا

اور ابو الحسن علی بن حسن میمندی سے منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے
جواہر قیمتی سے کسقدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر نوح سامانی کے عہد میں سات رطل جواہر نفیسہ خزانے میں تھا سلطان محمود نے
منھ خاک پر رکھکر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالی نے میرے تئین جواہر نفیسہ خاصہ سو رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول
ہے کہ سلطان کے آخر عمر میں یہ خبر پہونچی کہ نیشاپور میں ایک مرد نہایت مالدار ہے سلطان نے اسکے حضار کا حکم صادر فرمایا جب وہ
حاضر ہوا سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ اے شخص میں نے سنا ہے کہ تو ملاحدہ اور قرامطہ سے ہے اس مرد نے جواب دیا کہ اے شاہ
با انصاف دعاگو ملحد اور قرمطی نہیں غلام میں عیب یہ ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہے جو کچھ ہے مجھسے سرکار لے اور مجھے بدنام نکرے
سلطان محمود نے تمام مال اُس سے لیکر اور ایک نشانی اُسکے حسن عقیدت کے بارہ میں تحریر کرکے اسکے سپرد کی اور طبقات
ناصری سے مفہوم اور معلوم ہوا کہ سلطان محمود حدیث العلما ورثۃ الانبیا کے بارہ میں متردد تھا اور قیامت کے ہونے اور ناصر الدین
سبکتگین کے منتسب ہونے میں ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت میں (تنہائی ۱۲) کسی مقام سے آتا تھا اور فراش شمعدان طلائی میں
شمع روشن کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ میں اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب سے محتاج مطالعہ
عبارت کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی میں جاتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر کڑھا وہ شمعدان
اُسی کو مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اُسسے فرماتے ہیں یا ابن ناصر الدین
سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت ورثتی اس حدیث سے تینوں مشکلیں اسکی حل ہوئیں کہتے ہیں کہ سلطان کے
موت سے دوسرے سال غزنین میں ایک سیل عظیم واقع ہوئی اُسکے سبب اُس شہر کی بہت عمارات خراب و مسمار اور خلائق
بیشمار ہلاک ہوئی اور جو بند کہ عمرو بن لیث صفار نے (طوفان ۱۲) اپنے عہد سلطنت میں باندھا تھا اس سیل سے بقدر خراب ہوا کہ نشان
اسکا ظاہر نرہا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اُس شاہ عادل کے آثار فوت سے جانتے تھے کسواسطے کہ اُس بادشاہ میں عدل
اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اُس سے ملتفت ہوکر احوال پوچھا اُسنے عرض کی کہ حقیقت
میری ایسی نہیں کہ سر دربار مجلس میں عرض کروں سلطان نے اُسے تخلیہ میں طلب کرکے استفسار فرمایا اُسنے عرض کی
کہ بادشاہ کا بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر میں آتا ہے اور مجھے ضرب ہائے تازیانہ سے مکان سے نکالتا ہے اور میری زوجہ
کے ساتھ صبح تک رہتا ہے اور میں نے اس مدت میں تمام اعیان دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسیکو یہ حوصلہ اور یارا نہیں کہ جو عرض
اور میں پہونچاوے کسواسطے کہ سب اُسکا ملاحظہ کرتے ہیں اور کسیکو اسقدر حق سبحانہ تعالی کا ہراس و ترس نہیں کہ فقیر عاجز کی
خاطر فاتر کا ملاحظہ کرکے دادرسی کا درپے ہو جب میں سب سے ناامید اور مایوس ہوا آپکی درگاہ میں رجوع کرکے فرصت کا منتظر
تھا آج یہ دولت میسر ہوئی حق سبحانہ تعالی نے اپنے فضل سے تجھے بادشاہ کیا احوال رعایا اور زیردستوں کا تجھسے پوچھیگا
اگر فریاد کو پہونچیگا فہو المراد والا صبر کرونگا تو منتقم حقیقی اپنے عدل وقہر سے انتقام مجھ عاجز کا ظالم سے لیوے سلطان
محمود یہ کلام مصداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اشک گریستگی آنکھوں میں بھر لایا اور رحم دلی سے فرمایا اے مسکین تو کسواسطے اس سے
پیشتر میرے پاس نہ آیا اُسنے عرض کی کہ اے شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے میں ہر روز انتظار کھینچتا تھا آج بہزار مشقت دربانوں
اور چوبداروں کی نظر بچا کر حضور کی خدمت میں پہونچا اور میں تو ہم ایسے فقیروں کی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض حال
اپنا کرسکیں سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسرے کو اس سر سے واقف نکرنا یعنی کسیکے نہ کہنا کہ میں نے
احوال اپنا بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا ہے اپنے مکان میں جاکر مطمئن بیٹھ اور جسوقت وہ ظالم اپنی عادت کے موافق آوے اور مجھے

نکالے فوراً میرے پاس آنکر مجھے خبردار کرنا اُسنے گذارش کی کہ اے سلطان مجھے پھر ایسا وقت کہاں میسر ہوگا کہ یہ ذرہ بے مقدار
پھر اپنے تئیں بارگاہ عرش اشتباہ میں پہونچا کر دیدار فائض الانوار سے مشرف ہو سلطان نے ۔ بانونکہ طلب کے اُس مرد کو اپنے قریب بلایا
اور یہ حکم قطعی دیا کہ جس وقت یہ آوے خبردار مانع ہونا یا توقف جہاں میں ہوں آنے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اس مرد سے
آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یہ لوگ یعنی دربان وغیرہ تجھسے کہیں کہ بادشاہ استراحت میں ہے یا دوسرا بہانہ کر کے روکیں تو فلاں
مقام سے آنکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پہونچیگا غرض وہ شخص مطمئن ہو کر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ
اُسکے گھر میں نگیا تیسری شبکو بادشاہ کا بھانجا آدھی رات کو بعادت معہود اُسکے مکان میں آیا اور اُسے گھر سے نکالکر بفراغت
اپنے کام بدانجام میں مشغول ہوا وہ شخص بسرعت تمام افتان وخیزان بارگاہ سلطانی میں گیا دربانوں نے روکا اور بولے کہ اسوقت بادشاہ
حرم سرا میں ہے کسیکا وہاں گذر نہیں اور اگر دیوانخانہ میں رونق افروز ہوتا تو تجھے کوئی مانع ہوتا لاچار وہ مرد اُس مقام میں کہ سلطان
محمود نے اُس سے کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ اے سلطان کیا کرتا ہے سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ اے فقیر ٹھہر میں آیا یہ کہکر برآمد ہو کر اُس
شخص کے ہمراہ روانہ ہوا جب اُسکے مکان میں پہونچا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پر مست بادۂ نوم پایا اور شمع کو اُن دونوں
کے حال زشت پر روتے و جلتے اور پروانہ کو سر دُھنتے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور خنجر نکالکر اسکا سر تن سے جدا کیا اُسکے بعد
فرمایا اے مرد ایک جرعہ آب اگر ممکن ہو بسبیل استعجال لا تو میں نوش کروں اُسنے فوراً کوزۂ آب حاضر کیا سلطان محمود آب نوش کر کے اُٹھا
اور کہا اے فقیر جا اب بفراغت تمام استراحت کر اُس مرد نے پانو سلطان کے دامن میں مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کی سوگند ہے کہ جسنے تجھے
دولت اور حشمت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور پھر پانی طلب کرنے اور پینے کی کیا وجہ تھی اور
تونے کیا کیا جو مجھسے کہتا ہے جا فراغت سے خواب کر سلطان نے فرمایا اے مظلوم میں نے شر ظالم کا تجھسے دفع کیا اور اب بھانجے کے تن
جدا کرنے کے لیے جاتا ہوں اور شمع کے بجھانیکا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے صلہ رحمی کی محبت مانع نہ آوے اور پانی
طلب کرنیکی یہ وجہ تھی کہ جس وقت تو نے حال اپنا مجھسے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظالم کا شر اس مظلوم سے دفع
نکروں آب و طعام زبان پر نرکھوں چنانچہ اس تین شبانہ روز میں ہر وقت منتظر تھا اب جو میں نے شر اُسکا تجھسے دفع کیا تشنگی کے
غلبہ کے سبب سے اتنی روز سے میں پیاسا تھا جرعہ آب طلب کر کے نوش کیا الغرض عقلائے نیک اندیش پر مخفی اور پوشیدہ نہوگا کہ
اگرچہ سلاطین نامدار سے حکایات عدالت شعار بکثرت تمام منقول ہیں لیکن ایسی حکایات انہیں سے کسی سے منقول نہیں ہیں واللہ اعلم اخبار
العباد اور تواریخ بناکتی میں مرقوم ہے کہ جب سلطان محمود خراسان کی طرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت
کروں لیکن اس ارادہ کے بعد یہی اُسکے دل میں گذرا کہ میں نے اپنے مکان سے اُنکی زیارت کا عزم نہیں کیا اسسال میں خراسان کے
مصالح کا آہنگ کر کے آیا ہوں بطفیل اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہے اس سال خراسان
معاودت کر کے ہندوستان گیا اور وہاں سے پلٹ کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھکر خرقان گیا جب خرقان میں
پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان آپکی زیارت کو غزنین سے خرقان میں آیا ہے اگر آپ خانقاہ سے اُسکے دیکھنے
کو بارگاہ میں آئیں مراحم ذاتی سے دور نہوگا اور ایلچی کو یہ بھی فہمائش کی کہ اگر شیخ اسطرح سے انکار کرے یہ آیہ کریمہ اسکے سامنے
پڑھنا یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب انکار
کیا یہ آیت پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہ کہ میں اطیعوا اللہ میں ایسا مستغرق اور ڈوبا ہوں کہ
اطیعوا الرسول سے خجالت کھاتا ہوں اور ساتھ اولی الامر منکم کے کہاں مشغول ہوں ایلچی نے سلطان محمود سے ظاہر کیا سلطان یہ کلام سنتے ہی رقت

کی اور اپنے مصاحبوں سے کہا اُٹھو کہ یہ وہ مرد نہیں ہے کہ میں نے گمان کیا تھا پھر اپنی پوشاک ایاز کو پہنائی اور دس کنیزوں کو جامہ غلامان
پہنا کر خود بجائے ایاز ایستادہ ہوا اور اسیطرح شیخ کے صومعہ کیطرف متوجہ ہوا جب صومعہ کے دروازہ سے اندر آئے اور شیخ کو سلام
کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بنظر غور دیکھا اور ایاز کی طرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا
اے شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اُٹھا کیا یہ سب جال ہے شیخ نے کہا تمام جال ہے لیکن مرغ اُسکا نہیں ہے مرد کہ تجھے آگے کیا گیا ہے
سلطان محمود بیٹھا اور کہا مجھسے کچھ بات کیجیے فرمایا نامحرموں کو باہر کر سلطان نے لونڈیوں کو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر نکل گئیں
سلطان نے کہا مجھے بایزید بسطامی کے اقوال سے کوئی بات سنائیے شیخ نے فرمایا بایزید نے یوں کہا ہے کہ جس شخص نے مجھے دیکھا رقم شقاوت سے
امین ہوا سلطان محمود نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہے پس ابوجہل اور ابولہب آنحضرت کے دیدار
فائز الانوار سے مستفیض ہوئے تھے کسواسطے ازل شقاوت سے امین شیخ نے فرمایا محمود ادب نگاہ رکھ اور تصرف اپنی ولایت میں کم
مصطفےٰ کو کسی نے سوائے چار یار اور بعضے صحابہ کے نہ دیکھا اور دلیل اسپر قول خدا ہے عز وجل و تراهم ینظرون الیک وهم لا یبصرون
سلطان محمود کو یہ بات پسند آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجیے فرمایا چار چیز اختیار کر اول پرہیزگاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت
چوتھے شفقت خلق پر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا میں نماز پنجگانہ میں دعا کرتا ہوں اللهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات کہا یہ
دعاے عام ہے خاص کیجیے فرمایا عاقبت محمود ہو پھر سلطان نے اشرفیوں کا بدرہ روبرو رکھا شیخ نے جو کی روٹی سلطان کے روبرو
رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اسمیں سے ایک لقمہ منہ میں رکھکر چبایا اسکے حلق میں پھنسنے لگا شیخ نے کہا کیا یہ روٹی
تیرے گلے میں پھنستی ہے کہا ہاں شیخ نے فرمایا تیرا بدرہ زر بھی اسیطرح ہمارے حلق میں پھنستا ہے اُٹھا لے کسواسطے کہ میں نے اسے طلاق دی
ہے سلطان نے فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمائیے شیخ نے اپنا پیراہن کہ مراد خرقہ سے ہے عنایت کیا سلطان محمود جب رخصت
ہوا شیخ تعظیماً ایستادہ ہوا سلطان نے کہا اول آپ نے میرے آنے پر التفات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے اُٹھے کیوں تکلیف کی شیخ نے
فرمایا اول تو رعونت بادشاہی اور نخوت امتحان میں آیا تھا اب تو انکسار درویشی میں جاتا ہے پھر سلطان چلا گیا جس وقت سومنات
پر تاخت کی اور جب داشلیم اور پرم دیو کی جنگ میں اُسے شکست کا خوف ہوا سلطان مضطرب ہوکر ایک گوشہ میں گیا
اور منہ خاک پر رکھکر اس پیراہن کو ہاتھ میں لیکر درگاہ الٰہی میں عرض کی الٰہی اس صاحب خرقہ کی آبرو کے طفیل مجھے
کفار پر ظفریاب کر اور جسقدر یہاں سے غنیمت دستیاب ہوگی درویشوں پر تقسیم کرونگا دفعۃً اس طرف ایک ابر یعنی گرج اور
ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تاریکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپسمیں خونریزی کرکے متفرق ہوئے لشکر اسلام نے
ظفر پائی اور اسی شب کو سلطان نے خواب میں دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تو نے میرے خرقہ کی آبرو کچھ نہ کی اگر تو دعاے
اسلام تمام کفار کیواسطے کرتا اجابت ہوتی اور جامع الحکایات میں وارد ہے کہ سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ مہمات خراسان کی
کثرت تھی لیکن میں غزنین سے بعزم زیارت اس جناب کے آیا ہوں شیخ نے فرمایا اے محمود اگر تو نے غزنین سے میرا احرام باندھا کیا
عجب کہ لوگ خانہ خدا سے احرام باندھیں اور تیرے پاس آویں زہے حالات سلطان کہ شیخ ابوالحسن خرقانی اُسکے حق میں ایسا فرماوے
اور روضۃ الصفا میں مسطور ہے کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل میں بیٹھا تھا اور دریچے سے جانب راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی
نگاہ ایک بے سروپا پر پڑی کہ تین مرغ لیے ایستادہ ہے جب سلطان کو اُسنے اپنی طرف ملتفت اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ
کیا سلطان نے اغماض سے اپنے دل میں کہا یہ اشارہ اسنے کیوں کیا پھر ایک ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نے نگاہ اس کی
طرف کی اُسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اُسے اپنے روبرو بلا کر استفسار کیا کہ یہ جانور کیسے ہیں اور وہ اشارہ کیا تھا اُسنے عرض کی

کہ میں ایک مرد قمار باز ہون اور آج میں سلطان کو غائبانہ شریک کرکے جوا کھیلا تھا چونکہ مرغ میری جیت میں آئے تھے یہ حصہ
آپکا موجود ہے سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگوا لیے دوسرے روز قمار باز (یعنی جواری ۱۲) دو مرغ اور لایا سلطان اُسسے بھی لیکر متفکر ہوا کہ آیا یہ کس
مکر میں ہے تیسرے روز پھر تین مرغ لایا چوتھے روز وہ مرد ذی ہوش بیک بینی و دو گوش سلطان کے مقابل ایستادہ ہوا اور
تہیدستی سے محزون اور ملول ہوکر سر جھکا لیا سلطان نے جب اُسے اس حالت سے دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک پر حادثہ عظیم بلکہ غم کا پہاڑ
ٹوٹا ہے کہ آثار ملال کے اسکے چہرہ حال سے ظاہر ہیں پھر اسے اپنے پاس بلا کر استفسار حال کیا اُسنے عرض کی کہ آج غلام نے سلطان کی
شرکت میں ہزار دینار زر سرخ ہارے ہیں اور میرے ہم پیشہ نے جیتے ہیں سلطان نے متبسم ہوکر پانسو دینار اُسے دلوا دیئے اور فرمایا کہ
آیندہ جبتک میں حاضر ہون میری شرکت میں جوا نہ کھیلنا اور حبیب السیر میں مرقوم ہے اول وہ شخص کہ جسنے سلطان محمود کی وزارت کی ابو العباس
فضل بن احمد اسفراینی تھا اور اوائل میں وہ فائق کی کتابت میں جو امراے سلاطین سامانی کے سلک میں انتظام رکھتا تھا مصروف تھا
جب فائق کا ستارہ اقبال سرحد زوال میں پہونچا اسنے امیر ناصر الدین سبکتگین کی ملازمت میں پہونچکر مسند وزارت پر
بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود نے بھی اُسی منصب پر مقرر رکھا چونکہ ابو العباس کا جمال حال حلیہ فضل و تبحر
لغت عرب سے عاری تھا مناشیر اور فرامین اور احکام سلطان جو عربی میں تحریر کرتے تھے فارسی لکھنے کا حکم دیا لیکن خواجہ
(مناشیر جمع منشور یعنی فرمان ۱۲)
بزرگوار یعنی خواجہ احمد میمندی نے پھر عربی کیا اور ابو العباس فضل امور مملکت کے انتظام اور سپاہ و رعیت کے سرانجام مہام میں ید بیضا
دکھلاتا تھا یعنی نظیر اپنا نہ رکھتا تھا جب دس برس اسکی وزارت سے گذرے آخر کو اُسکے طالع نے اوج اقبال سے حضیض وبال
کیطرف انتقال کیا یعنی عہدہ وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخون نے اسکے عزل کا سبب یون لکھا ہے کہ سلطان محمود غلامان خورشید عذار
کے فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابو العباس فضل اس بارہ میں بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم عمل کرتا تھا ایکمرتبہ بعضے ولایت
ترکستان سے خبر ایک غلام پری پیکر حور وش کی سنی اپنے معتمدون میں سے ایک شخص کو اُسطرف روانہ کیا کہ اس غلام کو خرید کر کے
عورات کے لباس میں پہونچاے سلطان نے کیفیت واقعہ کی ایک غماز و نمام سے سنکر وزیر یعنی ابو العباس کے پاس آدمی بھیجا اور غلام
کو طلب کیا۔ ابو العباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدون اطلاع اور اچانک اسکے مکان میں تشریف لیگیا فضل
لوازم ایثار اور نیاز میں مشغول ہوا اور اس اثنا میں وہ غلام مہر لقا مشتری سیما اُسکے روبرو آیا بادشاہ غضبناک ہوا اور
وزیر کی ضبطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال میں رایات ظفر آیات ہندوستان کی طرف حرکت میں آئے اور بعض امراے
بدسگال نے اخذ مال کی طمع میں ابو العباس فضل کو اسطرح سے شکنجہ کیا کہ اُسکے صدمہ سے ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن
میمندی منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن میمندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور ہم سبق
اور اسکا باپ حسن میمندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت میں قصبہ بست کی تحصیل میں قیام کرتا تھا لیکن بسبب
ایک خیانت کے کہ اُسکی طرف منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے مصلوب ہوا اور جو کہ بین الناس مشہور و معروف
ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے سلک وزرا میں منسلک تھا یہ غلط اور محض خطا ہے اور احمد بن حسن کہ جو خوشنویسی
اور جودت فہم اور فضل میں اتصاف رکھتا تھا ابتدا میں داروغہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور خدمات التفات سلطانی اُسے
درجہ بدرجہ ترقی دیتی تھی یہانتک کہ منصب استیفاے ممالک پر پہونچ کر شغل جائزہ لشکر و کل مشاغل امور مذکورہ کے
ہوا اور چند مدت کے بعد ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ اشغال سابقہ کے انضمام پایا اور وہ جناب اس مہام کے عہدہ سے جیسا کہ چاہیے
باہر آیا جب مشرب مذہب سلطانی نے ابو العباس اسفراینی کی نسبت سمت تکدر قبول کیا زمام وزارت نے من حیث الاستقلال

اس خواجہ ستودہ خصال کے کف کفایت میں قرار پکڑا اٹھارہ برس تک کار روائی ملک ومال میں مشغول رہا اسکے بعد ایک جماعت امرا سے بزرگ سے مثل التونتاش سپہ سالار اور امیر علی خویشاوند نے محفل رفیع سلطانی میں زبان اس منبع فضل واحسان کی غیبت اور بہتان میں کھولی اور وہ باتیں سلطان محمود کے دل میں موثر ہوئیں شاہ نے عزل کی رقم احمد کی پیشانی احوال پر کھینچی اور بہرام نام کہ ایک اسکے خواص سے تھا اُسے سپرد کرکے حکم دیا کہ اسے کشمیر کے درہ پر لیجا کر جنکی نام ایک شخص کہ وہاں مقرر ہے تفویض کرے تو وہ اُسے قلعہ کالنجر میں قید کرے غرض وہ (یعنی احمد) تیرہ برس اُس قلعہ میں مقید رہا اور سلطان مسعود کی اخیر سلطنت میں زندان ستم سے رہائی پائی اور پھر منصب وزارت پر سرفراز ہوا آخر ۴۲۴ھ میں جو بس میں انتقال کیا اور سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد حسن بن میکال کو جو حسنک میکال سے شہرت رکھتا تھا اور ابتدا سے ایام طفولیت و شروع اوقات نشوونما میں اسکی ملازمت میں بسر لیجاتا تھا اور تیزی طبع اور جودت گفتار اور محاسن کردار میں موصوف ومعروف تھا شاہ نے اُسے منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور وہ سلطان کی مدت العمر تک اس امر پر مقیم رہا مورخان تفصیل حسن کے حالات میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کہ سلطان محمود امیر ناصرالدین سبکتگین کی ملازمت میں ابوعلی سیجوری کے دفع میں متوجہ تھا ایک مقام میں اسنے سنا کہ یہاں ایک درویش گرامی مذہب زہد وعبادت کی صفت میں موصوف اور اظہار کرامات اور خوارق عادات میں معروف اُسے زاہد آہو پوش کہتے ہیں چونکہ سلطان درویشوں اور گوشہ نشینوں سے عقیدہ کامل رکھتا تھا زاہد کی ملاقات کی خواہش کی اور حسن سے کہ منکر اس طبقہ کا تھا فرمایا ہرچند میں خوب جانتا ہوں کہ تجھے اہل تصوف اور ارباب ہدایت سے ارادت والفت نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ زاہد آہو پوش کی زیارت کیواسطے ہمراہ ہو حسن نے سلطان کے حکم کی موافقت کی اور ہمراہ رکاب ہوا جب سلطان نے باصد شوق وہزار ارمان نیاز زاہد سے ملاقات کی درویش نے باتیں تصوف کی بہ شرح کہیں اور ان باتوں کے سننے سے بادشاہ کا عقیدہ درویش کیطرف زیادہ ہوا اور فرمایا کہ جسقدر آپکے خادموں کو مطلوب ہو میرے خزینہ داروں سے وصول فرمایئے زاہد نے ہاتھ بلند کیا اور ایک مٹھی بھر دینار زر سرخ بادشاہ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا جس شخص کو خزانہ غیب سے ایسا اقتدار ہاتھ آوے اُسے غیر کے مال کی کب احتیاج ہووے سلطان نے یہ امر اسکی کرامات پر گمان کیا اور وہ دینار حسن کے حوالے کئے حسن نے ہر دینار کے سکہ کو دیکھا کہ اُن پر ابوعلی سیجوری کا سکہ ہے [illegible] کے پاس سے ہوکر باہر آئے سلطان نے حسن سے کہا کہ ان خوارق عادات کی نسبت انکار نہ چاہیے حسن نے جواب دیا کہ انعام اولیا کی کرامات کا منکر نہیں ہوں لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اس شخص کی صحبت کیواسطے جاویں کہ آسمانی پر جسکے نام سکہ پاتے ہیں سلطان نے اسکی حقیقت پوچھی اُسنے وہ تنگیاں اُسے دکھلائے جب سلطان محمود کی نظر ابوعلی سیجوری کے سکہ پر پڑی منفعل ہوا راقم الحروف کہتا ہے کہ حسن کے کلام سچا ہیں کسواسطے کہ اس قسم کی چیزیں بموجب فرمان ایزدی کے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور رجال الغیب اسی عالم سفلی سے ایک بلاد سے حوالی اور جوانب سے بوجہ شرع سے دستیاب کرکے عند الطلب اولیا کو پہونچاتے ہیں وہ شہر سکو کے [illegible] سلطان جب بادشاہ ہوا حسن کو اس بات سے کہ وہ ملک مغلیہ سے مراجعت کے وقت حضرت خلافت [illegible] رکھتا تھا [illegible] کھینچا ذکر مشاہیر شعرا [illegible] اور وہ سلطان محمود کے عہد میں [illegible] آیا اور شعرا سے دارالملک [illegible] شاعر اور [illegible] سلطان کی مدح میں [illegible] درہم انعام پائے قصیدہ یہ اگر
[illegible]

صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان * یگانہ داور دادار بے نظیر و ہمال * وگرنہ ہر دو ببخشیدے او بوقت کرم * امید بندہ نماندے
ابزو منال * **استاد اسدی طوسی** سلطان محمود کے عہد میں زمرۂ شعرائے خراسان کا استاد تھا اور اسے پہلے نظم
شاہنامہ کی تکلیف دی اور اسنے پیری اور ضعیفی کا بہانہ کرکے استعفا کیا اور اسکا دیوان مشہور نہیں ہے اور شعرا کے مجموعوں اور تذکروں میں بھی
نظر نہیں آتا ہے وہ اپنے شاگرد فردوسی کو ہمیشہ شاہنامہ نظم کرنیکواسطے اشارہ کرتا تھا آخر کو ایسا ہوا کہ جب فردوسی غزنین سے بھاگ کر
طوس گیا پھر وہاں سے رستمدار اور طبرستان جاکر پھر طوس میں مراجعت کی اور مرض سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس رحلت کا
وقت آپہونچا وقت رحلت ہے اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کسیکو قوت نہیں کہ باقی کو قید نظم میں لاوے [illegible]
شعر اگر میری حیات مستعار غالب عنصری میں باقی ہوتی میں انجام کو پہونچاتا ہوں فردوسی نے کہا اے استاد آپ ضعیف ہیں محال ہے کہ یہ کام
آپسے کفایت ہووے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالی انجام ہوگا اور اسنے چند روز میں شروع کیا اور پہلے اسکے کہ رات سے صبح کی
کہ چار ہزار بیت ہوتی ہیں قید نظم میں لایا اور فردوسی ابتک زندہ تھا کہ اسکے مطالعہ میں گذرانا اور وہ نہایت محظوظ ہوا اور اپنے
استاد کے ذہن مستقیم کی تعریف کی اسدی نے مناظرے بہت خوب موزوں کئے ہیں اور یہ دو بیت شب و روز کے مناظرہ میں اسکی
تالیفات سے ہیں **ابیات** بشنو از حجت و گفتار شب و روز بہم * سرگذشتے از دل و کن بشدت غم * ہر دو را خاست جدل
از سبب بیشی فضل * در میان رفت فراوان سخن از مدت و ذم * منوچہری کہ اصل اسکی بلخ سے ہے سلطان محمود کے عہد
سلطنت میں غزنین میں رہتا تھا نہایت متمول اور صاحب دستگاہ تھا اور نثر میں علیحدہ طرز کا تصنیف ہے اسکا مطلع
یہ ہے **شعر** اے نہادہ درمیان فرق جان خویشتن * جسم ما زندہ بجان و جان تو زندہ بتن * **حکیم عنصری** سلطان محمود کے
عصر میں سرآمد شعرا سے روزگار تھا اور بزم شاعری اور فضائل کثیر میں ممتاز تھا کہتے ہیں سلطان محمود کی رکاب میں
چار سو شاعر ہمیشہ ملازم تھے اور سب شاعر اسکی شاگردی کے معتقد تھے اور مجلس سلطانی میں آمد و رفت رکھتا تھا اور آخر کو سلطان نے
اسکو قلمرو کی ملک الشعرائی سے سرفراز فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شعر اسکو سناویں پھر وہ بادشاہ کے
ملاحظہ میں گذرانے اور اسکا ایک قصیدہ نہایت مطول ہے مختصر یہ کہ سلطان کی تمام تاریخ محاربے قید نظم میں لایا ہے اور بیان کرتے
ہیں کہ ایک شب سلطان نے بدمستی کی حالت میں سر رشتۂ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر اور طرح سے نظر کی [illegible]
شریعت نے آواز بلند کہا کہ اے محمود عشق کو فسق سے [illegible] نفسانی سے آمیز کر سلطان اسیوقت متنبہ ہوا اور مقراض ایاز کے
حوالہ کی کہ اس زلف دراز کو اپنے سر سے کتر کہا تھے فرمایا قلم تراش ایاز نے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی آتش
عشق اسکی فرمانبرداری کے روغن سے نہایت مشتعل ہوئی [illegible] عنایت کیا اور [illegible]
فرش خواب پر استراحت فرمائی صبح کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اپنے کیے ہوئے سے پشیمان تھا [illegible]
سے کبھی اٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسی کو بات کرنیکا زہرہ نہ تھا [illegible] عنصری سے کہا [illegible]
اسے دیکھکر سلطان نے فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہے کہ کچھ کیا گذری ہے اس بارہ میں کچھ کہہ عنصری نے فی البدیہہ کہا **رباعی**
کے زلف بت از کاستن است * چہ جای بغم نشستن و خاستن است * جائے طرب و نشاط و می خواستن است * کآراستن سرو ز پیراستن است
سلطان یہ رباعی سنکر نہایت خوش ہوا اور [illegible]
[illegible]
جریدہ پر ثبت ہوا **فرخی** [illegible]

یہ قصیدہ اسی کا تالیف ہے **نظم** تا شاہ خوربدہ بین سفر سومنات کردہ * کردار خویش را علم معجزات کردہ * دیوان اس کا مشہور نہیں ہے اور یہ رباعی ششش جہت مین اربع عناصر کیطرح معروف ہے **رباعی** از شرب مدام ولاف مشربنے بہ * وز عشق بتان سیم غبغب توبہ * در دل ہوس شراب و برلب توبہ * زین توبہ نادرست یارب توبہ **فرخی** بھی عنصری کا شاگرد تھا منقول ہے کہ اسکا باپ امیر خلف والی سیستان کا غلام تھا فرخی نے زمیندار ان سیستان مین سے ایک زمیندار کی خدمت اختیار کی تھی ہر سال دو سو پیمانہ گیہون اور سو درم بطور تنخواہ کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت موالی بنی خلف سے خواستگاری کر کے اپنے نکاح مین لایا اور خرچ اسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیمانہ اور ڈیڑھ سو درم ملنا چاہیے دہقان نے کہا تو اس سے بھی زیادہ لینے کا سزاوار ہے لیکن مجھے مقدرت اس سے زیادہ نہین ہے فرخی مایوس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے پاس گیا اور یہ قصیدہ عزا گذرانا خلعت اور نقود و افر پایا **نظم** تا پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار * پرنیان ہفت رنگ اندر سر آرد کوہسار * خاک چون ناف آہو مشک زاید بیقیاس * بید را چون پر طوطی برگ روید بیشمار * پھر سلطان محمود کے شرف ملازمت سے مشرف ہو کر مراتب عالیہ پر ترقی کی چنانچہ بیس غلام زرین کمر اسکی سواری کے جلو مین چلتے تھے **دقیقی** شعرای ماتقدم سے ہے اور سلطان محمود کے عہد مین سے ابتداً شاہنامہ کی کی اور ہزار بیت یا کم و بیش کہین پھر فردوسی نے اُسے انجام کو پہونچایا اور اسکے اشعار مین یہ قطعہ تحریر ہوا ہے **قطعہ** من انچہ برانم خوار گشتم * عزیز از ماندن ایم شود خوار * چو آب اندر شمر بسیار ماند * عفونت گیرد از آرام بسیار **تذکرہ جلال الدین جمال الملۃ محمد بن سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کا** جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دنیوی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد گورگان مین اور امیر مسعود صفاہان مین تھا پھر امیر علی بن ارسلان نے جو سلطان محمود کا خویش تھا امیر محمد کو غزنین مین طلب کر کے سلطان مرحوم کے حسب وصیت تاج شاہی اُسکے زیب سر کر کے تخت سلطنت پر متمکن کیا اور اُسنے سپہ سالاری کا منصب اپنے عم امیر یوسف سبکتگین اور وزارت کا منصب خواجہ ابو سہل احمد ابن الحسن ہمدانی کو ارزانی فرمایا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر وضیع و شریف کو بہرہ مند کیا اور اسکے عہد مین ارزانی اور رفاہیت پیدا ہوئی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب خلائق امیر مسعود کی بادشاہی پر نہایت راغب تھے سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک مہینے اور بیس روز کا عرصہ منقضی ہوا تھا ابو النجم امیر ایاز بن اسحق غلامون سے متفق ہو کر اور علی دایہ کو اپنا شریک کر کے روز روشن مین زبردستی طویلہ مین آئے اور خاصہ گھوڑون پر سوار ہو کر بست کیطرف روانہ ہوئے امیر محمد اسکی روانگی سے خبردار ہوا تو سوندھرا ے ہندو کو جو امرائے معتبر سے تھا مع افواج کثیرہ ہنود کے اس جماعت کے تعاقب مین بھیجا اور یہ اسکے قریب پہونچے تو جنگ شروع ہو گئی اور سوندھرا ے مع ہندون کی جماعت کثیر کے مارا گیا اور غلام بھی بہت قتل ہوئے اور جو لوگ انمین سے زندہ رہے اُنکے سر امیر محمد کی درگاہ مین ارسال کیے اور ابو النجم امیر ایاز اور علی دایہ بسبیل استعجال اسطرح سے اتفاق کے ساتھ جاتے تھے یہانتک کہ نیشاپور مین جا کر امیر مسعود کی خدمت مین پہونچے کہتے ہین امیر مسعود نے ہمدان مین اپنے باپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم مین نواب اور عمال کارگذار مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو نامہ اس مضمون سے تحریر کیا کہ مجھے اس ولایت کی کہ باپ نے تجھے عنایت فرمائی تھی طمع نہین بلکہ بلاد جبال و طبرستان اور عراق کہ مین نے بزور شمشیر آبدار لیے ہین کافی ہین مگر لازم کہ نام میرا خطبہ مین تو مقدم کرے منقول ہے کہ امیر مسعود اور امیر محمد ایک روز دو نون متولد ہوئے تھے اور امیر مسعود اس سے چند ساعت بیشتر پیدا ہوا تھا اسی وجہ سے امیر محمد چندان اسکی اطاعت نکرتا تھا اور انکے درمیان ہمیشہ مخالفت اور مخاصمت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے مکتوب کا جواب سخت لکھا اور آلات حرب سامان جنگ مہیا کرنے لگا ہر چند جماعت دولتخواہ نے سعی کی کہ دونون بھائیون مین صلح واقع ہو وے کار گر نہوئی امیر محمد لشکر جرار اور جم غفیر لیکر غزنین سے برآمد ہو کر

راہی ہوا اور غرہ رمضان سنہ ۴۲۱ھ چارسو اکیس ہجری میں موضع تکیاباد کہ حقیقت میں نکبت آباد تھا وارد ہوا اور ماہ صیام اسی مقام میں بسر کیا اور عید کے دن بے سبب کلاہ اسکے فرق سے جدا ہوئی لوگ اس کو شگون بد سمجھے اور شوال کی تیسری شب کو امیر علی خویشاوند اور امیر یوسف سبکتگین اور امیر حسن میکال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کر کے مخالفت کا علم بلند کیا اور امیر مسعود کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گرداگرد محاصرہ کر کے گرفتار کر لائے اور قلعہ کیج میں کہ اب بردم قندھار ہے قلعہ خلج کہتے ہیں لیجا کر قید کیا اور تمام لشکر اور خزاین امیر مسعود کے استقبال کیواسطے ہرات کیطرف روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات سے بلخ میں گیا اور امیر حسن کو بسبب اس بہانہ کے کہ مکہ منورہ سے عود کر کے خلعت خلیفہ مصر پہنا تھا دار پر کھینچا کس واسطے کہ امیر مسعود کے سمع مبارک میں پہونچا تھا کہ حسن ایک روز کچہری میں کہتا تھا کہ جسوقت امیر مسعود بادشاہ ہوگا مجھے دار پر کھینچیگا اسیطرح امیر علی خویشاوند کفران نعمت کی سزا میں قتل ہوا اور امیر یوسف سبکتگین کو قید کیا اور قیدخانے میں مرگیا اور امیر محمد اسکے حکم سے قلعہ مذکور میں نابینا ہوا امیر محمد کی مدت سلطنت پانچ مہینے سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہونے کے بعد ایک سال اور فرمانروا رہا اور پھر مودود بن مسعود کے حکم سے قتل ہوا

## ذکر سلطنت شہاب الدین جمال الملۃ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا

سلطان مسعود نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیر اسکا برگستوان آہنی سے گذر کر فیل کے بدن میں در آتا تھا اور گرز اسکا اسقدر وزنی تھا کہ کوئی اسے ایک ہاتھ سے نہ اٹھا سکتا اور جو کہ امیر مسعود اپنے باپ کو مخاطبات میں سخت جواب دیتا تھا لہذا اسکو ہمیشہ اپنی نظروں میں خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم میں جہد بلیغ فرماتا تھا یہانتک کہ خلیفہ عباسی سے التماس کی کہ امیر محمد کا نام سلطان مسعود پر مقدم لکھیں اور طبقات ناصری میں مذکور ہے کہ خواجہ ابو نصر مشکانی کہتا ہے کہ جب یہ فرمان سلطان محمود کی بارگاہ میں پڑھا گیا تمام امرا اور ملوک رنجیدہ خاطر ہوئے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا ابو نصر کہتا ہے کہ میں بھی اس صحبت سے اسکے بعد میں رخصت ہوا اور سلطان مسعود سے میں نے عرض کی کہ آپ کے لقب تاخیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت محزون اور مغموم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نہ کر السیف اصدق انباءً من الکتب جو میں پلٹا میں سلطان نے مجھے طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے پیچھے کیوں گیا تھا اور کیا ہمزبانی ہوئی تھی میں نے ماجرا بیکم و کاست اظہار کیا سلطان محمود نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امر میں امیر محمد پر ترجیح اور فوقیت ہے اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود کو پہونچیگی لیکن یہ تمام امور اسواسطے کرتا ہوں کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد میں کچھ حرمت اور توقیر بڑھے ابو نصر کہتا ہے اس معاملہ میں دو چیز سے مجھے تعجب ہوا اول تو مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم و فضل کی وجہ سے جواب معقول ملا دوسرے سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ مخبروں نے یہ خبر فوراً معروض کی سلطان مسعود نے سال جلوس میں احمد بن حسن میمندی کو کہ سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کالنجر میں جو قلعہ ہائے سرحد ہندوستان سے ہے محبوس تھا رہا کر کے دوبارہ منصب وزارت پر سرفراز کیا اور احمد بن نیالتگین خازن کو جرمانہ کر کے زر کثیر اس سے لیا اسکے بعد اسے ہندوستان کا سپہ سالار کر کے لاہور روانہ کیا اور عبداللہ دبیر کو جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہ ہندوستان میں مقید تھا اپنے پاس طلب کیا **خطبہ پڑھنا سلطان مسعود کا بلاد کیچ اور مکران میں** سنہ ۴۲۱ھ چارسو اکیس ہجری میں سلطان مسعود بلخ سے غزنین میں آیا اور لشکر کیچ اور مکران میں بھیجکر اس ولایت میں خطبہ اور سکہ اپنے نام مروج کیا اور وہاں کی کیفیت یہ تھی کہ والی ولایت کا قضائے الہی سے فوت ہوا تھا اسکے دو بیٹے تھے ایک ابوالعساکر دوسرا عیسےٰ اور عیسےٰ باپ کی ولایت پر متصرف ہوا اور ابوالعساکر کو نکال بیدخل کیا اور ابوالعساکر اپنے بھائی کے مقابلہ سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ میں عرضداشت کی کہ اگر بادشاہ لشکر بھیجکر ایسا کرے کہ ولایت کیچ

مکران اس فقیر کے تصرف میں آوے تو یہ بھی آپکے دولتخواہوں کی سلک میں منسلک ہو کر اُس ولایت کا سکہ اور خطبہ سلطان کے نام کے
نام جاری کروں سلطان مسعود نے اُسکی التماس پذیرائی اور لشکر بیشمار اُسکے ہمراہ کیا اور افسروں سے فرمایا اگر عیسیٰ نظام اصلاح
میں آوے اور ولایت کو برادرانہ تقسیم کرے فہو المراد ورنہ اُس سے چھینکر ابو العساکر کے سپرد کرنا اور جب ابو العساکر لشکر ہمراہ
لیکر ستنہ کار زار ہوکر اس حدود میں پہونچا عیسیٰ برگشتہ بخت روستائی کی تقلید میں گرفتار ہوا اور صلح اور صلاح سے انکار کیا آخر کو یہ نوبت
پہونچی کہ اکثر لوگ اُسکی رفاقت سے جدا ہو کر ابو العساکر سے ملے اور وہ باوجود اس حال کے اپنے مخذولوں اور ہمراہیوں کو لیکر معرکہ
میں آیا اور بہ تقدیر لڑا اور مارا گیا ابو العساکر ملک مکران پر متصرف ہوا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی
برس سلطان مسعود نے سواد ولایت رے اور ہمدان اور سائر بلاد جبل کی اپنے فراش کو جسکا نام تاش تھا ارزانی فرمائی اور اُسنے تھوڑے
عرصے میں اس ولایت کو اُن نوابوں اور عمال اور امراء سے جنکو سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے وقت مقرر کیا تھا اخراج کرکے خود قابض
اور متصرف ہوا اور حسب الحکم سلطان مسعود علاء الدولہ کو کہ علم استقلال بلند کیئے ہوئے تھا شکست دیکر اسکے عاملوں کو برخاست کیا **بیان ترکمان**
**سلجوقی کے تسلط کا** سلطان مسعود نے اس سال غزنین سے صفاہان اور رے کی عزیمت کی جب ہرات میں پہونچا وہاں شور و فساد
ترکمانان سلجوقی سے پامالی ہوئے سلطان نے عبدوس بن عبد العزیز کو مع لشکر کثیر اُن پر تعین کیا اور وہ لشکر ترکمانوں پر پہونچکر چند مرتبہ
جنگ میں مصروف ہوا اور سلطان اس معرکہ کے بدون تصفیہ کئے غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ ۴۲۴ چار سو چوبیس ہجری میں التونتاش
سپہ سالار سلطان مسعود کے حسب الحکم خوارزم سے علی تگین کے دفع کرنے کے واسطے کہ سمرقند اور بخارا پر غلبہ پایا تھا مع لشکر اُس طرف سے ماوراء النہر کی
طرف متوجہ ہوا اور سلطان نے غزنین سے بھی پندرہ ہزار سوار جرار التونتاش کی کمک کے واسطے تعین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ میں
اُس سے جا ملے التونتاش آب آمویہ سے عبور کرکے اول بخارا کی تسخیر کے بعد سمرقند روانہ ہوا اور علی تگین بعزم رزم دبوسین شہر سے برآمد ہو کر
ایک مقام میں وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دریائے زخار اور درخت بیشمار واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت
اور عظمت میں چرخ دوار سے مقابلہ کرتا تھا حائل تھا جب آتش جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی تگین سے کہ کمین
میں تھے التونتاش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور خلق بیشمار کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور زخم کاری التونتاش
کے جسم پر پہونچا اتفاقاً وہ زخم اس مقام میں پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنے کے وقت سلطان محمود کے حضور
منجنیق کا پتھر اس جگہ لگا تھا التونتاش نے کیفیت حال کی غازیوں سے بقدر پوشیدہ رکھی اور پائے ثبات بمقدور معرکہ غالب
آیا کہ بہت سپاہ علی تگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور بقیۃ السیف دشت اور بیابان میں آوارہ ہوئی اور جب شب نے پردہ ظلمانی تمام
جہان پر چھوڑا التونتاش نے افسران سپاہ کو طلب کرکے اپنے زخم کی حکایت اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا کٹ چکا ہے اس زخم سے
نجات ممکن نہیں اب تم تدبیر اپنے کام کی کرو افسروں نے اُسی شب کو ایک قاصد علی تگین کے پاس بھیجکر مصالحہ کیا کہ بخارا سلطان
مسعود کے قبض و تصرف میں رہے اور سمرقند اور اسکے اطراف پر علی تگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز علی تگین
سمرقند کی طرف کوچ کر گیا اور التونتاش خراسان کی سمت راہی ہوا دوسرے دن وفات پائی وکلا اور وزرا نے اُسکی وفات مخفی
رکھکر خوارزم میں گئے اور سلطان مسعود کو جب یہ خبر پہنچی خوارزم کی حکومت التونتاش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا عنایت فرمائی
**تذکرہ خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمندی کی وفات کا** — اور اسی برس خواجہ حمیدہ صفات احمد
بن حسن میمندی نے عالم فانی سے عالم بقا کی طرف انتقال کیا سلطان مسعود نے ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد کو جو صاحب دیوان ہارون
بن التونتاش تھا خوارزم سے طلب کرکے منصب وزارت پر سرفراز کیا اور سنہ ۴۲۵ چار سو پچیس ہجری میں سلطان مسعود نے

ہندوستان کا آہنگ کیا اور قلعہ سرستی پر جو درۂ کشمیر میں واقع ہے جا کر محاصرہ کیا اور چونکہ وہ برس سے اس حصن حصین کے
باشندوں پر غالب ہوا اور ایلچی سلطان مسعود کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بالفعل ہم بقدر روپیہ پیشکش کرینگے اور ہر سال بھی مبالغ بسیار
خزانۂ عامرہ میں داخل کرینگے سلطان چاہتا تھا اس طریق سے صلح کرے ایک جماعت تجار اسلام نے کہ درمیان قلعہ کے محبس ستم
میں مقید تھی سلطان کو عرضداشت کی کہ ہم حسب تقدیر اس ملک میں گراں حصار میں کفار کے ہاتھ گرفتار ہوئے ہیں اور جو کچھ
مال و منال ہمارے پاس تھا سب چھین کر الف کی طرح نقطۂ درہم و دینار سے عاری کیا اب خوف یہ ہے کہ سلطان کی مراجعت کے بعد ہمیں
نقد حیات سے بھی محروم اور ناکام کریں چونکہ مردم قلعہ کے پاس آذوقہ اور مجال مقاومت سلطانی کی بس ہے زیادہ تر ہمیں یقین ہے کہ تھوڑے سے
عرصہ میں مسخر ہو گا سلطان اس بات سے مطلع ہو کر فسخ صلح کی اور محاصرہ کے لوازم میں کوشش فرمائی یہانتک کہ خندق کو خشک سے کہ اس اطراف میں
افراط سے تھی پاٹکر بلند کیا اور اس سے قلعہ میں داخل ہوئے اور تمام کفار کو تیغ کے گھاٹ اتار کر انکے زن و فرزند کو اسیر کیا اور اسباب و سامان
غارت کر کے اور جو کچھ تجار سے لیا تھا وہ غارت سے انکے حوالہ کی اور یہ نیکنامی اید الدہر صفحۂ عالم میں ثبت رہی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
اور اس سال اکثر ربع مسکون میں باران رحمت نہ برسا اور ایک قحط عظیم برپا ہوا اور قحط کے بعد وبار عام عالمگیر ہوئی چنانچہ اکثر اقلیموں میں
سرایت کی اور ایک مہینے کے عرصہ میں چالیس ہزار آدمی اصفہان میں ہلاک ہوئے اور اکثر بلاد ہندوستان کے قریوں میں اس قدر
آدمی باقی نہ تھے کہ کشت اور زراعت اور انواع حرفہ میں قیام کریں اور اطراف بغداد اور موصل و ولایت جرجان میں مرض جدری یعنی
چیچک کی بیماری بقدر شائع ہوئی تھی کہ کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ جس میں چیچک کے سبب دو یا تین آدمی ضائع نہوئے ہوں اور سنہ ۴۲۴ھ چار سو چوبیس ہجری
میں فساد صوبۂ آمل ساری کیا باشندے وہاں کے یکجا ہو کر جدال و قتال پر مستعد ہوئے جب لشکر غزنین نے بقیع و غیر و نہی جو قصاص پایا با کالنجار
امیر طبرستان نے ایلچی بھیجکر خطبہ سلطان مسعود کے نام قبول کیا اور اپنے فرزند میں اور بھتیجے شیر و یہ بن سرخاب کو گرگان بھیجا اور
امیر مسعود وہاں سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا جب قطع مسافت کے بعد نیشاپور میں داخل ہوا وہاں کی رعایا ترکمانان سلجوقی کے دست جور
جفنگ آکر فریادی ہوئی سلطان مسعود نے بکتغدی اور حسن بن علی میکال کو لشکر گراں سے بطور تاخت انکے تدارک کو بھیجا جب
لشکر موضع شیبید اتفاق میں پہونچا ایلچی ترکمانوں کا یہ پیغام لایا کہ ہم بندہ اور مطیع درگاہ عرش اشتباہ ہیں بشرطیکہ سلطان
ہمارے واسطے چراگاہیں معین فرماوے تاکہ ہم کسی سے سروکار رکھیں اور نہ کسیکو ہماری ذات سے ایذا پہونچے بکتغدی نے ایلچیوں سے
درشتی کر کے یہ جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان شمشیر کے سوا صلح نہیں مگر اسوقت کہ تم شاہ کی اطاعت کرو اور افعال بد سے
باز آؤ اور اپنا آدمی سلطان مسعود کے حضور میں بھیجکر نوشتہ ہمارے نام لاؤ تو ہم تمہاری تنبیہ و تادیب سے دست کش ہوں ترکمانوں نے جب
یہ مضمون ایلچیوں کی زبانی سنا فوج سلطانی کے مقابل آئے اور جنگ عظیم اور حرب شدید کی لیکن شکست کھا کر پسپا ہوئے بکتغدی نے انکا تعاقب کیا اور
سلجوقیوں کے اہل و عیال اسیر کیئے و غنیمت بہت ہاتھ آئی اور مراجعت کیوقت بکتغدی کی جمعیت لوٹ میں متفرق ہوئی تھی ترکمانوں نے
فرصت غنیمت جانی پہاڑوں کے دروں سے برآمد ہوئے اور بکتغدی کے لشکر پر ایکبارگی تاخت لائے دو شبانروز تک جنگ قائم
رہی بکتغدی نے حسن بن علی میکال سے کہا موقع کھڑے ہو نیکا نہیں حسن نے اسکے کہنے پر عمل نہ کیا اور بپاے ثبات میدان کین میں
قائم رکے جنگ میں قیام کیا آخر الامر ترکمانوں کے پنجۂ ظلم میں گرفتار ہوا بیان لشکر سلطان مسعود کی شکست کا ترکمانان
سلجوقی کے مقابلہ سے ۔ بکتغدی بھی بھاگ کر سلطان مسعود کے پاس نیشاپور میں آیا سلطان مسعود غمگین ہوا اور سنہ ۴۲۵ھ
چار سو پچیس ہجری میں غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اسی سال کے بیچ ہندوستان سے خبر احمد نیالتگین کے طغیان کی پہونچی امیر مسعود نے ناتھ
کو جو ہندو کے سرداروں میں سے تھا اسکی تنبیہ کیواسطے بھیجا دونوں نے مقابل ہو کر آتش جنگ مشتعل کی اور ناتھ مارا گیا اور لشکر سلطانی متفرق ہوا جب یہ

خبر سلطان مسعود کو پہونچی تو تولک بن حسین کو کہ امیر الامراء سے ہندوستان تھا روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تنور وغا گرم کیا اور ابن نیالتگین
ہو شکست فاش ہوئی اور وہ بد حواس و پریشان ہو کر منصورہ و ٹھٹہ و سندھ کیطرف مفرور ہوا تولک نے تعاقب کیا اور اسکے
ہمراہیوں میں سے جو ہاتھ آیا اُسکی ناک و کان کاٹے اور ابن نیالتگین نہایت اضطراب سے چاہتا تھا کہ آب سندھ عبور کرے ناگاہ
سیل عظیم آیا اور اُسنے غرق کیا اور جب جیون نے اُسکی نعش کنارے پھینکی سر اُسکا کاٹکر تولک کے روبرو لائے تولک نے اُسے سلطان مسعود کے
پاس غزنین روانہ کیا اور سنہ چار سو ستائیس ہجری میں ایک قصر غزنین میں تعمیر ہوا تخت زرین مرصع اس محل میں رکھا اور تاج زرین بھی
بوزن ستر من اُس تخت کے اوپر طلائی زنجیر سے لٹکایا سلطان مسعود نے اس تخت پر اجلاس کر کے بار عام دیا اور اسی سال بیٹے امیر مودود
کو طبل و علم دیکر بلخ کیطرف بھیجا اور خود قلعہ ہانسی کی فتح کو کہ صاحب طبقات ناصری کی روایت سے پایہ تخت سوالک ہے ہندوستان کی طرف فوج کش
ہوا اور وہ قلعہ نہایت مضبوط اور سنگین ہے ہندو نے ایسا خیال کیا تھا کہ کسی شخص کو سلاطین اسلام سے میسر نہ ہو گا۔ **بیان قلعہ ہانسی**
**کے مفتوح ہونیکا** واضح ہو کہ جب سلطان مسعود اُس مقام میں پہونچا مساعی جمیل کر کے وہ قلعہ چھ دن کے عرصہ میں فتح کیا اور غنیمت وافر ہاتھ
آئی معتمد انکے سپرد فرمائی پھر وہاں سے قلعہ سونپت کیطرف روانہ ہوا اُس قلعہ کا حاکم دیپال ہرّی تھا وہ سلطان کی خبر آمد سنکر جنگلوں میں بھاگ گیا
**تذکرہ قلعہ سونپت کے فتح ہونیکا** ۔ لشکر اسلام نے اس قلعہ کو بھی فتح کیا اور وہاں کے بتخانوں کو توڑ کر غنائم وافر اور اموال متکاثر
اپنے قبضہ میں لائے اور دیپال ہرّی کا پتہ لگا کر اُسکی جستجو میں سرگرم ہوئے اور وہ بھی انکے آنے کی خبر سنکر تنہا بھاگ گیا اور غازیان
اسلام نے اُسکے تمام لشکر کو قتل اور اسیر کیا اور وہاں سے درہ رام میں توجہ کی اور رام نے خبر پاکر دیپال ہرّی کے مال میں سے بہت
پیشکش بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ میں پیری اور ضعیفی کے سبب سلطان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا سلطان مسعود نے اسکا عذر
قبول کیا اور اُسکے تعرض سے ہاتھ کھینچا اور سونپت میں ایک کو امراے کبار سے مقرر کر کے اُسکے اطراف کی تمام بلاد ضبط فرمائے اور
غزنین کیطرف معاودت کی اور جب لاہور میں پہونچا اپنے فرزند ابوالمجد مجدود کو وہاں کا حاکم کر کے طبل و علم عطا فرمایا اور ایاز خاص کو اُسکا اتالیک کیا
پھر غزنین میں روانہ ہوا اور سنہ چار سو انتیس ہجری میں ترکمانوں کے فساد کے تدارک کیواسطے بلخ گیا اور ترکمان یہ خبر سنتے ہی ولایت بلخ
چھوڑ کر بھاگ گیا وہاں کے لوگوں نے عرض کی کہ طغرل بیگ نے رایات ظفر قرین کے غیبت میں چند مرتبہ آب سے عبور کر کے مسلمانوں کے قتل
اور غارت پر ہاتھ دراز کیا ہے سلطان نے فرمایا میں ہندوستان میں اُسے دفع کرتا ہوں اور آئندہ فصل بہار میں سلجوقیوں کے اخراج میں
مشغول ہونگا اسوقت امراء اور فوج نے فریادیوں کیطرح شور و غل مچا کر عرض کی کہ دو برس کے عرصہ سے سلجوقی خراسان سے بہت مال جبراً
لیتے ہیں اور وہاں کے باشندوں کو اپنے دست تعدی سے ایسا شکستہ دل کیا ہے کہ انکی حکومت پر دل کھا رہے اول اُنکی جماعت کا تدارک واجب ہے اسکے
بعد سر انجام اور مہام کا پیشتر بنا دہمت عالی چاہیے کرنا امرا ایک شاعر نے انہی دنوں میں یہ قطعہ سلک نظم میں کھینچکر سلطان کے ملاحظہ میں
گذرانا **قطعہ** مخالفان تو بودند مور و مار شدند ۞ برآر از سر موران مار گشتہ دمار ۞ مدہ زمانہ زمان زین بیش ۞ کہ اژدہا شود
از روزگار یابد مار ۞ چونکہ سلطان مسعود کا طالع نامسعود حد درجہ نحوست میں پہونچا تھا اُن باتوں پر مطلق التفات نفرمائی اور اُسی ولایت
کے لینے کا طامع ہوا اور پل باندھکر آب جیحون سے عبور کیا اور اس سبب سے کہ ماوراء النہر کے کسی سردار نے اُسکا مقابلہ نہ کیا بدلجمعی
و اطمینان تمام اُس ممالک پر متصرف ہوا لیکن اُس زمستان میں ماوراء النہر میں برف و باران شدت سے برسا ہو جسسے نہایت مشقت
غزنیوں کے شامل حال ہوئی اور اسی حال پر اختلال میں چغر بیگ اور داؤد سلجوقی نے جدال و قتال کے خیال میں سرخس سے بلخ کیطرف رجوع کی خواجہ
احمد بن عبدالصمد وزیر نے بلخ سے عرضی بھیجی کہ داؤد سلجوقی نے جمعیت کثیر سے بلخ کا آہنگ کیا ہے اور میں بقدر جمعیت اور آلات حرب نہیں
رکھتا کہ اُسکا مقابلہ کروں سلطان مسعود طبل کوچ بجا کر بلخ کی سمت متوجہ ہوا طغرل بیگ نے وقت بادشاہ کی غیبت میں غزنین میں تاخت لایا

اور سلطان کے گھوڑے اور اونٹ غارت کر کے غزنیون کی نہایت بے ناموسی کی سلطان جب بلخ کی نواح مین پہونچا داؤد انحراف کر کے
مرو کیطرف روانہ ہوا سلطان مسعود بلخ مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے جغر بیگ داؤد کے تعاقب مین گورگان
گیا اور وہانکے چند رئیس علی القندری کے دست جور سے عاجز ہو کر سلطان مسعود کی خدمت مین حاضر ہو کر شاکی ہوئے اور یہ علی عیار اور
ستمگر اور راہزنونمین سے تھا اور اس نواح مین بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اُسے اطاعت مین بلایا اُسنے قبول نہ کیا اور اسی طریق پر
ایذاے نفس اور قتل خلق مین مشغول ہوا اور اس نواح کے ایک قلعہ مین اپنے اہل عیال لیجا کر قلعہ بند ہوا سلطان مسعود نے اُسکی سرکوبی کیواسطے فوج تعین
فرمائی اُسنے جاتے ہی اُس قلعہ کو فتح کیا اور علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اُسے دار پر کھینچا جب ترکمانون نے سلطان مسعود
کی خبر حرکت مرو کیطرف سنی ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ ہم بندے مطیع ہین اگر سلطان ہمارے حال پر نظر ترحم مبذول فرما کر ایک مقام چراگاہ مقرر فرمادے
تو ہم اپنے اہل و عیال و چارپایون کو ایکجا وہان مقیم رہین اور ہم سب اپنی ذات سے آنکہ سرکار کی ملازمت مین حاضر ہو کر خدمت مین مشغول ہونگے مراحم
سلطانی سے یہ امر بعید ہوگا سلطان مسعود نے ملتمس اُنکی قبول فرمائی کسی کو بیغو کے پاس کہ اُس جماعت کا سردار تھا بھیجکر حکم دیا کہ تو جا کر
اُس سے سند تکمیل اس مضمون کی لے کہ مین بعد تحریر اس وثیقہ کے عمل ناشائستہ کا مرتکب ہونگا پھر حد چراگاہ اُنکے واسطے معین کی پھر سلطان مسعود
عہد و پیمان اُنسے لیکر وہانسے ہرات کیطرف متوجہ ہوا اور اس اثنا مین ایک جماعت ترکمانون نے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت کی اور چند مرد قتل
کر کے تھوڑا اسباب لوٹ لیگئے سلطان مسعود نے ایک جماعت اُنکے تعاقب مین روانہ کی تو سب باغیون کو تہ تیغ کر کے اُنکے اہل و عیال کو
اسیر کیا اور اُنکے سر سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سر گدھون پر لاد کر بیغو کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقض
عہد کرے سزاوار اسکا ہو بیغو نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو مین چاہتا تھا ہو چکا
سلطان مسعود ہرات سے نیشاپور آیا اور وہانسے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانونسے مقابلہ کی اور جنگ کر کے انمین سے اکثر
مقتول ہوئے اسوقت یہ بھی خبر پہونچی کہ باورد کے باشندون نے اپنا حصار ترکمانونکو دیا ہے سلطان مسعود نے اُس قلعہ کو فتح کر کے اُنکے آدمیون
کو قتل کیا اور پھر نیشاپور مین معاودت کر کے اس سال کا جاڑا وہان کاٹا جب موسم بہار آیا سنہ ۴۳۰ چار سو تیس ہجری مین طغرل بیگ سلجوقی
کے تدارک کیواسطے باورد گیا طغرل بیگ سلطان کی آمد سے خبردار ہو کر ترین اور یارد مین بھاگا سلطان مسعود مہنہ کے رستے سے سرخس کیطرف
واپس آیا اور عامہ مہنہ کی جو خراج کے دینے مین پہلو تہی کرتی تھی اُسے گرفتار کر کے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قطع کر کے اُنکا قلعہ ویران کیا اور
وہانسے عنان عزیمت دندانقان کیطرف معطوف فرمائی اور جب وہان پہونچا آٹھوین رمضان سنہ ۴۳۱ چار سو اکتیس ہجری مین ترکمانون نے
اطراف اور جوانب سے ہجوم لا کر راہین غزنین کیطرف کی مسدود کین سلطان مسعود نے لاچار ہو کر صفوف جنگ آراستہ کین اور جنگ پر آمادہ ہوا
ترکمانان بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابل ہوئے اور جنگ عظیم برپا کی اسی اثنا مین اکثر سالار لشکر غزنین نے سلطان کے جادۂ اطاعت سے
قدم باہر رکھا اور دشمن سے جا ملے سلطان نے شجاعت اور تہور کو کام فرمایا بنفس نفیس خود میدان قتال مین آیا اور چند ترکمانون کے
سردارون مین سے ضرب شمشیر و نیزہ اپنے سے گرائے اور ایسی کارزار کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ
سلطان کی اطاعت مین تھی انھون نے بھی بیوفائی کی اور معرکہ قتال مین پشت دیکر غزنین کیطرف متفرق ہوئی اور جب کوئی شخص سلطان مسعود
کے پاس نہ رہا بقوت مردانگی اُس معرکہ سے باہر آیا اور کسی کی یہ قدرت اور حوصلہ نہ تھا کہ اُسکا تعاقب کرتا جب مرو مین داخل ہوا چند شخص لشکر کے
اُس سے جا ملے اور وہانسے غور کی راہ سے غزنین مین آیا اور آتے ہی اُنکو جو بلا جنگ معرکہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے تھے مثل علی دایہ و
حاجب سباشی و بکتغدی حاجب کو گرفتار کر کے جرمانہ کیا اور ہندوستان کے قلعون مین بھیجکر قید فرمایا اور اکثر اسی عرصہ مین اُن محبسون مین
ہلاک ہوئے اور امیر مسعود نے تدارک سلجوقی کے دفع مین عاجز ہو کر چاہا کہ لشکر کو ہند لیجا کر تا ایک وقت بہم پہونچا کر ترکمانونکے سر پر تاخت لاوے

اور اُنکے افعالِ ناشایستہ کی سزا دیوے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو بلخ کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبدالصمد وزیر کو اسکے ہمراہ کرکے اُسطرف بھیجا اور اریتگین حاجب کو اُسکی حاجبی کیواسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اسکے بھی ہمراہ کیے اور شاہزادہ امیر مجدود کو جو لاہور سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد مقاتل لیکر ملتان کی طرف جاوے اور اُس حدود کے انتظام میں مشغول ہوا اور شہزادہ امیر ایزدیار کو کوہ پایہ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہاں کے افاغنہ کو جو عاصی تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت اُنکی مضرت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعوں میں تھے غزنین میں لایا اور شتروں پر لاد کر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور اثناء راہ سے کسیکو اپنے بھائی محمد مکحول کو قلعہ سے لانے کو بھیجا اور جب مسافر خانہ ماریکلہ میں پہونچے ساتھ ایک شخص کے آب جہلم میں کہ اس زمانہ میں سندھ آب بہت کے شہرت رکھتا تھا بعض غلاموں نے معتبر شتران خزانہ سے دوچار ہوکر سب غارت کیا اس اثنا میں امیر محمد وہاں پہونچا اور جب غلاموں نے جانا کہ اس قسم کا ظلم پیش نجاویگا مگر یہ کہ امیر وہ سراہو بالضرورت امیر محمد کے پاس گئے اور اُسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور ہجوم کرکے امیر مسعود کے سر پر گئے اور امیر مسعود اس رباط میں قلعہ بند ہوا اور ہجوم کے خرد و کلان وطن کی جدائی اور سفر ہند سے دلگیر تھے امیر مسعود کو رباط ماکلہ کے اندر سے کہ آب سند کے قریب ہے گرفتار کرکے سلطان محمد کے روبرو لیگئے سلطان محمد نے امیر مسعود سے کہا کہ میں تیرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کرکے مع حرم اور اپنی اولاد کے وہاں بودوباش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گیری کو پسند کیا کہتے ہیں اس حصار کی طرف روانگی کے وقت مصارف سفر وغیرہ سے محتاج ہوا ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو درم اسکے واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متالم اور متاثر ہو کر اشک حسرت اپنے وجنات پر جاری کیے اور کہا سبحان اللہ کل کے روز اسیوقت میں مالک تین ہزار شتر خزانہ کا تھا اور آج ایسے حال میں گرفتار ہوں کہ اپنے متعلقوں سے ہزار دینار قرض لیکر اس شخص کو جو پانسو درم لایا تھا عنایت فرمائے اور مع زر مرسلہ اسکو واپس کیا اور سلطان محمد نے کہ آنکھوں کی نور بصر سے بے نصیب تھا سلطنت اپنے نور نظر احمد کو جو ساتھ حفظ و دانائی کے شہرت رکھتا تھا تفویض کی اور خود ساتھ ایک گوشہ کے قانع ہوا اور احمد نے باتفاق سلیمان بن یوسف سبکتگین اور پسر علی خویشاوند کے اور اپنے باپ کے بے مشورہ قلعہ گیری میں جاکر سنہ ۴۳۲ چار سو بتیس ہجری میں امیر مسعود کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور بعضے لکھتے ہیں ایک چاہ عمیق میں زندہ گرا کر غارت پٹوا دیا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ احمد نے اپنے باپ کو اسپر آمادہ کرکے آدمی بھیجکر مسعود کو قتل کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مدت سلطنت شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے تھی اور بروایت دیگر اسکی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ کھینچا اور وہ بادشاہ شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت بافراط رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ مجالست کرتا اور اُنپر انواع انواع احسان و انعام مبذول فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اسکے نام کتابیں تالیف کیں ازانجملہ استاد ابوریحان خوارزمی منجم یگانہ اپنے وقت کا علامہ تھا اور فن ریاضیات میں اپنا نظیر نرکھتا تھا قانون مسعودی اور علم ریاضی اسکے نام نامی پر تحریر کیں اور ایک فیل نقرہ اسکے صلہ میں پایا اور قاضی ابو محمد ناصحی نے بھی کتاب مسعودی فقہ مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں اس شاہ افاضل پناہ کے نام تالیف کی اور روضۃ الصفا میں مسطور ہے کہ شہاب الدولہ مسعود خیرات بہت مستحقون کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اسنے ماہ رمضان میں ایکلاکھ درم مستحقوں کو پہونچائے اور عہد سلطنت میں اسکے اسقدر مدرسے اور مسجدیں تعمیر ہوئیں کہ زبان انکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہے ۔

**ذکر سلطنت ابو الفتح قطب الملۃ شہاب الدولہ امیر مودود بن امیر مسعود بن محمود غزنوی کا**

جب امیر مسعود تیغ بیدریغ سے قتل ہوا امیر محمد مکحول نے جزع فزع بہت کی اور اُن لوگوں کو جنہوں نے اسکے قتل کی کوشش کی تھی سرزنش اور ملامت کی اور مودود بن امیر مسعود کو کہ بلخ میں بہ امارت رکھتا تھا اس مضمون سے تعزیت نامہ لکھا ترجمہ اسکا یہ ہے کہ فلان فلان اشخاص نے تیرے باپ کے قصاص میں امیر مسعود کو قتل کیا اور دوسروں کو اس بارہ میں اختیار نہ تھا مودود نے اسکے درجواب یہ تحریر کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ امیر کی عمر کو دراز کرے

کر کے سلامت رکھیو اور اسکے فرزند دیوانہ احمد کو ایسی عقل کرامت فرماشے کہ بسبب اسکے معاش کر سکے اور جو وہ ایک امر عظیم کا مرتکب ہوا یعنی خون اپنے چچا کا بہایا جو ایسا بادشاہ تھا کہ امیر المومنین نے اسے سید الملوک السلاطین کا لقب دیا تھا انتقام حقیقی جلد اسکے اس عمل ناشائستہ کی پاداش نصیب کریگا اور خط بھیجنے کے بعد ہی چاہتا تھا کہ انتقام کے لیے مارکلہ کی طرف جاوے لیکن ابو نصر احمد بن عبد الصمد وزیر نے اس عزیمت سے اسے باز رکھا اور غزنین میں لیگیا غزنین کے تمام باشندے اسکے استقبال کو آئے اور اسکے شریک ہوئے پس ۴۳۲ھ چار سو بتیس ہجری میں غزنین سے برآمد ہوا اور محمد مکحول نے نامی نام پسر کو کہ اپنے کو سپہ سالار بنایا اور ملتان کا کر کے خود آپ سندھ کے کنارہ سے استقبال مودود کیواسطے چلا اور دشت دیبور میں چچا اور بھتیجے کے درمیان نائرہ قتال مشتعل ہوا عاقبت الامر نسیم فتح و ظفر افواج مودود کے پرچم پر چلنے لگی محمد مع اپنے فرزندوں نوشتگین بلخی اور امیر علی خویشاوند سلیمان بن یوسف کے جو فتنہ و فساد کے بانی تھے تمام اسیر اور دستگیر ہوئے اور مودود کے غلاموں نے بہ نیت انتقام عبد الرحیم بن محمد کے سوا سب کو قتل کیا اور سبب اسکی نجات کا یہ تھا کہ جب وقت مسعود کو قید کیا اسکے بھتیجے عبد الرحیم اور عبد الرحمن اسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے از روے تمسخر دست بے ادبی دراز کر کے کلاہ قید امیر مسعود کے سر سے اتارا اور عبد الرحیم نے اسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے عم بزرگوار کے زیب سر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سرزنش کر کے دشنام دی اور آخر کو مضمون من عمل صالحاً فلنفسہ و من اساء فعلیہا وقوع میں آیا القصہ مودود حسب دلخواہ قاتلان پدر کے انتقام سے فارغ ہوا اس موضع میں کہ اسکو صورت فتح نمودار ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک رباط یعنی مسافرخانہ تیار کر کے اسکا نام فتح آباد رکھا اور تابوت اپنے باپ اور بھائیوں کا قلعہ گیری سے غزنین میں روانہ کیا اور خود بھی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر مقرر رکھا اور ۴۳۳ھ چار سو تینتیس ہجری میں اسے معزول کر کے خواجہ طاہر بن محمد مستوفی کو وزارت پر بحال کیا اور ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اسکے امرا سے تھا ہندوستان میں بھیجا تو اس نے نامی ولد محمد مکحول ابن سلطان محمود سے محاربہ کر کے قتل کیا بعد اسکے کچھ اندیشہ سوا اسکے بھائی مجدود بن مسعود کے نہ تھا کہ باپ کے قضیہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا اور ایاز خاص کی اعانت سے آب سند سے ہانسی اور تھانیسر تک جیسا کہ سزاوار ہے ضبط کر کے استقلال تمام بہم پہونچایا پھر اسی سال ایک لشکر جرار اسکے دفع کیواسطے رخصت فرمایا اور مجدود اس امر سے خبردار ہوا مع افواج کثیر بلدۂ ہانسی سے کہ اس مقام میں واسطے تسخیر دار الاسلام دہلی کے توطن اختیار کر کے کمین فرصت کا جویا تھا استقبال فرمایا اور قبل اسکے کہ لشکر مودود قلعہ لاہور پر متصرف ہووے اپنے تئیں چھٹی تاریخ ذی الحجہ کو اس مقام میں پہونچایا اور قریب تھا کہ اس کے شیب و صلابت کے خوف سے مودود کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امراے غزنین اسکی ملازمت میں مشرف ہوں ناگاہ عید قربان کی صبح کو مجدود اپنی خوابگاہ میں مردہ ملا اور کیفیت اسکی ہرگز دریافت نہ ہوئی اور ایاز نے بھی چند روز میں قضا کی باقی ممالک ہندوستان کی جسقدر کہ ساتھ اسکے تعلق رکھتی تھی باجنگ و جدل سلطان مودود کے متعلق ہو کے تصرف میں آئی اور ماوراء النہر کے بادشاہوں نے بھی اسکی اطاعت اختیار کی لیکن سلجوقی بوجہ اسکے کہ مودود چغربیگ سلجوقی کی دختر اپنے عقد نکاح میں لایا تھا اسیطرح مقام نزاع میں تھے اور ۴۳۵ھ چار سو پینتیس ہجری میں راے دہلی اور دوسرے راجاؤں نے اتفاق کر کے بلدۂ ہانسی و تھانیسر مع سائر مضافات حکام غزنویہ کے تصرف سے برآوردہ کر کے قلعہ نگرکوٹ کیطرف توجہ کی اور اسے بھی چار مہینے محاصرہ کیا جب مدد لاہور سے نہ پہونچی مفتوح اور مسخر کر کے متصرف ہوئے اور قلعہ نگرکوٹ میں پھر برسم قدیم بت نصب کر کے از سرنو بت پرستی کی رسمیں اس حدود میں رواج دیں اور شرح اس قضیہ کی یوں ہے کہ راے دہلی نے جب آثار ضعف اور ادبار سلطنت غزنویہ میں مشاہدہ کیے ایک براہمہ ابلیس صفت کی رہبری اور وسوسہ سے اپنے امراے ارکان دولت کو حاضر کر کے کہا کہ آج شب کو بت نگرکوٹ نے میرے خواب میں آکر کہا کہ میں نے اس مدت تک غزنین میں اسواسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کو متزلزل اور ویران کروں اب جو مقصد حاصل

[illegible]

ہوا چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز اصلی میں مراجعت کروں اپنے فتح و نصرت تجھیں امداد فرمائی چاہیے کہ ہر قدر ولایت جو تمہارے قبضۂ تصرف سے
برآوردہ ہوئی ہے اپنے تصرف میں لاؤ اور مجھے اسجگہ حاضر جانو کفار نے اس دن کو مثل عید کے ورزا ہے عیاد کے تصور کر کے جشن کیے
اور نہایت محظوظ ہوئے اور رائے دہلی نے اپنے سنگ تراشان معتمد سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا کہ ایک سنگ بہم پہونچا کر مشابہ صورت اُس بت
کے ایک شکل تیار کرو سنگ تراشوں نے فوراً کمر خدمت چست کر کے ہندوؤں کے واسطے ایک معبود اُس بت کی شبیہ مہیا کیا اور رائے دہلی
نے راجہائے اطراف سے متفق ہوکر قلعہ ہانسی اور تھانیسر کو فتح کیا اور نگرکوٹ کیطرف متوجہ ہوا اور باہر قلعہ کے خیمہ اور خرگاہ بلند
کیا جب پردہ شب مانع اور حائل رویت ابصار ہوا اور خلق بادۂ نوم سے غافل و مست ہوئی رائے دہلی نے اُس معبود کو جو مخلوق اور معبود
سنگ تراشان سحر آفرین تھا برہمن راہنموں کو دیا تو اُسے اس باغ میں کہ اس نواح میں واقع تھا موضع لائق اور مقام متبرک میں نصب
کرے برہمن اس معبود مصنوع بستہ کو کہ ہمراہ تھا کہ اُس باغ میں لیگیا اور جائے مناسب بہم پہونچا کر اُس مقام میں منصوب کیا اور علی الصباح
جب نگار خاوری نے سر دریچۂ قصر زمردی سے باہر نکالا باغبانان نے سر خواب غفلت سے اُٹھایا اور عادت قدیم کے موافق باغ میں متوجہ
ہوئے اور جو اُس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش خروش کے بعد ذوق و شوق میں
آکر اُسکے پہونچنے اور آنیکی آپس میں مبارکباد کہنے لگے اور یہ خبر جابجا منتشر ہوئی اور لشکرگاہ میں شور عظیم اور غوغائے شدید برپا ہوا
اور رائے دہلی اپنے فرزندوں اور عزیزوں اور بزرگوں کو اپنے ہمراہ لیکر نہایت شوکت و تجمل سے پیادہ پا برہنہ سر معبود مصنوع کی تعظیم
کیواسطے باغ کو روانہ ہوا اور رسم مرحبا بجالا کر سر اُسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدوم کا بجا لاکر باہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مہاراج ایکبار
میں غزنین سے مسافت بعید طے کر کے یہاں رونق افروز ہوئے ہیں صعوبت سفر اور کوفت راہ سے آجکے دن بستر خواب پر استراحت
فرماوینگے کل بار عام ہوگا عامہ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق نذریں اور صدقات اپنے دیوتا کے اور لازم کیے دوسرے
روز اُس بت کی خدمت میں پہونچکر اسقدر جواہر اور اقمشہ اُسکے پاؤں پر گرایا کہ محمود کی روح پر فتوح بھی اُنکی طرف روانہ ہوئی اور وہ
برہمن اُس بت سنگین کے پاس ایستادہ ہوا اور جو شخص اُسکی زیارت کو آتا تھا اُس سے کہتا تھا کہ دیوتا نے حکم عام کیا ہے کہ قلعہ نگرکوٹ کو جو میرا مسکن
ہے جلد مسخر اور مفتوح کرو سپاہ ہنود از روے خلوص اعتقاد قلعہ کی تسخیر میں ساعی اور لوازم محاصرہ میں مشغول ہوئی اور مسلمان جو اُس قلعہ کی
محافظت میں مصروف تھے پہلے ہی سے عزم شہادت کا اپنی نسبت قرار دیکر برج اور بارہ کو مستحکم کیا اور ہر چند امرائے غزنیہ کے پاس جو لاہور
میں تھے ایلچی بھیجکر کمک طلب کی چونکہ اُنکے درمیان میں نفاق بہم پہونچا تھا اور ایک دوسرے کی خصومت میں پڑا تھا محصوروں کی فریاد کو نہ پہونچے
محصوروں نے ناچار ہوکر کفار سے جان و عرض و ناموس کی امان چاہی اور قلعہ اُنکے سپرد کیا اور لاہور کی طرف راہی ہوئے اور اپنے ابنائے
جنس سے جا ملے اور رائے دہلی نے بتخانہ کی جو سلطان محمود نے مسمار کیا تھا مرمت کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر بلاد ہندوستان
میں مشہور ہوئی کفار مسرور اور مبتہج ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ خلق نگرکوٹ کے تیرتھ اور زیارت کو دوڑے اور بت پرستی کا بازار
گرم کیا اور ہند کے کفار کا یہ قاعدہ ہے کہ امور معظم اور کار دشوار میں اُس بت سے مشورہ کرتے ہیں اگر اجازت ہوئی تو اُس کام کو آغاز کر کے
بخوبی کوشش کرتے ہیں ورنہ اُس کام سے دست کش ہوتے ہیں اور یہ امر اس زمانے میں بعضے مردم اس دیار میں جو دعوئ ایمان
اسلام کا کرتے ہیں اثر کر گیا ہے یعنی اس جماعت مشہور سے لوازم مشورت بجا لاتے ہیں و نذر تحفہ جیسے اس زمانہ میں لقبۂ وہ
بھیجتے ہیں اور اسی عرصہ میں ممالک پنجاب وغیرہ میں وہ راجہ جو شیران لشکر اسلام کے خوف سے لومڑی کی طرح جنگلوں اور بیشوں
میں دم دبا کر چھپے تھے اطمینان خاطر جمعی سے سر اُٹھایا اور تین راجہ زبردست نے دس ہزار سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور امرائے اسلام
جو محمود بن مسعود کی اطاعت سے دست کش تھے اور کوچہ بندی کر کے چھ سات مہینے سے اپنی جاگیر تا اور مناصب کیواسطے ایک دوسرے سے جنگ

وجدل رکھتے تھے کفار کی جمعیت اور جرأت سے واقف ہو کر خصومت چھوڑ کر مقام موافقت میں آئے اور مودود بن امیر مسعود کی اطاعت کے بارہ میں عہد و پیمان بجالائے پھر بہیئت اجتماعی افواج مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر شہر سے برآمد ہوئے راجگان جب کیفیت حال سے واقف ہوئے بلا جنگ بھاگ گئے اور ۴۳۴ھ چار سو چونتیس ہجری میں مودود نے ارتگین حاجب کو طخارستان کی طرف روانہ کیا ارتگین جب وہاں پہونچا خبر پائی کہ داؤد ترکمان کا بیٹا ارمن میں آیا ہے لشکر کثیر سے اُس پر چڑھائی کی اور جب اُسکے قریب پہونچا پسر داؤد ترکمان لشکر اپنے مقام پہ چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے ہمراہ لیکر بھاگ گیا ارتگین نے وہاں پہونچتے ہی بہت مرد اہل ہنر د اسکے لشکر کے قتل کیے اور بلخ میں آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمانان اس سے لڑنے کو بلخ کے قریب آئے ارتگین نے امیر مودود سے مدد چاہی جب التماس اُسکی معرض قبول میں آئی مع فوج بجز کابل کے رستے سے غزنین میں آیا اور امیر مودود نے ۴۳۵ھ چار سو پینتیس ہجری میں بعضے لوگوں کے اغوائے تفہیم کے سبب بو علی کوتوال غزنین سے کبیدہ ہو کر اُسکو محبوس کیا اور آخر کو جب بیگناہی اُسکی ثابت اور متحقق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور پھر بمناصب بوائی ممالک و کوتوالی غزنین بحال کیا اور وہی بن معتز کو کہ وہ قدیم الایام سے درگاہ عرش اشتباہ نذر ضریح مبارک حضرت امام علی الرضا علیہ السلام میں تھا و اس عرصہ میں دیوان ہوا تھا اُسے بھی قید کیا ہوا تھا کہ وہ محبس میں فوت ہوا اور ارتگین سے کچھ فعل زشت امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے روبرو اُسکی گردن ماری اور اسی سال ترکمانان ملک غزنویہ کی طمع میں لبست کی اطراف میں آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجا جو لڑکر شکست کھا کر بھاگ آئے اور ۴۳۶ھ چار سو چھتیس ہجری میں خواجہ طاہر وزیر باتدبیر نے بھی وفات پائی اور خواجہ ابوالفتح عبدالرزاق بن احمد بن حسن میمندی صدر وزارت پر متمکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کو لبست کیطرف روانہ کیا اُسنے سیستان میں جاکر ابوالفضل کے بھائی اور زنگی ابو المنصور کو قید کیا اور اپنے ہمراہ غزنین میں لایا اور ۴۳۷ھ چار سو سینتیس ہجری میں ترکمانان سلجوقی جمعیت کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوئے جب لبست سے گذرے امیر کے مسافر خانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین مقابل ہو کر جنگ میں مصروف ہوا جنگ شدید کے بعد ترکمانون نے ہزیمت پائی اور اُنمیں سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گرمسیر تک بھاگ گیا اور اسی لاچیتا کے ترکمانون کو کہ سرخ کلاہ مشہور ہیں قتل کیا اور اُنمیں سے بہت اسیر کرکے غزنین میں لایا اور ۴۳۸ھ چار سو اڑتیس ہجری میں امیر مودود نے طغرل کو پھر مع لشکر انبوہ لبست کی سمت بھیجا اور جب وہ تکیاباد پہونچا سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور عاصی ہوا اور جب یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اُسکی استمالت یعنی اپنی طرف مائل کرنے اور غضب کرنے کو بھیجے طغرل نے جواب دیا کہ ایک جماعت جو امیر کی ملازمت میں ہے مجھسے دشمنی رکھتی ہے میں دربار حضور میں حاضر نہیں ہو سکتا اسلیے امیر مودود نے علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اُسکے دفع کیواسطے بھیجا جب وہ اُس حوالی میں پہونچا طغرل چند آدمیوں سے بھاگا اور علی نے اُسکے لشکر میں گر کر اُسکا مال لوٹا اور اُنمیں سے چند کس غزنین میں گرفتار کر لایا اور اسی سال امیر مودود نے حاجب بزرگ بائتگین کو غور کی طرف روانہ کیا جب غور کے قریب پہونچا ولد بیچے غوری کو ہمراہ لیکر حصار ابوعلی میں گیا اور اُس قلعہ کو فتح کرکے ابوعلی کو جو غور کے معتبر سرداروں سے تھا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب سے پیشتر کسی نے تسخیر قبضہ میں نہ پایا تھا ولد بیچے غوری اور ابوعلی کو زنجیر میں مسلسل کرکے غزنین میں لایا اور سلطان نے اُن دونوں کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب بائتگین کو بہرام نیال کے تدارک کو جو ترکمانوں کا سالار تھا روانہ کیا اور لبست کے اطراف میں طرفین سے سلح ہو کر خوب لڑے آخر کو ترکمان بھاگ گئے اور ۴۳۹ھ چار سو انتالیس ہجری میں امیر قصدار نے حد سے گذر کر سلطان کی نافرمانی پر کمر باندھی امیر بائتگین اُسپر تاخت لایا قزدار بھی حرب میں مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے کان میں ڈالکر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر حاجب معاودت کرکے غزنین

مین آیا اور سنہ ۴۴۱ھ چار سو چالیس ہجری مین مودود نے اپنے دونون بڑے بیٹون کو یعنی ابوالقاسم محمود اور منصور کو ایک ایک خلعت اور طبل و علم دیا ابوالقاسم محمود کو لاہور مین اور منصور کو پرشور کیطرف روانہ کیا اور ابوعلی کوتوال غزنین کو خوب تیار کرکے ہندوستان بھیجا تو وہانکے سرکشون کو گوشمالی دیکر راہ راست پر لاوے ابوعلی پہلے پیشاور مین گیا جب قلعہ ماہیلہ کا آہنگ کیا آہن نام حاکم اس قلعہ کا کہ ہاتھی ہوا تھا جریدہ بھاگا اور ابوعلی نے ہجری تیک جو ہنود کا سردار تھا اور سلطان محمود کے عہد مین خدمتین کرکے عمر گذرانی تھی بعضے امور کے سبب سے بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہپایۂ کشمیر مین بسر لیجاتا تھا ایلچی بھیجکر استمالت بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور عہد و پیمان اور قول و قرار کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام المغفات مین آیا اور اُسے تسلی فرمائی اور اسی عرصہ مین کہ ابوعلی کوتوال سند مین تھا اسکے دشمنون نے ازروے حسد بُری خبرین امیر مودود کے خاطر نشان کی تھین لہذا جب ابوعلی کوتوال مع اموال بسیار غزنین مین آیا امیر مودود نے حکم اسکے قید کا دیکر میرک بن حسین کے سپرد کیا چار روز کے بعد دشمنون نے اُسے قید مین ہلاک کیا اور چونکہ امیر مودود کی بے مرضی مصدر اس فعل کے ہوئے تھے اُس خون کے اخفا کے لیے امیر مودود کو ہر روز سفر کی ترغیب و تحریص کرتے تھے تو اور چیزو مین مشغول ہونے سے چند مدت یہ عمل پوشیدہ رہے آخر الامر امیر نے سفر کابل اختیار کیا اور چاہا کہ وہانسے خراسان جاؤن اور وہ ممالک ترا کمہ کے تصرف سے برآوردہ کرون جب بھاو ہند اور لہوکردہ کی نواح مین پہونچا قلعہ سیالکوٹ پر گیا تاکہ جو خزانہ وہان ہے اُٹھالاؤن اتفاقاً امیر مودود اُس قلعہ مین قولنج کی بیماری مین مبتلا ہوا اور روز بروز مرض زیادہ اور قوت گھٹتا تھا ناچار عبدالرزاق وزیر کو سیستان کی طرف جو سلجوقیون کے تصرف مین آیا تھا بھیجا اور خود محفہ مین کہ گھوڑے یا ہاتھی پر سوار ہو کر غزنین کیطرف مراجعت فرمائی جب غزنین مین پہونچا میرک وکیل کو عین مرض مین تکلیف دی کہ ابوعلی کو قیدخانہ سے رہا کرکے حاضر کرو میرک وکیل نے حیلے پیش کرکے ایک ہفتہ کی مہلت طلب کی ابھی ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ امیر مودود نے چوبیسوین رجب سنہ ۴۴۱ھ ہجری کو عالم فانی سے انتقال کیا مدت اسکی سلطنت کی نو برس تھی کہتے ہین اس سال ما وراء النہر اور ربا بیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے متعہد ہوئے تھے کہ اسکے لشکر سے مدد کرکے ترکان سلجوقی کا ہاتھ بلاد خراسان سے کوتاہ کرین چونکہ طالع انکا قوی تھا نہ کام کیا

**ذکر سلطنت ابوجعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود غزنوی کا** جب مودود نے رخت بعزم سفر آخرت باندھا علی بن ربیع خادم جو داعیہ بادشاہی کا رکھتا تھا مسعود بن مودود کو کہ طفل چہار سالہ تھا تخت غزنین پر بٹھایا چونکہ بائتگین حاجب کہ امراے عہد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس امر مین شریک نہوا اسکے اور علی بن ربیع کے درمیان جنگ کی نوبت آئی غزنین کے تمام باشندے مسلح ہو کر بائتگین کے مکان پر آئے اور سلطان مسعود کے تمام فرزندون مین سے ابوالحسن علی شہر مین تھا علی بن ربیع چاہتا تھا کہ اسے دفع کرے وہ اسوقت بھاگ کر بائتگین کے پاس گیا اور بائتگین نے ارکان دولت کے اتفاق سے مسعود بن مودود کو باوصف اسکے کہ پانچ چھ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابوالحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا

**ذکر سلطنت ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی کا** جمعہ کے دن غرہ شعبان سنہ ۴۴۱ھ چار سو اکتالیس ہجری مین سلطان ابوالحسن علی بن مسعود نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو چغر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور علی بن ربیع خوفزدہ ہو کر میرک وکیل کے اتفاق سے زر جو اہر جسقدر اُٹھا سکا لیکر ایک جماعت امرا اور غلامون کے اتفاق سے پیشاور کیطرف بھاگا اور اس خطہ کو ملتان اور سند تک اپنے قبضہ مین لایا افغانون کو جو ظلم و جور سے خرابی کرتے تھے بضرب شمشیر مطیع و فرمان بردار کیا اور سلطان ابوالحسن علی نے اپنے بھائیون کو جنکا مردان شاہ اور ایزد شاہ نام تھا قلعہ نائی سے دارالامان غزنین مین طلب کرکے معزز اور مکرم کیا اور بعد خروج عبدالرشید کا درمیان مین کھا خزانہ کا دروازہ کھولکر بہت مال آدمیون کو عنایت کیا لیکن مفید نہوا اور عبدالرشید نے اسی سال کے آخر مین غزنین مین پہونچکر اُسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہو کر عزت مین بسر لیگیا ابوالحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت نے دو برس درازی قبول کی

**ذکر عزالدولہ سلطان عبدالرشید کی سلطنت کا** سلطان عبدالرشید بروایت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا ہے

اور مودود کے حکم سے وہ اس قلعہ میں جو بست اور اسفراین کے درمیان واقع ہے محبوس تھا عبدالرزاق بن احمد بن حسن میمندی نے
اثناے راہ میں مودود کے فوت کی خبر سنکر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعہ تکیاباد میں آکر چند روز مقام کیا اور خواجہ
ابوالفضل اور رشید بن التونتاش حاجب و نوشتگین حاجب کے اتفاق سے آخر سنہ ۴۴۰ھ چار سو چالیس ہجری میں عبدالرشید کو کہ سلطان
مودود نے بھی اپنی حین حیات میں اسکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور کوچ بکوچ غزنین کیطرف
روانہ ہوا سلطان ابوالحسن علی بن مسعود اس کے خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبدالرشید بفراغ خاطر و اطمینان تمام اپنے آبا و اجداد
کے تخت پر متمکن ہو کر امور ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور سلطان ابوالحسن علی کو دستیاب کر کے قلعہ وندی میں قید کیا اور علی بن ربیع کو
جو ہندوستان میں تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدبیرات سے اپنے روبرو بلایا اور نوشتگین حاجب کرخی کو ہندوستان کا امیر الامرا
کیا اور امراے عالیشان اور سپاہ نمایان اسکے ہمراہ کر کے بلدہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اُسنے اسی سنہ میں وہین تھے قلعہ نگرکوٹ کو کہ جسپر
کفار سابق قرنوں سے متصرف ہو گئے تھے پانچ چھ روز کے عرصہ میں انکے قبضہ سے برآوردہ کیا اور طغرل حاجب کہ جو سلطان مودود
کا سالا تھا اور بہن اسکی سلطان مودود کے سلک ازدواج میں منتظم رکھتی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستان کو مسخر کر کے جمعیت تمام
بہم پہونچائی اور سلطنت کی طلب میں غزنین کیطرف متوجہ ہوا عبدالرشید اسکا ارادہ سمجھکر غزنین میں قلعہ بند ہوا طغرل نے شہر کو مسخر کر کے
عبدالرشید کو مع دیگر اولاد سلطان محمود کے کہ نو شخص تھے سب کو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے حبالہ نکاح میں لا کر طغرل
کافرنعمت مشہور ہوا اور نوشتگین کرخی جو عبدالرشید کے حسب الحکم لاہور سے برآمد ہو کر پشاور کے اطراف میں پہونچا تھا نامہ مشتمل محبت و دوستی
تحریر کیا لیکن نوشتگین کرخی طیش میں آیا اس کو رنگ کافرنعمت کے مکتوب کا جواب نہایت غلظت تمام لکھا اور دختر مسعود کو مخفی ایک مکتوب
بھیجکر اسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسی طرح بعضے امراے غزنویہ کو جو پروردہ نعمت خاندان محمودی تھے مکاتبات تحریر
کیے اور انکو اعمال قبیح طغرل سے اغماض کرنے میں نہایت تنبیہ اور سرزنش کی اس سبب سے سب کی رگ حمیت و غیرت حرکت
میں آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور بروز نوروز سلطانی کہ سلطان محمود نے تخت پر اجلاس کر کے بار عام کیا تھا اسنے
جراءت کا قدم آگے بڑھایا اور اس کافرنعمت صاحب کش کو چالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا نوشتگین کرخی اس حادثہ سے چند روز
کے بعد غزنین میں پہونچا اشراف و اعیان کو جمع کر کے امیر ناصرالدین سبکتگین کی اولاد کی تلاش کی اُنمین سے تین شخص قلعہ میں
زندہ تھے انکا نام فرخ زاد اور ابراہیم اور شجاع تھا انمین سے قرعہ اختیار سلطنت کا فرخ زاد کے نام پڑا اُسے بلوا کر ہاتھوں ہاتھ
تخت سلطنت پر بٹھایا اور اُسکا حلقہ بیعت اپنے کان میں ڈالا عبدالرشید کی مدت سلطنت برس دن تھی اور طبقات ناصری میں
وارد ہے کہ طغرل کافرنعمت سے پوچھا کہ کس واسطے تو نے ملک و سلطنت کی طمع کی بولا جس وقت کہ سلطان عبدالرشید نے مجھے سیستان بھیجنے
لگے اور ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھکر عہد کرنے لگے اُسوقت ایسا خوف اُنپر غالب ہوا کہ ہاتھ اُنکا کانپنے لگا میں سمجھا کہ یہ مرد پادشاہی
کے لائق نہیں ہے تب مجھ کو ملک و سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس راہ میں سعی کر کے اپنی مراد کو پہونچا ۔ مصرع ۔ سلطنت گر ہمہ یک
لحظہ بود مغتنم است ۔ مدت سلطنت عبدالرشید کی برس روز سے بھی کم تھی ۔ **ذکر جمال الدولہ فرخ زاد بن سلطان مسعود**
کا حسب سلطان فرخ زاد نے تاج شاہی زیب سر فرمایا تدبیر مملکت کی زمام نوشتگین کرخی کے قبضہ اہتمام میں سپرد کی اسی
عرصہ میں داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہ ہو کر غزنین پر تاخت لایا نوشتگین کرخی باستعداد تمام اسکے
محاربہ کے آہنگ میں غزنین سے برآمد ہوا اور بعد تلاقی کے فریقین دست بشمشیر و نیزہ و تیر ہو کر ہلاکی ایک دوسرے
کی کرنے لگے اور طلوع صبح سے غروب آفتاب تک دونوں قوم کے بہادر کارزار میں اشتغال کیا ایک امر سے نیست و نابود

کرنے کے سوا دوسرے کام میں مصروف ہوتے تھے عاقبت الامر نوشتگین کرخی مظفر و منصور ہوا اور داؤد کا پاے قرار جگہ سے
ہلگیا راہ فرار نا پی غزنویہ سلجوقیہ کا پیچھا کر کے ساز و سلب انکا لوٹ لائے اور بفتح و فیروزی غزنین میں بازگشت کی یہ فتح فرخ زاد کے
لیے سبب شفاعت ہوئی یا ایں ہمہ تمام سپاہ نصرت انجام ہمراہ لیکر اعلام توجہ خراسان کی طرف بلند کیے اور سلجوقیوں کی طرف سے کلیسارق نے
جو انکے امراے عاظم سے تھا مع لشکر فراوان استقبال کیا اور فریقین کے مقابل ہوئیکے بعد آتش جدال و قتال اسقدر شعلہ زن ہوئی کہ شہسوار ان
میدان فصاحت اور چابکسواران معرکہ بلاغت کی زبان اسکی صفت سے عاجز و قاصر ہے اس محاربہ میں بھی تائیدات الٰہی نسیم فتح و ظفر غزنویہ
کے مشام پر چلی کلیسارق اور چند شخص اور اعیان سلجوقیہ سرپنجۂ تقدیر میں اسیر ہوئے اور جب یہ خبر چغر بیگ سلجوقی کو پہونچی اپنے فرزند الپ سلان کو
سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور پھر نوشتگین کرخی اسکے محاربہ کو متوجہ ہوا اس مرتبہ سلجوقیوں کو صورت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض اعیان
غزنین انکے اسیر دستگیر ہوئے الپ رسلان نے نہایت حشمت اور شوکت سے مراجعت فرمائی فرخ زاد نے جب صورت حال اس طرح سے معائنہ کی کلیسارق
کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے رہائی بخشی اور خلعت ہاے فاخرہ سے مخلع فرما کر آزاد کیا سلجوقیوں نے بسبب انسانیت کے انھوں نے بھی
اسیران غزنین کو رعایت کر کے مطلق العنان کیا اور سلطان فرخ زاد روضۃ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند ہوا اور بقول حمد اللہ مستوفی
پسر عبد الرشید چھ برس بادشاہی کی اور سنہ چار سو پچاس ہجری میں علت قولنج کے سبب سے عالم باقی کی طرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک
برس کے غلاموں نے جس وقت کہ وہ حمام میں تھا اسکے قتل کا بیڑا اٹھا کر اتفاق کیا اور حمام میں داخل ہوئے اور جس نے انکے حال اطلاع
پا کر شمشیر میان سے لی اور اسقدر انکی مدافعت میں مشغول ہوا کہ لوگ خبردار ہو کر حمام میں آئے اور ان غلاموں کو قتل کیا اور اس قضیہ کے
بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت زبان پر لاتا یہانتک اسی سال اجل حق کو لبیک اجابت کہی اور ایک ہی وزیر ابو الحسن حسن بن
مہران تھا اور آخر میں ابو بکر بن صالح۔ ذکر سلطنت ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کا۔ اسکے بعد کہ سلطان
فرخ زاد کا قضیہ ہوا سلطان ابراہیم نے اپنے وجود باوجود سے صدر ایالت کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد اور پرہیزگار
تھا اور ابتداے آغاز شباب اور عنفوان جوانی ترک لذات نفسانی کر کے ماہ رجب اور شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ ضم فرماتا تھا یعنی ہر سال تین مہینے
صائم رہتا تھا اور ہمیشہ اس طرح سے ایسا ہی رہتے اور عبادت میں ہمیشہ بروقت شب قیام کرتا تھا اور خیرات و مبرات اور داد و دہش میں مبالغہ فرماتا تھا چنانچہ
کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ اس عہد میں ہر سال ایک مرتبہ امام یوسف سجاوندی کو اپنی مجلس میں بلواتا اور وہ وعظ و نصیحت میں مشغول ہوتا وہ
لوگوں کو بھی نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلام بے محابا کرتے اور سلطان امام یگانہ کی درشتی سے آزردہ نہ ہوتا
اور خط نسخ بہت خوب لکھتا اور ایام سلطنت میں ایک مصحف اپنے خط سے انجام کو پہونچا کر ایک سال مکہ معظمہ میں اور ایک سال مدینہ مشرفہ
میں بھیجتا تھا کہتے ہیں اب تک چند مصحف اسکے خط کے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ میں موجود ہیں
اور سلطان ابراہیم کو اوائل سریر آرائی و جلوس میں سلجوقیوں سے مصالحہ کا اتفاق پڑا اس طرح پر کہ کوئی فریقین سے قصد مملکت دوسرے
کا نکرے اور رعایا کو گرد و اثر الہی سے بچائے اور زیادہ پریشان نہ ہونے دیں اور دختر سلطان ملکشاہ سلجوقی کا اپنے فرزند مسعود کے
عقد نکاح میں لاکر اسباب مودت و قرابت مستحکم کیے کہتے ہیں پیشتر اس کے صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی لیکر لشکر غزنین کے
عزیمت کی سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر ایک پیر سپاہی اور دانا کو نامے لکھکر امراے سلطان ملکشاہ سلجوقی کے نام لکھے
... اشرف پہونچا کہ سلطان ملکشاہ کو خدمت عالی میں آنیکے واسطے بہت سی ترغیب و تحریص کی ہے ...
... کی کوشش میں دل لگا کر ایسا کرو کہ سلطان ملکشاہ جلد اس ملک میں آئے ...
اس سے نجات کی پاؤں اور یہ بھی جیسا کہ تمہارے واسطے مروت کا اقرار کیا ہے مضاعف کے عنایت و ملاطفت بتدریج کھینچے اور

یہ مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار میں مشغول رہتا ہے فرصت کا وقت نگاہ رکھو تا کہ شکار گاہ میں مجھے اُسکے پاس لیجاؤ میں اور غرض سلطان ابراہیم کی اس تعلیم سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات ایسے مقام میں ملکشاہ کے ہاتھ آویں کہ امراء اُسکے ہمراہ نہوں اتفاقاً اندنوں میں سلطان ملکشاہ نے قصبہ اسفراین میں نزول کیا تھا اور ایکروز شکار کیواسطے برآمد ہوا اثنائے شکار میں جاں فشان جیبدگاہ اُسے پکڑکر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیگئے جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا یا تیغ بیشان کہنے لگا سلطان نے فرمایا ہے چند نا زیبا نہ بارہ نور راست براست اقرار کرے جب اُنھوں نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا بولا میں سلطان ابراہیم غزنوی کا پیک ہوں مجھے اس اُردو میں بھیجکر چند مکتوب بہیجے ہیں جب مکتوبات اُس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اُسکے مضمون پر اطلاع پائی اس مضمون کا اظہار مناسب نہ دیکھا اور عنان عزیمت اس ارادہ سے معطوف فرماکر اپنے دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی آخرالامر بہت جستجو کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ حیلہ تزویرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہے کہ حقیقت حال کے دریافت ہونیکے بعد فرماتا تھا ہر چند سلطان ابراہیم شاہ نے یہ مکروحیلہ اسواسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا اور یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی مہم واقع ہو گی میں مغلوب مطلق ہونگا لیکن جو میں اُسکے مکروتزویر سے اس عزیمت سے باز رہا گویا وہ مجھپر غالب آیا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجوقیہ کیطرف سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اُس دیار کے بعضے مقام جو اسوقت تک فتح نہوئے تھے مسخر اور مفتوح کیے اور سنہ چارسو بہتر ہجری میں سلطان ابراہیم نے خود ہند کیطرف نہضت فرمائی او قلعہ اجودھن کو جو اب ساتھ ٹین شیخ فرید شکر گنج کے مشہور ہے اور لاہور سے اس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہے محاصرہ کر کے مفتوح کیا اور اس فتح کے بعد وہ سے قلعہ پر جسے روپال کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ قلعہ پہاڑ کے قلعہ پر واقع ہے کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہے کہ درختان خاردار وغیرہ سے آفتاب کی شعاع کا اسمین گذر نہیں ہو سکتا اور اُسکے اکثر اشجار پر زہردار سانپ ہوتا تھا اور اس حصار کے نیچے گھوڑے ہتھنے اور جنگ کرنیکی جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے بہت جسارت اس قلعہ کی تسخیر میں مصروف کی اور لشکر کو آراستہ کر کے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے اُسے بھی تھوڑے عرصہ میں فتح کیا پھر وہانسے عنان عزیمت دوسرے شہر کیطرف کہ اس سے قریب تھا اور دہ نام رکھتا تھا معطوف فرمائی وہانکے باشندے خراسانیونکی نسل سے تھے کہ افراسیاب نے اُنکی سرکشی سے بہ تنگ آکر مع زن و فرزند ولایت خراسان سے ہندوستان کی جانب نکالدیا تھا اور آدمی اس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور بیگانہ سے پیوند و وصلت نہیں کرتے تھے اور اصنام کی پرستش اور دائمی فسق پر شیفتہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حوض اس شہر میں تھا کہ قطر اُسکا نصف فرسنگ اور قعر اُسکا گہرائی کی کثرت سے دریافت نہوتا تھا اور ہر چند تمام سال آدمی اور چوپائے اُنکے اُسمین سے پانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس نہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اُس قلعہ اور شہر کے گرد اگرد واقع تھا آمد و شد کا رستہ دکھائی نہیں دیتا تھا اور ملوک ہند بسبب اسکے کہ غلبہ اس جماعت پر جملہ محالات سے جانتے تھے اُنسے متعرض اور مزاحم نہیں ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سفر میں راہ کا سے دشوار بہت پیش آئیں جب اُس جنگل میں پہونچا کئی ہزار پیادہ تبر دار اُن درختونکے قطع کرنیکے واسطے پیشتر روانہ کیے تھے تا کہ اُن درختونکو قطع کر کے راہ کشادہ کریں اور لشکر کے لوگ اسمین بفراغت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ ہے اسطرح سے اس شہر کے حدود میں پہونچے موسم برشکال ہند آیا اسکے سبب تین مہینے تک کفار کے مستقر میں توقف کیا اور بباعث کثرت بارش بہت محنت اور مشقت کھینچی اور بعد مرور موسم برسات نہایت شوکت و شان سے اس شہر کے کنارہ آیا پہلے ایلچی بھیجکر دعوت اسلام کی جب اُنھوں نے قبول نہ کیا کارزار میں مصروف ہوا جبر و قہر اس قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قید کر کے غزنین لیگیا اور غنائم کو اسپر قیاس کر سکتے ہیں او منقول ہے کہ ایکروز سلطان ابراہیم غزنین کیطرف جاتا تھا ایک حمال یعنی بوجھ اُٹھانے والے کو دیکھا کہ بھاری پتھر سر پر رکھے ہوئے عمارت سلطانی کیواسطے لیجاتا ہے

اور اس بوجھے سے رنج اور مشقت نہایت کھینچتا ہے سلطان کو اسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینکدے اس بیچارہ نے
پھینکدیا اور وہ پتھر بیدا ہی مین پڑا رہا جب گھوڑے وہان پہونچتے تھے پتھر کے سنگ راہ ہونے سے دوڑتے نہین آزار کھینچتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے
تھے ایکدن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میدان سے اٹھا ڈالا جائے کہ یہ امر مصلحت سے خالی نہین بادشاہ
نے عرضداشت کے ناصیہ پر دستخط کیا کہ ہمنے سابق مین حکم اس پتھر کے گرا دینے کا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اٹھا دینیکا نافذ ہو خلقت میری بے ثباتی
قول پر گمان کریگی اور یہ امر بادشاہان صاحب اقتدار کو لائق و سزاوار نہین منقول ہے کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر
دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے لفظ کی تعظیم کیواسطے کوئی اسے نہ اٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند اور چالیس
دختر تھین بیٹیان سادات عظام اور علما سے عالی مقام کو دین وفات اسکی ایک روایت مین سنہ ۴۸۱ھ چار سو اکاسی ہجری مین ہوئی ایام
دولت اسکے اکتیس سال ہوئے اور بقولے سنہ ۴۹۲ھ پر مدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اوائل ایام مین ابو سہل
خجندی اور خواجہ مسعود رجی کے تعلق رکھتی تھی اور عہد اواخر مین عبد الحمید احمد بن عبد الصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس ہی کی
مدح مین ابو الفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اسکا یہ ہے شعر ترتیب فضل و قاعدہ جود و رسم داد ÷ عبد الحمید احمد عبد الصمد نہاد ÷ استاد
ابو الفرج سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل ہے اور بعض غزنوی بھی کہتے ہین اور عنصری اسکا شاگرد ہے اور عہد دولت ابو علی
سیمجوری مین کہ وہ امراے سامانیہ سے تھا فروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت محتشم و صاحب جاہ تھا اور
آل سیمجور سے اسکو انعام و اکرام بیقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر مین نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ ہیچ ہمقدمہ
کے رکھتا ہے اور اکابر رسائل مین اشعار استاد ابو الفرج کے استشہاد کے واسطے لاتے ہین اور یہ قطعہ اسی کا ہے قطعہ عنقا سے
مغرب است درین دور خرمی ÷ خاص از براے محنت و غم زاد آدمی ÷ ہر چند گرد عالم صورت برآمدم ÷ گھو آدم آمد بیچارہ آدمی ÷
ہر کس بقدر خویش گرفتار محنت است ÷ کس را نداده اند برات مسلمی ÷ ذکر سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود
غزنوی کا ۔ سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر مین اتصاف رکھتا تھا اور عدل و انصاف مین کوشش کرتا عوارض
قلمی جو کہ ظہور مین آ کے تھے دفع کیے جاگیرین اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملوک اور امرا کو عنایت فرمائے تھے بحال کیے
خواہر سلطان سنجر سلجوقی مسمے مہد عراق کو اپنے عقد نکاح مین لایا اور اسکے عہد مین حاجب طغاتگین مقطع لاہور ہندوستان
کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کرکے ایسے مقام مین پہونچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر اسلام سے
وہان نہ پہونچا تھا تاخت و تاراج کرکے سالم غانم لاہور کیطرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے سولہ برس بے تشویش
و خوش گذرانکر اواخر سنہ ۵۰۸ھ پانسو آٹھ ہجری مین عالم فانی سے دار الباقی کیطرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ مین تحریر ہے کہ مسعود کی
وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کرکے سنہ ۵۰۹ھ پانسو نو ہجری مین ہاتھ سے
بھائی ارسلان کے مارا گیا لیکن اور مورخون نے مسعود کے ذکر کے بعد سلطان ارسلان شاہ کا مذکور کیا ہے ۔ ذکر ایالت سلطان الدولہ
ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا ۔ جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیون کو گرفتار کرکے محبوس کیا مگر بہرام شاہ
بھاگ کر سلطان سنجر کے پاس پہونچا اسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا
ہر چند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ مین خط لکھا اور الحاح کی اسنے قبول نہ کیا آخر بہرام کی مدد کے واسطے خود علم توجہ
غزنین کیطرف بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنکر اپنا ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر اسکے بھائی سلطان سنجر سے شکایت کرکے
التماس کی کہ اسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام صلاح مین ہوا لیکن مفید نہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان محمد کیطرف سے ناامید ہوا

له مترجم ... [illegible] ١٢

اپنی مان مہد عراق کو جو سلطان سنجر کی بہن تھی مع دولاکھ دینار اور تحفہ بسیار سلطان سنجر کے نزدیک بھیجکر طالب صلح ہوا چونکہ مہد عراق اسکے ظلم اور بیجا بیوتنکے قتل ہونے سے انواع عقوبت مین گرفتار اور نہایت رنجیدہ تھی سلطان سنجر کو التماس مین پہونچا تھا باتین وحشت انگیز پہونچائین اور غزنین کی روانگی کے باب مین بجد ہوا سلطان ارسلان اپنی والدہ کیطرف سے بھی خاطر جمع کر کے تہیۂ جنگ مین مشغول ہوا تیس ہزار سوار اور پیادہ بے شمار اور ایک سو ساٹھ زنجیر فیل لیکر غزنین سے ایک فرسخ پر بادشاہ خراسانکے مقابلہ مین صف آراستہ کین اور دونون طرف سے لڑائی گھمسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی ابوالفضل ملک سیستان کے آثار جلادت سے کہ ہمراہ ملک سنجر تھا غزنوی منہزم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقاومت کی نہ لایا ہندوستانکی طرف روانہ ہوا اور سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا چالیس روز اس شہر مین توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو ارزانی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرمائی ارسلان شاہ نے جب سلطان سنجر کی خبر معاودت سنی لشکر ہندوستان جمع کر کے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا اور قلعہ بامیان مین متحصن ہوا اور آخر کو سلطان سنجر اسکی تقویت اور مدد کو غزنین مین آیا اور ارسلان شاہ پٹھانون کے درمیان مین بھاگا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کر کے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی مین چھوڑا اسنے اسے قتل کیا اور حکومت مین مستقل ہوا مدت اسکی سلطنت کی تین سال تھی اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اور طبقات ناصری مین مسطور ہے کہ سلطان ارسلان کے عہد مین حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمان سے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازار مین جل گئے

**ذکر معز الدولہ بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا** - وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب حشمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ بیٹھتا اور انکی صحبت دوست رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اسواسطے اس زمانے کے فضلانے باسم شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہین اور تصنیفات مین مشغول ہوئے ہین چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار اسکے نام سے لکھی اور سید حسین غزنوی نے اسکے روز جلوس یعنی سریر سلطنت پر جلوہ گر ہونیکے دن ایک قصیدہ اسکی مدح مین انشا کر کے سلطان سنجر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اسکا یہ ہے **مطلع** منادی بر آمد ز ہفت آسمان ٭ کہ بہرام شاہ است شاہ جہان ٭ اور کتاب کلیلہ و دمنہ اسکے عہد مین عربی سے فارسی مین ترجمہ ہوا اسکے نام مین یون کہتے ہین کہ شطرنج اور کلیلہ و دمنہ کو بادشاہ ہند نے نوشیروان عادل کیواسطے بھیجی بزرجمہر نے بمشقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی کہ عبارت فرس قدیم سے ہے ترجمہ کی اور شطرنج مین فکر بہت کر کے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ ایلچی کے کہ اسکو لایا تھا کھیلا پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نرد استخراج کر کے راے ہندوستانکے پاس ارسال کی اس بار کے اہل فکر اور دانشمند اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اس سفیر سے کہ لایا تھا چالین اسکی یاد کین اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے اشارہ وہ ہے کہ خیر و شر انسان سے ہے اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوتے ہین اور امور مین قضا و قدر اور راے اعلیٰ کو دخل نہین مثل از دیاد مال و جاہ و کسب علوم اور مثل اسکے اور بزرجمہر نے اُسکے مقابل نرد استنباط کی ایا یہ ہے کہ سعی کو جہانکے کارخانہ مین چندان دخل نہین ہے اور اکثر ساتھ قضا و قدر کے متعلق ہے اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہے درست آتا ہے اور الا نہین طاس نرد مثل فلک اور کعتین مثل انجم کے جو نقش کہ ساتھ خامۂ قدرت کے کعتین مین منقش ہے موافق اسکے کھیلنا واجب ہے اور کھیلنا عقل و تدبیر سے عبارت ہے اور ہارون رشید کے عہد مین کتاب کلیلہ و دمنہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان مین ترجمہ کیا اور عہد سلطان بہرام شاہ مین عربی سے اس زمانے کی فارسی متعارف مین بنام اسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے سلطان حسین مرزا کے عصر مین اس فارسی مغلق کو بعبارت فارسی سلیس ہر کے اشعار عربی موقوف کیئے اور اسکا نام انوار سہیلی رکھا اور سلطان بہرام شاہ نے اپنے عہد دولت مین چند مرتبہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہو کر متمردون اور مجرمون کو گوشمالی دی اور اول مرتبہ جو ہندوستان مین

داخل ہوا محمد باہلیم کو کہ سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشایستہ کا مصدر ہو کر
علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسوین رمضان ۵۱۲ھ پانسو بارہ مین گرفتار کر کے قید کیا پھر اُسکو معاف کر کے قیدبند
سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستان کا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کی طرف مراجعت کی محمد باہلیم نے
سلطان کی غیبت مین قلعہ ناگور کو جو ولایت سوالک مین واقع ہے مفتوح کر کے اپنے اہل و عیال اور سلب سامان کو وہان
چھوڑا اور عرب و عجم اور افغان اور خلج کا لشکر خوب بہم پہونچا کر تیغ اسلام سے بہت کفار سرکش نیست و نابود کیے اور اس
سبب سے بادۂ غرور اور نخوت سے اُس کے دماغ مین نشاء کبر دوبالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے
یہ خبر سنی دوسری مرتبہ ہند مین آیا اور وہ کافر نعمت بے نام و نشان یعنی محمد باہلیم مع دس فرزند کہ سب مسند امارت پر متمکن
تھے بقصد مقابلہ اور مقاتلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان مین دونو کا تقارب ہوا اور ایسی جنگ کہ فلک
پیر خمیدہ پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع مین آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا صرصر ہزیمت محمد باہلیم
کے پرچم رایت پر چلی وقت گریز مع دو فرزندان اور اتباع زمین مجبہ پر گر کے ایسا غائب ہوا کہ اثر راکب و مرکوب سے
پیدا نہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کر کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسکے
اواخر سلطنت مین قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اُسکا تھا غزنین مین بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین
سوری اپنے بھائی کے انتقام خون مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا غزنین سے کرمان
گیا اور یہ کرمان نہ کرمان مشہور ہے بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہند کے اور بسبب اسکے کہ اس ولایت کی نواح مین
بہت پہاڑ تھے وہان سوارون کا گذر نہایت دشوار تھا افغانون کے ساتھ اس ولایت پر متصرف ہو کر وہان قیام کیا اور سیف الدین
غزنین مین داخل ہو کر متصرف ہوا اور غزنویون پر اعتماد کر کے وہان بود و باش اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی امرائے
قدیم غور کیطرف بھیجا باوصف اسکے سیف الدین سوری اہالی غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریون کو یہ مجال نہ تھی کہ اُن پر
تعدی کرین غزنوی ہمیشہ خواہان بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہرا دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے پوشیدہ
ابواب مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہانتک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگون کو
دوا دوش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان و خلج و مردم صحرا نشین حوالی غزنین مین پہونچا اور جسوقت کہ فاصلہ
دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویون کے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے درباب
جنگ اور روانگی غور کیطرف مشورہ کیا غزنویون نے نفاق کو اپنا شعار کر کے جو کہ حق مشورہ کا ہے بتقدیم نہ پہونچایا اور واسطے
جنگ کے ترغیب اور تحریص کی سیف الدین سوری نے بموافق المستشار موتمن کے اُنکو مشورہ مین امین جانا مع فوج
غزنویہ اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ مین صف آراستہ کی ابھی لوازم حرب ظہور مین نہ پہونچے تھے
کہ غزنویون نے سیف الدین سوری کو پکڑ کے خوش طبعانہ بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری
کا منہ سیاہ کر کے گاؤ ضعیف و ناتوان پر کہ ساتھ ہزار تشویش کے ایک قدم اُٹھاتی تھی سوار کر کے تمام شہر مین تشہیر کیا
اور لڑکے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور تشہیر کے
بعد بہ تعذیب عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کر کے عراق مین سلطان سنجر کے پاس بھیجا اور سید مجد الدین کو جو وزیر
سیف الدین سوری کا تھا اُسے بھی دار پر کھینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی آتش غضب کا دھوان اسکے

کانون سینہ سے برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم میں مع لشکر ستیزہ گر غزنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہونچنے سے
پیشتر دست تضا نے بہرام شاہ کے طومار حیات کو لپیٹا اور اسکے بیٹے خسرو شاہ کو تخت پنجروزہ دنیا میں گرفتار کیا اور بروایت
مشہور جب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو مسموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کر کے غزنین سے بعزم رزم باہر آیا
اور ایلچی علاء الدین کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ صلاح میری اسمین ہے کہ ارادہ بیجا سے کہ تو نے کیا ہے نادم ہو کر
پلٹ جا کہ میں کئی ہزار پہلوان شیر افگن و فیلان آہنین تن تیرے استیصال کیواسطے مہیا رکھتا ہون میرے مقابلہ سے
پرہیز کر اور باخود اس سفیہ مین مت ڈال تو نے کیا ہے کی خاندان سلاطین غوریہ کا سند رسول و مخدوم ہو سے سلطان علاء الدین
نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہے علامت زوال دولت غزنویہ کا ہے کسواسطے کہ بادشاہان ممالک یکدیگر پر لشکر
کھینچتے ہین اور آپسمین قدرت پا کر نفوس نفیسہ کو مستاصل کرتے ہین لیکن نہ سلاطین سوائی اسکے فضیحت کے اور نہین ہے کہ زمانہ اسواسطے
مکافات اور عبرت انتقام تجھسے کھینچیگا اور مجھے تجھپر ظفر بخشیگا بہرام شاہ نے ہاتھیون پر نازان ہوئے ہے کاگر وہ فیل رکھتا ہے اول
ہیں الحمدللہ کہ فیل ہر دو سرے خرفیل رکھتا ہون کہ اسپاہ سلطان علاء الدین میں دو آدمی تھے جنھین خرفیل کہتے تھے اور یہ دونون شخص
غوریون سے شجاعت اور توانائی میں فیل آسمان خنکہ کو خانہ کنار اسباط مین شہ مات کرتے تھے اور دست خویش ایشان کے تھے اور
جب ایلچی رخصت ہوا اور وہ باتین کسی شخص بہرام شاہ سے گذارش کین اگرچہ بسبب ظاہر متغیر ہوا لیکن باطن میں متاثر ہوا اور رعب اسکا
اسکے ضمیر پر مستولی ہوا القصہ جب دونون سپاہ ستیزہ گر حرب میں مشغول ہوئین اور آوازہ چکاچاک شمشیر و دشنافاش تیر کا گوش فلک
کینہ کوش میں پہونچا خرفیل خرد و کلان مثل فیل مست معرکہ میں آئے خرفیل بزرگ نے خنجر سے فیل نامی کا شکم پھاڑا اور فیل اُسپر
حملہ آور ہوا دونون مرے اور خرفیل کوچک نے دوسرے فیل کو مار ڈالا اور خود شکم اُسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب
جسم ہاتھیون کے اس معرکہ میں مثل گائو اور گاؤمیش کے بیفائدہ اور بے منفعت ہوئے علاء الدین اور ابطال غوریہ نے اجتماعی کیا اور
بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنویون کو ضرب دست سے ہٹا دیا اور جو دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر دلیر و شجاع اور مردانہ تھا
اس معرکہ جانستان میں جان خازن بہشت کے سپرد کی بہرام شاہ مجروح ہو کر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ میں غم و غصہ فرزند
وغیرہ سے بیمار ہوا اور سرا سے فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا اور وفات اسکی بروایت اصح ۵۴۷ھ پانسو سینتالیس
ہجری میں واقع ہوئی اور مدت اسکے سلطنت کی پینتیس برس تھی اور ایک شاعر ہے معاصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہوا اور وہ ابو المجد
مجدود بن آدم الغزنوی تھا اور نفحات میں مسطور ہے کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ زمستان میں سلطان محمود واسطے تسخیر بعضے
دیار کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح میں ایک قصیدہ سلک نظم میں کھینچکر متوجہ اسکے اُردو کا ہوا تاکہ معرض
عرض میں پہونچا دے درمیان راہ کے ایک گلخن کے دروازہ پر پہونچا کہ ایک مجذوب جسکو لای خوار کہتے تھے اپنے ساقی سے کہتا تھا قدح
پر کر بکور می محمود سانی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہے اور ساتھ امر جہاد کے مشغول لای خوار نے کہا محمود ایک مرد کم ہمت
ناخوش جو کچھ اسکے تحت حکومت میں آتا ہے اسے ضبط نہین کر سکتا ہے اور چاہتا ہے کہ مملکت اور لیوے اور دوسرا قدح کھینچا پھر کہا ایک
قدح اور پر کر بکوری سنائی شاعر ساقی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہے لای خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے بہرہ ور
ہوتا ایسے کام میں اشتغال کرتا کہ اسکے کام آتا کیون چند لغو باتین کاغذ میں لکھ لایا ہے کہ کچھ اسکے کام نہین آویگا اور نہین
جانتا ہے کہ اسکو کسواسطے پیدا کیا ہے سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہوا شراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سلوک کے
مشغول ہوا اور مترجم الی اخرہ میں پوشیدہ نہو سے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا معاصر تھا اور وہ کتاب ۵۲۵ھ پانسو پچیس ہجری میں

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے سنہ ۴۲۱ھ چار سو اکتالیس ہجری میں وفات پائی ملاحظان دو تاریخ سے اذکیا کے نزدیک سمت وضوح پاتا ہے کہ صحت حکایت مجذوب لائی خوار کی عہد سلطان محمود میں نہایت بعید ہے اور ظاہر ایہ امر سلطان مسعود کے عہد میں واقع ہوا اور کاتبوں نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہے واللہ اعلم عند اللہ وفات شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ میں سلطان بہرام شاہ کے عہد میں واقع ہوئی اور بقول بعضے فضلا سنہ ۵۲۵ھ پانسو پچیس ہجری میں کہ تاریخ اتمام حدیقہ ہے اس امر کا اتفاق پڑا۔ **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا** ۔ روایت صحیح سے واضح ہوتا ہے کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین میں وفات پائی اور خسرو شاہ امرا کے اتفاق سے مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا انھیں دنوں میں خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل و عیال ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور میں مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین میں جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویوں کی تخریب اور غارت اور قتل میں مضائقہ نہ کرو اسواسطے اسکی فوج نے سات روز آدمیوں کے قتل کرنے اور لوٹنے اور جلانے میں اس شہر کے اصلا تقصیر نہ کی اور علاء الدین سوری کے سمع میں پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کے وقت عورتیں غزنویہ کوچہ بازار میں باآواز بلند دوائرہ سوری کی ہجو گاتی تھیں اور تمسخر کرتی تھیں علاء الدین نے بہت عورتیں غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر رحم نہ کیا اسوقت غور کی طرف متوجہ ہوا اور راہ میں جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سبکتگین سے منسوب تھی سب کو ڈھا دیا اور جلا دی اسکا صلہ ملا کہ ساتھ لقب علاء الدین جہان سوز کے ملقب ہوا اور واسطے انتقام سید مجد الدین کے کہ نائب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ ایک جماعت سادات غزنویہ کی توبرہ خاک سے پر کر کے انکی گردن میں لٹکایا اور فیروزہ کوہ میں لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک کہ ان توبرون میں تھی انکے خون سے تر کر کے فیروزہ کوہ کے برج میں صرف کی اور بعد مراجعت سلطان علاء الدین سوری خسرو شاہ نے بطمع پائے تخت غزنین اور چشم داشت امداد سلطان سنجر لاہور سے مع سپاہ آراستہ اسطرف نہضت فرمائی لیکن انھیں دنوں ترکمانان غز سلطان سنجر کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہوئے خسرو شاہ طاقت مقابلہ کی نہ لایا پھر لاہور کیطرف گیا ترکمانان غز دس برس غزنین پر متصرف رہے اسکے بعد غوریوں نے ترکان غز سے چھین لیا اور انسے عند الفرصہ امرائے خسرو شاہ نے غزنین کو پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب خسرو شاہ ترس سے بسبب علاء الدین غوری سے ہندوستان میں بھاگا علاء الدین غوری جہانسوز نے گرم سیر و قندہار اور تکیناباد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کر کے غور گیا اور جب خسرو شاہ ہند سے مع سپاہ موفورہ غزنین کی طرف متوجہ ہوا علاء الدین جہانسوز چاہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیناباد کو اسکے قبضہ میں واگذاشت کرے فقط غزنین پر قناعت کرے خسرو شاہ نے قبول کیا علاء الدین غوری جہانسوز نے یہ رباعی لکھکر اسکے پاس بھیجی **رباعی** اول پدرت نہاد کین را بنیاد ٭ تا خلق جہان جملہ بیداد افتاد ٭ ہان تا ندہی ز ہر یک تکیناباد ٭ سرتاسر ملک آل محمود بباد ٭ خسرو شاہ امداد سلطان سنجر سے قوی پشت تھا سلطاً اس صلح کے التفات نہ کی قضاء الٰہی چند روز میں زبونی طالع سلطان سنجر کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہانسوز کے خوف سے مجدداً لاہور کی طرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہانسوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلدۂ لاہور میں سنہ ۵۵۵ھ پانسو پچپن ہجری میں فوت ہوا مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ **ذکر سلطنت خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا** ۔ جب خسرو شاہ بلدۂ لاہور میں اس سرائے پر فتور سے دار السرور کیطرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اس کا قائم مقام ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جسقدر ولایت ہندوستان سے کہ سلطان ابراہیم

اور سلطان بہرام شاہ کے قبضہ تصرف میں تھی کیا حفظ اپنے تخت وضبط میں لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اخذ غزنین پر کہ دار الملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طمع ہندوستان کی بھی کی اور پیشاور اور افغانستان اور ملتان اور سندھ کو مسخر کیا اور سنہ ۵۷۶ پانسو چھہتر ہجری میں لاہور گیا جو کہ خسرو ملک تاب اسکے مجادلہ کی نہ رکھتا تھا متحصن ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد غوری آخر روے تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خرد سال تھا مع ایک فیل نامی گرفتار کرکے پلٹ گیا اور سنہ ۵۸۰ پانسو اسی ہجری میں دوبارہ لاہور میں آیا خسرو ملک جب پھر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف وجوانب سے اس بلدہ کو تاخت وتاراج کرکے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے غزنین گیا اور خسرو ملک نے اسکی غیبت میں گکھروں کے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جاکر محاصرہ کیا اور کچھ مفید نہوا آخرش پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے عزم بالجزم بلدۂ لاہور کی تسخیر کا کیا اور سنہ ۵۸۲ پانسو بیاسی ہجری میں اول بحسب ظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کی اور ملکشاہ بن خسرو ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کرکے مردم معتبر کے ہمراہ باپ کی ملاقات کو لاہور کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسے ہمیشہ مے نوشی کی ترغیب کریں اور باعث ہوں کہ آہستگی جاوے اور اثناے راہ میں چند جا مقام کریں جب خبر بہجت اثر قرۃ العین کے آنے کی خسرو ملک کو پہونچی نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کرکے عیش وطرب میں مشغول ہوا بیت زوال تخت وملک از خلل عزم بود ۔ کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود ۔ ابھی ملکشاہ رستہ میں تھا کہ سلطان شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ سے جریدہ اور سبک غزنین سے تاخت کرکے دریاے لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا ساحل دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھا ناچار زبان عجز سا تقوامان کے کھولی اور خدمت میں اسکے حاضر ہوا اور بلدۂ لاہور بے خرخشا و جنگ اس حیلے سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے قبضہ میں آیا سلطنت نے خانوادۂ غزنویہ سے ساتھ غوریہ کے انتقال کیا مدت سلطنت خسرو ملک کی اٹھائیس برس تھی

**مقالہ دوسرا ذکر سلاطین دہلی میں** ۔ جب سر رشتہ سخن کا ساتھ ہی جگ کے ملا مناسب سمجھا کہ اول احوال ہند اور حوادث ہونا شہر دہلی کا بطریق اختصار بیان کرے اور اسکے بعد حکام غور کو مجملاً تحریر کرکے بر سر مقصود کہ ذکر بادشاہان دہلی ہے رجوع کرے اور بخاطر خورشید مآثر سمجھوں کے ظاہر اور باہر ہو کہ علماے ہند نے جیسا کہ مقدمہ میں گذرا باعتبار ادوار افلاک اور کواکب جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا ہے ست جگ ترتیا جگ دواپر جگ کلجگ اور مدت کلجگ سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تین ہزار اور ساتھ سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کیواسطے تاثیر اور خواص علحدہ قرار دیے ہیں اور کہتے ہیں جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہے اور تمام جگ اسی طرح سے گردش میں رہتے ہیں اور قیامت عبارت ہے انتہاے ہر جگ سے اور ہرگز جگ فانی نہیں ہوتے ہیں اور بعضے برہمنوں کا یہ قول ہے کہ جہان فانی ہوگا اور جگ منتہی ہونگے لیکن حجت قوی اسپر نہیں رکھتے ہیں اور عقیدہ برہمنوں کا وہ ہے کہ ہر ایک جگ میں ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک مجتہد نے ایک ایک کتاب لکھی اور باوجود اس قدر دراز مدت گذرنے کے اب بھی وہ کتابیں موجود ہیں اور اسیطرح سے کفار چین وخطا وختن وکفار زمانہ کہتے ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام ہمارے مملکت میں نہیں پہونچا بلکہ اہل طوفان نوح کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اسواسطے کسی طرح کی آفت انکی کتابوں کو نہ پہونچی اور اکثر نسخے موجود ہیں دوسرا اعتقاد انکا وہ ہے کہ ابتداے آفرینش سے کہ ست جگ اول ہے اس زمانے تک کہ کلجگ کا عہد ہے بنی نوع انسان ہوئے ہیں اور عالم قدیم ہے اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور نہ ہوگی اور بعضے حدوث آدم کیواسطے ست جگ اول زمانہ تعین کرتے ہیں اور بابا آدم اور ماما حوا کا ہر جگ میں اوضاع مختلف سے ظہور ہوا ہے [illegible] آدمی بلند قد ہوا

عظیم الجثہ اور کثیر العمر ہوتے ہیں اور بعضے ادوار میں برعکس اسکے اور سطور سے شمار اور جوب بھی اسی نہج سے مختلف العوارض
ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الایام سے تھی اور دوسرے طوائف بہت ہیں کہ اواخر کلجگ سوم
اور اوائل کلجگ چہارم میں ظاہر آئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہیں ہیں اور اواخر عہد دواپر جگ میں پیدا ہوئے ہیں اور اوائل
مدت کلجگ میں کثیر ہوئے اور شرح اس بات کی یہ کہ ہر ایک ان جگوں میں راجہ ہائے بزرگ کہ حساب انکا خدا جانتا ہے ممالک ہند میں
بادشاہی کر گئے ہیں اور انکے قصون کا کچھ حصہ مہابھارت میں ہے جو کہ کتاب معتبر اہل ہند کی ہے اور اکبر شاہ کے زمانے میں فارسی ترجمہ کر کے
تحریر ہوئی اسمیں لکھا ہے کہ چار راجایان بزرگ سے کہ آخر عہد دواپر جگ میں ہوئے ہیں جرجودھن کھتری تھا اور پائے تخت اسکا بلدۂ ہستناپور
تھا جو حوالی دہلی میں ہے اور کشن جو ہنود کا پیغمبر ہے اور بنشاراو رسول اسکا بلدۂ متھرا ہے اسکو اسکا معاصر بتلاتے ہیں اور جرجودھن پانچ بھتیجے رکھتا تھا
جو مشہور بہ پنج پنڈو ان میں آثار رشد اور شجاعت چہرہ انکے سے مشاہدہ کر کے در پے بربادی انکے کے ہوا جب کسی وجہ دفع انکا میسر
نہوا ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ انکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائداد منقولہ رکھتے تھے جیت لی یہانتک کہ ریاست اور
علاقہ کی نوبت آئی ہر ایک ان پنج بھیوں نے جو پرگنہ کر رکھتے تھے اندرپت سونپت پانیپت تلپت باگپت وہ بھی اپنے چچا سے قمار
میں ہارے آخر کو جب کچھ باقی نرہا شرطیہ مقرر ہوئی کہ جو شخص ہارے جلاے وطن ہو کر بارہ برس ممالک غربت میں ظاہر ہو کر مسافرت کرے
اس طرح کہ ہر شخص اسے جانیں اور پہچانیں اور ایک سال اسطرح مملکت بیگانہ میں پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع نہوئے اور جو
اس سال میں ایک شخص بھی واقف ہوئے پھر از سر نو بارہ برس ظاہرا مسافرت کرے اور ایک سال مخفی رہے جب اس نہج سے شرط عمل میں آوے اپنے
ملک میں پلٹ آوے اتفاقا وہ بازی بھی بھتیجوں نے چچا سے ہاری اور اقرار کے موافق پانچوں بھائیوں نے سفر اختیار کیا اور اسکے ممالک
محروسہ سے نکل گئے اور ملک دکن میں جو دریودھن کے تصرف میں نہ تھا جا کر بارہ برس اطراف سیر کرتے رہے اور جرجودھن انکے احوال
پر اطلاع رکھتا تھا اور ایک سال کے بعد تغیر وضع یعنی بھیس بدلکر اسطرح سے کہ کوئی انھیں نہ پہچانے ولایت پاٹن میں جو پرگنات
دکن سے ہے اور اسوقت ساتھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہے گئے اور وہاں اسطرح سے بسر کی کہ جرجودھن نے ہر چند تجسس کی
انسے آگاہی نہ پائی اسکے بعد پانچوں بھائیوں نے شرط کے موجب وطن اصلی کیطرف توجہ کی اور قدم چچا کی ولایت میں رکھا درجودھن اس
امر سے خبر پا کر رنجیدہ ہوا اسواسطے کہ غرض اصلی اسکی انکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکلجاؤ یا تسلط قتل کے رہو
پانچوں بھائی اپنی کشن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عرصہ میں وہ متھرا میں تھا کشن نے درجودھن سے سفارش کی کہ انھیں اپنے
ملازمونکی سلک میں منتظم کرکے ایک حصہ بلاد سے مقرر کرے درجودھن نے التماس کشن کی قبول نہ کی اور چچا بھتیجوں کے درمیان
میں آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کر کے جنگ کی درجودھن مارا گیا اور پانچوں پنڈے ہندوستان کی سلطنت
عظیم پر متمکن اور مستقل ہوئے اور جب یہ مر گئے انکے بیٹوں اور پوتوں اور نواسوں نے کئی قرن بادشاہی کی یہانتک کہ حکومت اس
دیار کی زمانہ کلجگ میں انکے غلاموں اور نوکروں کو منتقل ہو کر طوائف الملوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ انسے بکرماجیت کھتری بادشاہ
اوجین کیطرف انتقال کی اور اسنے بہت ملوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر ممالک کو جو درجودھن کے تصرف میں تھے برآوردہ کرکے اپنے
قبضہ میں لایا اور دکن کو بھی مسخر کیا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور بیتائیس برس کی عمر رکھتا تھا اسنے قصبہ پٹن سے
خروج کر کے وہ ولایت بکرماجیت کے تصرف سے برلایا اور بکرماجیت نے خود اسکے دفع کیواسطے نہضت کی اور آب گنگ سے عبور
کیا اور سالباہن سے ہم مصاف ہو کر مارا گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ آب نربدہ سے عبور کر کے ولایت بکرماجیت تسخیر کرے ناگاہ ہاتھی
گھوڑے اور آدمی بہت پانی میں غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور اوجین کی حکومت بکرماجیت کے فرزند کو ارزانی رکھی اور خود دکن

کی بادشاہی پر قانع ہوا اور اہل ہند کہ مراد ہنود سے ہے بکرماجیت کے جلوس سے تاریخ لکھتے ہیں اور اس عرصہ میں کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی چھ سو اکیس سال اسی تاریخ بکرماجیت سے گذرے تھے کہتے ہیں بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک سلطنت اُسکے خاندان میں رہی آخر راجپوتوں نے کہ عبارت کھتری کی لونڈیوں کے فرزندوں سے ہے بادشاہی وارثان ملک کے ہاتھ سے برآوردہ کر لی اور ہر ایک مملکت پر متصرف ہوئے کسواسطے کہ جمیع شاہان کھتری عہد رجہ جیون بلکہ اُس سے بھی پیشتر لونڈیاں رکھتے تھے اور رسم و دستور اہالی ہند کا ہے کہ انکو لونڈیوں سے کام لیکر انکو مطلق العنان کرتے ہیں وہ ہر ایک ایک معشوق بہم پہونچا کر لڑکے جنتی تھیں اور وہ کمال عزت سے پرورش کرتی تھیں اور جو کہ تخت سری خانہ زادوں میں ہوتی ہے آپ کو راجاؤں کے فرزندوں سے جانتے تھے اور لفظ راجپوت دلالت اسی معنی پر رکھتی ہے اور عہد اولاد بکرماجیت میں بہت سے راجپوت ساتھ دولت امارت کے پہونچے اور اپنے ابنا جنس کو کہ عبارت فرزندان کنیزان اور امرا اور سائر الناس کھتری سے ہے تربیت کرتے تھے یہانتک کہ گروہ راجپوتوں کا شمار سے گذرا اور لشکر بادشاہان کھتری کا اکثر راجپوتوں سے ہوا اور پھر طوائف ملوک ہو کر سلطان محمود کے عہد میں فراغت سے زندگی کرتے تھے اور سلطان محمود اور اولاد اسکی جیسا کہ مذکور ہوا بتدریج و مرور راجگان لاہور اور دوسرے راجاؤں اس حدود کو مستاصل کر کے سرہند اور تھانیسر اور قلعہ ہانسی پر متصرف ہوئے اور اندیشہ میں دفع راجہ اجمیر اور دہلی کی فکر میں تھے کہ ناگاہ انکی دولت نے زوال قبول کیا اور وہ دولت سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے متعلقوں کے نصیب ہوئی انھوں نے بہت سے راجاؤں کو مستاصل کیا اور جو کچھ اُن سے باقی رہے دیگر بادشاہان دہلی و گجرات و مندو نے اس جماعت کی بربادی میں تقصیر کی جب نوبت بادشاہی ساتھ اولاد امیر تیمور صاحب قران گورگان کے پہونچی خود ایک بارگی انکو بیخ و بن سے اوکھاڑا اور محتاج نوکری اور کشت و زراعت کا کیا اور ملوک عہد بکرماجیت میں سے جنکا ذکر ہوا ہے اس زمانہ تک کہ سلطنت جہانگیر بادشاہ کی پہونچی ہے کوئی خاندان نہ رہا سوا اس ایک رانا راجپوت کے کہ ظہور اسلام سے پہلے بھی دولت اس خاندان میں تھی اور ابتک باقی ہے لیکن اسوقت میں نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے لشکر نے اس دیار میں پہونچکر اُس خاندان کے اکھاڑنے میں سعی موفور اور جہد بلیغ رکھی اور دہلی شہر نیا ہے جدید سے ہے۔

**ذکر شہر دہلی کی بنا کا** ۔ مشہور ہے کہ ۳۰۷ تین سو سات ہجری میں دادیتہ راجپوت نے کہ طائفہ توران سے ہے اسکو قصبہ اندرپت کے پہلو میں بنا کیا اور چونکہ زمین بہت نرم اور سست تھی کہ میخ بمشکل وہاں مضبوط ٹھہرتی تھی اس لیے اسکا نام دہلی ٹھہرا اور دادیتہ کے بعد آٹھ نفر نے جماعت توران سے وہاں نشان حکومت کو بلند کیا تھا جو مہاراج ادھون بیہ بفضل عمر یک رو ہنگر آنھکو بدت سال سال تک کیا ہے اور بعد زوال دولت توران دہلی کی حکومت طائفہ چوہان میں جو بعد راجپوتوں سے ہے انتقال کی اور اُنمیں چھ شخص نے اس بلدہ میں نشان فرمانروائی کا بلند کیا مانکدیو دیو راج رادول دیوجا ہردیو پسر پتھورا پھر راجہ پتھورا مرکہ سلطان شہاب الدین میں مقتول ہوا اور آخر ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری میں دہلی انکے تصرف سے نکلکر قبضہ دیوان ملوک غور میں آئی مورخین سخندان نے تحقیق احوال ملوک غور میں ایسا غور کیا ہے کہ جس اوقات میں فریدون عالم سر فرازی میں تھا کہ تازی پر غالب ہوا اور ضحاک سے دو بھائی ایک سوری دوسرا سام اسکے ملازم رہے اور ایک مدت کے بعد فریدون سے متوہم ہوگئے اور ساتھ جمعیت اتباع اپنے کے نہاوند کیطرف بھاگ گئے اور اسمقام کو محکم کیا سوری قبیلہ کا سردار ہوا اور سام اُسکا سپہ سالار ہوا سوری نے اپنی دختر سام کے فرزند شجاع نام کو دی اور جب سام مر گیا شجاع بہ حشمت و عیش چچا کی خدمت میں رہنے لگا حاسدوں نے باتیں ناخوش سوری کے گوش زد کر کے اُسکے مزاج کو منحرف کیا یہانتک کہ سوری نے چاہا کہ شجاع سے بیٹی کی طلاق لیکر شجاع کو جلا وطن کرے دختر نے اپنے شوہر کو خبر کی شجاع نے شکوہ سوری سے طبل میں جا کر دس اس سپاہ و حشم قطار اونٹ اور زر قرتمہ ونقود و جواہر و طلا و نقرہ اٹھا کر سبیل تعجیل انکو جبال غور میں

پہونچایا اور وہاں مقام کرکے کما زومیندیش اس سبب سے اُس محل کا نام زومیندیش مشہور رہا اور اس مقام میں بہت سے مضبوط قلعے بنائے اور ایک مدت انکی کشتی سے سپاہ فریدون سے سامنا کیا اور آخر کو خراج اپنی گردن پر رکھکر امان پائی اور ذریت ضحاک کی اس ولایت میں بڑھتی ایک دوسرے کے بعد سردار قبیلہ ہوتا تھا تا بوقت اسلام شنسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد میں تھا اور بدست مبارک آنحضرت کے ایمان لایا اور فرمان حکومت غور کا بخط مبارک شاہ ولایت پناہ کے پایا اور اُسکے نسب کا یوں ذکر کیا ہے کہ شنسب بن حرنیق بن ماہنبق بن کیسی بن وزن بن حسین بن بہرام بن حجش بن حسن بن ابراہیم بن سعد بن اسد بن شداد بن ضحاک اور وہ بسطام بن ہشام بن نریمان بن افریدون بن ہامین بن سفید اسپ بن ضحاک بن شہران بن سند بن سیامک اور دو سام بن نرناش بن ضحاک بادشاہ سورینم کا اور اسی جہت سے یہ وہ طبقہ شاہ شنسبی کے منسوب ہے اور بنی امیہ کے عہد میں تمیع ممالک اسلام میں برسر منابر اہل بیت کو نا سزا کہتے تھے مگر غور والے مرتکب اس امر شنیع کے نہوئے اور فولاد شنسبی ابومسلم مروزی کے خروج کے وقت انکی مدد کو گیا اور اعدا سے اہل بیت کے قتل میں کسیطرح تقصیر کی اور نجی بن نہاران بن درمنش بن ونشان بن پرویز بن شنسب ہم عصر ہارون رشید کا تھا اور سوری بن محمد فرزند زادہ امیر نجی کا صفاریہ کے زمانے میں تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاصر تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت نہیں کرتا تھا سلطان نے ہمیشہ لشکر کھینچکر زندہ گرفتار کیا اور حکومت اس دیار کی اسکے فرزند ابوعلی کے تفویض فرمائی اور جو ابوعلی ابن محمد بن سوری نے ساتھ سلطان کے اظہار بندگی نہ کیا عباس بن شیث بن محمد ابوعلی کے برادر زادہ نے بسبب تعدی کے حکومت پائی اور اسکی شومی ظلم کے سبب سے سات برس غور میں پانی نہ برسا اور آدمی و جانور کسی کے بچہ پیدا نہوا آخر وہ سلطان ابراہیم سے حرب کرکے اسیر ہوا اور محمد بن عباس اسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے کان میں ڈالا اور قطب الدین حسن بن محمد عباس جد سلاطین غوریہ ہوا ایک قلعہ کے محاصرہ کیوقت ایک تیر اُسکی آنکھ میں لگا اسکے صدمہ سے جان بر نہوا اور اُسکا بیٹا سام سلاطین غزنویہ کے تسلط سے ہند کیطرف بھاگ گیا اور تجارت میں مشغول ہوا اور آخر میں حب وطن غالب ہوئی مع اہل و عیال دریا کی راہ سے غور کیطرف متوجہ ہوا ناگاہ باد مخالف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہونے سے تمام اہل کشتی ڈوب گئے مگر عز الدین حسین بن سام نے بمقتضائے الغریق یتشبث بکل حشیش بہم جان سے ہاتھ ایک تختہ کے ٹکڑے پر مارا درمیان اسی حال کے کہ ایک شیر درندہ اُس کشتی میں تھا یہ بھی اسکا مصاحب و ردیف ہوا وہ بھی اُس تختہ کا گوشہ اپنے پنجہ تصرف میں لایا اور رفیق شفیق اُسکا ہوا مصرع

خوشتر دست آورگی دورا کہ … باشد

تین شبانہ روز کے کروٹے دریا پہ بے زاد رہے تھے بہزار خرابی جان کنی کے ساحل مراد سے دوچار ہوئے شیر کنارے کودکر چلا گیا حسین اُسکے خوف سے رہا ہوا اور صبح ہوتے ایک شہر نظر آیا وہاں گیا بطور مسافر ایک گوشہ کاروانسرا میں … ایک جماعت کو توالی رہزنی پھرتی ہوئی آئی اور خفتہ بخت کو … پکڑکر قید کیا حسین نے سات برس کا زمانہ … زندان ستم میں … کاٹا اسکے بعد حاکم شہر کو ایک مرض عارض ہوا تب یوں کی رہائی کا حکم دیا حسین نے بھی نجات پائی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اثنائے راہ میں ایک گروہ رہزنوں کا کہ ہمیشہ غزنین کے اطراف میں رہزنی کرتے تھے اُس سے ملاقی ہوا انھوں نے حسین کو جوان وجیہ اور گران ڈیل اور زبردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس رکھا کتنے دنوں انکی صحبت کو کچھ لوگ سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش میں سرگردان تھے ان پر ظفریاب ہوئے اور سب کو دستگیر کرکے سلطان کے روبرو لیگئے سلطان نے از راہ غضب انکے قتل کا حکم نافذ فرمایا ساعت جلاد حسین کے گردن بیخطا دیکر آنکھوں پر پٹی باندھنے لگا حسین نے آہ سرد دل پردرد سے کھینچی اور آسمان کیطرف نظر کرکے کہا الٰہی میں

خوب جانتا ہون کہ غلطی تو تجھسے نہین ہوسکتی اور میدان تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار وخاشاک سے منزہ اور مبرا ہے کیا سبب کہ مین بیگناہ قتل ہوتا ہون یہ سنکر جلاد نے کہا تو کیونکر بیگناہ ہے حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک رہزنی کی اور بادشاہ سے مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ مین کل شب کو اُنسے ملحق ہوا ہون اور ماجرا اپنا مفصل بیان کیا جلاد کو اُسپر رحم آیا اور اُسکے قتل سے دست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گذارش کی سلطان نے حسین کو طلب کرکے حال پوچھا اُسنے اپنی سرگذشت راست راست عرض کی بادشاہ نے نظر ترحم اسکے حال پر اختلال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اُسکے ناصیہ سے ہویدا دیکھے اُسکی تربیت اور پرورش مین کوشش کی اور اپنے مقربونکے جرگہ مین منسلک کیا اور تھوڑے عرصہ مین امیر حاجب کرکے ایک لڑکی اپنے عزیزون مین سے اُسکے حبالہ نکاح مین دی اور روز بروز درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سریر سلطنت پر سلطان مسعود بن ابراہیم غزنوی متمکن ہوا اور حسین اسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سرفراز ہوا فرد مکن زرنج شکایت کہ در طریق طلب براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید ۔ اور بعضے یون بھی کہتے ہین کہ اعزالدین حسین فرزند رشید قطب الدین حسین کا ہے اور بہر تقدیر اعزالدین حسین کے اُس صحیفہ سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرخندہ اختر پیدا ہوئے ایک اُنمین سے ملک فخرالدین مسعود ملک بامیان ہے دوسرا قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ عین شباب مین اس جہان فانی کو پدرود کر گیا چوتھا ناصرالدین محمد کہ ولایت زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہے اطراف غور مین اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہے پانچوان سیف الدین سوری چھٹا بہاءالدین سام ساتوان علاءالدین حسین اور یہ اعزالدین حسین سلطان سنجر اور سلاطین غزنویہ دونون کی اطاعت کرتا تھا اور جب وہ مرگیا اُسکی اولاد سبعہ کی جنھین ہفت اختر کہتے تھے منفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوگئی ایک ملوک بامیان کہ جنھین ملوک طخارستان اور ملوک ہیاطلہ کہتے ہین اور اُنکی تفصیل کتب مبسوط مین مذکور ہے دوسرے ملوک غور وغزنین کہ اول اُنکا قطب الدین محمد ہے اور ساتھ ملک الجبال کے شہرت رکھتا ہے اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہے جسنے فیروزہ کوہ کو تعمیر کرکے دارالملک بنایا اور شکارگاہ کیواسطے قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار کھنچی اور جابجا قصر ملوکانہ تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور غزنین کے تسخیر کی فکر کی بہرام شاہ اس ارادہ سے مطلع ہوا اسواسطے اُسے غور سے غزنین مین طلب کرکے محبوس کیا اور بعد چند روز کے زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس خاندان سے اول وہ شخص ہے کہ جسنے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین مین تھا اپنے بھائی کے واقعہ سے غمناک ہوکر وہانسے بھاگ کر فیروزہ کوہ کو گیا اور بقصد انتقام لشکر جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مفرور ہوا اور سلطان سیف الدین غزنین مین تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتماد کرکے اپنے بھائی بہاءالدین سام کو مع خیل وحشم غور و فیروزہ کوہ مین بھیجا جب برف ریزی کا زمانہ آگیا اور راستے غور کے برف کی کثرت سے بند ہوگئے یعنی واسطے لشکر غور کو غزنین پہونچنا محال ہوگیا قطعہ

درآمد زمستان وشد تیرہ ماہ * گرفتند ہر یک بہ کنجے پناہ * وزے آمد بیوانگی تا بہار * گسست آب زنجیر در جویبار * بہ قعر زمین رفت باران فرو * حصاری شدہ ماہیان زیر رو * بر آنکس کہ باد مخالف وزید * مثل گرچہ کوہ است در موخزید * برہنہ تنان را ز سر ہوش گم * فرو رفتہ نشتر درون شکم *

بہرام شاہ بسبب درخواست مردم غزنین ہند سے اپنے دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ مذکور ہوا اس ملک کو غوریہ کے ہاتھ سے انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید مجدالدین اُسکے وزیر کو برسوائی تمام قتل کیا اور وہ عداوتین کہ اُس وقت تک مخفی تھین آشکار ہوئین بہاءالدین سام بن اعزالدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد اور شہاب الدین محمد کا والد ہے اُسنے بقصد

انتقام لشکر جمع کیا تھا اس درمیان میں بمرض چیچک گرفتار ہوکر مرگیا پھر علاءالدین حسین جہانسوز نے کہ وہ بھی بیٹا عزالدین حسین بن کا ہے اور اسی کی جہت سے سلاطین غور بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اور اسمقام کو جلا کر خاک سیاہ کیا سوا ے قبر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبور آل سبکتگین کو کھود کر آگ انکی ہڈیوں میں ڈالی پھر سلطنت غزنین سے بعض محال خراسان میں پہونچا جب غور کیطرف مراجعت کی اپنے بھتیجوں غیاث الدین محمد اور معزالدین محمد بن بہاءالدین سام کو بایالت سنجہ تعین کیا چونکہ انکی طبیعت میں سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو کفا نکرتا تھا اسقدر آدمیوں پر رعایت کی کہ اطراف وجوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام انکا بلند ہوا ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاءالدین حسین کے سمع مبارک میں پہونچایا اور وہ متوہم ہوا دونوں کو جرجستان کے قلعہ میں قید کیا اور نہایت غرور سے سلطان سنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے بھیجنے میں اغماض کیا بلکہ بلخ اور ہرات کو اپنے تصرف میں لایا آخر کو سلطان سنجر کے معرکہ میں اسیر ہوا اور چند مدت اسکے اردو میں سرگردان رہا آخر سلطان سنجر نے ترحم کرکے پھر مملکت غور اسے عنایت فرمائی لیکن سنہ ۵۵۱ھ پانچسو اکاون ہجری میں مرگیا اور ملک سیف الدین محمد بن علاءالدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اور اپنے چچیرے بھائیوں سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان معزالدین محمد بن بہاءالدین سام کو قلعہ جرجستان سے رہا کرکے سنجہ کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایکسال وچند سے زیادہ جنگ غزان کیواسطے گیا اور لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بعد چچیرے بھائی کے سلطنت فیروزہ کوہ پر حاکم ہوا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ میں خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف میں لایا اور اس مملکت میں خطبہ اپنے نام پڑھایا اگرچہ سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور سنہ ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری میں وفات پائی

## ذکر سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معزالدین بن بہاءالدین محمد سام بادشاہ دہلی الملقب بہ شہاب الدین غوری

جب سلطان عالیمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور کا بادشاہ ہوا برادر اعیانی اپنے معزالدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا تکیناباد میں کہ بلاد گرمسیر سے ہے چھوڑا اور وہ ہمیشہ تکیناباد سے غزنین پر کہ پھر اولاد سبکتگین کے تصرف میں آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلاد کو زحمت دیتا تھا یہانتک کہ شہور سنہ ۵۶۷ھ پانسو سڑسٹھ ہجری میں سلطان غیاث الدین محمد نے سبقت فرما کر غزنین کو تصرف اور اسے خسرو ملک سے آزاد کیا اور اسے بھی سلطان معزالدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق سنہ ۵۷۲ھ پانسو بہتر ہجری میں لشکر ملتان کیطرف لیگیا اور اسکو مسخر کیا اور وہاں سے باجہ میں گیا راجہ اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ کے دور میں خیمہ وخرگاہ ایستادہ کرکے لوازم محاصرہ میں مشغول ہوا اور جو جانتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے مغلوب اور مسخر کرنا دشوار ہے ایلچی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اسے بہ فریب وکر وعدہ کیا کہ جو تیری سعی سے یہ شہر مفتوح ہووے تجھے اپنے عقد میں لاکر مالکہ جہان بناؤنگا رانی جو کہ حشمت وشوکت سلطان سے ہراسان تھی اور یقین جانتی تھی کہ غلبہ اسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہیں رہی ہے لیکن ایک دختر بلند اختر کمال حسن و لطافت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح میں لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال واسباب خاصہ کی طمع نکرے تو میں راجہ کو ایسا خواب مرگ میں سلاؤں کہ قیامت تک نہ چونکے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت ناپاک نے چند روز میں اپنے شوہر کو ہلاک کرکے شہر کو سپرد کیا بیت اگر زن نکو بودی ورا ے زن ؎ زنان را مزن نام بودے نہ زن

سلطان شہاب الدین نے ایفاے وعدہ کرکے راجہ کی بیٹی کو شرف اسلام سے مشرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غراے
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سلک ازدواج مین لایا اور دونون کو غزنین بھیجا تاکہ آداب روزہ اور نماز کے یاد کرین اور
کلام مجید پڑھین رانی نے اسی عرصہ مین وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متنفر ہوا اعتماد آمیز نکرکے دختر کو بھی نیچے جمال
جان بخش سے کامیاب کیا یہانتک کہ دو برس کے بعد غم وغصہ کھانے سے اسکا بھی انتقال ہوا سلطان نے اوچہ اور ملتان کو علی کرماج
کے حوالہ کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ ۵۷۴ پانسو چوہتر ہجری مین پھر اوچہ اور ملتان مین آیا اور ریگستان کے رستہ سے
گجرات کی عزیمت کی اور راے بھیم دیو جو برم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس ولایت کی رکھتا تھا اسکے مقابل آنکر مقابلہ اور مقاتلہ مین
مشغول ہوا اور جنگ عظیم ومعرکہ شدید کے بعد لشکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت سے
غزنین گیا اور سنہ ۵۷۵ پانسو پچہتر ہجری مین پشاور کی طرف کہ کتب سلف مین سابور بکرام اور پرشور اور فرشور کے مشہور ہے لشکر لیجاکر اس
ناحیت کو تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کی طرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی
مخالفت سے بادشاہی مین استقلال نرکھتا تھا تاب ستیز اور آویزش کی نہ لاکر قلعہ مین متحصن ہوا اور رسل ورسائل کے بعد خسرو ملک نے
اپنے چھوٹے بیٹے کو جو نہایت خردسال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک زنجیر فیل کہ اس سے بہتر اسکی سرکار مین نہ تھا اس کے
پاس بھیجا سلطان معزالدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کرکے مراجعت کی اور دوسرے برس دیول کیطرف کہ ولایت سند سے ہے
لشکر لیگیا تمام بلاد سواحل بحر کو اپنے ضبط مین لایا اور سالماً غانماً بازگشت کی اور سنہ ۵۸۰ پانسو اسی ہجری مین دوسرے بار لاہور مین
آیا خسرو ملک پھر متحصن ہوا اور سلطان معزالدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت اور تاراج کیا اور قلعہ سیالکوٹ کو جو درمیان آب راوی
اور آب چناب کے ہے بنا کیا اور حسین خرمیل کو وہانکا حاکم کیا اور سامان قلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے فرصت پاکر
گکھران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سیالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہان بسر لیگیا بغیر اسکی فتح
کے معاودت کی اور سلطان معزالدین محمد اس سبب سے طیش مین آیا اس مرتبہ لشکر جرار وخونخوار لیکر سنہ ۵۸۲ پانسو بیاسی
ہجری مین پھر لاہور مین آیا خسرو ملک نے تحصن ڈھونڈھا اور چند روز تلاش کرکے آخر الامر از روے عجز سلطان شہاب الدین
کی ملاقات کیواسطے دوڑا اور اسے شہر مین لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو علی کرماج کے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود
غزنین کی طرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اسکے بیٹے ملکشاہ اور اقربا واعزہ کو کوہ فیروزہ مین اپنے بھائی سلطان غیاث الدین
محمد کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھین قلعہ غرجستان مین محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کرکے سب کو
قتل کیا اس سلسلہ سے ایک اثر باقی نچھوڑا اور سنہ ۵۸۷ پانسو ستاسی ہجری مین غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تبرہندہ
کو کہ اس زمانہ مین بقبضہ راجگان عظیم الشان تھا راے اجمیر کے تصرف سے برلایا اور ملک ضیاء الدین تولکی کو مع ایک ہزار اور
دو سو سوار کے ہمراہ ایک چیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ مین چھوڑکر مراجعت کیا چاہتا تھا کہ خبر پہونچی کہ پتھو راے والی اجمیر اپنے
بھائی کھانڈے راے والی دہلی سے اتفاق کرکے مع چند راجہاے راجپوت اور دو لاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ
لیکر بقصد انتزاع واسترداد قلعہ تبرہندہ بسبیل استعجال متوجہ ہے سلطان شہاب الدین نے فسخ عزیمت مراجعت کرکے اسکے
مقابلہ کو پیش قدمی کی اور موضع تراین جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانیسر سے سات کوس ہے اور اب بسانقہ تیراوڑی کے شہرت
رکھتا ہے اور دہلی سے چالیس کوس کی مسافت ہے مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا میمنہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین کی
متفرق ہوئی اور قلب مین بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک نے مقربان سے عرض کی کہ امراے میمنہ اور میسرہ نے جو افغانان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پاے ثبات زمین کین سے متزلزل کرکے راہ فرار نا پی اور امراے افغان و خلج کہ مقدمۃ الجیش تھے اور ہمیشہ لاف مردی و مردانگی مارتے تھے معرکہ مین اُنکا نشان پیدا نہین اگرچہ اس وقت عنان مراجعت لاہور کی طرف معطوف فرماوین مناسب دکھلائی دیتا ہے سلطان کو یہ بات موافق طبع نہ آئی شمشیر میان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق سے سپاہ دشمن پر حملہ کرکے حرب وضرب آغاز کی ابیات بر آن تن کہ زد خنجر سخت کوش ٭ برآمد سرش پاے کوبان دوش ٭ ہر سو کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ چنانچہ ہر دوست و دشمن اُسکی میدان داری اور خنجر گذاری پر آفرین کرکے مراسم تحسین بجا لایا ناگاہ کھنڈے راے سپہ سالار دہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کوہ تمثیل کہ جسپر سوار تھا سلطان کی طرف دوڑایا سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھہ مین لیکر اُسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضرب اُسکے دہن مین ماری کہ کئی دانت اُس کے شکستہ ہوکر گر پڑے کھنڈے راے نے بھی کمال تہور اور جلادت کرکے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پہونچایا کہ قریب تھا کہ خانہ زین سے جدا ہو ناگاہ ایک خلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان کے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کرکے رزمگاہ سے نکالکر لشکر اسلام مین کہ اُنھون نے بھاگکر بیس کوس پر دم لیا تھا بخیر و عافیت پہونچایا اور شور و واویلا کہ شکست لشکر اسلام اور سلطان کے گم ہونے کا لشکر والون مین برپا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین ممالک ہند مردم معتمد کے سپرد کرکے غور کیطرف روانہ ہوا اور افغانون سے اُس وقت مصلحتاً کچھہ نہ کہا اور امراے غور و خلج و خراسان کو معاتب و مواخذ کیا اور توبڑے پُراز جو انکی گردن مین لٹکائے اور شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ توبڑہ مین ہے نہ کھاے اسکا سر تن سے جدا کرو بارون نے جان کے خوف سے جو نوش جان کیے اور سلامتی کو بہترین امور سمجھے اور زین المآثر کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان شہاب الدین زخم کھایا اور ضعف اُسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا لیسبب عدم معرفت اُسکے کسی نے نجانا کہ کون شخص ہے اُسکی طرف کوئی متوجہ نہوا اور شب نے پردۂ ظلمانی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گذرا ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان کے در پے تفحص ہوئی اور معرکہ مین آنکر درمیان مقتولون کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلامون کی پہچانکر انھین اپنے حال سے مطلع کیا غلامون نے اُسکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اُسے باری باری کاندھے پر چڑھاکر تمام شب قطع مسافت مین مصروف رہے علی الصباح اپنے ہمراہیون سے جا ملے اور بادشاہ کو محفہ مین سوار کیا اور اُسی حال مین راے پتھورا آیا اور قلعہ تبرہندہ کو کہ ضیاء الدین تولکی وہان تھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان غیاث الدین سے رخصت لیکر غزنین کیطرف خرامان ہوا اور بقصد انتقام خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا اور تھوڑے عرصہ مین سپاہ جرار خونخوار بہم پہونچا دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک اور افغان کہ انمین اکثر کلاہ مکلل بجواہر سر پر اور جوشن مجلی بسیم و زر زیب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے جب رایات نصرت آیات بلدہ پشاور مین پہونچا ایک پیران غور سے جو گستاخ تھا سر عجز زمین انکسار پر رکھکر التماس کی کہ کچھہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ سلطان کہان جاتا ہے اور ارادہ کیا ہے سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ اے شخص دیکھین جان کہ جس وقت سے مین نے ہند کے راجاؤن سے شکست کھائی ہے اپنی ہمخوابہ کے ساتھہ عیش و عشرت کے فرش پر استراحت نہ کی اور پوشاک کہ پہنے ہوئی تھی نہ بدلی یہ سال مین نے حزن و ملال مین بسر کیا ہے اور امراے غور و خلج و خراسان باوجود قدیم الخدمتی کے مجھے معرکہ اعدا مین چھوڑکر مفرور ہوئے مین نے اُنکے دربار مین آنے کی ممانعت قدغن کی سلام کا تو کیا ذکر آجتک اُنکا منہہ نہ دیکھا اب لطف ایزدی پر اعتماد کرکے بقصد انتقام ہند کیطرف متوجہ ہوا ہون اور امراے قدیم جو عہد سے

اس عہد تک پروردۂ نعمت اس خاندان کے ہین اُنسے چشم داشت خدمت کی نہین رکھتا پیر غوری اس حکایت کے سنتے ہی زمین
خدمت کو بوسہ دیکر عرض گذار ہوا فتح و ظفر ہمراہ رکاب لازمان شاہ ہو جیو انشاء اللہ تعالیٰ ابکی مرتبہ تیرے اوپر جان نثار ایسی
جانسپاری اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فروگذاشت سابق ہو جاوے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار
ہون کہ سلطان رقم عفو اُنکے جرائم پر کھینچکر مجرے کا حکم نافذ فرماوے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ نوازش کرے تو اپنے کیے
ہوئے سے نادم ہون اور سیئات اپنے ساتھ حسنات کے مبدل کرین سلطان کو تقریر دلپذیر پیر کی پسند آئی تمام امراکو اپنے دربار
مین بلایا اور جشن عظیم کرکے ہر ایک کو اُنمین سے علی قدر مراتب اور تفاوت مدارج خلعت اور تکمہ کمر اور خنجر مرصع سے سرفراز کیا
اور انکی خجالت دفع کرکے جہاد کے بارہ مین بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اُس موضع سے کوچ کرکے اعلام نصرت نشان
ملتان کی طرف روانہ کیے اور اُس حدود کے امرا کو جنھون نے سلطان کی غیبت مین دولتخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبہ لاہور نے
سلوک پسندیدہ و خاطر خواہ کرکے جو اس طرف کے راجاؤن کو شر سے مانع ہوئے تھے پایہ انکی دولت کا بھی بلند کیا اور دلونکی
کشش مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراپردہ سلطان لاہور مین برپا ہوتے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو اعیان
ملک اور مشاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کیطرف بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ مین ترغیب تحریص کی پتھورا نے جواب
سخت دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤن سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہے کہ اُس نے تین لاکھ سوار
راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیر غران کیطرح قدم جرأت
کا اُنکی طرف بڑھایا اور سنہ پانسو اٹھاسی ہجری مین پھر لشکر کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونون لشکر نے آب سرستی
کے کنارے ڈیرہ کیا راجہ ایسے راجپوت کہ ڈیڑھ سو تھے سب نے شجاعت کا قشقہ (تیلکا ١٢) اپنی پیشانی پر کھینچکر اپنے قاعدہ و روش
سے قسمین غلیظ اور شدید کھائین اور رقم ہزیمت کی صفحۂ خاطر سے محو کی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نہ کرین
کارزار سے دست بردار نہون اور جو کہ جنگ سابق مین شریک ہوئے تھے نہایت نخوت اور غرور سے نامہ تہدید و تخویف
تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ شدت و حدت جاری سپاہ بیکران کی تجھے معلوم ہو گی کہ تواتر و توالی روز بروز لشکر اقصاے
بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہے اگر تو رحم اپنی ذات پر نہین کرتا بارے اس جماعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہے رحم کر اور
اپنے آنے سے خجل ہو کر علم مراجعت بلند کر کہ ہمین اپنے دیوتا اور بتون کی سوگند ہے کہ ہم تمھارا پیچھا نکرینگے اور کسی طرح کا
تعرض اور مزاحمت نہ پہونچاوینگے اور جو یہ امر تمھین منظور نہین تو ہمارا سامنا کرو کہ فیلان صف شکن تین ہزار سے
زیادہ ہین اور پیادہ توپچی اور تیر انداز کہ حساب سے افزون ہین مع لشکر کہ درمیان وہم کے نسماوے کل تمھارے اُردو پر تاخت
لاوینگے اور حریف کو عرصۂ گیرودار مین فیل مات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اُسکے درجواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ پیغام
دیا نہایت مروت اور شفقت ہے لیکن سب کو معلوم ہے کہ لشکر کشی مین اس دیار کے مجھے اختیار نہین ہے اپنے بھائی کے حکم سے
اس حدود مین آیا ہون اور ساتھ مشقت اور محنت کے قرین ہوا ہون اسقدر مجھے مہلت اور فرصت دو کہ کسی مرد سخندان
اور دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت تمھاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کرون اور رخصت حاصل کرکے تمسے صلح
کرون کہ سرہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف مین رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قابض ہو کفار کے
سردارون نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سراغ پایا خواب غفلت مین سوئے اور سلطان شہاب الدین اُسی شب کو مہیاے
جدال و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ تقاضاے حاجت اور منھ ہاتھ دھونے کو دائرہ سے باہر گئے تھے

صفوف حرب آراستہ کرکے کمال مردانگی و شوکت سے میدان میں آیا کفار ہر چند سراسیمہ ہوئے لیکن جو کہ موجود تھے ہر نوع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت رکھ کر بقدر حال آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل ہند کی بہادری اور جوانمردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار غول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کریں یعنی جسوقت فیلان جنگی اور سواران ہندی حملہ آور ہوں الحرب خدعۃ کے موافق پشت ہزیمت انھیں دکھا کر پائے ثبات متزلزل کریں اور جب وہ فرار کا گمان کرکے تعاقب کریں پلٹ کر تیغ یمانی سے سرافشانی اور تیر سندان گذار سے اُن نابکاروں کے بدنوں کو بار سر سے سبک کریں الغرض پہر دن چڑھے سے نماز عصر کے وقت تک طرفین سے تنور حرب گرم رہا اسوقت شہاب الدین نے خود توکل کا زیب سر اور زرہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سوار نے شمشیر ہائے بران کفار کے قتل کیواسطے میان سے لیں اور سنانہائے جانستان گھوڑوں کی کنوتیوں پر راست کیں اور شیر غران کی طرح نعرۂ تکبیر بلند کرکے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کی زمین کے خون سے رنگین کرکے طرفۃ العین میں صفوف اعدا میں تزلزل ڈالا اس درمیان میں خر فیل اور دوسرے اور انکے یکبارگی چاروں طرف سے حملہ کرکے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھانڈے راے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ مغلوبہ میں مارے گئے اور پتھورا حدود سرستی میں گرفتار ہوا اور سلطان کے حکم سے قتل ہوا اغنائم کثیر غازیوں کے ہاتھ آئی قلعہ سرستی اور ہانسی اور سمانہ اور کہرام وغیرہ مفتوح ہوئے اُسوقت سلطان شہاب الدین نے اجمیر کیطرف عنان توجہ معطوف فرمائی اس حدود کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار میں لایا اور ہندی بہت سے کہ تھے انکے قتل نہیں کیا اور صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی گفتگو درمیان میں لایا اور اجمیر کو پسر پتھورا کے تفویض کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا جب وہاں کا راجہ از راہ عجز و زاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام اور برگزیدہ اسکا تھا قصبۂ کہرام میں کہ شہر کوس دہلی سے ہے چھوڑا اور کوہ پاے سوالک کہ ہندوستان کے شمال میں واقع ہیں غارت و تاراج کرکے غزنین کی طرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایبک اسی سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فتح کرکے پتھورا اور کھنڈے راے کے عزیزوں کے تصرف سے نکالا اور سنہ ۵۸۹ پانسو نواسی ہجری میں قلعہ کول کو بھی مسخر کیا اور دہلی کو دار الملک کرکے وہاں سکونت کی اور اسکے اطراف و اکناف میں انتظام واقعی کرکے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے بعزیمت ہندوستان کی اور بلدۂ قنوج کی طرف متوجہ ہوا اور راے جے چند جو قنوج اور بنارس کا والی تھا اور تین سو کئی فیل کوہ پیکر رکھتا تھا اُسنے سبقت کی اور قصبۂ چندوار اور اٹاوہ کی نواح میں آیا اور ملک قطب الدین ایبک سے کہ مقدمۃ الجیش تھا محاربہ کرکے شکست پائی اور سلطان اقبال کو بھی برباد کیا سلطان حصار آسنی میں کہ راے جے چند کا مخزن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر وہاں سے بنارس گیا اور قریب ایک ہزار بتخانہ میں مومنوں کا مسکن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سیر کیواسطے توجہ فرمائی اور بعدہ اس ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے متوجہ غزنین کیطرف روانہ ہوا اور انھیں دنوں میں پتھورا کے عزیزوں میں سے ایک شخص کہ ہیمراج نام رکھتا تھا پسر پتھورا پر خروج کرکے اجمیر اُسکے قبضہ سے نکالا اور ملک قطب الدین ایبک سے بھی مقام مخالفت میں آیا چنانچہ سنہ ۵۹۱ پانسو اکانوے ہجری میں اسطرف لشکر لیگیا اور ہیمراج نے بھی لشکر فراہم کیا اور باہم مصاف ہو کر مارا گیا اجمیر پھر قبضۂ مسلمانوں کے زیر حکومت ہوا اور انھیں دنوں میں ملک قطب الدین ایبک لشکر نہروالہ گجرات کی طرف لیگیا انتقام سلطان کا راے بھیم دیو سے جو وہاں کا والی تھا لیا اور غنائم وافر اُسسے دستیاب ہوئی اور فرمان کے موافق غزنین کی طرف جاکر دہلی کو مراجعت کی اور سنہ ۵۹۲ پانسو بانوے ہجری میں سلطان شہاب الدین نے دوبارہ سفر ہند کی ہوس ہوئی غزنین سے روانہ ہو کر قلعہ تھنگر کو کہ اُسوقت ساتھ بیانہ کے شہرت رکھتا تھا فتح کیا اور وہاں کی

سرداری بہاء الدین طغرل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کر کے خود دارالملک غزنین کیطرف معاودت کی اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایبک سے حوالی اجمیر کے راجپوتوں سے جنگ واقع ہوئی شکست فاش نے اُسے منہ دکھایا اور سنہ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری میں ملک قطب الدین ایبک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور اسیطرح سے قلعہ کالپی اور کالنجر اور بداؤن سنہ ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری میں سر ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد طوس و سرخس میں تھا کہ خبر وفات اسکے بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ متمکن بہ تخت شاہی تھا پہونچی وہاں سے بادغیس کیطرف متوجہ ہوا اور اُس مقام میں شرائط عزا بجا لایا اور ممالک خراسان کو اس سال سانحہ آل سام کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزکوہ اور غور اپنے چچیرے بھائی ملک ضیاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بست و فراہ اور اسفزائن سلطان محمود بن غیاث الدین محمد کو ارزانی فرمایا اور حکومت ہرات اور اُسکے توابع کی اپنے خواہرزادہ ناصر الدین محمد پر مسلم رکھی اور بہ نفس نفیس بادغیس سے پلٹ کر غزنین میں آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہانداری اپنے زیب سر کر کے تخت بلند پایہ پر متمکن ہوا اور اُن روزوں خبر شہادت محمد جیر بیگ حاکم مرو کی سنکر باستعداد تمام سنہ ۶۰۰ھ چھ سو ہجری میں خوارزم کے عزم تسخیر میں گیا خوارزم شاہ تاب مقاومت نہ لایا قلعہ خوارزم میں متحصن ہوا جب سلطان خوارزم میں پہونچا اس نہر کے کنارہ جو جیحون سے شرقی خوارزم اور خلج کے طرف کھودی ہے فروکش ہوا اور بعد چند روز کے لڑائیاں واقع ہوئیں کئی امرائے غور رتبہ شہادت کو پہونچے اس درمیان میں خبر پہونچی کہ قرابیگ سپہ سالار کورخان بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی کمک کو آتے ہیں یہ خبر سنتے ہی ایسا خوف سلطان پر مستولی ہوا کہ احمال و اثقال زیادتی کو آگ دیکر خراسان کی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ نے پیچھا کیا سلطان شہاب الدین محمد پلٹ کر حرب میں مشغول ہوا اور شکست کھا کر خزانہ اور ہاتھی گھوڑے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ لشکر قرابیگ خطائی اور سلطان عثمان سد راہ ہوئے سلطان بہزار مشقت اندخود میں پہونچا اور دونوں لشکر کے درمیان محاربہ عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ میں داد مردی و مردانگی دی باوصف اس کے کہ سو سوار ہمراہ اُسکے رہے تھے حرب میں مشغول رہا جب تاب مقاومت نہ رہی قلعہ اندخود میں متحصن ہوا آخر کو سلطان نے عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور قلعہ دیکر بحال پریشان عازم مراجعت ہوا جس وقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایبک ناپاک جو اُسکے مقربوں سے تھا معرکہ سے باہر جا کر گمان نے کیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا اسواسطے سلطنت سندھ اور اُس نواح کو اپنا مرکوز خاطر کر کے بہ تعجیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیرداد حسن کے ساتھ مکر کا شیوہ شروع کر کے یہ بات کہی سلطان کا فرمان صادر ہوا ہے مجھے تم سے کچھ خلوت میں کہنا ہے اور ہماری احوال جو کچھ تازہ حادثہ ہوا ہے درمیان میں لانا ہے امیرداد حسن بے تامل اُسکے محل میں داخل ہوا ایبک ناپاک نے اسی خلوت میں باکر ادھر اُدھر کا تذکرہ کیا اسی درمیان میں ایک غلام ترکی کو کہ اُسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اُسنے بے ملاحظہ خنجر غدر میان ظلم سے نکالکر امیرداد حسن کا سر غرور گردن تا زمین سے جدا کیا اور شہر میں یہ شہرت دی کہ میں سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہوں اور فرمان جعلی تحریر کر کے شہر قبۃ الاسلام ملتان پر بے مشقت و منازعت متصرف ہوا اور سردار کھکران کوہ جود وغیرہ نے جو سرکہ نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے کا یقین کر کے داعیہ سلطنت کیا اور تسخیر حصار لاہور پیش نہاد ہمت کر کے مابین آب جہلم اور سودرہ کے آتش فساد مشتعل کی اور سلطان جب قلعہ اندخود سے غزنین میں پہونچا اُسکا غلام ایلدگز قلعہ میں راہ نہ دیکر جنگ پر آمادہ ہوا چونکہ سلطان کو تاب مقاومت نہ تھی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایبک ناپاک نے جب سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا سلطان نے

اُس سے جنگ کرکے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحد ہائے ہند کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے
ایلدگز کی خطا معاف فرمائی اور غزنین مین آیا اور انھیں دنون مین خوارزم شاہ کا بھی ایلچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع
ہوئی پھر بقصد جہاد کفار کھکران ہند کی طرف خروج کیا ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت مین پہونچا کھکران کو
مالش دی اور لاہور مین جاکر قطب الدین ایبک کو دہلی کی طرف رخصت فرمائی اور جن دنون مین کہ سلطان شہاب الدین
بلدۂ لاہور مین اقامت رکھتا تھا کھکران نے کہ ولایت انکی آب نیلاب کے کنارہ سے امن کوہ سوالک تک ہے مسلمانون کی ایذا
اور اہانت پر کمر باندھی تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ اقسام شکنجہ کے آزار پہونچاتے تھے خصوصاً اُن مسلمانون کو جو سلطان کی
طرف سے بلدہ پیشاور اور اُس نواح مین رہتے تھے ہمیشہ محنت اور تشویش کے باعث پنجاب کیطرف فراغت سے آمد و شد نکرسکتے تھے کھکران
کا کچھ دین اور ملت نہ تھا اور ایسے بیحیا تھے کہ جس وقت اُنکے یہان بیٹی پیدا ہوتی تھی اپنے دروازہ پر لڑکی کو لیکر فریاد کرتے تھے کہ آیا
کوئی شخص ہے کہ اس دختر کو اپنی زوجیت مین قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اُسے دیتے تھے و الا اُسی ساعت اُس لڑکی کو
بتیغ ظلم سے ہلاک کرتے تھے اور اُنکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اُس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان
دروازہ پر چھوڑ جاتا تھا کہ اگر دوسرا شوہر آوے وہ نشانی دیکھکر پلٹ جاوے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانون کی عقوبت
ثواب جانتی تھی یہانتک کہ آخر ایام سلطان شہاب الدین مین ایک مسلمان انکے دست ظلم مین گرفتار ہوا اور طرح وضع ارباب اسلام کی
کسی تقریب سے بیان کی اس طائفہ کے سردار کو مسلمانون کا شعار پسند آیا اور محظوظ ہوکر کہا اگر مین سلطان شہاب الدین کی
خدمت مین جاکر قلادۂ اسلام گردن مین ڈالون میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا مین ذمہ دار ہون کہ رعایت
شاہانہ کرکے پھر حکومت اس کوہستان کی تجھے عنایت فرماوے چنانچہ اس مسلمان نے عریضہ مشتمل اس ماجرے کا ساتھ عرضداشت
رئیس کھکران کے سلطان شہاب الدین کے حضور مین ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور دیگر سند مرصع اُس رئیس
کیواسطے ارسال فرمایا من بعد وہ سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہوکر شرف اسلام سے مشرف
ہوا اور دربار سے فرامین حکومت اُس کوہستان کی لیکر آیا اور اکثر کھکرون کو مسلمان کیا اکثر انہین کے نادر لوگ جو دور دشت
کے باشندے تھے ساتھ شرف اسلام کے فائز ہوئے اور اسی سال کفار تیراہیہ کو کہ کوہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان رہتے تھے
اور قتل ارباب اسلام کو موجب دخول جنت جانتے تھے بعضون کو بلطف و خلق اور بعضون کو بقہر و سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ
وسلم مین درلایا اور قریب تین چار لاکھ کفار زنار دار کو اس یورش مین جنیو توڑکر انکی گردن مین طوق ایمان الا اور اسوقت تک کہ تاریخ ہجری
ایک ہزار اٹھارہ ہے دونون قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہین تغیر انکے اعتقاد مین راہ نپائی اس کے بعد کہ خاطر اشرف
شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سولھوین رجب سنہ چھ سو دو ہجری مین بلدۂ لاہور سے غزنین کیطرف متوجہ
ہوا اور فرمان باسم بہاء الدین سلم والی بامیان کے اصدار پایا کہ خاطر ہمایون بدولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ
ہوئی ہے لازم کہ بہ فور وصول فرمان اُس حدود مین لشکر کو فراہم کرکے ساحل آب جیحون پر نزول کرے اور پل تیار رکھے تا
سپاہ اسلام عبور کے وقت آزار نہ کھینچے اور جب سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آب نیلاب کے کنارہ پر پہونچا چنانچہ
اس منزل مین کہ رہتک کے نام سے اشتہار رکھتی تھی اور دہو فتنا ر اُن چند روز مین بیس نفر کفار کھکران کہ اکثر اُنکے عزیز و اقارب
اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ مین مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سوگند سلطان شہاب الدین کے قتل مین
ہوئے تھے اور تدبیرین کرکے قابو ڈھونڈھتے تھے کہ ایکبوقت کہ فراش بستر بیرونہ اتارنے لگے خرگاہ خاص سلطا بالدین اور

سفینہ اور مسکن اسکا کماحقہٗ خاطر مین لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک کھکرون مین سے پیشقدمی کر کے سلطان کے دربانون کو چھری مار کر بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگار سلطان کے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پا کر ایک شقہ سراپردہ کا چھری سے کاٹا اور مع چھری و خنجر ہاے برہنہ کے خیمۂ سلطانی مین داخل ہوئے اسوقت تین غلام ترک خدمت گذار کہ حاضر تھے کمال حیرت سے مثل چوب خشک بحس و حرکت رہ گئے اور کھکرون نے خاطر جمعی سے حالت نوم مین اُس شاہ عالیجاہ کے بائیس چھریان مار کر درجۂ شہادت مین فائز کیا قطعہ شہادت ملک بحر و بر معز الدین ؛ کز ابتداے جہان مثل او نیامد یک ؛ سوم ز غرۂ شعبان بسال ششصد و دو ؛ فتاد در رہ غزنین بمنزل دمیک ؛ سلطنت اسکی ابتداے حکومت غزنین سے آخر عمر تک بتیس سال اور چند مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہین وزیر اسکا خواجہ مؤید الملک بن خواجہ محمد سجستانی تھا بعضے کہ ان غدار کو گرفتار کر کے بسیاست غیر مکرر یعنی انواع عقوبت سے قتل کیا اور امرا اور افسران سپاہ کو متفق کر کے تماشا ترتیب کیا اور خزانہ کی محافظت مین کہ چار ہزار اونٹ پر لدا تھا اُنسے قسم اور سوگند لی اور غلام سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاراج کرین تہدید اور تخویف سے انھین بھی مانع ہوا اور جنازہ اُس شاہ عالیجاہ کا اُٹھا کر حشمت و شوکت تمام غزنین کیطرف لیگیا لیکن خاطر خواجہ مؤید الملک اور امراے ترک کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمود کے تھی اور امراے غور کہ سر مین خیال سلطنت بہاء الدین سام کا رکھتے تھے اس سبب سے جب حوالی فرسادرین پہونچے بین الفریقین مخالفت تمام ظہور مین آئی خواجہ مؤید الملک اس راستہ سے کہ کرمان بہت نزدیک تھا جانا چاہتا تھا اسواسطے کہ تاج الدین ایلدگر کہ ایک غلامان سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے نہایت اخلاص اور ارتباط رکھتا تھا اسمقام مین تھا اور امراے غور ارادہ رکھتے تھے کہ ایسی راہ سے چلین کہ بامیان سے بہت نزدیک ہووے تا خزانہ بہاء الدین سام کو واصل کرین اور اس مقدمہ مین قریب تھا کہ تلوار آپسمین چلے اور کام ضائع ہو خواجہ مؤید الملک نے امراے غور کے روبرو جا کر ملائمت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطر نشان کی کہ مناسب یہہ ہے کہ شیوران اور کرمان کے راستہ سے غزنین کیطرف متوجہ ہونا چاہیے غرضکہ قبائل افغانان اور کفار تیراہ سے زحمت بہت کھینچکر جب کرمان کی نواح مین پہنچے تاج الدین ایلدگر محفہ سلطان کے استقبال کیواسطے برآمد ہوا جونہین اُسکی نظر محفہ پر پڑی گھوڑے سے اُتر کر زمین ادب کو بوسہ دیا اور اسکے بعد پردہ محفہ کا اُٹھایا جب کالبد سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے اور پیراہن تن سے پھاڑ کر گریہ و زاری آغاز کی اور ماتم تازہ کیا القصہ تاریخ بائیسوین شہر شعبان محفہ سلطان شہاب الدین کا غزنین مین پہونچایا اور اس حظیرہ مین کہ جو اپنی دختر کیواسطے تیار کیا تھا مدفون کیا کہتے ہین غزنین مین خزانہ بہت زر اور نقرہ اور جواہر سے کہ جس سے باقی سارا از انجملہ پانسومن الماس جواہر نفیسہ سے اُسکے جواہر خانہ مین موجود تھا اور دوسرے نقود اور اموال کو اس سے قیاس کرسکتے ہین نو مرتبہ سفر ہندوستان کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی پھر کامیاب ہوا بادشاہ عادل اور خدا ترس اور مشفق خلائق تھا اور علما اور صلحا کی عزت و تکریم کرتا تھا

## ذکر رواج دہندۂ بخشش لک سلطان قطب الدین ایبک مشہور بہ لک بخش

سلطان قطب الدین ایبک اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مین موصوف تھا روش بندہ پروری اور رفیع جہانداری خوب جانتا تھا اور لوازم لشکر کشی و دشمن کشی مین جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور صغر سنی مین اُس جناب کو ایک تاجر ترکستان سے نیشاپور لیگیا قاضی فخر الدین ابن عبد العزیز کوفی کے ہاتھ جو فرزندان امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ سے تھا بیچا چونکہ دست قدرت نے بقلم عنایت رقم سعادت کی اُسکے ناصیۂ احوال پر کھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت مین مکتب مین جا کر تھوڑے عرصہ مین قرآن پڑھا اور خط سواد بہم پہونچایا اور آداب و کمالات کے تحصیل مین نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونے کے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزندوں نے بقیمت گران خرید کیا اور بطریق تحفہ سلطان معزالدین ملقب بہ شہاب الدین غوری کے پاس
لایا سلطان نے اُسے اُن تاجروں سے بقیمت افزون خرید کیا چونکہ اُسکی انگشت خنصر شکستہ تھی اسواسطے اُسے ایبک کہتے تھے
اور خدمت سلطان میں از روے شعور و اخلاص مصروف رہتا تھا حتے کہ چند عرصہ میں قرب و اختصاص تمام حاصل کیا لکھا ہے کہ
ایک شب کو سلطان معزالدین ایک بزم آراستہ کر کے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم میں تمام نزدیکیوں
اور مخصوصوں کو اپنے انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایبک کو بھی بمزید انعام اختصاص بخشا جب مجلس نے انصرام
و اختتام پایا سلطان قطب الدین ایبک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب فراشوں اور اہل خدمت کو قسمت کیا صبح کو جب یہ خبر
سلطان کو پہونچی یہ حرکت اُسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبۂ امارت میں پہونچایا اور ساتھ خدمت حضوری کے تخت کے آگے سرفراز
ہوا اور ہمیشہ مرتبہ اُسکا ترقی پر تھا یہانتک کہ ساتھ شغل امیر آخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزوں میں سلاطین غور اور غزنین اور
بامیان سلطان شاہ خوارزمی کے دفع کیواسطے خراسان کی طرف لشکرکش ہوئے سلطان قطب الدین ایبک ہمراہ زوار واسطے طلب علف کے
صحرا جاتا تھا ایکروز حدود آب مرو یعنی آب مرغاب پر افواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایبک نے داد جوانمردی و بہادری
کی دی چونکہ جمعیت کم تھی فوج غنیم میں گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پنجرۂ آہنی
میں قید کیا جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین
ایبک کو سلطان معزالدین کے ملازم مع تختہ بند آہن شتر پر بٹھا کر سلطان کی ملازمت میں لائے سلطان نے اُسے باعزاز تمام خلعت
ہاے فاخرہ اور انعامات مرحمت فرمایا اُسکے بعد سلطان نے سنہ ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی ہجری میں راے پتھورا دہلی سے انتقام لیا کہرام
اور سمانہ اور دیگر ممالک پر اُسے مقرر کر کے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایبک نے جیسا کہ چاہیے اُس
منصب جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس نواح کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبضۂ تصرف میں لایا اور دہلی کیطرف
لشکرکشی کر کے محاصرہ کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی تو راجپوتوں نے اطراف و جوانب سے آنکر صفوف آراستہ کیں چنانچہ
سپاہ طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون معرکہ جدال میں ندی کیطرح جاری ہوا راجپوتوں نے منہزم ہو کر شہر میں دم لیا جب کام
انپر تنگ ہوا اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایبک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۸۹ھ
پانسو نواسی ہجری میں جتھوان جو راے پتھورا کے متعلقوں سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب آیا حاکم وہاں کا
نصرت الدین سالار متحصن ہوا اور یہ خبر دہلی میں پہونچی سلطان قطب الدین ایبک بہ تعجیل تمام اُسکی طرف متوجہ ہوا جتھوان
بھاگ کر نہر والہ گجرات کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے سنہ ۵۹۰ھ پانسو نوے ہجری میں دریا عبور کر کے قلعہ
کول کو بزور شمشیر لیا اور ایک ہزار گھوڑے راہوار اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور اُن دنوں میں جب خبر توجہ سلطان معزالدین
بقصد تسخیر قنوج و بنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کول سے پیشوائی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد
سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے مغرق پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ
دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیعہ ہو کر اُسکی سواری کے آگے روان ہوا اور افواج راے
بنارس کو جو سدراہ ہوئی سب کو اُٹھا دیا آخر کو جے چند راے بنارس خود قطب الدین ایبک کے مقابلہ کو میدان میں آیا اور عین
گرمی اور ہنگامہ کارزار میں ایک تیر جانستان جے چند راے کے حدقۂ چشم میں در آیا فیل کے حوضہ سے خاک مذلت پر گرا مرغ روح
اسکا قفس تن سے پرواز کر گیا اور لشکر راجپوتوں کا متفرق ہوا کسی شخص کو اُسکے قتل ہونیکی اطلاع نتھی آخر الامر اُس علامت سے

کر داخت اُسکے ضعف پیری کے سبب سنجھا سے طلائی سے مستحکم کیے تھے لاش اُسکی مقتولوں کے درمیان سے اُٹھا لیگئے اُسکے بعد سلطان شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس میں داخل ہوا اور اُس دیار کو تا بلاد بنگالہ پے سپر کیا اور تخمیناً ایکہزار بت توڑے اور چار ہزار اونٹ نفائس اور جواہر اور زر و اقمشہ وغیرہ سے لادے اور قلعہ کول حسام الدین اوغلبک کے سپرد کرکے مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہیں جب فیلان بنارس بروز بار عالم سلطان کی نظر سے گذرے تو تمام ہاتھیوں نے فیلبانوں کے اشارے سے سلطان کو سلام کیا مگر فیل سفید کو ہرچند فیلبان نے سعی کی اُسنے سلام پر اقدام نہ کیا اور بقدر شرارت و شوخی کی کہ نزدیک تھا فیلبان کو ہلاک کرے سلطان نے فیل سفید کے سوا سب ہاتھی سلطان قطب الدین ایبک کو ارزانی رکھے اسکے بعد چند منزل غزنین کیطرف روانہ ہوا فیل سفید کو بھی ساتھ فرمان فرزندی کے قطب الدین ایبک کیواسطے ارسال فرمایا اور قطب الدین ایبک کے آخر ایام حیات تک وہ فیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تمیرے نے فیل سفید بھی گیا چنانچہ اسوقت سے زمانہ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیل سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ سنا گیا کہ ایک فیل سفید رکھتا ہو ہاں اس مدت میں کہ میرے بخت مسعود نے یاوری کی ملازم دارا سے جاہ ابراہیم عادلشاہ ہوا دارالسلطنت بیجاپور میں تجار ثقہ صادق القول سے میں نے سنا کہ سرکار بادشاہ جزیرہ پیگو میں ہمیشہ دو ہاتھی سفید رہتے ہیں اور جبتک وہ زندہ ہیں ہرچند مردم بادشاہی وغیرہ جنگلوں میں تمیز تلاش کرتے ہیں ہرگز فیل سفید نہیں نظر آتی رہتا ہے اور جب کہ ان دو فیل سے کوئی مرتا ہے قادر بیچون کے حکم سے فیل سفید پیدا ہوتا ہے اُسوقت بہ تعجیل تمام لوگ بادشاہی جنگل میں آنکر ساتھ اُس حیلہ کے کہ جانتے ہیں فیل کو گرفتار کرکے شہر میں لاتے ہیں القصہ سلطان قطب الدین ایبک نے بعد مراجعت سلطان شہاب الدین کے غزنین میں چند روز حصار اسنی میں مقام کیا اور اس صوبہ سے خاطر جمع کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اثنا سے راہ میں خبر پہونچی کہ ہیمراج راجپوت نے کوہستان سے خروج کرکے کولا رائے پتھورا سے جنگ کرکے اُسے اجمیر سے رنتھنبور کیطرف مفرور کیا اور بہت سے نے بھی اپنا لشکر دہلی کے انتزاع و استرداد کیواسطے روانہ کیا بلکہ حوالی دہلی میں پہونچکر تاخت و تاراج میں مشغول ہوا سلطان قطب الدین عزیمت ملوکانہ اُسکے تدارک و تلافی میں مصروف رکھکر بیس ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کرکے بسبیل تعجیل جہتر ے کیطرف متوجہ ہوا جہتر سے سلطان قطب الدین ایبک کے آنیکی خبر پاکر تاب مقاومت اپنے میں مفقود دیکھکر اجمیر کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے اسکا تعاقب اجمیر تک کیا ہیمراج راجہ اجمیر نے باہر آنکر صف آراستہ کیں اور سلطان قطب الدین ایبک سے مقابلہ کرکے مقتول ہوا اجمیر از سر نو مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا تعین ہوا اور ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری میں لشکر نہروالہ گجرات کی طرف لیگیا اور جیتوان سپہ سالار بھیم دیو راے نہروالہ کا جو تھا نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین ایبک کی تاخت سے مضطرب ہوکر مفرور ہوا سلطان نے پیچھا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر سلطانی سے کچھ سوار لیکر پڑا اور اُسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بھیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا اور سلطان قطب الدین ایبک اس ممالک سے غنائم بیشمار لایا پھر وہاں سے قلعہ ہانسی میں گیا اور اُسے تعمیر کیا پھر ایام فتوح کرکے دہلی میں آیا اس درمیان میں قوام الملک رکن الدین حمزہ جو حاکم رنتھنبور اور حوالی کا تھا اُسنے یہ خبر پائی کہ راجہ پتھورا کا بھائی کہ کوہستان میں بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کش ہوا اور پتھورا کے بیٹے کو محاصرہ کیا چنانچہ سلطان قطب الدین ایبک کا مطیع اور فرمان بردار تھا بعجلت تمام اُسکی مدد کو گیا راجہ اجمیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی طرف مفرور ہو گیا اور کولہ نے اموال وافر اور تین خربزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایبک نے وہاں سے مراجعت کی اور تاج المآثر میں

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کا مکارکے واقعات مفصل اُسمین تحریر ہین اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب ولایت اجمیر دوسری مرتبہ مفتوح ہوئی اور نہروالہ اور رنتنبھور کی فتح وقوع مین آئی دہلی کیطرف مراجعت کی اور مکتوب بہ تفصیل خبر فتوحات غزنین مین روانہ کیا سلطان معزالدین نے فرمان اسکے طلب مین صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک احرام خدمت باندھکر غزنین کی طرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طے مسافت سلطان کی پابوسی مین معزز ہوا اور اعزاز و اکرام بہت پایا مگر بعد غزنین مین بیمار ہوا سلطان کی مین توجہ اور طبیب روشن رائے کے معالجہ کی برکت سے کہ جالینوس عصر تھا شفا پائی اور بعد صحت ہندوستان کی طرف رخصت حاصل کی جب کرمان مین پہونچا دختر سلطان تاج الدین کو حسب الحکم سلطان معزالدین کے عقد نکاح مین لایا پھر جب دہلی مین داخل ہوا بطرز اہل اسلام باتکلف تمام آئین بندی کر کے جشن کیے اور اسی سال یعنی ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری مین مسجد جامع کہ قبل اسکے مدت سے دہلی مین بنا کی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان بقصد تسخیر قلعہ تھنکر یعنی بیانہ کے لشکر فراہم کر کے روانہ ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آنے کی خبر ہندوستان مین شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے ہانسی تک استقبال کر کے ملازمت کی اسپ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اُسکے ہمراہ رکاب قلعہ تھنکر یعنی بیانہ پر جاکر مفتوح و مسخر کیا سلطان معزالدین نے حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلام ترک بہاءالدین طغرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کیطرف روانہ ہوا اور وہانکے راجہ سلکھن رائے نے باج و خراج قبول کر کے مبالغ خطیر پیشکش بھیجے اس فتوح کے بعد سلطان نے غزنین کیطرف معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی مین مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات مین خبر پہونچی کہ راجہائے نہزان یعنی راجپوتان راجہ نہروالہ سے موافقت کر کے چاہتے ہین کہ اجمیر مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرین سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی لشکر نہروالہ مین نہ پہونچا تھا اُن راجاؤن کی حرب مین مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اُٹھا کر گرا لشکر اسلام کا دل شکستہ ہوا اور سلطان قطب الدین ایبک کو بہ جبر تعجیل دوسرے گھوڑے پر سوار کر کے اجمیر مین لیگئے اور راجپوت اس فتح سے خوش حال ہوئے جب لشکر نہروالہ کمک کو پہونچا اور اجمیر کے اطراف مین جاکر تین کوس پر فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ مین مشغول رہا یہ خبر سلطان معزالدین کو پہونچی چنانچہ حسب الحکم اسکے امرائے کبار مثل اسلام خان و اسدالدین و ارسلان خلج و نصیرالدین حسین و عزالدین موید و شرف الدین محمد مع لشکر کثیر و جم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے اور سرداران نے بھی تیغ انتقام نیام سے کھینچی کفار نے توقف مناسب نجانا اپنے مقامون مین راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک نے تنبیہ کی نیت ہوکر راے گجرات کی گوشمالی مقدم سمجھکر صفر کی پندرھوین تاریخ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری مین اجمیر سے نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی جب قلعہ پالی اور نزول کے حدود مین پہونچا دونون قلعہ تصرف مین لایا اسوقت یہ خبر پہونچی کہ والن و دارسی راجپوت راجہ نہروالہ سے اتفاق کر کے قلعۂ ابوگڑھ کے قریب جو بلدۂ سروہی کے مضافات سے ہے بیٹھے ہین اور چاہتے ہین کہ گجرات کی روانگی سے مانع ہوکر ہنگامہ کارزار برپا کرین سلطان قطب الدین ایبک اسکی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ اُن دونون ویرانون میں آل ہو کر رستم کے مانند مبارزی کر کے راجپوتون کو شکست فاش دی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین تہ تیغ کر کے شکست سابقہ کا عوض لیا اور بیس ہزار ہندو قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عساکر ظفر مآثر غنائم بیحد سے تونگر و مالا مال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک جب قتل و قمع کفار راجپوت سے فارغ ہوا ولایت معمورۂ گجرات مین داخل ہوا وہانکے سرکشون کو زیر و زبر کیا غرضکہ اس مرتبہ نہروالہ تصرف مین لاکر ایک امرائے کبار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستے سے دہلی کیطرف مراجعت کی اور جواہرات و ہدایائے قیمتی اور چند کنیز و غلام خوبصورت سلطان کیواسطے غزنین مین بھیجے اور ملوک و خوانین کو انواع لطف و احسانسے سرفراز کر کے اُنکے مناصب بڑھائے

اور بوجود کرم کا ہاتھ کھولکر فقرا اور مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری میں
سلطان قطب الدین ایبک نیّت جہاد کا ہمت پر چست باندھکر کالنجر کی طرف روانہ ہوا اُسکا راجہ بھی صفوف حرب آراستہ کر
میدان میں آیا اور طرفۃ العین میں بھاگ کر قلعہ میں متحصن ہوا اور اپنی جرأت و جسارت سے نادم ہوا اور جسطرح سے بزرگان
اسلاف اُسکے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسنے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمانبرداری بطریق لازم پکڑی
دوسرے یہ کہ آمادہ ترسیل اسپ و فیل و جواہر اور اموال میں تھا تقضاے الٰہی سے مرگیا بعدہ اُسکے وکیل جدہ دیو نے اُس سپہ کے
بھروسے سے جو اُس قلعہ پر ہو سر مخالفت اُٹھا کر اعلام جہاد لیا اور محاربہ بلند کیے قضارا جو وقت ادبار تھا اور بخت و سعادت نے اُس سے منھ
پھیر الاجرم وہ چشمہ چندروز میں خشک ہوا اہالی قلعہ نے لاچار ہو کر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوئے اور قلعہ مع ساز و سلاح و زر و جواہر
سلطان قطب الدین ایبک کے ملازمونکو سپرد کیا اور وہان بھی پچاس ہزار کنیز و غلام قید اسیری میں مبتلا ہو کر شرف اسلام سے مشرف
ہوئے اور سلطان وہانسے شہر مہوبہ میں جو پایہ تخت بلدہ کالپی تھا روانہ ہوا اور اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اُسی راستہ سے باؤن کیطرف
متوجہ ہو کر اُسے بھی اپنے تصرف میں لایا من بعد محمد بختیار خلجی بہار سے اُسکی ملازمت کو پہونچا انواع جواہر اور اقسام نقود پیشکش گذرانا
سلطان قطب الدین ایبک اسکے بعد دہلی میں آیا اور جو سلطان معز الدین قضیہ خوارزم کے بعد ہندوستان میں آیا سلطان قطب الدین
ایبک اور سلطان شمس الدین التمش جو اُسکے غلام تھے طائفہ کھکران سے مردانہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین
ایبک رخصت کے موافق دہلی میں آیا اور سلطان معز الدین غزنین کے راستہ میں شہد شہادت نوش کرکے جنت کیطرف راہی ہوا
پھر اُسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ
اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے چتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خط آزادی روانہ ہند کیا بسمع اسکے سلطان قطب الدین
ایبک برسم استقبال لاہور میں گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اُسکے وصول سے معزز اور مباہی ہوا
اور سہ شنبہ کے دن اٹھارھوین ماہ ذیقعدہ ۶۰۲ھ چھ سو دو ہجری میں تخت لاہور پر اجلاس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی میں آیا اور
تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپے تسخیر ہو کر غزنین سے لاہور کیطرف کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور وہان کے حاکم کو
زیر کرکے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملہ سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کیطرف متوجہ ہوا اور ۶۰۳ھ چھ سو
تین ہجری میں درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور میں پہونچائے عاقبت الامر یلدوز
منہزم ہو کر کرمان اور شیوران کی طرف بھاگا اور بہارستون میں در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تخت
پر جلوہ گر ہو کر داد عیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوشیدہ سلطان
یلدوز کے پاس ایلچی بھیجکر طلب کیا تاج الدین یلدوز اس دن کا امیدوار تھا مع لشکر جرار تاخت کرکے غزنین پہونچا اور مستعد قتال ہوا
سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور اپنا رہنا مناسب نہ جانکر سو سنگ کی راہ سے لاہور کیطرف
گیا بیت چو سلطان سر انداز باشد زمے ؛؛ فتد بیخبر از سرش تاج کے ؛؛ سلطان قطب الدین ایبک کے اسی سبب سے کہ دغدغہ
بہت تاج الدین یلدوز کیطرف سے رکھتا تھا لاہور میں استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت میں اوقات بسر کی
خلائق کو مہد امن و امان میں نگاہ رکھا کہ ناگاہ ۶۰۷ھ چھ سو سات ہجری میں چوگان بازی کیوقت لاہور میں گھوڑے
سے گرا اور زین کا کوہہ اُسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان بر نہوا اور مدت اُسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر عمر تک بیس برس
اور چند مہینے تھی ازانجملہ چار برس پادشاہی میں گذرے اسکی سخاوت و جوانمردی اور شجاعت ہندوستان میں ضرب المثل ہے کہ

لاکھوں روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقوں کو زیادہ اس سے جو حوصلہ میں سمائے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب اسکا لک بخش ہوا اور اب تک اہل ہند اسکی جود و سخاوت پر مدح کرنے میں کل قطب الدین کہتے ہیں کل اور کال بکاف عربی مفتوح مع الالف اور بدون الالف زمانہ کو کہتے ہیں یعنی قطب الدین زمانہ اور بہاء الدین کہ ایک فضلائے عصر سے تھا اسکی مدح میں کہتا ہے قطعہ ای بخشش لک تو در جہان آوردہ ؛ کان را کلت تو کار بجان آوردہ ؛ از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان ؛ وز لعل بہانہ در میان آوردہ ؛ چو سلطان قطب الدین ایبک کے سوا اور چار نفر غلامان امرائے سلطان معز الدین سام سے ممالک ہندوستان میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تھے ذکر انکا اس مقام پر مناسب سمجھا **ذکر سلطان تاج الدین یلدوز کا** ارباب اخبار بیان کرتے ہیں کہ سلطان معز الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدتے اور انکی تربیت کرنے میں نہایت شفقت رکھتا تھا سو اسطے کہ اسے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہ ہوا ایک روز ایک مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہوتا جو آفریدگار عالم سلطان زمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول اقتدار یہ صاحب تاج و تخت ہوتے سلطان نے اسکے درجواب ارشاد کیا کہ بادشاہوں کے فرزند گنتی کے چند ہوتے ہیں میرے کئی ہزار فرزند ہیں میرے انتقال کے بعد ممالک میرے نام رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان معز الدین کے غلاموں سے کہ مالک تاج و نگین ہوا وہ تاج الدین یلدوز ہے سلطان شہاب الدین نے اسے صغر سن میں خرید کیا تھا جو کہ صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیہ جمال باکمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اُسے قرب خدمت میں مختص دیکر مرتبہ اسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندوں پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت میں پہونچایا کرمان اور سشنوران اسکی وجہ جاگیر میں مرفوع القلم کیا جس وقت سلطان نے لشکر ہندوستان کرمان میں نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدوز نے تمام امرا کی ضیافت کی اور ایکہزار کلاہ و قبا خلعت دیئے اور علاوہ اسکے تمام لشکر و حشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اسکی دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹی سلطان کے حکم سے سلطان قطب الدین ایبک کے حبالہ نکاح میں تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح میں منعقد کی تھی اور نیز سلطان تاج الدین یلدوز کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقضائے تادیب تڑا اٹھا کر اُسکے سر پر مارا جو کہ اُس طفل کی اجل آ پہونچی تھی اسی ضرب سے آناً فاناً میں وفات پائی مضمون اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون کا واقع ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان تاج الدین یلدوز کو پہونچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جب تک لڑکے کی ماں کو خبر ہو بہتر ہے کہ تُو یہاں سے مخفی پوشیدہ ہو کر سفر اختیار کر بس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہے اُسکی حسن سیرت پر شرح کی حاجت نہیں تھی الغرض سلطان معز الدین آخر ایام سلطنت میں جب کرمان میں آیا ملک تاج الدین یلدوز کو کسوت خاص سے مخصوص کیا اور اُسے سیاہ کا نشان عنایت فرمایا اور اسکے دلمیں یہ تھا کہ سلطان کے مرنیکے بعد سلطنت ولایت غزنین اُسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملوک اور امرا سمجھ گئے کہ یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد سام کو گرم سیر کی حد دیکے طلب کر کے تخت عجم پر جلوس ہو یہ امر قلمبند کر کے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اسکے درجواب لکھا کہ مجھے اپنے باپ کا تخت فیروزہ کوہ بہت بہتر ہے سلطان تاج الدین یلدوز کو خلعت بھیجکر اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک تاج الدین یلدوز نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ملک کو اپنے قبضہ میں لاکر حکومت میں مشغول ہوا اس بعد لاہور کے تسخیر کا آہنگ کر کے لشکر کشی بجانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایبک سے حدود پنجاب میں حرب و ضرب کر کے

منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین ایبک کے تصرف میں آیا اور چند عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطنت تاج الدین
یلدوز کیطرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی کمک کیواسطے ہرات پر لشکر بھیجکر وہاں کے بادشاہ عزالدین حسین خرمیل پر غالب
ہوا اور ایکمرتبہ سیستان کیطرف لشکر لیگیا اور سیستان کو بھی محاصرہ کرکے سیستان کے بادشاہ سے صلح کی اور معاودت کیوقت اثنائے
راہ میں ملک نصیر الدین حسین امیر شکار نے مخالفت کرکے محاربہ کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے
تصرف میں آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شنوران میں داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نکرکے تمامی ہندوستان لینے کی عزیمت
کی اور فوج کشی کرکے سلطان شمس الدین التمش سے حدود تراوڑی میں مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قید میں مرگیا اسکی حکومت
کی مدت نو برس ہے ناصر الدین قباچہ کا احوال انتقال احکام سندھ میں تحریر ہوا ہے اختیار الدین محمد خلجی کے واقعات مقالہ سلاطین
بنگالہ میں مفصل مسطور ہونگے ذکر بہاء الدین طغرل کا یہ بھی بندگان کبار اور امرائے نامدار سلطان معز الدین محمد سام سے تھا
اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہیں جب سلطان معز الدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگر کو فتح کیا اور بہاء الدین
طغرل کے تفویض فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف متوجہ ہوا دیکھا کہ فتح اسکی بجبر و قہر مشکل ہے پھر اپنے دلمیں ارادہ کیا کہ اول ایک مدت
اس قلعہ کو محاصرہ کرکے اہل حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے راجہ گوالیار نے سلطان کے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت میں حاضر
ہوا اور پیشکش لائق گذران کر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا و لیکن طغرل نے سلطان کے غزنین کی روانگی کے بعد ولایت بیانہ میں ایک
قلعہ بناکرکے وہاں سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کیطرف سوار ہو کر اس نواح میں تاخت کرتا تھا اور سبب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار
سے مراجعت کیوقت ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جب ان سواریوں اور
تاخت و تاراج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لاعلاج ہو کر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ وہاں
استقامت کرکے تاخت اور محصوروں کے عاجز کرنے میں کوشش کرتا تھا یہانتک کہ مدت ایک سال منقضی ہوئی اہل قلعہ عاجز ہو
پھر ایلچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین ایبک کے پاس بھیجکر قلعہ اسکے تفویض کیا اسیج امر درمیان سلطان قطب الدین
ایبک اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور میں آوے اور آتش جدال و
قتال مشتعل ہو اتنے میں ہادم اللذات یعنی ملک الموت دو اسپہ ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا ایسے تجربات
وستان ایسے معاملہ عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سلطان کوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہے ذکر آرام شاہ بن
قطب الدین ایبک ارباب خبرت اور اصحاب فطنت نے گوہر سخن کو یوں سلک بیان میں کھینچا ہے کہ آرام شاہ نے سلطان
قطب الدین ایبک کے واقعہ ناگزیر کے بعد امرائے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن اسکی عدم قابلیت سے ابھی
ایکسال نہ گذرا تھا کہ ناصر الدین قباچہ سندھ کیطرف سے آکر ملتان اور اوچہ و بھکر و سیوستان پر متصرف ہوا اور حکام خلجی نے بنگالہ
میں دم استقلال مارا اور بعض رعایان نے بھی سرحدوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اسواسطے امیر علی اسمٰعیل اور امیر
داؤد دیلمی اور ایک جماعت امرا اپنے اتفاق سے سرمنشد ہوئی اور ایلچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد
اور متبنی سلطان قطب الدین ایبک اور بداؤں کا حاکم تھا بھیجکر سلطنت کے جلوس کی استدعا کی وہ اپنی جمعیت کو
لیکر دہلی میں آکر قابض و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی اسمٰعیل اور ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے
نکل گیا اور دہلی کے اطراف میں جاکر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور انکی تسلی کرکے جمعیت خوب سے دہلی آیا ملک شمس الدین
التمش دہلی کے صحرا سے ظاہر پر صف آرا ہوا اور حرب میں مشغول ہو کر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا

آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہونچی تھی **ذکر خان سکندر نشان سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ و برد مرقدہ کا** - کتاب طبقات ناصری ساتھ اسکے ناطق ہی کہ سلطان شمس الدین التمش بزرگزادگان ترکان فراختائی سے ہی اور اسکا باپ قبیلہ البری سے ہی ساتھ ایلم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل و حشم اور تابعین کی کثرت سے تمام عصر مین مشہور و معروف تھا اور بھائی اسکے اور بقولے بھتیجے اسکے حسن کیاست اور خوبی فراست پر اسکے حسد و رشک لیگئے بزبان حال مضمون آیہ کریمہ قالو ایابانا مالک لاتامنا علی یوسف و انا لہ لناصحون ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب گوش پدر مین پہونچایا اور حضرت یوسف کے مانند اسے گلہ اسپان کی سیر اور جانوران شکاری کے بہانہ سے پدر کے حجرۂ عطوفت سے جدا کیا اور اسکی خردسالی پر رحم نہ کھایا شیوہ بیوفائی کا اختیار کرکے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سوداگر اُسے بخارا مین لیگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اُسکے مکان مین انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی من بعد حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اُسے خرید کیا اور اُسنے حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غزنین مین لیگیا چونکہ اندنون مین کوئی ترک بچہ اس سے زیادہ حسین اور عقیل غزنین مین نہ پہونچا تھا اسکا تذکرہ سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت مشخص کرنیکا حکم دیا ایک غلام اور ایک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار رکنی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم ایکہزار دینار رکنی پر دونون کو خرید و مالک اُسکا راضی نہوا سلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھین نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غزنین مین رہا کوئی انکا خریدار نہوا دونون غلام ہمراہ لیکر بخارا گیا اور پھر غلامون کو ساتھ لیے غزنین مین آیا برس دن اقامت کی لیکن خریداری انکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیون پر دشوار تھی یہانتک کہ سلطان قطب الدین ایبک راجہ نہروالہ کی شکست کے بعد ملک نصیر الدین خرمیل کے ساتھ غزنین مین آیا اور احوال التمش کا سنکر سلطان سے اُسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ چونکہ ہم نے منع کیا ہی کہ کوئی انھین نہ خریدے لہذا انکی خرید و فروخت غزنین مین و جیتی نہ بہانہ دہلی مین لیجا کر بیچے غرضکہ جس وقت سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعضے مہمات کیواسطے وہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین چست قبا کو ہمراہ لادے جب وہ لایا سلطان قطب الدین ایبک نے دونون ترک بچہ یعنی التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتل کو خرید ایبک کا طغاج نام رکھکر تبرہندہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین یلدوز کی جنگ مین کہ سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ واقع ہوئی تھی مارا گیا اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کر کے میرشکار کیا اور گوالیار مفتوح ہونیکے بعد حکومت وہانکی اُسے عنایت فرمائی اسکے بعد برن اور نواح اسکی جاگیر پاکر بداون کی حکومت پر فائز ہوا جب سلطان معز الدین محمد سام فتنہ کہکران کی تسکین کیواسطے ہند مین آیا اور سلطان معز الدین کے حسب الحکم سلطان قطب الدین ایبک بھی اپنا لشکر لیکر پنجاب گیا التمش بداون کی فوج سے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت مین حاضر ہوا اور چونکہ شیوۂ دلاوری و مردانگی مین سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کے اشتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی مین ڈالکر کہکران سے لڑا اور انھین شکستہ یکبارہ تہ اور درمقابل انکی طرف کے قتل کیے سلطان معز الدین جوانمردی اور کارپردازی اسکی مشاہدہ کرکے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسروانہ اور انعام شاہانہ سے اسے مخلع اور ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایبک سے اُسکی پرورش اور تربیت کے بارہ مین سفارش کی اور خط آزادی لکھواکر اُسے بند غلامی سے آزاد کروایا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ بمرتبہ امیر الامرائی کے درجہ کو پہونچا اور سلطان قطب الدین ایبک کی تین بیٹیان تھین ایک کو التمش کے عقد نکاح مین لایا اور دو بیٹیان ایبک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سلک ازدواج مین تھین

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور میں انتقال کیا التمش امیر علی اسمٰعیل سپہ سالار اور امیر داؤد دیلمی اور دیگر اعیان مملکت کی استدعا سے باجمعیت و لشکر بداؤن دہلی میں آیا اور تخت پر متصرف ہوا اور لقب اپنا سلطان شمس الدین رکھا اور سنہ ۶۰۷ چھ سو سات ہجری میں تخت سلطنت پر متمکن ہو کر اکثر ملوک و امرائے قطبی کو مرہون احسان و رعایات کرکے مطیع کیا لیکن جانداران کے سردار یعنی خاصہ خیل سنقر کہ مرد ترک تھا بعضے امرائے معزی اور قطبی سے موافقت کرکے اطراف دہلی میں جمعیت کی اور ترکوں کی فوج خونخوار لیکر موقف کارزار میں آیا سلطان شمس الدین اسکے مقابل آکر جنگ میں مشغول ہوا چونکہ اسکا چراغ دولت نور تائید الٰہی سے روشنی قبول کیے ہوئے تھا فوج مخالف سے آقسنقر اور فرخ شاہ جو سردار نامی ترکوں سے تھے مارے گئے اور سر جانداران کل بعضے امرا سے بھاگا اور مدت قلیل میں وہ سب علف تیغ اسلام ہوئے میدان انکی سلطنت کا اہل فتنہ کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا ہیبت اسکی ہر جا و ہر دل میں بیٹھ گئی چونکہ فکندن مقبلان ہست سخت بد اس عرصہ میں قصبہ جالور کا حاکم اوڈیسہ نام رکھتا تھا باغی ہو کر ادائے مال واجب میں سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اسطرف لشکر کش ہوا اور اوڈیسہ کو مطیع کرکے اور پیشکش لیکر بازگشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین یلدوز نے جو غزنین کا شاہ تھا چتر و مراتب مع چھتر اسکے پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کرکے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین یلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہو کر کرمان اور شنوران گیا ملک ہندوستان کی طمع کرکے سنہ ۶۱۲ چھ سو بارہ ہجری میں پہلے ولایت پنجاب اور تھانیسر پر متصرف ہوا اور ایلچی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضائع کریں روانہ کیا سلطان شمس الدین التمش طیش میں آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا ترائین کے حدود میں فریقین سے جنگ عظیم و معرکہ شدید واقع ہوا سلطان تاج الدین یلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوئے تائید الٰہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی اور ناگاہ تاج الدین یلدوز بھی گرفتار ہوا اُسے مقید کرکے دہلی میں لایا اور بداؤن میں بھیجکر قید کیا یہانتک کہ قید خانہ میں اجل طبعی یا زہر سے ہلاک ہوا اور سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ ہجری میں سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اقطاع لاہور اور حوالی منصورہ پر آب چناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہاں بھی سلطان شمس الدین التمش فتحیاب ہوا اور سنہ ۶۱۵ چھ سو پندرہ ہجری میں سلطان ناصر الدین قباچہ سے اور ملوک خلج سے جو غزنین کے اطراف میں رہتے تھے اور مضافات سندھ پر تاخت لاتے تھے جنگ واقع ہوئی ناصر الدین قباچہ غالب آیا اور خلجی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور ہر چند ضرب کے بعد اُسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف میں بھاگا سلطان دہلی میں آیا اور سنہ ۶۱۸ چھ سو اٹھارہ ہجری میں سلطان جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے منہزم ہو کر لاہور میں آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کثیر سے مقابل گیا سلطان جلال الدین تاب مقاومت نہ لایا سندھ اور سیوستان کی طرف بھاگا پھر اُسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور ترخشہ واقع ہوا اُسوقت وہاں سے براہ کیچ اور مکران ہو کر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین ہندوستان میں ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونے کے بعد آیا تھا ظاہرا یہ روایت صحت نہیں رکھتی چنانچہ آیندہ معلوم ہوگا اور سنہ ۶۲۲ چھ سو بائیس ہجری میں سلطان شمس الدین التمش نے لشکر لکھنوتی اور بہار کیطرف کھینچا اور سلطان غیاث الدین خلجی کو جسکا ذکر علیحدہ آویگا اور جسنے تسلط تمام پیدا کیا تھا علاقہ اطاعت میں لایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اڑتیس زنجیر فیل اور اسی ہزار تنکہ نقرہ اُس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کہ ممالک بنگالہ سے ہے اُسے سپرد کیا اور چتر و دورباش دیکر بلدہ اودھ میں اُسے چھوڑا اور خود دار الملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے غیاث الدین خلجی سے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور غنیمت وافر وہاں سے دستیاب کرکے اکثر جواہر نادرہ شناس دہلی کو بطور انعام اور

تحفہ کے یاد کیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصر الدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار اوچہ کو محکم کرکے
قلعہ بھکر کیطرف بھاگا اور سلطان شمس الدین نے نظام الملک وزیر جنگ کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب کے واسطے تعین کیا اور خود اوچہ
کے محاصرہ میں مشغول ہوا اور دو مہینے بیس روز کی مدت میں فتح کرکے حوزۂ تصرف میں لایا جب قلعہ اوچہ کے مفتوح ہونیکی خبر
ناصر الدین قباچہ کو پہونچی اپنے فرزند علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان کی خدمت میں بھیجکر صلح کا طالب ہوا ابھی کلام صلح ناتمام تھا کہ یہ خبر
پہونچی کہ سلطان ناصر الدین قباچہ جو ہراسان ہوکر بقصد گریز کشتی میں سوار ہوا تھا سیلاب اجل کے طوفان سے دریا میں غرق ہوا پھر ۶۲۳ سنہ
چھ سو تیئیس ہجری میں رنتھنبور پر لشکر کشی کرکے اس قلعہ کو بھی مفتوح کیا اور ۶۲۴ سنہ چھ سو چوبیس ہجری میں بعزم قلعہ سندو لشکر کشی ہوا اور اس
قلعہ کو بھی مع جملہ سوالک اپنے قبض و دخل میں لایا امیر روحانی کہ اس عہد کے افاضل سے تھا چنگیز خان کے حادثہ میں بخارا سے دہلی
آیا تھا اور ان فتوحات کی تہنیت میں اشعار بہت کہے تھے انمیں سے یہ ابیات ہیں نظم خبر یا اہل سما برد جبرئیل امین ٭ ز فتحنامہ سلطان
عہد شمس الدین ٭ کہ ای ملائکۂ قدس آسمانہا را ٭ بدین بشارت بندید کلہ و آئین ٭ کہ از بلاد سوالک شہنشہ اسلام ٭ کشاد بار دگر
قلعۂ سپہر آئین ٭ شہ مجاہد غازی کہ دست تیغش را ٭ روان حیدر کرار میکند تحسین ٭ اور ۶۲۶ سنہ چھ سو چھبیس ہجری میں عرب کے
ایلچی خلافت کا لباس سلطان شمس الدین کیواسطے لائے سلطان بھی شرط اطاعت و آداب جیسا کہ چاہیے بجا لایا اور عباسیوں کا
لباس پہنکر بہت خوش ہوا اکثر امرا کو خلعتوں سے مخلع فرمایا اور شہر کو آئین بند کرکے قبے لگائے اور نقارہ خوشی کا بجایا پھر اسی سال
خبر وفات شاہزادہ سلطان ناصر الدین لکھنوتی کے حاکم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرائط تعزیت بجا لایا اور
نام اسکا اپنے چھوٹے فرزند پر چھوڑکر اس سے موانست پکڑی اور ۶۲۷ سنہ چھ سو ستائیس ہجری میں لشکر لکھنوتی کیطرف روانہ کرکے جو فتنہ
کہ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا دفع کرکے تسکین دی اور لکھنوتی عزت الملک ملک علاء الدین خانی کے سپرد
کیا اور خود دار السلطنت دہلی میں معاودت فرمائی اور ۶۲۹ سنہ چھ سو انتیس ہجری میں گوالیار کیطرف عزیمت کی اور سبب عزیمت کا یہ تھا کہ
گوالیار مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا برس روز اس قلعہ کو محاصرہ کرکے متحصنوں پر کام تنگ کیا پھر دیوبل جو اس قلعہ کا والی تھا
شب کو بھاگ گیا اور قلعہ سلطان کے تصرف میں آیا اور بندی کثرت سے ہاتھ آئی ان سب میں سے تین سو پر سیاست کی اور ملک
تاج الدین ریزہ جو ممالکات کا منشی تھا اسنے اس قلعہ کے فتح ہونیکی رباعی کہی اور ایک پتھر پر کندہ کراکے قلعہ کے دروازہ پر نصب
کی وہ رباعی یہ ہے رباعی ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت ٭ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ٭ آن قلعہ گوالیار و آن حصن حصین
در ستمائہ سنہ ثلاثین بگرفت ٭ پھر ۶۳۱ سنہ چھ سو اکتیس ہجری میں ولایت مالوہ کیطرف یورش فرمایا اور قلعہ بھلیسہ کو مسخر کرکے
شہر اجین کو بھی زیر نگین کیا اور بتخانہ مہاکال جو مثل بتخانہ سومنات کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ میں تعمیر ہوا تھا اور قلعہ کی
طرح نہایت مستحکم اور سنگین تھا اور اسکی دیوار کی بلندی سو گز تھی اسے بیخ و بن سے کھود کر خراب و ویران کیا اور بکرماجیت کی
مورت جو اوجین کا بادشاہ تھا اور اہل ہند ابتک اسکی تاریخ لکھتے ہیں مع سنگ مہاکال اور چند مورتیں اور جو پیتل یعنی کانسے سے
ڈھالیں تھیں سب اٹھاکر دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ کے آگے زمین میں گاڑدیں تا خلائق کی لگد کوب ہوں پھر دوسری مرتبہ ملتان
کی طرف فوج کشی کی لیکن یہ سفر نامبارک ہوا یعنی مرض الموت عارض ہوا ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا اعیان سلطنت عماری میں بٹھاکر
دہلی میں لائے چنانچہ شعبان کی بیسویں تاریخ ۶۳۳ سنہ چھ سو تینتیس ہجری میں عالم عقبی کی طرف راہی ہوا اور ملفوظ خواجہ قطب الدین
بختیار رحمۃ اللہ علیہ کہ جامع شیخ فرید شکر گنج ہیں اسمیں تحریر ہے کہ سلطان کو ایک حوض تیار کرنیکی خواہش ہوئی اور اس حوض کیجاے مقام
تعین کرنے کے واسطے خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوکر استصواب کیا سلطان سوار ہوکر ہر قطعہ زمین سے گذر کرتا تھا یہانتک کہ

اس مقام میں کہ جہاں حوض شمسی واقع ہی ہیہودہ تھا اس زمین کو پسند فرمایا پھر شب کو سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرور انبیاء علیہ من الصلوۃ افضلہا اس سرزمین میں رخش پر ایستادہ ہیں اور فرماتے ہیں کہ شمس الدین کیا چاہتا ہے سلطان نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حوض تعمیر کیا چاہتا ہوں آپ نے ارشاد کیا اس مقام میں تیار کر چنانچہ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رخش نے اس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آپ نے جوش مارا پھر سلطان خواب سے بیدار ہوا اور ابتک کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیگیا اور میں نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ اس مقام میں ایک چشمہ آشیہ شان ہے یہ حکایت تھوڑے تغیر سے مقالۂ مشائخ میں مذکور ہے وہاں سے تحریر ہوئی اور یہ روایت سلطان شمس الدین التمش سے مروی ہے کہ میں جسوقت بخارا میں تھا میرے صاحب نے ایک قراضہ زر مجھے انگور خرید نے کے واسطے دیکر بازار بھیجا راہ میں وہ قراضہ میرے ہاتھ سے گر پڑا اور گم ہوا میں مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک درویش نے اس حال سے واقف ہو کر قند سے انگور خرید کر میرے حوالہ کیئے اور تاکید مجھسے فرمایا کہ خبردار جب تخت سلطنت پر تمکن ہو کر تاج شاہی زیب سر کرنا فقرا اور اہل خیر سے نیکی کرنا اور اُنکے حقوق نگاہ رکھنا دوسری نقل یہ ہے اس زمانہ میں کہ سلطان شمس الدین بغداد میں ذلّ رقیت میں تھا اُسکے مالک کے مکان میں فقرا کی ایک جماعت نے مجلس سماع کی تھی اور راگ سُننے کا ذوق کہ اہل اللہ کو ہوتا ہے مشغول تھے سلطان شمس الدین التمش اس مجلس میں تمام رات اُنکی خدمت میں دست بستہ حاضر شمع کا سر گلگیر سے کاٹتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کہ اس مجلس کے عمائد سے تھا جب درویشوں کو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت پسند آئی تو از لطف اُسپر ڈالی حق سبحانہ تعالی نے اُس نظر کی برکت سے اُسے درجۂ سلطنت پر فائز کیا عرصۂ مدت مدید کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان آئے اور دہلی میں ارشاد طالبان مشغول تھے ہمیشہ اُنکی محفل میں درویش راگ اور سرود سنکر حال قال میں آتے تھے اور دو شخص علماء ظاہری نے کہ ایک کا نام ملا عماد الدین اور دوسرے کا ملا جلال الدین تھا سماع کا انکار کر کے سلطان کو اسپر آمادہ کیا کہ قاضی کو سماع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے قاضی کو طلب کیا اور اعزاز و اکرام سے بٹھایا پھر اُن دونوں ملاؤں نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام قاضی نے کہا اہل قال پر حرام اور اہل حال پر حلال ہے اسکے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپکو یہ امر خوب یاد ہوگا کہ ایک شب کو درویشان اہل حال راگ سنتے تھے اور آپ اپنے مالک کے حکم سے اُن اہل مجلس کی خدمت میں حاضر ہو کر شمع کا گل لیتے تھے درویشوں نے ترحم سے آپ پر نظر کیا درتہ والی اُسکی برکت سے آپکو یہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان وہ بات یاد کر کے اشک اپنی آنکھوں میں بھر لایا اور حالت رقت میں قاضی کو اپنے پاس بٹھا کر نوازا اور سلطان اُسکے بعد سماع سے لذت اُٹھاتا اور درویشوں کے نفس نفیس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت کا ہموارہ تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد میں جاتا اور فرائض و نوافل کے ادا میں قیام کرتا فی الجملہ نوبت نام گروہ ملحدان دہلی کا سر دار تھا اس امر سے نہایت غضب میں آیا اور ملحدوں سے اتفاق کر کے آپس میں دار و مدار کیا کہ سلطان کو عین ادائے نماز میں کہ خلائق اپنے حال میں مشغول ہوں قتل کرو غرض جمعہ کے روز اجماع کر کے حربہ اُٹھا کر مسجد میں آئے اور تیغیں کھینچکر چند اشخاص کو شہید کیا حق سبحانہ تعالی نے سلطان کو ان اشرار کے شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہو کر بوار ات اور کوٹھوں پر چڑھ گئی اور اُس گروہ سفاک کو زخم سنگ و تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہان کو اُس موذی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر میں فخر الملک عصامی وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلدہ میں وزارت کے منصب پر اشتغال رکھتا تھا اور فضائل صوری کمالات معنوی میں مشہور تھا ساتھ کسی سبب کے اسباب دنیوی سے کہ جو مایہ رنجش و ملال خاطر ارباب دولت ہوتا ہے وہاں سے جدا ہو کر دہلی میں آیا سلطان اُسکا

قاضی حمید الدین ناگوری

ہونا غنیمت سمجھکر باعزاز و اکرام تمام شہر میں لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرماکر اسکے حق میں مراحم خسروانہ مبذول فرمائیں اور منجملہ فضلا اور اہل انشا سے نورالدین محمد عوفی بھی سلطان شمس الدین التمش کے عہد دولت میں دہلی میں قیام رکھتا تھا جسنے کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جنیدی کے نام سے لکھ بیان میں تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھبیس برس تھی

**ذکر رکن الدین فیروزشاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا** ۔ متون کتب تواریخ معتبرہ کر کہ ۶۲۵ھ چھ سو پچیس ہجری میں سلطان شمس الدین التمش نے چتر دورباش سلطان رکن الدین کو دیکر پرگنہ بداؤن اسے عنایات فرمایا اسکے بعد گوالیار فتح کرکے دارالسلطنت دہلی میں مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اسے دیکر صاحب حشمت و شوکت کیا اور جسوقت کہ اسکا باپ سیوستان کے سفر سے بازگشت کرکے مرگیا وہ دہلی میں تھا سہ شنبہ کے دن ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری میں تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اعیان سلطنت و ارکان مملکت لوازم نثار و مراسم ایثار بجا لائے شعرا نے قطعے اور قصیدے مدح اور تہنیت میں موزون کیے اسکے صلہ میں شاہ نے نوازش فرمائی انہیں سے ملک تاج الدین ریزہ دبیر نے ایک قصیدہ طویل گذران کر انعام شاہانہ پایا یہ ابیات انہیں سے ہیں

قطعہ مبارک باد ملک جاودانی ۔ ملک را خاصہ در عہد جوانی ۔ امین الدولہ رکن الدین کہ آمد ۔ ورش از یمن چون رکن یمانی ۔ لیکن سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش و طرب میں مشغول ہوا امور سلطنت سے دست کش ہوا خزانہ قطبی اور شمسی جو تھے اکثر گانے والوں اور مسخروں پر صرف کیے مہام جہانبانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ میں جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑ دی وہ اپنے مقصد دل کو پہونچی جتنی عورتیں جمیل کہ سلطان شمس الدین کے عقد نکاح میں تھیں انکو بفضیحت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار شمسی کو رسوائی کا کام پہونچائی اور سالہا سال کا رشک جو دل میں رکھتی تھی اسکا انہیں سے انتقام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اس بدبخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحوں کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروزشاہ سے صغیر و کبیر اور وضیع و شریف کا دل متنفر ہوا اور شاہزادہ غیاث الدین محمد نے جو اسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا مرادات کا پھیرا اور خزانہ لکھنوتی کو جو دہلی میں لیے جاتے تھے چھین لیا اور ملک اعزالدین محمد سالار جو بداؤن کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علاءالدین شیر خانی حاکم لاہور اور ملک اعزالدین کبیر خانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی نے آپس میں مراسلات کرکے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروزشاہ نے انکے دفع کیواسطے مع لشکر کثیر دہلی سے کوچ کیا اور کیلوکھری میں نازل ہوا درمیان اس حال کے نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا فیروزشاہ کے خوف و ہراس سے کیلوکھری سے بھاگ کر قصبۂ کول میں گیا اور ملک اعزالدین محمد سالار سے جا ملا پھر یہ سب اتفاق کرکے لاہور میں گئے اور انہیں حدود کے ملوک کے پاس پہونچکر متفق اللفظ والمعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیواسطے کہرام کیطرف متوجہ ہوا جب منصورپور کی حوالی میں پہونچا تمام امرا جو اسکے ہمراہ تھے مثل تاج الدین اور ملک محمد شیر اور بہاءالدین حسن اور ملک کریم الدین اور ضیاءالملک شیر خانی اور خواجہ رشید اور امیر فخرالدین لشکر سے جدا ہوکر دہلی میں آئے اور سلطانہ رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کرکے سریر سلطانی پر متمکن کیا پھر اسنے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کرکے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہونچی دہلی کیطرف مراجعت کی جب کیلوکھری میں پہونچا سلطانہ رضیہ نے اٹھارھویں ربیع الاول ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری میں فوج اسکے مقابلہ کو بھیجی اور اسے گرفتار کرکے محبوس کیا تھوڑے عرصہ میں وہ اس زندان میں مرگیا مدت اسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی ۔

**بیان ملکۂ دوران بلقیس جہان رضیہ سلطانہ بنت شمس الدین التمش کا** ۔ سلطانہ رضیہ جمیع صفات میں جو بادشاہان عاقل اور کامل الرائے کو

لازم و ملزوم ہیں آراستہ و پیراستہ تھی دانشمندان صاحب نظر و کار آگاہ اسکے سوا کہ وہ عورتوں کی صورت میں مخلوق تھی کوئی عیب
اور برائی اُسمیں بتا نہ سکتے تھے قرآن مجید کو باداب تمام پڑھتی تھی اور بعضے علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپ کے عہد میں مہمات
ملکی میں دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان از بس عقل و فراست و فراست اُس سے مشاہدہ کرتا تھا بلکہ اُس سال جب گوالیار کی فتح
سے بازگشت کی چند امرا کو بلا کر اسے ولیعہد کیا امرا نے عرض کی کہ شاہزادوں قابل اور رشید کے ہوتے شاہزادی کو ولیعہد کرنے میں کیا
حکمت ہے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں اپنے فرزندوں کو مے نوشی اور اقسام مناہی اور بیہودہ باتوں میں مبتلا دیکھتا ہوں انکا بار سلطنت
اٹھانے کے لائق نہیں پاتا ہوں رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہے لیکن معنی میں مرد ہے اور حقیقت میں بیٹوں سے بہتر اور افضل ہے خلاصہ یہ کہ
سلطانہ رضیہ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری میں پردہ سے برآمد ہوئی اور مردوں کا لباس یعنی قبا زیب تن اور تاج شاہی زیب سر کرکے
بار عام میں تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط آئینی کو جو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں مہمل و مندرس ہو کر فروگذاشت
ہوئے تھے مروج کیا اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی چونکہ نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین
شیر خانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اعز الدین کبیر خانی جو اطراف سے اجتماع کر کے شہر دہلی کے باہر پہنچے تھے اور
کفران نعمت کرکے مخالف ہوئے تھے اور دیگر امراے اطراف کو نامہ و پیام کرکے مخالفت کی ترغیب دیتے تھے اس حال میں ملک نصیر جاگیردار اودھ
سلطانہ رضیہ کی کمک کو دہلی کی طرف متوجہ ہوا جب دریائے گنگ سے عبور کیا امراے مخالف نے جنکا مذکور ہوچکا سر راہ ہو کر اُسے
گرفتار کرکے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا متحمل نہ ہوا اسی حال میں وفات پائی لیکن اُسکے بعد عرصہ قلیل میں
سلطانہ رضیہ نے تدبیر کامل و رائے اکمل سے امراے مقہور و مخذول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایک نے راہ فرار نا پائی پیچھے
سلطانہ رضیہ نے مفرورونکا تعاقب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اُسکے بھائی کو گرفتار کرکے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیر خانی پایل کے
حدود میں مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر دہلی میں لائے اور ملک نظام الملک وزیر کوہ سرمور میں پہنچکر فوت ہوا چونکہ سلطانہ رضیہ
نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت نے انتظام قبول کیا خواجہ مہذب غزنوی کو جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب
وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے ملقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک کے تفویض کر کے
قتلغ خان خطاب دیا اور ملک اعز الدین کبیر خانی نے جو اطاعت اسکی کی تھی اُسے ولایت لاہور حوالہ کی اور ممالک لکھنوتی
اور دیبل اور سندھ اور تمامی بلاد اور علاقہ جات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ میں سیف الدین ایبک نے وفات پائی
جسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو نصب کر کے مع لشکر کثیر قلعہ رنتھنبور پر بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ میں تھے سلطان شمس الدین التمش
کی وفات کے بعد ہندوؤں نے انھیں قلعہ بند کرکے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انھیں محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے
ضبط میں مقید ہوا اور اسکی روانگی رنتھنبور کے بعد ملک اختیار الدین ایتگین امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یاقوت حبشی نے جو
امیر آخور تھا سلطانہ رضیہ کی خدمت میں تقرب تمام پیدا کیا اور امیر الامرا ہوا اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب نسبت ہوا کہ سلطانہ رضیہ
کو سواری کے وقت دست زیر بغل کر کے سوار کراتا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اُس سے آزردہ ہوئے انہیں سے
۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری میں ملک اعز الدین حاکم لاہور نے سر اطاعت اُس سے پھیرا سلطانہ رضیہ سپاہ آراستہ کرکے اُسکے سر پر
نازل ہوئی ملک اعز الدین صلاح وقت دیکھکر از روے اخلاص پیش آیا اور دولتخواہوں میں داخل ہوا سلطانہ رضیہ نے
ولایت ملتان جو ملک قراقش کے سپرد تھی اُسے بھی ملک اعز الدین کے حوالہ کیا پھر وہاں سے مراجعت کی اور اُسی سال جب ملک التونیہ حاکم
بٹھنڈہ نے جو بزرگان چہلگانی سے تھا اور شرح اُسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین یاقوت حبشی کی عزت سے عاجز ہو کر لواے بغاوت کا نشان بلند کیا

اور سلطانہ رضیہ نے فوج جنیار ہمراہ رکاب لیکر بھٹنڈہ کیطرف نہضت فرمائی اثنائے راہ میں امراے ترک نے آپس میں خروج کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطانہ رضیہ کو مقید کر کے قلعہ بھٹنڈہ میں بھیجدیا اور دہلی میں جا کر معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اسی عرصہ میں ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ سلطانہ رضیہ کو اپنے عقد نکاح میں لایا چونکہ سلطانہ رضیہ نے ملک التونیہ سے موافق ہو کر تھوڑے سے عرصہ میں جماعت کھکران و جتان و تمامی زمینداران اس نواح کو جمع کیا اور چند امرا کو بھی اپنا متفق کر کے لشکر دہلی کیطرف روانہ کیا سلطان معز الدین بہرام شاہ نے ملک عز الدین بلبن کو جو خطاب الغخان سے مخاطب و برادر داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطانہ رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونوں لشکر راہ میں ملاقی ہوے اور تنور حرب گرم ہوا سلطانہ رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر بھٹنڈہ میں دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر پراگندہ فراہم کر کے از سر نو سامان حرب درست کیا اور عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اعز الدین بلبن کو لشکر گران سے سلطانہ رضیہ کے مقابلہ اور رستہ روکنے کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو سنہ چھ سو سینتیس ہجری میں فریقین کا سامنا نواح کیتھل میں واقع ہوا پھر دوبارہ سلطانہ رضیہ کی فوج پر ہزیمت ہوئی سلطانہ رضیہ والتونیہ ہزیمت کیوقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار آ گئے اور پچیسویں ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطانہ رضیہ کی تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھی عارفان دوراندیش جانتے ہیں کہ یہ صرصر ادبار کس صحرا سے اٹھی اور گل دولت رضیہ مرضیہ کا کس باد تند نے بیخ سے اکھاڑا ہیچ ہو غلام حبشی کو دہلی کی امیر الامرائی سے کیا نسبت اور مردودان حبشیوں کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام مصرع این از ملک ہست از حبش نیست

## ذکر معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کا

جب سلطانہ رضیہ قلعہ بھٹنڈہ میں محبوس ہوئی بروز شنبہ اٹھائیسویں ماہ رمضان کو سنہ چھ سو سینتیس ہجری میں سلطان معز الدین بہرام شاہ کو امرا و ملوک نے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور وہ سلطانہ رضیہ کے معاملے جیسا کہ مذکور ہوا مفروغ ہوا ملک اختیار الدین ایتگین نے نظام الملک مہذب الدین وزیر ممالک کے اتفاق سے تمام امور سلطنت کی مختاری اختیار کی اور سلطان معز الدین کی ہمشیرہ کو جو سابق میں قاضی نصیر الدین کی منکوحہ تھی اپنے عقد نکاح میں لایا اور ہمیشہ ایک ہاتھی گجنار اپنے دروازہ پر بندھا رکھتا تھا اور اس زمانے میں بادشاہ کے سوا دوسرا شخص ہاتھی نہ رکھتا تھا یہ امر سلطان معز الدین بہرام شاہ کی بدگمانی کا سبب ہوا اسنے دو نفر ترک کو جو اسکے معتمدین میں سے تھے انھیں حکم دیا کہ اپنی متوالوں کی صورت بنا کر ان دونوں شخص کو قتل کرو پھر شنبہ کے دن سنہ چھ سو اڑتیس ہجری میں قصر سفید لعل دونوں ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالوں کی شکل سے آکر مستانہ اداے کرنے لگے ملک اختیار الدین ایتگین جو امرا کی صف میں سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا انکی طرف متوجہ ہوکر زجر اور منع میں مشغول ہوا اور وہ وقت فرصت پا کر ہاتھ خنجر جانستان پر لیگئے اور اسکے حصار وجود کو مشبک کر کے کشتہ ہزار سالہ کے برابر کر دیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہو کر دو زخم اسکے بدن پر رسید کیے اسوقت امرا وغیرہ نے ہجوم کیا نظام الملک نے بہزار خرابی اپنے تئین دربار سے باہر نکالا سلطان معز الدین بہرام شاہ نے لوگوں کے مغالطہ دہی کیواسطے دونوں ترکوں کو قیدخانہ میں بھیجا اور چند روز کے بعد انھیں رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بستر رنجوری پر افتادہ رہا جب شفا پائی پھر دیوانخانہ میں آکر کار وزارت میں مصروف ہوا لیکن ملک بدر الدین سنقر رومی جو امیر حاجب ہوا تھا نظام الملک پر تفوق ڈھونڈھتا تھا اور ترجیح اسکے آگے رکھتا تھا یہانتک کہ مزاج ملک بدر الدین سنقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کے اغوا سے سلطان سے منحرف ہوا چنانچہ صفر کی سترھویں تاریخ دوشنبہ کے روز صدر الملک تاج الدین کے مکان میں جو مشرف ممالک تھا گیا اور تمام اکابر بھی وہاں جمع ہوئے اور تبدیلی سلطنت کے بارہ میں گفتگو کرنے لگے اور صدر الملک تاج الدین مشرف کو

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس مشورہ مین شریک ہو۔ داخل ہوتے ہی وقت صدر الملک تاج الدین
مشرف نے ایک شخص معتمد کو سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس بھیجا اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے حاجبون کے
لباس مین اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لیگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ مین ایستادہ کر کے آغاز کلام کیا اور
نظام الملک مہذب الدین کی خدمت مین باجتماع قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد ساوجی اور دیگر آدمیون کے
داعیہ سے خبردار کیا نظام الملک مہذب الدین نے دفع الوقت کر کے اپنا آنا دوسرے وقت پر منحصر رکھا۔ صدر الملک تاج الدین نے
اس حقیقت کو خادم سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیگیا تھا خدمت سلطان مین عرض کی سلطان اسی وقت اُنکے سر پر تاخت
لایا اور اُنکی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدر الدین سنقر رومی کو وقت کا موقع دیکھکر بداؤن کی جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور قاضی
جلال الدین کاشانی کو عہدۂ قضا سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد جب ملک بدر الدین بداؤن سے بے نگاہ سلطان مین حاضر
ہوا سلطان نے اُسکی اور ملک تاج الدین موسی کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی تصدیار بہرہ کو ہاتھی کے پاؤن سے
روندوایا بسبب امر مذکور خوف وہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اُسکے فرمان سے سرتاب ہوا اور نظام الملک مہذب الدین جو اُنکی موت سے
آزردہ تھا سلطان کی طرف سے باطن مین موحش کہکر موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص و عام کا ہوتا تھا اسی حال مین سولھوین جمادی الآخر
روز دوشنبہ کو سنہ ۶۳۹ھ چھسو انتالیس ہجری مین افواج مغول چنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراقش نے جو لاہور کا حاکم تھا
حرکت مذبوحی کرکے جو آدمیون سے موافقت نہ دیکھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کر کے دہلی کیطرف آیا اور وہ شہر چنگیزیون کے ظلم سے
خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان معز الدین بہرام شاہ کو پہونچی امرا کو قصر سفید مین جمع کر کے بیعت تازہ
کی اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو وکیل السلطنت کر کے مع امراے دیگر مغلون کے دفع شر کیواسطے لاہور
کیطرف روانہ کیا حقیقت کہ لشکر آب بیاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ مین قصبۂ سلطان پور اُسکے قریب آباد ہوا ہے پہونچا نظام الملک
مہذب الدین نے کہ باطن مین سلطان سے منافق تھا امرا کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ مکر اور فریب کے یہ عرضداشت کی کہ یہ قوم جماعت
منافق سے کہ ہمراہ میرے ہے کچھ کام ظہور مین نہ آویگا اور یہ فساد دفع نہ پاویگا جبتک کہ سلطان خود بنفس نفیس سے اسطرف نہضت
نفرماوے یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہوکر انھین اس درمیان سے ہٹاوین چونکہ سلطان اس سے
سادگی اور خوش اعتقادگی رکھتا تھا در جواب اسکے لکھا کہ یہ جماعت واجب القتل در سیاست کے قابل ہیں اپنے وقت معین پر سزا کو پہونچیگی
تم چند روز اُنسے مدارا کرو۔ القصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امراے لشکر کو دکھلایا اور عزل سلطان مین اُنکو متفق
کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے گیا اور اُنھین
یہ تکلیف تمام امرا کی تسلی کے واسطے بھیجا مگر وہ کسی وجہ سے راضی و مطمئن نہوئے اور شیخ دہلی مین پلٹے آئے پھر نظام الملک
مہذب الدین اور تمام امرا سلطان معز الدین بہرام شاہ کے دفع کرنیکی عزیمت کر کے دہلی مین آئے سلطان معز الدین کو محاصرہ کر کے
ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے امرا سے متفق تھے روز دوشنبہ آٹھوین
ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کو دستیاب کر کے چند روز حبس مین نگاہ رکھا عاقبت الامر
اُنھین قتل کیا مدت اُنکی سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی **ذکر سلطنت سلطان علاء الدین
مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کا** جب ساقی دوران کے ہاتھ سے شربت ممات معز الدین بہرام شاہ
کی جان کو نصیب ہوا ملک اعز الدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر مین منادی فرمائی لیکن امرا اور ملوک اسکی سلطنت

راضی ہوئے فوراً شاہزادہ ناصر الدین اور جلال الدین فرزندان سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاء الدین مسعود شاہ پسر رکن الدین فیروز شاہ کو جو قصر سفید میں محبوس تھے باہر نکالا لیکن سے علاء الدین مسعود شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذیقعدہ کے مہینے ۶۳۹ھ چھ سو انتالیس ہجری میں تخت سلطنت پر جلوس دیا ملک قطب الدین حسن نیابت پر اور نظام الملک مہذب الدین وزارت پر سرفراز ہوئے اور ملک قراقش امیر حاجب ہوا اسپ نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت بے شراکت دوسرے کے اپنی آغوش میں لی امرا اور اعیان وقت کو تاب نہ رہی اور سب نے اتفاق کرکے بروز چہارشنبہ دوسری جمادی الاول ۶۴۰ھ چھ سو چالیس ہجری میں صحرا ے حوض رانی میں اسے قتل کیا جیسا بر خوان وہر دستے راوت گمن دراز کالودہ کردہ اند بہر این نوالہ راہ پھر آخر وزارت صدر الملک نجم الدین ابو بکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خرد امیر حاجب ہوا اور ناگور اور سندھ اور اجمیر کے عہدہ پر ملک عز الدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بداؤن کا پرگنہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام پرگنے ممالک کے فراخور حال ہر ایک امرا کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق نے آرام و تسکین ظاہر ہوئی اسوقت عز الدین طغا خان کڑہ سے اپنی ولایت لکھنوتی میں آیا اور شرف الملک سنقری کو سلطان علاء الدین کی خدمت میں بھیجا سلطان نے چتر اور خلعت خاص مرصع قاضی جلال الدین کاشانی حاکم اودھ کی مصاحبت سے لکھنوتی کی طرف واسطے عز الدین طغا خان کے ارسال فرمایا اور اپنے دونوں چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور انکی تعظیم و تکریم میں نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصر الدین کو خطہ بہرائچ کی حکومت ارزانی رکھی اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور اسنے اُس دیار میں آثار پسندیدہ ظہور میں آئے پھر ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری میں افواج مغول یعنی چنگیزی ۱۲ لکھنوتی کے ملک میں آئی تفاصیل یہ ہے کہ تمام مغل اُس راہ سے کہ محمد بختیار خلجی تبت اور خطا کی طرف گیا تھا آئے ہونگے غرضکہ سلطان علاء الدین نے طغا خان کی امداد کیواسطے ملک قرابیگ تیمور خان کو جو بندگان شمسیہ سے تھا مع فوج کثیر لکھنوتی میں بھیجا پھر مغلوں نے ہزیمت کھا کر لکھنوتی کو چھوڑا اسکے بعد درمیان عز الدین طغا خان اور ملک قرابیگ تیمور خان کے مخالفت بہم پہونچی سلطان نے لکھنوتی تیمور خان کو عنایت فرمائی اور عز الدین طغا خان دہلی میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اسی عرصہ میں یعنی ۶۴۳ھ چھ سو تینتالیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کی طرف سے سندھ کے اطراف میں آئی ہے اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہے سلطان نے بسبیل استعجال اپنے امرا کو فراہم کرکے قلعہ اوچہ کی طرف نہضت فرمائی جب آب بیاہ کے ساحل پر پہونچا مغول کا لشکر حصار اوچہ چھوڑ کر مفرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور شرب شراب کی زیادتی سے طریقہ انصاف اور معدلت سے انحراف قبول کیا اور روش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت میں ظاہر ہوا اور دولتخواہوں کی نصیحت نہ سنی ملوک اور امرا نے عداوت کا کمر باندھا اور ایک ایلچی مخفی اسکے چچا شاہزادہ ناصر الدین کے پاس بہرائچ میں روانہ کیا اور اس سے تشریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصر الدین بے تامل اور توقف بعزت تمام دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود میں پہونچتے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی چوبیسویں ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس کو زندان میں داخل ہوا اثنا میں اسکی زندگی کا آخر ہوا مدت اسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینا اور ایک دن تھی

**ذکر سلطنت سلطان عادل باذل فاضل ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش انار اللہ تعالی آثارہ و نور مضجعہ** کا مرقوم قلم زرین رقم ہوتا ہے کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین التمش کا ناصر الدین نام رکھتا تھا جب اسنے بلاد لکھنوتی میں وفات پائی اور یہ فرزند اسکا سب فرزندوں سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے فرط محبت سے یہی نام ناصر الدین رکھا اور اسکی تربیت میں مساعی جمیلہ مبذول فرمائی اور عہد میں سلطان علاء الدین مسعود شاہ کے جب اسنے

ولایت میں رائج پائی کفار سے غزوات کرکے اُس خطہ کو معمور اور آباد کیا اُسکی عدالت گستری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام ممالک میں منتشر ہوا خاص و عام کی طبیعتیں اُسکی خواہان ہوئین امرا اور اعیان دولت نے اُسکے قدوم میمنت لزوم کی درخواست کی اور قصر سفید میں اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد اور جری اور شجاع اور سخی تھا اکثر نفقہ خاص اپنا مصحف مجید کی کتابت سے کرکے زمانۂ حیات مستعار کا بسر لیجاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لابدی میں ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور صلحا و علما کو دوست رکھتا تھا اور اہل ہنر کو نوازتا تھا روز جلوس شاعرون نے قصاید غرا سلطان کے ملاخطہ میں گذرانے صلہ اور انعام سے سرفراز ہوے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اُسکے نام لکھی اُسوقت میں ایک قصیدہ کہا تھا یہ چند بیت اُسمین ہیں

نظم

آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ٭ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش است ٭
آن جہانداری کہ سقف چرخ از ایوان اش ٭ در شکوہ منزلت گوئی کہ فیروزہ وش ست ٭
سکہ را ز القاب میمونش چہ اندازست فخر ٭ خطبہ را ز اسم ہمایونش چہ پایہ نازش است ٭

منصب وزارت پر ملک غیاث الدین بلبن خرد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور بخطاب خان اعظم الغخان کے سرفراز فرمایا اور چتر و دورباش دیکر تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کرکے مدار المہام کیا اور اپنے چچیرے بھائی خان اعظم شیر خان کو خطاب خان معظم سے مخاطب فرماکر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور سپاہ مغول کے مقابل میں جو غزنین اور کابل اور قندھار اور بلخ اور ہرات کے تھی نگاہ رکھا اور حصار بھٹنیر اور بھٹنڈہ تعمیر کیا ہو شیر خان کا ہو کہتے ہیں سلطان ناصر الدین نے تفویض مہمات کے وقت خان اعظم الغخان سے فرمایا کہ مین نے تجھے اپنا نائب کرکے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا خبردار ایسا کام نکرنا کہ درگاہ بے نیاز مین اُسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئین خجل اور شرمسار کرے چنانچہ خان اعظم الغخان نے اُسیطرح نیابت کے قواعد اور مملکت داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضۂ اقتدار مین آئے اور کسیکی مجال تصرف کار سلطنت مین نرہی اور ماہ رجب سال جلوس مین سلطان ناصر الدین خان اعظم الغخان کے استصواب سے ملتان کی طرف فوج کش ہوا اور غرہ یعنی پہلی تاریخ ذیقعدہ کو آب لاہور سے عبور کرکے جب آب سودرہ کے ساحل پر پہونچا توقف کرکے خان اعظم الغخان کو لشکر کا سپہ سالار (سودرہ) کیا اور کوہ جود اور آب سندھ کی طرف روانہ کیا اور خان اعظم الغخان نے کوہ جود اور تمام بلاد اُس نواح کو نہب و غارت کیا اور کھکرون اور متمردون کو وہانکے جو سالگذشتہ مین مغلون کو رہبری کرکے ولایت ہند مین لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتون اور لڑکیون کو اُنکی اسیر کیا اور جب وہانسے پلٹ کر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے بعجلت تمام دہلی کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین ایک جماعت امرا سے کہ کئی سال کہ سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد سلطنت سے حدود لاہور اور ملتان مین جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور ملزوم ہے نہین کرتی تھی مغول کی فوج سے مقابلہ و مقاتلہ سے پہلوتہی کرکے نفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الغخان کی راے کے استصواب سے سب کو منصب وزارت سے معزول رکھکر اپنے ہمراہ دہلی لے گیا اور اُنکے فرزندون اور عزیزون اور بھتیجون کو اُس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے مہمات ملکی اور مالی پنجاب و ملتان نے انتظام تمام بہم پہونچایا بادشاہی اُسکی نے بھی قدر سے درازی پائی اور کتب تاریخ متقدمین مین مسطور ہے کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک روے زمین کے سخر کیے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امرا و اعیان دولت نے طریق بندگی سے پاؤن باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا اسکندر اُنکے علاج مین عاجز ہوا عاقبت الامر غور اور تامل کے بعد ایلچی روم مین اپنے وزیر اور استاد ارسطاطالیس کے پاس کہ اُسنے ضعف پیری کے سبب سے اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیجکر اس جماعت کے بارہ مین تدبیر صائب چاہی ارسطاطالیس نے ایلچی کی باتین گوش ارادت سے سماعت کین مگر کچھ جواب اُسکے سوا

نہ یا یعنی بلا توقف اس ایلچی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ میں داخل ہوا اور باغبانون کو حکم دیا کہ اشجار بزرگ بیخ سے اکھاڑو اور نہال ہائے
کوچک بجائے اُنکے بٹھاؤ جب باغبان اُسکے حکم کے موافق کاربند ہوے ارسطاطالیس نے اپنی محل کی طرف مراجعت فرمائی اور ایلچی سکندر
کے روبرو حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہونچایا ہر چند مین نے سعی کی مجھے جواب نہ دیا نا کام مجھے رخصت کیا سکندر
سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائق جواب اور سزاوار تکلم نہ جانا کچھ تھیدیگی کی پھر اُس سے پوچھا کہ آپ نے عرض پیغام کے بعد حکیم سے
کیا مشاہدہ کیا اُسنے عرض کی جب اُسنے شاہ کا پیغام سُنا فورًا اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے ایک باغ ملوکہ کی طرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی
اپنے ہمراہ لیگیا اور باغبانون سے فرمایا کہ بڑے درختون کو جڑ سے اُکھاڑو اور پودے کوچک اُس جگہ بٹھاؤ اور خود بھی اس کام مین مشغول
ہوا اور مجھے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شافی کہا ہے تیری غایت
تیرے فہم مین نہیں آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے امراے متسلط اور متغلب کو معزول کر کے اُنکے فرزندون کو اُنکے مقام پر نصب کیا
اور اس وہم سے کہ متردد تھا نجات پائی الغرض دوسری تاریخ ماہ شعبان ۶۴۵ھ چھ سو پینتالیس ہجری مین سلطان ناصر الدین نے پھر
دوآب کی طرف نہضت فرمائی اور قلعہ تنبر کو بہ نہایت کوشش کے مفتوح کیا اور اسی سال سوین ذیقعدہ کو کڑہ کی طرف عزیمت
کر کے خان اعظم الغخان کو مقدمۃ فوج کیا اور وہ جاتے ہی مواضع دلکی ملکی کو غارت کر کے خوب لڑا اور اُسکی اولاد اور اتباع کو اسیر
کر کے مع غنائم کثیر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور باتفاق دہلی مین مراجعت کی اور یہ دلکی ملکی راجہ آب جون کے اطراف کا تھا اور
سابق مین تھا نہ ہائے بادشاہی اُٹھا کر کالنجر اور کڑہ مالوہ تک تصرف مین رکھتا تھا اور چھٹی شعبان ۶۴۶ھ چھ سو چھیالیس ہجری مین
خان اعظم الغخان کو رن تھنبور اور کوہ پایہ میوات پر تعین کیا اور وہ اُس حدود کے متمردون کو گوشمالی دیکر مع غنائم بسیار درگاہ مین آیا
اور اُسکا بھائی ایبک کشلیخان اُس وقت امیر حاجب اور ایاز ریحانی وکیل السلطنۃ تھا اور اسی سال سلطان کا بھائی کہ
جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دہلی مین آیا اور متوہم ہو کر کوہ چینور پر بھاگا سلطان اُسکے تعاقب مین اس پہاڑ کے دامن
تک گیا اور سات آٹھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائی جب ہاتھ اسکا نہ آیا مجبور ہو کے لاچار دہلی مین مراجعت کی اور
اسی سال قاضی عماد الدین سنقور ریحانی کو ساتھ بعضے امور کے متہم کر کے قضا سے معزول کیا اور عماد الدین ریحانی کی سعی سے
گردن ماری اور ۶۴۷ھ چھ سو سینتالیس ہجری مین سلطان نے خان الغخان کی دختر اپنے عقد نکاح مین لی اور ۶۴۸ھ چھ سو اڑتالیس
ہجری مین لشکر ملتان کی طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیر خان حاکم ملتان ولاہور کا بیس ہزار سوار سے سلطان کے پاس آگیا اور
سلطان اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان مین داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک عز الدین بلبن بزرگ صاحب صوبہ ناگور اور اوچہ کو
اُس طرف رخصت کر کے خود دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ۶۴۹ھ چھ سو انچاس ہجری مین ملک عز الدین بلبن بزرگ سر اطاعت سے
پھیر کر عاصی ہوا سلطان نے فتنہ کے دفع کیواسطے ناگور کیطرف کوچ کیا اور ملک عز الدین بلبن بزرگ تاب مقاومت نہ لایا
اور بارگاہ سلطانی مین حاضر ہو کر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اُس کی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت بدستور
اُسی پر ارزانی رکھی اور مظفر و منصور دہلی مین بازگشت کی اور اسی سال چھبیسوین ماہ شعبان کو افواج بحر امواج ہمراہ لیکر قلعہ نرور
کیطرف روانہ ہوا اور چاہر دیو نے اس نواح مین ایک حصار جدید بنا کر کے انجام کو پہونچایا تھا پانچ ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ جرار
سے سلطان کے مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مفرور ہوا اور سلطان ناصر الدین نے قلعہ کو محاصرہ کر کے
تھوڑے دنون مین مسخر اور مفتوح کیا اور وہان سے چندیری اور مالوہ مین جاکر امراے صاحب اقتدار وہان مقرر کر کے پھر
دار السلطنت دہلی مین مراجعت کی اور خان اعظم الغخان سے اس سفر مین علامتین جوانمردی و آثار مردانگی کے ظہور مین آئے

اور اسکے بعد شیر خان نے جو چچیرا بھائی خان اعظم الغخان کا ہوتا تھا اور شجاعت و سخاوت اور عقل کی تیزی میں شہرۂ آفاق تھا غزنین کو مغلوں سے لیکر چند مدت وہاں کا خطبہ اور سکہ سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتان سے قلعۂ اوچہ کے لینے کی عزیمت کی ملک اعز الدین بلبن بزرگ کہ جس سے تمرد کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیر خان کے دبدبہ سے ہراسان ہوا اور لاچار ہو کر ناگور سے اوچہ میں آیا اور حرف و حکایات سے وہ قلعہ شیر خان کے سپرد کر کے سلطان کی خدمت میں گیا اور مراحم شاہانہ سے ولایت بداؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بائیسویں شوال ۶۵۰ھ چھ سو پچاس ہجری میں لاہور کے راستہ سے اوچہ اور ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر میں سنقر قتلغخان ولایت سہسوان سے اور ملک اعز الدین بلبن بزرگ بداؤن سے مع افواج آراستہ آب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت میں آئے اور ابتدائے ۶۵۱ھ چھ سو اکاون ہجری میں عماد الدین ریحانی جو خان اعظم الغخان کا دست گرفتہ تھا اس وقت بعض بادشاہوں سے موافقت کر کے حسد سے خان اعظم الغخان کا قاصد جان اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرضداشت کی کہ صلاح دولت کی اسی میں ہے کہ خان اعظم الغخان اپنی جاگیر میں کہ ہانسی ہے جاوے اور وہاں بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم ہانسی گیا اور عماد الدین ریحانی نے اسکے غیبت میں فرصت پائی جو اشخاص کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایک کشلیخان کو کڑہ اور مانکپور کی جاگیر دیکر اسطرف رخصت کیا اور عین الملک جنیدی کو جو دہلی میں آکر استقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور اعز الدین کشلوخان کو امیر حاجب کیا اور جب دہلی میں آیا دست دراز کر کے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال میں دہلی سے حرکت کر کے آب بیاہ کے نواح میں گیا اور جب شیر خان ریحانی نے سندھیان تمرد سے ہزیمت کھائی تھی عماد الدین کے اغوا سے فوج کثیر بھیجکر قلعہ بھٹنڈہ اور اوچہ اور ملتان کو شیر خان کے کارندوں کے ہاتھ سے برآوردہ کر کے ارسلانخان کے حوالہ کر کے مراجعت کی اور اسی عرصہ میں جب ملک اعز الدین رضی الملک ترک نے حالت مستی میں زمینداران کیتھل اور کہرام کے ہاتھ سے شربت شہادت چکھا سلطان نے انتقام کیواسطے اسطرف تشریف فرمائی اور متمردان کو سزا دی اسکے بعد بداؤن میں گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت میں معاودت کی اسوقت امرائے اطراف و جوانب خصوصاً کڑہ اور مانکپور اور اودھ اور بداؤن و سرہند و سنام و کہرام و لاہور وسوالک ناگور نے آپس میں موافقت کر کے خان اعظم الغخان کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام میں بالکل فتور واقع ہوا اور عماد الدین ریحانی نے ظلم و جور کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا مناسب وہ ہے کہ دار الخلافت دہلی میں جا کر بدستور سابق وہاں سے مہمات کو انجام دیجیے خان اعظم الغخان نے یہ بات قبول کی اور تمکین کہرام کی نواح میں ایک جگہ جمع ہوئے اور عماد الدین ریحانی سلطان کو انکے دفع پر آمادہ کر کے انکے دفع کے واسطے روانہ ہوا جب ہانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الغخان اور امرائے مذکور نے پیغام دیا کہ ہم سب آپکے غلام فرمانبردار ہیں اگر عماد الدین ریحانی ملازمت میں نہ رہے ہم سب قدمبوسی میں مشرف ہوں سلطان نے عماد الدین ریحانی کو عہدۂ وکالت سے معزول کر کے بداؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امرا خدمت سلطان میں حاضر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے مخلع ہو کر سرفرازی پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیر خان بدستور سابق دیپالپور و ملتان و بھنیر و بھٹنڈہ اور اسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان منقضی المرام ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور خان اعظم الغخان کے آنے سے صغیر و کبیر لوگ نہایت خوش وقت ہوئے اور انکے دلونکے باغ میں گلہائے مراد شگفتہ ہوئے اور ۶۵۳ھ چھ سو ترپن ہجری میں سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکہ جہان سے جو قتلغخان کے نکاح میں تھی منحرف ہوا اور ولایت اودھ قتلغخان کی جاگیر کر کے اسطرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ میں وہاں سے بھی تبدیل کر کے بہرائچ بھیجا قتلغخان باغی ہوا اور عماد الدین ریحانی اور

ملک اعز الدین کشلیخان حاکم سندھ اور بعضے امراے دیگر نے اُس سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغخان کو تبلغخان کے سر پر اور ملک تاج الدین ترک کو عماد الدین ریحانی کے سر پر نامزد کیا اور عماد الدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور تبلغخان نے خان اعظم الغخان کے مقابلہ سے بھاگ کر جیتپور مین دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کرکے دہلی مین مراجعت کی اور ۶۵۵ چھ سو پچپن مین جیتپور کا راجہ دیپال نام تبلغخان کی کمک کیواسطے بہت لوگ فراہم کرکے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونون متفق ہوکر حوالی سمانہ اور کہرام مین آکر خلل انداز ہوئے سلطان نے پھر الغ الدین الغخان و کشلیخان حاجب کو مع افواج گران اُنکے سر پر تعین فرمایا جب فریقین نزدیک پہنچے دہلی سے مثل شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرائچی نے پوشیدہ خطوط بھیجکر تبلغخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندون کو اُنکی بیعت پر ترغیب دی الغخان نے اُنکے کید پر آگاہی پاکر ایک عرضداشت مین کیفیت مفصل لکھکر دہلی کیطرف روانہ کی سلطان نے اُس جماعت کو اپنی اپنی جاگیرون کی روانگی کا حکم دیا اور بقولے سب کو قید کیا اس حال مین تبلغخان و کشلیخان بازی روزگار سے غافل ہوکر دو روز مین سو کوس کی مسافت قطع کرکے دہلی مین آئے جب اُس جماعت کو دہلی مین نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ مین جاکر خان اعظم الغخان کے ذریعہ سے پھر وہانکی حکومت پر قائم ہوا اور احوال تبلغخان کا معلوم نہوا کہ کہان گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچہ اور ملتان کی نواح مین آیا سلطان نے اُنکے دفع کا آہنگ کرکے سراپردے سرخ برپا کیے چار مہینے کے بعد افواج جمع ہوکر کوچ بر کوچ روانہ ہوئین اور مغلونکا لشکر بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی مراجعت فرمائی اور پنجاب شیر خانکے تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور ۶۵۶ چھ سو چھپن ہجری مین سلطان نے عنان عزیمت کڑہ مانکپور کیطرف معطوف فرمائی ارسلان خان اور قلیج خان کہ اسطرف بغاوت کا علم بلند کرکے باوصف طلب سفر مغول مین حاضر نہوئے تھے عہد و سوگند کرکے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے ارسلانخان کو ممالک لکھنوتی اور قلیج خان کو کوہ پایہ مرحمت ہوا اور ۶۵۷ چھ سو ستاون ہجری مین کشلیخان برادر خان اعظم الغخان بیانہ اور کول اور جالیسر اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دو زنجیر فیل اور جواہر وافر اور بار یک تکاتر لکھنوتی سے آیا اور اسی سال ملک اعز الدین کشلیخان فوت ہوا اور ۶۵۸ چھ سو اٹھاون ہجری مین خان اعظم الغخان سلطان کے حکم کے موافق کوہ پایہ اور سوالک اور رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور راجہا ے راجپوت اور میوات اور سوالک کہ اس حصہ مین سرکشی کی بنیاد رکھکر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کرکے جابجا سخت اور دشوار گذار مین وارد ہوئے تھے الغخان نے آگ قہر و غضب کی اُنکے مضاجع مین ڈالکر کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑا اور اُن دردن کے توڑنے مین جہان اُنھون نے کمینگاہ مقرر کی تھی دخل ہوا اور تین چار مہینے اوقات اُنکی جنگ مین صرف کی جو کفار ایسے مقامون مین چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر محال تھا اسواسطے خان اعظم الغخان نے اپنے اُردو مین منادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ اسیر کر لاویگا دو تنگہ نقرہ انعام پاویگا اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تنگہ نقرہ پاویگا پھر تو مردمان اُردو ہر روز تین چار سو آدمی آتے تھے الغخانکی بارگاہ مین زندہ اور مردہ نظر سے گذرانتے تھے اور زر انعام خزانہ سے لیکر پھر اپنے کام مین مصروف ہوتے تھے یعنی مفرورون کے تجسس اور گرفتاری مین روانہ ہوتے تھے راجاؤن نے جب یہ معاملہ دیکھا مجبور اور غمگین ہوکر اُن درون و کمینگاہ سے برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کرکے میدان مین شتابان ہوئے اور خان اعظم الغخان نے بھی ترتیب سپاہ پر ہمت مقرر کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تک جنگ مین مشغول رہا اور باوصف اسکے کہ چند امراے ترک اس معرکہ مین شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر نسیم فتح و ظفر خان اعظم الغخان اسکے نشان کے

پرچم پرچلی اور دو سو پچاس سردار کفار اور منصب داروں کے زندہ دستگیر ہوئے اور قلعہ رنتھنبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح
کیا پھر اُٹھا دو شوکت سے دہلی میں مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق و زنجیر میں زندہ ہمراہ رکھتا تھا سلطان
کے ملاحظہ میں درلایا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے رستہ اور بازاروں میں ہر ایک دوسری
طرح سے معرض ہلاکت میں آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ایلچی ہلاکو خان کیطرف سے حوالی دہلی میں پہونچا خان اعظم الغخان نے
پچاس ہزار سوار با یراق عرب اور عجم اور ترک اور خلج اور افغان سے اور دو لاکھ پیادہ بہ تمامی سلاح اور دو ہزار فیل اور تین ہزار عرادہ
آتشبازی شہر سے باہر لیجا کر ایلچی کے سرراہ پر واسطے عرض اثاثہ سلطنت ایستادہ کیا اور آواز طبل اور دہل اور کرنا اور نفیر اور نعرہ
(نقارہ ۱۲ ڈھول ۱۲)
پیلان اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور اسلحہ بہادروں کے چمکنے سے علامتیں روز قیامت کی ظاہر ہوئیں اور گردش فلک کم ہوئے پھر
خان اعظم الغخان ایک تیر کے اندازہ راہ سے افواج سے جدا ہو کر ایلچی کے استقبال کو گیا اور درمیان اُن صفوں کے گذر کر کے فیلوں اور بہادروں کا
تماشا دکھاتے ہوئے قصر سفید میں ناصر الدین سلطان کے روبرو لایا اور اُس روز قصر سلطنت نے تجملات بادشاہانہ زوینہ و ثمینہ سے زیب
زینت پائی تھی اور صدور و سادات و مشایخ اور امراے نامدار اور پچیس شاہزادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کے چنگیز خان کے عہد میں ہندوستان
میں آئے تھے اور سلطان کی خدمت میں بسر لیجاتے تھے اور بہت سے راے اور راے زادے ہندوستان کے دست بستہ تخت کے گرداگرد
ایستادہ تھے اور قاضی منہاج جرجانی نے اس جشن کی تعریف میں یہ چند بیت موزوں کی تھیں نظم زہے جشنے کز ان اطراف چون
خلد برین گشتہ ٭ خمے بزمے کزان اکناف عدن راستین گشتہ ٭ ز فر ناصر الدین شاہ محمود بن التمش ٭ ملک نزد شہ عاخواند فلک
پیشش زمین گشتہ ٭ شہنشاہے کہ در عالم ز فیض فضل ربانی ٭ سزاے چتر شاہی لائق تخت و نگین گشتہ ٭ ز ترتیب نہاد و رسم
آئین نشاط او ٭ تو گفتی عرصۂ دہلی بہشت ہشتمین گشتہ ٭ مبارک باد بر اسلام این بزم شہ عالم ٭ کز این ترتیب ہندوستان ہمہ
خوشتر ز چین گشتہ ٭ تاریخ نظام الدین احمد میں مسطور ہے کہ ناصر الدین ہر یکسال میں دو کلام مجید لکھتا تھا اور زر ہدیہ اُسکا اپنی وجہ قوت
خاص میں صرف کرتا تھا ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زر ہدیہ قیمت اُسکا زیادہ
دیا جب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے خوش نہ آیا حکم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت متعارف فروخت کرتے رہیں
اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کوئی لونڈی اور خادم منکوحہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ پکاتی تھی
(یعنی طعام ۱۲)
ایک روز سلطان سے بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب سے میں ہمیشہ ایذا اُٹھاتی ہوں اور ہاتھ میرے اکثر جلتے
ہیں اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی پکانیکے واسطے خرید دیں بہت مناسب ہے سلطان نے درجواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا
ہے مجھے نہیں پہونچتا ہے کہ اُسکے درم لیکر لونڈی خرید دوں صبر کر کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے آخرت میں جزاے خیر دیوے بیت جہان
خواہست پیش چشم بیدار ٭ بخواب دل نہ بندد مرد ہوشیار ٭ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کی کتابت کیوقت سلطان کی
خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور نظر اُسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ قید مکرر لکھا تھا اُسنے سلطان سے عرض کی ایک قید بلاوجہ
ہے سلطان نے فوراً دوات و قلم طلب کر کے ایک قید کے دور میں حلقہ کھینچا پھر اُس شخص کی حاجت روائی اور فائز المرام کر کے اُسے
خوشدلی سے رخصت کیا اور اُسکے جانے کے بعد قلمتراش لیکر اُس حلقہ کو تراشا اُسوقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی حلقہ کھینچنے کی
کیا وجہ تھی اور پھر حک کرنے کا کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اُس دم میں کہتا غلط نہیں ہے اول
عیب اسکا ظاہر ہوتا دوسرے شرمندہ ہوتا اسواسطے میں نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ رقم کاغذ حک کرنی بہت آسان ہے کہ غبار رنج
کدورت کا کسی کے دل پر بیٹھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ناصر الدین کا ایک مصاحب تھا محمد نام اور سلطان کی یہ عادت تھی کہ اُسے محمد کہکر پکارتا

ناگاہ ایک روز اُس مصاحب سے فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کرے ندیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے فراغ کے بعد اپنے مکان پر گیا تین
روز تک سلطان کی ملازمت میں نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اُسکی طلب کو بھیجا جب دربار میں حاضر آیا سبب غیر حاضری کا
استفسار فرمایا ندیم نے عرض کی خداوند جہان کی عمر دراز ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکر ارشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت
تاج الدین خطاب کرنے سے فدوی کو یقین ہوا کہ اس اعلی دولت کی نسبت مزاج سلطانی میں کچھ تغیر ظہور میں آیا ہے جو بیگانہ وار لقب سے
بلایا ہے اس امر کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور بیقرار افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کرکے فرمایا کہ میں تیری طرف سے کچھ گرانی
اپنی خاطر میں نہ رکھتا بلکہ لیکن اُسوقت میں بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر جاری
کرون اسواسطے تجھے بلقب تاج الدین بلایا اور سنہ چھ سو تر سٹھ ہجری میں ناصر الدین مرض الموت میں مبتلا ہوا اور گیارھوین جمادی
الاول سنہ ۶۶۴ چھ سو چوسٹھ ہجری میں دار دنیا سے دار البقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت بیس برس اور چند
مہینے تھی

## ذکر سلطنت سلطان فردوس نشیمن سلطان غیاث الدین بلبن کا

وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ
معدلت شعار تھا اور ساتھ محامد خصائل اور محاسن شمائل کے آراستہ و پیراستہ نہایت طالع و بخت بادشاہی اور فرخ آمد
نیکخواہی اور سلطان غیاث الدین بلبن ترکان قراخطائی کے طائفہ البری سے تھا ایک سوداگر اُسکو مغلون کے ہاتھ سے کہ اس
دیار پر غلبہ پاکر اسیر کیا تھا خرید کرکے بغداد میں لایا اُسکا باپ ایک قبیلہ کا افسر تھا جس میں دس ہزار مکان آباد تھے اور بغداد میں خواجہ
جمال الدین بصری نے کہ ساتھ تقوی اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا سنہ ۶۳۰ چھ سو تیس میں اُسے خرید کیا اور چونکہ سلطان شمس الدین
التمش بادشاہ دہلی بھی اُسی قبیلہ سے تھا بہت بڑی امید میں اسی سال دار السلطنت دہلی کیطرف روانہ ہو کر غیاث الدین بلبن کو مع
اور چند غلام ترک کے سلطان شمس الدین کے ملاحظہ میں گذرانا سلطان نے انھیں بقیمت اعلی خرید کیا اور بہت خواجہ جمال الدین
بصری کو مورد انعام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقتضی المرام ہوکر بغداد میں معاودت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور
مردانگی غیاث الدین بلبن سے مشاہدہ فرماکر بازدار خاص کیا اور قضائے آسمانی سے اپنے بڑے بھائی کشلیخان کو جو سلطان کی
ملازمت میں نہایت اعتبار رکھتا تھا پہچانا اس تقرب سے نہایت صاحب عزت ہوکر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد
مین تمام ترکان ہندوستان کو ہمراہ لیکر پنجاب کے نواح مین گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد میں جب کون نے دہلی کے اطراف
میں آکر جہاد کیا اور آخر درمیان انکے سنگ تفرقہ پڑا غیاث الدین بلبن انکے پنجہ ظلم مین گرفتار ہوکر محبوس ہوا اور حکمت الٰہی اس مقید ہونے میں
یہ تھی کہ مصیبت زدون اور محتاجون کی قدر پہچانے اور سلطانہ رضیہ کے عہد میں زندان سے رہائی پاکر اُسکا میر شکار ہوا اور میر شکار
ہونے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا صید ہوگا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ مین عہدہ امیر آخوری پر منصوب ہوا اس سے ایما یہ
تھا کہ مرکب دولت کو زیر ران کھینچے گا پھر بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ ہانسی اور ریواڑی جاگیر پایا
اور میوات کے کفار کو جو سرکش تھے اور رانون کو دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابیان کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ اسکی شجاعت اور
مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی میں تھی یہانتک کہ شہور سنہ ۶۴۲ چھ سو بیالیس ہجری میں سلطان علاء الدین مسعود
کے عہد میں امیر حاجب ہوا اور کار ہائے نمایان اُس سے ظہور میں آئے اور سلطان ناصر الدین محمود کے زمانے میں منصب
امور مالی اور ملکی کا ساتھ اُسکے مفوض ہوا اس طور کا صاحب جاہ ہوا کہ اس سے سلطنت تک چندان فاصلہ نہ تھا اور
سلطان ناصر الدین کو پادشاہی سے یہی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونیکے بعد وہ بلا فاصلہ قصر سفید میں تخت
دہلی پر متمکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور بعض تواریخ میں چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہے

ہو سکتا ہی کہ بلبن ایک گروہ ترکون سے ہو واللہ اعلم عنداللہ سلطان شمس الدین التمش چالیس غلام ترکیہ وشتان ور صاحب اعتبار رکھتا تھا انکو چہل گانی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد سب ایک مجلس مین جمع ہو کر ہم عہد اور ہم سوگند ہوے اور مملکت ہند آپس مین تقسیم کی اور ترکون مین خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دوسرے سے فروتنی اسپہ جانکر ہر ایک لاف انا ولاغیری (یعنی ہمارے سوا دوسرا نہین) مارنے لگے اور جبکہ سلطان غیاث الدین بلبن انمین سے بادشاہ ہوا اول تھوڑے ترکان خواجہ تاش کو جو استقلال تمام رکھتے تھے اور انسے ڈرتا تھا نیست ونابود کیا یہانتک کہ اپنے چچیرے بھائی شیرخان کو جو بندگان خواجہ تاش کے درمیان سب سے بزرگتر تھا اختفاع مین زہر دیکر ہلاک کیا اور تھوڑے عرصہ مین سلطنت ہند کو ضبط کیا اور دشمنون اور مخالفون سے ایک کا اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عراق اور خراسان و ماوراءالنہر اس سے طریق دوستی ناپتے تھے اور وہ دانا و صاحب وقار و صاحب تجربہ تھا چنانچہ کار ہای سلطنت کو سنجیدگی و فہمیدگی سے انجام دیتا تھا نظم چینکو متابعت کار آگہی بود بسا داد ازین نقد عالم تہی کسی سر برآرد بعالم بلند کہ در کار عالم بود ہوشمند چنانچہ مملکت کو سوائے اپنے برادر مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اراذل کو کاموں مین دخل نہ دیتا اور جبتک صلاح و تقوی و دیانت کسی شخص کی تشخیص نہ ہوتی اسے کارکن نہ فرماتا اور نسب کی تصحیح مین بھی مبالغہ بلیغ اور تفحص کثیر کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنیکے بعد کسی مین نقص ذاتی اور صفاتی کا گمان ہوتا تو فوراً معزول کرتا اور کفار سے ہرگز عہدہ اور عمل رجوع نکرتا کہ مبادا مسلمانون سے بطریق تسلط پیش آوین اور آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذرا اختیار اراذل آدم نمایان سے کبھی ہمکلام نہوا اور مشہورون کو اپنے دربار مین بار نہ دیا کہتے ہین فخر بیانی نام ایک رئیس کہ برسون خدمت درگاہ کی تھی ایک بار مقربان درگاہ سے التماس قبول کرنیکی ملتجی ہوا کہ اگر بادشاہ ایکمرتبہ ساتھ اسکے ہمزبانی فرماوے مال وافر نقد وجنس پیشکش کرے جب یہ امر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا فرمایا کہ وہ رئیس اور امیر بازاری ہی سلطان کے ہمزبان ہونے سے مہابت بادشاہی دل مین عوام کے کم ہوگی اور حشمت و عظمت مین نقصان راہ پاویگا اور ملحقات طبقات ناصری مین جو مصنفہ شیخ عین الدین بیجاپوری ہی مرقوم ہی کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت اور سعادت کافی ہی کہ بادشاہ اور بادشاہزادے جو سلاطین ماضیہ کے عہد مین ہند مین تشریف لائے تھے انکے علاوہ پندرہ بادشاہزادے ترکستان اور ماوراءالنہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس اور روم و شام سے جو سپاہ چنگیزیہ کے ظلم سے اپنے مرکز دولت سے پراگندہ ہو کر اسکے عہد دولت مین دہلی مین پہونچے تھے ہر ایک فرش عزت اور سرداری پر متمکن ہو کر بنہایت ذوق وشوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن دو شاہزادہ کہ پاے تخت پر بیٹھتے تھے وہ دونون خلفاے عباسی کی اولاد سے تھے اور جس وقت بادشاہزادگان ولایات اور بزرگان وقت سے اسکے عہد مین مین آتے تھے سلطان اظہار بشاشت کرکے شکر الٰہی بجا لاتا تھا اور ہر ایک کے لیے علٰحدہ محلہ مقرر کرتا تھا چنانچہ دہلی مین پندرہ محلہ آباد ہوے تھے جنکی تفصیل یہ ہے محلہ عباسی محلہ سنجری محلہ خوارزم شاہی محلہ دیلمی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی محلہ سنقری محلہ یمنی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ خطائی اور اس سبب سے کہ زبدہ اور نخبہ اور خلاصہ عالم از اصحاب سیف وقلم اور سازندہ اور خوانندہ وارباب ہنر سے کہ ربع مسکون مین عدیل ونظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار مین جمع ہوگئے تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجری پر ترجیح دیتے تھے کہتے ہین جمیع علما اور فضلا اور کملا اور مشائخ اسکے بڑے بیٹے مشہور خان شہید کے مکان مین مجتمع ہوتے تھے اور ارباب نشاط اور اہل ساز وعشرت اور قصہ خوان اور خوش طبع اور ظریف اور ہزال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند بغرا خان کی مجلس مین حاضر ہو کر بزم شاہانہ آراستہ کرتے تھے

اور ہنر کی صیقل سے زنگ غم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور بمقتضاے الناس علیٰ دین ملوکہم جمیع امرا و اعیان دولت بھی اپنی منازل اور مساکن میں اُن دونوں بھائیوں کے شیوہ مستودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن آرایش لباس اور لوازم عظمت اور شوکت اور کوکبہ بادشاہی میں مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بار عام دیتا تھا چنانچہ مدد و نکام اُسکے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ آب ہوتا تھا اور اُسکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے متردان دور و نزدیک کے اندام پر لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور غوری اور سمرقندی اور کرہ اور کرّا اور عرب شمشیر ہاے برہنہ دوش پر رکھے ہوئے وضع مہیب کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے ہوئے اُسکی رکاب میں جاتے تھے اور مجلس جشن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشاہان عجم کے طور پر بسر لیجاتا تھا اور ایام جشن میں صبح سے شام تک مجلس میں اجلاس کرتا تھا اور ندیمیں پیشکش خوانیں اور امرا کی نظر سے گذرتی تھیں مقربان مجلس اُسکے صفات پسندیدہ اور حرکات شایستہ کو معروض رکھتے تھے اور فروش منقش اور استعمال اوانی طلائی نقرہ اور پردہاے زربافت اور انواع فواکہ اور اطعمہ اور اشربہ اور تنبول میں مبالغہ کرتا تھا اور بار ہا کہتا تھا میں نے ترکوں سے جو سلطان شمس الدین التمش کی مجالس میں اعتبار تمام رکھتے تھے سنا ہے کہتے تھے کہ جو بادشاہ کر ترتیب دربار اور دبدبہ سواری میں رسمیں اور قاعدے سلطنت کی رعایت کیے ہوئے نرکھے اُس سے حشمت بادشاہی مشاہدہ نہیں ہوتی اور ہیبت اُسکی دشمنان شاہ کے دلمیں نہیں بیٹھتی اور نقصان مملکت میں ظاہر آتا ہے اور اسیطرح سے عدل و داد میں نہایت مبالغہ کرتا تھا اُسکی عدالت کا شمہ یہ کہتے ہیں ملک تغلق ابن جاندار جو ایک بزرگ سے تھا اور چار ہزار سوار خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بداؤن اُسکی جاگیر میں تھی بدمستی کی حالت میں ایک فراش کو درہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن بداؤن میں گیا فراش کی زوجہ دربار عام میں آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت جرم کے ملک تغلق کو اُس ستم رسیدہ کے روبرو اسقدر درے لگوائے کہ اُسکے شوہر سے جا ملا اور لاش اُسکی بداؤن کے دروازہ پر آویزاں کی اور اسی طور سے اُسکے ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ جسکا نام ہیبت خان اور جاگیر اُسکی اودھ تھی اُسنے بھی ایک شخص کو حالت مستی میں ہلاک کیا اُسکی زوجہ دادخواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خان کو پانسو درے مارکر اس عورت کو بخشا اور فرمایا یہ آجتک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہوا تجھے اسکے قتل و رہائی کا اختیار ہے ہیبت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ کرکے بعد تضرع و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ اُس ضعیفہ کو دیکر اپنے تئیں رہا کرایا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر نہ آیا یہانتک کہ مرگیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندوں سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتا تھا کہ میں نے دو مرتبہ سید مبارک غزنوی سے مجلس سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام میں سنا ہے کہتا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہیں تمام اشراک بخدا ہے اور بخلاف سنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور نجات اُنکی آتش دوزخ سے چار چیز میں منحصر ہے جو اُنمیں بھی خلل واقع ہو تو یقین ہے کہ عقوبت کا سزاوار اُنسے کوئی نہوگا اول وہ کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ فر اور سطوت اپنے کو اپنے محل پر صرف رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اُسکے مد نظر نہے دوسرے فسق و فجور علانیہ اپنے ممالک میں واقع نہونے دے اس بارہ میں سعی بلیغ فرماوے اور فاسقوں و بیباکوں کو خوار اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل و عمل مردم دانا اور شایستہ اور دیانت دار اور خدا ترس کے تفویض فرماوے اور مردم بد اعتقاد کو اپنے ملک میں جگہ نہ دیوے جو باعث اختلال عقیدہ خلق ہوں چوتھے یہ کہ عدالت اور داد دہی مردم اس درجہ استفسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اُسکے ممالک محروسہ میں نرہے بیت پایداری بعدل و داد بود ٭ ظلم شاہی چراغ باد بود ٭ پس تم بہ سے فرزند اور جگر گوشہ ہو تمہیں جانو کہ اگر تم عاجزوں پر کسی نہج کا ظلم اور تعدی روا رکھوگے میں سزا اُسکی تمہیں دونگا اور جسوقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن برسر آب

دریا یا پل یا خلیج یا خلاب کے پہونچتا اس مقام مین توقف کرتا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ لکڑیان ہاتھ مین لیکر اہتمام کرنے والے تھے اور اول مریضون اور ضعیفون اور عورات اور اطفال اور چارپایون لاغر کو بے مزاحمت اقویا کے جو مقام خوفناک سے پار اتارتے تھے اسکے بعد اپنے تمام دواب یعنی فیل اور اسپ اور شتر وغیرہ کو پار اتارتے تھے اور آپ ایسے مقامون مین چند روز توقف کرتا تھا تو خلائق بآسانی اور آرام سے عبور کرے سلطان غیاث الدین بلبن اپنی خانی کے زمانہ مین خوشی اور جشنون کی آراستگی اور امراء و ملوک کی مہمانی اور قمار بازی اور زر اہل مجلس کے نثار کرنے مین رغبت تمام رکھتا تھا اور ہمیشہ اُسکی مجلس مین مصاحبان شیرین سخن اور مطربان خوش آواز حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر متمکن ہونیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور نام شراب اور تمام مناہی کا سلطنت سے نابود کیا اور صوم اور نوافل اور قیام شب اور مواظبت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور تہجد مین مشغول رہتا اور ہر وقت باوضو رہتا اور علما و صلحا کے حضور ہاتھ طعام مین لیجاتا اور ہمیشگی کا قاعدہ تناول کرتے وقت علما سے مسائل شرعی تحقیق کرتا اور امرا اور بزرگون کے مکانون پر جانا اور نماز جمعہ کے بعد مشایخ اور علما کے مکان پر مثل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سنجری اور مولانا نجم الدین دمشقی جانا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبر نکی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کو جاتا اور میت کے فرزندون اور عزیزون کو خلعت عنایت فرمانا و وظیفہ میت کا اسکے وارثون پر مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود حشمت اور دبدبہ کے اگر سواری کیوقت خبر پاتا کہ فلان مقام مین مجلس وعظ ہے اسیوقت خاصہ زین سے اتر کر مجلس مین شریک ہوتا اور تذکرہ سنکر روتا **نظم:** کنجروی از انجا خوست ؎ کرجہا نرا بعدل علم آراست ؎ روز خلوت گلیم پوشیدی ؎ بنماز و نیاز کوشیدی ؎ روی بر ریگ دل چو دیگ بجوش ؎ دل سخن گستر و زبان خاموش ؎ تا بدیدی دلش بدیدہ راز ؎ دید تنہائی این نشیب فراز ؎ کہتے ہین کوئی خدمتگاران قدیم سے جو اسکے ہم مجلس خاص تھے اُسے کسیوقت بیتکلف اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس مین قہقہہ مار کر نہ ہنستا اور کہتا تھا جسقدر رعب و ہیبت و وقار و تمکین بادشاہ سے خلائق کے دلمین اگتا ہے استقرار ریاست سے نہین رو ئیدہ ہوتا ہے اور بادشاہ مین ہیبت کا نہونا رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب ہوتا ہے اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا ہے اور جو نہین کرتا بہت عرصہ گذرے کہ نقصان اور خلل واقع ہو اور فتنہ و فساد ظہور مین آوے اور عدالت کے قواعد مختل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہون اور باوصف ان تمام اعمال اور افعال حسنہ کے قہر اور سیاست مین اہل طغیان کا فرد مسلمان سے ہرگز محابانہ کرتا اور قتل کرنے اور زد و کوب اور گرفتاری مین بنظر اصلاح ملک داری شرع نو ا جبر مشروع ہون انہین کمی نہ کرتا جیسا کہ بہت سی اولاد شمسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عدہ جانتا تھا سکر اور علانیہ قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ملک کی بہتری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور سا ایک شہر کو خاک سیاہ کیا **مصرع:** یار ما این دارد و آن نیز ہم ؎ اس سبب سے کوئی شخص اُسکے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھتا تھا اور ضوابط سلطنت اور قوانین مملکت نے جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندون کے عہد مین مختل اور مندرس ہوگئے تھے ازسرنو تازگی اور استحکام قبول کیا اور غیاث الدین بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اُسکے عہد مین میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور باوجود مصالح جہانداری کے اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جان کر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور دہلی کے اطراف کی بیس کوس تک شکار کے واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو لعل محل سے سوار ہوتا تھا ثلث شب بگر باہر رہتا اور ہمیشہ شکار مین باری باری ہزار سوار اور جسقدر پیادے تیرانداز ہمراہ رہتے تھے اور خوراک انکی سرکار سے پہونچتی تھی جب شکار دوامی کی خبر ہلاکو خان کو بغداد مین پہونچی بولا غیاث الدین بلبن بادشاہ پختہ اور صاحب تجربہ ہے بظاہر شکار کو جاتا ہے اور باطن مین سواری کی ورزش فرماتا ہے اور لشکر اپنا ہمراہ رکھتا ہے سلطان نے یہ بات سنکر ہلاکو خان کی فہم و کیاست کی تعریف کی اور فرمایا تھا کہ ملک داری اور

جہانداری کے وہ شخص جانتا ہے کہ جیسا ملک لیں میں کہتے ہیں جب اسکی سلطنت میں استقلال کمال پہونچا چند امرا نے معروض کیا کہ قوت
و قدرت بادشاہ زمان کی بدرجہ اعلیٰ ہے ممالک گجرات اور مالوہ اور وہ بلاد ہند جو شاہ قطب الدین ایبک و سلطان
شمس الدین التمش کے عہد میں تصرف میں آئے تھے انکا چھوڑنا سزاوار نہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلوں کی جماعت بلاد اسلام
پر متسلط ہوئی ہے اور اکثر ممالک ہند پر تاخت لائے ہیں دہلی سے مفارقت کرنا اور دیگر ولایت دور دست میں جانا شرط ہوشیاری
اور دور اندیشی سے بعید ہے بلکہ اپنا ملک سنبھالے اور امین رکھنا بہتر اور انسب ہے نہ کہ دوسرے کے ملک میں مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص
رکھنا اور سال ۶۶۴ چھ سو چونسٹھ ہجری میں جب سلطان نے تخت پر جلوس فرمایا محمد تاتار خان ابن ارسلان خان نے جو ناصر الدین محمود کے
عہد میں بقدر اطاعت نہ رکھتا تھا تریسٹھ فیل مع دیگر تحف و ہدایا کے لکھنوتی سے بھیجے بادشاہ نے اُسے فال نیک سمجھا اور لوگوں نے حکم شاہی
کے موافق شہر آئین بند کیا اور جا بجا قبے آویزاں کر کے شاد ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے ناصری چبوترہ
پر جو بدایون کے دروازہ کے باہر واقع ہے بار عام دیا اور امرا و ملوک اور صدور و اکابر نے حاضر ہو کر نذریں پیشکشیں گذرانیں خلعتہاے
شاہی اور انعام سلطانی سے سرفراز ہوئے اور اس کام سے تاتار خان کو مطیع اور فرمانبردار کر کے امراے کبار کی سلک میں منتظم کیا کہتے
ہیں کہ فرزندان سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہاے انبوہ کے سبب دست غارت و تاراج میں دراز کر کے
رہزنی اور قزاقی اختیار کی تھی اور راتوں کو شہر دہلی کے اندر آ کر سیندھ لگا کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی قہر و غلبہ سے
غارت کرتے تھے سوداگروں کو مجال تردد نہ تھی اور بارہا حوض شمسی کے سقوں اور کنیزان آبکش کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شہر کے لوگ
دروازے انکے خوف سے عصر کے وقت بند کرتے تھے اور کسیکو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگوں کے مقابر کی میسر ہوتی تھی اسواسطے سلطان نے
انکا قلع قمع کرنا اور کاموں پر مقدم رکھا چنانچہ جلوس کے آخر سال میں اس طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مردم سے بدمعاشوں
کو علف تیغ خون آشام کر کے بازار سیاست گرم کیا اور جنگلوں کو قطع اور صاف کر کے حکم زراعت اور کاشتکاری کا نافذ فرمایا اور
چند مقام پر تھانے بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خدا ترس مقرر کر کے بسعادت و اقبال معاودت فرمائی اور دوسرے
برس ہمت مفسدوں اور سرکشوں کے قلع قمع پر جو درمیان دوآب کے تھے اور رہزنی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد
فرمائی تا کہ لوازم قتل بجا لا کر ہلاکی انکی ذاتوں سے برلاویں اسکے بعد سلطان نے دو مرتبہ کنپل اور پٹیالے اور بھوجپور کی طرف کہ جاے پناہ
چوروں اور ستمگروں کی تھی افواج ظفر امواج ہمراہ لیکر سواری فرمائی اور ہر ایک مرتبہ کئی ہزار مفسدین کو قتل اور انکی اولاد و اتباع
کو اسیر کر کے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہند کی اصطلاح میں جونپور اور بہار اور بنگالہ ہے اور رہزنوں کی شومی اعمال سے مسدود ہو
گیا تھا مفتوح کیا اور کنپل اور پٹیالے اور بھوجپور میں قلعے اور مسجدیں تعمیر کروائیں اور تینوں قلعے افغانوں کو جاگیر دیے اور
جلالی تیار کر کے مسلمانوں کے سپرد فرمایا اور دار السلطنت میں مراجعت کی اور اسی عرصہ میں فتنہ کٹیہر کی خبر حاکم بداؤں اور امروہہ
کی زبانی عرض عالی میں پہونچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا خلائق کو یہ گمان ہوا کہ کوہ پایہ کی طرف جاویگا لیکن تنک
سراپردہ سرخ برآمد نہ ہوا تھا کہ سلطان پانچ ہزار سوار جرار سے ایلغار گیا اور دو شب میں دریاے گنگ سے عبور کر کے ولایت
کٹیہر میں آیا اور عورتوں اور لڑکوں کے سوا سے حکم قتل عام جاری کر کے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بدمعاشوں کی لوٹ
سے ایسا پاک کیا کہ بداؤں اور امروہہ اور سنبھل نے اس جماعت کی شر سے نجات پائی حتی کہ عہد جلالی تک کٹیہر میں کوئی
نام ایک فسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر و منصور ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور اسکے چند روز کے بعد عنان عزیمت پایہ
جود کی طرف منعطف فرمائی اور دو برس تک وہاں کے باشندوں کے قلع اور استیصال میں نہایت جد و جہد ظہور میں پہونچائی

اور اسقدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اسپ خوب کی تیس اور چالیس تنگہ نقرہ سے بزیادہ ہوتی تھی جب قتل و غارت اور تادیب اس پہاڑ کے رہنے والون سے فارغ ہوا فتح و نصرت سے قرین ہوکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہوتا تھا کہ جسوقت سلطان غیاث الدین بلبن کسی لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اور اکابر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوائی کو جاتے اور شہر مین قبے آیئن کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ نثار اور خیر ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف و لایت مین بھیکر اہل استحقاق پر قسمت کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے وہان کے قلعہ کو بھی کہ اولاد شمسی کے عہد مین خراب گیا تھا سر نو سے تعمیر فرمایا اور لاہور کے اطراف کو جو سپاہ مغل کے صدمہ سے ویران ہوا تھا آباد کر کے دہلی کے دار الملک مین آیا اس زمانہ مین مقربون نے گذارش کی کہ ایک جماعت کثیر لشکریان عہد شمسی سے پیر و فرتوت ہو کر جنگ و تردد سپاہی سے باز رہے ہین حالون کو کچھ بکار لشکر مین حاضر نہین ہوتے ہین سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے متعذر ہین سپاہ گری سے معاف رکھکر انہین کچھ مدد معاش کیوا سطے مقرر کرو اور زیادتی کو باز یافت کرین اس سبب سے ایک مصیبت لشکر مین ظاہر ہوئی تھوڑے مردم عزیز یعنی ذوی عزت مع تحف ملک فخر الدین کوتوال کے مکان پر گئے اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہین جانتے تھے کہ بڑھاپے مین اس بلا کا سامنا ہوگا اور ہم ایسے دن مین گرفتار ہونگے وگرنہ ہم جوانی مین ایسے کام مین مشغول ہوتے کہ بڑھاپے مین کام آتا ملک فخر الدین کوتوال نے اُنکا تحفہ نہ لیا اور کہا اگر مین تمسے رشوت لونگا میرے کلام کا اثر جاتا رہیگا پھر متأمل اور متفکر ہو کر دیوان عام مین گیا اور اپنے مقام پر سو دب کھڑا ہوا سلطان غیاث الدین نے آثار ملال اُسکے چہرہ سے مشاہدہ فرماتے سبب اُسکا استفسار فرمایا اُسنے عرض کی مین نے سنا ہے کہ دیوان عرض مین بوڑھون کو برطرف کرتے ہین مین ڈرتا ہون کہ جو قیامت مین بھی اسیطرح ضعیف مردود ہون تو غلام کا کیا حال ہوگا سلطان اسکا مقصد سمجھکر متنبہ ہوا اور اشک گریہ شک صدرف چشم سے گرانے لگا اور زار زار قطار روکر فرمایا کہ اُسکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رہے اور تغیر و تبدل اسمین راہ نہ پائے بیت قریب سلطان مبارک آنکس راست ہ کہ کند کار مستمندان راست ہ اور جو تھے برس جلوس مین خان معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچیرا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اُسوقت تک حکومت لاہور و ملتان و بھٹنیر و سرہند و دیپالپور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ مین تھین رکھتا تھا وفات پائی اور بعضے کہتے ہین کہ سلطان نے قلع مین اُسکو زہر دیا اور بھٹنیر مین ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن نے سنام سمانہ تیمور خان[۱۲] کو کہ وہ بھی بندگان چہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور امیرون کے سپرد فرمائی اور جو مغل شیر خان کے ایام حکومت مین ہندوستان کے گرد نہ پھر سکتے تھے پھر سرحدون مین مزاحمت پہونچانے لگے سلطان غیاث الدین بلبن لا علاج ہوکر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاآن الملک اُسکا خطاب تھا اور سلطان خان شہید کے شہرت رکھتا تھا اپنا ولیعہد کر کے چتر اور دور باش اور باقی لوازم شاہی عنایت فرمائے اور ملتان اور سندھ اور دیپالپور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات اُسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا با استعداد تمام اُسکے ہمراہ کر کے ملتان کیطرف روانہ کیا اور تاریخ فیروز شاہی مین مذکور ہے کہ بندگان شمسی کہ خانی اور ملکی مین پہونچتے تھے اُنمین سے بعضون نے اپنے فرزندون کا نام محمد رکھا اور وہ اپنے آبا و امہات مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت بر آئے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے مین مشہور اور معروف ہوئے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے اُنمین سے ایک ایک محمد کشلیخان تیر اندازی اور نیزہ بازی اور شجاعت و مردانگی و صنعت کشتی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہزادگان مغل اُسکے حالات اپنے دل مین لاکر رغبت اور مائل اُسکی حضوری کے تھے اور دوسرا علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

[۱۲] [illegible]

مجلس آرائی اور بذل و احسان میں حاتم کیطرح تمام آفاق میں مشہور ہوا اور مصر و شام و روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان وغیرہ سے مردم فاضل اور شاعر اُسکی بخشش کی امید میں ہندوستان میں آتے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے لبس خوردہ اُٹھا کر فائز المرام ہو کر اپنے وطن کیطرف مراجعت کرتا تھا اور اُسکی گلزار سخاوت کی نسیم صبا کے روائح شہر بشہر اور ملک بملک پہونچے کہتے ہیں سلطان غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور اہلیت دریافت کرکے اُسکے باپ کا منصب سے رجوع فرمایا اور باربک کرکے چوگان زر اور خطاب خان اعظم کشلیخان و قطاع کول حیکر سرفراز فرمایا اور خواجہ شمس الدین لدخواجہ معین الدین ندیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار علاء الدین محمد بن عز الدین کشلیخان کی مدح میں کہکر اور نستعلیق لکھا کر اور منقش اور زرافشان کرکے مطربان درگاہ بلبنی کے حوالے کیں تاکہ جشن نوروزی میں کہ جمیع خوانین اور ملوک حاضر ہوتے ہیں پڑھیں مطربون نے اسکے کہنے کے موافق عمل کرکے اس غزل کو مجلس سلطانی میں خوش الحانی سے گایا ایک بیت اُنمین سے یہ ہے بیت علاء الدین الغ قتلغ معظم ؛ بود باربک بکشلیخان اعظم ؛ علاء الدین کشلیخان اس محفل میں حاضر تھا اپنی مدح مطربون کی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام میں آیا خواجہ شمس الدین کو بلا کر تمام اسباب مجلس نوروزی جو بتکلف تمام زینت پذیر تھا اُسے عنایت فرمایا اور گویون کو دس ہزار تنکہ انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں بار ہا بیگاہ اور خزانہ اور اسباب تجمل کو لٹا کر متاع دنیوی سے ایک پیراہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور محمد تاتار خان پسر ارسلان خان ہمت و شجاعت و پاکدامنی میں مشہور جہان ہوا اور لکھنوتی میں چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دیگر شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپ کے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندون سے عزیزتر تھا ساتھ مکارم اخلاق اور محاسن اوصاف کے اتصاف رکھتا تھا اور بہتر صفات خوب جو بادشاہزادونکو سزاوار ہیں حق سبحانہ تعالی نے اُسے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنر میں اپنا مثل اور عدیل نرکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایون فاضلان سعادت قرین اور شاعران فراست آئین سے آراستہ کرکے سب کے حق میں انواع اعطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اُسکے وجود فائز الجود سے بہار بہار اور چمن چمن نسیم بیلا اور زرچیا جیب و دامن میں بھرتا امیر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس ملتان میں اسکے ملازم رہے اور اسکے مصاحبین کی سلک میں انتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور ندیمون سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و نثر سے انکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور مودب تھا کہ مجلس فرماتے ہیں اگر تمام دن اور رات اجلاس کرتا زانو اپنا بلند نہ کرتا اور سوگند اسکی لفظ حقا کے سوا نہ تھی اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی میں حرف نا ملائم اُسکی زبان پر جاری نہوتا بیت

ادب بزرگ کند مرد را تو شاہد طبع ؛ بحلیہ ادب آراے تا بزرگ شوی ؛

اور مجلس شریف میں اُسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی اور انوری اور خمسہ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اُسکی شعر فہمی کے مقر تھے امیر خسرو سے منقول ہے کہ میں نے جودت طبع اور دریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین اور متاخرین میں کسی کو مثل محمد سلطان کے کم دیکھا ہے ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار بیت بسلیقہ عالی منتخب متقدمین سے انتخاب کرکے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محظوظ ہوئے اور اسکی شعر فہمی اور ادراک بلند پر مداح اور ثنا خوان ہوئے اور اُسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اسکے بعد امیر خسرو کو پہونچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھکر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضون میں تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان کے فوت سے تاسف کرتے تھے اور اسوقت کہ محمد سلطان ملتان میں اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو بزرگان وقت سے تھا وارد ہوا شاہزادہ نے تواضع بافراط کرکے نذر اور ہدیہ گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان میں اسکے واسطے ایک خانقاہ

تیار کرے اور قریہ وقف فرماوے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہوکر منزل مقصود کیطرف راہی ہوا ایک اور شیخ عثمان اور شیخ صدرالدین ابن شیخ بہاءالدین زکریا شاہزادہ کی مجلس مین تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کرکے تمام درویش جو اُس مجمع مین شریک تھے وجد مین آکر رقص کرنے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید روبرو اُنکے دست بستہ ایستادہ ہوکر زار زار روتا تھا اور جو احیاناً کوئی شخص اسکی مجلس مین کوئی شعر شعراے متقدمین سے پڑھتا کہ شامل وعظ و نصیحت کے ہوتا مصالح دنیوی کو ترک کرکے گوش بآواز ہوکر رقت کرتا اور دلیل اسکی وفور دانش اور بینش پر یہی کافی ہے کہ جن دنون خطہ ملتان کو اپنے قدوم کی برکات سے رشک گلستان ارم کیا تھا دو مرتبہ اپنے مقربون کو مع تحف و اموال فراوان شیراز مین شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجکر التماس قدوم میمنت لزوم کی فرمائی اور چاہا کہ ملتان مین اُنکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرماوے جو کہ شیخ پیر و ناتوان ہوا تھا دونون مرتبہ عذر خواہ ہوا اور ہر بار سفینہ یعنی بیاض اپنے شعرونکی غزلیات وغیرہ سے اپنے خط سے اُسکے واسطے بھیجکر امیر خسرو کی سفارش کا ضمیمہ کیا شاہزادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین آتا اور تحفہ و ہدایہ گذرانکر چند روز کے بعد مراجعت کرتا اور اُن سنوات مین سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بغرا خان کو جو ناصرالدین خطاب رکھتا تھا سامانا اور سنام مین اُنکی جاگیر مقرر کرکے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحتین بھی ارشاد فرمائی تھین وہ یہ ہین کہ وہان جاتے ہی اپنے لشکر قدیم کا مواجب اضافہ کرے اور جسقدر کہ لشکر جدید درکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کی پرداخت مین دانایان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت مین کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور مین آوے حقیقت اُسکی مجھے لکھے پھر جو امر نافذ ہووے عمل مین لاوے اور مے نوشی سے منع کرکے فرمایا اگر آیندہ شراب خواری کریگا مین تجھے اُس جاگیر سے معزول کردونگا اور دوسری جاگیر اُسکے عوض مین نہ دونگا اور میری نظر مین ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بغرا خان نے اپنے والد ماجد کے نصائح کو گوش ہوش مین جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کرکے ترک مالایعنی کیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان مین آوے محمد سلطان ملتان سے اور بغرا خان سامانہ اور ملک باربک برلاس دہلی سے تمام اتفاق کرکے آب بیاہ تک کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اُسکے قریب واقع ہوا تھا دوڑین اور مغل کا شر دفع کرکے مع الخیر مراجعت کرین پھر اسکے بعد کہ مہمات مملکت نے استقامت قبول کی اور کام حسب دلخواہ انجام ہوئے قضیہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا مفصل حال اُسکا یہ ہے کہ سنہ چھ سو اٹھتر ہجری مین طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور چستی و چالاکی مین انہماک رکھتا تھا لکھنوتی سے واج نگر کیطرف فوج کش ہوا اور وہان کے راجہ کو ہزیمت دیکر فیل اور مال وافر لایا چونکہ سلطان ضعفی سے ناتوان ہوگیا تھا اور اُسکے فرزند مغلون کے مقابلہ مین مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے خیال مین پڑا ان فیلون اور غنائم سے سلطان کے واسطے حصہ نہ بھیجا اسی عرصہ مین سلطان دہلی مین بیمار رہا اور قریب ایک مہینے کے مجلس سے بر آمد نہ ہوا اور ازبسکہ ضعیف کے سبب سے اُسکی خبر فوت مملکت مین منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے برآیا اور جمعیت کثیر بہم پہنچائی اور اپنا خطاب سلطان مغیث الدین رکھکر چتر سرخ سر پر رکھکر اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ مین فرامین بادشاہی مشتمل شفا و صحت مزاج اقدس پہنچے طغرل نے بحکم الشروع ملزوم اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہوکر مخالفت مین اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے اُسپر مطلع ہوکر ملک البتگین موے دراز کو کہ خطاب امین خان رکھتا تھا اور حاکم اودھ تھا لشکر کا سپہ سالار کیا اور صاحب لکھنوتی کرکے مع امراے دیگر مثل تمر خان شمسی اور ملک تاج الدین خان اور جمال الدین قندھاری کو طغرل کی سزا دہی کے واسطے روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر ہمراہی آب سرو سے گذر کر لکھنوتی کیطرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا امرا اور سپاہیون نے

طغرل کی زر افشانی سے امین خان کی ترک رفاقت کرکے طغرل سے جا ملے اور اسکی رعایت سے متمول ہو کر جان نثاری پر آمادہ ہوئے
اس سبب سے طغرل نے امین خان کو محاربہ کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتوں سے
کاٹا اور امین خان کو در دولت پر لا کر پھانسی دلوائی اور ملک ترمتی ترک کو مع لشکر بسیار طغرل کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور طغرل اس
لشکر کو بھی شکست دیکر غنیمت وافر اپنے قبضہ میں لایا بیت بہ تیرہ رے نہال آن شیرست * دوبارہ سپاہ عدو را شکست * سلطان
یہ خبر کلفت اثر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور بہمت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیاں جو جون
اور گنگ میں موجود ہیں اور خود برسم شکار سنام اور سمانہ کیطرف باہر آیا ملک سراج لیسر جامدار کو سمانہ کی نیابت سپرد فرمائی اور بغرا خان
کو مع خاصہ لیا اور سمانہ سے پلٹ کر دو آبے کے درمیان آیا اور ملک فخر الدین کو توال کو نیابتہ دہلی میں چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور بسبب
اس ہا کے کہ رکھتا تھا برسات کا بھی ملاحظہ نہ کیا ساتھ کوچ متواتر کے لکھنوتی کیطرف نہضت فرمائی جو سلطان کو کثرت باران اور
صعوبت راہ کے سبب توقف ہوا طغرل نے فرصت پاکر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال و اسباب جمعیت لیکر جاج نگر کیطرف اس سبب سے
راہی ہوا کہ اسے تصرف میں لاکر چند عرصہ وہاں قیام کرے اور جسدم سلطان دہلی کو معاودت فرمائے پھر لکھنوتی میں آوے
لیکن جسوقت سلطان لکھنوتی میں داخل ہوا چند روز توقف کرکے سالار حسام الدین وکیل در بار بیگ برلاس کو جو مولف تاریخ فیروز شاہی
کا جد تھا لکھنوتی کے ضبط کیواسطے مقرر کرکے خود طغرل خان کے تعاقب میں جاج نگر کی سمت روانہ ہوا اور جسوقت کہ سنار گانو کے حدود میں پہنچا
بھوج رائے جو وہاں کا ضابط تھا سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر ہوا خواہوں کے سلک میں منتظم ہوا اور عہد کیا کہ جو طغرل دریا کیطرف
بھاگنے کا ارادہ کریگا میں اسے دریا سے عبور نہ کرنے دونگا پھر سلطان بسبیل استعجال وہانسے عبور کرکے جب چند منزل گیا طغرل کی خبر منقطع ہوگئی
کوئی شخص اسکا پتا نہ بتا تھا اسواسطے سلطان نے ملک باربک بیگ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جرار اپنے ہمراہ لیکر دس بارہ کوس آگے
جاوے ہر چند ترک حکم کے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرتے تھے مگر نشان و اثر اسکا نہ پاتے تھے ایکروز مقدمہ لشکر ملک محمد شیر انداز حاکم
کول اور اسکا بھائی ملک مقدر ساتھ طغرل کشی کے اشتہار پاچکے تھے چالیس سوار سے بطریق زبان گیری آگے جاتے تھے ناگاہ چند بقال
صحرا میں نمودار ہوئے انھیں گرفتار کرکے تحقیق راہ اور طغرل کے سراغ کیواسطے دھمکایا انھوں نے انکار کیا جب انمیں سے ایک
کی گردن ماری باقی فریاد برلائے اور بولے اگر تمھارا مقصود متاع و اسباب ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے لیکر جان کی امان دو ملک محمد شیر انداز
نے کہا ہم طغرل کا سراغ چاہتے ہیں اسکے سوا ہمیں کچھ غرض نہیں اگر تم اس امر میں ہادی و دلیل ہو جان و مال سلامت پاؤ ورنہ جو کچھ
دیکھو گے آپ سے دیکھو گے یہ سنکر بقال ہراسان ہوئے اور باتفاق بولے کہ ہم غلہ طغرل کے اردو میں لیگئے تھے اور بالفعل ہم وہاں سے
آتے ہیں اور یہاں سے طغرل تک آدھے فرسنگ سے راہ زیادہ نہیں ہے آج مقام کیا ہے کل کوچ کرکے جاج نگر میں داخل ہوگا ملک محمد شیر انداز نے بقالوں
ساتھ دو سوار ہمراہ کرکے باربیگ برلاس کے روبرو بھیجکر پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالوں سے دریافت کرکے بتعجیل تمام تاخت کریں
مبادا طغرل کوچ کرکے ولایت جاج نگر میں کہ مملکت بیگانہ ہے داخل ہوئے اور وہاں کے آدمیوں سے اتفاق کرکے جنگل میں پوشیدہ ہوئے
یہ کہکر خود مع سواران ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھکر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہے اور اسکا لشکر غفلت تمام سے آرام میں ہے اور
ہاتھی گھوڑے چرنے میں مشغول ہیں فرصت غنیمت جانکر پشتہ سے اترے طغرل کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہی طغرل
کے متعلقوں میں سے ہیں جب قریب پہنچے تلوار میان سے کھینچکر جو شخص درپیش آیا مارا اور جوش و خروش میں آکر بآواز بلند پکارا کہ یہ دولت
سلطان غیاث الدین بلبن کی ہے طغرل اس خیال سے کہ سلطان آپہنچا سراسیمہ ہو کر طہارت خانہ سے برآمد ہوا اور ایک ننگی پیٹھ گھوڑے پر سوار ہوا اور
حالت اضطرار میں اپنے یاروں میں آیا اور چاہا کہ گھوڑے کو اس پانی میں جو لشکر کے قریب تھا ڈالکر عبور کرے اور دریا کے بالطمینان تمام جاج نگر کیطرف واقع ہو

اتفاقاً طغرل کے غائب ہونے سے امراء و سپاہ اُسکے متفرق اور پریشان ہوئے ہر ایک ہر سمت مفرور ہوا ملک مقدر کہ طغرل کا
قتل اُسکے مقدر ہوا تھا شیر کی طرح طغرل کے تعاقب میں دوڑا اور آب کے کنارہ پر اُس سے دوچار ہوا فوراً تیر شکاری اُسکے پہلو پر مارا کہ وہ پشت
اسپ سے زمین پر آیا ابھی گھوڑے سے اُترکر بیک اجل کی طرح اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اُسکا تن نازنین سے جدا کیا چونکہ لوگ اُسکی تلاش
میں متردد تھے اسواسطے اُسکا سر پانی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اُسکی لاش پانی میں پھینک دی اور اپنا لباس اُتار کر اسکے دھونے میں مشغول
ہوا اس عرصہ میں طغرل کے لوگ پہونچے اور خداوند عالم کا آوازہ بلند کرکے طغرل کو ڈھونڈھنے لگے جب پایاراہ فرار نپائی نظم مرا در یکے
بتیر زد بر جگر ۔ فرود آمد از اسپ سبر بید سر ۔ چو شد طغرل آنجا بغفلت تلف ۔ برآمد یکے شور از ہر طرف ۔ شکستند یاران طغرل تمام ۔
ہم از بے سرے جملہ گشتند رام ۔ اس عرصہ میں ملک یار بیگ برلاس پہونچا اور ملک مقدر نے آگے بڑھکر فتح کی خوشخبری پہونچائی ملک یار بیگ
برلاس نے اسکی تحسین و آفرین کی طغرل کا سر فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت میں ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم و اسیران لشکر
طغرل ملازمت میں پہونچکر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد شیر انداز اور اسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تمنے خطا کی تھی
میرے اقبال و دولت نے اپنا کام کیا جو خیریت شامل حال ہوئی پھر سلطان نے انھیں نوازا اور ملک یار بیگ برلاس اور ملک محمد شیر انداز کو
رتبہ عالی بخشا اور ملک مقدر کو طغرل کش موسوم کرکے مسند امارت پر متمکن کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرد کو طغرل الحرام کہیں جیسا کہ طغرل غزنوی
کو طغرل کافر نعمت کہتے ہیں اسکے بعد لکھنوتی میں آکر ہنگامہ سیاست کا گرم کیا اور حکم دیکہ دونوں طرف راستہ بازار شہر میں سولیاں نصب
کردیں اور طغرل کے اعوان و انصار جو دستگیر ہوئے تھے سبکو دار پر کھینچوایا اور اُنکی عورتوں اور فرزندوں کو جہاں پاتے تھے شہر
لکھنوتی میں بسیاست بغیر مکر قتل کرتے تھے اور اُس زمانے تک کسی شاہ دہلی نے مردم مجرم کی عورتوں کو نہ قتل کیا تھا کہتے ہیں کہ ایک قلندر
کہ جسے شاہ قلندر کہتے ہیں خدمت طغرل میں نہایت عزت رکھتا تھا اُسکو دستیاب کرکے تین من طلا کہ طغرل نے آلات قلندری بنانے
کیواسطے اُسکو دیا تھا اُنھیں لیا اور جو فلک بے مہر قلندر صاحب جاہ کو نہ دیکھ سکا سلطان نے اسے مع اور چند قلندروں کے قتل کیا اور پھر لشکریان
طغرل کو حکم کیا کہ دہلی میں لیجاکر سیاست میں پہونچاویں اور اقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بغرا خان کو عنایت فرمایا اور فیل اور خزانہ
کے سوا جو کچھ طغرل سے دستیاب ہوئی تھی اُسے ارزانی کیا چتر اُسکے سر پر پھیرا خطبہ اور سکہ اُس ولایت کا اُسکے نام کیا اور رخصت
کے وقت اُسے چند نصائح کیں اول یہ کہ حاکم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ اپنا خواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہیں
اور جو بادشاہ دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہے کہ انحراف قبول کرکے جا بجائے دور دست میں جاوے اور جب
شاہ دہلی مراجعت کرے پھر لکھنوتی میں داخل ہووے اور اپنا کام سنوارے دوسرے یہ کہ خراج لینے میں رعایا سے میانہ روی کو کام
فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ متمرد ستایے ہو ویں اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہوں اور لشکر کو اسقدر مواجب دیوے کہ انھیں سال بسال
کفایت کرے اور معیشت کے سبب سے عسرت نہ کھینچیں تیسرے یہ کہ امور ملکی کے پرداخت میں بے مشورے رائے مخلصوں و خیر خواہوں
کے ابتدا نکرے نظم نصد شمشیر آن رائے قوی بہ ۔ ز صد لشکر کلاہ خسروی بہ ۔ برائے لشکرے لشکر شکست ۔ شمشیر یکے تا دہ
توان کشت ۔ اور اجرائے احکام میں ہوا پرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق نکرے چوتھے یہ کہ رفاہ احوال خشم
کہ لازمہ جہانداری کا ہے غافل نرہے اور دلجوئی اُنکے دلکی ضروریات سے شمار کرکے تغافل و سستی کو اُنکے مقدمہ میں کار نفرماوے
اور جو کوئی تجھے اُنکی تحریص کرکے آمادہ کرے اُسے اپنا دشمن جانکر اُسکے قول کی سماعت نکرنا پانچویں وہ کہ البتہ اپنے تئین پناہ
میں اُس شخص کی جو کہ دنیا سے روگردان ہو کر حق کیطرف متوجہ ہوا ہو لاوے بیت حمایت از کس دانائے درویش ۔ ز صد سد
سکندر بہ توتش بیش ۔ سلطان نے اپنے فرزند کے کان نصائح سے گرانبار کرکے رخصت فرمایا اور خود کوچ متواتر اور پیہم کرتا ہوا تین مہینے میں

دہلی پہونچا ملک فخر الدین کوتوال کو جو غیبت مین اُسکی کارنمایان ظہور مین پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قبا کہ آپ جسم مبارک
مین پہنے تھا اُتار کر مرحمت کی اور ثانی اثنین اپنا کیا اور ارباب استحقاق کو بھی خوشدل کر کے علما اور درویشون کے مکانون پر گیا اور فتوح
اور نذور گذرانکر انکی تعظیم مین کوشش کی اور قیدیونکو جو مال کے مطالبہ کے سبب سے محبوس تھے رہا کیا اور زر بقایائے رعایا جو دفتر
مین تھا معاف فرمایا اسکے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ دہلی کے بازارون مین سولیان نصب کرو اور بقیۃ السیف اسیران لشکر طغرل کو جو دہلی سے
لکھنوتی مین جا کر اُسکے شریک ہوئے تھے اُنکو دارون پر کھینچو جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی اہل شہر اسواسطے کہ اُنمین اکثر اسیر اُنکے عزیز
اقارب تھے مغموم اور محزون ہوئے اور مضطرب الحال ہوکر گریہ وزاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگاران زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس
گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ کا دل موم کیطرح نرم کیا اُسکے بعد جماعت گنہگاران کے بارہ مین سفارش کی اور بادشاہ نے سمع
قبول سے صغا کر کے قلم عفو اُنکے جرائم پر کھینچا اور بڑا بیٹا اسکا سلطان محمد شہید خبر مراجعت پدر والاگہر سنکر باتحف و نفائس بسیار ملتان
سے دہلی مین آیا بادشاہ اُسکے آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور مین پہونچائی اور تین چار مہینے
وقت بوقت آپس مین بکر صحبت اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک لحظہ آپس سے جدا نہوتے تھے لیکن جب خبر تاخت و تاراج
مغل سمع مبارک مین پہونچی ناچار فراق اسکا دلپذیر رکھکر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وداع کیوقت طلب کر کے فرمایا میری تمام عمر
امور ملکی اور بادشاہی مین گذری اور مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے اس سے چاہتا ہون کہ مین تجھے چند نصائح کہ لازمۂ جہانداری ہین
تلقین کرون کہ میرے بعد بکار آوین اول یہ کہ جب تو تخت بادشاہی پر جلوس کرے امر جہانداری کو فی الحقیقت خلافت خدائے عزوجل
سمجھ اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ ہے ساقط ازکار نتایج اعمال و مدد رذائل اوصاف کے مبدل نکرے اور مردم
ہر اندک اور سفلہ رذائل اور لئام کو اس کام مین شریک بنا نکرے فرد سفیہ فطرت را رہ مدہ بساحت قرب ٭ لئام را ندوان منصب کریمان داد
دوسرے یہ کہ قہر اور سطوت اپنے کو اپنے محل مین جلا کر اپنے اغراض نفسانی سے پرہیز کرے اور امداد کے سوا کوئی کام نکرے اور خزانے اور
خفیہ جو عطائے بزرگ بانی سے ہین مرضیات حق اور رفاہیت خلق مین صرف فرماوے اور اعداے دین اور ظلمہ کو ہر وقت خوار
اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ افعال عمال سے اور احوال ولایت و عمال اپنے سے ہر آن باخبر رہے اور تخصیص ساتھ محاسن افعال اور فضائل
اخلاق کے تحریص فرماوے چوتھے یہ کہ قضات متقی اور حکام متدین خلائق پر نصب فرماوے تا کہ رواج دین اور رونق عدل خلائق کے درمیان
جمع قاضی ۱۲
ظاہر اور باہر ہووے پانچوین یہ کہ خلا اور ملا مین لوازم حشمت و عظمت بادشاہی کی رعایت کر کے کوئی وقت لہو و خاشہ سے مطایبہ
اور سائر لایعنی کی اشتغال نکرے بیت لوازم حشمت را بجا رعایت کن ٭ کہ ہزل با ہمہ کس کم کند مہابت را ٭ چھٹے یہ کہ مردم صاحب ہمت
نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ اکرام اور انعام کے ہمیشہ آگاہ رکھے اور انکی نگاہداشت خاطر مین سہولت نکرے اور مردم صاحب ہنر
و خردمند کی تربیت مین کہ سبب ترقی اور رواج کارہائے مملکت ہے کوشش کرے اور لئیمون اور خدا ناترسون سے چشم وفا نرکھے اور صلاح
ملک و دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے جانے ٭ شعر ٭ گوہر نیک از عقدہ مریز ٭ آنکہ بدگوہر است از وی پرہیز ٭ بدگہر
باکسے وفا نکند ٭ اصل بد در خطا خطا نکند ٭ ساتوین یہ کہ حمیت و شاہی کہ آپس مین لازم و ملزوم ہین اور عقلا و حکما نے ان دونون کو
برادران توام سے نسبت دیکر فرمایا ہے کہ حمیت ایسی بادشاہ کو چاہیے کہ بادشاہ ہمیشہ تن کا ہووے کسواسطے اگر حمیت بادشاہ کی بقتل ہوئی
دوسرون کے ہووے درمیان اُسکے اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہوا اور بادشاہی ساتھ بے ہمتی کے مستحکم نہووے آٹھوین یہ کہ
کسی کو بزرگ کرکے تھوڑی لغزش مین جو اُس سے صادر ہووے خاک مذلت مین نہ ڈالے اور مردم مخلص اور ہوا خواہ کو بے ضرورت
مصلحت ملکی نہ آزار دے اور دوستان کو دشمن نہ بناوے بیت ہر سرے را کہ خود برافرازی ٭ نا توانی زپا فگند ازی ٭ اور جو تو

کسی کو حسب ضرورت ملک ودین کے عقوبت کرے جگہ صلح اور ملاپ کی نگاہ رکھ اور اشراف کی ایذا رسانی میں جلدی نکر کہ ختم
بیحرمتی کا جلد القیام میں قبول کرنا اور تدارک اسکا دشوار ہوتا ہے نوین یہ کہ سخن چین کا سماعت نکرے اور راہ انکے آمد و شد کی بند
اور مفتوح نفرمائے اسلیے کہ مطیعان حضرت اور مخلصان دولت ہراس میں ہوویں اور خللہاے عظیم امور مملکت میں ظاہر ہوویں اور
جبتک تو یجانے کہ یہ کام برآمد ہونیوالا ہے اُسے شروع نکر کہ ناتمام چھوڑنا لائق حال شاہوں کے نہو بیت تا نہ کنی جائے قدم استوار پاے
منہ در طلب ہیچ کار ہر۔ دسویں یہ کہ بے مشورہ عقلا کسی کام کی عزیمت نفرماوے اور جو مہم کہ دوسرے سے ہو سکے خود اسکے باشرت
سے اجتناب کرے اور سرجملہ امور جہانبانی کے باخبر ہونے سے نیک و بدخلق کی جانے اور معاملات میں میانہ روی کو کام فرماوے اور شدت
قہر سے تنفر عوام برپا ہوتا ہے اور سستی اور سہل گیری سے متمردوں کو طغیان اور تمرد سر میں پڑتا ہے اور تمام وقت اپنی محافظت میں کہ شامل
صلاح عام ہے مبالغہ کر اور درگاہ کو جانثاران اور پاسبانان مخلص اور معتمد سے مملو رکھ اور اپنے بھائی کے حق میں مہربان رہ اور بات
کسی کی اُسکے حق میں نہ سن اور اُسے اپنا بازو تصور کر اور جاگیر اُسکے ساتھ اُسکی مقرر رکھ پھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سودمند
اپنے فرزند دلبند کے روبرو یاد فرمائیں اور امارت بادشاہی دیکر اُسے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے
وہاں جاتے ہی ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدوں پر تھی تیغ بیدریغ سے اُسے مقتول فرمایا اور اپنی مملکت اُنکے تصرف سے نکالا
اور جب تختگاہ ایران نے بقدوم ارغون خان بن اباقی خان بن ہلاکو خان کے زیب و زینت پائی تیمور خان کہ امراے عظیم الشان چنگیزی
تھا اور ہرات و قندھار و بلخ و بدخشان و غزنین و غور و بامیان وغیرہ علاقہ اس سے رکھتا تھا واسطے تاخت و تاراج اور انتقام
بعضے خویشوں ان اپنے مقتولوں کے جو کہ سنوات سابق میں بہ جنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے بیس ہزار سوار مغل سے
لاہور اور دیپالپور میں در آیا اور اس ملک کو تاخت و تاراج کرکے ملتان کیطرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے اُنکے قریب پہنچنے سے آگاہی
پائی چاشت کیوقت ملتان سے کوچ کرکے دوپہر کو آب لاہور کے ساحل کو جو نواح ملتان میں واقع ہے مصاف کیواسطے اختیار کیا اور تیمور خان
جو دریا کے اسطرف وارد ہوا تھا عبور کرکے میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح آراستہ کرکے جنگ میں مشغول ہوا اور حرب شدید کے بعد چند سردار
قتل ہوئے اور تیمور خان منہزم ہوا اور امراے ہند نے لوازم احتیاط ہاتھ سے دیکر مفروروں کا پیچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اہل رسیدہ نے
جو نماز ظہر ادا نہ کی تھی تعجیل کرکے دریا کے کنارہ ایک کولاب پر بزرگ پانسو غازیوں سے وارد ہو کر ادائے صلوٰۃ میں مشغول ہوا اس
درمیان میں ایک امراے مغل نے کہ ہمراہ اسکے دو ہزار آدمی کمین میں تھے وہاں پہونچکر فرصت غنیمت جانی اور متوجہ مقابلہ ہوا
سلطان اپنے یاروں سے سوار ہوا باوصف اسکے کہ گھوڑے اور آدمی خستہ تھے جہالت سے عازم قتال ہوا اور کئی بار حملہ کرکے بہت
مغلوں سے قتیل و پسپا کیے قریب تھا کہ مظفر و کامیاب ہو کہ ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُس شاہزادہ پر آیا اسکے مرغ روح
نے قفس جسمانی سے پھڑک کر رہائی پائی اور روضۂ قدس کیطرف پرواز کر گیا اور مغلوں نے اکثر اُنمیں سے آدمی مارے اور اسپ اور ساز و یراق
انکا لیکر سپاہ ہند کے اجتماع کے خوف سے بھاگ گئے چنانچہ امیر خسرو اُس معرکہ میں حاضر تھا قتل کے نیچے ستم میں اسیر ہوا ساتھ اسطرح کے جو
خضر خانی اور دیولدی رانی میں مسطور ہے رہائی پائی اور دہلی کیطرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ
غیاث الدین بلبن کو پہونچی نہایت محزون اور ملول ہوا اور لباس ماتمی پہنا اور چندروز تعزیت رکھی پھر کیخسرو پسر سلطان محمد خان شہید
کو کہ جوان نوخاستہ تھا قائم مقام پدر کیا اور چتر و امارت بادشاہی دیکر ملتان کی سمت روانہ فرمایا اور کیخسرو ملتان میں پہونچکر
سنت پدر کا پیرو ہوا اور استقامت کرکے لطف و احسان کا مرہم سپاہ اور رعیت کے زخم پر رکھا اور سرحد کی محافظت میں بانتہی
کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کہ عمر اسکی اسی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند نوجوان کے غم میں شکستہ دل اور نحیف و ضعیف ہوا

اگرچہ ظاہر الوگون کے دکھلانے کو کہتا تھا کہ مین تن برضائے قضا ہون مگر سلطان محمدخان شہید کے قتل ہونے سے محزون اور ملول نہین ہون لیکن بے اونکو بے اختیار ہوکر زار زار روتا تھا اور آہ و نالہ کھینچکر بزبان حال کہتا تھا نظم رنگلین ریختہ گاہر کہ خندان ٭ چرا برمن نگردد باغ زندان ٭ بر بیدہ از چمن تا کیک بہاری ٭ چرا چون ابر نخروشم بزاری ٭ فرد مردہ چراغ عالم افروز ٭ چرا روزم نگردد شب بدین اوز ٭ جو روز بروز علامت ضعف اور ناتوانی کی اوسپر ظاہر ہوتی تھی اور سپاہ غم و غصہ مملکت وجود اوسکے کو پا بمال جفا کرتی تھی کسیکو بغراخان کی طلب کے واسطے لکھنوتی بھیجا ابھی بغراخان راستہ مین تھا کہ ضعف منجر بیماری ہوا صاحب فرش ہوا اور بغراخان یہ خبر سنکر بعجلت تمام دہلی مین پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم تعزیت بجا لا کر باپ کی تشفی خاطر مین کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے فراق نے مجھے رنجور اور ضعیف کیا ہے اور دیکھتا ہون کہ ارتحال کا وقت قریب پہونچا ہے اسوقت مین تیری جدائی کہ مین تیرے سوا کوئی وارث نہین رکھتا مصلحت سے دور ہے تیرا فرزند کیقباد اور تیرے بھائی کا بیٹا کیخسرو صغر سن ہین اور دنیا کے تجربون سے بیگانہ ہین اگر ملک اونکے قبضہ مین بڑے غلبۂ جوانی اور ہوا پرستی سے اوسکی محافظت سے بری الذمہ نہو سکینگے اور جو شخص کہ تخت دہلی پر بیٹھے تجھے اطاعت اوسکی لازم ہے اور جو تو تخت دہلی پر متمکن ہووے حاکم لکھنوتی مطیع و فرمانبردار تیرا ہوگا پس تجھے چاہیئے کہ مجھسے غیبت یعنی جدائی نکرے بغراخان اپنے باپ کی اطاعت واجب جانکر خدمت مین حاضر تھا لیکن جسوقت کہ اثر صحت کا بشرۂ پدر مین مشاہدہ کیا اوسکے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ کے بے اذن شکار کے بہانہ سے بسبیل عجلت لکھنوتی کیطرف متوجہ ہوا سچ ہے دنیا مین اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہین باپکے فقد و غنا مین اونکی خصومت یکسان ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمدخان شہید سے بھی زیادہ پریشان اور دشوار نظر گذرا اور رو گردانی کی شدت سے مضمحل اور شکستہ تر ہوا اور بغراخان ابھی لکھنوتی نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے عود کیا اور اوسکو یقین ہوا کہ اس عارضہ سے جانبری نہین ہے کہ اوسیوقت ایلچی کیخسرو کی طلب کیواسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولیعہدی اوسکے سپرد کی اور جب دریافت کیا کہ عمر عزیز تمام ہو کر وداع کرے ملک فخر الدین کوتوال اور وزیر اور وکیل کو اپنے روبرو بلا کر فرمایا کہ مین بغراخان سے ہمیشہ آزردہ خاطر تھا اور سلطان محمدخان شہید سے راضی اور شاکر تھا اسواسطے کہ سلطان محمدخان شہید ازروے اخلاص حلقہ میری اطاعت کا اپنے زیر گوش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی تجاوز نکرتا تھا بخلاف بغراخان اکثر اوقات میرے کہنے پر کاربند نہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا تو میرے ترس و خوف سے نہ خواہش طبیعت اور صمیم قلبی سے نہین اور مین نے واسطے ضرورت اور شفقت پدری کے اوسے لکھنوتی سے طلب کر کے ولیعہد کیا تھا اب اس سے کہ یہ بے اندامی ظہور مین آئی اب مین اوسکے اعمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوا ہون چاہیے میرے بعد کیخسرو کو تخت دہلی پر بیٹھاؤ اور کیقباد کو کہ بیٹا بغراخان کا ہے لکھنوتی مین اوسکے باپکے پاس بھیجدو کوتوال اور تمام اعیان سلطنت نے یہ وصیت قبول کی اور سر فرمانبرداری کا زمین پر رکھا لیکن جب سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے دن آخر شہور ۶۸۵ھ چھ سو پچاسی ہجری مین اس جہان پرشور و فتن سے سفری ہوا اور پیکر خاکی اوسکے دار الامان مین مدفون ہوا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ ساتھ سلطان محمود خان شہید کے صفائی نرکھتا تھا مردم معتبر سے اتفاق کر کے کہا کہ کیخسرو بہت تندخو ہے اگر اوسے تخت پادشاہی پر جلوس میسر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑیگا سبکی صلاح اور ملک کی فلاح اسمین ہے کہ کیقباد کو جو لڑکا نہایت حلیم اور بردبار ہے اور شاہ کی فیض ملازمت اور ظل عاطفت مین تربیت پا کر بزرگ ہوا ہے اوسے تخت شاہی پر بٹھائین تاکہ مردم امین رہین بیچارون کو یہ خبر نتھی کہ وجود اوسکا لاکھ فساد کا باعث ہوگا پھر کیقباد کو صاحب تاج و تخت کر کے کیخسرو کو ملتان روانہ کیا اور عہد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر الاعصار تھا اسواسطے کہ اوسکے عہد مین مشائخ عظیم الشان جمع ہوے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اور دوسرے شیخ الشیوخ شیخ بہاء الدین زکریا

اور فرزند انکے شیخ صدر الدین اور دوسرے شیخ بدر الدین غزنوی خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے سید مولہ کہ توفیق ایزدی سے انکے حالات ملک بیان سے تحریر ہونگے سلطان غیاث الدین بلبن نے بائیس برس بعزو اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پھر سرائے فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی

## ذکر سلطان معز الدین کیقباد بن ناصر الدین بغراخان بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کا

جب بادشاہ غیاث الدین بلبن رحمت حق میں واصل ہوا کیقباد بن ناصر الدین بغراخان جو اٹھارہ برس کا تھا اسکو بادشاہ معز الدین خطاب دیکر سریر سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ بادشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم اور مکارم اخلاق کے حلل سے آراستہ اور حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی اور علو نسب میں پیراستہ تھا کیونکہ واسطے کہ ناصر الدین بغراخان سلطان شمس الدین التمش کی دختر سے متولد ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصر الدین محمد بن شمس الدین التمش سے تھا پس ناصر الدین محمود جد مادری اور غیاث الدین بلبن جد پدری ہوتا ہے جیسا کہ امیر خسرو نے اسکی مدح میں فرمایا ہے نظم شمس جہانگیر جد مادرش ٭ اظہر من شمس جد دیگرش ٭ ناصر حق شاہ فرشتہ سرشت ٭ خوے خوشش نسخۂ باغ بہشت ٭ جد سوم شاہ غیاث الامم ٭ حاکم فرمان زعرب تا عجم ٭ ہر سہ جدش کعبہ ارکان جود ٭ کردہ دو عالم سہ جدش را سجود ٭ اور اپنے جد بزرگوار کی آغوش عطوفت میں پرورش پاکر اتالیقان نیک سیرت اور معلمان پاک خصلت ہمیشہ اسپر موکل رہے اور انکے قبض تربیت اور اثر خوف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ پھرتا تھا اور اوقات عزیز اسکے لکھنے پڑھنے میں صرف ہوتی تھی اور جب اقبال یاور ہوا تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوکر مطلق العنان ہوا بمقتضائے ہوائے جوانی ایسا جادہ ہوا پرستی میں قدم رکھا کہ مباشرت ترعنہ زنان سیمین اندام اور مخالطت پری پیکران مشکین فام کو مادہ حیات سمجھ کر عمر عزیز رایگان کرتا اور مطربون اور مسخرون اور نشاط انگیزون اور عیش جویون کے بازار نے ایسا رواج پایا کہ ہر کوچہ میں ایک چہچہا پیدا اور ہر گوشہ بام پر ایک غزلخوان اور سرود گو ظاہر ہوا جو کہ بادشاہ نے یہ شیوہ اختیار کیا ملوک اور خوانین بھی عیش و عشرت میں مصروف ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا عورت کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان بادہ عشرت سے بیخود ہوکر کوچہ اور بازار میں غزلخوان پھرتے تھے اور تکلیف تکالیف میان سے دور ہوئی اور قاضی اور محتسب نے شیوہ رندان عشرت پسند کا قبول کیا اور ارباب نشاط اور مسخرے ہند کی متاع نقد جنس کی فراوانی سنکر اطراف و جوانب سے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان معز الدین کیقباد نے کیلوکھڑی میں دریائے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کرکے دار السلطنت بنایا اور اپنی مجلس خوبرویان خوشخوار مصاحبان بذلہ گو سے ملو کی نظم قصر نگویم کہ بہشتی فراخ ٭ رفتہ طوبی در او ہر شاخ ٭ طاق بلندش بفلک گشت جفت ٭ حال او شد فلک اندر نہفت ٭ چون کرۂ گرد جہان شد عیان ٭ قصر نمود از زبر آب وان ٭ ہمچو دو سر آئینہ مقابل شناب ٭ آب درو عکس نما او در آب ٭ شہ چو دران خلد برین جلوہ کرد ٭ خرم و خوشدل بطرب لے کرد ٭ سلطان کا مکار ایک لحظہ بے عیش و کامرانی نگذرانتا تھا روز و شب لہو و لعب میں صرف کرتا تھا ملک نظام الدین جو داماد اور بھتیجا ملک فخر الدین کوتوال کا تھا سلطان کے پاس نہایت تقرب پیدا کرکے وکیل مطلق ہوا اور امور شہریاری اور جہانداری کی پرداخت اسکے متعلق ہوئی اور ملک قوام الدین علاقہ جو بے نظیران زمانہ سے تھا نائب وکیل ہوا اور جمیع امرا اور مقربان اور ملازمان سلطان اس قصر کے حوالی میں مکان تعمیر کرکے بہ بھی استیعاب لذات بوجہ اتم کرتے تھے اور شراب کی قیمت ایک سے دس حصہ زیادہ ہوئی اور ارباب طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجدیں نمازیوں سے خالی ہوئیں خرابات معمور اور آباد ہوئے اور جب کیقباد جمشید نشں کے عیش طرب اور بیخبری امور جہانداری سے حد سے گذری ملک نظام الدین کو ہوس بادشاہی کی کہ ہرگز مناسبت اسکے حال سے نہ رکھتی تھی سر میں پڑی اور اسبارہ میں فکر میں اندیشہ کرکے اپنے دلمین کہتا تھا کہ ناصر الدین بغراخان حکومت لکھنوتی پر قانع ہے اور سلطان معز الدین کیقباد عین بیخبری میں ہے اگر کچھ ہے تو کیخسرو ہے اول اسکا علاج چاہئے تاکہ

اُسکے بعد سلطان معزالدین کیقباد کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اُٹھا کر تاج شاہی سر پر رکھا ممکن ہو پھر بہ ثابت پرکاری اور
مکاری سے سلطان معزالدین کیقباد کے ملوک و خوانین سے بنیاد خصومت کی ڈالی اور یہ لوگ اُسکے تسلط و ہوشیاری و تقرب سے ہراسان
ہو کر جمیع امور میں اُسکی رضامندی حسب ظاہر منظور رکھتے تھے اور ملک نظام الدین انھیں صمیم قلب سے اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور
کر کے تمہید مقدمات و قمع کیخسرو میں مشغول ہوا اور تاریخ حاجی محمد قندھاری اور فتوح السلاطین میں کہ عصامی نام ایک شاعر نے احوال سلاطین
دہلی کا نظم کیا ہے مذکور ہے کہ کیخسرو ملتان میں خبر جلوس اپنے چچیرے بھائی اور ملک نظام الدین کے غلبہ اور اُسکی عزیمت کی سنکر
تیمور خان مغل سے جو غزنین میں رہتا تھا رابطہ آشنائی اور دوستی کا درمیان میں لایا اور آہنگ طلب کمک و امداد تسخیر دہلی کیواسطے
کر کے غزنین کیطرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اُسنے اپنے دلمیں تصور کیا تھا پیش نہ آیا بلکہ اپنے اعزاز و اکرام میں فرق پایا موجب
کیخسرو دلگیر ہوا اور چند روز کے بعد غزنین سے عازم مراجعت ہوا اور ایلچی سلطان معزالدین کیقباد کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مجھے تیری
اطاعت اور فرمانبرداری سے چارہ نہیں ہے اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ تو مجھپر بسبب کمال شفقت اور محبت مبذول فرماتا ہے لیکن بعضے
اہل غرض سے کہ تمام فساد اور عناد میں ہیں اور بہ لحفظ خاطر اشرف کو مجھسے منحرف کرتے ہیں اگر وہ جاے پدر مجھے تفویض فرمائیں اور مجھے بھی
ایک دولتخواہوں سے شمار کریں عالم مروت اور دوست نوازی سے بعید نہو گا سلطان معزالدین کیقباد نے درجواب فرمایا کہ میں تجھسے زیادہ تر
عزیز نہیں رکھتا اگذرا جو کچھ گذرا آیندہ چاہیے کہ کسی سبب کے دغدغہ کو اپنے دلمیں راہ نہ دیکر میرے پاس آ تو زبان بدگویوں کی کوتاہ ہوئے
اور میں تجھے بہ نہایت تعظیم و تکریم سے ملتان روانہ کروں کیخسرو دار الملک دہلی میں گیا اور ملک نظام الدین نے جو سودائے خام سے مقام
استیصال خانوادہ بلبنی میں تھا ابواب مکر و حیلہ کھولکر سلطان معزالدین کیقباد کی خاطر نشان کیا کہ کیخسرو بتیرا شریک ہے اور دو صفت
بادشاہی اور صفت ولیعہدی میں آراستہ اور فلان فلان اس سے خط و کتابت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تجھے تخت سے اُتار کر اُسے
سر بر جہانداری پر متمکن کریں سلطان معزالدین کیقباد نے شراب کے نشہ میں فی الفور یہ بات قبول کر کے کیخسرو کے قتل کا حکم صادر کیا اور
ملک نظام الدین نے اُسی وقت اپنے اعوان و انصار سے اثنائے راہ یعنی قصبہ رہتک میں کیخسرو کو مع جمیع جان نثار اور دولتخواہوں
کے شربت شہادت چکھا کر روضۂ رضوان کا راہی کیا اور اسی طرح سے خواجۂ خطیر کو جو وزیر سلطان تھا متہم کر کے گدھے پر
سوار کر کے مشتہر کیا اور فضیحت و رسوائی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی جن کو اتفاق کیخسرو سے متہم کیا تھا مقتول کیا
اور اُنکی لاشیں دریا میں ڈالیں امرا اور ملوک کو نظام الدین کا جو خوف متمکن ہوا تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلائق زیادہ تر
رجوع ہوئی اور اُسوقت لشکر مغل کے لاہور آنے کی خبر پہونچی اور ملک باربک برلاس اور خان جہان اُنکے دفع شر کیواسطے
تعین ہوئے دور اطراف لاہور میں مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر مغل قتل ہوئے اور ایک جماعت کو دستگیر کر کے دہلی میں لائے
اور ملک نظام الدین پھر حیلے کے درپے ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امرائے مغل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت میں
ہندوستان میں آکر نوکر ہوئے ہیں سب ایک جنس ہیں اور چشم مروت رکھتے ہیں اگر متفق ہو کر تیری نسبت کوئی مکر و حیلہ خیال
کریں علاج دشوار ہووے اور ایسے کلمات مزخرفہ سے سلطان کو اُنکے قتل پر آمادہ کیا یعنی امرائے مغل کے قتل کی رخصت حاصل
کی اور سب کو ایک روز میں دستیاب کر کے تیغ بیدریغ سے اُنکا خون بہایا اور خانمان اُنکا برباد کیا اور بعضے ملوک بلبنی کو بھی
جو امرائے مغل سے قرابت اور صداقت رکھتے تھے محبوس کر کے حصارہائے دوردست میں بھیجا اور خانوادہائے قدیم کی خرابی سے
کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بیگ امیر ملتان اور ملک ترکی حاکم لاہور کو جو امرائے کلان بادشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے
اپنے مکر و حیلہ ذاتی سے اُنکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو اُسنے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روے اخلاص اور دولتخواہی کے

شمہ بد اندیشی اُنکی سلطان سے معروض کرنا سلطان فوراً وہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اُس شخص کو گرفتار کرکے اُسکے
سپرد کرتا اور ملک نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کی بیٹی تھی وہ حرم سلطانی میں رسوخ اور غلبہ تمام پیدا کرکے سلطان
کی مادر خواندہ یعنی منہ بولی ماں ہوئی اور امرائے اس اطوار کے مشاہدہ سے خصوصاً تدبیر سے آپکو اُسکے حلقۂ حمایت میں ڈالا اور بلطائف الحیل اُسکا
شر اپنے سے دفع کرتے تھے اس حیثیت سے اُنکی درگاہ جائے رجوع خاص و عام ہوئی اور درگاہ معزی کی رواج و رونق شکست ہوئی اور ملک الامرا
ملک فخر الدین کوتوال نے کہ عمر اُنکی نوے برس کی ہوئی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اُسکے نخوت اور غرور پر اطلاع پائی اُسے تنہائی میں طلب
کرکے ہر چند چاہا کہ دلایل و براہین عقل سے خیال فاسد اُسکے سر سے بیخبر سے دور کرے فائدہ نہوا اور خام طبع کو تنبیہ منتبہ نہوا اور جواب میں
بولا کہ جو کچھ ملک فرماتا ہے تمام صواب ہے اور اسکے خلاف خطا لیکن جو خلق کو میں نے دشمن کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ میں کس کام میں مشغول ہوں اگر
اب ہاتھ اس مدعا سے باز رکھونگا لوگ مجھسے دست کش ہونگے ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نفرین کرکے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات
جب اکابر اور معارف نے سنی شب خوان ہوئے عاقبت اندیشی اور سلامت جوئی ملک الامرا فخر الدین کوتوال کی سب پر ظاہر ہوئی اور ناصر الدین
بغرا خان نے لکھنوتی سے خبر غفلت پسر اور غلبہ ملک نظام الدین سنکر مکتوبات نصایح آمیز بیٹے کو تحریر کیے اور رمز و اشارہ حریف و غلے کے اندیشہ
سے آگاہ کیا لیکن سعود من ہوا اور جب سمجھا کہ بنا خلاف صلاح پذیر نہیں ہے اور احوال اسکا وضع جہانداری کے خلاف ہے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے
فوت ہونے سے دو برس کے بعد ملک دہلی کے انتزاع کے قصد میں فوج کش ہو جیسا کہ مثنوی قران السعدین میں امیر خسرو فرماتا ہے نظم یافت
خبر خسرو شرق پناہ ٭ ناصر حق وارث این تختگاہ ٭ کافسر اپسر باز گشت ٭ وین شرف از وے بہ پسر باز گشت ٭ چشم بسر کرد و علم کرد راست ٭
ساختہ کین شد و لشکر کشید ٭ تند چو باد آمد ازان خار زار ٭ از پی گلگشت لب سے بہار ٭ سلطان معز الدین کیقباد نے جب خبر توجہ پدر
بزرگوار اور اُسکا پہونچنا بہار میں سنا وہ بھی سامان حرب و ضرب درست کرکے افواج کثیر سے اُس حدود کی طرف متوجہ ہوا اور عین
گرمی میں آب گنگ کے ساحل پر پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر بہار سے کوچ کرکے آب سرو کے کنارے نازل
ہو کر نزول کیا نظم نصب شد اعلام شہنشاہ دہر ٭ بر لب گھگرا بحوالی شہر ٭ گھگرا زین سو ہمہ ازان دو طرف ٭ از لف لشکر لب
آوردہ کف ٭ تیغ زن مشرق از انسوے آب ٭ گشت چو روشن کر سید آفتاب ٭ بر لب آب آمدہ آراستہ صف ٭ تافت
وہ خورشید زہر دو طرف ٭ الغرض بعد حصول قرب جوار کے ناصر الدین بغرا خان مشتاق دہلی سے خاطر خالی کرکے طالب صلح اور
ملاقات ہوا سلطان معز الدین نے ملک نظام الدین کے اغوا کے باعث اس نصیحت سے انکار کیا اور عازم جنگ ہوا اور
اسکے بعد تین روز تک طرفین سے مراسلات جاری رہے ناصر الدین بغرا خان نے جو تیسرے دن اپنے دستخط خاص سے بہ ترقیم فرمایا کہ
اے فرزند اشتیاق تیرے دیدار کا نہایت ہے اور مجھے اس سے زیادہ ترصبر کی طاقت تیرے فراق میں باقی نہیں ہے ایسا کر کہ یہ سوختہ
آتش بے نصیبی کا تیرے وصال میں پہونچے اور حضرت یعقوب کے مانند ایک مرتبہ اور چشم روشن سید ملاقات یوسفی کے مشاہدہ سے
روشن ہو تیری بادشاہی اور عیش و عشرت میں خلل نہوگا اور یہ بیت بھی اُس درج کی بیت گرچہ کہ فردوس بغایت خوش است ہیچ چہ فرادیس
بہ از لذت دیدار نیست ٭ سلطان معز الدین کیقباد اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہوا اور اپنے ارادہ سے اُٹھکر مقام مصالحہ
میں گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جریدہ جانے پر آمادہ ہوا ملک نظام الدین مانع ہوا اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع
افواج اور دبدبہ بادشاہی کے بقصد ملاقات ساحل آب لکر سے کوچ کیا اور جدھر اُنکی طرف متوجہ ہو کر آب سرو کے کنارے
وارد ہوا اور ایسا مقرر ہوا کہ واسطے حفظ مرتبہ شاہ دہلی کے ناصر الدین بغرا خان آب سرو سے گذر کرکے بادشاہ معز الدین
کیقباد کے دیدار کو دوسرے روز دربار تعظیم سے اور بادشاہ معز الدین کیقباد تخت پر بیٹھا رہے بکر منجموں درگاہ کے ملاقات کیواسطے

ساعت مسعود تجویز کی ناصر الدین بغراخان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہو کر پانی سے عبور کیا اور سلطان معز الدین کیقباد کی
بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا اور خلوتخانہ مین اتر کر تین مقام مین تین بار زمین بوسی بجا لایا جب ناصر الدین بغراخان نزدیک آیا سلطان
معز الدین کیقباد بیتاب ہو کر تخت سے اُترا اور باپ کے قدمونپر گرا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر ایک ساعت خوب بوسہ او منھہ پر ایک نے
دوسرے کے دیے اور دونون بحر فیض ابر کیطرح زار زار روئے اور حاضرین نے بھی انکے مشاہدہ حال سے بہتک اپنی آنکھون سے جاری کیے پھر
باپ نے ہاتھ بیٹے کا پکڑ کر تخت پر بٹھا کر چاہا کہ مین تخت کے روبرو ایستادہ ہون بیٹا تخت سے اُتر آیا اور باپ کو تخت پر بٹھایا اور خود آگے
اُسکے مودب بیٹھا اور زر و نقرہ بیشمار نثار ہوا شعرا مدایح پڑھنے اور مطرب سرود گانے اور جاوش اور نقیب جوش و خروش مین آئے
اور اُسوقت مین جو کچھ لوازم بادشاہی اور شرائط مجلس شاہنشاہی مشہور و معروف تھے بجالائے اور مکالمہ اور محاربہ سے ایک دوسرا
محظوظ ہوا ایک لحظ کے بعد ناصر الدین بغراخان اُٹھا اور آب سے عبور کر کے اپنی بارگاہ مین گیا اور تحف و ہدایا سے غریبہ اور تنقلات
عجیبہ اور اطعمہ و اشربہ لطیف طرفین سے ارسال ہوئے اور دونون لشکر کے آدمیونکو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانون مین آمد و شد کرین
اور از روے یگانگی سلوک کرین اور ناصر الدین بغراخان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آکر انکو محلس صحبت گرم کرتے تھے اور ایکدوسرے آ
بیکر عیش و طرب کی داد دیتے تھے چنانچہ مثنوی قران السعدین امیر خسرو اُسکی تفصیل کی ناطق ہے اور جبکہ دن رخصت اور وداع کا قریب
پہونچا ناصر الدین بغراخان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ جمشید نے کہا ہے کہ جو بادشاہ کہ بمقدار مال منال اُسکے خزانہ مین ہو کہ دشمنون کے
غلبہ کے دن اپنے لشکر کی ساتھہ اُسکے مدد کرے اور بلاے قحط مین رعایا کی دستگیری کرے اُسکی دشاہ کو شاہ جہان کہنا چاہیے اور مین
چاہتا ہون کہ چند نصایح جو حال سلطنت کے لائق ہون کہون بادشاہ معز الدین کیقباد نے عرض کی کہ آپ میرے مہربان غمخوار ہین میرے
پاس کوئی ایسا نہین جو مجھے خواب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق مین بہتر سمجھین مجھے اُس سے متنبہ فرماوین تو مین اُسے اپنا
دستور العمل بناؤن اور اُسکے خلاف نہ رکھون ناصر الدین بغراخان کا دریاے محبت پدری جوش مین آیا فرمایا کہ مجھے بقدر صعوبت سفر
کھینچنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدار نائرہ الا تو ارسے اپنی آنکھین روشن کرون اور اُسکے بعد بشرط موعظت اور نصیحت بجالاؤن اور تجھے
خواب غفلت سے کہ لازمہ جوانی اور دولت کا ہے بیدار کرون پھر خلوت کر کے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو تیرے
ملک کے عمدہ ہین انھین حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہے اُنکے حضور مین کہون ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ مجلس مین حاضر
ہوئے اُسوقت ناصر الدین بغراخان نے از روے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اے فرزند جسوقت مین نے سنا کہ تو تخت دہلی پر متمکن
ہوا مین نہایت خوشوقت ہوا اور مین سمجھا کہ ملک دہلی مجھے پہونچا لیکن جب مین نے حکایت تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران
اور شستدر ہوا کہ تو اب تک کیونکر زندہ رہا اور دو برس گذر رہے ہین کہ مین تیری دلاتی تربیت مین مشغول رہتا ہون اور ملک دہلی اور
لکھنوتی کو معرض زوال مین دیکھتا ہون بالتحقیق اُسدن سے کہ مین نے سنا ہو کہ تو نے میرے پدر کے بندون کو جو پدر در پدر نعمت پروردہ اور
مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور اُنکے قتل کرنے سے دوسرون کا اعتماد تجھسے برطرف ہوا اب مجھے کسیطرح کی امید اور توقع
ملک مین نہین ہے اے فرزند جو کچھ مین دیکھتا ہون اور سنتا ہون تو نہین دیکھتا اور نہین سنتا اسقدر اندیشہ کر کہ میرا بڑا بھائی جو جہانداری کے
لائق تھا باپ کے جیتے حیات شہید ہوا اور فرزند اُسکا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا بدخواہونکے کہنے سے تو نے
اُسکو قتل کیا اسی طرح تجھے بھی درمیان سے اُٹھا دینگے ملک دہلی ایسے بداصل کے ہاتھ آویگا کہ نام و نشان ہمارا روے زمین پر نچھوڑیگا
اے فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہین کرتا اپنی اولاد اور اتباع پر ترحم کر اور آپکو لہو و لعب مین مشغول نہ رکھ اسیا غم کھا اور یہ چند
نصیحت کہ مین تجھے سناتا ہون عمل مین لا پہلی نصیحت یہ ہے کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے معالجہ مین کوشش کر

کہ تیرے چہرہ کا رنگ جو گلاب کے پھول سے زیادہ خوشرنگ اور سیراب تھا سونے اور ہلدی کے مانند زرد ہوا اور افراط شہوت سے تو بہت
لاغر اور ضعیف ہوا ہے آپکو روک اور گرد اسکے نہ پھر کسواسطے کہ جب جان ہی مختل واقع ہو لذات سے فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے میر
خسرو فرماتا ہے ابیات نشاید بادشہ را مست بودن ٭ نہ در عشق و ہوس پیوست بودن ٭ بود شہ پاسبان خلق پیوست ٭ بہ خطا باشد
کہ باشد پاسبان مست ٭ شبان چون شد خراب از بادہ ناب ٭ رمہ در حدہ گرگان کند خواب ٭ درین فنے کہ رسم ملک داریست ٭
ثبات کارہا در ہوشیاریست ٭ دوسری نصیحت یہ ہے کہ امرا اور ملوک کی خونریزی سے حذر کر تاکہ جو بہادر اعوان و انصار تجھ رکھتے ہیں
زائل ہوویں اور یہ مرد حاضر ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاقہ جو پختہ کار اور صاحب تجربہ روزگار ہیں تو دو شخص اور مثل
اسکے اور اسے خوب سے انکے شریک کر اور ان چاروں کو چار رکن دولت تصور کر اور جو کام باہم تجھے پیش آوے انکے اتفاق اور صلاح سے
قبول فرما اور سرانجام کو پہونچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان انشا حوالہ
کر اور چاروں کو قوت برابر دے اگرچہ انکے مراتب ہیں باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انمیں سے کسیکو بقدر غلبہ دے جو سرکشی اور طغیان کرے
بیت نگر بخت خسپیدہ بیدار شیت ٭ دو گر چنین کار دشوار نیست ٭ تیسری نصیحت یہ ہے کہ جب کسی ازہائے ملکی کے کھولنے کی ضرورت
ہو چاروں شخص کے حضور بیٹھے روبرو کھولے اور انمیں سے ایک کو اپنے اسرار سے ایسا محرم نکر کہ دوسرے رنجیدہ ہو دیں نصیحت
چوتھی یہ ہے کہ نماز پنجگانہ ادا کر اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونوں امر حب العین کی برکت سے خذلان دنیا اور آخرت تیرے
دامنگیر نہوویں اور میں نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علماے وقت نے تیری خوشامد سے روزہ ماہ رمضان میں کھانے کی رخصت دیکر کہا
ہے کہ جو بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنی عوض روزہ کہا جاتا ہے ایسے عالموں کے قول و فعل سے آپکو دور
رکھا اور مسائل دین کے علماء طماع اور حریص سے کہ دنیا انکی معبود ہوئی ہے نہ چاہیے پوچھنا بلکہ مسائل دینی تو اس شخص سے استفسار کر
کہ جو دنیاے دنی سے روگرداں ہوا ہو اور متاع دنیاے دون انکی نظر ہمت میں ذرہ بے مقدار ہو نصیحت کرکے زار زار اور ہائے
ہائے کرکے رویا اور اپنے دلبند کو گود میں لیکر وداع ہوا اور آغوش میں لیتے وقت اسکے کان میں آہستہ کہا کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے
پاس سے دفع کر اسلیے کہ جو وہ فرصت پاویگا تجھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ نچھوڑیگا یہ کہا اور روتا ہوا اپنے منزل میں گیا اور وہ فوریکے
سے شہدان خاصہ نہ تناول فرمایا اور اپنے محرموں سے کہا کہ آج میں نے فرزند اور ملک دہلی کو وداع آخری کی اور مآل حال اسکا ایسا ہے کہ سلاطین
اپنی مخصر بادشاہان دہلی کی متابعت میں دیکھکر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اظہار
اطاعت کیا اور چتر اور خطبہ لینے سے دور کرکے مثل سائر امرا سلوک کیا سلطان تغلق شاہ جب دہلی سے بنگالہ کیطرف گیا ناصر الدین بغرا خان
نے استقبال کرکے لوازم پیشکش پیش پہونچائے تغلق شاہ نے ترحم فرماکر پھر ولایت لکھنوتی باضافہ کوہ و بنگالہ اسے عنایت فرمائی
اور دوبارہ چتر اور دورباش دیکر اسکی تعظیم میں کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ معز الدین کیقباد نے پدر سے جدا ہوکر ولایت
اودھ سے دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور چند روز پاس نصائح پدر کرکے اور لوگوں کی شرم و حیا کا ملاحظہ کرکے اپنے تئیں عیش و طرب سے
باز رکھا لیکن جو آوازہ بادشاہ کی مجالس جشن کا اطراف و اکناف عالم میں پہونچا تھا گروہ ارباب نشاط شیرین کار اور مطرب پیشگان
روزگار درگاہ میں آتی تھیں اور ہر روز تماشے کو آراستہ کرکے امید صحبت ہوکے گردپیش اسکے اپنے تئیں جلوہ دیتی تھیں
اور ملازمت کا انتظار کھینچتی تھیں سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شیدا اس جماعت کا تھا شوق و ولولہ نے جوش
بارا کیا اختیار دردیدہ نگاہ رخسار نازنینوں پر کرتا تھا اور گوشہ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ
بولی بچہ کہ آہنگ و ترنگ میں سردار نازنینان اور پری رویان تھا کلاہ مکلل سر پر اور قباے زرنگار در بر اور پٹکہ مرصع بکمر

[illegible]

اور اسپ عراقی پر سوار ہو کر بہنگام کوچ با صد کرشمہ و ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور سہرا بے عجب و رعلہا ے عرب کے ایک نوع کے ساحری کرنا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت باواز خوش پڑھی بیت گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ٭ دیدہ در رہ می نہم تا بر رہی اور اسکے لیے عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اسی حالت مین مناسب نزدیک تھا ہوں لیکن سوء ادبی سے نہین پڑھ سکتا سلطان نے فرمایا پڑھو اور مت ڈرو اسنے پڑھا بیت سرو شمشاد ہچو امیر وی ٭ نیک بد عہدی کہ بے امیر وی ٭ سلطان اُس ہیکر کے مشاہدہ جمال اور ملاحظ حرکات و سکنات سے حیران رہا اور طیلسان تحشی کے دوش پر ڈالی اور نستان صنم پرستی دوبارہ بلند کر کے باپ کے نصائح سود فراموش کین اور بے اختیار راہ مین ایستادہ ہو کر اُس نو بہ فکن سے ساتھ اس بیت کے ہمزبان ہوا بیت فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار و شہر آشوب ٭ چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را ٭ اور کمال بیطاقتی سے گھوڑے سے اترا اور اسی مقام مین منزل کی اور مجلس آراستہ کر کے اس رشک خوبان طرازکی تماشے اور بازی مین مشغول ہوا اور یہ بیت زبان پر لایا بیت شب تو قدر کنم از سیم نار شاہدان یا مداد ان روے ساقی بازو رکار آورد ٭ اور اُس شوخ برہمن دین نے جب یہ بیت شاہ کی زبانی سُنی فی البدیہہ یہ بیت پڑھی بیت غمزۂ تراہد فریبم عابد صد ساله را ٭ سوے پیشانی گرفتہ پیش خمار آورد ٭ سلطان نے تیزی فہم اور جودت طبع اور کلم تمکین اُسکے سے از بور حیران ہو کر اُسی کو ساقی بنایا اور لولی بچہ نے شرائط تواضع بجالا کر یہ بیت پڑھی بیت اگرچہ کہ خوب تر زما ہیم ٭ ہم بندۂ شہ گان شاہیم یہ کہا پھر جام شراب پر تکالی سے لبریز کر کے سلطان کے ہاتھ مین دیا سلطان نے اُسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شیفتگی یہ ابیات پڑھیں نظم ترح چون و دمن آید بہ نزد بگان مجلس دہ ٭ مرا بگذار تا حیران بمانم چشم ساقی را ٭ اگر ساقی تو خواہی بود ما را بکہ میگویا کہ می خوردن حرام است ٭ یہ کہا اور پیالہ نوش فرمایا اور امرا اور ملوک بھی اپنے منازل مین مجالس عشرت آراستہ کر کے لہو لعب اور طرب مین مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہان سے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس جشن ستو آرائیو ادعیش و طرب کی دیتا تھا یہان تک کہ دہلی مین پہونچا اور قصر کیلوکھری مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور اہل شہر اُسکے آنے سے شاد ہوئے اور جشن کیے اور شہر آیین بند کر کے قبے آویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی مین شیوۂ ناخوشیہ ہوا پرستی کا ہاتھ سے نچھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط گلعذاران مین اوقات کو بسر کرتا تھا اور خلقت بیباکی اپنا شعار کر کے ہر کوچہ اور محلہ مین علانیہ اور آشکار اشراب خواری کرتی تھی اور صحبت گرم رکھتی تھی اور غم و اندوہ خلائق کے دل سے رفع ہوا شاہد غفلت نے ملک عقل کو تسخیر کیا اور جب چند مدت اس طریقہ پر گذری سلطان بیمار ہوا اور کثرت جماع اور مداومت شراب سے ضعیف اور لاغر ہو اس درمیان مین باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے ہیم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھادے اور جو کہ صاحب تکبر سکا ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان مین جا اور وہانکے مہمات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ میرے دفع کا ارادہ رکھتا ہے وہانکے جانے مین تعلل کر کے عذر لایا اور مقربون نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہی پائی اور ہمیشہ اُسکی ہلاکت کے خواہان تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زہر دیکر ہلاک کیا اور ملک جلال الدین فیروز بن ملک یغرس خلجی کو جو نائب سامانہ اور سپہ سالار درگاہ تھا سامانہ سے طلب کر کے خطاب شایستہ خانی دیا اور عارض ممالک کر کے اقطاع بیانہ الم کیے اُسوقت مین بادشاہ کے مزاج مین انحراف اور فتور زیادہ راہ پا کر ساتھ لقوہ اور فالج کے منجر ہوا اور صاحب فراش ہو کر بیکار کا ٭ ہے سے عاجز ہوا اور امراے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سر مین ایک سودا ہوا اور ہر ایک دلمین ایک تمنا تھا پیر اتفاق کر کے کیومرث پسر بادشاہ معزالدین کیقباد کو جو تین برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور بادشاہ ہوئی اور بجا لالوقت اتفاق کر کے کیومرث شمس الدین خطاب کر کے تخت پر بیٹھایا اور دو فرقہ ہوئے ایک فرقہ خلیج اور یہ تمامی ہمراہ ملک جلال الدین فیروز ہو کر بہادر پور مین کش ہوئے

اور دوسرے فرقہ اتراک نے کیومرث کو اپنے ہمراہ رکھکر ملک ایتمر کچھن اور ملک ایتمر سرخہ کو سرگروہ کرکے کھڑے چبوترہ ناصری
میں نزول کیا اور بادشاہ معز الدین کیقباد قصر کیلوکھری میں بیمار اور بیتاب ساتھ ایک جماعت اطبا کے رہتا تھا اور ایسے فتنوں
میں اکثر فساد درمیان میں آتے ہیں اور اتفاق اور اتحاد گوشہ میں پوشیدہ ہوکر عزیز الوجود ہوتا ہے خواہش ترک نے آمادہ کیا
کہ جو کیومرث ہمارے ہاتھ میں ہے ملک جلال الدین اور تمام امرائے خلج وغیرہ کو کہ اصل قوم کو نسبت ہمیں ہے تاصل کرکے مہمات سلطنت کو
ہم ترک باہم انجام دینگے اور بیگانہ کو درمیان میں مداخلت نہ دینگے اور تذکرہ انکے نام تحریر کیا اور آغاز تذکرہ میں نام جلال الدین خلجی تھا
جب ملک جلال الدین اس بات سے آگاہ ہوا اپنے حفاظت میں پڑا اور امرا اور ملوک خلج کو جمع کرکے بعضے دیگر امرا کو بھی اپنی رائے سے
متفق کیا اور اسی حال میں ملک ایتمر کچھن سوار ہو تو ملک جلال الدین کو فریب دیکر بہادر پور سے لاکر اسکا کام تمام کرے ملک جلال الدین بھی
جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جس وقت کہ ملک ایتمر کچھن انکی مجلس کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اترا اسکے جامہ تن کو تلوار دونسے پرزے
پرزے کرکے دھجیاں اڑا دیں نظم سر ایتمر چون جدا شد زتن ۞ بخروشید بر آمد از انجمن ۞ بلے ہر کہ چاہے بکس کند ۞ ہم او وا نقضا
اندر ان چہ فگندہ ۞ اور ملک جلال الدین فیروز خلجی کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے اتصاف رکھتے تھے پانسو سوار اپنے ہمراہ لیکر
اور دوڑے کیومرث میں جاکر اتراک پر ہجوم لائے اور نہایت چستی اور چالاکی سے سراپردہ سلطانی میں داخل ہوئے اور بادشاہ شمس الدین
کو تخت سے اٹھاکر ہمراہ فرزندوں ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال کے بہادر پور میں اپنے باپ کے روبرو لائے اور ملک ایتمر سرخہ نے کہ تعاقب
انکا کیا تھا اثنائے راہ میں اس سے جنگ کرکے قتل کیا اور خواص و عوام دہلی کے جنکو بزرگی خلجیوں کی مشہور اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم
کرکے شاہ شمس الدین کی مدد کو اسطرح شہر سے برآمد ہوئے اور بداؤں کے دروازے کے آگے جمعیت کرکے قرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی
کے سر پر جاویں لیکن ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے اپنے لڑکوں کے سبب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلجی کے پاس تھے عوام کو اس ارادہ
سے باز رکھا اور انکی جمعیت کو متفرق کیا اور اسی روز اکثر امرا اور ملوک ملک جلال الدین فیروز خلجی کے شریک ہوئے اور جلد بیعت کا
اپنے کانوں میں ڈالا اور ملک جلال الدین فیروز خلجی نے ان ترکوں کو جنکے باپ بادشاہ معز الدین کیقباد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
قصر کیلوکھری میں بھیجا انھوں نے جاتے ہی بادشاہ معز الدین کیقباد کو کہ ایک رمق سے زیادہ دم باقی نہ تھا جامہ خانہ یعنی کمل میں لپیٹ کر
اور چند لاتیں مار کر کام تمام کیا اور دست جدا رکی لاش پانی میں ڈالی قطعہ نباتا ۞ در قصر شاہ آمدہ بچون پدر کینہ خواہ آمدند ۞ بیک جا جمادند تن
شاہ را ۞ بہ پیچید آن قوم وحشت گرا ۞ بگردند آنگہ لگد مال نہ ۞ چو فلک طرفہ بازی بخنجر نمود ۞ چنین بازیہا بر گنبد نیلگون ۞ نماید درین
پیشہ رفزون ۞ کہ تا دشمنان را بدست خسان ۞ کسان اند ماچیز ناکسان ۞ ستمگاران تجالد قگندہ تن ۞ سر کشان درمغاک
افگندہ ۞ ازان روز در عالم بیوفا ۞ نہ بستند دل اہل ملک وفا ۞ سر از تاج شاہی و گردن کشی ۞ کشیدند با صد رضا و خوشی ۞ نہ امید
از عالم خاک شان ۞ نہ بیم زدوران افلاک شان ۞ اسوقت ملک جلال الدین فیروز خلجی نے اپنا نام سلطان جلال الدین رکھا اور
ملک چھجو کو جو بھتیجا بادشاہ غیاث الدین بلبن تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا ولایت کڑہ اسے جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا
اور اس ساعت میں کہ نجومیوں نے پسند کی تھی شوکت و اقبال شاہانہ سے قصر معزی میں جو کیلوکھری میں بنا کیا تھا اکر
نزول اجلال فرمایا اور کیومرث کو درمیان سے اٹھا کر بفراغ خاطر حکومت میں اشتغال کیا اور بادشاہی ترکوں
سے جو سلاطین غور کے غلام تھے سلسلۂ خلجیہ میں منتقل ہوئی اور یہ تغیرات اور حالات اوائل سنہ چھ سو اٹھاسی
میں واقع ہوئے تھے مدت سلطنت معز الدین کیقباد کی تین برس کسری زیادہ تھی الابقاء للہ الملک المعبود ذکر سلطنت
جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ میں مرقوم کیا ہے کہ ---

تواریخ معتبر میں میری نظر سے گذرا کہ گروہ خلج قلیج خان داماد چنگیز خان کی نسل سے ہیں اور قصہ یون ہے کہ اسکی خاتون سے چنگیز خان کی
بیٹی تھی کچھ رنجش واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے مدارا اور ملایمت کے سوا کچھ علاج نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ ایک نفر اور ایک
ملاحظہ موقع وقت تھا اور دستیاب نہ تھا بعد چندے چنگیز خان نے ساحل آب سندھ پر پہونچکر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مغلوب اور
منکوب کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہو کر اپنے یورت اصلی میں بازگشت کی قلیج خان نے اُن ملکوں میں غور و غرجستان
کے پہاڑون پر پہونچکر رہتے وقت اسکا استحکام منظر غور اور کیمق دیکھا اور فرصت کیوقت چنگیز خان سے جدا ہو کر اپنے عزیز و اقارب سے
کہ تخمیناً تیس ہزار خانوادے تھے اُن کوہستان مستحکم میں گیا جب چنگیز خان فوت ہوا کسی نے اسکے فرزندون میں سے اسکی پروانگی اور
اُسنے اس مقام میں سکونت اختیار کی اور صاحب اقتدار ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی دہلوی اور پھر سلطان محمد خلجی ہندوی بنا بر قلیج خان
سے ہیں پھر تحریف پاکر خالج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف کو بھی مستند کر کے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافث
کے گیارہ فرزند تھے ایک کا انہین سے خلج نام رکھا اور اسکے فرزندان کو خلجی کہتے ہیں اور راقم کے نزدیک یہ قول صواب تر ہے
اسواسطے کہ تحقیق بیانات کتب تاریخ غزنویہ میں مذکور ہوا ہے کہ سلطان ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمود غازی کے بہت
امرا قوم خلج سے ہوئے ہیں اور یقین ہے کہ انکا عہد چنگیز خان کے عہد پر متقدم تھا اور ہو سکتا ہے کہ قلیج خان قوم خلج سے ہوا اور والد بادشاہ
جلال الدین فیروز شاہ دہلوی اور سلطان محمود مالوی کے اُسکی اولاد سے ہوں القصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پور سے مع حرم غفراو
انبوہ خطیر سوار ہو کر قصر کیلوکھری میں داخل ہوا اور چندروز بادشاہ شمس الدین کو ہیولائے سلطنت رکھکر اسکی نیابت میں قیام کیا اور
اوائل سنہ چھ سو اٹھاسی ہجری میں اسے درمیان سے اٹھا کر ستر برس کے سن میں قدم لباس شاہی پر رکھا شاہان سابق کے خلاف چتر سرخ
کو تبدیل کر کے سفید کیا اور صفت قہر و غضب کی یکبارگی اپنے سے مسلوب کی بجائے حلم و لطف ہوا اور کبھی مومن ضعیف کو نہ ستایا اور چونکہ
مردم دہلی کا اعتبار نہ رکھتا تھا اسواسطے قصر کیلوکھری میں سکونت کی اور عمارات نا تمام معزی تیار کروائیں اور ایک باغ جدید ساحل جون
پر تیار کر کے ایک قلعہ سنگ اور شہر سے بنا کیا اور امرا اور اپنے معارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرما کر مسجد و بازار کی بنیاد ڈالی
اور اُس شہر کو شہر نو موسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ جب دہلی خراب ہوئی شہر نو ساتھ دہلی نو کے مشہور ہوا امیر خسرو نے اس حصار کی تعریف میں
بہت ابیات موزون کی تھیں انہین سے ایک یہ بیت ہے بیت شاہ در شہر نو کردی حصارے ؛ کہ رفت از کنگرہ اش تا مہ سنگ
اور ابتدائے جلوس میں ضبط ولایت اور رتق و فتق مہمات مملکت میں مشغول ہوا پہلا بیٹے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو
کہ جسکا نام ملک چھجو بن کشلیخان ایک تھا ولایت کڑہ پر روانہ کیا اور اپنے بھائی کو منصب عرض ممالک اور خطاب یغرش خان
کے ساتھ اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خانخانان خطاب دیا اور منجھلے فرزند کا ارکلی خان اور چھوٹے بیٹے کا قدر خان
نام رکھا اور ہر ایک کو ایک ولایت ولایات ہندوستان سے عنایت فرمائی اور ایک درگاہ انکے واسطے ظاہر کی اور اسیطرح سے
اپنے بھتیجون علاء الدین اور الماس بیگ کو کہ آخر خطاب الغخان پایا اور انکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا تربیت
کر کے علاء الدین کو امرائے بزرگ سے اور الغخان کو آخر بیگ کیا اور ملک احمد حبیب بھانجے اپنے کو باربک اور ملک خرم کو
میر دہ اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامرا ملک فخر الدین کو کوتوال کیا اور جب حکایت خدا پرستی اور علم و حیا اور
عدل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور معارف دہلی کہ جنھون نے ساٹھ برس سلاطین اتراک کی خدمت
کی تھی اور خدمت خلجیہ سے تنگ و عار رکھتے تھے دل اُسکی سلطنت پر رکھکر شہر نو میں آئے اور اسکی بیعت کا حلقہ بگوش
کر کے ملازمت اختیار کی اور اسکے بعد درمیان خاص و عام کے ایک سکوت اور ایک آرام ظاہر ہوا بادشاہ پورے دبدبہ اور شکوہ کے ساتھ

افواج بحر امواج ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر دہلی کہنہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب دولتخانہ میں داخل ہوا دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے تخت سلاطین ماضیہ پر اجلاس فرمایا اور آواز بلند سنایا کہ میں شکر الٰہی کے ذمہ سے کیونکر باہر آسکوں کہ میں نے جس تخت کے آگے برسوں سر زمین پر رکھا تھا اب قدم اس پر رکھکر امر سلطنت پر قیام کیا اور وہ یار کہ جو مجھسے کہیں بہتر اور افضل تھے دست بستہ میرے روبرو ایستادہ ہیں پھر وہاں سے برخاست کرکے سرخ محل جو خاص محل بادشاہ غیاث الدین بلبن کا تھا گیا اور درگاہ میں برسم قدیم گھوڑے سے اترا ناگاہ ملک حبیب نے عرض کی کہ جو کوشک سلطان سے ہو آپ کیسے اسواسطے خانہ زین سے اترے سلطان نے ارشاد کیا ہر حال میں عزت اپنے ولینعمتی کی نگاہ رکھنا واجب ہے ملک حبیب احمد نے گذارش کی سلطان کو اس محل میں جلوہ دارائی ہمیشہ کرنا چاہیے سلطان نے جواب دیا کہ اس محل کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے ایام جوانی میں بنیاد کیا تھا اس قصر کی ملک اسکی اولاد ہے اور میرا اسمیں کچھ حق نہیں ملک احمد نے کہا کہ امور ملکی میں اسقدر تقیید اور احتیاط کی گنجائش نہیں رکھتی سلطان نے فرمایا میں مصلحت چند روزہ کیواسطے قواعد اسلام سے کیونکر باہر جاؤں اور نفس الامر کے برخلاف ایک کام کروں جسکی عقل یا شرع تجویز نہ دے کہ اہل خرد میں برا دیویں پھر پیادہ لعل محل کے اندر جاکر جن مقاموں میں کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن بیٹھا تھا حفظ مراتب اور پاس حرمت کے سبب سے اس مکان میں نہ بیٹھا اور صفہ میں کہ مخصوص امرا کے واسطے تھا جلوس فرمایا اور بعضے مقربوں اور بزرگوں کو نصیحت فرمایا کہ ایتمکین اور ایتمر سرخہ کا خانہ برباد ہو جیسے کہ انہوں نے قصد میری ہلاکی کا کیا اور میں جان کے خوف سے ترک لباس اور خیمہ گاہ دیگر میں کہاں اور کہاں بادشاہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا والقصہ حکم خاقانی اور ملکی میں بعزت بسر کرتا تھا اب متحیر ہوں کہ انجام میرے کام کا کیونکر ہوسکے باوجود عظمت اور ہیبت بادشاہ غیاث الدین بلبن درازی امر کا اور غلبہ اعوان انصار کے سلطنت اسکے فرزندوں پر نہ رہی مجھپر کیونکر رہیگی اور خدا جانتا ہے کہ میرے بعد میری اولاد اور اتباع کی نسبت کیا سانحہ گذریگا اس صورت میں بعضے امرا حاضرین کہ عاقل اور صاحب تجربہ تھے انکی باتوں سے متاثر ہوکر روتے تھے اور بعضے جو جوان اور بیباک تھے سلطان کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مرد بادشاہ ہوا زوال ملک مال کے اندیشہ میں پڑا ہوا ہے قتل و سیاست جو لازمہ جہانداری کا ہے اس سے کیونکر وقوع میں آویگا بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی نے اس اور دوسرے روز کے بعد دہلی سے شہر میں آکر قرابتی اور جشن اور شادی بادشاہانہ کرکے ایک دختر اپنی کہ حسن و جمال میں نظیر عدیل نرکھتی تھی قطعہ زلفش خلاف قامت او

خلاف زلفش بہ ضد میان بسترش صنوبرش میانے بہ سوسن دہانش دہن از لطف تا نباشد از حرف او

ملک علاء الدین کے ساتھ عقد مناکحت باندھکر سپرد کیا اور دوسری بیٹی الماس خان الغخان سے تزویج فرمائی بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی حلیم و کریم اور طبع موزوں رکھتا تھا اور صفت قدر شناسی اور رحم دلی میں موصوف تھا اسی سبب سے کبھی تغیر نکرتا اور جبکسی مقرب سے کوئی جرم وقوع میں آتا ہرگز ذلیل نکرتا بیت تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر بل زصد لشکر ظفر انگیز تر اور تعذیب اور تشدد اور طمع مال مردم میں کہ شیوہ جبار و ستمگار ہے اپنی بادشاہت میں ہرگز بجا نہ لایا اور مجالس شراب میں ساتھ اہل مجلس کے مصاحبانہ اور بے تکلف اختلاط کرتا اور نسبت مساوات کی مرعی رکھتا اور حریفان مجلس شراب سلطان ملک تاج الدین کوچی اور ملک فخر الدین کوچی اور ملک اعز الدین غوری اور ملک قرا بیگ بن نصرت مقبول اور ملک نصرت صباح اور ملک حبیب اور ملک کمال الدین ابو المعالی اور ملک نصیر الدین کہرامی اور ملک سعد الدین منطقی تھے کہ یہ لوگ لطافت طبع اور حسن اختلاط اور شجاعت اور مردانگی میں اپنے عصر میں عدیل و نظیر نرکھتے تھے اور تاج الدین عراقی اور امیر خسرو اور خواجہ حسن اور مؤید جاجرمی اور مؤید دیوانہ اور امیر ارسلان کلاہی اور اختیار الدین باغی اور باقی خطیب

سلک ندما میں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم اشعار و تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہمیشہ مجلس بادشاہ کی غزلخوانان جان نواز مثل
امیر خاصہ اور حمید راجا و ساقیان ظریف مثل ہیبت حبیب سجان و نظام خریطہ اور مطربان بے بدل مثل محمد شاہ چنگی اور فتوح شاہ (امیر خان)
اور بہروز سے آراستہ رہتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس میں غزلیں تازہ لاتے تھے اور انعام و التفات سے بہرہ مند ہوتے تھے اور جن
دنوں بادشاہ جلال الدین فیروز خلجی بہر جاداری سے عارض ممالک بادشاہ معز الدین کیقباد ہوا امیر خسرو کو نوازشوں سے ممنون
فرما کر ملازم کیا اور مواجب خوب انکے واسطے مقرر کیا اور لباس خاص اپنا تحسین دیا جب بادشاہ ہوا اپنے مقربوں میں داخل کیا اور
شغل مصحف داری اور منصب بارشہ اور یکساتہ جامہ اور کمربند سفید کے جو امرا کے کبار کیواسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور سال
جلوس کے دوسرے برس ملک چھجو بھتیجے سلطان غیاث الدین بلبن نے باتفاق امیر علی سرجاندار حاکم اودھ کہ اسکو حاتم خان کہتے تھے ولایت
کڑہ میں خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پر پھیر کر سلطان مغیث الدین نام رکھا اور سائر ملوک بلبنی کہ اس طرف جاگیر رکھتے
تھے اور اس پار کے زمیندار اور راجاؤں نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر بیشمار سوار اور پیادہ سے لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب یہ خبر
سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے سمع مبارک میں پہونچی اپنے فرزند ارکلیخان کو ساتھ افواج خلجیہ کے کہ شجاعت میں دیدہ و رزیدہ ہمکنان
ابدار سے سبقت لے گئے تھے ہراول کر کے پیشتر روانہ کیا اور خود پانچ کوس پیچھے سے مسافت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا یہانتک کہ
ارکلیخان اور ملک چھجو مقابل ہوکر جنگ میں مشغول ہوئے اور ظفر اور فیروزی ارکلیخان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھجو وادی
ہزیمت کیطرف متوجہ ہوا اور ارکلیخان نے تعاقب کر کے امیر علی سرجاندار اور ایک جماعت امرا مشاہیر دولت بلبنی سے اسیر کرکے دو شاخے
گردنوں میں ڈالکر اونٹوں پر سوار کر کے باپ کے پاس بھیجا جونہی بادشاہ جلال الدین کی نظر شتر سواروں پر پڑی آنکھ
نیچی کر کے فریاد و بیداد کیا کہ یہ کیا قباحت اور قباحت ہے جو تمنے کیا مردم عزیز کو ساتھ اس وضع کے لائے یہ حکم دیا کہ انہیں جلد از شتر
سے اتارو اور دوشاخے انکی گردنوں سے جدا کرو اور انہیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیز اور وجیہ
اور قدر و منزلت رکھتے تھے انکو حمام بھیجکر خلعتہا سے خاص پہنا کر عطر ملوایا اور خود بارگاہ مجلس شراب آراستہ کرکے ان لوگوں
کو عزت و تواضع بلا کر ہمپیالہ کیا اور ملاطفت وافر اور ملاطفت متکاثر مبذول فرما کر کلام الفت آغاز کیے بیت بدی را بدی
سہل باشد جزا اگر مردے احسن الی من اسا اور ہر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی گرمی اور مہربانی زیادہ تر کرتا تھا یہ جماعت
انفعال سے سر نہ اٹھاتے تھے سلطان انکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا کہ تم لوگ اس کام میں کہ اپنا بادشاہ تمھارا تھا کیسی نمکحلالی
باعث شکرگزاری ہو بلکہ وفاداری اپنے ولی نعمت کی بجا لائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خانوادے
سے نہ جاوے غایت انکی یہ ہے کہ جو ارادہ ازلی نے یہی تعلق پکڑا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہو کر آخر عمر میں مجھے پہونچے تمہاری
کوشش نے نتیجہ اور فائدہ نہ بخشا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی سی التفات میرے حال پر فرماتا
تھے میں تمسے التجا اور اعتبار پیدا کرتا تھا ملک خطاط اور بسر در ہوتا تھا اور ملک چھجو کو بھی جو اپنے ہیندرون اثر اہیہ کے ساتھ
پناہ لیگیا تھا گرفتار کر کے سلطان کے روبرو بھیجا انکو بھی شاہ نے تعظیم وتکریم کی اور محفہ میں بٹھا کر ملتان کیجانب گرفتار کے
پاس روانہ کیا اور یہ حکم فرمایا کہ ملک چھجو کو مع اہل و عیال مکان خوب میں اتارو اور اطعمہ و اشربہ اور اقمشہ و سامان عیش
و عشرت کا جو کچھ بادشاہوں کے لائق ہو مہیا رکھو اور انکی نگہداشت میں مستعد رہو اور انکی دلجوئی اور خاطر داری ہر طرح کی
کرنا اور یہ بات عجیب امرا اور اسے خلجی کو یہ نوازش کہ سلطان نے وارث مملکت اور سائر امرا کی نسبت مبذول فرمائی ناگوار گذری اور
گفتگو کی اور عرض کی کہ سلطان نے جو یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فرمایا روش جہانداری کے خلاف ہے اور قاعدہ

جہانبانی کے منافی ہو خونریزی جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہ میں جیسی وقوع میں آئی خداوند عالم نے معاینہ فرمائی اب مناسب دولت وہ ہے کہ سیاست اور خونریزی سے اس گروہ کو آپ معاف نرکھیں اور ملک چھجو خان کو اگر قتل کریں تو میل اسکی آنکھ میں کھینچیں تو دوسرے عبرت پکڑیں جبکہ بادشاہ اسطرح کے آدمیوں پر ایسی نوازش فرماویگا تمام خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی ہوس ہوگی اور فساد برپا ہوگا اگر ہم انکے ہاتھ گرفتار ہوتے وہ نام و نشان خلجیوں کا روے زمین پر نرکھتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے اور سب صواب اور موافق جہانداری کے ہے لیکن کیا کروں کہ میں نے عمر اپنی ستر برس مسلمانی میں بسر کی اور کسی مسلمان کا خون نگرایا اب کہ ضعیف ہوا ہوں اور عمر آخر کو پہونچی نہیں چاہتا کہ خون مسلمانوں کا گراکر صفت قہاری اور جباری کی اپنے اوپر ثابت کروں اگر ہم انکے ہاتھ پڑتے اور وہ ہماری خونریزی کرتے اسکی جوابدہی قیامت کے دن انکے ذمہ ہوتی نہ ہمارے اوپر برسوں ہم سلطان غیاث الدین بلبن کے نوکر رہے اور حقوق اسکی نعمت کے ہماری گردن پر ہیں آج کہ اسکے ملک پر متصرف ہوا ہوں اگر اسکے اعوان انصار کو بھی قتل کروں ایکبارگی دیدۂ مردمی پر خاک ڈالوں اور مثل اسکے اور بھی کلام درویشانہ اور صوفیانہ کہے آخر کو اس مقدمہ میں بازی کھاکر آپکو تیغ ملامت کا کشتہ کیا اسواسطے کہ حکما نے کہا ہے کہ بادشاہی دو رکن رکھتی ہے ایک لطف دوسرے قہر اور جس وقت کہ ایک میں ان دونوں سے خلل پڑے پادشاہی زوال قبول کرے بیت تحمل کش ہست اما نہ چندان ٭ شکیبائی خوش ہست اما نہ چندان ٭

سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے بعد واقعہ ملک چھجو کے جب بداؤن سے دار الملک شہر میں مراجعت فرمائی ولایت کڑہ علاء الدین خلجی کو دیکر اسطرف روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور آبادی ولایت میں مصروف ہوکر صفت قہر کی جو لازمہ پادشاہی ہے ایکبارگی ہاتھ سے دی اور صفت حلم و بے آزاری کو مرتبہ کمال میں پہونچایا اور جب یہ خبر جابجا لوگوں نے سنی دزدان کراس مواس اور رہزنوں اور ڈکیتوں تمام ممالک نے سر اٹھاکر فتنہ و فساد شروع کیا اور جو جیا کہ چوروں اور ٹھگوں اور رہزنوں کو گرفتار کرلاتے تو فقیروں اور مشائخوں کیطرح انکو چوری اور اعمال ناشائستہ سے سوگند اور توبہ کراکے فورا چھوڑ دیتا تھا اس سبب سے خلجی جو عمدہ اور درگاہ سے تھے مجالس اور محافل میں سلطان جلال الدین پر زبان طعن دراز کرکے ہر شخص کلام ناخوش مذکور کرتے تھے اور حریف اور رند اگرچہ تقریبات اٹھاکر وہ باتیں سمع سلطان میں پہونچاتے تھے لیکن وہ تغافل کرکے کہتا تھا کہ مست لوگ بہت بکتے ہیں انکے قول پر مواخذہ نہ پکڑنا چاہیے پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین ہر چند شجاع اور صف شکن ہے اور مغلوں سے چند مرتبہ لڑا ہے اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہوا ہے شعر کہنے اور شعر سننے اور شطرنج اور نرد کھیلنے کے سوا اس سے کوئی کام ظہور میں نہیں آتا ہے مناسب وہ ہے کہ ہم سب اتفاق کرکے اسے معزول کریں اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امراے صاحب داعیہ سے ہے تخت سلطنت پر بٹھادیں اور اکثر امراے خلج نے ایک روز ملک تاج الدین کوچی کے مکان میں مہمان ہوکر مجلس شراب منعقد کی اور حالت مستی میں بولے پادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہیں اس امر کا شائستہ ملک تاج الدین کوچی ہے اور تمام مزخرفات میں مشغول ہوئے پھر ایک انہیں سے بولا کہ میں باوصف نیم ہشیار ہونے کے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرتا ہوں دوسرا دست بقبضہ ہوکر کہنے لگا کہ میں اس تیغ آبدار سے اسے خیار کی طرح دو ٹکڑے کرتا ہوں جب اس روز مجلس شراب میں بادہ گوئی حد سے زیادہ عمل میں لائے ایک انہیں سے اٹھکر باہر گیا اور اپنے تئیں بلا توقف سلطان کی خدمت میں پہونچا کر صورت حال تفصیل ظاہر کی سلطان اس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور بیہودہ گوئی ان دشمنوں سے نہ آزردہ ہوا لیکن انکے اس ارادۂ ناصواب سے نہایت آزردہ اور بیطاقت ہوا اسیوقت آدمی بھیجکر اس مجلس کے تمام اہلیوں کو حاضر کیا اور ازروے اعتراض تلوار آہنی غلاف سے نکالکر انکے روبرو پھینکدی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم میں سے دعوی مردی اور مردانگی کا کرتا ہے اٹھالے اور مجھے ٹکڑے کرے کہ میں تنہا

بیٹھا ہون تو معلوم ہووے کہ کام نمایان کسکے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہے یہ سنکر اُن بیدولتون نے سر خجالت جھکایا اور گونگون کے مانند خاموش ہو رہے اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے جب از روے غضب انھین بہت لعنت ملامت کی پھر شعلہ غضب اُسکا ساکن ہوا ایک مصاحب سلطان کا جسکا نام ملک نصرت تھا اور وہ بھی اس مجلس مین شریک تھا اُسنے ہرزہ گوئی بہت کی تھی عین وقت ظرافت مین آکر بولا خداوند نعمت خوب جانتے ہین کہ مست حالت مستی مین جو کچھ منھ مین آتا ہے بکتے ہین اگر ہم تجھسے بادشاہ کو جو ہمین فرزندون کی طرح پالتا ہو قتل کرینگے پھر مثل تیرے دوسرا بادشاہ کہان پاوینگے اور جو تو بھی اس مستی مین ہمین مواخذہ کرکے ہلاک کریگا مثل ہمارے مخلصان جان نثار پاویگا سلطان ملک نصرت کے جواب سے متبسم ہوکر قہر و شدت سے باز آیا اور اپنے ہاتھ سے جام اُسے عنایت فرمایا اور از روے نصیحت یارون کی طرف متوجہ ہوا اور فرمایا اگر بجاے میرے دوسرا بادشاہ ہوتا تمکو بالضرور ہلاک کرتا مین اس سن مین جباری و قہاری کہ لازم و ملزوم جہانداری اور شہریاری ہے اپنی نسبت قرار نہین دے سکتا ہون اور مقام جزا و سزا تمہاری مین نہین آسکتا اور تمسے سواے میخوشی اور قمار بازی اور بیہودہ گوئی اور شاہد بازی کے دوسرا فعل نہین آتا ہے تم کہان ورنہ شکار ڈالنا اور شمشیر کو کام فرمانا کہان خیر مین نے تمہارا گناہ بخشا اپنی جاگیرون مین جاکر ایک مدت وہان بسر کرو بیت ز خلق ار چہ آزار بینم بسے ٭ نخواہم کہ آزردہ گردد کسے ٭ کہتے ہین کہ جسوقت مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ غیاث الدین بلبن کا جاگیردار اور سمانہ کی نیابت پر مامور تھا مولانا سراج الدین ساوی جو شعراے وقت سے تھا اور ایک دیہہ دیہات سمانہ سے اپنی جاگیر و تعلق مین رکھتا تھا بادشاہ جلال الدین نے اور وظیفہ دارون کے مانند مولانا سراج الدین سے خراج طلب فرمایا مولانا نے اس امر سے آزردہ ہوکر ایک مثنوی سلطان کی مذمت مین کہکر عمال کی شکایت اُسمین درج کی اور ظاہرا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ کثرت مشاغل کے سبب ساتھ مولانا کے نہ مشغول ہوا مولانا دل کوفتہ مجلس سے اُٹھا اور دوسری مثنوی سلطان جلال الدین فیروز شاہ کی ہجو مین کہی اُسکا نام خلجی نامہ رکھا اور اُس زمانے مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نیابت سمانہ رکھتا تھا خلجی نامہ مذکور جو متضمن ہجو ہاے رکیک تھا سلطان کے پاس پہونچا مولانا سراج الدین نے اس خوف سے کہ بادشاہ انتقام کی فکر مین ہوگا سمانہ کی استقامت چھوڑکر دوسری جگہ توطن اختیار کیا اور اُسی عرصہ مین سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ایک دیہہ دیہات منداہر سے کو غارت کیا تھا اسوجہ سے منداہر سے سلطان کے مقابل آیا اور سلطان کے چہرہ پر ایک ایسا زخم مارا کہ اثر اسکا تمام عمر باقی رہا تھا جب سلطان سریر سلطنت پر متمکن ہوا مولانا سراج الدین اور منداہر اپنے کام مین حیران ہوئے اور اپنے بخت ارجمند کی رہنمونی سے وہ دونون پگڑی اپنی گردن مین ڈالکر درگاہ مین حاضر ہوئے سلطان کو جب خبر ہوئی فوراً انھین طلب کیا اور مولانا سے بغلگیر ہوکر انعام اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور مواجب مقرر کرکے حکم دیا کہ تو مثل دوسرے مقربون دربار کے پیش تخت مجرے کیواسطے آیا کرے اور منداہر کو بھی نوازا از جملہ حکایات عجیبہ سے جو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی راستی پر دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ ایکروز اُس کی خاطر عاطر مین یہ خیال گذرا کہ جو مین نے مکرر کفار مغل سے غزا کی ہے اگر روز جمعہ منبر پر مجھے ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ یاد کرین بعید نہوگا اسواسطے ایکروز اُسنے یہ بات اپنی زوجہ ملکہ جہان سے کہی کہ جب ارباب علم و صدور اور قاضی کسی تہنیت کی تقریب مین حرم کے سراپردہ پر حاضر ہون تو ایلچی اُنکے پاس بھیجکر یہ پیغام دینا کہ تم سلطان سے درخواست کرو تو اسی جمعہ کے روز منبر پر المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین پڑھین اتفاقاً اسی پانچ چھ روز کے عرصہ مین بادشاہ معز الدین کیقباد کی دختر کا کار خیر عروسی قدر خان سے ہوا علما اور صدور و قاضی مبارکباد کیواسطے حرم کے دروازہ پر حاضر ہوئے ملکہ جہان نے خدمتگار کی زبانی مقدمہ مسعودہ سے پیغام دیا اُن لوگون نے اُس بات کو پسند کرکے عرض کی کہ سلطان نے بارہا کفار مغل سے جنگ کی ہے اُسے المجاہد فی سبیل اللہ خطبہ مین کہنا جائز ہے لیکن جبتک سلطان خود اور علما اور فضلا

اور صدور وغیرہ ماہ مین سلطان کی خدمت مین جاکر شرف دست بوس سے مشرف ہوئے قاضی فخر الدین ناقلہ کہ سرگروہ علما سے اس
عصر سے تھا ملتمس ہوا کہ صدور اور قضات اور جمیع علما سلطان سے التماس کرتے ہین کہ سلطان نے جو مکرر کفار مغل سے جہاد کیا ہر
اسلیے نام نامی کیساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ منبر و منبر یاد کرتے رہین سلطان نے یہ حرف سنکر انسکے آنکھون سے جاری کیے اور کہا کہ قاضی فخر الدین
ملکہ جہان نے میری تلقین سے تمھین یہ پیغام دیا ہے لیکن مین جس سے یہ بات کہکر پشیمان ہوا اسکواسطے کہ مین نے اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ مین نے جو
اس مدت مین اکثر بیابان مغلوں سے کین رضاے خداے عز وجل اور طمع شہادت اور قصد بلند کرنے اعلام دین اسلام کے لیے نہین بلکہ ہمیشہ غرض وہ بھی
کہ نام اور آوازہ میرا بلند ہووے یا میرا اعتبار اور عزت میرے ملک پادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو زیادہ ہووے یا صحف اسکے
علما اور صدور اور مقضیات نے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے وغدغہ دفع کرنے کیواسطے وجوہ نادیلات بیداکین و تکرار کی
لیکن کسیطور سے قبول نفرمایا اور منجملہ غریب حادثہ کے جو ایسے پادشاہ سلیم النفس کے زمانہ مین وقوع مین آئے قتل کرنا سیدی مولانا امام و رشید کا ہر
ضیا برنی اور صدر جہان گجراتی نے یون بیان کیا ہر کہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال نے کہ قبل اسکے اکثر مقام معدودہ مین اسکا مذکور
ہوا ہر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے عہد مین وفات پائی تو چند ملوک اور خوانین بلبنی جو بے جاگیر ہوئے تھے اور اسکے دولت کی پناہ مین
زندگی کرتے تھے سرگردان اور عاجز ہوئے اور اسیطرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور سیقدر سپاہی
اور سر ہنگ کہ اسکے نوکر تھے اس جناب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوے اور آخر سب نے سیدی مولی کی خانقاہ مین آنا اختیار کیا ملخصات
شیخ عین الدین بیجاپوری سے واضح ہوا کہ وہ ایک مرد لباس فقر و درویشی مین تھا جرجان سے مغرب کیطرف گیا اور ایک مدت مدید صاحبدلونکی صحبت مین
بسر لیکیا اور ان سے نظر معارف حاصل کرکے جرجان مین مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فرید الدین شکر گنج کی زیارت کو ہندوستان کے
سمت روانہ ہوا اور اجودھن مین انسے ملاقات کی اور چند مدت انکی صحبت رہی مجلسین کرتا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا پادشاہ
غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت مین دہلی کی سیر کی ہوس ہوئی شیخ سے اجازت لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا ایک روز اثناے صحبت مین شیخ
نے کہا تو جاتا ہے کہ دہلی مین جاکر سجدہ آمد و شد خلق کا اپنے اوپر کھولے اور ہر طرف کے مسافرون کو طعام دیوے اسکا رہین تجھسے کچھ
نہین کہتا اور مانع بھی نہین ہوتا لیکن مجھسے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک اور امرا و مقربان شاہ کے ساتھ اختلاط نکرنا اور انکی آشنائی سے
محترز رہنا کہ مصاحبت اور اختلاط اس جماعت کا ہم فقیرون کو سبب ہلاکت کا ہے سید مولا دہلی مین پہنچکر متوطن ہوا ایک خانقاہ عظیم
تعمیر کروائی اور فقرا اور مساکین کی دعوت اور ضیافت مین مصروف ہوا ہر روز جسقدر مردم و بیش مسافر اور مجاور اسکی خانقاہ مین
آتے تھے محروم نکرتا تھا اگرچہ مسجد جامع مین نماز جمعہ کیواسطے آتا تھا تنہا مکان مین نماز ادا کرتا تھا اور بستر اقتدا نماز جیسا کہ
بزرگان دین نے قرار دیا ہے بجا نہ لاتا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت کھینچتا اور جامہ ایک جادر کے سوا نہ پہنتا اور زنان برنج فقر بدکرکے
کھاتا اور کوئی عورت اور خادم نرکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ پھرتا اور کسی آدمی سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور اسقدر خرج کرتا تھا کہ لوگ
حیرت مین آکر کہتے تھے کہ وہ علم کیمیا جانتا ہے اور جب عہد پادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد معزی کہ زمانہ غفلت اور
بیخبری کا تھا پہونچا سید مولا رتیار اور نثار مین نہایت درجہ کوشش کرتا تھا اور خوانین اور ملوک کے ساتھ مختلط ہوکر شیخ
فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت دل سے محو کی بیت بر آتش دل نہ کوہ فرو زد کہ وقت آمد کہ صد خرمن بسوزد اور بسبب نخواہ
افراط سے خرچ کرکے اکابر اور اعیان کو دو تین ہزار تنکہ زر سرخ انعام فرماتا اور انکے واسطے اپنی خانقاہ مین دسترخوان بچھاکر ایسے
طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین روزگار کو میسر نہوتے تھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار من میدہ ہندوستانی
وزن سے اور دو سو من شکر اور پانسو من مسلوخ اور کئی من روغن اور اشیاے دیگر جو ضروری ہین

اُسکے باورچیخانہ مین پختہ ہوکر خانقاہ مین تقسیم ہوتا تھا اور اُن درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے
تھے یا قیمت اُس اشیا کی جو خریدی تھی اُسکے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلان بوریا یا فلان پتھر یا اُس خشت کو اُٹھاؤ اُسکے
نیچے اسقدر تنگہ نقرہ اور طلا ہین اُٹھا لو جب وہ اسکو اُٹھاتے تھے اُنکے ارشاد کے بموجب پاتے تھے اور خیال کرتے تھے گویا اُسیوقت اُٹھا رکھ
سے لاتے ہین اور جب سلطنت خلجیون کو پہونچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہوا خلائق نے اُسکے پاس ازحد ہجوم
کیا اور خانخانان فرزند بادشاہ جلال الدین اُسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اُسکی خدمت مین جاتا تھا اور مقربان شاہ اور خوانین اور
ملوک کبار نامدار شب و روز اُسکی ملازمت مین حاضر ہوکر نعمتین گوناگون کہ انھین اپنے دسترخوانون پر میسر نتھین اُسکی خانقاہ مین مہیا پاتے تھے
اور جیسا کہ مذکور ہو جب ملک الامرا ملک فخر الدین کوتوال رحمت حق مین واصل ہوا اُسکے تمام متعلقون نے دست توسل سیدی مولا کے دامن مین مارا
اور اُسکے اشارے سے طاقون اور اینٹون اور پتھرونکے نیچے سے سونے اور چاندی کے ٹکے حاصل کرکے زمانہ عیش و عشرت سے گذرانتے
تھے ہم عصرون مین قاضی جلال الدین کاشانی نے کہ ایک مرد فتنہ انگیز اور عیان بادشاہ سے تھا اُسکی خدمت مین جاکر ساتھ چرب زبانی کے کہ ثانی سحر تھا
اُسکے دل مین اسطرح جگہ کی کہ سیدی مولا نے اُسے راستکردار اور خیرخواہ اپنا معلوم کیا اور اتحاد و خصوصیت اُس سے انتہا کو پہونچائی کہ تین تین
اور چار چار روز خانقاہ مین رہکر اُسے سلطنت کیواسطے ترغیب و تحریص کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادر علی الاطلاق نے اسقدر رفعت خلق کیواسطے
تجھے کرامت فرمائی ہی کہ پادشاہی ظالمونکے ہاتھ سے برآوردہ کرکے خود مستقل اس امر جلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کرکے
ایک خلقت کو ساتھ عدل اور داد کے مہد امن و امان مین نگاہ رکھے اور جو اسمین سستی کریگا فردائے قیامت مین کیا جواب دیگا
چنانچہ لوازم بشریت ہر بشر کے ساتھ لاحق ہین وہ بیچارہ فریب کھا کر تمہید مقدمات خروج مین جد و جہد کرنے لگا اور ہر ایک
مرید کو ساتھ ایک خطاب و منصب کے نامزد کیا اور برنجین کوتوال اور نہانے پہلوان جو سیدی مولا کیطرف سے احسان بہت دیکھے تھے
متعہد اس امر کے ہوئے کہ جمعہ کے روز سواری کے وقت فدائے دار آپکو بادشاہ تک پہونچاکر اُسکا کام تمام کرینگے اور دس ہزار آدمیون
نے کہ پوشیدہ سیدی مولا سے بیعت کی ہی اپنے تئین علانیہ سیدی مولا کے پاس پہونچاکر تخت شاہی پر بٹھاوین اتفاقات سے ایک اہل
مجلس نے ایک رنجش باہم پہونچاکر کیفیت حال مفصل بادشاہ جلال الدین کے سمع مبارک مین پہونچائی سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی نے سیدی مولا کو مع قاضی جلال الدین کاشانی اور ارباب جماعت حاضر کرکے حقیقت حال استفسار فرمائی سب باتفاق منکر ہوئے
اور عرض کی ہم اس امر سے ہرگز آگاہی نہین رکھتے اور اس معنی سے مطلع نہین جب انکار انکا حد سے گذرا اور مدعی اثبات سے
عاجز ہوا بادشاہ نے صحراے بہادر پور مین ایک آتش عظیم روشن و افروختہ کی کہ شعلہ اُسکا آسمان تک پہونچتا تھا اور خود مع جمیع امرا و
سپاہ و علما سوار ہوکر ایک بارگاہ مین جو اسیواسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سیدی مولا اور قاضی جلال الدین و برنجین کوتوال
اور نہانے پہلوان و ارباب جماعت اور اتباع اُسکے سب آوین اور آتش سے گذر کرین تو راستگو دروغگو سے ظاہر ہووے
جسوقت کہ انھون نے آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور آگ مین داخل ہوا چاہتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترحم فرماکر علماے وقت سے
استفسار کیا کسی نے فتوی دیا اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع جلانیوالی ہی راستگو اور دروغگو کو یکسان جلاویگی اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی شریعت غرا مین یہ طور سے درست نہین ہی کہ ساتھ آتش سوزندہ کے مہمات فیصل ہووین بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور اُسی
مجلس مین قاضی جلال الدین کاشانی کو بداؤن کی قضا پر بھیجا اور امرائے ملتی اور مردم معتبر کو جو متہم ہوئے تھے اپنے دار الملک سے نکالدیا
اور دونون کوتوال جو شاہ کے قتل پر متعہد ہوئے تھے بسیاست تمام انکو قتل کیا اور وہانسے قصر کیطرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سیدی
مولہ کو دست بستہ پا بہ زنجیر ایستادہ کیا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اُس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور باوجود اسکے شیخ

اور عرفاً اُسپر کوئی گناہ ثابت نہوا اُسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کرکے شیخ ابوبکر طوسی حیدری کو ساتھ ایک جماعت
درویشان حیدری جو ولایت سے اُسکے ہمراہ آئی تھی کوشک کے قریب طلب کرکے فرمایا ہے درویشو دیکھو کہ اس مرد نے میرے حق
میں کس قسم کا ظلم کیا ہے اور کس نوع کا خلل ظہور میں پہونچایا چاہتا ہے انصاف کرو بحری نام ایک قلندر نے بیباکی کر کہ اُسکے احسان میں
غریق تھا حقوق اُسکے بجا لایا بے تامل اُسکے تن نازنین کو استرہ اور جوالدوز سے مجروح کیا سیدمولہ فریاد برلایا کہ مجھے جلد
اپنے مبدا پر پہونچاؤ میں اپنے قتل ہونے سے خوشحال ہوں آزردہ نہیں لیکن یقین جانتا کہ آزار طائفہ درویشان شوم ہے میمنت نہیں
رکھتا اور عنقریب اُسکا مکافات تیرے اور تیرے خاندان کی نسبت پہونچیگا بادشاہ جلال الدین قتل میں اُسکے متردد اور متفکر ہوا
اس درمیان میں شاہزادہ ارکلیخان نے جو خانخانان کو بیٹا ہونے کے سبب سیدمولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجیل کرکے کوٹھے پر سے
فیلبانوں سے اشارہ کیا تو اُسنے اُسیوقت ہاتھی اُسپر دوڑا کر کام اُسکا انجام کو پہونچایا ❊ بیت ❊ بمردی کہ ملک سراسر زمین ❊ نیرزد کہ خونے
چکد بر زمین ❊ ضیاءالدین برنی مؤلف تاریخ فیروزشاہی جو ایک صادق القول جانتا ہے کہتا ہے کہ میں اُس وقت دہلی میں تھا مجھے
خوب یاد ہے کہ سیدمولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوا اور اسقدر ظلمت جہان میں چھائی کہ کچھ دیر تک
کوئی کسیکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کو سنہ ۶۹۰ چھ سو نوے ہجری تھی دہلی اور اُسکے اطراف میں بارش کی کمی ہوئی اور قحط عظیم پڑا چنانچہ عوام الناس
جماعت جماعت گرسنگی سے ایکجا ہو کر آکر جون کے پانی میں گرتے تھے اور غرق ہوتے تھے ❊ قطعہ ❊ شنیدستم خبر کہ در سرزمین ❊ سباحق
بر بزند خو چنین ❊ در و قطرہ تبلے نہ بیزد ہوا ❊ نروید درو ہیچ برگ گیاہ ❊ بجائے گیا گرد دست زر کین ❊ کہ پشت آسمان جائے تخم آدمین ❊
شنیدم کہ خلقے دران خشک سال ❊ چنان گشت عاجز ز تنگی حال ❊ وہ بست از مردم معتبر ❊ گرفتہ ہمہ دست بر یکدگر ❊ بسے غرق گشتند
در آب جون ❊ فنا شد چنین گشت پیدا یکون ❊ بسے خلق مسکین دران روزگار ❊ بمردند در کوچہ از زار زار ❊ عجب واقعہ حیرت افزا سیدمولہ
کو ظہور میں آیا ❊ دوبارہ دوسرے جلال الدین فیروزشاہ خلجی کی مملکت میں تاخت لایا اور شکست شروع ہوئی روز بروز ضعف پیدا ہوا اُسکی بادشاہی
میں ایک انتظام اور رونق باقی نہ رہی از انجملہ اُسی دوسرے بڑا بیٹا اُسکا اختیار الدین خانخانان کہ جسکے ناصیہ سے آثار بادشاہی ظاہر
بزرگی کے واضح اور لائح تھے اور جمیع امرا دوست و دشمن اُسی کے قہر اور دبدبہ کے ملاحظہ سے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نہ رکھتے
تھے اُسکے مزاج شریف نے اعتدال سے انحراف پایا اور معالجہ اطبا سے حاذق کا سودمند نہ پڑا بیماری روز بروز زیادہ ہوتی تھی
اور ناتوانی لحظہ بہ لحظہ زور کرتی تھی یہانتک کہ فوت ہوا اور بادشاہ اُسی سال میں رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور ارکلیخان کو
ولیعہد کرکے چتر اور تمام لوازم بادشاہی دیکر نئے شہر میں چھوڑا اور جب قلعہ رنتھنبور میں پہونچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم دیکھا اُسکے
لینے کا مقید نہوا اور جہاین کی سمت روانہ ہوا اور اسے فتح کرکے بہت غنیمت لایا اور بتخانہ مالوہ کے شکستہ اور ویران کیے
اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ رنتھنبور میں تاخت لایا جبکہ وہاں کا راجہ مقام نرمی اور فرمانبرداری میں نہ آیا بادشاہ جلال الدین
نے تیاری ساباطوں اور کوچہ ہائے سلامت کا حکم دیا لیکن پھر جلدی فسخ عزیمت کرکے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا میں جانتا ہوں
کہ قلعے کے لینے میں سعی کروں مگر جب یقین ہوا کہ وہ قلعہ بدون شہادت چند ہزار مسلمانوں کے مفتوح نہوگا فسخ عزیمت کی ملک
احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا اُسنے عرض کی کہ بادشاہ کو جہانگیری کیوقت قتل ہونے کا ملاحظہ نچاہیے کرنا عنقریب
یہاں کے راجہ کو ایک خیال دلمیں گذریگا پاؤن اپنے دائرہ سے باہر رکھیگا بادشاہ جلال الدین فیروزشاہ خلجی اس بات سے
آزردہ ہوا اور اُسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہے کہ بادشاہوں کو قتل ہونے آدمیوں سے پروا نہیں رکھنی لیکن اس کام کے جو بادشاہ
کہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول خدا کی طرف بازگشت رکھتے ہیں اور آخرت کے معتقد ہیں کمتر مرتکب ہوتے ہیں اور میں نے بارہا

تجھسے کہا ہے کہ مین پیرانہ سال ہوا ہون مناسب نہین کہ جبارون اور فراعنہ کے افعال اختیار کرون اور ایسا فعل عمل مین لاؤن کہ
لاکھون زن و فرزند اہل اسلام کی بیوہ اور یتیم ہون اور علاوہ اسکے اور بھی کلام اس قبیل سے کہے اور دہلی مین داخل ہوا اور سنہ چھ سو
اکانوے ہجری مین ایک قرابتیون ہلاکو خان سے دس تمن مغل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تمن عبارت ہے دس ہزار سوار سے
جب بادشاہ اس امر سے واقف ہوا لشکر تیار انکے دفع کیواسطے ہمراہ رکاب لیکر کوچ کیا اور حدود بہرام پور مین دونون فوج کا سامنا ہوا اور
مابین اُسکے ایک دریا واقع ہے مقابل ایک دوسرے کے وارد ہوئے اور لڑائی کیواسطے ایک صحرائے وسیع باندازہ لشکر قرار دیکر چند
روز مبارز طرفین جنگ مین مشغول ہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایک روز درمیان دونون طرف کے سپہسالارون مین مقابلہ
عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا آخر کو لشکر اسلام کے مقدمہ مظفر و منصور ہوئے اور مغل ہشیار حلف تیغ خون آشام ہوئے اور دو نفر امرائے
ہزارہ اور چالیس امرائے جدید[ع] مغل سے اسیر ہوئے اُسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے درمیان مین آکے مقدمات صلح ترتیب دیے
بادشاہ نے اُنکے سردار کو جو قرابت ہلاکو خان سے رکھتا تھا اپنی زبان مبارک سے فرزند فرمایا اسنے بادشاہ کو پدر کہا اور بموجب
دوستی و برادری دونون نے دور سے سوار ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد ارسال تحف و ہدایا کے طرفین لشکر مغل پلٹ گیا اور الغوخان
نواسہ چنگیز خان مع چار ہزار مغل مع زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے جاملا اور دولت اسلام سے مالامال ہوا
اور علاوہ اُسکے بادشاہ کی دامادی سے اختصاص پایا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکلیخان کو ملتان
اور لاہور اور سند کا حاکم کیا اُسکے بعد دارالسلطنت شہر نو کی طرف مراجعت فرمائی الغوخان اور تمام امرائے مغل کا کہ ساتھ نو مسلم
کے شہرت پائی تھی حوالی غیاث پور کہ مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہان ہے مسکن تعین ہوا اور اس گروہ نے وہان عمارات
عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اُسکا نام مغل پورہ رکھا اور سنہ ۶۹۳ چھ سو ترانوے ہجری مین بادشاہ نے مندر مین جاکر اُسکے
قلعہ کے نواح کو غارت فرمایا اور اُسی عرصہ مین ملک علاء الدین حاکم کڑہ نے التماس کی کہ فدوی قلعہ بہلسہ پر تاخت
جاوے اور اُسکی اطراف کو غارت کرے سو وضعہ اسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اُسنے قلعہ بہلسہ کو غارت کیا اور غنائم
وافر لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس غنائم مین سے دو بت ہشت دھاتی جو ہنود کے معبود تھے بداؤن کے دروازہ
پر ڈالکر پیسپر خلائق کیے یہ خدمت ملک علاء الدین کی بادشاہ کو پسند آئی نوازشات خسروانہ اور ضمیمہ جاگیر اودھ سے سرفراز
فرمایا ملک علاء الدین نے جب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پایا معروض کیا کہ چندیری کے اطراف و جوانب مین چند راجے صاحب
خزاین اور فوج ہین اگر حکم ہووے غلام وجہ فاضل اپنے اقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے
اُنکے سر پر تاخت لیجا کر غنائم کثیرہ اُنسے لاکر داخل خزانہ عامرہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے مال کی طمع سے اُسکی التماس
قبول فرمائی اور ملک علاء الدین کی غرض ان سب مقدمات سے یہ تھی کہ اپنے تئین تحکمات ملکہ جہان سے کہ کمال تسلط بادشاہ پر رکھتی
تھی اور اُسکے غلبہ سے کچھ عرض نکر سکتا تھا خلاص کر کے ہمیشہ سفر دور دراز مین رہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دور دست مین ایک
مقام مضبوط پیدا کر کے وہان فرمانروائی کرے القصہ سنہ ۶۹۳ چھ سو ترانوے ہجری مین ملک علاء الدین دہلی سے بقدر رخصت حاصل
کر کے کڑہ کیطرف روانہ ہوا اور سپاہ ملک چھجو اور دوسرے امرائے بلبنی کو جو سرگردان تھی ملازم رکھا اور سنا تھا کہ رام دیو راجہ دکن
خزانہ موروثی کئی قرن کا رکھتا ہے اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ میسر نہین ہوا الغرض مع سات آٹھ ہزار سوار کے بہانہ تعاقب چندیری
سنہ ۶۹۴ چھ سو چورانوے ہجری مین جنگل کے راستہ سے کہ راہ نزدیک ہے روانہ ہوا اور جسوقت کہ دکن کی سرحد مین پہونچا اُس اُمید
پر رام دیو کے سر پر تاخت لیگیا کہ جو شہر دیوگڈھ حصار اور دربند نہین رکھتا تھا یہ کہ طالع ارجمند کی سعادت سے

[ع] امرائے جدید اسی طرح فارسی مین بھی ہے ظاہرا کاتب کی غلطی ہے اور امرائے صدہ چاہیے ۱۲ امیر علی

صبح کو رام دیو یا کوئی اُسکے فرزندون اور قرابتیون مین حالت غفلت مین گرفتار ہووے اور بسبب اس وسیلہ کے مبلغہا سے کلی اس سے دستیاب کیجیے ہرچند یہ ارادہ اُسکا عقل سے بعید اور حمق سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی دلالت سے مرتکب اس امر خطیر کا ہوا اور پاؤن ایلچ پور سے اُٹھایا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ دو روز وہان آرام کر کے دیوگڈھ کی طرف جلدی روانہ ہوا اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جاے دور دست مین گیا تھا جب سُنا کہ ملک علاؤالدین دیوگڈھ کے حدود مین آیا ہے فوراً جاؤن کا لشکر گران لے کر مقابل آیا اور بعد محاربہ ملک علاءالدین نے اُس لشکر کو شکست دیکر دیوگڈھ کو فتح کیا اور مؤلف طبقات ناصری کو معاصر اُنکا تھا یون روایت کرتا ہے کہ ملک علاءالدین نے کڑہ سے برآمد ہو کر ایک راہ آگے پکڑی اور شکار مین مشغول ہوا اور ساتھ اُن راجاؤن کے کہ سر راہ واقع ہوتے تھے ہرگز مزاحمت نہ پہونچاتا تھا اور خصوصون کے سوا کوئی اسکے ارادہ سے واقف نہ تھا اور دو مہینے کے بعد ایلچ پور مین جو دکن کے بلاد مشاہیر سے ہے دفعۃً پہونچا اور یہ مشہور کیا کہ ملک علاءالدین امراے بادشاہ دہلی سے تھا بعض مقدمات کے سبب سے اُسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ راج مندری کے روبرو جو ممالک تلنگانہ سے ہے جا کر ملازم ہووے اور آدھی رات کو ظاہر البلدۂ ایلچ پور سے کوچ کر کے بسبیل تعاقب دیوگڈھ کی طرف دوڑا اُسوقت مین رام دیو کی زوجہ اور اُسکا بڑا بیٹا ایک تبخانہ کی پرستش کو اُس حدود مین گئے تھے اور راجہ رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیوگڈھ مین مقیم تھا اور چرخ ستمگر کی شعبدہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاءالدین پہونچا رام دیو نے ہمت اُسکے دور کرنے پر تعین کی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے اُنکے مقابلہ مین بھیجا یہ جماعت دیوگڈھ سے دو کوس آگے بڑھ کر ملک علاءالدین کے قراولون سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانون کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و تیر سینہ شگاف وسنان گذار کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے حملۂ اول مین تاب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین مین کسی مقام پر باگ نہ موڑی شہر دیوگڈھ مین دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سراسیمہ اور حیران ہو کر قلعۂ دیوگڈھ مین کہ اُسوقت مین خندق اور استحکام نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور متعلقان اُسکے دو تین ہزار گون جو نمک سے مملو تھین اور اُنھی روز تجار کوکن کی طرف سے لاتے تھے اور زیر قلعہ اور شہر ڈالکر خوف سے بھاگ گئے تھے غلہ سمجھکر قلعہ مین اُٹھا لائے اور اُنھین تمام نمک تھا ملک علاءالدین نے اکابر اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیوگڈھ مین داخل ہوا اور مہاجنون اور برہمنون اور وہانکے رئیسون کو اسیر اور دستگیر کر کے لوازم نہب و غارت مین نہایت ساعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کو تمثیل اور چند ہزار اسپ خاص رام دیو کے اصطبل سے اپنے عنان اختیار مین لایا اور یہ مشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جرار فلان راہ سے متعاقب پہونچتے ہین اور اُسکے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے سُم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف مین جا کر اُسکے محاصرہ مین مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ اُنھون نے فکر اصل یہ کی اور داخل مملکت ہوئے مناسب یہ ہے کہ جبتک مدد اُنکی پیچھے سے پہونچین اور شریک ہوون ہم ملک علاءالدین کو راضی کر کے صلح کرین اور اُسے اس مملکت سے پھیر دین یہ کہکر چند شخص اپنے دولتخواہون سے کہ اُنمین اکثر برہمن تھے اُسی روز اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارا آنا اس دیار مین احتیاط اور دور اندیشی سے بہت بعید ہے اور اس سبب سے کہ یہ شہر لشکر سے خالی تھا تم اُسپر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن معلوم رہو عنقریب ہے کہ اطراف و جوانب سے لشکر دکن کہ حد و حساب سے باہر ہے پہونچکر اس طرف لاکر تم مین سے ایک کو زندہ ملک سے باہر نجانے دیگا اور برتقدیر دکن سے سلامت باہر جاؤگے تو مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پیادہ کا مالک ہے اور گونڈوارہ اور خاندیس کا راجہ کہ لشکر بسیار رکھتے ہین اگر تمھارے آنے سے مطلع ہونگے سد راہ ہو کر اس جماعت سے ایک متنفس کو [illegible]

نہ چھوڑینگے بہتر یہ ہے کہ پیشتر اُس سے کہ حکام اطراف آگاہی پاوین مہاجنون اور رعایا سے جو تمہاری قید مین پڑے ہین لعل بہای
لیکر معاودت کرو ملک علاءالدین نے راہ دوربینی اور احتیاط سے یہ معنی قبول کیے اور لوگون سے کہ اسیر ہوئے تھے پچاس من طلا
اور چند من مروارید اور اقمشۂ نفیسہ لیکر اقرار کیا کہ کل صبح کو کہ پندرھوین تاریخ ہوگی اسیرون کو رہا کرونگا اُسکے بعد فوج کو حکم کوچ
دونگا اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس قصہ سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کرکے مقابلہ اور مقاتلہ پر اسوقت تلا کہ ملک
علاءالدین کوچ کا حکم دیکر چلنے پر تھا تین کوس دیوگڑھ سے آگے پہونچا رام دیو نے اپنا آدمی لڑکے کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ
جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونے والا تھا ظہور مین آیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہمین کسی طرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہونچا اگر رعایا
دست جور و ستم مین مبتلا ہوئی اُسکا تدارک بخوبی تمام کرسکتا ہون تجھے مناسب ہے کہ ابواب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے
کیونکہ یعنی مسلمانون کا فرقہ عجیب مشاہدہ کرتا ہون انسے لڑنا مصلحت نہین ہے لڑکے نے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے
دو چند دیکھا اسواسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے جنگ مین اصرار کرکے ملک علاءالدین کو پیغام دیا کہ اگر تمھین اپنی زندگی
عزیز ہے اور چاہتے ہو کہ اس ورطۂ ہلاکت سے نجات پاکر ساحل مراد پر عبور کرو تو جو کچھ اس شہر کی رعیت سے تمہارے تصرف
مین آیا ہے واپس دیکر اپنے ملک کا راستہ پکڑو اور سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاءالدین اُسکی یاوہ گوئی سے طیش مین آیا اور رام دیو (؟)
کے بیٹے کے ایلچیون کو روسیاہ کرکے لشکر مین پھرایا اور ملک نصرت کو ہزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مقرر کیا اور خود بلا توقف
صفوف حرب آراستہ کرکے لشکر دکن پر تاخت لایا قریب تھا کہ علاءالدین کا پاے ثبات متزلزل ہوکر راہ معاودت نا سپے (؟)
تائید ایزدی سے ملک نصرت نے اسوقت بڑا کام کیا کہ علاءالدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دستکش ہوکر معرکہ کی طرف
روانہ ہوا جب لشکر دکن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی تب یقین ہوا کہ بیس ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے آن پہونچے
سبھون نے اسی توہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک علاءالدین اسیوقت مظفر اور منصور ہوا اور بطور سابق قلعہ
کو محاصرہ کیکے آثار خشونت اور شدت کے پیش پہونچاتے اور مہاجنون اور برہمنون کی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور
ایک جماعت خویشون اور قرابتیون رام دیو کو کہ معرکہ مین اسیر ہوئے تھے طوق اور زنجیر سے مطوق اور مسلسل کرکے قلعہ
کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو مقربون کی فہمایش سے درپے مدافعہ ہوا اور چاہا کہ گلبرگہ و تلنگانہ و مالوہ و خاندیس کے
راجاؤن سے استعانت ڈھونڈھے اس درمیان مین معلوم ہوا کہ قلعہ مین مطلق ذخیرہ نہین ہے اور وہ گونین جو کھینچ لائے
تھے تمام نمک سے پر ہین اور چونکہ لشکر خلجی کے دبدبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دکن سے قلعہ مین نہ پہونچ سکتا تھا
رسد پہونچانے کا کیا ذکر ہے یہ سنکر رام دیو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا اور حکایت غلہ اور آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا
اور ملک علاءالدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کرکے ایسا معروض رکھا کہ خداوند پر ظاہر و روشن ہے کہ دولتخواہ کو اس
قضیہ مین کچھ دخل نہ تھا اور میرے فرزند ناخلف نے جہل و نادانی اور غرہ جوانی سے اگر نشان جسارت کے بلند کیے
تیرسگان کو معاف اور معاتب نکرین اور ایلچیون سے یہ بھی پوشیدہ کہا کہ ذخیرہ قلعہ مین نہین ہے اگر دو تین روز بھی محاصرہ رہیگا اور
ملک علاءالدین یہانسے کوچ نکریگا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت سے ہلاک ہونگے اور قلعہ اور ولایت اہل اسلام کے
قبضہ مین آویگا تمھین لازم ہے کہ ایسی کوشش اور تدبیر کرو کہ یہ راز فاش نہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاءالدین
اضطراب رام دیو سے نسبت فقدان سرمایہ معاش کے متیقن ہوا اسقدر تامل اور تساہل صلح واقع ہونے مین کیا کہ ایلچیون نے
الحاح و زاری اور مبالغہ تمام سے اقرار کیا کہ رام دیو چھ سو من طلا اور سات من مروارید اور دو من جواہر لعل و یاقوت اور الماس

وزمرد سے اور ہزار من نقرہ اور چار ہزار جامہ ابریشمی اور دوسری اجناس کہ تفصیل اُسکی موجب تطویل ہوتی ہے اور عقل بھی اُسکی تصدیق سے انکار رکھتی ہے ملک علاء الدین کی سرکار مین داخل کرے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ ایلچپور کو مع توابع اور مضافات اُس کی علاء الدین کے متعلقون کے تصرف مین چھوڑے اور ضبط اپنا رکھکر ہر سال محصول اس ولایت کا کرطہ مین بھیجتا رہے اور ملک علاء الدین تمام اسیرون کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر جو دہلی سے دکن مین تعین ہوا ہے واپس کرے اور درمیان سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی اور رام دیو کے واسطہ ہو کر ایسا کرے کہ دونون مین سازگاری ہمیشہ رہے ملک علاء الدین تمام اشیاء مذکور اپنے قبضہ مین لایا اور اسیرون کو رہائی دیکر پچیسوین روز محاصرہ سے منظفر اور منصور مع جواہر و اموال موفور اور ہاتھی گھوڑے کہ اسوقت تک شاہان دہلی کے خزانہ مین اسقدر مال و جواہر جمع نہوا تھا کرطہ کی طرف روانہ ہوا عارفان روشنضمیر کہ کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہین اور اوپر کتب تواریخ اولین وآخرین کے مطلع ہوے ہین جانتے ہین کہ جہان مین لطائف غیبی بیشمار ہین اور اس دیر ششدر کے بساط مین کہ شطرنج ہے مقبلون کو منصوبہ ہاے عجیب مکرر کثرت سے ظاہر ہوئے اور ہوتے ہین لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی فرد از افراد انسانی کو نصیب نہوئی اور نہوگی کسواسطے کہ کرطہ سے دیوگڈہ تک مسافت بہت ہے اور اُسوقت مین کہ اتنے راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و گندواڑہ و خاندیس وغیرہ کہ سر راہ واقع ہوئے تھے اُنکے درمیان سے گذرنا اور دیوگڈھ پہونچنا اور غنیم کی طرف تک بجاے خلد قلعہ مین کھینچکر مجبور کرنا اور چند روز مین مال تمام عالم کا دستیاب ہونا اور پھر اتنے دشمنون کی ولایت سے با مال کثیر و لشکر قلیل سلامت پھر آنا اور چار ہزار راہ ہاے دشوار گذار طے کرنا اور اُسی سال سواد اعظم ہندوستان کے سریر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہین ہے اور بیان ملک علاء الدین کا بادشاہی دہلی کے مدارج اعلی پر پہونچنے کا یہ ہے کہ جب ملک علاء الدین نے دیوگڈھ کی طرف کوچ کیا کچھ روز خبر اُسکی منقطع ہوئی لیکن نایب علاء الدین کہ اُسکی طرف سے کرطہ مین مستقل تھا تسلی کے واسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین شکار راج چندیری مین مشغول ہے اور امروز و فردا مین عرضداشت اُسکی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچے گی اور سلطان اُس سے تسلی ہوتا تھا یہانتک کہ پے پہنچنے عرائض اُسکی بارگاہ سلطانی مین نہ پہونچین اور اراجیف کی زبان سے اُسکی بغاوت کی باتین کہ مقدمہ وقوعی تھا دہلی مین مشہور ہوئین اور سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی جو ملکہ جہان کی رنجش خاطر سے اطلاع رکھتا تھا اصلا بدگمانی اُسکی نسبت دلمین نہ دیتا تھا اور ابتداے سنہ ۶۹۵ چھسو اٹھانوے ہجری مین سلطان نے برسم شکار عنان توجہ گوالیار کی طرف معطوف فرمائی اور چند مدت وہان توقف کرکے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک چبوترہ بھی تیار کرکے یہ رباعی کہ طبعزاد اُس کی تھی گنبد کے پیشگاہ مین تحریر کی رباعی ما آنکہ قدم بر سر گردون شاید ÷ از تودۂ سنگ و گل چہ قدر افزاید ÷ این سنگ شکستہ زان نہادیم ز دست ÷ باشد کہ شکستۂ در و آساید ÷ اس عرصہ مین عرضداشت اُسکی پہونچتی بھی نہ تھی کہ تمام شہر مین مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیوگڈھ کو سر کیا اس قدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیل اور اسپ وغیرہ اُسکے ہاتھ آیا کہ کسی کو شاہان دہلی سے سلف سے آجتک میسر نہین ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کرطہ ہے سلطان یہ خبر سنکر محظوظ اور خوشحال ہوا ازیادتی سامان اُس کا موجب از دیاد رغبت اپنا جانا لیکن سلطان کے اعوان و انصار دانشمند اور کارآگاہ متفکر تھے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت مرتکب اس امر عظیم کا ہوا تھا اور رنجش سے ساتھ حرم بادشاہ ملکہ جہان کی اطلاع رکھتے تھے اُنکو بعینہ سے باغی ہونا اُسکا بادشاہ سے دیکھتے تھے اور در پردہ بادشاہ

کرتے ہیں کہتے تھے یہانتک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے آگاہی پائی انھیں خلوت میں بلا کر صلاح پوچھی کہ ملک
علاء الدین دیوگڑھ سے مع اسقدر فیل و اسپ و غنائم کے آتا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے بارگاہ میں توقف کریں یا اُسکے استقبال
کو جاویں ملک احمد حبیب جو ساتھ راستی اور درستی راے اور استقامت فکر کے مشہور تھا اُسنے عرض کی کہ کثرت مال و جمعیت
سے جب طغیان اور سرکشی ہوتا ہے اور کڑے کے مفسد اور مفتری جو ملک چھجو کو راہ سے لیگئے تھے سب اُسکے پاس فراہم
ہوکر سلطان کی بلا اجازت ولایت دیوگڑھ میں لیگئے کوئی کیا جانے کہ اُسکے دلمیں کیا ہے پس جانا بادشاہ کا چندیری
کی طرف کہ علاء الدین کے سر راہ ہے مناسب وقت اور متضمن فوائد نا محصور ہے کیونکہ جب خبر قریب پہنچنے لشکر فیروزی اثر کی اسے
اسطرح دریافت ہوگی چونکہ سپاہیوں نے زر و زیور سے گرانبار ہوکر سفر دور دراز سے معاودت کی ہے اور مشتاق اپنے مکانوں کے
ہیں اور جنگ پر آمادہ نہیں ہیں اور سرعت سیر اور توقف کوہستان بسبب زیادتی احمال و اثقال اور فیل کے اُسکو
ممکن نہیں ہے لامحالہ رحمت رہی دربار کے سوا اور خیال اُسکے دلمیں متخیل نہونگے اور جو کچھ لایا ہے برضا و رغبت تخت کے روبرو
گذرانے گا بادشاہ کو مناسب ہے کہ اسباب حشمت کہ مراد زر نقد و جواہر اور فیل سے ہے اُس سے لیوے اور باقی اُسپر مسلم رکھے
اور جماعت فتنہ انگیز ملک چھجو کی اور ملک فخر الدین کوتوال کی جو سید مولہ کے قتل کے بعد اُسکے پاس جمع ہوئے ہیں ہر ایک کو
ہر ایک طرف بھیجکر اُسکی خاطر کو زیادتی جاگیر سے مسرور اور شادان فرماوے اُسکے بعد اُسے خواہ کڑہ کی طرف رخصت کرے خواہ
دہلی میں لاوے بادشاہ کو اختیار ہے اُسکے علاوہ تشفی خاطر علاء الدین اور ملکہ جہان کی اظہر من الشمس ہے اس مدت میں کسی نے
ملکہ جہان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ معاملہ اس انتہا کو پہونچا کہ ملک علاء الدین چاہتا ہے کہ جا سے دور دست میں جا کر
استقامت کرے اور صاحب تخت و تاج آزردہ سے ایمن ہو احترام و ہوشیاری سے نہایت بعید ہے اور جو سلطان امر اتفاقیہ کو حقیر
جانکر اصلاح میں اُسکی نہ مشغول ہو اور دہلی کی طرف معاودت فرماوے اور ملک علاء الدین مع اسقدر مال و اقبال اور
اسپ و خزاین کہ سرمایہ بادشاہی کا ہے کڑہ میں جاوے تو بادشاہ نے خود اپنے زوال دولت میں کوشش کرکے اپنا
خاندان خراب اور برباد کیا ہے جیسے بکام دل دشمنان بود آنکس کہ نشنود سخن دوستان خیر اندیش ملک فخر الدین
کوچی باوصف اسکے کہ جانتا تھا کہ راے ملک احمد حبیب کی باصواب ہے لیکن جو سلطان کی مرضی نہ دیکھی میں اغماض
کرکے بولا ابتک خبر عزیمت ملک علاء الدین کی اور لانا مال و اسباب کا حضرت میں اُسکی سے بایرادہ معتبر سے تحقیق نہیں
ہوتی تا کہ مدار اسپر رکھکر اُسکے لائق فکر کیجاوے اور بر تقدیرے کہ خبر راست ہوا اور ہم آگے لشکر کشی کریں اور آگے سے
اُسکے سر راہ ہوں جو کہ بلا اجازت کیا ہے احتمال رکھتا ہے کہ ایک رعب اُسکے دلمیں ظاہر ہووے اور جس مقام میں کہ پہونچا
ہے وہاں سے پلٹ کر کسی طرف چلا جاوے اور ہمیں اس حال میں کہ برسات قریب پہونچی ہے اسکا پیچھا کرنا اور جانا گیا ہے جانا
ضرور دشوار ہے اور مثل مشہور ہے کہ پانی سے پیشتر موزہ نکالنا چاہیے کھینچا اگر وہ مع فیل اور مال و اسباب بلا کھٹکا کڑہ میں
آوے اور ظاہر ہو کہ اسکے باطن میں کسی طرح کے خلاف اور فساد نے راہ پائی ہے تب بھی ایک صدمہ بادشاہی سے اسکا
کام تمام ہوسکتا ہے ملک احمد حبیب کے دلمیں بسبب اطلاع پانی ملک فخر الدین کوچی کے حقیقت حال پر اور چشم پوشی
کرنا اسکا معاملہ سے آتش غضب افروختہ ہوئی اور رو سے اضطراب کے کہا وقت گذرتا ہے کسواسطے سستی کرتا ہے جس وقت
ملک علاء الدین مع فیل و اسپ و مال کڑہ میں جاوے اور وہاں سے آب سرو سے عبور کرکے قصد لکھنوتی کا کرے تو کیا تو
اُسکے عہدے سے برآوے گا یا میں برآوونگا بادشاہ اس بات سے ناراض ہوا اور صاحب عرض کی نسبت اسکی طرف کرکے فرمایا کہ

ملک احمد حبیب ہمیشہ اور ہر وقت ملک علاء الدین کی نسبت بدگمان ہے اُسے میں نے اپنی آغوش مبارک میں پالا ہے اور فرزندوں
کی طرح منصب عالی پر پہونچایا ہے اگر فرزندان اصلی مجھسے منحرف اور سرتاب ہوں تو ممکن ہے مگر وہ مجھسے پھرے یہ ممکن نہیں ہے سلطان کا
یہ فرمان سنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ بند ہوا اور سخن مسدود ہوا مجلس سے اُٹھا اور تاسف کرتا ہوا باہر گیا اور ہاتھ پر
ہاتھ مارکر کہتا تھا کہ ہیہات یہ مرد بیہودہ اپنی دولت کو لات مارتا ہے نہیں جانتا کہ آخر کو اسکے سر پر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت
پڑھی بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نباید بکار ٭ سلطان نے ملک فخرالدین کوچی کی تحسین کرکے دہلی کی طرف مراجعت
فرمائی ابھی جگہ نہ گرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی عرضداشت کڑہ سے پہونچی کہ اکتیس زنجیر فیل اور تمام اسپ و جواہر اور زر و نقرہ
کہ اقبال سلطانی سے خیر خواہ کے ہاتھ آیا ہے پیشکش کے واسطے موجود ہے لیکن جو کہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور بسبب بعد مسافت
اور بیمار ہونے راستوں کے ایک عرضداشت اس مدت میں بارگاہ میں نہیں بھیجی بندہ نہایت محجوب اور خائف ہے اور ایک
جماعت کہ اس سفر میں رفیق ہوئی ہے وہ بھی خوف سے بید کی طرح لرزاں ہے توقع کہ ایک توقیع بخط مبارک بنام بندہ در قفا سے
بندہ کہ لوازم جان نثاری و جانسپاری میں کسی طرح کی تقصیر نہیں کی ہے عنایت ہووے تو سر سے قدم کرکے مع کل اشیا کے کہ سفر
میں دستیاب ہوئی ہے درگاہ جہان پناہ کی طرف روانہ ہوں القصہ پہونچنا اس عرضہ کا بادشاہ کو باعث فرحت تمام ہوا اور یکبارگی
ملک علاء الدین کے اخلاص و محبت پر جازم ہوا اور ملک علاء الدین خود مستعد روانگی لکھنوتی کی کرتا تھا اور ظفر خان کو
اودھ بھیجکر کشتیاں آب سرو کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائیں تھیں کہ جسوقت سلطان کڑہ کی طرف راہی ہووے میں
کشتی میں سوار ہوکر لکھنوتی جاؤں اور وہاں قائم ہوکر علم مخالفت بلند کروں اور یہاں سلطان نے حسب التماس ایک فرمان
مشتمل بانواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیوں کی معیت سے جو محرم راز تھے کڑہ میں بھیجا جب یہ
کڑہ میں پہونچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہے اور تمام امرا بھی سرتاب ہیں ملک علاء الدین نے دونوں
ایلچیوں کو مقید کرکے محافظوں کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ میں ایسی تاکید کی تھی کہ ایلچی ایک حرف حقیقت حال
کا بادشاہ کو تحریر نہ کرسکتے تھے اسواسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کی پوشیدگی میں
الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کہ وہ بھی داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جس وقت
کہ فرصت پاتا تھا کہتا تھا کہ زبانوں پر خبر پھیلی ہے بادشاہ کی میرے بھائی کے نسبت نہایت مشہور ہے ڈرتا ہوں کہ
ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اسواسطے کہ حضرت کے
بے فرمان دیوگڑھ کی طرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہے درمیان اس حال کے ملک علاء الدین
کا خط اسی مضمون سے الماس بیگ کو پہونچا کہ حقوق سلطانی مجھپر زیادہ تر اس سے ہیں کہ تحریر کروں کیونکہ فی الحقیقت
وہ میرا باپ ہے اور عم اور صاحب بھی ہے اور میری زندگانی بسبب رنجش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع
مجھسے تقصیر ہوا ہو کر رضا سے شاہ کی میرے قتل میں ہے مجھے اعلام ہو کہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہوں کھا کر جان [illegible]
کھو اؤں یا سر کو جدہ سے میں سینگ سمائیں چلا جاؤں الماس بیگ الغخان نے بہ کنایت سلطان کے ملاحظہ میں گذرانا
اور صد [illegible] چاپلوسی کی کہ ملک علاء الدین کی کنایت میں تقصیر ہو تو قتل میں لایا اور جو شفقہ ملک علاء الدین نے اپنے
بھائی کو لکھا تھا کہ ایسا کرکہ سلطان [illegible] مال میں لیجا سے اور چند روز میں گھر سے مسعودی سے کڑہ کی طرف [illegible]
[illegible] ہے چلیں خراب ہے اس سبب سے الماس بیگ نے کنایت کو [illegible] لئے تو [illegible] اور [illegible] بادشاہ [illegible]

کیا کہ اگر خود بدولت جریدہ قبل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہو کڑہ مین نزول اقبال
وحلول اجلال فرماوین ایک منت منتہاے سابق پر اور ایک حق حقوق ما تقدم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروزشاہ
خلجی بیچارہ ۞ اشعار ۞ چو لوح خاطرش از نقش سادہ است ۞ سرو کارش بجادوئے فتادہ است ۞ کہ صدرہ بستہ چشمش در شکر
خواب ۞ کتاب سحر بابل الصدناب ۞ اس بات کو صدق محض تصور کرکے بے تامل مشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو بتعجیل
تمام کڑہ مین جا کر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہو کہ وہ اپنے قتل یا آوارگی پر اقدام کرے مین بھی متعاقب جریدہ بسبیل یلغار
پہونچتا ہون الماس بیگ اسیوقت کشتی پر سوار ہو کر ہواے تند کی طرح پانی پر (مثل قدمی ۱۲) روان ہوا اور ساتوین روز کڑہ مین
پہونچا اور خبر پہونچنے تیر مراد کی ہدف مقصود پر پہونچائی ملک علاء الدین نے شادیانہ عنایت بادشاہی کا بجایا اور بھائی
کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزیمت لکھنوتی چاہیے کرنا یا نہین وہ جماعت کہ اسکے پاس تقرب رکھتی تھی بولی
کہ اب لکھنوتی جانا مناسب نہین ہے بادشاہ مال اور افیال کی طمع سے برسات مین جریدہ ہمارے روبرو آتا ہے پہلے اسکا کام
تمام کرین اسکے بعد جب تک ارکلیخان بادشاہ ہو اور جبتک وہ آپکو امور ملکی ومالی سے فراغ حاصل کرے ہم ممالک جونپور
اور لکھنوتی اور بنگالہ اپنے تصرف مین لاکر استقلال کا نشان بلند کرین ملک علاء الدین نے یہ راے مناسب و بہتر جانی
جگہ سے نہ ہلا بادشاہ جلال الدین کی اجل دامنگیر ہوئی اور جو کہ حرص مجسم ہوا تھا ممانعت کسی مانع اور نصیحت کسی ناصح کی
سودمند نہ پڑی عزیمت اس سفر کی مصمم کی کسواسطے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنوتی کی طرف جاویگا جواہر
اور مال اور افیال مشکل سے دستیاب ہوگا اور دل اس سے اٹھانا نہایت مشکل تھا پھر ایکہزار سوار لیکر کشتی مین سوار ہوا اور
کڑہ کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر وحشم خشکی کے راستہ سے لاوے ۞ بیت ۞ نیوشندہ چون گوش بد ہد بہ
پند ۞ خورد گوشمال از سپہر بلند ۞ جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آب گنگ سے
عبور کرکے مانکپور کو لشکر گاہ کیا اور جب سترھوین رمضان کو چتر سلطان جلال الدین فیروزشاہ خلجی دور سے نمایان ہوا
ملک علاء الدین کی سپاہ عرض تجمل اور مجراے خدمت کے بہانے سے سلاح و آہن مین غرق ہوئی اور گھوڑے یا خفیون کو آراستہ
کیا اور ملک علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ نمکحرام کو استقبال کے واسطے بھیجا کہ جس حیلہ سے ہو سکے بادشاہ کو اس
اندک مایہ سے کہ مردم بزرگ کشتی مین ہمراہ ہین جدا کرکے ہمارے پاس لاوے الماس بیگ نے ملازمت مین پہونچکر عرض کی کہ بندہ
اگر ایک روز کے بعد پہونچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہو جاتا باوجود اسکے ابتک کچھ عجب نہین کہ ڈرتا ہے اور اگر
بادشاہ کو اسقدر سوار جرار سے مستعد دیکھے گا یقین ہے کہ متوہم ہو کر قصد آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اسکے حرف شکستہ کو
مستعلیق سمجھکر فرمایا کہ جو سوار کشتی مین ہمراہ ہین یہین توقف کرین اور خود چند خواص سے ایک کشتی مین بیٹھکر روان ہوا اور جب
تھوڑی راہ طے ہوئی پھر الماس بیگ غدار زبان کھولکر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہے اگر ان چند کس کو
جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہین مسلح اور مستعد دیکھے گا عنایت سلطانی سے مایوس ہوگا بادشاہ نے فرمایا تم سب ہتھیار اپنے سے
دور کرو اور جب ساحل کے قریب پہونچے بادشاہ کے سفراوں نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھکر اسکے غدر اور
مکر کا یقین حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام مین ہے پس ملک خرم رکیبدار نے الماس بیگ سے کہا کہ ہمنے تمہارے
التماس کے موافق اپنی افواج و ہتھیار کو جدا کیا اور ہتھیار رکھوادیا اور تم مستعد جنگ دکھائی دیتے ہو الماس بیگ نے
کہا کہ میرا بھائی چاہتا ہے کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور مکمل نذر کیساتھ گذرانے اور مجراے خدمت کرے بادشاہ پھر جب

اِذَا جَاءَ القَدَرُ عَمِیَ البَصَر کے اسوقت بھی اُنکے مکر اور غدر سے کہ خرد و بزرگ پر روشن ہو گیا تھا چونہ لیگیا الماس بیگ سے کہا کہ باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طے کرکے ملک علاء الدین کے پاس آیا ہون وہ یہ بھی نہین کرتا کہ زورق مین سوار ہوکر میرا استقبال کرے الماس بیگ غدار نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہین چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہے کہ مع اسباب پیشکش یعنی فیل و اسپ و مال و جواہر گذرانکر خدمت کرے اور سامان افطار بھی مرتب کرکے امیدوار ہے کہ بادشاہ اُسکے مکان مین روزہ افطار کرے تو بسبب اس شرف کے اپنے ہمچشمون مین ممتاز ہووے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی غافل کشتی مین قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہا وقت عصر گنگ تک ساحل پر پہونچکر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جاکر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا بادشاہ نے ازروے شفقت اور رحمت کے اُس کے رخسارہ پہ آہستہ آہستہ مارکر اظہار محبت کے بعد فرمایا کہ مین نے باوصف لطف تجھے تربیت کرکے مہد بدری سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر مین فرزندون سے عزیزتر رہا اور ابتک تیری بوے طفلی میرے جامہ سے برطرف نہین ہوئی بھلا کیونکر مین تیرے حق مین بدی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑکے کشتی کی طرف روان ہوا ملک علاء الدین محسن کش نے اُس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل پر تھی اشارہ کیا محمود سالم نے کہ اجلاف سامانہ سے تھا ایک ضرب شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھاکر کشتی کی طرف دوڑا اور فرمایا کہ علاء الدین بدبخت تو نے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان ابھی کشتی مین سوار نہوا تھا کہ پکڑکر زمین پر گرادیا اور ہنگام غروب آفتاب کہ افطار کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کاٹکر علاء الدین کے روبرو لایا اور چند مخصوصان شاہ مرحوم مثل خرم وغیرہ نے پاؤن کشتی سے زمین پر رکھا تھا کہ اُن سب کے سر کاٹ کر زمین پر رکھے اور سر اُس تاجدار ہند کا نیزہ پر کرکے کڑہ اور مانکپور مین پھرایا اور وہانسے اودھ لیگئے اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اُس شخص کی ہے کہ دل سے دنیاے مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر بھروسا کرے اور ہزار شفقت اور خون جگر سے جنھین آغوش عاطفت مین پالے سچ ہے جو کوئی کہ بصد ہزار آرزو ایک گلبن ہوا و ہوس کا زمین شورہ زار مین بٹھائے اور سرشک چشم اور خونابہ دل سے اُسکی پرورش کرے بجاے پھول کے خار آزار چنے اور جو کوئی چشم نیکی بوستان دہر پر فریب سے طمع رکھے آنکھ جہان مین اُسکی آرزو مین سفید ہووے اور جس شخص نے باپ صلح بند کرکے شر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سوئیگا اور جس نے فتنہ خفتہ کو بیدار کیا دنیا اور آخرت اس کام کے خیال مین کھوئی مثنوی سراے آفرینش سرسری نیست ٭ زمین و آسمان بے داوری نیست ٭ دراندیش اے حکیم از کار ایام ٭ کہ پاداش عملہا شد سرانجام ٭ اژدہاے ارہ سے اگر جمشید خوار ہے تو ضحاک کے تن پر بھی فریدون کے خوف سے بال مار کردار ہے سر ایرج کا اگر تور کے پاؤن پر افتادہ ہے تو تیغ منوچہر بھی سر سلم و تور پر آمادہ ہے سر سیاوش کا اگر زیب طشت ہے تو خون افراسیاب بھی تخم لالہ دشت ہے جگر دارا کا اگر زخم تیغ سفر بین سے پارہ پارہ ہے دور سیاست سکندری بھی سزا کے لیے تیار ہے خسرو پرویز اگر خاک و خون مین تپان ہے سر شیرویہ بھی قاتل کی ٹھوکرون سے غلطان ہے سلطان معز الدین اگر غرق دریاے جیحون ہے آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے رنگین چمن ہے احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلون کا اگر غور کرکے دیکھیے تو تجھے یقین ہو جاوے کہ دنیا زہر کی گرہ ہے اشعار آب زر سے لکھنے کے قابل ہین مثنوی صبح چو خورشید علم برفراشت ٭ نقش دگر گردش اختر نگاشت ٭ ساخت چو بر سطح زمین و زمان ٭ فیض مسالک گشت بجز یک کمان ٭ ما کہ ز اطوار قضا و قدر ٭ جنبش بیجا رہگذر ٭ بود ز ناسازی نفس لئیم ٭ اے پی بکیداش درین رہ مقیم ٭ سعی کنان ہر طرفے می شتافت ٭ تا رقم داد مقصود یافت ٭

دانہ کش از رہ چو بردن پا بنہاد ٭ چشم یکے مرغ برو او فتاد ٭ حملہ بید او بران مور کرد ٭ روز برو چون شب دیجور کرد ٭
کرد تقاضاے فرو بردنش ٭ برگو چو منقار بخون خوردنش ٭ تا شدہ آن مور حلقش فرو ٭ مرغ دگر حملہ ور آمد برو ٭
کرد ورا بال بچنگال بند ٭ تا سرش از کرلک منقار کند ٭ مرغکے ار کرد دل مور ریش ٭ یافت ہمان لحظہ مکافات خویش ٭
تا نتوانی بکسے بد مکن ٭ نیک زی و دشمنی خود مکن ٭ پند نیازی بشنو زینہار ٭ تا نخوری خون دیدہ روزگار ٭ ثقات سے
مروی ہے کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے کڑہ میں آنے کے وقت ملک علاء الدین کڑک مجذوب کی خدمت میں
جو قصبہ کڑہ میں مدفون ہے گیا اور ازروے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے سر اٹھاکر یہ جملہ فارسی کا سنایا سے ہر کس
کہ کند با تو جنگ ٭ سر و کشتی تن در گنگ ٭ القصہ اسیوقت چتر سفید سلطان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کرکے
نداے سلطنت دی گئی رہی وہ جماعت کہ اسوقت قتل بادشاہ جلال الدین میں ملک علاء الدین کی شریک تھی تھوڑے عرصہ میں
بلاے عظیم میں مبتلا ہوئی اور اسفل السافلین کے درکات میں ہبوط کیا از انجملہ محمود بن سالم ایک سال کے بعد مجذوم ہوا اور اندام
اسکا خون فاسد کے غلیان سے پارہ پارہ گوشت اسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین دیوانہ ہو گیا نقد ہوش و حواس ہاتھ
سے دیا اور نزع کے وقت نعرہ مارتا تھا اور کہتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھوں میں رکھتا اور سر میرا کاٹتا ہے اور الماس بیگ
اور دوسرے کہ ترقی کی امید میں اس شنیع کے مرتکب ہوئے تھے تین چار برس میں ایسے مستاصل اور ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین
ہی کے عہد میں انکا نشان باقی نہ رہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہان کو ساتھ مقصد اپنے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک
مکار نے تیشہ اسکے پاؤں میں مارا کہ خانمان اسکا بھی اسکے ہاتھ سے خراب ہوا کسواسطے کہ اپنے بھائیوں اور فرزندوں کو قید کیا
اور مقربان معتبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور برآوردہ اسکے نے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور ممات میں کیا کسی گبرستان
اور کفرستان میں واقع نہوا ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو
کہ سپہ سالار فوج تھا پہونچی وہاں سے پلٹ کر دہلی میں آیا اور ملکہ جہان حرم بادشاہ نے ناقص عقلی سے تعجیل کی چونکہ
شاہزادہ ارکلیخان ملتان میں تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتداے جوانی اور عنفوان شباب
میں تھا اور امور جہانبانی سے کچھ خبر نرکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھایا اور کیلوکھری سے دہلی میں آنکر
کوشک سبز میں نزول کیا اور عہدے اور جاگیریں درمیان امرا اور ملوک کے تقسیم کیے ارکلیخان کہ خلف الصدق بادشاہ کا تھا
اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سنتے ہی کوفتہ خاطر ہوا اور ملتان میں توقف کیا اور ملک علاء الدین کہ ارادہ
سلطنت لکھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت دہلی کا خیال کرکے دہلی کی بادشاہی
کی فکر میں پڑا اور عین برسات میں کڑہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر دہلی میں پہونچکر مقام سلطنت تک کہ منتظر اسکا تھا پہونچا
مدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی والبقاء للملک المعبود ٭ ذکر بادشاہی

## سلطان فلک بارگاہ علاء الدنیا والدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی

جب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سر مارا علاء الدین دریاے حیرت
میں غرق ہوا اور مقربوں سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ لکھنوتی کی طرف جانا اور رخ [illegible] کرنا اور [illegible] سے [illegible]
لینا یا رہنا کڑہ مانکپور میں اور علم استقلال بلند کرنا انمیں سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہوکر عرض کی کہ اگرچہ
بادشاہزادہ شجاعت اور [illegible] ہے اور لشکرکشی اور ملک گیری کے آداب سے خوب واقف ہے وہ اولاد کی

مان عنقریب انتقام طلب کرین گے اور سب سے پہلی مہم اُنکی یہی انتقام ہوگا مناسب یہ ہے کہ کڑہ مانکپور مین مقیم ہو کر ملک
ہزبرالدین کو مع لشکر انتخابی اسی برسات مین لکھنوتی کی طرف روانہ کرین تو اُس حدود کو مسخر کرکے انتظام کرے اور
جسوقت شاہزادہ ارکلیخان مع لشکر دہلی سے اس طرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ ہے بعد طلوع سہیل کہ پانی بجو ہند کا اتر جاویگا
ہم بھی آپ سرحد سے عبور کرکے لکھنوتی اور بنگالہ مین جاکر علم مقاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہ رائے پسند آئی اور ملک
ہزبرالدین کے بھیجنے کی فکر مین تھا کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ ملکہ جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شہزادہ
قدرخان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کرکے تخت دہلی پر متمکن کیا ہے اور امرا اور سپاہ نے اس امر سے رنجیدہ خاطر ہو کر آثار
خصومت ظاہر کیے ہین ملک علاء الدین بادشاہی سواد اعظم ہندوستان کی فکر مین پڑا اور تسخیر ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع
ولایات اُس طرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقربون کو ساتھ خطاب ہاے شایان کے سرفراز کیا چنانچہ الماس بیگ کو
الغخان اور ملک نصرت جالیسری کو نصرت خان اور ملک ہزبرالدین کو ظفرخان اور سنجر خسر پورہ یعنی سالے کو جو اُس کا
میر مجلس تھا الپ خان خطاب دیا اور اپنے یارون کو جو امیر نہ تھے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور جو کہ امرا تھے اُنکے منصب
زیادہ کرکے جاگیرین عطا فرمائین اور اپنے اوپر بھی اسم پادشاہی اطلاق کرکے مع خزاین بیگرد عین برسات مین کڑہ مانکپور سے دہلی
کی طرف راہی ہوا اور اُسکا دستور تھا جو ابر بخشش ابر نیسان کی طرح زرافشانی مین آیا اور ہر روز بارگاہ مین بیٹھکر باتفاق نصرت خان
خاص عام کو صلہ دیتا تھا اور زر نجیرہ دار اور نقرہ مع بادرہ قنطار قنطار آدمیون کو بخشتے ہین تقسیم کرتا تھا اُنکے بہتیرے جوان لشکر
آراستن ۞ بہ لشکر توان کینہ خواستن ۞ بہر کار دنیا بزر رابستہ اند ۞ بزر رخنہ اے خطر بستہ اند ۞ منقول ہے کہ جس جگہ سراپردہ
اُسکا برپا ہوتا تھا ایک منجنیق مختصر اُسکے آگے نصب کرکے ہر روز پانچ من زر سرخ و سفید اُسمین رکھکر خلائق پر پھینکتا تھا
اور جب یہ خبر گوش زد عالم ہوئی اطراف و جوانب سے فوج فوج درگاہ کی طرف متوجہ ہوے مثنوی زرانداز شد منزل
بمنزل ۞ بزر کردہ کلید کار مشکل ۞ بہر منزل زمین تخت تا دور ۞ فشاندے گنجہا بے سنگ گنجور ۞ چو بادل قبا داز فتح
کارش ۞ گرفت از منجنیق زر حصارش ۞ سلطان علاء الدین جب بداؤن مین پہونچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم نہایت بیخبری
و نادانی سے خود نہ نکلا بلکہ امرا اور ملوک کو مع لشکر گران اُسکے مقابلہ کو بھیجا جو فوج آگے بادشاہی سے دفع کی تھی سلطان
علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام و نوازش بہت پایا اور جب ساکھ شہرا سپاہ لشکر منتشر ہوا یہ لوگ اُنسے قدم آگے
بڑھایا اور ملکہ جہان اس خبر وحشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی ملتان کی طرف روانہ
کیے اور ارکلیخان کو مع الغخان طلب کیا اُنھون نے جواب دیا کہ اب کام ہاتھ سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہی
اور حضرت اندر منتشر ہے اب جو ہمارا آنا کیا نفع بخشیگا بیت سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل ۞ چو پر شد نشاید گذشتن
بہ پیل ۞ سلطان علاء الدین نے یہ خبر سنتے ہی بسبیل تعجیل طے مسافت کی اور بے تامل آب جون عبور کرکے صحراے
دروازہ جو دہلی مین نزول کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حوصلہ غلبہ دل مین پہنچی اپنی جمعیت سے
باہر آیا اور صف آرائی کرکے کچھ کوشش کی جب آپ کو مرد اُسکے میدان کا نہ دیکھا دہلی مین پلٹ آیا اور اُسی رات
کو اکثر امراے جلالی جدا ہوئے اور بادشاہ علاء الدین سے جا ملے بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فرار مین دیکھی
تو در سے بزر خزانہ سے لیکر اپنی ماں اور حرم کو ہمراہ لے کر باتفاق ملک رجب اور ملک احمد حبیب اور ملک
قطب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ ملتان لی اور سلطان علاء الدین نے صحراے سیری آکر

فروکش ہو کر لشکرگاہ سنوارا اُسکے بعد وضیع و شریف شہر کے اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے خطبہ و سکہ اور جمیع رسوم بادشاہی
بجا لائے اور وہ مع کوکبہ اور دبدبہ عظیم آخر سنہ ۶۹۶ چھ سو چھیانوے ہجری مین داخل دہلی ہو کر سریر شاہی پر جلوہ گر ہوا اور
وہانسے لعل محل مین آیا اُسکو دار السلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قبہ آویزان کیے اور شراب و کباب کی سبیل
ہوئی کار لہو و لعب نے رواج پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش و طرب مین کوشش کرکے
خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے راغب و مائل ہو کر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا
بیت سخاوت مس عیب را کیمیاست ٭ سخاوت ہمہ دردہا را دواست ٭ اُسوقت اعوان و انصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک
کو ساتھ ایک شغل اور خطاب کے نوازش فرمائی اور پرگنات اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیر کو کہ ساتھ نیکی ذات و
پسندیدگی صفات کے اشتہار رکھتا تھا وزارت اور قاضی صدر الدین عارف کو جو ساتھ صدر جہان کے مخاطب تھا
قضائے ممالک اور منصب خطابت اور خطاب سید اجل شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بعہدۂ عمدۃ الملک
ملک حمید الدین اور ملک اعز الدین کے مفوض ہوا اس سبب سے کہ ملک اعز الدین ساتھ فضائل صوری اور معنوی کے آراستہ
تھا اپنی مصاحبت اور قربت مین خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخر الدین کوچی
ساتھ داربیگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بخشی عارض ممالک ہوا اور ملک ابو جلال الدین آخور بیگ اور ملک برن باربک
کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیاء برنی کڑہ اور اودھ کی جاگیر پر سربلند ہوا اور ملک جونا نائب وکیلدر
اور مؤید الملک ضیاء برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی نصیبہ برن کی پائی امرا و ثقات کو اہل استحقاق پر مسلم رکھکر خوشدل
لیا اور تمام لشکر کو تنخواہ کے سوائے ششماہہ انعام دیگران ابیات پر عمل کیا ابیات رخنہ گر ملک سراکندہ بہ ٭
لشکر بد عہد پراگندہ بہ ٭ سر کشد شاخ نو از سرو بن ٭ تا نزنی گردن شاخ کہن ٭ پھر اولاد سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی کا استیصال پیش نہاد ہمت کیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرة الدین ظفر خان کو انتیسوین تاریخ
ذی الحجہ سنہ مذکور کو مع چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا اُنھون نے منزل مقصود مین پہونچکر ملتان
کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتان اور اہل لشکر ترک رفاقت ارکلیخان اور بادشاہ رکن الدین ابراہیم کرکے
ساتھ الماس بیگ الغخان اور ملک نصرة الدین ظفر خان کے شریک ہوئے اور دونون بھائی نے مضطرب ہو کر شیخ رکن الدین
قدس سرہ کے وسیلہ سے الماس بیگ سے بعہد و پیمان ملاقات کی اور اُسنے شرائط تعظیم بجا لاکر اپنے سراپردہ کے قریب جگہ دی اور
فتح نامہ مسرعان کے ہاتھ بھیجا اور جب فتحنامہ دہلی مین منبرون پر پڑھا گیا تو سامان جشن آراستہ کرکے شادیانے بجائے اور
اُسکے بعد الماس بیگ الغخان مع فرزندان اور امرائے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کی طرف پھرا اور درمیان
راہ کے ملک نصرت خان کہ کوتوال دہلی تعینات ہوا تھا الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچا اور بیٹون بادشاہ جلال الدین خلجی
اور الغو خان نبیرۂ چنگیز خان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کہ نائب امیر حاجب ہوتا تھا انکی
آنکھون مین سیل کھینچکر چشم و اموال پر اُنکے متصرف ہوا اور اُن دونون شاہزادہ مظلوم کو قلعہ ہانسی مین قید کیا اور ارکلیخان کے دو
بیٹون کو تیغ ظلم سے شہید کرکے روضۂ رضوان کی طرف راہی کیا ملک احمد حبیب مکحول و حرم ہائے سلطان جلال الدین فیروز شاہ
خلجی اور اُسکے بیٹون کے حرمون کو مع ملکہ جہان دہلی مین لاکر حبس مین نگاہ رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان
منصب وزارت پر سرفراز ہوا تو وہ مال کہ سلطان علاء الدین نے ابتدائے جلوس مین در اثنائے راہ مصلحتاً امرائے جلالی پر

قسمت کیا تھا اُسمے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ مین لایا اور ملک علاء الدین کو کرٹہ سے ساتھ اموال اور خزانے کے وہان آیا تھا ساتھ خطاب علاء الملکی کے فائز ہو کر دہلی کا کوتوال ہوا اور اسی سال دوا خان حاکم ماوراء النہر نے بقصد تسخیر ممالک پنجاب اور ملتان اور سند قریب سو ہزار مغل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور انھون نے آب سند سے گذر کر کے تاخت و تاراج و خرابی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہونچی الماس بیگ الغخان اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کو مع سپاہ بیکران انکے دفع کے واسطے روانہ کیا اور حدود لاہور مین دونون صفین ہو نیکر حرب صعب مین مشغول ہوئین جو فتح و شکست کا مختار خدا ہے مغلون نے ہزیمت کھائی اور تخمیناً بارہ ہزار مغل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امراے معتبر انکے اسیر اور دستگیر ہو کر بعقوبت تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ الغخان نے مغلون کے سرون کو مع زن و فرزند انکے جو اسیر ہوئے تھے دہلی مین بھیجے اور ان دونون کامون کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد و انصار جلالی اور فتح مغل ہے شوکت و حشمت اور شاہ علاء الدین کے دلون مین بیٹھ گئی حکام اور ملوک اطراف کے اُسکے معتقد ہوئے اور اُسکا لشکر جس طرف جاتا تھا فتح و ظفر سے اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اُسکے بعد اپنے بھائی الغخان کے اتفاق سے ان امراکے دفع مین جنھون نے مزخرفات دنیوی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کر کے دنیا و آخرت برباد دی تھی مشغول ہو کر سب کو گرفتار کیا بعضون کی آنکھون مین میل کھینچی اور بعضون کو قلعون مین بھیجکر محبوس کیا اور مال و اسباب اور ساز و سلب ناحق شناسون کا قریب ایک کروڑ روپیہ کے خزانہ مین لاکر خانمان انکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور ملک نصیر الدین شحنہ پیل اور ملک امیر جلال جو امراے جلالی سے تھے اور اُسکے بیٹون سے منہ نہ پھیرا تھا اور سلطان علاء الدین سے کچھ نہ لیا تھا زندہ چھوڑا اور بادام الحیات مسند عزت اور امارت پر متمکن رہے اور اوائل سنہ ۶۹۷ چھ سو ستانوے ہجری مین الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کو مع امراے کثیر تختگاہ اور ولایت سند کی فوج سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور انھون نے نہر والا اور تمام گجرات تاخت و تاراج کر کے مسخر کیا اور راے کرن والی نہر والہ بھاگ کر دکن مین رام دیو والی دیوگڈھ کے پاس پناہ لے گیا اور چند عرصہ کے بعد ولایت بگلانہ مین کہ گجرات سے تعلق رکھتا تھا اور دکن کی سرحد مین واقع تھا گیا اور رام دیو کی حمایت سے وہان متوطن ہوا اور امراے بادشاہی زنان راے کرن کو کہ سرآمد انکی کنولا دیوی تھی مع مال و افیال و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ مین لائے اور ایک بت کہ برہمنون نے اس سومنات کے عوض کہ جسے سلطان محمود غزنوی نے توڑ ڈالا تھا تیار کر کے اپنا معبود بنایا تھا اور اُسے بھی سومنات کہتے تھے وہان سے دہلی مین بھیجکر پے سپر[1] خلائق کیا اور ملک نصرت خان نے کنبایت مین جاکر وہان کے باشندون سے مال و جواہر بقیاس لیا اور کافور ہزار دیناری کو کہ آخر بادشاہ علاء الدین نے اُسے نائب ملک کر کے ملک نائب خطاب دیا تھا اُسکے صاحب سے بجبر لیا اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان نے گجرات کو بعد نہب و تاراج کے حوزۂ دیوان دہلی مین لاکر ساتھ مردم معتبر اور امین کے سپرد کر کے مع غنائم موفورہ مراجعت کی اور جب قلعہ جالور کے اطراف مین پہونچے مردم لشکر کو خمس غنائم کے واسطے اور سواے اُسکے مواخذہ کر کے بہ تعذیب و تشدید زیادہ طلبی مین حد سے تنگ کیا اسواسطے بعض مغل نے کہ جن کو نومسلم کہتے تھے اور مقدم انکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگون کے کہ وہ بھی مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہو کر جمعیت بہم پہونچائی اور ملک اعز الدین جو بھائی ملک نصرت خان اور میر حاجب

[1] پے سپر بکسر سین مہملہ و ضم باے فارسی بمعنے پائمال ۱۲ برہان

الماس بیگ الغخان کا تھا بیک اجل کی طرح اُسکے سر پر آئے اور اُسکو قتل کرکے الماس بیگ الغخان کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے
الماس بیگ الغخان کہ اجل اُسکی نہ پہونچی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئین پیادہ ملک نصرت خان کی بارگاہ مین
پہونچایا اور باغیون نے سلطان کے بھانجے کو الماس بیگ الغخان گمان کرکے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فوراً
نقارۂ جنگ پر چوب ماری مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جالور یا دوسرا غنیم پہونچا ہے اُسی وقت جنگ پر آمادہ ہوئے
اور فوج بارگاہ نصرت خان کی طرف دوڑے اور مفسدون کی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہوکر اطراف
وجوانب مین بھاگ گئے اور الماس بیگ الغخان اور ملک نصرت خان کی فوجون کے تعاقب سے بہ تنگ آکے
سب ہمیر دیو راجہ رنتھنبور کے پاس کہ تھوڑا سے حاکم اجمیر کی اجداد سے تھا پناہ لیگئے الماس بیگ الغخان اور ملک
نصرت خان ترک تعاقب کرکے مع غنائم و اموال و اقبال دہلی مین پہونچے بادشاہ علاء الدین نے کنورلا دی کو جو حسن
صورت اور سیرت اور حرکات شیرین اور تکلم نمکین مین ہندوستان مین شہرت رکھتی تھی مسلمان کرکے اپنے عقد نکاح مین
لیا اور کافور ہزار دیناری کو منظور نظر کرکے اُسکی محبت کا زنار اپنی کمر جان مین باندھا اور طیلسان اُسکے عشق کی
دوش عقل و خرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھ سے دی اور اولاد اور اتباع اُن لوگون کے جو جالور کے فساد
مین ساعی تھے گرفتار کرکے اُنپر سیاست کی اور فرمان سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے انتقام زنان
و طفل شیرخوارہ اُن لوگون کے کہ قتل مین اُسکے بھائی کے سعی کی تھی جلادون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیرخوارہ
کو بطریق گزر و سنگ سر پر اُنکی ماؤن اور بہنون کے اسفدر مارا کہ مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہوکر ہلاک ہوئے
اور چوراہہ بازار مین رسوا کرکے ہندون کو بخشا اور قبل اسکے دہلی مین یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد
اور اتباع کو سیاست مین کرین اور اس سال جس وقت لشکر دہلی گجرات کی تسخیر مین مشغول تھا چلدی نام اور اُسکا
بھائی آنکر قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان ظفر شعار ملک ہزبر الدین ظفر خان کو مع فوج کثیر اس طرف
تعین فرمایا اور اُسنے سیوستان کو محاصرہ کرکے عرصہ قلیل مین مفتوح کیا اور چلدی اور اُسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع
کہ عورات اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو مغل تھے طوق و زنجیر مین مطوق اور مسلسل کرکے دہلی مین بھیجا اور خود
بھی پیچھے سے دہلی مین آیا اور صفدری اور دلاوری ملک ہزبر الدین ظفر خان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین اُسکی
شجاعت سے خطرناک ہوا اور اُسی سال کے آخر مین قتلق خواجہ ابن دوا خان بن براق مغل بیٹے دو لاکھ سوار لیکر بقصد تسخیر ہندوستان
ماوراء النہر مین آیا اور آب سند سے عبور کرکے قصبات اور قریات کو جو سر راہ پر واقع تھے ملک اپنا تصور کرکے آسیب نہ
پہونچایا اور طے مسافت کے بعد ساحل جون پر فروکش ہوئے اور دہلی کے محاصرہ کی تدبیر کی اور جو خلق کثیر نے شہر اور قصبات
اور خطہ اور نواحی کی مغل کے خوف سے شہر مین آئی تھی جمعیت بمرتبہ بہم پہونچی کہ مساجد اور کوچہ و بازار اور محلات مین جگہ
بیٹھنے اور ایستادہ ہونے کی نہ رہی خلائق انبوہ سے عاجز اور بہ تنگ آئی اور راستہ آمد و شد غلہ اور آذوقہ کے مسدود
ہوئے اور طرفہ گرانی تمام چیزون مین ظاہر آئی لوگ حیران ہوئے سلطان علاء الدین نے امرا اور ملوک کو طلب کرکے
سامان جنگ مہیا کیا با وجودیکہ بعض امرا جنگ سے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی دلائل سے
معروض رکھتے تھے اور کنایۃً کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہے اور جنگ دو سر رکھتی ہے بادشاہ نے انکا قول پذیرا
نہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ و کارزار سے حذر کرنا حال سلطنت کے لائق نہین ہے بیت کیسے کو

کلاہ کیان می نہند، سرخویش را درمیان می نہند، یہ کہکر محافظت شہر اور اہل حرم اور خزانہ کی علاء الملک کوتوال کے ذمہ مقرر کی اور بداؤن کے دروازے کے سوا چہاٹک بندی کر کے ساتھ کو کیا اور دبدبہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ سوار اور دو ہزار سات سو فیل جنگی کار آمد لیکر شہر سے برآمد ہوا اور میدان کیلی مین طرفین سے طبل جنگ بجنے لگے اور صفوف حرب آراستہ ہوئین اور ہندوستان مین بعد انقطاع رایات اسلام کسی عہد و عصر مین ایسے دو لشکر عظیم آپس مین مقابل نہ آئے تھے اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور پندرہ کو پہونچی ہے اس قسم کی دو سپاہ کینہ جو مقابل ایک دوسرے کے صف آرا نہوئی الغرض بادشاہ علاء الدین سکندر ثانی ترتیب افواج مین مشغول ہوا میمنہ ملک ہزبرالدین ظفر خان سے جو شجاعان روزگار اور مبارزان کامگار سے تھا اور جاگیر سمانہ اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیون الماس بیگ الغخان اور رکن خان سے کہ قوت بازو اور پشت پناہ تھے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور بارہ ہزار سوار کہ سب جوان خوب اور یکہ تھے مع فیلان ہشیار قلب مین ٹھہرا اعیان سلطنت مین سے ہر ایک کو اس کے لائق مقام پر مقرر کیا۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان نے اپنے مقابل میسرہ مغل پر ہاتھیون و افواج سے حملہ کر کے انکو تہ و بالا کر ڈالا اور وہان سے مغلون کی دوسری فوجون پر جو دوسرے سردارون کے مقابلہ پر جانبازی کرتی تھین حملہ کر کے انکو بھی پامال کیا اور شمشیر آبدار سے اسقدر مغل قتل کیے کہ صحرا مین انکی لاشون کے انبار لگ گئے۔ مغلون نے اسکے مقابلہ سے جی چھوڑ دیا اور بیتاب ہو کر بے تحاشا بھاگے اور ملک ہزبرالدین نے انکا تعاقب کیا اور مارتا و قتل کرتا ہوا اٹھارہ کوس تک چلا گیا۔ الماس بیگ الغخان سردار میسرہ نے جو ملک ہزبرالدین سے حسد و عداوت رکھتا تھا اسکا ساتھ نہ دیا اور اسکو تنہا چھوڑ دیا۔ مغلون کے سردار میسرہ نے بھاگنے کے بعد راہ مین کمینگاہ اختیار کی تھی جب اس نے دیکھا کہ ملک ہزبرالدین آگے نکل گیا اور پیچھے کوئی مددگار فوج نہین ہے تو اسنے کمینگاہ سے نکل کر ظفر خان پر پیچھے سے حملہ کیا اور بہادر تغلق خواجہ نے بھی بھاگنے سے باگ موڑی۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان دونون کے بیچ مین گھر گئے اور تیر سے انکا گھوڑا مارا گیا۔ ہزبرالدین نے ترکش سے تیر زمین پر ڈال دیے اور جس کو مارا ہلاک کیا تغلق خواجہ نے سفید جھنڈی ہلائی اور ملک ہزبرالدین کی تعریف کر کے پیغام دیا کہ تم حق نمک ادا کر چکے آؤ اب ہم تم کو اس سے اونچے مرتبہ پر پہونچاوین۔ ظفر خان نے قبول نکیا اور بہادرون سے جماعت کثیر مار ڈالی۔ تغلق خواجہ نے ہر چند چاہا کہ زندہ گرفتار کرون میسر نہوا آخر تیر برسانے کا حکم دیا اور ملک ہزبرالدین ظفر خان شہید ہو گیا اور اس کی فوج کے سردار بھی مارے گئے لیکن مغلون نے اس خوف سے کہ مبادا لشکر علائی آجاوے فوراً کوچ کیا اور تیس کوس پر جاکر دم لیا اور وہان سے بھی کوچ بر کوچ کر کے جلد اپنی سرحد مین داخل ہوا مغلون کے دلون پر ظفر خان کا خوف ایسا بیٹھ گیا تھا کہ اگر ان مین سے کسی کا گھوڑا پانی پینے مین بھڑکتا تو کہتا کہ کیون کیا ملک ہزبرالدین ظفر خان کی صورت نظر آگئی۔ بادشاہ علاء الدین خلجی بھی ظفر خان کی شجاعت سے متوہم رہتا تھا۔ اس لڑائی مین اس کا مارا جانا اپنے نزدیک دوسری فتح سمجھا اور خوش خوش دہلی مین جاکر فتح کے جلسے کیے اور مردان شجاع کو خلعت و منصب عطا کیے۔ ایک سردار کو جو لشکرگاہ سے دہلی بھاگ آیا تھا گدھے پر سوار کر کے مشتہر کیا۔ کہتے ہین کہ جب علاء الدین بادشاہ ہوا اور وقت جلوس سے تین سال مین بادشاہ کے حسب مراد

کام بنتے گئے اور گجرات ایسی مملکت مفتوح ہوئی اور سلطنت مین اسکا کوئی معارض نہ رہا تو اس کے دماغ مین عجیب خیالات سمائے از انجملہ ایک یہ کہ اکثر مجالس شراب وخلوت مین ارکان دولت سے کہتا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار یار کی موافقت سے ایک شریعت مستحکم چھوڑی اگر مین بھی اپنے چار یار الماس بیگ الغخان و سنجر الپخان و ملک ہزبر الدین ظفرخان و ملک نصرت خان کی مظاہرت سے ایک جدید شریعت رائج کرون تو قیامت تک نام رہے یہ ملک ہزبر الدین کے قتل سے پہلے کا حال ہے۔ اب تم لوگ بتلاؤ کہ ایسی شریعت کیا ہوسکتی ہے جس کو سب عقلاء پسند کرین۔ دوم یہ کہ افواج وہاتھی بکثرت ہین جی مین آتا ہے کہ دہلی ایک خیرخواہ کو سپرد کرکے خود سکندر کی طرح جہانگیری مین مشغول ہون پہلے خراسان وماوراء النہر وترکستان فتح کرکے وہانکے لوگون کو اپنی ملت مین لاؤن پھر بڑھ کر فارس وعراقین وشام وفرنگ وحبش وغیرہ مسخر کرون۔ ارکان مجلس اس کی سخت گیری وبدخوئی سے متحیر ہوکر اکثر اس کی تحسین کرتے پھر جب اسکو دو لاکھ ترک خونخوار پر جن کا سپہ سالار رستم روزگار تغلق خواجہ تھا فتح حاصل ہوئی تو غرور ونخوت بہت بڑھی خطبہ مین اپنا لقب سکندر ثانی بڑھایا اور خیالات سابقہ اور بھی مستحکم ہوئے اہل مجلس دل مین ان مہملات پر ہنستے مگر خوف سے چپ تھے اور بزرگان دین مثل حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ ان باتون کو سنکر دلگیر ہوتے اور اس کی راستی کی دعا کرتے چنانچہ بالآخر اس کا اثر یون ظاہر ہوا کہ ملک علاء الملک کوتوال دہلی جو ہر چاندرات کو سلام کے لیے مجلس شاہی مین حاضر ہوتا تھا حسب معمول شریک ہوا بادشاہ نے بھی حسب معمول نیچے دونون خیال ظاہر کرکے رائے پوچھی۔ علاء الملک کسی قدر ذی علم اور سچا دیندار تھا دل مین سوچا کہ عمر آخر ہوئی چند روزہ زندگی کے لیے بادشاہ کی خوشامد مین دین برباد کرنا انتہا کے خسارہ ہے سچ کہدون اور بادشاہ کے غیظ وغضب سے ہلاک ہو کر دین کا کلمہ بلند کرون غایت اسکی مارا جاتا تو آخر عمر مین شہادت بھی مزہ سے خالی نہین ہے لہذا کہا کہ اگر حضرت اپنی مجلس سے شراب برطرف فرماوین اور غیرون کو ہٹا دین تو جو کچھ اس غلام ضعیف کے خیال مین ہے عرض کرے۔ بادشاہ نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور سوائے الماس بیگ الغخان وملک نصرت خان و ملک سنجر الپخان وغازی ملک تغلق قائم مقام ملک ہزبر الدین کے سب کو باہر کیا۔ علاء الملک نے اجازت لے کے عرض کرنا شروع کیا کہ حضرت یہ دین وشریعت تو ایسی چیز ہے کہ جس کا تعلق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آسمانی وحی کے ساتھ ہوتا ہے اور اب تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکا خاتمہ ہو گیا۔ اب جہان پناہ کا یہ خیال جو کوئی سنے گا خاص ہو یا عام چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد دور ہو یا نزدیک یقینی وہ متنفر ہوگا اور اپنی جان سے بیخوف ہو کر سب کے سب قطعاً ہم لوگون کو اس کا بانی فساد سمجھکر ہماری جان کے دشمن ہو جاوینگے اور اس جہت سے فسادات عظیم برپا ہونگے جن کا تدارک غیر ممکن ہے حضور کے دولت واقبال کے لائق یہ ہے کہ آیندہ ایسے خیال کو بالکل زبان و دل سے مٹا دیا جاوے کیونکہ امکان بشری سے باہر ہے۔ حضور ذرا اسی بات پر توجہ فرماوین کہ چنگیز خان و اس کی اولاد نے پورے ظلم وجبر سے مدتون کوشش کی کہ دین محمدی مٹا کر اپنا دین جو ہزارون برس سے ترکستان مین رائج تھا عالم مین شائع کرین اور لاکھون مسلمانون کو انھون نے قتل کیا مگر کسی طرح میسر نہ ہوا بلکہ آخر کار

دین محمدی کی خوبی و استواری دیکھ کر اُسکے پوتے بیٹوں نے دین اسلام اختیار کیا اور اسکی تقویت کے واسطے کفار یورپ سے جہاد عظیم کیے ۔ بادشاہ علاءالدین نے بعد غور دراز و فکر صحیح کے فرمایا کہ جو کچھ تو نے کہا بیشک ٹھیک اور واقعی امر ہے اب انشاءاللہ تعالی کبھی اس کے خلاف کوئی کلمہ مجھسے صادر نہ ہوگا ۔ رہا امر دوم اس کے بارہ میں تیری کیا راے ہے آیا وہ بھی خطا ہے یا صواب ۔ ملک علاءالملک نے عرض کیا کہ حضور دوسرا خیال اپنی ذات میں بہت ٹھیک ہے اور حضور کی شاہانہ ہمت بلند کی دلیل ہے اور ممکن ہے کہ بعض بلند ہمت بادشاہوں کی طرح جہان پناہ بھی اپنے لشکر کثیر و خزاین موفور کے ذریعہ سے اقالیم کو مسخر فرماوین لیکن اُس کے لیے چند چیزین اور بھی درکار ہین کیونکہ جب سلطان والاہمت دہلی سے نکلکر ممالک ایران وغیرہ مین دور گئے اور مدت گذر گئی تو یہان حضور کے مانند لائق آدمی کون ہے جو نیابت کا کام انجام دیگا اور یہ بھی معلوم نہین کہ مدت دراز کے بعد جب دہلی کی طرف رجوع فرمانے کا قصد ہو تو نائب اپنے عہد وایمان پر ہوگا یا منحرف ۔ کیونکہ اس زمانہ کو سکندر کے زمانہ پر قیاس نہین کرسکتے اُسکے زمانہ مین غدر و بدعہدی شاذ و نادر تھی جس نے جو عہد کیا مرتے دم تک اسپر قائم رہتا اور سکندر کو ارسطاطالیس جیسا وزیر ملا تھا کہ عمدہ تدابیر ورا ے سے سب کو مطیع و منقاد رکھتا اور ایسے ہی عمدہ اسباب سے بہت کم مدت مین اس نے ان ممالک کو مطیع کرلیا اور جب لوٹ کر روم گیا تو مملکت کو بدستور درست پایا ۔ اگر حضور کے پاس ایسے آدمی معتمد ہون تو یہ راے جہانگیری مین صواب ہے بادشاہ نے بہت غور و تامل کے بعد فرمایا کہ اچھا اگر مین ایسے موانع و عوارض خیال کرکے جہانگیری کا عزم ترک کردون تو یہ لشکر ہاے کثیر و خزائن کس کام مین آوینگے مین تو اسی گوشہ دہلی پر قانع ہو چکا ۔ ملک علاءالملک نے عرض کیا کہ حضور کے سامنے ابھی دو مہم ضروری درپیش ہین امر اول طرف جنوبی ہندوستان کی فتح جیسے رنتھنبور و چندیری و جالور و طرف مشرقی تا دریاے شور (سمندر) اور طرف شمالی تا ملتان کابل ۔ اگر یہ ممالک مفتوح ہوجاوین اور ڈاکو و چور و فسادی یہان سے دفع ہو جاوین تو سلطنت مین اطمینان و اصلاح حاصل ہو جاے ۔ امر دوم اقوام مغل جن راہون سے ہندوستان مین گھسکر لوٹ و مار کرتے ہین وہان مستحکم قلعجات و لشکر جنگی معین کیا جاے کہ مغلون سے امن ہو ۔ بعد اس کے جہان پناہ کو بخوبی میسر ہوگا کہ خود دہلی مین توقف فرماوین اور امرا ے معتمد کو آراستہ فوجون سے اطراف مین روانہ فرماوین تاکہ وہ دور کے اطراف مسخر کرکے حضور کا نام جہانگیری کا روشن کرین ۔ لیکن یہ تمام بیداری و ہوشیاری اس وقت حاصل ہوگی کہ جہان پناہ افراط شراب دائمی شکار و عیش پرستی سے اپنے ذات ملکی صفات کو روکین ۔ بادشاہ علاءالدین ان باتون کو سنکر بہت خوش ہوا اور علاءالملک کی راے صائب کی تعریف کی اور اسی وقت خلعت جامہ زردوزی جیسپر شیر کی تصاویر بنی تھین مع پیٹی تنکہ اور دو اسپ عربی مع زین و لگام مرصع عنایت فرمائے اور دو گانون معافی انعام دیے اور جو امرا اس مجلس مین حاضر تھے سب نے نہایت خوش ہوکر چند ہزار تنکہ مع دو اسپ ملک علاءالملک کے پاس بطور شکرانہ بھیجے اور حضرت شیخ العصر نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بھی خوش ہوکر اس کے حق مین دعاء خیر فرمائی ف ــ مترجم کہتا ہے کہ یہ نعمت تمام جہان کی دولت سے بڑھ گئی سنہ ۶۹۹ چھ سو ننانوے ہجری مین بادشاہ نے پہلے الماس بیگ الغخان حاکم سمانہ کو اور ملک نصرت حاکم کڑہ کو طلب فرماکر قلعہ رنتھنبور

کی فتح کے لیے روانہ فرمایا۔ وہان کا راجہ پورا خود مختار بنا ہوا تھا اور قدیم راجہ دہلی کی نسل سے تھا اور پہاڑی ممالک کی وجہ سے سرکش تھا۔ الغخان و نصرت خان نے جاکر اول جھاین کا قلعہ فتح کیا پھر مدکر کا محاصرہ کیا۔ ایک روز ملک نصرت خان قلعہ کے نزدیک جاکر سرکوب تیار کرنے کا اہتمام کر رہا تھا کہ ناگاہ گوپھن کا پتھر اُس کے لگا مگر کچھ زیادہ صدمہ نہین پہونچا اور دو تین روز کے اہتمام مین یہ مستحکم قلعہ بھی فتح کرلیا۔ اس درمیان مین راجہ رنتھنبور نے فرصت پاکر بڑا سامان کرلیا اور دو لاکھ سوار و پیادہ لیکر قلعہ رنتھنبور سے نکلا۔ الماس بیگ الغخان نے مقابلہ مناسب نہ دیکھا اور جھاین مین واپس آکر عرضی مین حسب حال بادشاہ کو لکھ بھیجا۔ بادشاہ غضبناک ہوکر لشکر گران لیکر دہلی سے روانہ ہوا اور راہ مین تلپٹ کا جنگل ایسا بھایا کہ چند روز ٹھہر کر شکار مین مشغول ہوگیا چنانچہ ایک روز رات کو بھی جنگل مین رہا اور صبح سے پہلے ہی حکم دیا کہ شکار قمرغہ شروع کرو اور خود اپنے چند خواص کے ساتھ اونچے ٹیلے پر بیٹھا تاکہ جب وحوش صحرائی جمع ہو جاوین تو شکار مین مشغول ہو ناگاہ بادشاہ کا بھتیجا سلیمان شاہ اپنے نومسلم نوکرون کے ساتھ اُدھر پہونچا اور بادشاہ کو تنہا دیکھ کر چاہا کہ جیسا علاء الدین نے سلطان جلال الدین کے ساتھ کیا تھا مین علاء الدین کے ساتھ کرون اور فوراً تیرون کی زد مین لے لیا۔ بادشاہ نے کچھ ہاتھ پانون مارے اور دو زخم بازو پر اٹھا کر مردون مین گر پڑا۔ سلیمان شاہ جس کا خطاب الکتخان اور وکیل درگاہ تھا فوراً گھوڑے سے اُتر کر چلا کہ سر کاٹ لون۔ بادشاہ کے ساتھ جو پیادے گرد و پیش تھے فی الفور ظاہر مین اس کے موافق بن گئے اور مبارک سلامت کہتے ہوئے اس کی آگے آگئے اور عرض کی کہ حضور کو سلطنت مبارک ہو بادشاہ کا خاتمہ ہوگیا فی الفور تخت پر جلوس فرمایئے۔ الکتخان جس مین بادشاہی کی لیاقت نہ تھی انکے کہنے کے موافق دوڑتا ہوا بارگاہ شاہی مین پہونچ کر تخت پر بیٹھ گیا اور بآواز بلند پکار دیا کہ مین نے بادشاہ کو مار ڈالا ہے۔ لشکر والے اس کو سچ سمجھے اور چار ناچار حاضر ہوکر اپنے قرینے سے کھڑے ہوے اور قاریون نے قرآن شروع کیا اور تہنیت و مبارکبادی شروع ہوئی نقیبون نے آوازے لگائے گانے والے سرود مین مشغول ہوئے بیعت و نثار کا دروازہ کھل گیا اور ہاتھی گھوڑے آراستہ کرکے بارگاہ کے سامنے لائے گئے۔ الکتخان پست ہمت شہوت پرست نے چاہا کہ اسی وقت حرم سرا مین داخل ہو ملک دینار خواجہ سرا دربان حرم تھا اپنی جماعت کو مسلح و مکمل کرکے حرم سرا کے دروازہ پر بیٹھا اور کہا کہ جب تک بادشاہ علاء الدین کا سر نہ دیکھ لون تب تک اندر نہ جانے دونگا۔ وہان جب بادشاہ علاء الدین کو ہوش آیا تو اپنے زخم باندھے اور خیال کیا کہ الکتخان نے امرا کے اتفاق سے اپنا کام پورا کرلیا مین ان پچاس ساٹھ نفر کے ساتھ جو میرے پاس باقی ہین جس طرح ممکن ہو جھاین تک الماس بیگ الغخان کے پاس پہونچون اور اس کے اتفاق سے کام کرون لیکن ملک حمید الدین نے جو الکتخان کے مثل منصب وکالت رکھتا تھا اور اپنے وقت کے عقلا مین سے تھا اس نے بادشاہ کو جھاین جانے سے روکا اور کہا کہ حضور اسی وقت سوار ہوکر اپنی بارگاہ کی جانب قصد فرماوین کیونکہ ہنوز الکتخان کا کچھ استقلال نہین ہے اہل لشکر حضور کا چتر شاہی دیکھتے ہی حضور ہی مین دوڑ پڑین گے اور اسکا کھیل بگڑ جائیگا اور اگر انہین کچھ

تاخیر ہوئی تو کام دشوار ہو جائے گا - بادشاہ اسی وقت سوار ہوا اور چتر سفید بادشاہی جو اسی جنگل میں پڑا تھا
اُٹھا کر بادشاہ کے سر پر سایہ کیا گیا اور بادشاہ بہت استقلال و آہستگی سے بارگاہ کی جانب روانہ ہوا - راہ میں
جو سوار و پیادہ دیکھتا بادشاہ کی حضوری میں آجاتا تا چنانچہ لشکر تک پہونچتے پہونچتے پانچ سو آدمی جمع ہو گئے
اور جب لشکر کے قریب پہونچا ٹیلہ پر اپنا چتر بلند کیا اہل لشکر بادشاہ کا چتر دیکھتے ہی اکتخان کو چھوڑ کر سب کے
سب بادشاہ کی طرف دوڑ پڑے اور تمام ہاتھی گھوڑے جو سجا کر بارگاہ کے سامنے لائے تھے سب بادشاہ کے
حضور میں لائے - سلیمان شاہ اکتخان مضطرب و بدحواس ہو کر افغان پور کی طرف بھاگا - بادشاہ ٹیلہ سے
اُتر کر بارگاہ میں تخت پر جلوہ افروز ہوا اور لوگوں کو عام اجازت دی اور ایک دستہ فوج سلیمان شاہ کے
تعاقب میں بھیجی انھوں نے افغان پور میں اسکو گرفتار کر کے سر کاٹ لیا اور لا کر لشکر میں پھرایا - بادشاہ نے
اسکے بھائی قتلغخان کو مع اسکے ہواخواہوں کے قتل کر دیا - جب زخم اچھے ہو گئے تو نہایت سے رنتھنبور کی طرف
کوچ کیا اور الماس بیگ الغخان نے استقبال کیا اور حسب الحکم شاہی محاصرہ میں بہت سختی کی گئی اور نقب
لگانے میں کامیابی حاصل کی باوجود اس حالت کے اہل قلعہ اوپر سے تیر و پتھر و آگ برسا کر بہت لوگوں کو ہلاک کرتے
اور بادشاہی فہمایش پر کان نہ دھرتے تھے - اسکے مختلف اسباب میں سے ایک تو قوم راجپوت کی ذاتی جہالت
تھی کہ ناحق زبردست بادشاہ کے مقابلہ میں جانیں ضائع کرنا - دوم پہاڑوں کے پیچیدہ راہوں سے انکو مدد
و رسد برابر پہونچتی تھی - سوم بادشاہی صوبہ داروں کی بیجا بغاوت کو سنکر انکو یقین تھا کہ بادشاہ آخر کار مضطرب
ہو کر بغاوتوں کے فرو کرنے کے لیے کوچ کر جاوے گا - چنانچہ انھیں ایام محاصرہ میں بادشاہ کے خواہرزادے امیر عمر و
منگو خان جو بداؤن و اودھ کے حاکم تھے باغی ہو گئے اور جمعیت کثیر بہم پہونچا کر فساد پھیلایا - بادشاہ نے اس
نواح کے امرا کو لکھا کہ متفق ہو کر انکو دفع کریں - امرا نے بعد جدال و قتال دونوں کو مغلوب و مقید
کر کے حضور میں روانہ کیا - بادشاہ غضبناک تھا دونوں کی آنکھیں نکلوا ڈالیں چونکہ اس نواح کے زمیندار بھی باغیوں
کے شریک تھے اور امرا سے سرکشی کرتے تھے بادشاہ نے دونوں کو قتل کر دیا اور امرا نے بھی ان کے موافقین
پر تلوار حاکم کر دی - ہنوز یہ فتنہ بالکل فرو نہوا تھا کہ دوسرا فتنہ پیدا ہوا یعنی دہلی کے سابق کوتوال ملک فخرالدین
مرحوم کے غلام زادہ حاجی مولی نے جو سلطان جلال الدین خلجی کے عہد میں سرشحنۂ دہلی ہو گیا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ
قلعہ گیری میں پھنسا ہوا اور ملک علاء الملک کوتوال دہلی بادشاہ کے ہمراہ ہے اور بالفعل بایزید کوتوال جو شہر کے باہر
چبوترہ پر بیٹھکر مقدمات فیصل کیا کرتا ہے لوگ اس سے موافق ہیں مدد نہ کریں گے ایسے موقع پر یہاں دوسرا بادشاہ بنا کر
کام نکالو چنانچہ جلتی گرمی میں جب دوپہر کو لوگ گھروں کے اندر چھپے تھے شہر میں داخل ہو کر سیدھا بایزید کوتوال کے
مکان پر پہونچا اور پیام دیا کہ بادشاہی فرمان پہونچا ہے جلد نکلو وہ بیچارہ غافل تھا فوراً نکل آیا - حاجی مولی نے اپنی
مفسد جماعت کو اشارہ کیا جنہوں نے اس کو فی الفور ٹکڑے کر دیا اور خود اظہار کیا کہ میں نے بادشاہی حکم سے مارا ہے اور
حکم دیا کہ شہر کے دروازے مقفل کر دو اور قلعہ جدید کے قلعہ دار علاء الدین ایاز کو پیام بھیجا کہ فرمان بادشاہی آیا ہے فوراً آ کر اسکی
تعمیل کی جاوے - وہ اس کے فتنہ سے آگاہ ہو چکا تھا قلعہ کے دروازے بند کر کے آدمیوں کو مسلح کر لیا - حاجی مولی نے
فوراً لعل کوشک میں مع مفسدوں کے گھس گیا اور وہاں کے قیدی سب چھوڑ دیے اور وہاں کے ہتھیار و خزانے

جو کچھ پائے اپنے مسند ساتھیوں میں تقسیم کیے اور جماعت کثیر لیکر علوی کے یہاں پہونچا اسکو لوگ شاہنشہ کہا کرتے تھے اور اُسکی والدہ سلطان شمس الدین التمش کی نسل سے تھی۔ زبردستی علوی کو لاکر لعل کوشک میں تخت پر بٹھلایا اور اکابر شہر پر جبر و تعدی کی کہ اس کے ہاتھ پر بادشاہی کی بیعت کرو۔ یہ خبر سلطان علاء الدین کو رنتھنبور کے محاصرہ میں پہونچی لیکن اس کے شاہانہ عزم میں کچھ تزلزل نہ ہوا بلکہ اُس نے سختی محاصرہ کا اہتمام کیا اور امراء کو نامزد فرمایا جنھوں نے نواح میں تاخت و تاراج کر کے محصوروں کی رسد بند کر دی اور مغرور سرکشوں کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ باوجود اسکے اہل قلعہ رنتھنبور سرکشی پر آمادہ رہے اس لیے کہ ایام فرصت میں انھوں نے بہت رسد جمع کر لی تھی۔ پہلے فتنہ دہلی کا حال سنو کہ جب حاجی مولی نے اہل شہر کو مقہور کر کے علوی کو بادشاہ بنایا ہنوز ایک ہفتہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ ملک حمید الدین امیر کوہ مع اپنے بہادر بیٹوں کے شہر کا وہ دروازہ جو دروازے بداؤں کہلاتا تھا کھول کر شہر سے باہر نکل گیا اور اطراف سے کچھ لوگ جمع کیے اتفاق سے ملک ہزبر الدین ظفر خان مرحوم کے سواروں میں سے ایک جماعت اپنا جائزہ و عرض کے واسطے امروہہ سے شہر میں آتی تھی ملک حمید الدین نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور دروازہ غزنین کے راستہ سے شہر میں داخل ہوا اور دروازہ بند کے پاس اس سے اور حاجی مولی سے محاربہ ہوا ملک حمید الدین گھوڑے سے کود پڑا اور حاجی مولی کو گھوڑے سے گرا کر اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا ہر چند حاجی مولی کے لوگوں نے نیزہ تلواروں سے اُسکو زخمی کر دیا مگر اس بہادر نے حاجی مولی کا سر کاٹ ہی لیا اور نیزہ پر چڑھا کر کوشک لعل پر تاخت کی اور علوی کا سر بھی کاٹ ڈالا اور فتحنامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجا بادشاہ نے الماس بیگ الغخان کو دہلی بھیجا جس نے اہل فتنہ و فساد کو بالکل مستاصل کر دیا بلکہ ملک الامراء فخر الدین کوتوال قدیم مرحوم کے بیٹوں کو بھی بیگناہ قتل کیا کیونکہ وہ لوگ بالکل اس فتنہ میں شریک نہ تھے صرف اس تہمت سے کہ حاجی مولی اُن کے باپ کے خاصہ خیل میں سے تھا ان بیگناہوں کا خاندان بھی تباہ و برباد کر دیا۔ بادشاہ نے بعد ایک سال کے ایک قول یہ کہ بعد تین سال کے اطراف و جوانب سے حشر انبوہ جمع کر کے انکو حکم دیا کہ ہر شخص ایک تھیلی خاک لاکر قلعہ کے اس دروازہ پر ڈالے جس کو رن کہتے تھے چنانچہ اس خاک کا انبار اس قدر اونچا ہو گیا کہ قلعہ والوں پر سرکوب تیار ہو گیا اور اہل قلعہ مقہور و مغلوب ہوئے راجہ ہمیردیو مع اپنے لوگوں کے مارا گیا۔ سابق میں فتح گجرات کے واقعہ میں ذکر ہو چکا کہ جالور کے مقام پر محمد شاہ مغل مع نومسلموں کے باغی ہو گیا تھا اور آخر مغلوب ہو کر قلعہ رنتھنبور میں پناہ لی تھی اسوقت راجہ کے ساتھ ہو کر لڑا اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے اور خود محمد شاہ زخمی پڑا ہوا تھا۔ اتفاقاً بادشاہ نے اُسے دیکھا اور ترس کھا کر فرمایا کہ اگر میں تیرا علاج کر کے تجھے تندرست کروں تو کیا سلوک کریگا اس نے جہالت سے جواب دیا کہ اگر اچھا ہو جاؤں تو تجھے قتل کر کے ہمیردیو کے بیٹے کو راجہ بناؤں۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر اسپر ہاتھی چلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی شجاعت و وفاداری یاد کر کے اشارہ کیا کہ اسکو کفن دیکر دفن کریں۔ راجہ کا وزیر رنمل وغیرہ جو راجہ سے جدا ہو گئے تھے سب کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہم ان سے وفاداری کی امید کریں پھر بطور سیر کے قلعہ پر گیا اور وہاں کے نقد و جواہر جو شمار سے باہر تھے مع قلعہ و ولایت کے الماس بیگ کو عطا فرما کر دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ الماس بیگ پانچ چھ مہینہ کے بعد ست بیمار ہو کر دہلی کو روانہ ہوا لیکن راہ میں مرگیا۔ سلطان علاء الدین کو اس مدت میں امراء کی فتنہ انگیزی کا تجربہ

ہو چکا تھا بنا بریں اپنے خیر خواہ و عقلاء کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کیا کہ کس تدبیر سے بغاوت کا دروازہ بند ہو
کہ آیندہ خلق خدا آرام و راحت سے زندگی بسر کرین اور فتنہ انگیز گنہگارون کے ساتھ ناحق بیگناہ پامال
حوادث نہ ہون وزراء عاقل نے عرض کیا کہ چار چیزین فتنہ انگیزی کا باعث ہوا کرتی ہین (اول) خلق کے نیک
و بد سے بادشاہ کا بیخبر ہونا (دوم) علانیہ شراب خواری اس لیے کہ شراب خواری سے بدخصلتین اُبھرتی ہین
اور بے اختیار اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتے ہین اور جب ایک کو دوسرے کا عندیہ معلوم ہو جاتا ہے تو ایک
خیال والے باہم اتفاق کرکے فتنہ انگیزی کرتے ہین (سوم) امراء باہم رشتہ داریان کر لیتے ہین اور اس یگانگت
کی وجہ سے جب کسی ایک پر کوئی حادثہ واقع ہوتا ہے تو سب رشتہ دار شرکت کرنے پر مجبور ہوتے ہین (چہارم)
مال و دولت کی زیادتی کیونکہ جب کمینہ آدمیون کے پاس دولت و مال زائد ہو جاتا ہے تو اُن کی بدخصلتین ترقی
کرتی ہین حتیٰ کہ وہ سلطنت کے مدعی ہو جاتے ہین سلطان علاءالدین کو اہل علم و عقلاء دربارگاہ کی رائے پسند آئی
اور ان امور کے دفعیہ کی تدابیر مین کوشش فرمائی چنانچہ نیک و بد خلق کی آگاہی کے لیے ایسے طریقہ سے
جاسوس مقرر فرمائے کہ شہر و قصبات و ولایات کے تمام نیک و بد معاملات سے بادشاہ کو پوری آگاہی حاصل
ہوتی تھی بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ شہر کے امراء و اعیان درگاہ راتون کو جو باتین اپنے زن و فرزند سے کرتے
تھے بادشاہ اس سے آگاہ تھا اور جب صبح کو وہ شخص حضور مین حاضر ہوتا اور کوئی معاملہ دلچسپ یا خاص
کام کے متعلق کچھ کلام ہوا تھا وہ تفصیل کرکے اس کو دیا جاتا اور وہ اس سے متحیر ہو کر کانپ جاتا اور نوبت یہانتک
پہونچی کہ رعایا و اہل بازار کی باہم گفتگو در کنار خود اپنے گھرون مین رات کو لوگ آواز بلند باتین نہین
کر سکتے تھے سوائے اچھی باتون کے۔ اور دربار مین کوئی کسی سے خفیہ باتین کرنے کی مجال نہ رکھتا تھا سوا اس کے
کہ کچھ رمز و کنایہ کرے۔ رستون کا انتظام ایسی خوبی سے مضبوط فرمایا کہ تاجر لوگ و مسافر لاکھون روپیہ کا مال و اسباب
لیے ہوئے راتون کو بدون کسی سپاہی بلکہ بدون کسی ساتھی کے برابر سفر کرتے تھے اور مشرق مین بنگالہ کے سرحد سمندر
تک اور مغرب مین کابل و کشمیر و سندھ تک اور جنوب مین گجرات و ساحل سمندر و لنکا کے پل و مدراس کے سواحل سمندر
تک برابر سب راہین بیخوف و خطر ہو گئین بلکہ مسافر و تجار لاکھون کی دولت لیے ہوئے صحراؤن مین جہان شام ہوتی
وہین مال و اسباب اتار کر بسیرا کرتے اور اس کو سات حلقہ کا قلعہ تصور کرکے بے خطر چین سے سوتے تھے
راہ گیر و مسافر غریب جس گاؤن مین پہونچتے۔ وہان کا مقدم و رعایا عزت کے ساتھ اُنکی راحت کا سامان مہیا کرتے تھے
مترجم کہتا ہے کہ شاید کسی کو یہ وہم ہو کہ تمام اطراف ہندوستان بادشاہ کے تحت مین تھے تو جواب یہ ہے کہ آخر مین تمام
اطراف مین سلطان علاءالدین کا فرمان جاری تھا چنانچہ آیندہ بیان سے ظاہر ہوگا۔ مفسدہ شراب دور کرنے
کے لیے اول بادشاہ نے اپنا عیش خانہ یعنی مجلس شراب بالکلیہ موقوف کر دی چنانچہ دروازہ بداؤن کے باہر
تمام خمہائے شراب نفیس بہا دیے گئے اور ظروف توڑ کر جس قدر چاندی سونے کے تھے سب گلا کر زر سکہ
بنائے اس کے بعد فرمان عام جاری کیا کہ بادشاہ نے شراب سے توبہ کر لی آیندہ جو شخص شراب خواری کرے یا
شراب فروشی کریگا اُس کا خون اُسکی گردن پر ہوگا اور اسی طرح کے فرمان اطراف و ولایات مین بھیج دیے اور میخوارون
نے مکانات سے اس قدر شراب جنگل مین بہائی کہ برسات کی طرح صحرا کیچڑ ہو گیا اور سلطانی پولیس کا ضبط بقدر

بڑھ گیا کہ اگر دور سے کوئی خائن کسی قدر شراب اناج کی گون یا لکڑی کے گٹھے یا کسی ترکیب سے لانا چاہتا تو شہر میں پہونچنے سے پہلے ہی گرفتار ہو جاتا اور وہ شراب ہاتھیوں کو دیجاتی - بعضے مےخوار جو شدت سے عادی تھے خفیہ اپنے گھر میں بناتے چونکہ ضبط بادشاہی اعلیٰ درجہ پر تھا علی الفور گرفتار ہو جاتے اور دروازہ بداؤں کے پاس صحرائی کنوئیں میں قید ہو کر یا تو جان دیتے یا توبہ سے رہا ہوتے تو معالجہ سے شفا پاتے - اس زبردست انتظام سے رسم مےخواری بالکل اٹھ گئی - جب لوگوں میں عادت مذموم نہ رہی تو بادشاہ نے مدت کے بعد اسقدر اجازت دی کہ اگر امرا میں سے کسی کو ضرورت ہوا اور بطور دوا کے کشید کرے تو تنہا بدون کسی کی شرکت کے اندر گھر کے پی سکتا ہے - امرا کی باہمی رشتہ داری کے لیے فرمان نافذ ہوا کہ امرا معارف شہر و ممالک بدون حکم بادشاہی باہم بیاہ شادی نہ کریں اور نہ ایک دوسرے کی دعوتوں میں شریک ہوں چونکہ بادشاہی پولیس کا ضبط بہت قوی تھا کسی کو مجال نہ رہی کہ اس کے خلاف کرے حتی کہ اگر اتفاق سے کسی کے یہاں بطور مہمان آجاتا اور وہ چاہتا کہ سلطانی مہمانی کے علاوہ خود بھی اسکی مہمانداری کرے تو سید خان وزیر کے پاس درخواست بھیجتا تا کہ شاہی منظوری حاصل کرے - لوگ اس وزیر کو فتنہ انگیز جہان کہا کرتے تھے - اب رہا فتنہ دولت و ثروت جو سب سے بڑا فتنہ تھا اس کے انسداد کے لیے زبردست محتسب مقرر ہوئے جنہوں نے ان کے زائد اموال ان کے نام سے بیت المال میں ضبط کیے اور املاک و باغات شہر و ولایات خواہ کفار کی ملک تھے یا مسلمانوں کے سب یک لخت خالصہ کر لیے اور ان کے مصارف سے زائد مادہ فساد ضبط کر کے اپنی حفظ میں لے لیا اس جہت سے لوگوں کو مادۂ سرکشی پر اپنا قابو نہ رہا اور فسادی شیطان ان کے دماغ سے ایکبارگی نکل بھاگا جب سلطانی تسلط و انتظام اپنی استقامت پر آگیا تو بادشاہ نے زمیندار مقدم و چودھری کا تسلط رعایا پر ناگوار دیکھکر چند قانون ایسے نافذ فرمائے کہ رعایا نے بھی زمینداروں کے تسلط سے آرام پایا اور عامہ خلائق بادشاہ کے لیے دعا گو ہو کر چین سے زندگی بسر کرنے لگے خلاصہ بعض قوانین یہ ہیں کہ بادشاہ نے اپنے عقلا کی مجلس سے یہ قانون نافذ کیا کہ زمین کی پیمایش کر کے ہر قسم کے مواضع سے نصف محاصلات وصول کر کے خزانہ میں داخل کریں اور اس میں مقدم و چودھری و رعایا کو یکساں شمار کریں کسی کمزور پر بار نہ ڈالیں اور مقدم ہو یا رعیت ہر ایک کو صرف اس قدر اختیار ہے کہ چار بیل کھیتی کے اور دو بھینسیں دو گائیں اور بارہ بکریاں پالیں زیادہ ضبط ہوں اور چرائی بھی بحساب ہر جانور کے برابر کے حساب سے وصول کی جاوے رعیت پر ظلم نہ ہو اور پٹواری و عمال و محاسب مختلف دفاتر میں ایسے معین کیے کہ عاملوں کو ایک پیسہ بطور خیانت لے لینا میسر نہ تھا اور اسی طرح محاسب و محرر بھی ایک پیسہ خیانت نہ کر سکتے اسی وجہ سے بہتیرے عمال نے محرری و محاسبی چھوڑ کر پیشہ تجارت وغیرہ اختیار کیا اور مقدم و چودھری جو ہمیشہ سے رعایا کو مظلوم بنا کر ہتھیار باندھے گھوڑوں پر سوار لباس فاخرہ پہنے سیر و شکار میں مصروف رہتے تھے اب اپنے کاروبار میں لگے بلکہ یہانتک نوبت پہونچی کہ بعضے کبھی اپنی معاش کے لیے کچھ محنت مزدوری کر لیتے تھے سلطان علاء الدین کبھی کبھی فرماتا کہ علما بہت کم ایسے ہیں کہ احکام سلطنت و ضوابط سیاست کو موافق شریعت استنباط کر سکیں انکو فقط اتنی ہی لیاقت ہوتی ہے کہ قضایا فیصل کریں و خصومات کا تصفیہ فرماویں اور لوگوں کو مسائل

کا طریقہ تبلادین اسی خیال سے بادشاہ کی نظر دوربین مین سیاست رعیت کیواسطے جو ضابطہ مستحسن ہوتا اسکو جاری کردیتا اور
مشروع و نامشروع ہونے کو دریافت نکرتا۔ اس زمانہ کے علمامین سے قاضی ضیاءالدین بیانوی و مولانا ظہیرالدین مرشد لنگ
کہرامی دیوانخانہ مین آتے جاتے اور باہمراہ امرا کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور قاضی مغیث الدین بیانوی جو
اس زمانہ کے متبحر علمامین سے تھے اگرچہ فی الجملہ بادشاہی تقرب رکھتے اور مجلس خاص مین حاضر ہوتے تھے مگر علمی تذکرہ کبھی
نکرتے اسلیے کہ بادشاہ محض جاہل تھا لیکن حبیب مخبرون کے عرائض پڑھنے پر مجبور رہوا تو اچھی محنت کرکے اسقدر لیاقت
حاصل کرلی کہ شکستہ تحریرین اچھی طرح پڑھ لیتا تھا اور اس تقریب سے اسنے چند فارسی کتابین بھی پڑھ لین اور [illegible]
اعتقادات سے پھر گیا یعنی پہلے اسکو عالمون کے حق مین خراب خیال تھا وہ دور ہوا اور سمجھ گیا کہ عالم و قاضی و
اہل فتوی جو کچھ کہتے ہین محض نیک نیتی و خیرخواہی سے کہتے ہین اپنی طرف سے کوئی مسئلہ نہین نکالتے اور دنیاوی
طمع سے پاک ہین چنانچہ اس کے بعد اپنی سابقہ عادت کے خلاف اکثر اوقات علما کی صحبت مین بیٹھتا اور مسائل دینی
کی تحقیق کرتا رفتہ رفتہ خوف آخرت نے اسمین اثر کیا اگرچہ علما و قاضیون کے ذہن مین اسکی طرف سے یہی
خیال تھا کہ وہ کمال جہالت سے عالمون کو مکار و حیلہ گر جان کر اُنسے بات نہین کرتا ہے چنانچہ ایک روز اسنے قاضی
مغیث الدین سے فرمایا کہ مین تمسے چند سوال پوچھنا چاہتا ہون۔ قاضی نے خوف کھا کر عرض کیا کہ ظاہرا بندہ
کی موت نزدیک آگئی اور اگر جہان پناہ بغیر پوچھے اس بندہ کے قتل کا حکم فرماوین تو بچند وجوہ میرے
حق مین بہتر نظر آتا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ اس خوف کا کیا سبب ہے۔ قاضی نے عرض کیا کہ جہان پناہ کے
سوال کا جواب اگر سچ سچ عرض کرونگا مبادا کہ بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ ہو اور میرے قتل کا سبب
ہو جاوے اور اگر مین نے خوشامد سے دروغ خلاف شرع عرض کیا تو عند اللہ میرے حق مین قتل سے بدتر
ہے با این ہمہ اگر میرا دروغ بادشاہ پر ظاہر ہوا تو دنیاہی قتل بھی موجود ہے بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ مین
جو کچھ تم سے پوچھون تم شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سچ سچ کہو اور سچائی سے ضرر نہین ہوتا ہے
اول سوال یہ کہ ہندوؤن مین کس کو ذمی ہونے کا حق حاصل ہے قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہی تحصیلدار
جب اس سے مال خراج طلب کرکے تو وہ تواضع کے ساتھ بدون سرکشی کے ادا کرنے کا ملتزم ہو کیونکہ حق
خراج بہت قلیل ہے اور اگر محصل سے کسی قسم کا تشدد بھی ظاہر ہو تو اس سے سرکشی صادر نہ ہو کیونکہ خراج مذکور اُس کی
جان و مال کی حفاظت ہے تو اسکو جان کے عوض جانکر بخوشی تمام التزام کرے۔ بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ آپنے
اس کو قرآن و حدیث سے بیان فرمایا اور مین نے اپنی رائے سے یہی برتاؤ جاری کیا ہے سوال دوم یہ کہ عمال
محصل خراج کے علاوہ جو کچھ بطور رشوت لیتے ہین کیا خائن چورون کی سزا ان پر جاری ہوسکتی ہے۔ قاضی نے
جواب دیا کہ اگر محصلین کو بیت المال سے قدر کفایت ملتا ہے تو جس قدر انھون نے بطور رشوت لیا ہے اسکو
ہر طرح کی سزا و شکنجہ سے اُن سے واپس لینا روا ہے لیکن ہاتھ کاٹنا جو چور کی سزاے شرعی ہے ایسے مال لینے مین ہے
جو مکان محفوظ مین محرز ہو تو وہ اسپر جاری نہین ہوسکتی بادشاہ نے کہا کہ مین بھی رشوت خوار عمال سے ہر طرح
کی اہانت و سختی گیری سے مال رشوت ضبط کرلیتا ہون تاکہ خیانت کا طریقہ مٹے اور ظالمون سے
رعایا کو نجات ہو۔ سوال سوم یہ کہ ایام بادشاہی سے پہلے جو کچھ مال مین نے قلعہ دیوگڈھ سے بزور شمشیر

حاصل کیا وہ میرا حق ہے یا بیت المال ہے کہ جس میں مسلمانوں کا بھی حق ہے قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ کا حق اسمیں
باقی مسلمانوں کی طرح ہے مگر وہ مسلمان جو اس کے حاصل کرنے میں شریک تھے بادشاہ نے برہم ہو کر کہا کہ جو مال میں نے
ملکی کے زمانہ میں بڑی مشقت سے کافروں سے حاصل کیا اور وہ شاہی خزانہ میں بھی داخل نہیں ہوا وہ کیونکر
بیت المال ہو سکتا ہے قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ نے جو کچھ خاص اپنی ذات سے بنفس نفیس پیدا کیا وہ البتہ
خالص حق شاہی ہوگا لیکن جو مال لشکریوں کی معاونت سے حاصل کیا اسمیں سب شریک ہیں۔ سوال چہارم
یہ کہ اچھا اس میں سے میرا اور میرے فرزندوں کا حق کسقدر ہے قاضی نے کہا کہ اب بالضرور میری موت آگئی
کیونکہ اول جواب سے بادشاہ عالم آزردہ خاطر ہو چکے ہیں اور اس کا جواب تو اس سے زیادہ ناگوار ہوگا۔
بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کرو تم کو جان سے امان ہے قاضی نے کہا کہ اسمیں تین طریقہ مرعی ہو سکتے ہیں ایک
یہ کہ محض عدل خالص اور خلفاے راشدین کی پیروی منظور ہے تب تو بادشاہ جس قدر ایک لشکر نوکر
کو دے اسی قدر اپنے تصرف میں لاوے دوسرا یہ کہ فراخی ومیانہ روی منظور ہو تو امراء وہ معارف میں سے
جس کو سب سے زیادہ ملا ہو اسکے برابر خود تصرف فرماوے۔ تیسرا طریقہ ایسے عالموں کی راے پر
عمل ہے جو بادشاہ کی حضوری میں خطاب پر نظر کر کے ضعیف روایات کی قیاد سے یون کہتے ہیں کہ سب سے
بڑھ کر جس امیر کو ملا ہے بادشاہ اس سے بقدر امتیاز سلطانی کے زائد لیوے اس سے زیادہ روا نہیں ہے
اور شاہزادے یا تو موافق عام لوگون کے یا موافق امراء کے لین بادشاہ غضبناک ہو گیا اور فرمایا کہ پھر
یہ اموال جو میرے مکانات میں بطریق انعام وغیرہ ابواب مصارف میں خرچ ہوا کرتے ہیں انکی نسبت
یہی کہو گے کہ جائز نہیں ہے قاضی نے عرض کیا کہ جب حضرت بادشاہ مجھسے شرعی مسئلہ پوچھیں تو
مجھپر واجب ہے کہ جو کچھ شریعت کی کتابوں میں ہے وہی عرض کرون اور اگر مجھسے ملکی مصلحت کے معاملہ میں
دریافت فرماوین تو میں یہی کہونگا کہ جو کچھ جہان پناہ کرتے ہیں عین صواب ہے جہانداری کی ضرورت اسی کی
مقتضی ہے کیونکہ جس قدر زائد ہو اسی قدر شوکت وحشمت بادشاہی زیادہ ہوگی پھر بادشاہ نے کہا کہ میں
ہر سپاہی سے جو اپنی گنتی دینے عارض لشکر کے پاس حاضر نہیں ہوتا اس سے سہ سالہ تنخواہ واپس لیتا ہوں
اور باغی وفتنہ انگیز کو مع اولاد وساتھیوں کے ہلاک کر کے انکے گھر بار تاراج کر کے تمامی اموال لاکر خزانہ میں
رکھتا ہوں اور اسی قسم کی سیاسات شراب خوارون وچورون وزناکارون کے معاملہ میں عمل میں لاتا ہوں
ان سب کو بھی کہو گے کہ یہ ناجائز ہیں۔ قاضی فی الفور اٹھکر دور جا کر زمین بوسی کر کے کہنے لگا کہ یہ ان حضور
یہ نامشروع ہے بادشاہ غضبناک ہوا اور اٹھکر حرم سراے میں چلا گیا قاضی بھی جلدی سے اپنے گھر آیا اور
اپنے اہل وعیال کو وصیت کر کے وداع کیا اور قتل کا منتظر بیٹھ گیا۔ مثل مشہور ہے کہ سچ کا نتیجہ اچھا نکلا بات
یہ ہوئی کہ دوسرے روز قاضی مغیث الدین کو طلب کر کے بہت ملاطفت کیا اور خلعت زر دوزی کا
خاصہ وہزار تنکہ انعام فرمایا کہا کہ میں نے اگرچہ علوم شرعی حاصل نہیں کیے روزانہ فضلا وعلما کی صحبتیں
نشین رہی ہیں لیکن آخر مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور خود مسلمان ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ تو نے جو کچھ
بیان کیا سب برحق ہے لیکن [illegible]

نہیں ہوتے اور خلق خدا کو آرام و راحت نہیں ملتی ہر چند کہ خالص عدل وہی ہے جو آپ نے بیان کیا مگر دوسری جانب اس زمانہ کی خلقت عدل و اعتدال کے پاس تک نہیں پھٹکتی آپ دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے بدکار و فاجر کس قدر زناکاری میں حریص ہیں اگر انکو عذاب آخرت سے دھمکایا جاوے یا قید کیا جاوے یا کوڑے مار دئے جاویں تو اس سے ہرگز باز نہیں آتے بلکہ دوسروں کو دلیر کرتے اور ناموس خلق برباد کرتے ہیں اسی نظر سے چند بدکاروں کو پکڑ کے خصی کر دیتا ہوں تاکہ عبرت کھا کر باز آویں باوجودیکہ میں جانتا ہوں کہ یہ مشروع نہیں ہے چونکہ میری نیت اس سے تعظیم محارم شریعت و رفاہیت خلق ہے امیدوار ہوں کہ حق تعالے میرا گناہ بخشے اور ابھی توبہ کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے موافق بادشاہ عظیم الشان سلیمان بن عبد الملک نے بھی غیرت میں آکر بعض ایسے لوگوں کو جن کی ذات سے زناکاری کا فتنہ دیکھا خصی کرکے دیر الخصیان میں ڈال دیا اور ایک حکایت لکھی کہ ایک روز بادشاہ ہارون الرشید شکار کو گیا راہ میں ایک مرد صالح نے اسکی باگ پکڑ کر کہا کہ اے ہارون خدا سے خوف نہیں کرتا اور سخت الفاظ میں درشتی کی۔ ہارون نے حکم دیا کہ اسکو ساتھ لاویں۔ جب تخت پر بیٹھا تو ناصح کو طلب فرما کر بٹھایا اور فرمایا کہ اے شیخ تمہاری نظر میں فرعون بہتر تھا کہ میں شیخ نے کہا کہ فرعون بدتر کافر تھا اور تم مسلمان ہو۔ ہارون نے کہا کہ تم بہتر ہو یا موسی علیہ السلام۔ شیخ نے کہا کہ میں خاک ہوں اور حضرت موسی عالم افلاک سے ہیں۔ فرمایا کہ پھر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی و ہارون کو حکم دیا کہ فقولا لہ قولا لینا تم دونوں فرعون سے نرم گفتگو کرنا۔ آپ نے مجھسے اس قدر سخت گفتگو کیوں کی شیخ نے اپنی خطا کا اعتراف کیا واللہ اعلم۔ م۔ چند روز کے بعد سلطان علاء الدین نے راجہ تلنگ کے قلعہ ورنگل کو فتح کرنے کے لیے بنگالہ کی راہ سے فوج روانہ کی اور خود لشکر لیکر قلعہ چتور کی فتح کے لیے روانہ ہوا یہ قلعہ آج تک کبھی اہل اسلام نے مسخر نہیں کیا تھا۔ چھ ماہ محاصرہ کے بعد محرم ۷۰۳ھ سات سو تین ہجری میں بزور شمشیر فتح کرکے اپنے بیٹے خضر خان کو عنایت کیا اور خضر آباد اس کا نام رکھا اور دہلی میں خضر خان کو ولیعہد کرکے چتر لعل عنایت فرمایا۔ جب ماوراء النہر میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان علاء الدین مشغول رنتھنبور کے قلعہ چتور فتح کرنے گیا ہے دار السلطنت کا میدان خالی ہے تو طرغی مغل ایک لاکھ بیس ہزار سوار لیکر دوڑ پڑا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر [illegible] کوچ کرکے دہلی میں داخل ہوا اور دو ماہ بعد طرغی مغل نے بھی جمنا کے کنارہ سے دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ بادشاہ کے پاس فوج نہ تھی اور امرا بوجہ محاصرہ کے کول وغیرہ میں متفرق تھے اور مغل کی شوخی بیان سے بڑھی تو بادشاہ و لشکر مقام سیری میں تھا مغلوں نے دہلی میں گھسکر اپنا خانہ سے غلہ نکال لیا اور بہت فساد مچایا۔ بادشاہ نے مضطرب ہوکر حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمت میں توسل ڈھونڈھا کہ میں بے طرح لغیر لشکر [illegible] تو توجہ درکار ہے۔ اسی رات کو طرغی بلا سبب [illegible] اضطراب نمایاں ہوا کہ [illegible] ناحق کو [illegible] ہوا کہ یہ حضرت سلطان [illegible] اولیا کا کرامت تھا [illegible] بادشاہ نے خود لشکر کشی [illegible] کی فتح و [illegible] سرنگان زبردست [illegible] [illegible] [illegible]

مستحکم کر کے مردان کار آزمود کو سپرد کیے اور طرغی مغل کے واقعہ سے یہ فائدہ لیا کہ اپنے عاقل وزرا کو جن کا سرغنہ
ملک خطیر الدین تھا جمع کر کے فرمایا کہ لشکر کثیر جمع کرنے کی کیا صورت ہے کیونکہ میری خواہش یہ ہے کہ مغلوں کی سرکوبی اور
ممالک محروسہ کی حفاظت دونوں کے لیے کافی لشکر تیار رہے اور موجودہ خزانہ پانچ چھ سال تک اس کے
لیے کافی ہو سکتا ہے کیا مغلوں کی طرح سپاہیوں کی تنخواہ بہت قلیل مقرر کریں۔ وزرا جو اپنے وقت کے
بہت عاقل مدبر تھے بعد غور کے عرض کرنے لگے کہ اگر سپاہیوں کے آلات جنگ و ضروریات زندگی میں ارزانی
ہو نرخ ارزان ہو تو یہ رائے درست ہو سکتی ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ ضوابط مقرر کریں چنانچہ چند قواعد
مقرر ہوئے اول اناج اور اس میں چند ضوابط تھے (اول) یہ کہ فرمان کے موافق ممالک میں نرخ مقرر ہو گیا اہل
بازار کو کمی بیشی کا اختیار نہ رہا اور بادشاہ کے آخر ایام تک یہ قاعدہ جاری رہا صرف قحط کے سبب سے
تفاوت ملحوظ رکھا گیا تھا اور یہ انتظام منجملہ عجائبات کے ہے کہ پہلے کبھی ممکن نہ ہوا تھا اور آیندہ بھی اس کی امید نہیں
ہے اور بادشاہ نے ملک قبول کو منڈی کا عامل مقرر کیا وہ شخص عادل خیر خواہ تھا بادشاہی نرخ میں بھی
تفاوت نہ ہونے دیتا (دوم) حکم دیا کہ بادشاہ کا علاقہ خالصہ بھی عام قانون میں داخل ہے حصہ رسد وہاں
سے بھی وصول کریں (سوم) ملک قبول کو حکم تھا کہ ممالک کے غلہ فروش طلب کر کے دریا کے کنارے بسا دے کہ نرخ
شاہی پر فروخت کریں اور ان سے اقرار نامہ لے لیا جاتا (چہارم) کسی کو غلہ روک رکھنے کی اجازت نہ تھی حتیٰ کہ
اگر سپاہی نے کوٹھا بھری تو ضبط ہو جاتی تھی (پنجم) رعایا و کاشتکار بھی سوائے ضرورت کے زائد نہیں
بھر سکتے تھے اور خرمن ہی سے غلہ نرخ مقرری پر فروخت کر دیتے اور عاملوں کو حکم تھا کہ عدل سے
واجبی مال لیں اور بقدر ضرورت گھر لے جاویں اور کمال انضباط سے عامل ظلم نہ کر سکتا اور خیانت بھی
نہ کر سکتی اور اس انتظام سے رعایا بھی مرفہ الحال آسودہ تھے اور مال خراج بھی بہت سہولت
سے وصول ہو جاتا تھا (ششم) بازار میں عملہ خاص مقرر تھا اور روزنامچہ اگر خاص مخبروں کے خبر سے
غلط بر آمد ہوتا تو سیاست ہوتی اس لیے بہت ٹھیک عمل درآمد جاری تھا۔ قاعدہ دوم کپڑے کے نرخ میں بھی
بادشاہی نرخ کٹا ہوا تھا دروازہ بداؤں کے پاس وسیع سرائے میں وقت خاص سے ظہر تک معاملہ ہوتا تھا
اور قانون کے مطابق روانہ تھا کہ امراء بے عدل سے تجار خرید کر باہر لے جاویں۔ قاعدہ سوم گھوڑوں کے بارہ
میں بھی اسی طرح کے قواعد منضبط تھے۔ اگر کچھ بھی فرق ہوتا تو تمام دلال جو اخفاء میں بھی شریک ہوتے
سیاست میں سزا پاتے اسی طرح غلام و لونڈی کے بارہ میں ضوابط تھے۔ ہر مہینہ کے گذرنے پر
جانچ ہوتی تھی اور اسی طرح چارپایوں کے بارہ میں قواعد تھے حتیٰ کہ حلوے سے ریوڑی تک اور پان سے
پودینہ تک عقلاء کے مجمع میں عدل سے نرخ مقرر ہوتا تھا اور تنکہ جہاں اس کتاب میں مذکور ہے چاندی
کا سکہ ہے اور جیتل تانبے کا مگر اس کا وزن معلوم نہ ہوا۔ الغرض جب یہ انتظام ہو گیا تو چار لاکھ پچھتر ہزار
سوار خالص فوج مشخص ہوئی اور افواج کی کثرت سے مغلوں کی آمد رفت قطعی مسدود ہو گئی اور اگر نادانی
سے کبھی مغلوں نے ہجوم کیا تو ایسے پامال ہوئے کہ پھر کبھی نام نہ لیا چنانچہ ۷۰۴ھ سات سو چار ہجری میں چنگیز خان
کی اولاد میں سے علی بیگ و تربال خواجہ نے ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے تبت کی راہ سے گذر کر کوہ سوالک کے

دامن سے قتل وغارت وزناکاری کرتے اور لوگوں کو قید کرتے وممالک جلاتے ہوئے امروہہ تک پہونچے تھے کہ
بادشاہ علاءالدین کو خبر ہوئی تو ملک نائب کافور اور غازی ملک تغلق کو لشکر گران کے ساتھ نامزد فرمایا
کہ جلد پہونچ کر مغلوں کو اس طرح گھیریں کہ ایک بھی زندہ نہ بچے اور قتل وگرفتاری میں پوری کوشش کریں
دونوں سرداروں نے پہونچ کر امروہہ کے قریب مغلوں سے سخت مقابلہ کیا اور غالب ہوکر اکثر مغل قتل
کیے وعلی بیگ وترپال کو زندہ پکڑلیا اور بیس ہزار گھوڑے و دیگر سامان غنیمت حاصل کیا اور رعایا جو قید
ہوئے تھے انکو مع اموال رہا کیا اور مغلوں کے قیدی وسروں وگھوڑوں وغیرہ کے ساتھ کوچ کیا
سلطان علاءالدین اس روز باہر چبوترہ پر بیٹھا اور دورویہ افواج باساز وسامان آراستہ تھی اور پشت
پر ہر طرف خلائق کا ازدحام عظیم تھا اس حالت میں علی بیگ وترپال خواجہ کو مع قیدیوں کے
حضور میں لائے۔ بادشاہ نے سرداروں کو ہاتھیوں سے روندا اور قیدیوں کو بھی قتل کرکے حکم دیا کہ
مغلوں کے سروں کو سیری کے برج بنانے میں بجائے پتھروں کے کام میں لاویں اور غازی ملک تغلق
کو نوازش فرماکر مملکت پنجاب کا صاحب اختیار کردیا اور الپ خان کو گجرات کا امیر الامراء کیا اور زبردست
فوج کے ساتھ ادھر روانہ کیا اور عین الملک ملتانی کو زبردست فوج کے ساتھ مالک اوجین ومالوہ وجالور
وچندیری مسخر کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ عین الملک روانہ ہوکر مالوہ پہونچے تو وہاں کا راجہ ایک
لاکھ پیادہ و چالیس ہزار سوار سے مقابل ہوا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد عین الملک مظفر ومنصور ہوا
اور ماہ جمادی الاول کو اوجین ومندو ودھارانگر وچندیری کو مفتوح کیا اور فتحنامہ بادشاہ
کے حضور میں روانہ کیا بادشاہ نے ہفت روزہ شادیانہ وشکرانہ کا حکم دیا۔ جالور کے راجہ کانتر دیو نے
جب سنا کہ مالوہ فتح ہوا اور راجہ نے لڑکر اپنا خاندان برباد کیا تو اسنے خوفناک ہوکر عین الملک سے
امان نامہ حاصل کیا اور دہلی میں حاضر ہوکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی اور امراء میں داخل ہوا
اس درمیان میں بادشاہ نے سنا کہ راجہ چتور جو قید ہے اس کی لڑکی پدمنی بہت خوبصورت ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ اگر وہ مجھے اپنی دامادی میں قبول کرے تو خلاص ہوکر عزت پاوے راجہ نے قبول کیا اور آدمی
بھیجکر اہل وعیال کو جو کوہستانی جنگلوں میں پناہ گیر تھے طلب کیا جب راجہ کے قرابتیوں کو اصل حال
معلوم ہوا تو ملک گئے اور چاہا کہ کھانے میں کچھ زہر بھیجکر راجہ کو ہلاک کریں۔ پدمنی نے کہا بلکہ ڈولیوں میں
سپاہی بھیجو اور مشہور کردو کہ اہل وعیال ہیں۔ بادشاہی سوار وامراء کچھ متعرض نہیں ہوسکتے کیونکہ بادشاہی
بیگموں کی ڈولیوں میں تصور کرکے ہوئے ادب سے دور رہیں گے۔ جب یہ لوگ قیدخانہ تک پہونچیں تو فوراً راجہ
کو نکالکر روانہ ہوں ہوا وہی جیسا کچھ بھی کیا اور لے بھاگے جب معلوم ہوا تو شاہی افواج نے تعاقب کیا اور کثرت
راجپوت قتل ہوئے مگر راجہ کسی طرح گرتا پڑتا جنگلوں میں پہونچ گیا اور چتور کے نواح میں تاخت وتاراج
کرنے لگا۔ بادشاہ نے بقتضا [illegible] اس وقت شاہزادہ خضر خان سے قلعہ لے کر راجہ کے بھانجے کو جو صدق
دل سے خدمت گذاری کرتا تھا سپرد کیا اس نے چتور پہونچ کر پورا استقلال حاصل کرلیا اور سب راجپوت
اس کی خدمت کرنے لگے اور ہمیشہ بادشاہ کی خدمت میں مع تحائف حاضر ہوتا [illegible]

یورش میں پانچ ہزار سوار و دس ہزار پیادہ لیکر ساتھ ہوتا اور جانفشانی عمل میں لاتا رہا - سنہ سات سو پانچ ہجری میں بادشاہ ماوراءالنہر دوا خان نے علی بیگ و خواجہ تربال کے انتقام کا قصد کر کے زبردست فوج بسرداری گنگ روانہ کی جنھوں نے صوبہ ملتان کے نواح سے اتر کر سوالک میں لوٹ مار جاری کی - امیر غازی ملک تغلق نے اپنی فوجیں فراہم کر کے دریائے نیلاب کے کنارہ مغلوں کا راستہ روکا اور جب وہ لوگ تاخت و تاراج کر کے پیاسے گرمی کی شدت میں نیلاب کے پانی سے سیراب ہونے کے لیے پہونچے تو دیکھا کہ وہ آب حیات دشمن کے قبضہ میں ہے ناچار لڑنے پر آمادہ ہوئے اور شکست کھا کر اکثر قتل ہوئے اور گنگ گرفتار ہوا اور جو لوگ بھاگ بچے تھے وہ بیابان میں پیاس سے مرے اور تمام ان کے زن و فرزند اسیر ہو گئے اور عجیب حالت ہوئی کہ ساٹھ ہزار میں سے فقط تین چار ہزار زندہ بچے - غازی ملک نے گنگ کو مع قیدی مغلوں کے بادشاہ کے حضور میں بھیجا اور وہ بھی ہاتھیوں سے روند کر مارے گئے اور اس سال مغلوں کے اہل و عیال مثل ہندیوں کے فروخت ہوئے - کچھ مدت کے بعد اقبال مند مغل مع لشکر گران کے ہندوستان میں گھسا اور قتل و لوٹ مار و بدکاری سے سخت فساد مچایا اور غازی ملک اپنی فوجیں لیکر اس کے مقابل پہونچا اور بعد جنگ سخت کے اس کو قتل کیا اور بہ کثرت مغلوں کو گرفتار کر کے دہلی روانہ کیا کہ وہ بھی ہاتھیوں سے پامال ہوئے اس کے بعد مغلوں پر اس قدر خوف و ہراس غالب ہوا کہ انھوں نے کبھی ہندوستان کا نام نہ لیا بلکہ غازی ملک خود ہر سال اپنے قیام گاہ دیپال پور سے فوجیں لیکر کابل و غزنین و قندھار و گرمسیر و ہرات تک تاخت و تاراج کرتا اور وہاں کے شہروں سے خراج وصول کرتا تھا - مغلوں کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اس کو روکیں یا سرحد بچائیں تو بھلا خود کیا مزاحمت کرتے اور یہ حال سلطان قطب الدین کے آخر عہد تک رہا - جب مغلوں کی مزاحمت بالکلیہ دفع ہو گئی اور ہندوستان میں جہاں جہاں مفسدوں کے ٹھکانے تھے صاف ہو کر منضبط ہو گئے اور مملکت مالوہ بھی بادشاہی تصرف میں آئی اور امن و چین سے تاجروں و مسافروں کی آمد و رفت جاری ہوئی تو بادشاہ علاءالدین نے دور کے ممالک فتح کرنے شروع کیے اور تعجب یہ تھا کہ جدھر جس سردار کو بھیجا بہت آسانی سے فتح ہو گیا - بعض لوگوں نے گمان کیا کہ بادشاہ کی کرامت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ اسکے حق میں استدراج اور نحوست ہے لیکن اکثر عقلا و دانش کو حضرت سلطان الاولیا نظام الدین قدس سرہ کی برکت سمجھتے تھے کیونکہ بادشاہ بھی ممنوعات شرع سے پرہیز کرتا اور حضرت شیخ کی تعظیم میں کوتاہی نہ کرتا اور رفاہیت خلق اللہ میں ساعی رہتا اپنے عیش و آرام سے احتراز کرتا تھا القصہ سلطان نے ملک کافور ہزار دیناری کو امرائے نامدار کے ساتھ دکن فتح کرنے کے واسطے روانہ کرنے کا عزم کیا باعث یہ تھا کہ دیوگڈھ کے راجہ نے عہد شکنی کر کے تین سال تک خراج نہ بھیجا اور دکن کے راجاؤں نے بھی باہم اتفاق کیا سلطان نے اس کا استیصال ضروری سمجھ کر ملک کافور کو سائبان و سراپردہ شاہی عطا کر کے امرائے نامدار کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ ملک کافور کی رائے سے اختلاف نہ کریں اور خواجہ حاجی کو جو عارض ممالک کا نائب اور بذات خود مرد صالح تھا عارض لشکر مقرر کر کے موافق روایت تاریخ جہاں آرا قاضی احمد غفاری کے ایک لاکھ فوج سے شروع سنہ سات سو چھ ہجری میں دکن روانہ کیا اور عین الملک ملتانی حاکم مالوہ اور الپ خان حاکم گجرات کو لکھا کہ ملک کافور کی مدد واجب سمجھ کر اس کے کہنے سے اختلاف نہ کریں بلکہ

ہر معاملہ میں موافق وہ کر کسی طرح شکایت کا موقع نہ دیں اس موقع پر رانی کنولادی بادشاہ بیگم نے عرض کیا کہ جب میں راے کرن
کے یہاں تھی تو میری گود میں دو دختر مانندۂ بدر منیر تھیں جب میں اپنی نیک انجامی سے حضور بادشاہ کی خدمت
میں آئی وہ دونوں راے کرن کے پاس چھوٹ گئیں اب سنتی ہوں کہ بڑی نے زمین کے دل میں گھر کر لیا مگر چھوٹی
دیولدی نام زندہ ہے امیدوار ہوں کہ الغخان و ملک کافور کو حکم ہو کہ اس ذرہ کو خورشید سلطنت تک پہونچاویں
بادشاہ نے فوراً دونوں کے نام فرمان لکھا کہ راے کرن سے جو بالفعل دکن میں ہے دیولدی کو خوشی سے خواہ
ناخوشی سے لیکر بادشاہ بیگم تک پہونچا دیں - ملک کافور نے مالوہ سے بڑھ کر جس مقام پر نزول فرمایا وہاں
قصبہ سلطان پور اور نذربار آباد ہوئے اور ملک کافور نے فرمان سلطانی راجاں دکن کے نام عقلمند ایلچیوں
کے نام روانہ کیے کہ اگر اطاعت کریں تو راجہ چیتور و راجہ دیوگڈھ کی طرح سرفرازی پاویں ورنہ جو پیش آویگا
انکے افعال کا نتیجہ ہوگا راجاں دکن نے خزائن و لشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر مانند راے کرن کے انکار کیا راجہ
رامدیو راجہ دیوگڈھ کا بیٹا سنگلدیو بھی دل میں منافق ہوا کیونکہ وہ مدت سے چاہتا تھا کہ کسی طرح دیولدی کنور
کو اپنے تصرف میں لاوے چونکہ راے کرن راجپوت تھا اور سنگلدیو قوم مرہٹ اس وجہ سے راے کرن متردد تھا
اسوقت جب الغخان نے گجرات سے فوج لے کر بگلانہ کا قصد کیا اور راے کرن نے کئی بار جنگ کر کے دو ماہ تک اپنا
مقام بچایا تھا سنگلدیو نے بدون اجازت رامدیو اپنے باپ کے بہت سے ہدیہ و تحفہ اپنے بھائی بھیم دیو کے
ہاتھ راے کرن کو روانہ کیے اور پیام دیا کہ اگرچہ راجپوت اگرچہ ترکستان ہی سے یہاں آئے ہوں اور ترکوں کے ہم قوم
ہوں پھر بھی مذہبی مخالفت بہت زائد ہے تم لڑکی میرے عقد میں دیکر روانہ کرو تاکہ جھگڑا ختم ہو اور ترک کوچ کر جاویں
راے کرن نے نادانی کر کے دیوگڈھ کی مدد پر امید لگا کر اس پری کو دیو کا ساتھی بنانے پر راضی ہو کر بھیم دیو کے سپرد کیا
الغخان یہ خبر سنکر بہت مضطرب ہوا اور امرا کو جمع کر کے کہا کہ جب تک دیولدی یہاں ہے زور دار حملہ کر کے لے لو نگا
یا مارا جاؤنگا کیونکہ بادشاہ کو منہ دکھانا غیر ممکن ہے سب نے متفق ہو کر مرگ کی ٹھان لی اور مختلف جہات سے ان پہاڑوں
میں گھسے اور اس جنگ میں راے کرن بالکل پامال ہو کر ہاتھی گھوڑے و سامان چھوڑ کر دیوگڈھ کی طرف ہوا ہوا
اور الغخان نے سخت تعاقب کیا حتی کہ دیوگڈھ ایک روز کی راہ رہ گیا لیکن راے کرن کا پتہ نہ چلا - الغخان مایوس ہو گیا
مگر بادشاہی اقبال نے اپنا کام پورا کر لیا اور تماشا دکھلا دیا تفصیل یہ کہ الغخان نے دیوگڈھ کے قریب ایک دریا کے
کنارے دو روز مقام کیا وہاں سے کوہ ایلورہ نزدیک ہے جس کی تعریف سنکر تین چار سو آدمیوں نے الغخان سے اجازت
لیکر اس کی سیر کا قصد کیا اتفاقاً وہاں ہندوؤں کی فوج نظر پڑی یہ لوگ سمجھے کہ رامدیو کی فوج نے شبخون مارنے
کا قصد کیا ہو لاچار مسلح ہو کر آمادہ ہوئے حالانکہ یہ بھیم دیو کی فوج تھی جو پہاڑی راستوں سے دیولدی کو لیے ہوئے
دیوگڈھ کے پاس پہونچ چکا تھا اور دشمنوں نے باوجود کثرت کے ترکوں کے تیروں سے عاجز ہو کر بھاگنا شروع
کیا اور دیولدی کا گھوڑا بھی تیر کھا کر چلنے سے رہ گیا جوانوں نے اسپر ہجوم کیا تو اس کی چیریوں میں سے ایک
نے کہا کہ یہ راج کماری دیولدی ہے عزت و ادب رکھو - یہ سنتے ہی بہادروں نے نہایت ادب سے دیولدی کو کھانہ
میں سوار کر کے فوراً الغخان کی خدمت میں پہونچایا - الغخان یہ مژدہ سنتے ہی خوشی سے جامہ میں پھولا نہ سمایا اور
فی الفور گجرات کی طرف کوچ کیا اور وہاں سے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ شاہزادیوں کی طرح اسکو دہلی روانہ

کیا وہ اسی سال چھ کے آخر مین اپنی والدہ مکرمہ کنولادی بیگم کے پاس پہونچ گئی۔ چونکہ شاہزادہ خضر خان اور دیولدی مین باہم تعشق ہوا بادشاہ نے اسکو خضر خان کے نکاح مین دیدیا اور ان دونون مین باہم محبت درجہ عشق تک پہونچی چنانچہ امیر خسرو کی مثنوی خضر خانی و دیولدی رانی کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ اُدھر ملک کافور نے سلطان پور سے کوچ کیا اور یکایک دکن مین اپنا سر نکالا رعایاے دکن خوف سے کانپنے لگی لیکن ملک کافور نے سب پر شفقت و مہربانی فرما کر ایک چیونٹی کا دکھ بھی پسند نہ کیا سب کو مطیع و منقاد کر لیا اور ولایت مرہٹ کا مسخر کرنا امرا پر منقسم کر کے خود قلعہ دیوگیر جو فی الحال دولت آباد کہلاتا ہے فتح کرنے چلا۔ یہ قلعہ بھی رام دیو کے تصرف مین تھا جو خود سلطان علاء الدین کی جنگ دیکھ چکا تھا فوراً اسنے اپنے بڑے بیٹے سنگلدیو کو قلعہ مین چھوڑ کر دوسرے بیٹون عزیزون کو لیکر مع تحف و ہدایا کے ملک کافور سے ملاقات کی ملک نایب نے فتحنامہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور پیچھے سے خود بھی سترہ ہاتھی اور عمدہ تحائف کے ساتھ مع رام دیو کے لاکر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا بادشاہ نے اسکو سرفراز کیا اور بادشاہ نے رام دیو کو بھی راے رایان خطاب دیا اور چتر سفید و فرمان حکومت دیوگڈھ مع چند ممالک قدیم کے عنایت کر کے سرفراز فرمایا اور گجرات کے قصبہ ساری اس کے انعام مین معافی کر دیا اور ایک لاکھ تنگہ نقد انعام دیکر اعزاز و اکرام کے ساتھ مع عزیزون کے خلعت دیکر رخصت فرمایا رام دیو نے جسقدر ولایت بادشاہ سے پائی تھی اس پر متصرف ہوا اور زندگی بھر کبھی فرمانبرداری سے باہر نہ ہوا۔ جس زمانہ مین ملک کافور دکن مین تھا بادشاہ نے قلعہ سیوانہ فتح کرنے کا عزم کیا جو پہلے فتح ہوا تھا بادشاہ نے اسکو گھیر کر مقہور کر لیا ستلدیو حاکم قلعہ نے آخر مین معافی مانگی اور طلا سے اپنی تصویر بنوا کر اس کی گردن مین سنہری رسی ڈالی اور سو ہاتھی مع تحائف کے بادشاہ کے حضور مین بھیجکر عذر خواہی کی بادشاہ نے سنکر اس کو رکھ لیا اور فرمایا کہ اب بدون حاضری کے ان باتون سے کچھ نفع نہ ہوگا۔ ستلدیو نے لاچار ہو کر قلعہ سپرد کیا۔ بادشاہ نے اسباب قلعہ مین سے جو کچھ کارخانجات کے لائق تھا وہان بھیجا اور باقی سپاہیون کے مواجب و انعام مین تقسیم کیا اور خالی قلعہ ستلدیو کے سپرد کیا اور ولایت کو امرا پر تقسیم کر دیا۔ ف رام دیو نے ابتدا ہی سے عقلمندی کی تو زیادہ انعام و اکرام پایا اور ستلدیو نے پہلے دشمنی و سرکشی کی پھر مجبوری کے وقت عذر کیا تو کچھ نفع نہ ہوا۔ م۔ انھین دنون مین قلعہ جالور بھی مفتوح ہوا کانڑدیو راجہ جالور کی خدمت مین رہتا تھا ایک روز بادشاہ نے کہا کہ بحمد اللہ اب میرے افواج سے کسی کو مقابلہ کی جرأت نہین ہے کانڑدیو نے غرور و جہالت سے کہا کہ مین معارضہ کر سکتا ہون اگرچہ مار اجاؤن بادشاہ نے اسوقت کچھ نہ کہا چند روز بعد اس کو جالور رخصت کیا اور دو تین ماہ کے بعد ایک لونڈی گل بہشت کو حکم دیا کہ جا کر جالور فتح کر لے اسنے قلعہ کا محاصرہ کر کے ایسی شجاعت دکھلائی کہ کانڑدیو کو اس کے مقابلہ کی جرأت نہ رہی اور اہل قلعہ سخت مضطرب ہوئے قریب تھا کہ قلعہ سپرد کر دین کہ ناگاہ گل بہشت بیمار ہو کر مر گئی اس کے بیٹے شاہین نے بھی قلعہ کو سخت محصور کیا۔ اب کانڑدیو نے مرنے پر کمر باندھی اور قلعہ مین اہل و عیال نیست کر کے مع جماعت کے نکلا اتفاق سے شاہین اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور امرا کسی قدر پیچھے ہٹے بادشاہ نے کمال الدین گرگ کو روانہ کیا اس نے جبر و قہر سے قلعہ فتح کر کے کانڑدیو اس کی اولاد و اتباع کو قتل کر ڈالا سیاحون مین مذکور ہوا کہ بادشاہ نے بنگالہ کی راہ سے ورنگل فتح کرنے کو لشکر بھیجا تھا وہ اپنے سپہ سالار کی نالائقی سے خراب و خستہ

واپس آئے لہذا ۷۰۹ھ سات سو نو ہجری میں ملک کافور کو دیوگڈھ کی راہ سے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر لدر دیو حاکم ورنگل موجودہ خزانہ و جواہر و ہاتھی نذر کرے اور ہر سالہ خراج کا التزام کرے تو اسی قدر پر اکتفا کرنا اور وہاں کے امور خواجہ حاجی کے سپرد کرنا اور امرا کو ذراسی تقصیر پر سزا اندینا اور جس لشکری کا گھوڑا مر جائے یا مارا جائے یا چوری جائے۔ اس کو تہر گھوڑا دینا چاہیئے۔ جب ملک نائب و خواجہ حاجی روانہ ہوکر دیوگڈھ پہنچے تو راجہ رام دیو نے استقبال کیا اور بہت پیشکش کے ساتھ پوری مہانداری کی اور راجہ دو بازار بھیجکر بازاریوں کو حکم دیا کہ بادشاہی نرخ پر فروخت کریں اور خود ہر روز لعل سائبان کے سامنے حاضر ہوکر خدمت کرتا۔ جب ملک نائب نے تلنگ کی طرف کوچ کیا تو چند منزل تک خود ہمراہ گیا اور جب ملک نائب نے اس کو رخصت کیا تو اس نے بہت سے سوار و پیادہ سے ہمراہی و حفاظت کے لیے ساتھ کیے اور اپنی مملکت کے سوداگروں و بقالوں وغیرہ کے نام قطعی حکم لکھا کہ برابر غلہ و ضروریات ہر قسم کے ہر طرف سے جہاں سے میسر ہو پہونچاتے رہیں الیبانہ ہو کہ کسی چیز کی تکلیف سے شکایت ہو۔ جب ملک نائب پرگنہ اندوزہ پہونچا جو مملکت تلنگ کی سرحد ہے تو حکم دیا کہ ان سرکشوں کے قید و قتل و غارت میں کمی نہ کرو وہاں کے لوگ بیہودہ جنگ کرکے مستوجب قتل و قید و غارت ہوئے اس وجہ سے اہل تلنگ پر بے انتہا خوف و ہراس غالب ہوا اور تمام راجہ مہاراجہ ورنگل کے پاس جمع ہوگئے اور ہر چند فوجیں راہ روکنے کو بھیجیں مگر ملک نائب کا قدم بڑھتا گیا جب ورنگل نزدیک رہا تو لدر دیو خود سنگین قلعہ ورنگل میں متحصن ہوا اور دوسرے راجہ مع بے شمار فوجوں کے بیرونی قلعہ میں رہے جو بہت وسیع تھا مگر پختہ نہ تھا۔ ملک نائب نے محاصرہ کیا اور راہیں بند کردیں اس لیے کفار نے مضطرب ہوکر مقابلہ کیا لیکن ہر روز بکثرت مارے جاتے تھے اور آخر بڑی کوشش سے بیرونی قلعہ مفتوح ہوا اور تمام راجہ و زمیندار مع اہل و عیال و اتباع کے قید ہوگئے۔ لدر دیو نے کمال خوف سے عاجز ہوکر تین سو ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے و بہت سا جواہر نذر کیا اور ہر سالہ خراج کا التزام کیا۔ ملک نائب نے فتح نامہ دہلی بھیجا اور خود بھی واپس ہوا۔ فتحنامہ پہونچنے پر طبل شادیانہ بجا اور خیرات جاری ہوئی اور منبر پر فتحنامہ پڑھا گیا اہل اسلام نے شکرانۂ الٰہی و دعا و ثنا ادا کی۔ جب ملک نائب قریب آیا تو بادشاہ چبوترہ ناصری پر بیٹھا اور ملک نائب نے حاضر ہوکر تمام غنائم بادشاہ کے حضور میں عرض کیے اور سرفرازی پائی۔ بادشاہ علاء الدین نے ہر کوس پر ہاتھ خانہ یعنی ڈاک چوکی بنائی تھی اور دو پیادے تیز و چالاک مقرر رہتے تھے اور ہر قصبہ و شہر میں لکھنے والے و مخبر مقرر تھے اور جب کسی مقام پر لشکر روانہ فرماتا تو لشکری انتظام دہلی سے وہاں تک قائم ہوتا اور جو کچھ وہاں کے روزانہ اخبارات ہوتے تھے بذریعہ ڈاک چوکی ہر روز برابر پہونچتے رہتے تھے۔ اتفاق سے جب ملک نائب نے مملکت تلنگ میں داخلہ کیا اور ورنگل تک پہونچے تو تلنگیوں نے اپنے پیادے اس کثرت سے پھیلا دیے کہ ملک نائب کی چوکیاں قائم نہ رہیں اس وجہ سے چالیس روز تک اخبار نہ پہونچتے اور اس جہت سے بادشاہ بہت مکدر تھا اور اسی اضطراب میں قاضی مغیث الدین بیانوی و ملک قرابیگ کو حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا اور انکو حکم دیا کہ میری دعا حضرت شیخ کی خدمت میں پہونچا اور عرض کرو کہ حضور کو اسلام کی غمخواری مجھ سے زیادہ ہے اگر حضور کو نور باطن سے کچھ حال مکشوف ہوا ہو تو آگاہ

فرماوین کو خبر لشکر منقطع ہونے سے متردد ہون - قاضی و ملک سے تاکید کردی کہ سوا ے میرے عرضداشت کے کچھ نہ کہنا اور نہ دوبارہ سوال کرنا بلکہ جو کچھ حضرت شیخ فرماوین بلفظہ اُسکو یاد رکھنا اور مجھسے بیان کرنا اسمین کمی بیشی نہ ہونے پاوے - جب دونون نے یہ پیام عرض کیا تو حضرت شیخ نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اگلے بادشاہون مین سے ایک کا ذکر اور اس کی فتح کا تذکرہ کیا اور اس تذکرہ مین یہ بھی عبارت فرمائی کہ اس فتح کے بعد اور بھی فتوحات حاصل ہونے والی ہین - قاضی اور قرابیگ نے واپس ہوکر حضرت شیخ کی عبارت عرض کی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ ورنگل فتح ہوگیا ہے - اسی روز عصر کے وقت فتحنامہ لیے ہوئے قاصد پہونچے - بادشاہ کا اعتقاد حضرت شیخ کی نسبت بڑھ گیا - بادشاہ اگرچہ حضرت شیخ کی ملاقات سے محروم رہا لیکن ہمیشہ عرایض و ایلچی بھیجکر اظہار اخلاص اور استمداد ہمت کرتا رہتا تھا - اس زمانہ مین سرحد کابل و سندھ سے لیکر نہا ے بنگالہ تک اور گجرات ودکن کے سب قلعے وصوبجات بادشاہ علاءالدین کے زیر فرمان ہوئے اور تمام رجواڑون مین بھی اسکا خطبہ و سکہ رائج ہوا لیکن وسیع زمین ایسی نہ تھی جہان اسکا حکم نافذ ہو تب اس نے چاہا کہ راس کماری کے حدود اور سواحل بحر ہند ولنکا کو مسخر کرے لہذا ملک نائب و حاجی خواجہ کو سنہ سات سو دس ہجری مین لشکر عظیم کے ساتھ روانہ فرمایا اور مشہور تھا کہ وہان کے بتخانے زر و جواہر نفیسہ سے بھرے ہین - جب یہ دونون دیوگڈھ پہونچے تو معلوم ہوا کہ رام دیو کا انتقال ہوچکا ہے اور اس کے بیٹے کو باپ کے موافق مخلص نہ پایا لہذا ایک سردار کو مع فوج عالیہ کے قریب جودکن کے گنگا کے کنارے واقع ہے چھوڑ کر آگے بڑھے اور کفار کندہ کے قتل مین زیادہ اہتمام کیا اور اس ہیبت و سیاست سے تین ماہ بعد ان مقامات مین پہونچے اور وہان دلیور راجہ کرناٹک کو گرفتار کرکے تمام دلایت کو غارت کیا اور بتخانون کو توڑکر مرصع بتون پر قبضہ کرلیا اور آخر مین ایک مسجد مختصر بنائی اور وہان خطبہ سلطان علاءالدین پڑھا اور اس کتاب کے تحریر کے زمانہ تک کہ گیارھوین صدی ہے وہ مسجد سیت بند رامیشر مین بدستور باقی ہے اس کو مسجد علائی کہتے ہین ف - سیت بند رامیشر وہ مقام ہے جس پر سے لنکا کا راستہ تھا صاحب کتاب لکھتا ہے کہ بندر دھور دریا ے عمان کے کنارے تھا پھر پانی آجانے سے غرق ہوگیا - کہتے ہین کہ جب دوبارہ کفار نے وہان تسلط پایا تو مسجد کو خراب نہین کیا اور بعضے کہتے ہین کہ انکی کتابون مین مرقوم ہے کہ آخر یہ بلاد مسلمانون کے قبضہ مین آوینگے اس لیے اسکو کھودنے کا فتوی نہین دیتے ہین ف - مترجم نے بعض تواریخ مین دیکھا کہ جب انھون نے مسجد کھودنے کا ارادہ کیا تو ساتھ ہی ایسا حادثہ عظیم مکرر واقع ہوا کہ آیندہ اس ارادہ سے بالکلیہ باز رہے - الغرض ملک نائب نے وہان کے بے شمار خزائن و جواہرات پر قبضہ کرکے کوچ کا ارادہ کیا تو اسی روز رات مین برہمنون کی ایک جماعت مین جو امان پاکر بحفوظت بسر کرتے تھے بعضے دفینہ کی تقسیم پر جھگڑا ہوا اور نوبت یہان تک پہونچی کہ کوتوال نے انکو گرفتار کرکے ملک نائب کے روبرو پیش کیا برہمنون نے خوف کھا کر اطلاع دیدی کہ ان بتخانون کے نیچے تہخانے ہین جنمین خزانے بھرے ہین اور انکے علاوہ دریا پار مین چھ مقام پر دفینے بتلائے جن کا شمار نہین ہوسکتا - ملک نائب نے سب اموال باتھیون پر لادکر معبر کی طرف کوچ کیا جو لنکا کا محل مشہور ہے اور وہان سے کئی ہزار دون بربلی کے خزانے لیے اور مع سلامت کے پچ پر کوچ روانہ ہوکر سنہ سات سو گیارہ ہجری مین دہلی

پہونچا اور تین سو بارہ ہاتھی اور بیس ہزار گھوڑے اور دو کروڑ اشرفیاں و طلائی صندوق و موتی و جواہرات کے
صندوق جو شمار سے باہر تھے ہزار ستون کے سامنے بادشاہ کے روبرو پیش کیے خسرو پرویز کا گنج باد آورد
جو بہت مشہور ہے اس کے سامنے باد ہوائی تھا بادشاہ خوش ہوا اور خلاف عادت امرا و علما و مشائخ
و صلحا و فقرا وغیرہ کو حسب مراتب آئین سے انعام دیا اور باقی کو سامنے گلوا کر اس پر طلائی سکہ لگایا۔ مورخین
نے کے فتوحات کرناٹک میں سوا طلا کے چاندی کا ذکر نہیں کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں
اسقدر کثرت تھی کہ چاندی شمار میں نہ لاتے تھے اور اس زمانہ میں تھی وہاں کا چلن اکثر سونے
کا اور وہاں کے فقیروں کو چاندی کے زیور سے شرم آتی ہے مالداروں کا کیا ذکر اور وہاں کے
درجہ والے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ آخر زمانہ علاء الدین میں عجیب سانحہ
پیش آیا جسکا بیان یہ ہے کہ بادشاہ نے کچھ سوچ کر حکم دیا کہ نو مسلموں یعنے مغلوں کو نوکری سے برطرف کیا جاوے
اور جس کا جی چاہے امرا کی ملازمت اختیار کرے یا کوئی دوسرا کام کرے۔ اکثر نے امرا کی ملازمت
کر لی اور بعض نے عار کر کے بہت کمی کے ساتھ بادشاہی لشکر میں گنجایش نکالی اور منتظر رہے کہ آخر بادشاہ
ترحم فرما کر ہماری خطا معاف کریگا جب مدت ہو گئی تو پھر ان جاہلوں نے منصوبہ باندھا کہ بادشاہ کو شکار
میں ہلاک کریں۔ یہ خبر پہونچتے ہی بادشاہ غضبناک ہوا چونکہ سیاست کے وقت شرع و بے شرع اور
حق ناحق کا کم لحاظ کرتا تھا فرمان نافذ کیا کہ ممالک محروسہ میں جہاں مغل نو مسلم ہو اس کو قتل کریں اور اسکا
گھر بار قاتل کو دیا جاوے اور لوگوں نے بخوف سلطانی یا بالطمع مال قریب چودہ پندرہ ہزار کے قتل
کیے اور مغلوں کی نسل مٹ گئی اور ایسا واقعہ ضحاک و فرعون کے عہد میں بھی منقول نہیں ہے پھر سلطان کو یہ
خبر تحقیق ہوئی کہ دہلی میں ایک جماعت اہل رفض میں سے عجیب جمع ہوئی ہے جو پہلے رودبار وغیرہ میں اور
بعض اطراف شام میں تھی یہ لوگ سال میں ایک روز عید کرتے ہیں اور اس مستی میں جس عورت سے چاہتے
ہیں حتی کہ ماں و بہن و بیٹی سے وطی کرتے ہیں۔ بادشاہ نے گویا پہلے گناہ کے کفارہ میں حکم دیا کہ اس قوم
کو آرہ سے چیر ڈالیں اور انکا نشان باقی نہ چھوڑا چونکہ بادشاہ سخت مزاج تھا کسی کو سفارش کی جرات
نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ جسقدر فتوحات ممالک و بنائے عمارات از قسم مسجد و خانقاہ و حوض و منارہ و حصار
وغیرہ اس بادشاہ کے عہد میں ہوئیں کبھی حاصل نہ ہوئیں اور جس قدر ماہر علم و ہنر کے ماہر اس کے عہد میں
جمع ہوئے کبھی نہ تھے اور عام خلق اللہ میں جس قدر سچائی و راستی وغیرہ اس کے عہد میں تھی کبھی نہ ہوئی
تھی اور جس قدر اسکے زمانہ میں ہندوؤں نے بغیر سرکشی کے فرمانبرداری کی کسی زمانہ میں نہ تھی اور جس قدر
بزرگان دین و سالکان راہ یقین اسکے عہد میں جمع ہوئے کبھی نہ تھے چنانچہ دہلی میں حضرت شیخ الاسلام
نظام الدین اولیا قدس سرہ سجادۂ ارشاد پر متمکن تھے اور شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ کے عرس کے ایام میں
حضرت نظام الدین اولیا کے خانقاہ میں دور دور سے خلق خدا دہلی میں آتے تھے اہل اللہ کے وجد و حال
میں دیکھتے کہ در و دیوار نالہ و فریاد میں ہیں اور اجودھن میں شیخ علاء الدین نبیرہ حضرت فریدالدین شکر گنج
جو ظاہری عبادات میں اسقدر مبالغہ فرماتے کہ لوگ ان کو ملائکہ قدس سے تشبیہ دیا کرتے اور ملتان میں حضرت

قطب الاولیا رکن الدین بن عارف صدر الدین تھے کہ سرگشتگان بادیۂ طلب کو منازل وصول و قرب
میں پہونچاتے اور تمام اہل ملتان و اوچہ و نواح سندھ ان کی بارگاہ مقدس میں بلیات سے پناہ لیتے
تھے اور حضرت شیخ عارف باوجود کمالات کے سخاوت بے انتہا رکھتے تھے چنانچہ میراث کا مال کثیر مع بے انتہا
فتوحات کے جو شمار سے باہر تھی سب خیرات کرتے اور اکثر اوقات قرض پر بسر فرماتے اور ان کے
علاوہ سید تاج الدین ولد سید قطب الدین جو سخاوت و حلم و علم و دیگر کمالات انسانی میں بے نظیر تھے
مدت تک اودھ کے قاضی پھر بداؤن کے قاضی ہوئے اور ان کے بھائی سید رکن الدین قاضی کڑہ متصف
بہ کمالات تھے اور سید مغیث الدین و انکے بھائی سید نجیب الدین دونوں زہد و تقوی و دیگر کمالات میں ممتاز تھے
اور انکو سادات نوابیہ کہتے ہیں اور ان بزرگوں کے علاوہ بھی بزرگان دین و اصحاب کمالات اسقدر
تھے جن کا مفصل ذکر کرنا بہت دراز ہے از انجملہ قاضی صدر الدین عارف جو قاضی القضاۃ ملقب بہ
صدر جہان تھے پھر قاضی جلال الدین ان کے بعد قاضی القضاۃ ہوئے و مولانا ضیاء الدین بیانوی بھی صدر جہان
ہوگئے اور بادشاہ علاء الدین کے آخر ایام سلطنت میں ملک حمید الدین ملتانی کو قضائے ممالک کا عہدہ
ملا تھا و علماء ظاہری جو درس و تدریس میں جامع علوم تھے چھیالیس علمائے بزرگ تھے جیسے قاضی
فخر الدین ناقلہ و قاضی فخر الدین کرانی و مولانا نصیر الدین غنی و مولانا تاج الدین مقدم و قاضی ضیاء الدین
بیانوی و مولانا ظہیر الدین لنگ و مولانا ظہیر الدین بھکری و قاضی زین الدین ناقلہ و مولانا شرکتی
و مولانا نصیر الدین رازی و مولانا علاء الدین صدر شریف و مولانا میران باپ گلہ و مولانا
نجیب الدین بیانوی و مولانا شمس الدین یحیم و مولانا صدر الدین و علاء الدین لاہوری و مولانا شمس الدین
کازرونی و مولانا شمس الدین بخشبی و مولانا شمس الدین و صدر الدین یادہ و مولانا معین الدین
لولوی و افتخار الدین رازی و مولانا معتبر الدین اندرپتی و نجم الدین انتشا و مولانا حمید الدین
لمهوری و علاء الدین کرک و مولانا حسام الدین سادہ و محی الدین کاشانی و کمال الدین کولہی و
وجیہ الدین کاملی و مولانا منہاج الدین و نظام الدین کلانی و نصیر الدین کرسی و مولانا نصیر الدین
صدر یوبی و مولانا علاء الدین تاجر و مولانا کریم الدین جوہری و مولانا محب ملتانی و مولانا حمید الدین
مخلص و برہان الدین بھکری و افتخار الدین ہربی و مولانا حمید الدین ملتانی و مولانا گل محمد شیرازی
و مولانا حسام الدین سرخہ و شہاب الدین ملتانی و مولانا فخر الدین ہانسوی و مولانا فخر الدین شقاقلی
رحمہم اللہ تعالے اور سلطان علاء الدین کے آخر عہد میں مولانا علیم الدین نبیرہ شیخ بہاء الدین زکریا قدس
سرہ نے دہلی میں آکر افادات علوم شروع فرمائے تھے۔ اور سلطان کے عہد میں علم قرات کے
اساتذہ میں سے مولانا شاطبی ہیں جن کا رسالۂ قرآت دنیا میں مشہور رہا اور مولانا علاء الدین سنقری
و خواجہ زکی الدین جو خواجہ حسن بصری کی بہن کی اولاد سے تھے اور وعظ و نصیحت کے مشاہیر ہیں سے مولانا حسام الدین
درویش و ان کے بھائی مولانا جلال الدین و مولانا شہاب الدین خلیلی و مولانا کریم الدین اپنے وقت کے بے نظیر
تھے اور بادشاہی مجلس کے ندماء میں سے سپہ سالار تاج الدین عراقی و خدا وندزادہ چاشنی گیر بادشاہ الیمن

بلبن بزرگ کے نواسون مین سے اور ملک رکن الدین و ملک اعزالدین تغالخان ونصیر الدین نور خان ہین جن کی
خیر خواہی بادشاہ و دین و عوام خلق اللہ معروف ہے اور سلطان عالیشان کے عہد سلطنت مین شعرا بے مثل جنکے
آوازہ سخنوری سے دارالسلطنت دہلی بلکہ ہندوستان کو زیب و زینت تھی بہت لوگ تھے ازانجملہ
طبقہ امیر خسرو رح تھے کہ فنون سخن مین اختراع معانی انکا حصہ تھا اور یہ خود ان کے تصانیف سے واضح ہے
کسی کو انکار کی مجال نہین ہوسکتی اور باوجود اس کے صاحب وجد و حال تھے اکثر اوقات روزہ نماز مین
گذارتے اور عشق و محبت مین بڑا پایہ اسپر نشاط کمال رکھتے تھے ؎ بخدا زیر چرخ زنگاری ہر گر کوئی اسکا
مثل ہو تو ہی - سلطان علاء الدین انکو ہزار تنگہ سالانہ دیتے تھے - دوم امیر حسن سنجری کہ سلاست و لطافت
سخن مین مشہور ہین اسی جہت سے انکو ہندوستان کا سعدی کہتے ہین اور وہ بھی ترک و تجرید و قناعت و
تہذیب اخلاق مین یگانۂ روزگار تھے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے خلیفہ تھے اور
فوائد الفواد انھین نے جمع کی اور نظم و نثر مین انکی تصانیف بہت ہین اور صدرالدین عالی و فخرالدین قواس
و حمید الدین راجہ و مولانا عارف و عبدالحکیم و شہاب الدین صدر نشین بھی اس عہد کے شعرا سے ہین جب کہ
شاعری کے صیغہ مین تنخواہین ملتی تھین اور ہر ایک کا طرز خاص تھا چنانچہ انکے دیوان انکے کمالات سخنوری
کے شاہد ہین - سلطان کے وقت مین چند مورخین بھی بے مثل تھے - اور اس بادشاہ عالیجاہ کے عہد مین
طبابت کے اہل کمال مین سے اول استاد الاطباء مولانا بدر الدین دمشقی کا یہ کمال تھا کہ اگر چند جانورون
کا پیشاب قارورہ مین ڈالکر لایا جاتا تو فوراً حکم کرتا کہ فلان فلان جانور کا پیشاب خلط ہے - مؤلف کتاب
کہتا ہے کہ صناعت طبی مین یہ امر دشوار ہے لیکن چونکہ طبیب موصوف باوجود اس فن کے اہل تصوف مین سے
صاحب کشف و کرامت تھا اس نظر سے کچھ بعید نہین ہے کہ اسکو خاص خدمت کے لیے یہ کشف عطا ہوا ہو - اس
عہد مین منجمون و رمالون مین سے بھی چند آدمی سحر کو مات کرتے تھے اور اہل طرب و قوال و غزلخوان اس کثرت سے
اُستاد موجود تھے کہ انکا شمار دشوار ہے اسی طرح ہر ایک صنعت و ہنر کے اہل کمال اس کے عہد مین اس قدر جمع
تھے کہ انکا بیان علحدہ کتاب مین بھی دراز ہے - جب بادشاہ علاء الدین کی سلطنت کمال کو پہونچی تو بقول مشہور ہر
کمالے را زوالے بادشاہ کے حرکات مین تغیر شروع ہوا اور بقاے دولت کے برخلاف حرکات کرنے لگا چنانچہ ملک
نائب کافور کو بالکلیہ مختار کر دیا جو کچھ وہ کہتا بادشاہ منظور کر لیتا اور اپنی اولاد کو شایستہ مودب لائق ہونے سے پہلے
ہی باہر نکالا چنانچہ خضر خان کو خورد بکر ولیعہد کر دیا اور یہ بھی نہ کیا کہ عقلاء و اہل دیانت کو اسکی اتالیقی مین مقرر کرتا یا دوجے
بیٹون کو عقلاء کے سپرد کرتا جو ہر طرح کی نصیحت و حسن تدبیر و نیک تعلیم سے انکو شہوت پرستی کے مہلک خطرات
سے بچاتے - اس اثنا مین راے تلنگ نے بیس ہاتھی مع عرضداشت حضور مین بھیجے کہ مین نے جو کچھ سایہان عالی
کے زیر سایہ اپنے ذمہ قبول کیا اور ملک نائب کو اس کے بارہ مین عریضہ تحفظی دیدیا ہے وہ سب حاضر ہے جس کو
حکم ہو سپرد کر دیا - ملک نائب کو خضر خان و اسکی والدہ سے خوف تھا بالفعل اس نے موقع پا کر عرض کیا کہ اگر فدوی
اس خدمت پر سرفراز ہو تو اتنی مدت کا خراج راے تلنگ سے وصول کر لاوے اور راجہ دیوگڈھ کا بیٹا سنگلدیو
جو قابل اعتماد نہین ہے اس کو دفع کر کے ملکت دکن کو صاف کرے - گویا اس حیلہ سے ملک کافور کا مطلب تھا

کہ اگر بادشاہ اس عرصہ مین مرجاوے تو اس کے پاس خزانہ و فوج ایسی کافی موجود ہو گی کہ وہ حکمرانی کو پوری طرح ادا کر سکے۔ م۔ بادشاہ نے سنسات سو بارہ مین مع افواج دکن کو روانہ کیا۔ اس نے دیوگڈھ پہونچکر سنگلدیو کو قتل کیا اور مرہٹے کے اکثر بلاد گلبرگہ تک و مدکل و رائچور سب صاف کردیے اور تلنگ واہل وجی پور و دھور سمندر وغیرہ سب سے ممالک کرناٹک و تلنگ کے راجون سے چھین کر قلعون کو فتح کر کے ایسا صاف کردیا کہ کسی کو سرکشی کی طاقت نہ رہی پھر اس نے راے تلنگ و کرناٹک سے اموال و پیشکش وصول کر کے دہلی روانہ کیے اور خود دیوگڈھ مین ٹھہر گیا اور چند روز مین ویلان دیوراجہ کرناٹک و راجہ میر دونون کو سلطان کا خراج گذار کر لیا۔ ان دنون بادشاہ کو بوجہ کثرت جماع کی سخت بیماری عارض ہوئی اور کمبختی سے خضر خان واسکی والدہ کو عیش پرستی نے گھیر لیا چنانچہ ملکہ جہان کو ان دنون سواے پوتون کے ختنہ و مونڈن کے جشن کے جو ہر روز نئے طریقہ سے جاری کرتی تھی اور کوئی کام نہ تھا اور شہزادہ خضر خان بھی سواے مجلس آرائی و شراب خواری و چوگان بازی اور رقص سرود کے کسی طرف توجہ نہ کرتا گو یا ان احمقون کے خیال سے بادشاہ کا بیمار ہونا اتر گیا اور بادشاہ ان حرکات سے بدل رنجیدہ ہوا اور ملک نائب کو دیوگڈھ سے اور الپخان کو گجرات سے طلب کیا وہ دونون حاضر ہوئے تو بادشاہ نے بیٹے و بی بی کی شکایت تنہائی مین ملک نائب سے بیان کی وہ خصی بے حمیت جو عورتون سے بدتر جبلت مین تھا حکمرانی سے اس فکر مین تھا کہ خاندان علائی برباد کر کے خود سلطنت کی بنیاد ڈالے فوراً موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ ملکہ جہان و خضر خان و اسکا ماموں الپخان ملکر حضور کی موت چاہتے ہین۔ بادشاہ کی دانائی بوجہ ضعف دماغ کے خراب ہو گئی تھی متوہم ہوا اسی عرصہ مین خضر خان و شادی خان کی والدہ نے درخواست کی کہ الپخان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی منظور فرمائی جاوے۔ ملک کافور نے موقع پاکر خیال سابق کو پختہ کیا۔ بادشاہ نے بدگمانی سے خضر خان کو حکم دیا کہ امروہہ جاکر سیر و شکار مین مشغول رہے بعد صحت حسب الطلب حاضر ہو۔ بیچارہ شاہزادہ دلگیر ہوا اور خدا تعالی سے منت مانی کہ اگر والد ماجد کو اللہ تعالے شفا بخشے تو وہان سے پیادہ مشائخ دہلی کے دیدار فیض آثار کے لیے حاضر ہو گا چنانچہ جب اسکو باپ کی تندرستی کی خبر پہونچی تو حکم شاہی پہونچنے سے پہلے ہی اپنی نذر ادا کرنے کے لیے خاصہ فوج لے کر ننگے پانون دہلی روانہ ہوا ف افسوس کہ اس سادہ لوح کو نہ خود آداب معلوم تھے اور نہ کوئی عاقل اتالیق تھا۔ ملک کافور نے موقع پاکر عرض کیا کہ دیکھیے خضر خان بلا حکم شاہی چلا آیا۔ مبادا امراء سے متفق ہو گیا ہو بادشاہ نے ابتدا مین یقین نہ کیا اور شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا اور باتون سے اسکے دل مین صحت کی خوشی پاکر گود مین لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیکر رخصت کیا کہ گھر مین جاکر ماں بہن کی زیارت کرے۔ شاہزادہ نادان نے گھر مین جاکر پھر عیش پرستی مین پڑکر دربار کی حاضری مین غفلت کی۔ کافور خصی نے موقع پاکر بادشاہ کے ذہن نشین کردیا کہ شاہزادہ نے الپخان و شادی خان وغیرہ کے اتفاق سے قصد مصمم کیا ہو کہ بادشاہ کو ہلاک کرے اور اپنے ہمجنس خواجہ سرائون کو گانٹھ کے ان سے حسب دلخواہ گواہی دلوادی اور ہر قسم کے مکر و حیلہ سے یہ حکم حاصل کیا کہ خضر خان و شادی خان دونون شاہزادون کو بالفعل قید کیا جاوے چنانچہ انکو گوالیار کے قلعہ مین محبوس کیا اور انکی والدہ ملکہ جہان کو بھی محل سے نکال کر دہلی کہنہ مین قید کیا۔ مثل مشہور ہو کہ بادشاہون کا معاملہ سخت نازک ہوتا ہو۔ غصہ کے وقت اپنی اولاد پر بھی رحم نہین کرتے ہین۔ اس کے بعد الپخان کے قتل کا حکم حاصل کر کے

له خواجہ سرا [illegible] ۱۳۱۶ء

اس کو بھی شہید کیا اور بادشاہ کے حکم سے سید کمال الدین گرگ نے جاکر جالور میں الغخان کے بھائی نظام الدین کو بھی شہید کیا - واہ عجب برگشتگی ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنا گھر خراب کرتے ہیں - الغخان و اسکے بھائی کے قتل ہونے اور دونوں شاہزادوں کے قید ہونے سے ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا - لشکر گجرات نے بغاوت اختیار کی - ملک نائب کافور نے بادشاہی حکم سے سید کمال الدین گرگ کو گجرات بھیجا - باں الغخان کے آدمیوں نے اس کو پکڑ کر سخت تکلیف کے ساتھ قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور حاکم چتوڑ نے باغی ہوکر بادشاہی آدمیوں کو باندھ کر قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور دکن میں رامدیو کے داماد ہرپال دیو نے بغاوت کرکے بادشاہی تھانے اٹھا دیے - بادشاہ یہ خبریں سنکر غم و غصہ میں سانپ کی طرح بل کھاتا تھا وقت شاید اب سمجھا ہوگا کہ اس کافور خصی نے دغا کی اور مشہور یہ ہے کہ بیماری روز بروز بڑھتی گئی حتی کہ شوال کی چھٹی تاریخ ۷۱۶ھ سات سو سولہ ہجری میں انتقال کیا اور یہ تمام ہاتھی گھوڑے و خزائن و جواہرات اندوختہ جو سلطان محمود سبکتگین کو بھی میسر نہ ہوئے اسی طرح چھوڑ دیے سے لقا بقا خدا ہے است و ملک ملک خدا ہے - کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ملک نائب کافور نے زہر سے ہلاک کیا واللہ اعلم

بادشاہ علاء الدین کے عہد میں چوراسی لڑائیاں چھوٹی بڑی واقع ہوئیں اور بحکم قادر ذوالجلال ہر معرکہ میں فتح سلطان و اسکے لشکر ہی کو نصیب ہوئی اور سلطان علاء الدین کی حشمت و شوکت اگر قیاس کرنا چاہو تو کمتر نمونہ یہ ہے کہ فقط شاگرد پیشہ ستر ہزار تھے از انجملہ سات ہزار معمار و سنگکار تھے کہ جب بڑی سے بڑی عمارت بنانے کا قصد کرتا تو دو ہفتہ میں پوری تیار ہو جاتی تھی اور چھوٹی تو تین روز میں تیار تھی اور سلطان جو وقت مقرر کر دیتا اس سے تجاوز کی مجال نہ تھی - اور یہی پہلا بادشاہ ہے جس نے ہاتھی پر عماری رکھکر سواری فرمائی - اسکی
۲۵ سلطنت کچھ اوپر بیس سال تھی ٥ **ذکر سلطنت شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین خلجی -**

صدر جہاں گجراتی نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ وفات کے دوسرے روز ملک نائب نے امرا و ارکان دولت کو حاضر کرکے بادشاہی فرمان دکھلایا کہ میں نے خضر خان کو معزول کرکے شہاب الدین عمر کو ولیعہد کیا اور موافق وصیت کے اس سات برس کے بچے کو تخت پر بٹھا کر خود نیابت میں مشغول ہوا اور اول روز ملک سنبل کو منصب باربکی دیکر رخصت کیا کہ قلعہ گوالیار میں جاکر شاہزادہ خضر خان و شادی خان کی آنکھوں میں سلائی پھیرے اسکا کا فرمان بجا ہی کیا اور ملکہ جہان کو مقید کیا - ملک نائب کافور اگرچہ خواجہ سرا و خصی تھا مگر بادشاہ شہاب الدین کی والدہ کو اپنے نکاح میں لیا اور چاہا کہ شہزادہ مبارک خان کی آنکھوں میں بھی سلائی پھیرے اور خود سلطنت کرے مبارک خان کی والدہ بی بی ماہک نے شیخ نجم الدین قدس سرہ کی خدمت میں جو حضرت شاہ احمد جام قدس سرہ کی اولاد سے تھے آدمی بھیجکر آہ و زاری سے یہ حال عرض کیا - حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ غم نہ کرے اور لطیفۂ غیبی ظاہر ہونے کا انتظار رکھے اور اپنے سر مبارک سے ٹوپی اٹھا کر ٹیڑھی رکھ لی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی جب تک مبارک خان تخت سلطنت پر نہ بیٹھیگا اپنی ٹوپی سیدھی نہ کرونگا - ملک نائب ہر روز بادشاہ خورد سال شہاب الدین کو کوشک ہزار ستون کے بالاخانہ پر لاکر گھڑی دو گھڑی تخت پر بٹھاتا اور امرا و اکابر و حاجب وغیرہ قرینہ سے سلام کرتے پھر اس طفل کو محل میں بھیجکر خود اپنے محرم راز خواجہ سراؤں کے ساتھ بیٹھکر چوسر کھیلنے میں مصروف ہوتا - ایک رات ایک قدیمی جماعت کو جو ہزار ستون کے

محافظ تھے مخفی روانہ کیا کہ جا کر مبارک خان کو ہلاک کرین ۔ مبارک خان نے انکو دیکھتے ہی سمجھا تا کہ کس قصد سے آئے ہین اور اپنے گلے سے قلادہ مرصع نکالکر انکے سامنے ڈال دیا اور اپنے باپ سلطان علاء الدین کے حقوق ان کو یاد دلائے ۔ وہ لوگ شرمندہ ہوکر لوٹے اور اپنے سردار مبشر و بشیر سے یہ سب حال کہا اور وہ گردن بندان کے آگے رکھ دیا وہ دونون حقوق سلطانی و اسکی اولاد کی تباہی یاد کرکے رونے لگے اور سب نے مردانہ عزم کر لیا چنانچہ جب سب لوگ رخصت ہو گئے انھون نے ہزارستون کے دروازے محکم بند کر لیے اور خوابگاہ مین گھس کر ملک نائب داش کے محرمون کو تہ تیغ کر ڈالا اور شاہزادہ مبارک خان کو قید سے نکالکر بادشاہ شہاب الدین عمر کا نائب کر دیا۔ یہ واقعہ سلطان کی وفات کے پچیسوین روز ہوا ۔ شاہزادہ مبارک نے چند روز اپنے برادر خورد کی نیابت کی پھر امراء کو موافق کرکے بادشاہ شہاب الدین عمر کی آنکھون مین سلائی پھیر کر قلعہ گوالیار مین بھیجدیا اسکی بادشاہی تین مہینہ چند روز تھی اور خود تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور سلطان قطب الدین لقب پایا ۔ جس زمانہ مین سلطان علاء الدین کا خاندان برباد ہو رہا تھا لوگون نے شیخ بشیر قدس سرہ سے جو ظاہر مین دیوانہ مشہور تھے اور حقیقت مین مجذوب ان وقت سے تھے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے فرمایا کہ علاء الدین نے اپنے چچا و ولی نعمت کا گھر تباہ کیا تھا اس کا بدلا ہو رہا ہے از مکافات عمل غافل مشو ۔ ذکر

## قطب فلک عشرت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا ۔

ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۷۱۷ھ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور مبشر او بشیر کہ سردار نائکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کرکے اعمال ناپسندیدہ اُن سے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نائکان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر انکی جانب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرماکر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہائے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار شحنہ پیل کو ظفر خان اور اپنے چچا شیر شاہ کے غلام کو جس کا نام محمد تھا اور مولانا ضیاء الدین پسر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان خطاب دیا اور ملک قرابیگ کو اپنے قرب مین اختصاص دیا و حسن نام بروار بچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور ملک شادی نائب خاص کی کو بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کرکے خسرو خان خطاب دیا اسکے ساتھ بے انتہا محبت کے باعث ملک نائب کافور کا سب لشکر و حشم و ملک شادی کا لشکر و حشم اُسے عنایت کیا یہانتک اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت پر بدون دریافت استعداد اس شغل پر منصوب کیا ابیت گنجینہ بدہ بہر گدائے بترسم کہ کند جہان خطا لئے ۔ چونکہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت مین خوش خلق اور رحم دل رہا اور سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلالیون کو اطراف سے طلب کرکے اُنپر ہاتھ بذل و احسان کا کھولا اور تمام فوج کو شش ماہہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امراء اور ملوک کو زیادہ کرکے دل اور کیسہ اور ہمیان کو مدت سے تنگ دست بخیلون کے خالی تھا مثل چشم و دل جوانمردون کے پر کیا اور مردم کوچہ و بازار نے برسون کے بعد درم اور دینار کا منہ دیکھا اور اہل احتیاج کی عرضیان جو مدت سے مندرس ہوئی تھین ملاحظہ مین گذرین اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے

مزید مؤذنین اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادرار اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو
شاہ علاءالدین کے عہد مین خالصہ مین آئے تھے پھر انکو ملے اور خراج گران اور سخت طلبی کا معمول قدیم تھا موقوف کیا آزردہ
اور ہوسوں نے کہ بالکل ملک عدم مین رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود مین قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد و ضوابط
عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل ایک مصلحت اور حکمت مین تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم مارا اگرچہ بظاہر
مین شراب کی ممانعت مین کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جود و سخا بے اندازہ اور غفلت کے
سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور ممنوع ہونے فسق و فجور مین کوشش کرتے
تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل مین لاتے تھے اور جو حادثہ گجرات نوی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین نے اُس فساد
کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع
لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کے واسطے روانہ کیا اور اُسنے وہان جا کر اُن لوگون کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے
بزور شمشیر زیر کیا اور نہروالہ اور گجرات از سرنو ضبط مین لایا اور اُس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار
کیا اُس کے بعد سلطان قطب الدین نے ظفرخان کی دختر اپنے حبالۂ نکاح مین کی اور اُسے گجرات کا صاحب
صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ مین گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ اُن کا
اثر اُس دیار مین باقی نہ رہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کر کے خزانہ مین بھیجا اور جو
بعد وفات بادشاہ علاءالدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پہ متصرف
ہوکر مرسوم بادشاہی کو دکن سے باہر کر کے قلعہ دیوگڑھ کو محاصرہ مین رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے
برس جلوس کے لشکر گران دیوگڑھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفابیگ خطاب کر کے واسطے نیابت ایام
غیبت کے دہلی مین چھوڑا اور جب حدود دیوگڑھ مین پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڑھ
مین اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نہ لاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کے واسطے مقرر کی
وہ شرط تعاقب بجا لائے یعنی ہرپال دیو کو دستگیر کر کے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیکر اُسکا پوست
کھنچوایا اور سر اُسکا دیوگڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کر کے تمام
ولایت مرہٹ اپنے تصرف مین لایا اور شہر دیوگڑھ مین ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور ساگر اور
دھورسمندر اور دوسرے ممالک مین تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کی سرداری
عنایت فرمائی اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور رباب کی طرح معشوق کی تربیت مین مشغول ہو کر خسرو خان کو چتر اور
دورباش دیا اور امراے معتبر ہمراہ کر کے معبر کی طرف روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی اور راستہ مین شرب
مدام اور غفلت دوام کی سبب سے ملک اسدالدین چچیرے بھائی بادشاہ علاءالدین کے سر مین سرداری کا داعیہ
واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرہنگون کے اتفاق کر کے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جاویگا
اُسوقت سلاحداروں اور نائیکون اور تمام محافظون سے کوئی اُسکے پاس نہ ہوگا حرم مین جا کر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً
اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسدالدین نے سلطان کی خدمت مین حاضر
ہو کر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اسی مقام مین قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسدالدین کے قتل کا

محافظ تھے مخفی روانہ کیا کہ جا کر مبارک خان کو ہلاک کریں ۔ مبارک خان نے انکو دیکھتے ہی سمجھا ناکہ کس قصد سے آئے ہیں اور اپنے گلے سے قلادہ مرصع نکالکر انکے سامنے ڈال دیا اور اپنے باپ سلطان علاء الدین کے حقوق ان کو یاد دلائے ۔ وہ لوگ شرمندہ ہو کر رہ گئے اور اپنے سردار بشیر و بلیشر سے یہ سب حال کہا اور وہ گردن بندان کے آگے رکھ دیا وہ دونون حقوق سلطنت نائی داسکی اولاد کی تباہی یاد کر کے رونے لگے اور سب نے مردانہ عزم کر لیا چنانچہ جب سب لوگ رخصت ہو گئے انھون نے ہزار ستون کے دروازے محکم بند کر لیے اور خرگاہ مین گھس کر ملک نائب داس کے محرمون کو تہ تیغ کر ڈالا اور شاہزادہ مبارک خان کو قید سے نکالکر بادشاہ شہاب الدین عمر کا نائب کر دیا ۔ یہ واقعہ سلطان کی وفات کے پچیسوین روز ہوا ۔ شاہزادہ مبارک نے چند روز اپنے برادر خرد کی نیابت کی پھر امرا کو موافق کر کے بادشاہ شہاب الدین عمر کی آنکھون مین سلائی پھیر کر قلعہ گوالیار مین بھیجدیا اسکی بادشاہی تین مہینہ چند روز تھی اور خود تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور سلطان قطب الدین لقب پایا ۔ جس زمانہ مین سلطان علاء الدین کا خاندان برباد ہو رہا تھا لوگون نے شیخ بشیر قدس سرہ سے جو ظاہر مین دیوانہ مشہور تھے اور حقیقت مین مجذوب و ان وقت سے تھے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے فرمایا کہ علاء الدین نے اپنے چچا و ولی نعمت کا گھر تباہ کیا تھا اس کا بدلا ہو رہا ہے از مکافات عمل غافل مشو ۔

## ذکر قطب فلک عشرت وکامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا

ماہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۷۱۷ھ سات سو سترہ ہجری مین سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور بشیر او بلیشر کہ سردار نائکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کر کے اعمال ناپسندیدہ اُن سے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی نائکان کو قصبات اور پرگنات مین متفرق کیا خاطر ان کی جانب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرا کو بقدر مراتب نوازش فرما کر صاحب طبل و علم کیا اور اپنے قدیم غلامون کو عہدہ ہائے قدیم اور جاگیرین عطا فرمائین اور ملک دینار شحنہ پیل کو ظفر خان اور اپنے چچا شیر شاہ کے غلام کو جس کا نام محمد تھا اور مولانا ضیاء الدین پسر مولانا شہاب الدین خطاط کو صدر جہان خطاب دیا اور مالک قرابیگ کو اپنے قرب مین اختصاص دیا ۔ حسن نام پرواز بچہ کہ پہلوان گجرات سے تھا اور ملک شادی نائب خاص کا کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کر کے خسرو خان خطاب دیا ۔ اسکے ساتھ بے انتہا محبت کے باعث ملک نائب کافور کا سب لشکر و حشم و املاک شادی کا لشکر و حشم اُسے عنایت کیا یہانتک شیفتہ اور فریفتہ ہوا کہ منصب وزارت بہ بیدون دریافت استعداد اس شغل منصوب کیا ۔ بیت گنجینہ بدہ بہر گدائے ۔ پتر سم کہ کند جہان خطائے ۔ چونکہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت حبس و زندان کھینچے ہوئے تھا اوائل سلطنت مین خوش خلق اور رحمدل رہا اور سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلا وطنون کو اطراف سے طلب کر کے اُنھیر ہاتھ بذل و احسان کا کھولا اور تمام فوج کو شش ماہہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرا اور ملوک کو زیادہ کر کے دل اور کیسا و ہمیان کدورت سے ، اور دست بخیلون کے خالی تھا مثل چشم و دل جوانمردون کے پر کیا اور مردم کوچہ و بازار نے برسون کے بعد درم اور دینار کا منھ دیکھا اور اہل احتیاج کی عرضیان جو مدت سے مندرس ہو گئی تھین ملاحظہ مین گذرین اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے

مزین ہوئین اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادرار اضافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمینداری جو
شاہ علاء الدین کے عہد مین خالصہ مین آگئے تھے پھر اُنکو ملے اور خراج گران اور سخت طلبی کا معمول قدیم تھا موقوف کیا اور
اور رسومون نے کہ بالکل ملک عدم مین رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک وجود مین قدم رکھا بلکہ جمیع قواعد اور ضوابط
عہد علائی کو کہ ہر ایک شامل ایک مصلحت اور حکمت مین تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اشیا کو بھی برہم کیا اگرچہ بظاہر
مین شراب کی ممانعت مین کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جود و سخاے بے اندازہ اور غفلت کے
سوا دوسرا کام نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی ارتکاب خمر سے متنبہ اور ممنوع ہوئے فسق و فجور مین کوشش کرتے
تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل مین لاتے تھے اور جو حادثہ گجرات مین ہوا تھا بادشاہ قطب الدین نے اُس فساد
کی تسکین اہم جانکر عین الملک ملتانی کو جو سرداران معتبر علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تعین ہوتا تھا مع
لشکر جرار گجرات کے دفع فساد کے واسطے روانہ کیا اور اُسنے وہان جاکر اُن لوگون کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے
بزور شمشیر زیر کیا اور ہزیمت دی اور گجرات از سر نو ضبط مین لایا اور اُس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار
کیا اُس کے بعد سلطان قطب الدین نے ظفرخان کی دختر اپنے حبالۂ نکاح مین کی اور اُسے گجرات کا صاحب
صوبہ کیا اور اُسنے تین چار مہینے کے عرصہ مین گجرات کو خس و خاشاک اہل بغی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ اُن کا
اثر اُس دیار مین باقی نرہا اور وہان کے راجاؤن اور زمینداروں سے زر خطیر وصول کرکے خزانہ مین بھیجا اور جو
بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہرپال دیو داماد رام دیو باتفاق راجہاے دکن ولایت مرہٹ پر متصرف
ہوکر مردم بادشاہی کو دکن سے باہر کرکے قلعہ دیوگڑھ کو محاصرہ مین رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے
برس جلوس کے لشکر گران دیوگڑھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وفا بیگ خطاب کرکے واسطے نیابت ایام
غیبت کے دہلی مین چھوڑا اور جب حدود دیوگڑھ مین پہونچا ہرپال دیو اور دوسرے راجاؤن نے کہ قلعہ دیوگڑھ
مین اجتماع کیا تھا تاب مقاومت نلاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت امرا اُنکے تعاقب کے واسطے مقرر کی
وہ شرط تعاقب بجالائے یعنی ہرپال دیو کو دستگیر کرکے بادشاہ کے روبرو حاضر کیا بادشاہ کے حکم دیکر اُسکا پوست
کھنچوایا اور سر اُسکا دیوگڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بارش کے سبب چند روز وہان توقف کرکے تمام
ولایت مرہٹ اپنے تصرف مین لایا اور شہر دیوگڑھ مین ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگہ اور ساگر اور
دھور سمندر اور دوسرے ممالک مین تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو بندگان علائی سے تھا لشکر دکن کی سرداری
عنایت فرمائی اور مرہٹ کو امرا کی جاگیر مین تقسیم کیا اور رباب کی طرح معشوق کی زیبنت مین مشغول ہوکر خسرو خان کو چتر اور
دور باش دیا اور امراے معتبر ہمراہ کرکے معبر کی طرف روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی اور راستہ مین شرب
مدام اور غفلت دوام کی سبب سے ملک اسد الدین چچیرے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر مین سرداری کا داعیہ
واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرہنگون کے اتفاق کرکے عہد کیا کہ جب سلطان کاتی ساکون سے گذر کر حرم مین جاویگا
اُسوقت سلاحداروں اور نایکون اور تمام محافظون سے کوئی اُسکے پاس نرہیگا حرم مین جاکر اُسکا کام تمام کرین اتفاقاً
اُس شب کو کہ سلطان کاتی ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسد الدین نے سلطان کی خدمت مین حاضر
ہوکر سب حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے اسی مقام مین قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسد الدین کے قتل کا

حکم نافذ فرمایا اہلکاروں نے حکم کے موافق عمل کیا یعنی اُسے گرفتار کرکے گردن ماری اور اس کے ہوا خواہ بیس نفر
کہ جن میں سے بعضے دہلی میں تھے اور اس مصلحت میں اُنھیں کچھ مداخلت نہ تھی اور بعضے اس سفر میں تھے اُسکے حکم سے
اُنہیں بھی سیاست ہوئی اور جب جھاین میں پہونچا شادی کنہ سرداروں اور سلاحداران کو گوالیار کی طرف بھیجا تا کہ خضر خان
اور شادی خان اور ملک شہاب الدین کو قتل اُسکے پہل اُنکی آنکھ میں کھینچی تھی قتل کیا اور اہل و عیال کو دہلی میں لالیا
سلطان قطب الدین نے خضر خان کی منکوحہ دیولدی کو اپنے حرم میں داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ممالک
ہندوستان کو اپنے تصرف میں دیکھا اور امرا اور ملوک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک میں نہ رہا
مستی شراب اور جوانی اور دولت سے نخوت اور غرور اُسکے دماغ میں پیدا ہوا اور اجراے کام میں کسی سے مشورہ
نہ کرتا اور کسی مخلص اور دولتخواہ کا قول سماعت نہ فرماتا اور اگر کوئی شخص دولتخواہی اور غیر سگالی سے کوئی بات
اُس کے خلاف راے عرض کرتا روگردانی کرکے زبان اُس کی دشنام اور اہانت میں کھولتا پھر تو یہ نوبت پہونچی
کہ کسی کو اتنی قدرت نہ ہی کہ رمز و اشارہ سے وہ بات جو شامل اُس کے فلاح اور صلاح ہووے عرض کرسکے
آخر کو اخلاق کریمہ اُس کے اوصاف ذمیمہ سے مبدل ہوتے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور باپ کی طرح
خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اُسکا رکن رکین سلطنت اور اعیان دولت سے تھا بے جرم و
قصور قتل کیا اور اُسکے بعد ملک شاہین کو جو وفا بیگ خطاب رکھتا تھا ارباب غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کرکے
اُسکا مظلمہ اپنی گردن پر لیا اور علاوہ اسکے وہ کام جن کا ارتکاب موجب زوال دولت اور منافی بقاے سلطنت ہو اپنا شعار کیا
اور حضرت نظام الدین اولیا سے بوجہ اس کے کہ خضر خان انکا مرید تھا عداوت باندھی اور زبان طعن آنحضرت کی
نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے اور شیخ زادۂ جام کو جو اُنکے مخالفون سے تھا اپنے تقرب میں اختصاص بخشا
اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے ملتان سے طلب کرکے اُنکی عزت و احترام میں ساعی ہوا اور اکثر اوقات
اپنے تئین ساختہ زیور او لباس عورتون کے آراستہ کرتا تھا اور مجمع میں حاضر ہوتا تھا اور زنان ہزالہ اور مسخرہ کو قصر
ہزارستون پر طلب کرتا کہ ساتھ امراے کبار مثل عین الملک ملتانی اور قرابیگ کے کہ چودہ شغل رکھتا تھا اور مثل ان
لوگون کے ہزل اور اہانت کرتین تھین اور حرکات زشت اور ناشایستہ بجالاتی تھین اور وہ بدبختین مادرزاد برہنہ
ہوکر ان بزرگون کے مقابل آتی تھین اور اُن کی پوشاک پر پیشاب کرتی تھین علاوہ اسکے اور حرکات غیر مکرر کی
مرتکب ہوتی تھین اور سامان اُس کی زوال سلطنت بلکہ خاندان علائی کا مہیا اور آمادہ کرتی تھین اور ظفر خان کے
قتل ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر مادری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظور
نظر تھا جس وقت خسرو خان حاضر نہ ہوتا اُس کے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات میں پہونچا
اور عزیز و اقارب اُس کے جو شہر اور اُس کے اطراف و اکناف میں رہتے تھے وہان جاکر اس سے ملے تو نہایت
نادانی اور کم تجربگی سے فی الحال مخالفت آغاز کی اور امراے گجرات کہ ابتک اپنے حال پر تھے سب نے متفق ہوکر
حسام الدین کو گرفتار کرکے درگاہ سلطانی میں روانہ کیا جو نہین سلطان کی اُسپر نظر پڑی دوبارہ بمقتضاے بشریت
و عالم جوانی حسام الدین کو قید سے رہائی دیکر اپنے تقرب میں سرفراز کیا لیکن امراے گجرات و اعیان درگاہ
اُسکے رہا ہونے سے دل میں نہایت آزردہ ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک جیالدین قریشی کو

مفوض ہوئی اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی میں کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہوا اور اسی عرصہ میں یہ خبر پہونچی کہ ملک بیک لکھی حاکم دکن نے لواے خصومت بلند کر کے بغاوت پر کمر باندھی ہے سلطان نے ایک جماعت کو امرائے نامدار سے مع لشکر گران اُسکے فساد کے دفع کے واسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے حاکم اپنی حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور مفسدوں کے کہ بانی فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی میں لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کاٹ کر اور دوسروں کو انواع عقوبت سے قتل کیا اور ملک عین الملک ملتانی کو دیوگڑھ کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت کا مشرف کر کے رخصت کیا اور ملک وحید الدین کو گجرات سے طلب کر کے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور خسرو خان جب معبر پر پہونچا وہاں کے حاکم تاب مقاومت نہ لاسکے مع خزائن و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا اور ساتھ اس اعتقاد کے کہ لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچاویگا اُسنے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے اس بیچارہ کا بھی زر خطیر لوٹ کر قتل کیا اور وہاں سے تلنگ گیا وہاں کا راجہ حصاری ہوا اُسنے محاصرہ کیا اور اُسے عاجز کر کے ایک سو ایک زنجیر فیل اور علاوہ اس کے اور تحف و نفائس بیکراں دی پھر وہاں سے کیلی کی طرف روانہ ہوا اور بیس زنجیر فیل اور ایک الماس وزنی چھ درم کا اُسکے ہاتھ آیا پھر معبر کی سمت مراجعت کی اور موسم برسات وہاں بسر کیا اور سرکشی کا دعوی کر کے چاہا کہ امرائے معتبر کو جو اس کے ہمراہ تھے قتل کر کے اس ولایت پر استقلال سے قبضہ کرے ملک تلبغہ حاکم جزیرہ کوہ اور ملک تیمور حاکم چندیری اور ملک کل افغان کہ امرائے عمدہ اور نامی اس کے ساتھ تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کر کے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف ہوئے زحمت بیہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہیں رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کر اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کی طرف مراجعت کر جب خسرو خان نے جانا کہ کچھ پیش نہ جاوے گا بالضرورۃ معبر کو امرائے عمدہ کے سپرد کر کے دہلی کی معاودت کا عازم ہوا اور امرا کہ ایسی خدمت پیش لیجا کر سو طرح کی امید تحسین اور سرفرازی کی رکھتے تھے عرائض مبنی بر حقیقت حال درگاہ سلطانی میں ارسال کیں لیکن بادشاہ نے خسرو خان کی محبت اور اُسکے وصال پر عقل و خرد برباد دی تھی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہاں پہونچا ہو اُسے پالکی میں سوار کر کے ہر منزل میں کہار بہم پہونچا کر بسرعت تمام حضور میں روانہ کریں امرا نے حکم کے موافق عمل کیا اور سات دن میں اُسے دہلی میں پہونچایا اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اُسوقت کہ بادشاہ کو اس کی آرزو تھی گریہ و زاری آغاز کر کے التماس کی کہ امرا میری ہمراہی سے تنگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تہمت میں متہم کر کے ساتھ گمراہی کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اُسکے دروغ کو سچ سمجھ کر امرا پر بدظن ہوا اور جبکہ امرائے مذکور خود اُسکے [illegible] کے حضور آئے ہر چند اندیشہا سے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیے اور اپنے صدق دعوی پر گواہ گذرانے کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ طریق مکابرہ اور دلائل ناصواب اختیار کر کے انھیں منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور نظربند کر کے دربارداری سے ممانعت فرمائی اور ولایت چندیری کو تغیر کر کے اسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلبغہ کو طمانچے مارے اور جاگیر اس سے لیکر قیدخانہ میں بھیجا اور گواہوں کو زیر چوب لاکر بےعزت کیا اور تمام خلائق کو معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ میں کلام کرنا پشیمانی کے سوا فائدہ نہیں دیتا ہے سب گونگے اور بہرے ہو کر

خاموش ہوئے اور ہر حیلہ و تدبیر سے بعضون نے آپ کو سرحد کی طرف کھینچا اور نکلگئے اور بعضون نے خسرو خان سے
آمیزش کرلی اُسکے بعد روز بروز سلطان اُسکے عشق و محبت مین بیخود ہوتا جاتا تھا اور نائرہ عشق زیادہ تر شعلہ زن
ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر مین تھا اور جہانداری کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین
دبیر اس سبب سے کہ سلطان نے قصد اُس کی منکوحہ کے ناموس کا کیا تھا ساتھ خسرو خان کے متفق ہوا اور خسرو خان
نے عزم ملوکانہ اختیار کیا اور شروع مطلب کر کے ایکروز خلوت مین عرض کیا کہ بادشاہ از رہ بندہ نوازی کے
کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کے واسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجتے ہین چونکہ امراے تابع بسبب تفوق قوم اور
قبیلہ سرکشی کرتے ہین اور قبائل بندہ بھی بہت ہین اگر حکم ہووے مین بھی اپنے قبیلہ کو جمع کر کے صاحب جمعیت ہون
سلطان موصوف نے اس امید سے کہ انمین بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو بشوق تمام التماس اُسکا پذیرا کیا اور اُنکے
طلب کی اجازت دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر ہنود گجرات کو کہ ناداری کے سبب اوقات بسر نکرسکتے تھے بہر طرح
تسلی کر کے بیس ہزار گجراتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کر کے ساز و یراق اُنکا آراستہ کیا اور قوت و مکنت تمام
پیدا کر کے گجراتیون اور دوسری قومون سے چالیس ہزار سوار انصار اُسکے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے داعیہ کے
درپے اور مجد تر ہو کر پسر قرہ قمار اور یوسف صوفی اور مثل انکے مقربان دہلی سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے صلاح کر کے
منتظر وقت ہوا اس درمیان مین سلطان سرساوہ کی طرف شکار کے واسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اُسکے بھائی
چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکارگاہ مین قتل کرین پسر قرہ قمار اور یوسف صوفی اس ارادہ سے مانع ہوئے اور بولے
کہ سلطان کو اگر ہم راستہ مین قتل کرینگے احتمال رکھتا ہے کہ اُسکا لشکر ہمارا تعاقب کرے اور اُسکے انتقام مین
زندہ نہ چھوڑے انسب وہ ہے کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہے نخستہ ہم داخل ہون اور سلطان کا کام تمام
کرین اور امراء کو مکان سے بلا کر اپنے پاس نگاہ رکھین اگر ہماری اطاعت قبول کرین فبہا و الا انہین بھی قتل کرین اور
جب سلطان شکار سے مراجعت کر کے دہلی مین آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر اور عیش مین مشغول ہوا نظم بخرم دلے
زان طرف بازگشت ٭ سوے بزم گاہ آمد از کوہ و دشت ٭ ولے غافل از کینۂ روزگار ٭ کہ خواہد شدن چون سر
انجام کار ٭ خسرو خان حصول مطلب مین ایسے وقت مستعد ہوا کہ اسوقت جو کچھ سلطان سے التماس کرتا سلطان
حاکم شہوت کے حکم سے قبول کرنے کے سوا دوسرا چارہ نہ رکھتا تھا عرض گذار ہوا کہ اکثر اوقات بندہ دیر تک رات
کو خدمت مین حاضر رہتا ہے جب اُسوقت رخصت حاصل ہوتی ہے شب بھی غریب خانہ نہین جا سکتا شبخانہ سرکاری
مین رات بسر کرتا ہے اور میرے بھائی اور اقارب جو میرے دیکھنے کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑکر گجرات سے آئے
ہین میری صورت مہینون نہین دیکھ سکتے ہین امیدوار ہون کہ اگر دربانون کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اُس
جماعت کو رات کے وقت آنے سے مانع اور مزاحم نہ ہووین نہایت مرحمت ہے تاکہ رات بھر حضور کی خدمت مین
بفراغ خاطر حاضر ہو سکون بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب یادنی سلطان و وصال معلوم کر کے بلاتوقف کنجیان دروازون
کی خسرو خان کے سپرد فرمائین اور کہا تجھ سے اور تیرے بھائیون سے اعتمادی اور اعتباری زیادہ تر کون ہے یعنی
دولتخانہ کا اہتمام تیرے عہدہ مین ہے خسرو خان نے کنجیون کا ملنا فال مبارک جان کر گویا زمام بادشاہی اپنے
کف اقتدار مین پائی نظم چو فیروزہ دید آنچنان حال را ٭ دلیل ظفر یافت آن فال را ٭ از ان فال فرخ دل

خسروی ٭ چو کوہ تو ہی یافت پشت تو ہی ٭ جب درگاہ سلطانی بالتمام بھائیوں کے تصرف میں آئی وہ جماعت بیباک
سفاک فرقہ فرقہ مسلح مکمل ہو کر شب و روز شبخانہ خسرو خان میں فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام
اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسرو خان کس خیال میں ہے لیکن بادشاہ کی غفلت سے کسی کو یہ مجال نہ تھی
کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امرا کو نوبت اُنکی چوکی کی ہوتی تھی دل و جان سے ہاتھ دھو کر نوبت گاہ میں
آتے تھے غرضکہ دو روز پیشتر اس سے کہ سلطان کا قضیہ مشخص ہووے قاضی ضیاء الدین مخاطب بقاضی خان
کہ ساتھ وفور علم و عمل کے اتصاف رکھتا تھا اور اُسکا بادشاہ پر حق تعلیم تھا اور بادشاہ نے کنجیاں دروازہ ہائے
حرم و باہر کی اُسے سونپی تھیں دل اپنی جان اور ناموس سے اٹھا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ
دیکر عرض کی کہ اے بادشاہ خسرو خان قصد غدر رکھتا ہے اور خرد و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہیں بادشاہ مقام امتحان میں آوے
اگر یہ بات خلاف ہو تو اس سے کیا بہتر اعتماد خسرو خان کا زیادہ ہوگا اور اگر عیاذاً باللہ سچ ہووے بادشاہ ہوشیار رہے
کس واسطے کہ جان ایک جوہر لطیف ہے اور معاملہ بادشاہی کا اور ملک داری کا بدون رعایت حزم و ہوشیاری تشبث
نہیں قبول کرتا ہے چنانچہ قاضی نے اس قبیل سے سمجھایا چونکہ خسرو خان ان دنوں بادشاہ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا
اور سلطان کے دعا سے تولی میں کہ وصل سے مراد ہے مسلوک ہوتا تھا نہایت شیفتہ تھا قاضی کو درشت کہا اسی وقت
خسرو خان آپ کو عورتوں کی طرح ہر ہفت کر کے لیلی بن سنور کے دروازہ سے در آیا سلطان نے اُسے دیکھ کر بزبان
حال فرمایا بیت اگر ہزار جفا میرود نگار منش ٭ چو خود بیاید عذرش بباید آوردن ٭ اور گرد راہ سے اُسے
آغوش میں کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اُسے حرف بحرف سنا دیا بیت ہمیشہ داشت طبع نازنینش ٭
ہمیشہ گریہ اندر آستینش ٭ اشک گہر شک اپنے صدف چشم سے رخسار گلگوں پر رواں کیے اور نہایت ناز و انداز
سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مبذول ہے تمام لوگوں نے میرے قتل پر بیڑا اٹھایا ہے اور جب تک
میری جان نہ لینگے انھیں چین نہ آویگا بادشاہ دلبر کے رونے سے بیتاب ہوا اُسے آغوش میں لیا اور بوسہ اُس کے
رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ میں تیرا ایک بال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہوں مجھے بدگویوں کے حقد سے کیا پروا ہے
بیت سر سودائے تو ہرگز ز سر ما نرود ٭ برود این سر و سودائی سودا نرود ٭ بعد تسلی و تشفی اسے مکان کی رخصت
دی اس ماجرے کے وقوع سے دوسری شب کو تمام حرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنی ہزار ستون میں
داخل ہو کر کمین میں بیٹھے اور جب پہر رات گذری محل آسائش مرغ و ماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سوا کہ نوبت اُن کی
چوکی کا تھا اپنے مکان میں گیا اور کوئی سویا قاضی ضیاء الدین چوکیداروں کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون میں
در آیا خسرو خان کے چچا نے جس کا نام سندل تھا قاضی سے ملاقات کر کے باتوں میں لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ
سے ایک بیڑا پان دیا قاضی کو اہل خواب غفلت میں لے گئی اسی وقت جاہر سنگ نام پرواری جسنے قاضی خان
کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آ کر ایسی ضرب شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور
اس قدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین نفر جو قاضی کے ہمراہ تھے بھاگ کر شور مچانے
لگے کہ قاضی خان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق میں آئے خسرو خان کے لوگ قرار کے موافق تلواریں
کھینچکر ہزار ستون میں آئے اور غلغلہ عظیمہ برپا ہوا بازار قتل نے رواج پایا بادشاہ نے خسرو خان کی اپنی جان سے عزیز

پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے خسرو خان نے لب بام آکر ایک لحظہ توقف کیا اور شاہ کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ چوکی خانہ کے
گھوڑے جو ہزار ستون میں لائے ہیں سائیسون کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہیں لوگ اُنکے پکڑنے میں مشغول ہیں اس عرصہ میں
جاہر اور بھائی اُسکے ہزار ستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہونچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانون
کو قتل کیا غوغا تو دیکھ پہونچا بادشاہ بدحواس ہو کر ایستادہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگذرا حرم کی طرف متوجہ
ہوا کہ شاید اس مخمصہ سے نجات ملے خسرو خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم میں داخل ہوا خدا جانے ہاتھ آوے یا نہ آوے
یہ اندیشہ کر کے نہایت مردانگی سے پیچھے سے دوڑ کر دست تطاول بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بعد تلاش
بسیار بسبیل عادت اسے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اس سبب سے کہ شاہ کے بال ہاتھ سے نہ چھوڑے یہانتک کہ اُسکے رفیق
پہونچے اور اُسنے فریاد کی مجھے ہوشیار رہنا جاہر نے ایک ضرب شمشیر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے
سر کو خسرو خان کے سینہ سے کھینچ لیا اور اس تاجدار کا سر جو سزاوار التاج تھا تن سے جدا کر کے ہزار ستون کے
نیچے پھینکدیا **نظم** ستمکاران غدار چون پیل مست * بدان پیل تن برکشادند دست * ز تندش یکے زخم پہلو گذار * کہ از خون زمین
گشت چون لالہ زار * مردم نوبت تماشائی بادشاہ کا سر خاک و خون میں غلطان دیکھ کر متفرق ہوئے اور حسام الدین
خسرو خان کا بھائی اور جاہر مع دیگر ہندو خاص محل میں داخل ہوئے فرید خان کی والدہ یعنی بادشاہ علاء الدین
کے حرم کو قتل کیا اور سلطان کے بیٹے فرید خان اور علی خان اور عمر خان کو تیغ ظلم سے ذبح کیا اور حرم سلطانی
سے جو چاہا وہ کیا **مصرع** ہر کس کہ چنان کند چنین آیدپیش * اور خسرو خان نے چراغ و مشعل بہت روشن کر کے
آدمی امرا کی طلب میں بھیجے عین الملک ملتانی کہ ان دنون دیوگڑھ سے آیا تھا اور ملک فخر الدین محمد
جونا کہ آخر کو سلطان محمد تغلق شاہ خطاب پایا تھا اور وجیہ الدین قریشی اور قرابیگ کے فرزند اور باقی امرا کو
جو غافل تھے اُن کے مکانون سے بلوا کر ہزار ستون کے بام پر اپنے پاس نگاہ رکھا چاہیے کہ ان نعمت سلطان
علاء الدین نے اپنے چچا جلال الدین فیروز شاہ کے ساتھ کی اس کا نتیجہ اسکی اولاد و احفاد و اہل بیت کے شامل حال
ہوا چنانچہ بنیاد اس سلسلہ کی ساتھ بدترین طریق کے منہدم ہوئی اور یہ قضیہ ربیع الاول کی پانچوین تاریخ کی شب
کو سنہ ساتسو اکیس ہجری میں ظہور میں آیا جب صبح ہوئی انبوہ کثیر اور ہجوم عظیم پرداران کا اور خسرو خان
کے متابعون کا جمع ہوا اور خسرو خان نے امرا کو اپنے حضور نگاہ رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھ کر سریر
سلطانی پر قدم رکھا اور امراے قطبی مثل عین الملک ملتانی اور ملک جونا محمد تغلق شاہ کو بجبر آگے تخت کے ایستادہ
کیا **بیت** چو از سرو بن جاے گردد تہی * بگیرد گیا جاے سرو سہی * اور اُسی وقت ایک جماعت کثیر غلامان
علائی اور قطبی کو جو صاحب اعتبار تھے قتل کر کے زن و فرزند اُنکے ہندون کو بخشے اور اپنے بھائی کو خانخانان
خطاب کر کے بادشاہ علاء الدین کی دختر اُس کو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ پر خود متصرف ہوا
بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے حرمون اور لڑکیون کو اپنے آدمیون پر تقسیم کیا اور اسی جاہر یعنی
قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشندہ کو زر و جواہر سے آراستہ کر کے نہایت نوازش کی اور مندل کا راے
رایان خطاب کر کے خان دران قاضی پر اُسے مقرر رکھا اور دروازہ خزانہ علائی اور قطبی کا کھولکر تمام لوگون کو بخشش
اور عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر اوباش و اراذل اور جتنے ناشناسون کی کو حرص اور زر کی طمع سے اسکے پاس

جمع ہوئی تھی اور اُسنے خدشہ رکھتا تھا سب کو تہ تیغ کرکے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنی بادشاہ علاء الدین کے
بھانجے کو باوصف اسکے کہ سالہا سال سے محتاج ہو گیا تھا قتل کرکے ہلاکی خاندان علائی سے بہلایا اور کفر و شرک نے
بیرواج پایا کہ ہندوؤن نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجیدون کو بجائے کرسی کام مین لاتے تھے یعنی اُنپر
بیٹھتے تھے اور امراے علائی سے پسر قمرہ تمار اعظم الملک شایستہ خان خطاب پاکر عارض مملکت ہوا اور عین
الملک ملتانی کو امیر الامرا کیا اور ملک وحید الدین تاج الملک خطاب پاکر وزیر ہوا اور اس کے بیٹون کو
اشغال ملک رجوع ہوئے اور ملک فخر الدین جونا کے ساتھ خسرو خان نے بہت رعایت کی اور ساتھ منصب
آخور بیگی کے امتیاز دیا اور زر خطیر سے کہ اُسکے احترام مین بہت کوشش کی تا کہ اُسکا باپ غازی ملک حاکم
لاہور اور دیبالپور فریب کھا کر اطاعت کرے لیکن ملک جونا غصہ سے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھاتا تھا اور
اُسکا باپ بھی کہ قبیلہ کا سردار اور اہل جمعیت تھا اور حق شناسی اور خدا ترسی رکھتا تھا غیرت اُسکی دامنگیر ہوئی اور
ولی نعمت زادون کے انتقام خون مین کمر ہمت باندھی اور دو تین مہینے کے بعد ملک فخر الدین جونا نے آدھی رات
کو فرصت پاکر دو تین معتمد آدمیون کے ساتھ اپنے باپ سے مل جانے کے لیے دیبالپور کا راستہ لیا اور
خسرو خان خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے زوال دولت سے غمگین ہوا اور پسر قمرہ تمار شایستہ خان کو مع اور
امراے نامدار اُسکے تعاقب مین روانہ کیا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچے بلکہ ناکام حوالی قصبہ سرستی سے لوٹ آئے
اور غازی ملک نے پہلے سے اسی موقع کا خیال کرکے قلعہ سرستی مین دو سو سوار چھوڑ رکھے تھے چنانچہ ملک
فخر الدین جونا ان مین سے چند سوار ہمراہ لیکر دیبالپور پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے محظوظ ہو کر خوشی کے
نقارے بجوائے اور اسباب انتقام کے تہیہ مین امراے اطراف و جوانب کو مکتوب لکھکر معاونت چاہی ایک
جماعت کثیر نے حلال نمکی منظور کرکے اُس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان مغلطی نام نے اُس مکتوب کے جواب
لکھا کہ مین امیر ملتان ہون اور تو دیبالپور کا حاکم ہے ہم کو بادشاہ دہلی سے مقابلہ کرنا اچھا نہین ہے غازی ملک تغلق
نے بہرام ایبہ کو جو معارف ملتان سے تھا لکھا کہ مغلطی کو درمیان سے دور کرکے وہان کے لشکریون کو لیکر ہم سے
ملجاؤ اور بہرام نے جمعیت کرکے مغلطی کو مار ڈالا اور اسباب سفر کے تہیہ مین مستعد ہوا اور ملک بیگ لکھی حاکم
سمانہ باوجود اس کے دوستی خسرو خان کی وجہ سے متسلط ہوا تھا غازی ملک کی تحریر بجنسہ خسرو خان کے پاس
بھیجکر لشکر لیکے غازی ملک پر لشکر لایا اور حملہ اول مین شکست کھا کر سامانہ مین آیا اور چاہا کہ خسرو خان کے
پاس جاوے اس درمیان مین وہان کے زمینداروں نے یورش کرکے اُسے تلوارون سے پرزے پرزے
کیا خسرو خان نے خانخانان اپنے بھائی کو چتر اور دور باش دیا اور یوسف صوفی جس کو صوفی خان خطاب
دیا تھا دونون کو مع اپنے حمائیون کی فوج کثیر کے غازی ملک کے دفع کے واسطے نامزد کیا اور اسی حال مین
ملک بہرام ایبہ اچہ ملتان سے مع لشکر آراستہ آکر غازی ملک سے مل گیا اور سرستی کے حدود مین دونون لشکر
مقابل ہوئے اور صفین آراستہ کین چونکہ غازی ملک اور ہمراہی اُسکے اکثر جرار کار آزمودہ تھے اور خانخانان کا فریق
نعمت رسوم جنگ اور معرکہ نام و ننگ سے ہرگز واقف نہ تھے غازی ملک کے پہلے حملہ کی تاب نہ لاکر
شکست فاحش پائی اور جو کچھ کہ رکھتے تھے خاک مذلت پر گرا کر بے کسی کی خاک اپنے سر پر چھڑکتے اور

گھوڑے ہاتھی اور خزانہ تمام چھوڑکر خائب اور خاسر ہوکر خسرو خان سے جا ملے اور غازی ملک فتحیابی کے بعد مراسم شکر الٰہی بجا لایا اور جو کچھ غنائم اُس کے ہاتھ آئے تھے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت و شوکت تمام کوچ پر کوچ دہلی کی طرف متوجہ ہوا خسرو خان مضطرب ہوکر دہلی سے نکلا لیکن کچھ نہ کرسکتا تھا پھر پہلو سے حوض علائی مین مضبوط ہوکر حصار کو پس پشت اور باغات کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک تجمل اور شکوہ سے آتا تھا اور زمانہ اسکی صفت مین کہتا تھا بیت مسیحا یار و خضرش رہنما و ہمعنان یوسف ؛ فغانی آفتاب من بااین اعزازی آید ہا اور جب وہ نمکحرام غازی ملک کے آنے سے خبردار ہوا اور دروازہ خزانہ کا کھولکر بعض سپاہیون کو تین سالہ اور بعضون کو چار سالہ اور بعضے کو ڈھائی سالہ انکی تنخواہ دی اور شاگردون کو بھی زر خطیر تقسیم کرکے ایک حبہ خزانہ مین نہ چھوڑا اور جواہرات آدمیون کو بانٹ دیے اور اُس رات کو کہ جسکی صبح کو جنگ ہوگی عین الملک ملتانی اُس سے کنارہ کش ہوکر مندہ کی طرف راہی ہوا اور یہ امر خسرو خان کی دل شکستگی کا سبب اور سراسیمگی کا باعث ہوا لیکن باوصف اسکے صحرائے اندرپت مین غازی ملک کے مقابل صف آرا ہوکر حرب مین مشغول ہوا ملک تلبغہ ناگوری اور شائستہ خان کہ دونون اس بیدولت کے مقدمہ لشکر تھے جنگ رستمانہ کرکے مارے گئے اور خسرو خان زنانہ پن مین مردانگی کو کام فرما کر عصر کے وقت تک جنگ (ہراول ۱۲) مین مصروف رہا اور آخر کو برادرون کی ایک جماعت کے ساتھ تلپٹ کی طرف بھاگا اور راہ مین وہ جماعت اُسے تنہا چھوڑکر مفرور ہوئی بیت صد یار بود جان شکے نیست ؛ چون کار رفتہ بجان یکے نیست ؛ عاقبت الامر ثروت و حشم اور قبیلہ علم خسرو خان کا غازی ملک کے ہاتھ آیا اور خسرو خان اہل رسیدہ و نہایت خوف اور سراسیمگی سے اُس رات کو تنہا ہر مقام مین پھرا آخر ملک شاہی کے حظیرہ مین جو اُسکا صاحب قدیم تھا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اُسے گرفتار کرکے غازی ملک کی خدمت مین حاضر لائے غازی ملک نے فوراً اُسکی گردن ماری اور اُسکا بھائی خانخانان کہ جو باغ مین پوشیدہ ہوا تھا وہ بھی اپنی سزا کو پہونچا بیت در بزم عشق یکدو قدح درکش و برو ؛ یعنی طمع مدار وصال دوام را ؛ دوسرے دن کہ غرہ شعبان ۷۲۰ سات سو بیس ہجری تھی شہر کے وضیع و شریف نے خدمت مین پہونچکر تہنیت اور مبارکباد دیکر کنجیان دروازون کی سپرد کین غازی ملک سوار ہوکر شہر مین آیا اور جب ہزار ستون مین پہونچا گریہ وزاری کی اور تاسف کرکے مراسم تعزیت سلطان قطب الدین اور اُسکے فرزندون کے بجا لایا اُسکے بعد حاضرین سے باواز بلند کہا کہ مین بھی ایک تم مین سے ہون الحمد للہ مین نے انتقام اپنے ولی نعمت کا اُس کورنمک سے لیا اب ولی نعمت کی نسل سے اگر کوئی وارث ہو لاؤ تو اسے سریر سلطنت پر بٹھا کر ہم سب اُسکی خدمت مین کمر باندھین اور جو کوئی اُنمین باقی نہ ہو جسکو تم لائق جانو مین بھی برضا و رغبت اُسکا حلقۂ اطاعت بگوش کرون سب متفق ہوکر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہون کے فرزندون مین سے کوئی نہین رہا اور عرصہ سے تو مغل کے مقابلہ مین بیٹھا رہا ہے اور آپ کو سپر تمام اہل ہند کا بنا کر بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا ہے اور اب جو یہ کام اور انتقام اپنے اولیائے نعمت کا اُنکے دشمنون سے لیا یہ حق دوسرا ہے کہ خاص و عام پر ثابت کیا اس صورت مین بادشاہی اور اولوالامری کے لائق تیرے سوا دوسرا نہین ہے یہ کہکر غازی ملک کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر متمکن کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب دیا مدت سلطنت سلطان قطب الدین چار برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان نمکحرام کی حکومت چند روز کم پانچ مہینے تھے۔

## ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا

مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین سے

کسی نے اصل و نسب تغلق شاہ پر مرقوم قلم تحقیق نہین کیا ہے اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نور الدین محمد جہانگیر
بادشاہ کے اوائل سلطنت مین سلطان عصر ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے بلدۂ لاہور مین پہونچا تھا وہان کے بعضے
آدمیون سے جنھین تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبردار
تھے استفسار اصل و نسب خاندان تغلق شاہی کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمنے بھی صریحاً کسی کتاب مین نہین دیکھا ہے
لیکن اس ملک مین مشہور ہے کہ ملک تغلق پدر بادشاہ غیاث الدین تغلق بادشاہ غیاث الدین بلبن کے سلک غلامان
ترک مین انتظام رکھتا تھا اور مردم جیت کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک کی ہے وصلت کرکے اُنسے لڑکی لی اور بادشاہ
غیاث الدین تغلق شاہ اُسی کے بطن سے پیدا ہوا اور ملحقات مین مسطور ہے کہ تغلق اصل مین قتلغ تھا اور قتلغ لفظ ترکی ہے
اور مردم ہند نے استعمال کے وقت قلب کرکے تغلق کیا ہے اور بعضون نے قتلغ کو قتلو کہا ہے القصہ جب بادشاہ غیاث الدین
تغلق شاہ بعد قتل خسرو خان وغیرہ اپنے ولی نعمت کے قاتلون کے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا احوال مملکت جو ویرانی
پر رو لایا تھا اصلاح مین لایا اور مقبول قلوب ہوکر صلاح رعایا اور برایا کی طرف رغبت کی قطعہ برو مسند بادا
ہمایون درخت * که در سایۂ او توان برد رخت * که از میوہ آرایش خوان دہد * که از سایہ آسایش جان دہد *
اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُس کی طبیعت مین عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی اور اوقات خمسہ
نماز کو با جماعت گذارتا تھا اور صبح سے شام تک کچہری مین اجلاس کرکے احوال مردم اور امور مالی و ملکی مین مشغول
ہوتا تھا اور علائی کے بازماندون کی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک جماعت
کو کہ جنھون نے سلطان قطب الدین کی زوجہ کا قبل انقضائے عدت خسرو خان سے عقد باندھا تھا سزاے اعمال کو پہونچایا
اور ملک فخر الدین جونا کو جو خلف الصدق اُسکا تھا ولیعہد کیا اور عطاے چتر سے اُسکا سر فرقدان پر پہونچایا اور الغخان
خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان سے مخاطب
فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اُسکا منھ بولا بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر اقطاع ملتان اور تمام بلاد سندھ تفویض
فرمائے اور ملک اسد الدین بھتیجے اپنے کو باربک اور ملک بہاء الدین بھانجے کو عارض مملکت یعنی بخشی فوج کیا
اور سامانہ اُسکی وجہ جاگیر مین مقرر رکھا اور ملک شادی جو اُسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کارفرمائی اُس کے
تعلق کی اور اپنے منھ بولے پسر کو تاتار خان خطاب دیکر ظفرآباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک برہان الدین پدر
قتلغخان کو دیوگڈھ کی وزارت اور قاضی صدر الدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سماء الدین کو
تفویض کی اور ملک تاج الدین جعفر کو ممالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور دیگر اشغال بھی ہر شخص کے فراخور حال
تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جب تک کسی شخص مین نہ دیکھتا وہ کام ہرگز اُس کے سپرد نہ کرتا اور مردم
قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نہ رکھتا اور جیسوقت تمہید کسی مقام سے پہونچایا کہ خدا کی کسی شاہزادہ کی فوج مین آئی
یا اُسکے فرزند پیدا ہوتا تمام صدور و اکابر و علما و مشائخ اور امرا کو ... انعام عطا فرماتا اور گوشہ نشینون
اور ستم کشون کی خبر لیتا اور اُن کے احوال پر لطف کرتا ... اہل ممالک سے پریشانی دیکھتا اُسکا احوال
استفسار کرکے اُسکے تدارک مین مشغول ہوتا ... ایسے ... کہ ... سلطنت مین
ہندوستان دیکھنے کی ہوس بھی ہوتی اور عمارت بنانے کی رغبت تمام رکھتا تھا ... تغلق کے سوا اور بھی ...

تعمیرات فرمائین اور مسکرات سے پرہیز کرنا اور تابکاری کی ممانعت مین مبالغہ فرماتا اور وہ سلوک کہ حالت امارت مین ساتھ
اہل بیت اور غلامون اور چاکرون اور فرمانبردارون قدیم کے کرتا تھا بدستور جاری رکھا اور ملوک علائی کو نوازکر مراتب اور
جاگیرات اُنکی مقرر رکھے اور ملک اختیار الدین کو کہ بیاض الانس اُسکی تصنیف ہے اور مؤلف اس کتاب نے اُسکو مختصر کیا ہے
منصب دبیری عنایت فرمایا اور خواجہ خطیر اور ملک انور جنیدی اور خواجہ مہذب بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک
اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھ مواجب اور انعام کے خوش کرکے دربار مین بیٹھنے کی اجازت دی اور قوانین اور
ضوابط سلاطین ماضیہ کہ استقامت ملک اور انتظام احوال خلق مین وضع کیے تھے اُنسے پوچھتا تھا اور پیروی اُسکی کرتا تھا البتہ
ایسے امر سے کہ باعث آزار و محنت خلائق ہو احتراز کرتا اور جس شخص سے قدرے اخلاص ساتھ فرماتا درجہ عالی مین پہونچاتا اور
جس کسی سے خدمت شائستہ ظہور مین آتی ساتھ مراحم خسروانہ کے جلد امتیاز بخشتا اور معاملات جہانداری مین ساتھ اعتدال کے کام
فرماتا اور افراط اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ علائی جسکو خسرو خان نے اضطرار اور اضطراب مین خلائق پر قسمت کیا تھا کچھ تدبیر اور
تدریج سے اور کچھ شدت و توبیخ سے تحصیل کرکے اسی طرح سے معمور اور مملو کیا اور زر بقایا مطالبات مین تامل کرکے لاکھ سے
ہزار اور سو سے دس اختصار کرکے وصول کیا اور عاملون کو ہرگز اجازت نہ دی کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت کرین
اور دوسرے برس جلوس کے جب لدر دیو حاکم ورنگل نے باج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت و لوگڈھ بھی بے انتظام
ہوئی تھی الغخان کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چندیری اور بداؤن اور مالوہ وغیرہ ہمراہ کرکے شوکت
و شاہی کے ساتھ تلنگ کی طرف بھیجا الغخان وہان پہونچکر نہب و غارت مین مشغول ہوا اور لدر دیو نے بھی سرکشی اور تمرد
... عظیم ایسے شدید کیے اور برخلاف گذشتہ کے افواج دہلی کے ساتھ تلاشہا سے خوب کرکے نامردی ہائے سابق
... کی آخر کو پسپا ہوکر حصار ورنگل مین محصور رہا اور جو قلعہ کہ دو ان مین سے اور دیوار مین قلعہ کی مستحکم کی تھین الغخان نے محاصرہ
کرلے پیش اظہار ... کرکے ... شجاعت و جلادت ظاہر کرتا اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقتول ہوتی پھر الغخان تیاری
... اور سرنگ مین مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار ورنگل فتح ہو سے لدر دیو نے عاجز ہوکر الغخان کے پاس ایلچی بھیجکر مال اور
افیال اور جواہر و نفائس دنیا قبول کرکے اقرار کیا کہ سنوات آیندہ مین بھی پیشکش ساتھ اسی دستور کے کہ سلطان علاء الدین کو
دیتا تھا بھیجا کریگا الغخان صلح پر راضی نہوا اور قلعہ کے لینے مین زیادہ تر اہتمام کیا اس عرصہ مین اکثر یعنی لشکرگاہ مین عفونت
اور وبا کی آب وہوا کی ناسازی سے قسم قسم کی بیماریان پیدا ہوئین اور خلق بسیار اور ہاتھی گھوڑے بے حساب ضائع ہوئے
اور لشکرگاہ کے لوگ خبر ہن ... مشہور کرتے تھے اور مسافران اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کامل
شہر دہلی سے نہ پہونچی اور حال آنکہ ہفتہ مین دو مرتبہ قاصد ڈاک چوکی دہلی سے آتے تھے اور شیخ زادہ دمشقی اور عبید شاعر کہ اُس
سرحد مین ہندوستان مین آکر الغخان کی ملازمت مین اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تقرب رکھتے تھے بدذاتی سے یہ خبر دروغ مشہور
کی کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ فوت ہوا اور دہلی مین فتنہ عظیم حادث ہوا ہے اور تخت سلطنت پر دوسرا شخص متمکن ہوا اور آپس مین
اتفاق کرکے دونون متفق ہوکر ملک تیمور اور ملک گل افغان اور ملک کافور مہردار اور ملک تگین جو امراے عمدہ لشکر تھے اُنکے ڈیرے مین
جاکر کہنے لگے کہ احوال دہلی کا اسطرح ہے اور الغخان جو تمھین اکابر ملوک علائی سے اور اپنا شریک ملک جانتا ہے اُسنے قرار دیا ہے کہ تم
چارون کو گرفتار کرکے قتل کرے یہ لوگ اسبات کے سننے سے مضطرب ہوئے اور لشکر مین ہراس عظیم برپا ہوا اور ہر شخص کے جدا جدا
ہونے سے منتشر ہوا اور الغخان بھی سراسیمہ ہوکر اپنے چند خواصون سے دیوگڈھ کی طرف بھاگا اور اہل حصار نے برآمد ہوکر تلنگ کی

سرحد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول کی اسی حالت مین ڈاک چوکی کہ ان لوگون کی اصطلاح مین الاغ کہتے تھے مع فرمان دہلی
سے پہونچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر منتشر اور متیقن ہوئی الغخان بصحت وعافیت دیوگڈھ مین پہونچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم
کیا اور ان چارون سردارون کا کہ جنہین اتفاق کر کے لشکر سے برآمد ہو کر جدا ہوئے تھے حشم وخدم زائل ہوا اور سامان وسلب
انکا کفار کے ہاتھ آیا اور ملک تیمور چند آدمیون سے زمینداران تلنگ مین جا کر مر گیا اور ملک تگین کو ہندوان مرہٹہ نے قتل کر کے
اسکا پوست الغخان کے پاس بھیجا اور ملک کل افغان اور عبید شاعر اور ملک کافور اور دیگر مفسدون کو گرفتار کر کے الغخان کے روبرو
لائے الغخان نے انہین مقید کر کے دہلی مین روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیری مین سب کو زندہ درگور کر کے خوش طبعی
اصل پیدا فرمائی اور انکی اولاد و احفاد کو جو دہلی مین گرفتار تھے انہین بھی ہاتھیون سے پامال کیا اور جب الغخان دو تین ہزار سوار جریدہ
لیکر دیوگڈھ سے دہلی مین آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی تو چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دیوگڈھ کے رستہ سے ورنگل کی طرف
متوجہ ہوا اور شہر بیدر کے قلعہ کو جو تلنگ کی سرحد مین تھا اور ورنگل کے راجہ سے تعلق رکھتا تھا مع بعض دیگر قلعون کے کہ اثنائے راہ
مین تھے مسخر اور مفتوح کیا اور اپنے معتمدون کے سپرد کر کے رستون کے ضبط کا ذمہ دار انکو کیا اور خود ورنگل کی طرف راہی ہوا
اور مدت قلیل مین جبراً اور قہراً اسے بھی سر کیا اور از روے انتقام بہت سے ہندو تہ تیغ کیے اور لدر دیو کو مع اہل وعیال اسیر کر کے
مع فیلان اور خزانہ تلنگ ہمراہ بید المخاطب بقدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض ممالک کے مع فتح نامہ دہلی مین روانہ کیا اور
اس بشارت پر دہلی مین آئینہ بندی اور محفل جشن برپا ہوئی الغخان نے مملکت تلنگ اپنے امرائے معتبر کے
سپرد کر کے ورنگل کا نام سلطانپور رکھا اور خود بطریق سیر جاجنگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کے راجہ سے چالیس زنجیر
فیل بہت عمدہ لیکر باپ کی خدمت مین بھیجے اور ورنگل مین جا کر حسب خواہش سامان اور سپاہی اس ولایت کی کر کے
مظفر اور منصور باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سنہ ۷۲۴ھ سات سو چوبیس ہجری مین عرضیان لکھنوتی اور سنارگانون سے پہونچین
کہ امرا اور حکام نے وہان کے دست تطاول دراز کیا ہے اور کوئی طریقہ ظلم و جور کا فروگذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین تغلق
شاہ نے افواج بحر امواج فراہم کی اور الغخان کو اپنا نائب کر کے دہلی مین چھوڑا اور خود بنفس نفیس ہندوستان کی حد شرقی
کی طرف نہضت فرمائی اور جب ترہت مین پہونچا سلطان ناصر الدین بیٹا بادشاہ غیاث الدین بلبن جسکی سلامتی نفس کی وجہ
سے عہد خلجیہ مین اسکی جاگیرات مین تغیر نہوا تھا اور گوشہ لکھنوتی مین رہتا تھا تغلق شاہ کی تاب مقاومت نہ لایا اور قضائے الٰہی
پر راضی ہو کر ترہت مین جا کر شاہ سے ملازمت کی اور تحف و ہدایا سے کثیر پیشکش کیے اور تاتار خان کہ سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ کا منھ بولا فرزند تھا سنارگانون اسکے نامزد ہوا وہ وہان کے حاکم بہادر شاہ کو جو امرائے علائی سے تھا
اور داعیہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کر کے درگاہ مین لایا تغلق شاہ نے ناصر الدین کو چتر دیکر بدستور سابق لکھنوتی اسکی
جاگیر کے واسطے مقرر رکھی بلکہ محافظت سنارگانون اور کنور بنگالہ سے رجوع کر کے عازم مراجعت ہوا اور فتوح
السلاطین مین وارد ہے کہ مراجعت کے وقت جب بادشاہ غیاث الدین نے سایہ وصول ترہت مین ڈالا راے
ترہت ہزیمت کر کے جنگل مین بھاگا اور تغلق شاہ اسکے پیچھے تعاقب مین جنگل کے درون مین در آیا
اور خود بنفس نفیس تبر ہاتھ مین لیکر چند درخت قطع کیے آدمیون نے جب حال اسطرح دیکھا خرد و بزرگ درخت قطع
کرنے مین مشغول ہوئے اور تھوڑی فرصت مین ایسا مصفا کیا کہ گویا کبھی گھاس بھی نہ اگی تھی اور بادشاہ دو تین روز کے بعد
حصار ترہت مین داخل ہوا دیکھا سات خندق پر آب اس قلعہ کے گرداگرد تھے اور ایک راہ باریک کہ سوا دوسرا

راستہ بند رکھتا تھا باوجود اسکے بہت ملوکانہ مصروف رکھ کر دو تین ہفتہ مین اُسے مفتوح کیا اور وہان کے راجہ کو دستگیر کرکے تربہت احمد خان ابن ملک تلبغہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طی کی لشکر پر سبقت کرکے بطریق سرعت دار السلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور غافل اُس سے کہ اجل اُسکا گریبان پکڑکے کھینچتی ہے الغخان نجیب سناکہ باپ بہت جلد تشریف لاتا ہے تو افغان پور کے قریب ایک قصر تین روز کے عرصہ مین احداث کرکے انجام کو پہونچایا کہ جسوقت باپ وہان پہونچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آراستہ کرکے تمام اسباب سلطنت اور لوازم تجمل مہیا ہو تا شکوہ تمام شہر مین داخل ہووے جب سلطان وہان پہونچا بسبب احداث عمارت دل مین لاکر وہان نزول کیا اور تغلق آباد مین شادی کا سامان مہیا کیا اور قبہ لگائے دوسرے دن الغخان اور تمام امرا پایبوس بادشاہ سے پایبوس دینے سے سرفراز ہوئے اور سلطان ساتھ ایک جماعت کے کہ استقبال کے واسطے آئے تھے اُس قصر مین بیٹھکر طعام کھانے مین مشغول ہوا جب دسترخوان بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ ابھی وقت سوار ہوگا دست ناشستہ نکل آئے اور الغخان کہ اجل اُس کی نہ پہونچی تھی وہ بھی اسپ و فیل اور تمام پیشکش گذرانے کے واسطے کہ ہمراہ لایا تھا باہر آیا اس درمیان مین اس مکان کی چھت گر پڑی بادشاہ مع پانچ آدمیون کے اُسکے نیچے دب کر جوار رحمت حق مین پیوستہ ہوا اور بعضی تواریخ مین مسطور ہے کہ جو قصر نو ساختہ اور تازہ تھا ہاتھیون کے دوڑنے کے صدمہ سے گر پڑا اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بنانا اس قسم کی عمارت کا کچھ ضرور نہ تھا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ الغخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہو اور ضیاء برنی جو بادشاہ فیروز کے عصر مین تھا اور بادشاہ فیروز کو سلطان محمد سے اعتقاد کمال تھا اُسکے لحاظ سے یہ بات نہ لکھی ہو لیکن ارباب بصیرت کی ضمائر پر پوشیدہ نہو کہ یہ حکایت عقل سے بہت بعید ہے کسواسطے کہ الغخان اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہان رکھتا تھا کہ اسکے نکلتے ہی چھت گر پڑی اور سب سے زیادہ رنگین صدر جہان گجراتی کی عبارت ہے جو اس نے اپنی تاریخ مین لکھی ہے کہ الغخان نے یہ عمارت ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر پڑی اور حاجی محمد قندھاری نے اپنی تاریخ مین تحریر کیا ہے کہ جسوقت بادشاہ ہاتھ دھونے مین مشغول تھا بجلی آسمان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑکر اسکے سر پر گری چنانچہ یہ روایت برتقدیر وقوع ساتھ صحت کے اقرب دکھائی دیتی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وکان ذالک فی شہر ربیع الاول ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری زمان سلطنت سلطان تغلق شاہ چار برس اور چند مہینے تھا اور امیر خسرو کہ عہد بادشاہ علاء الدین مین ہزار تنکہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عصر مین معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تغلق نامہ کہ نسخہ اُسکا کمیاب ہے اُس کے نام نامی مین لکھا

## ذکر سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تغلق شاہ کا

سلطان اعظم نے بعد وفات پدر رسوم عزا تین روز قائم رکھا آخرش تربیت ساتھ خوشی اور محنت ساتھ عیش کے مبدل ہوئی اور جہان نے جوانی از سر نو حاصل کی اور اعظم شاہ نے امراے بزرگ کے اتفاق سے بجاے پدر سریر فرماندہی پر قدم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سعید اختیار کرکے تغلق آباد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر مین خوشی کے نقارہ بجوائے اور آئینہ بندی ہوئی اور کوچے اور بازار آراستہ کیے اور قرص زر سرخ و سفید ہاتھیون پر لادکر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ و بازار اور کوٹھون پر بقدر لٹائے کہ اکثر فقراے دہلی اس روز سے گدائی سے مستغنی ہوگئے اور بقیۃ العمر بفراغت بسر کی اور وہ بادشاہ عالی ہمت ایسا چاہتا تھا کہ ہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہووے اور میرا حکم جن و پری پر نافذ ہووے اور ربع مسکون میرا ایک غنچہ [illegible]

[illegible]

رکھے اور اگر اسلام مورد ثی مانع نہ ہوتا دعوی انا ربکم الاعلی کرتا ایسا غنی تھا کہ فقیر کو خزانہ دیتا اور اسکو بھی حقیر جانتا یعنی میں نے اسے کچھ نہ دیا اور بخشش مدت العمری حاتم دسلہ کی عطا سے کمترین ایک روزہ اسکی تھی اور بذل و ایثار کے وقت غنی اور فقیر آشنا اور بیگانہ اسکی نظر میں یکساں دکھلائی دیتے تھے تتار خان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے ستارگانوں کا والی کیا تھا اور برادر خواندہ اسکا ہوتا تھا اسکو بہرام خان خطاب دیکر ایک روز میں سو زنجیر فیل اور ہزار گھوڑے اور ایک کروڑ اشرفی اور چتر و دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بنگالہ اور ستارگانوں اسکے تفویض کی اور نہایت تعظیم و تکریم سے اس طرف روانہ کیا اور ملک سنجر بدخشانی کو اسی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک عماد الدین کو ستر لاکھ تنگہ اور مولانا عضد الدین اپنے استاد کو چالیس ہزار تنگہ ایک روز میں بخشے اور مولانا ناصر الدین کامی کو جو ملک الندما تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور فاضل و دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور غزنین کے قاضی کو بھی اسقدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے حوصلہ میں نہ سماوے اور جیسا کہ نظام الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنگہ سے مراد نقرہ ہے اور کچھ مس بھی اسمیں شریک تھا اور اس ایک تنگہ کے سولہ بل یعنی تانبے کے پیسے دیتے تھے اور اسکی بادشاہی میں اول سے آخر تک عطا اور کیمیا اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اسکے سوا لطف اور مراحم کی امید میں عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان میں آتے تھے اور اس سے زیادہ نزدیک قصور کرتے تھے مورد انعام اور نوازش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور مفلسوں اور ضعیفوں کو جو اطراف و اکناف سے اسکی خدمت میں حاضر ہوتے تھے زر نقد دیتا تھا اور جو شخص وطن کی طرف میل کرتا تھا وظائف مقرر کرتا اور تقریر فصیح اور شیریں کلامی میں بے نظیر تھا اور مکاتبات اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم برداشتہ اور بدیہہ بولتا و لکھتا تھا کہ منشیان عطارد رقم اسمیں حیران رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد اسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع ضوابط جہانداری میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور جودت فہم اور حدت ذہن میں علم انشا بلند کرتا تھا اور بدیہہ ساتھ محاسن اور رذائل شخص کے حکم کرتا اور قبل تکلم متکلم کے اسکے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اسدرجہ رکھتا تھا کہ مدت العمر میں جو کچھ ایکبار سنتا فراموش نہ کرتا حکایات اور داستان شاہنامہ اور قصہ ابومسلم اور امیر حمزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم معقول خصوص علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی اور منطق میں مہارت تمام رکھتا تھا اور بیماران کا معالجہ کرتا اور تشخیص مرض وغیرہ میں اطبا سے عصر سے بحث طالب علمانہ کرتا اور الزام دیتا اور ایام شاہی میں بھی اکثر اوقات صرف معقولات و فلاسفہ میں کرتا اور سعد منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین انتشار اور مولانا علیم الدین شیرازی اور دیگر علماے حکیم طبیعت سے ہم صحبت ہو کر کتب متقدمین کے حرف و بیان میں لاتا اور یہ عبید بعید شاعر مشہور ہے اور اُس کی نہایت بدعقیدہ ہزال اور شاعر بیباک اور اراکانی تھا اور سلطان ساتھ نقلیات کے چنداں صفائی نہ رکھتا تھا اور فقہا اور ارباب منقول کو اسکی مجلس میں چنداں راہ نہ تھی اور نقلیات سے جو کچھ تطبیق اسکے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت میں بھی اپنا شبیہ اور نظیر نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ ہمت والا نہمت اسکی اسمیں مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ فتح و تصرف میں لاوے اور اسی سبب اکثر ایام شاہی اسکے لشکرکشی میں گذرتے اور اس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہیں کسواسطے کہ جامع اضداد تھا اور اسے یہ بھی تمنا تھی کہ سلطنت حضرت سلیمان کے مانند با صدار احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرکے پانچون وقت کی نماز ادا کرتا اور نوافل اور مستحبات مین قیام کرکے کوئی مسکر نکھاتا اور
زنا اور لواطت یعنی لونڈہ بازی اور جمیع چیزون سے کہ اسم حرمت اسپر جاری ہو دورسے پرہیز کرتا لیکن قہر و سیاست
اور خونریزی ناحق اور تشدید اور تعذیب بندگان خدا مین بیباک تھا اور اس بارہ مین شرع اور عقل کے خلاف
کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ جہان کو خلق خدا سے خالی کرے اور کوئی ہفتہ ایسا نہوتا تھا کہ موحدان اور مشائخ اور سادات
وصوفی و قلندر اور نویسندہ اور لشکریون پر سیاست نفرماتا اور خونریزی نکرتا اور اوائل جلوس مین اپنے امرا اور
ملوک اور اعوان کو موافق اور شفق تھے حسب قدر مراتب ہر ایک کو القاب اور جاگیرین مقرر کین اور ملک فیروز اپنے
چچیرے بھائی کو اپنی طرف سے باربک کا نائب کیا اور ملک بیدار خلجی کو قدر خان خطاب دیا چونکہ شاہ ناصر الدین
فوت ہوا تھا لکھنوتی کی جاگیرات مرحمت فرمائی اور تتلغخان کو کہ اس سے قرآن شریف اور بعض کتب فارسیہ پڑھی
تھین اور خط کی بھی مشق اُس سے کی تھی شغل کارداری اور ارزانی رکھا اور ملک مقبول کو لقب عماد الملکی سے سرفراز کرکے وزیر الممالک
کیا اور احمد ایاز کو خواجہ جہان خطاب دیکر گجرات کا سپہ سالار کیا اور ملک مقبل کو خانجہان خطاب دیکر گجرات
کا وزیر کیا اور محمد ابن تتلغخان کو الپ خان خطاب عنایت فرمایا اور ممالک گجرات سے جاگیر دی اور ملک شہاب الدین
کو ملک افتخار خطاب دیکر نوساری اُسکی جاگیر مقرر کی اور ابتدا سے سلطنت مین کہ ہنوز امور مملکت نے مضبوطی
تمام پیدا نہ کی تھی کرترمشیرین خان بن داؤد خان حاکم الوس چغتائی کہ شجاعت رستم اور عدالت کسری اُسکی ذات
مین جمع تھی اور بادشاہ مسلمانون کا تھا مع افواج افزون از قطرات باران اور ریگ درختان لیکر ہندوستان
کی تسخیر کا عازم ہوا اور سنہ ۷۲۷ سات سو ستائیس ہجری مین اس مملکت مین داخل ہوا اور لمغان اور ملتان دروازہ
دہلی تک بعض کو تاخت و تاراج کیا اور بعض پر بقول و قسم متصرف ہوا اور میدان دہلی کو لشکرگاہ اپنا بنایا اور سلطان
محمد تغلق شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ مین صرفہ نہ دیکھکر راہ عجز و انکسار اختیار کی اور ایک اہل اعتبار سے سفیر
کرکے نقود اور جواہر اسقدر کرترمشیرین خان کی سبب تسلی خاطر ہو پیشکش کیا اور ساتھ اسکے عرض ناموس
مملکت اپنی ملحوظ رکھکر ایسا کیا کہ ترمشیرین خان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا لیکن گجرات کی طرف جاکر اُس ولایت کو کہ
سرراہ تھی نہب و غارت کیا اور مال ایک عالم کا ہاتھ مین لایا اور بہیر سے بہت لیکر سندھ اور ملتان کے
راستہ سے سالماً غانماً اپنے وطن کی طرف مراجعت کی اور ضیاء برنی نے زمانہ کے ملاحظہ سے اس واقعہ کو اپنی تاریخ
مین مرقوم نہ کیا اور بادشاہ محمد تغلق شاہ اسکے بعد لشکر کی ترتیب اور ضبط ملک کی فکر مین ہوا اور ولایت دور دست
مانند دھور سمندر اور معبر اور کنپلہ اور ورنکل اور لکھنوتی اور چٹگانو اور سنارگانون اور ترہت ضلع قریب دہلی کو
مضبوط کیا اور ولایت کرناٹک طولاً اور عرضاً دریائے عمان کے ساحل تک تصرف مین آ گئی چنانچہ بعض علاقہ کہ شامل ممالک
محروسہ ہو گئے اور بعضون کے راجہ متعہد خراج ہوکر سال بسال داخل خزانہ کرتے تھے اور کسی مفسد اور سرکش
کو یہ قدرت نہ تھی کہ نیم درم مال دیوانی سے بطریق اخفا یا تمرد نگاہ رکھے اور تمام مقدم اور راجہ اور زمیندار ممالک
محروسہ اُسکی خدمت کا زین پوش اپنے دوش پر لیکر مال واجب سرکار ادا کرتے تھے اور بمقدار اموال اطراف سے اُسے
پہونچتا تھا کہ باوجود کثرت بذل سلطان محمد کے کسی وجہ سے خزانہ مین کمی ظاہر نہوتی تھی لیکن اواسط اور اواخر سلطانی
مین باوصف ایسی مضبوطی کے ایسا تزلزل واقع ہوا کہ گجرات کے سوا دیگر بلاد مذکورہ سے کوئی اُس کے تصرف مین

قدر ہا اور باعث انحراف ملک و دولت چند چیزیں تھیں اول خراج درمیان دو اب کے زیادہ کرنا دوسرے سکہ تانبے اور
کاسے کا بجائے نقرہ رواج دینا تیسرے تین لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراء النہر کے عزم تسخیر میں ترتیب کرنا اور
خزانہ علائی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سوار آراستہ کرنا اور ہمراہ اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ قراچل کی طرف کہ اُسے
ہماچل بھی کہتے ہیں بھیجنا پانچویں اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خراج کی حکایت یوں ہی کہ بعض
امور ولمیں تصور کر کے خراج ملکات میان دو اب ایک روپیہ کی جگہ تگنا چوگنا مقرر کیا پس یہ امر استیصال رعایا اور تمرد
رعایا کا سبب ہوا کار زراعت و کشتکاری معطل رہا اور امساک باران بھی دو تین برس تک ساتھ اس حالت کے ہمقرین ہوا اور
قحط عظیم دہلی میں پڑا چنانچہ اکثر مقامات خراب اور ویران ہوئے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی میں خلل عظیم واقع
ہوا اور قصہ زر مس کا یہ ہی کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند اقالیم سبعہ کو مسخر کرے لیکن حشم و خزائن ساتھ اسکے
وفا نکرتا تھا پس یہ مقصود حاصل کرنے کے لیے سکہ مس پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ ملکات چین میں زر چاو رائج ہی ہندوستان
میں بھی زر مس کو دار الضرب میں سکہ ماریں اور بجائے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیویں اور خرید و فروخت میں معمول رکھیں اور
چاو کاغذ کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اُسپر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجائے تنگہ طلا و نقرہ صرف
کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند میں صورت نہ باندھی ہندوان ممالک کے بہت زیادہ تانبا دار الضرب میں لاتے تھے اور سکہ
مار کر لاکھوں اور کروروں بہم پہونچاتے تھے اور امتعہ اور اسلحہ خرید کر کے اطراف میں بھیجتے تھے اور تنگہائے زر و نقرہ کے
عوض بیچتے تھے اور زرگروں نے بھی سکہ بادشاہی کی تقلید کر کے اپنے مکانوں میں سکے گڑھے اسواسطے چند عرصہ کے
بعد ایسا ہوا کہ یہ حکم ممالک دوردست کے حکام نے قبول نہ کیا اور تمرد و سرتابی کی پھر رفتہ رفتہ نوبت پہونچی کہ تختگاہ اور
مواضع قریبہ میں بھی سکہ مس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے نادم ہوا جو چارہ نرکھتا تھا
حکم کیا کہ جو شخص سکہ مس رکھتا ہو خزانہ میں داخل کرے اور اُسکے عوض سونا اور چاندی لیوے کہ شاید اس تقریب سے تنگہ
مس اعتبار قبول کرے اور دوسرے دنوں میں رواج بہم پہونچاوے لیکن خلق نے تنگہ ہائے مس کو سنگ و کلوخ کے مانند اپنے کانوں
میں ڈالا تھا خزانہ میں لا کر اُسکے عوض میں تنگہ ہائے زر و نقرہ لے گئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مسی اسی طور
بے رواج رہا اور سلطنت میں فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشہ باطل تسخیر ربع مسکون میں سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب
امیر نوروز داماد ترمشیرین خان جو بادشاہ زادہ چغتائی تھا بہت امرائے ہزارہ اور صدہ سے اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان میں آیا
اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان کے شاہزادے اور امرا اور رؤسا بھی ملازمت میں پہونچے انھوں
نے تسخیر ایران اور فتح توران بسہولت تمام ظاہر کی ہر آئینہ سلطان محمد عزیمت جہانگیری کر کے ان لوگوں کو کہ اُس طرف سے
آتے تھے تالیف قلوب کر کے نگاہ رکھتا تھا اور زر دیتا تھا اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جس قدر سپاہ کی ضرورت تھی
اُن کے علاوہ تین لاکھ اور ستر ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے سال سوا جب انکا خزانہ سے وصول ہوا
جب فرصت نہوئی کہ اُس لشکر کو کام میں لا کر ممالک تازہ تسخیر کرے تا کہ تنخواہ فوج وہاں سے پہونچے یا کوئی ایسی غنیمت ہاتھ آوے
کہ سپاہ کی تسلی ہووے ہر آئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور بیرونقی تمام کار بادشاہی میں ظاہر ہوئی اور
اندیشہ بھیجنے لشکر کا کوہ ہماچل میں یوں ہی کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین ہو ہماچل جو ولایت چین و ہند کے درمیان میں
واقع ہی ہوئی چنانچہ ۷۳۸ھ سات سو اڑتیس میں امرائے نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کار آمدنی اپنے

بھانجے خسرو ملک کے ہمراہ کرکے رخصت فرمایا کہ اول کوہستان ہماچل اپنے تصرف مین لاوین اور جس مقام مین ضرور جانین قلعہ باندھ کر اور لشکر چھوڑ کر آگے بڑھین اور سرحد چین مین پہونچکر اس سرحد مین ایک قلعہ نہایت رفیع اور مستحکم بنا کرکے اقامت کرین اور ولایت ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کرکے عرضداشت درگاہ سلطانی مین ارسال کرین اور جب حضور سے دوسرا لشکر کمک کو پہونچے بتدریج یعنی آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپے ہووین ہرچند ارکان دولت نے کنایۃً اور تصریحاً عرض کیا کہ یہ فکر مناسب نہین ہے اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ بادشاہان ہندوستان ایک گز زمین اس ممالک سے اپنے تصرف مین لائے ہون اُسنے قبول نہ کیا اور خسرو ملک اور امراے بیچارہ اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور مین داخل ہوے اور جابجا بے مناسب مین قلعے تعمیر کیے اور ایک جماعت سوار و پیادہ مقرر کرکے آگے بڑھے اور جب بہت کوہ ہاے ہماچل سے طے کرکے حوالی شہر طے سرحد چین مین پہونچے اور شوکت و عظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور محکمی حصار اور راہ ہاے دشوار گذار اور نایابی علف کا اپنے دل مین خیال کیا خوف و ہراس اُنکے دلون پر ایسا مستولی ہوا کہ عازم مراجعت ہوئے اور اسواسطے کہ ایام برسات پہونچا تھا اکثر راہین جن سے گئے تھے زیر آب ہوکر معدوم ہوئی تھین اور رستہ برآمد ہونے کا معلوم نہ تھا راہین کو نہ پکڑکر سراسیمہ جاتے تھے مردم کوہستانی فرصت پاکر مسلمانون کے قتل مین مشغول ہوئے اور آثار قحط ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل اسلام بہزار مشقت ایک صحراے وسیع مین پہونچے جو اس مقام ہولناک کو طے کرچکے تھے استراحت کے واسطے وہان توقف کیا قضارا اُس شب کو باران عظیم برسا لشکرگاہ کے دور کو اسطرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پھرنے سے متعذر ہوئے خسرو ملک اور تمام آدمی دس پندرہ روز مین آذوقہ اور قوت لایموت کی نایابی سے ہلاک ہوئے اور ایک جماعت کہ اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروکش ہوئی تھی ہندوستان کی طرف راہی ہوئی اور ہماچل کے باشندے اس قضیہ سے مطلع ہوکر کشتیون پر سوار ہوگئے اور اُس مقام مین جاکر امتعہ اور اسلحہ وافر لوٹ کر مستغنی ہوئے اور وہ لوگ کہ سرراہ پاسبانی کے واسطے خسرو ملک نے چھوڑے تھے اُنھین ایسا قتل کیا کہ اُنمین سے ایک متنفس نہ بچا اور تھوڑے سے لوگ جو بہزار مشقت بچ کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمد شاہ کی تیغ قہر مین گرفتار ہوئے چونکہ قصہ سفاکی بادشاہ اور قتل کرنا سپاہ و رعیت کا ضمن واقعات سابق و لاحق سے واضح ہوتا ہے اسواسطے ذکر اُسکا علیحدہ نہ کرکے داستان دہلی کے شکستہ ہونیکی تحریر کرتا ہے وہ یون تھی کہ بہاء الدین سلطان محمد شاہ کا چچیرا بھائی المخاطب بگرشاسپ جو امراے کبار سے تھا اور ولایت ساگر کہ جملہ ممالک دکن سے ہے جاگیر رکھتا تھا مہمات سلطنت کی بے رونقی دیکھکر خودسری کے اندیشہ مین پڑا اور استحکام قلعہ ساگر اور کثرت خیل اور لشکر پر مغرور ہوکر سر اطاعت سے پھیرا اور اکثر امراے دکن کو اپنا یار کرکے تمام معمورۂ دکن کو اپنے قبضہ مین لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امرا کہ ساتھ اُسکے متفق ہوئے تھے تاب مقاومت نہ لاکر ذلیل و خوار ہوکر بھاگے اور سندوا اور شادی آبادین جاکر دم لیا اور جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خواجہ جہان کو مع چند امراے پاے تخت اور تمامی لشکر گجرات اُسکے دفع کے واسطے مامور کیا اور خواجہ جہان جب دیوگڈھ مین پہونچا گرشاسپ نے بھی لشکر آراستہ کرکے اُسکا سامنا کیا دیوگڈھ مین طرفین سے آتش کارزار افروختہ ہوئی جو اثناے جنگ مین خضر بہرام کے امراے کلان گرشاسپ سے تھا اس سے روگردان ہوکر خواجہ جہان سے جاملا ایک فتح عظیم نے اُسیر راہ پائی اور خواجہ جہان قوی ہوا گرشاسپ نے توقف مناسب نہ دیکھا ایکبارگی میدان جنگ سے مُنہ پھیرا اور ایسا بھاگا کہ ساگر تک کسی مقام مین نہ ٹھہرا اور

چند روز کے بعد لشکر خصم کے تعاقب سے وہاں بھی توقف میسر نہوا اپنے اہل و عیال لیکر کنبیلہ میں کہ ممالک کرناٹک سے ہے
اور وہاں کا راجہ اسکا دوست اور محبت تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ میں بادشاہ بھی دہلی سے دولت آباد میں آیا خواجہ جہان
کو مع لشکر گران ولایت کنبیلہ پر تعین کیا خواجہ جہان نے دو مرتبہ گرشاسپ سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر قاہرہ مجدداً
دیوگڑھ سے اسکی مدد کو پہونچا تیسری مرتبہ غالب آیا راے کنبیلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسپ بلال دیو کے مسکن کی طرف بھاگا
بلال دیو لشکر اسلام کے تعاقب سے مضطر ہوا اور گرشاسپ کو گرفتار کرکے خواجہ جہان کے پاس بھیجا اور آپ کو دولتخواہان
سلطانی سے شمار کیا خواجہ جہان نے گرشاسپ کو مقید کرکے درگاہ سلطانی میں روانہ کیا سلطان نے اسکا پوست کھنچوا کر
بھس بھروایا اور شہر میں تشہیر کرکے منادی کروائی بیت ہر آنکو بتابد سر از شہریار ۔ سزایش ہمین است انجام کار ۔ حشمت
میں سلطان کی راے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسمان سا کے زیر سایہ آئے ہیں ایسے ملک میں دار الملک
مقرر کرنا چاہیے کہ جہاں اطراف مملکت سے پہونچنا اخبار خیر و شر و صلاح و فساد کا ممالک محروسہ کا سہل اسو بہو
اور جو کسی دیار میں ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت میں کوئی مرض پیش آوے جلد تر اسکے تدارک اور علاج میں فہم
ہو سکے غرضکہ دانایان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر اوجین تختگاہ کے واسطے پسند کیا اور
عرض کی کہ جو باعتبار طول و عرض وسط ہند میں واقع ہے بکرماجیت کھتری نے اسواسطے اسے بنا دار الملک بنایا تھا
اور بعض محرم حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھ کر عرض کی کہ دیوگڈھ ہندسکے وسط میں واقع ہے بادشاہ یہ
امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہوکر حکم دیا
کہ دہلی کو جو رشک مصر تھی اجاڑکر وہاں کی خلقت صغیر و کبیر ذکر و غیر ذکر مونث اور مذکر کو پٹ کرا کر دیوگڈھ میں لائیں
اور آباد کریں اور اکثر لوگوں کو زاد راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دو اور ہر منزل میں مابین دولت آباد و دہلی کے ایک
سرا سے بنیاد کراؤ اور اسکے راستہ میں دو رویہ اشجار سایہ دار بٹھاؤ تو مسافرین آرام سے آمد و شد کریں اور شہر دیوگڈھ کا
دولت آباد نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیوگڈھ کے گرداگرد خندق کھدوائے اور دولت آباد
بالا گھاٹ اور ملبورہ کے قریب باغات اور حوضہاے بزرگ یعنی تالاب بنوائے اور جب اس تغیر و تبدل نے رعایا اور برایا
کے حال پر راہ پائی جہات ملکی میں تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن دہلوی اسوقت دولت آباد میں تھا کہ آیہ کریمہ الذی
لم یخلق مثلہا فی البلاد اسکی شان میں وارد ہے فوت ہوکر وہاں مدفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوش ہوائی میں کچھ
نقص نہیں رکھتا تھا اسمیں فقط یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسپ کی طرف سے
مطمئن ہوا اور خرد و بزرگ دہلی کے بر آمد ہوکر دولت آباد میں ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نہضت کرکے قلعہ کندہانہ
کی تسخیر میں جو جنیر کے اطراف میں واقع ہے متوجہ ہوا اور ناگ نایک نے جو کولیان کا سردار تھا امن کے واسطے بام کرکے
جنگہاے مردانہ اور حرب رستمانہ کی اور آفرین اور تحسین کی ندا زمین و آسمان سے سنی اور وہ قلعہ ایک کوہ رفیع کی چوٹی
پر واقع ہے اور استواری میں ساختہ فلک البروج کے دم برابری کا مارتا ہے اور کمند اوہام حکام صاحب اقتدار اسکے کنگرہ تک
پہونچنے سے ابلہا عاجز کرتی ہے اور سلطان آٹھ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم رہا اور ساباط بنائے اور مغربی نصب کرکے میں تھی
بلبیچ اور جہد موفورہ پیش پہونچائی ناگ نایک نے مضطرب اور بیچارہ ہوکر امان طلب کی اور قلعہ سپرد کرکے امراے بزرگ میں منتظم
ہوا اور بادشاہ نے مظفر و منصور ہوکر دولت آباد میں نزول اقبال و حلول جلال فرمایا اور زمانہ سابقہ میں صدیوں کے ...

اس درمیان مین لاہور سے خبر پہونچی کہ ملک بہرام ابیہ حاکم ملتان نقارہ خصومت کا بجاکر مملکت پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہی اور جمعیت عظیم بہم پہونچاکر ملک گیری کا دعوی رکھتا ہی اور بیان واقعہ کا یون ہی کہ سلطان محمد نے جب دولت آباد کو پاے تخت اپنا بنایا اور جمیع امرا و منصب دارون کو فرامین بھیجے کہ اپنے زن و فرزند دولت آباد مین بھیجکر مکان تیار کرو اسواسطے علی نام ایک محصل بہرام ابیہ کے بال بچے لانے کو ملتان کی طرف گیا اور جسطرح کہ رسم محصلون کی ہی درشتی بہت کی اور کلام موحش قسم تہدید اور وعید سے مذکور کیے اور داماد بہرام ابیہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہوکر متوجہ ہوا خانہ بہرام ابیہ کا تھا کہ علی محصل نے اُسکے پاس پہونچکر کہا کسواسطے اپنے بال بچون کو دولت آباد مین نہین بھیجتے ہو شاید سر مین اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتے ہو اُسنے کہا حرامزادہ کسے کہتا ہی کہا کہ وہ جو مکان مین بیٹھا ہی اور حکم بادشاہی کی تعمیل نہین کرتا ہی آخر اس مقدمہ مین ردوبدل درمیان اُنکے اسقدر ہوئی کہ نوبت ساتھ اس انتہا کے پہونچی کہ علی نے موے سر بہرام ابیہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونسے رسید کیے اور اُسنے کسی نہ کسی طرح سے اپنے بال اُسکے ہاتھ سے چھڑائے اور علی یعنی محصل مذکور کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اسکے اشارہ کے موافق اُسکا سر تن سے جدا کرکے شہر مین پھرایا بہرام ابیہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہوا سلطان محمد تغلق شاہ کے خوف قہر و غضب سے بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منحصر اپنی توجہ پر جانکر دولت آباد سے نہضت فرمائی اور لشکر فراہم کرکے ملتان گیا اور بہرام ابیہ بھی ایک لشکر مور و ملخ سے زیادہ جمع کرکے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب صعب کے بعد کہ خلق بیشمار دونون طرف سے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اُس کافر نعمت کے ہوئی بادشاہ مظفر ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھنے کو آئے لوگون کی شفاعت کی سلطان اُنکی شفاعت کے موافق ملتانیون کے قتل سے درگذرا اور قوام الملک نامے کو وہانکی حکومت پر منصوب کیا اور یہ جماعت بہرام ابیہ کے تعاقب مین نامزد ہوئی تھی سر اُسکا جدا کرکے ملتان مین لائی پھر بادشاہ نے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ ساتھ تکلیف کے دولت آباد مین ساکن ہوئے تھے پراگندہ ہوگئے بادشاہ دو برس وہان رہا اور ہمت دولت آباد کی تعمیر پر مصروف فرمائی اور اپنی والدہ مخدومہ جہان کو مع سائر حرم اور سپاہی دولت آباد مین روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کو جو وہان کی آب و ہوا کے خوگر تھے اپنے ساتھ نکالا سب کو دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرح سے ویران ہوئی کہ آواز کسی متنفس کی گیدڑ اور لومڑی اور جانور صحرائی کے سوا کان مین نہ پہونچتی تھی اور ان سنوات مین جوانب و جہات دو آب کا بشدت طلب کیا جاتا تھا وہان کی رعایا اور مفسدون نے آگ اپنے مکانون اور کھلیانون مین لگاکر اور مواشی اپنے لیکر جنگلون اور پہاڑون مین داخل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ صوبہ دار اور حکام وہانکے ہاتھ قتل و غارت مین دراز کرکے جسکسی کو پاوین تیغ بیدریغ سے ہلاک کرین یا زندہ درگور کرین اس سبب سے ولایت درمیان دو آب کے خراب اور ویران ہوئی متردد مین خوف اور نافہمی کے سبب تردد سے باز رہے لشکری کہ زن و فرزند اُنکے دولت آباد مین آباد ہوئے تھے حیران اور سرگردان تھے الغرض ایسا کام ابتداے آفرینش سے اُسکے عہد تک کسی جہاندار نے نہ کیا تھا اور سب سے طرفہ یہ کہ بادشاہ خود ہمراہ شکار کو باہر گیا اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کرکے حکم دیا کہ اُنکے سر قلعہ کے کنگرون پر آویزان کروا دیکا حسب الحکم عمل مین لائے اور اسیطرح سے قنوج مین جاکر وہانسے صوبہ تک ایک عالم کا قتل عام کیا اسوقت مین ایک نوکران قدرخان سے کہ اُسے ملک فخرالدین لیتے تھے بعد فوت بہرام خان کے بنگالہ مین بغاوت پر کمر باندھی تھی قدرخان کو قتل کرکے لکھنوتی کے خزانون پر متصرف ہوا اور

لکھنوتی اور ستارگانون اور سنگام کو اپنے قبض و دخل مین لایا اور بادشاہ تنکب قنوج کے قتل و غارت سے فارغ ہوا تھا
کہ معبر سے خبر پہونچی کہ سید حسن پدر سید ابراہیم خریطہ دار معبر مین باغی ہوا اور وہانکے امرا کو قتل کر کے اس ولایت پر متصرف ہوا ہے
سلطان نے فخر الدین کے معاملہ کو موقوف رکھکر شہر مین آکر ابراہیم خریطہ دار اقربا سے سید حسن کو گرفتار کر کے قید کیا اور
لشکر ترتیب دیکر سنہ ۷۴۲ھ سات سو بیالیس ہجری مین معبر کی طرف نہضت فرمائی اور دیوگڈھ مین پہونچتے ہی وہان کے
عمال اور مزارع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ ان مین کے اکثر نے شدت مطالبات سے جان دی چنانچہ اس ولایت
مین بھی اضافہ گران رکھکر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور اسکے بعد خواجہ جہان کو دہلی کی طرف بھیجکر خود بقصد دفع فتنہ
سید حسن تلنگ کے راستہ سے معبر کی سمت روانہ ہوا جب ورنکل مین پہونچا وہان دس دن سے وبا عالمگیر تھی اکثر آدمی
اس مرض مین مبتلا ہوگئے اور چند سردار نامی نے وفات پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب و عماد الملک وزیر
کو وہان چھوڑکر خود دولت آباد کی طرف علم سعادت کا بلند کیا جسوقت کہ حوالی قصبہ بیڑ مین پہونچا درد دندان مین
پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام مین دفن کر کے ایک گنبد اسپر تیار کیا چنانچہ اب تک وہ گنبد موجود ہے
اور ساتھ گنبد دندان سلطان تغلق کے شہرت رکھتا ہے اور بادشاہ جب پٹن مین پہونچا چند روز وہان اپنے معالجہ مین
مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو نصرت خان خطاب دیکر ولایت بیدر اسکے حوالہ کی اور جاگیرات اس نواح کی بتعداد
کرور تنگہ مقاطعہ اس کو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قتلغخان استاد کے تفویض فرمائی اور چونکہ حرف
حرامخواری شاہو سے افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض پالکی مین سوار ہوکے دہلی کی طرف عازم ہوا اور حکم
دیا کہ باشندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد مین ساکن ہے اگر چاہے یہان آوے وگرنہ دولت آباد مین
استقامت کرے پس اکثر بسبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی مین آئے اور ایک جماعت ولایت مرہٹ
مین سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہانسے روانہ ہو اتمام ولایت مالوہ اور سب قصبات جو دہلی کے راستہ
مین تھے امساک باران نے قحط کے سبب خراب اور پریشان دیکھا اور تمام ڈاک چوکی کے پیادے تھانون سے
برخاستہ پائے اور جب دہلی مین پہونچا اسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہونچا کہ سیر بھر غلہ ستر درم کو میسر ہوتا تھا اور اکثر
مویشی اور مردم ہلاک ہوتے بادشاہ نے بعد از خرابی بصرہ واسطے آبادانی ولایت اور تکثیر زراعت کے توجہ کر کے چند روز ترک
سیاست کی اور خلق کو خزانہ سے زر دیکر کھودنے چاہ اور کشت اور زراعت کی تحریص کی لیکن خلائق از بسکہ خراب اور مضطر تھی جو
کچھ بطور تقاوی پایا تھا کچھ اپنے ماکولات مین صرف کیا اور کچھ چاہ و زراعت مین صرف کیا لیکن بسبب امساک باران کے
کنوئین کا پانی مفید نہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہونچی اس درمیان مین شاہو سے افغان نے طبل مخالفت
علانیہ ملتان مین بجایا اور بہزاد نائب ملتان کو قتل کیا قوام الملک کو ملتان سے دہلی کی طرف بھگایا اور بادشاہ
نے دہلی سے سامان لشکر درست کر کے ملتان کی سمت نہضت فرمائی ایک منزل مسافت قطع نہ کی تھی کہ والدہ اسکی
مخدومہ جہان کہ لنظام و الدنیا و تمام خاندان تغلق شاہیہ ساتھ اسکے وابستہ تھا دہلی مین برحمت حق واصل ہوئی سلطان محزون
اور ملول ہوا اور حکم دیا تو اہالیان سلطنت نے شہر مین اس مرحومہ کی روح پرفتوح کے واسطے طعام اور صدقات دیے اور خود روانہ ہوا
جب ملتان کے قریب پہونچا شاہو سے افغان نے عریضہ مشتمل بر ندامت و راہی بازگشت کے بھیجا اور خود ملتان چھوڑکر افغانستان
مین گیا بادشاہ راہ سے معاودت کر کے دہلی مین آیا اور دہلی مین قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر وہیہ

خزانۂ عامرہ سے دیا تو کنوئین کھودین اور کشتکاری مین مشغول ہون لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی باران کے سبب سے تقصیر اور اہمال کرتے تھے اور سیاستین بہونچتے تھے اُسوقت مین ایک گروہ مندہران اور چوہان اور میانے و بہسنیان کہ ولایت سنام اور سمانہ مین تھے تمرد کرکے جنگلون عظیم مین در آئے اور مکانات بنواکر مقیم ہوئے اور مالگذاری سے کھینچے بادشاہ نے بمرافقت انکے لشکر کھینچکر مکانات اُنکے کہ باصطلاح ہند مین مندل کہتے ہین منہدم کیے اور اُنکی جمعیتون کو پریشان کیا اور اُنکے سردارون کو ہمراہ لاکر شہر مین جگہ دی اور ۷۴۲ھ سات سو بیالیس ہجری مین ملک چندر کہ سردار کھکران کا تھا اُسنے علم مخالفت بلند کرکے حاکم لاہور یعنی ملک تاتارخان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ جہان کو اُسکے دفع کے واسطے بھیجا اُسنے کھکران کو مخذول اور منکوب کیا اور جو دلمین بادشاہ کے متمکن ہوا تھا کہ سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نہین ہی ہمیشہ اس اندیشہ مین تھا کہ اجازت حاصل کرے اس درمیان مین سنا کہ حکام مصر نے واسطے ایک مصلحت کے دودمان عباسی سے کسی کو سریر خلافت پر بٹھایا ہی پس اُسیوقت باتفاق کمال الملک غائبانہ بیعت ساتھ اس خلیفہ کے کرکے بجاے اسم اپنے نام خلیفہ سکہ مین درج کیا اور شہر مین نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے اوقات عریضہ لکھنے مین صرف کرکے مرسول رکھا اور ۷۴۴ھ سات سو چوالیس ہجری مین حاجی سعید حرمزی ہمراہ ایلچی بادشاہ اکر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما اور مشائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ کوس استقبال کرکے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید حرمزی کے قدمون پر دیکر چند قدم پیادہ اُسکے جلو مین گیا اور شہر مین قبے آویزان کیے اور زر خطیر فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی ادا کے واسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھکر اسامی بادشاہان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نرکھتے تھے خطبہ سے موقوف کیا اور نام باپ کا طراز جامہاے زربفت مین اور شرفات عمارات نام خلیفہ ثبت فرماکر ایک عریضہ مطول مشتمل تواضع بے اندازہ بخط خود تحریر کیا اور ایک گوہر نفیس کہ مثل اُسکا خزانے مین نتھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی رجب رفیع کی معیت سے مصر مین روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جاندار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقوی اور عبادت مین نظیر رکھتا تھا اور اُس سے مقرب تر کوئی نتھا داخل پیشکش کرکے ملازمت خلیفہ مین لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عریضہ اُسکے متضمن اقرار عبودیت خلیفہ مصحوب حاجی رجب رفیع کے مرسول کیا اُسوقت کشنا نایک پسر لدردیو نے نواحی ورنکل مین رہتا تھا چیدہ بلال دیو کے پاس جو راے عظیم الشان کرناٹک کا تھا جاکر کہا کہ مسلمان لوگ دیار تلنگ اور کرناٹک مین داخل ہوتے اور عزیمت رکھتے ہین کہ ہمین ایکبارگی مستاصل کرین اس بارہ مین ایک فکر چاہیے کہ تا بلال دیو نے جمیع اعیان مملکت کو حاضر کرکے مشورہ طلب کیا اور بعد تفکر اور امعان نظر کے قرار پایا کہ بلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑکر خود سر حد راہ سپاہ اسلام مین تختگاہ بناوے اور معبر اور دہورسمندر اور کنپلہ کو مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور کشنا نایک صرف ہمت کرکے ورنکل کو بھی کہ اس ایام مین فرصت ہی حوزہ دیوان دہلی سے لیوے اور بلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد کے جانب مین ایک شہر نام اپنے فرزند بیجن راے کے بنا کیا کہ مشہور بیجن نگر ہوا اور رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بیجانگر ہوا اور پیادے اور سوار بہت ہمراہ کشنا نایک کرکے پہلے ورنکل پر قابض ہوا اور ملک عماد الملک وزیر بھاگ کر دولت آباد مین آیا بعدہ بلال دیو نے کشنا نایک کو کمک دیکر دو طرف سے ایان معبر اور دہورسمند کو جو قدیم الایام سے باج گذار حاکم کرناٹک تھے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور خطہ خواستہ

ہر طرف سے بیدار ہو اممالک دور دست مین گجرات اور دیوگدھ کے سوا بادشاہ دہلی کے تصرف مین نہ رہا بادشاہ اُس
سبب سے نہایت پریشان ہو کر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلائق سیاست بادشاہ کی سننے سے متنفر زیادہ تر ہوتی
یہ امر سبب زیادتی فتنہ وفساد ہوا اور جو بسبب امساک باران کے فائدہ سعی وکوشش بادشاہ کا زراعت کے بارہ مین
مترتب ہونا تھا ناچار حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور جن لوگون کو کہ زجر وتوبیخ سے شہر مین نگاہ رکھا ہے
رہا کرین جو کہ زندہ رہے تھے مع زن وفرزند گرتے پڑتے بنگالہ کی طرف دوڑے بادشاہ بھی قحط سے لاعلاج ہو کر
شہر سے برآمد ہوا اور پٹیالی اور کنپیلہ کو طے کر کے آب گنگ کے ساحل پر اقامت کی اور فرمایا تو آدمی وہان چھاونی تیار کرین
اور چھاونی کی تیاری کے بعد اس موضع کا سرگدواری (نام مقام ۱۲) نام رکھا اور کڑہ اور اودھ سے غلہ وہان پہونچتا تھا اور شہر کی نسبت
وہان ارزانی حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفرآباد اور اودھ رکھتا تھا اور اپنے بھائیون کے ہمراہ وہان رہتا تھا
ہمیشہ غلہ اور آذوقہ اور اقمشہ اور سائر ما یحتاج سرگدواری مین متواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ مین کہ بادشاہ
وہان رہتا تھا نقد وجنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنکہ خدمت سلطان مین ارسال کیے اور سلطان کو اسکی نسبت اعتقاد تمام پیدا
ہوا اور اسکی حسن کفایت پر تحسین اور آفرین کی اور اسی زمانے مین کہ بادشاہ سرگدواری مین تھا چار فساد حادث ہوئے
اور جلد ساکن ہوئے اول فساد نظام مائین کا کڑہ مین ظاہر ہوا اور وہ ایک مرد کنگلی اور یاوہ گو اور ہرزہ کار تھا
اس جہت سے عہدہ مقاطعہ سے برنہ آیا اور ۷۴۵ھ سات سو پینتالیس ہجری مین باغی ہو کر اپنے تئین سلطان علاء الدین
مشہور کر کے چتر سر پر لیا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اسکے دفع مین متوجہ ہووے عین الملک نے مع اپنے بھائیون کے حشم
لشکر کھینچکر اسکو دستگیر کیا اور سر اسکا کاٹ کر بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور شیخ زادہ نظامی کہ سلطان کی بہن کی لڑکی
اسکو بیاہی تھی اُدھر نامزد ہوا اس نے ایک جماعت کو کہ اس فساد مین شریک نظام مائین تھی دستیاب کر کے جزا
اور سزا مین پہونچایا اور دوسرا فساد جو اس سال دکن مین حادث ہوا وہ یہ ہے کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدر
کو کرور تنکہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اسکی ادائی سے عہدہ برآنہ ہو سکا باغی ہو کر قلعہ بیدر مین متحصن ہوا قتلغخان دیوگدھ
سے نامزد ہوا اور دوسرے امرا بھی دہلی سے اُس کی کمک کے واسطے تعین ہوئے اور قتلغخان نے قلعہ بیدر کو محاصرہ
کر کے قول وقرار سے اس کو قلعہ سے برآورده کر کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجا ابھی ایک مہینا اس واقعہ سے
نہ گذرا تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان علائی جو امیران صدہ سے تھا اور دولت آباد سے واسطے تحصیل مال واجب
سلطانی کے گلبرگہ کی طرف گیا تھا جب اس حدود کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیون کو کہ ایک اُن مین حسن
کانکوی تھا اکٹھا جمع کیا اور ۷۴۶ھ سات سو چھیالیس ہجری مین بہرن ضابط گلبرگہ کو جو نوکران معتمد سلطان سے
تھا غدر کر کے ہلاک کیا اور مال ومتاع اور سلب وسامان اُسکا غارت کر کے بیدر مین گیا اور نائب غیبت بیدر کو بھی
قتل کر کے اُس ولایت کو بھی اپنے تصرف مین لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قتلغخان کی کمک کے واسطے
بھیجکر اُس کے دفع کا امر کیا اور جب قتلغخان بیدر کے اطراف مین پہونچا علی شاہ استقبال کر کے جنگ مین مصروف ہوا
پھر شکست کھا کر قلعہ بیدر مین پناہ لی اور قتلغخان سے قول دیکر اسے مع بھائیون قلعہ سے برآورده کیا
اور سرگدواری مین سلطان کی خدمت مین حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اسکے بھائیون کو اخراج کر کے
غزنین بھیجا اور جب وہ خوف گرفتنی بحکم غزنین سے پھر آئے اسی وقت قتل ہوئے اور جیسا کہ گذرا تھا بادشاہ کو عین الملک کی

بجا آوری خدمات مستحسن اور پسند پڑی تھیں مقام عنایت مین ہوکر چاہا کہ اُسے مع تحصیل اور نواحین دولت آباد مین بھیجکر ورنگل کی بھی مہم ساتھ اُسکے رجوع کرے اور قتلغخان کو حضور مین طلب فرما دے عین الملک آپکو دست تو ہم مین سپرد کرکے فکرہاے دور دراز مین پڑا اور اپنے دلمین اندیشہ کیا کہ قتلغخان اُستاد جسنے تمام مملکت دکن کو بوجہ احسن ضبط کیا اور حسن سلوک سے رعیت محدود کو مطیع اور منقاد کیا ہے بے تقریب اُسے دکن سے عزل کرنا اور مجھے بجاے اُسکے اس طرف بھیجنا خالی نہین ہے کھٹکا ہے البتہ ارادہ اور مقصد بادشاہ کا یہ ہے کہ ساتھ اس طریق کے میرے تئین اس حال و سے اُکھاڑکر کے ضائع کرے اتفاقاً اُسی درمیان مین ایک جماعت نو یسندگان ساختہ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم اُنکے قتل کا نافذ کیا تھا اُنھون نے بہانہ گرانی دہلی سے برآمد ہوکر اودھ اور ظفرآباد مین جاکر اپنے تئین عین الملک کی حمایت مین ڈالا تھا اور وہ خاطر سلطان کو اس سبب سے اپنے اوپر متغیر پاتا تھا چنانچہ اسوقت مین سواے تمرد اور عصیان کے چارہ نہ دیکھا علم بغاوت کا بلند کیا اور بحسب ظاہر بموجب حکم سلطان لشکر اور اپنے بھائیون کو اودھ اور ظفرآباد سے بلایا اور یہ ابھی راستہ مین تھے کہ عین الملک ایک شب کو سرگدواری سے برآمد ہوکر لشکر اور بھائیون سے جا ملا اور اس جلدی مین اُسکے بھائی علم جبارت بلند کرکے مع چار ہزار سوار سرگدواری کے اطراف مین آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کو جو صحرا مین چرتے تھے اپنے لشکرگاہ مین ہانک لے گئے بادشاہ نے سراسیمہ ہوکر لشکر امروہہ اور سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی آپکو مع لشکر دہلی خدمت مین پہونچایا بادشاہ نے افواج آراستہ کین اور عین الملک اور اُسکے بھائیون نے آب گنگ پر عبور کیا اور بادشاہ کے مقابل آنے بخیال اسکے کہ جو خلائق بادشاہ سے متنفر ہے شاید ہماری شریک ہو غرضکہ دوسرے دن اپنی فوج کو ترتیب دیکر صحراے قنوج مین برا جا یا سلطان اُنکی جرأت سے غضب مین آیا اور چاہا کہ اُنھین علف سیوف خون آشام کرے خود سوار ہوا اور عین الملک اور اُسکے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا گم کیے اور کچھ دیر کے بعد راہ فرار پائی اور عین الملک زندہ دستگیر ہوا اور شہر اللہ اُسکا بھائی مجروح آب گنگ مین غرق ہوا اور اُسکا دوسرا بھائی معرکہ مین مارا گیا اور تھوڑے مع اسپ و سلاح پانی مین ڈوب گئے اور وہ نیم جان کہ آب گنگ سے اپنے تئین ساحل تک لیگئے تھے گرا س ورموا س کے ہاتھ ہلاک ہوئے سلطان نے فرمایا کہ عین الملک کی ذات مین کچھ شرارت نہین ہے لوگون نے اسے اسپر آمادہ کیا تھا پھر اُسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور کلہاے بزرگ دیکر اُسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ وہانسے بہرائچ کی طرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر زیارت قبر سالار مسعود غازی کی جو سلطان محمود غزنوی کے اقارب سے تھے اور سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد مین یعنی ۵۵۷ھ پانسو ستاون ہجری مین کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے تیار کروائی اور زر کثیر وہانکے مجاورون اور فقرا کو عنایت فرمایا اور خواجہ جہان کو بہرائچ سے آگے بھیجا تو راستہ لکھنوتی کا لیوے اور بقیۃ السیف عین الملک کو لکھنوتی جانے سے روکے اور مردم دیگر جو دہلی سے بسبب قحط یا بادشاہ کے خوف سیاست سے اودھ اور ظفرآباد مین جاکر ساکن ہوئے ہین اپنے وطنون مین روانہ کرے اور بادشاہ خود بہرائچ سے دہلی مین آیا اور خواجہ جہان بھی اُس مہم سے کہ حوالے اُسکے ہوئی تھی خاطر جمع کرکے خدمت مین حاضر ہوا اسکے بعد حاجی رجب شیخ الشیوخ مصری مع فرمان نیابت اور خلعت خاص اور لواے امیر المومنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور اکابر استقبال کیا جب نزدیک پہونچا پیادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سر پر رکھکر دروازہ سے اندرون قصر تک پیادہ گیا اور مصحف اور حدیث کی کتاب مشارق مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھکر بنام خلیفہ آدمیون سے بیعت لیتا تھا اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور کہتا تھا امیر المومنین نے یہ حکم نافذ فرمایا ہے اور چند روز کے بعد

شیخ الشیوخ مصری کو انعام و اکرام بہت دیکر رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور مال اور جواہر فراوان خلیفہ کی خدمت
میں ارسال کیا اور اسی وقت مخدوم زادہ بغدادی کہ ظاہرا خاندان عباسی سے تھا ہند میں آیا بادشاہ نے قصبہ پالم تک
استقبال کیا اور دو لاکھ تنکہ اور ایک پرگنہ اور کوشک سیری اور تمام محصول زمین و محل حصار اور باغات اُسکے انعام
میں مقرر فرمایا اور جسوقت کہ مخدوم زادہ عزم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اُترکر چند قدم استقبال کو جاتا اور اُسے
اپنے پہلو میں تخت پر متمکن کرتا اور مودب اُس کے روبرو بیٹھتا اور ان دنوں میں واضح ہوا کہ ولایت مرہٹ اور دولت آباد
قتلغخان کے کارندوں کے ظلم و ستم سے خراب ہوئی اور محصول دکن دس حصہ سے ایک حصہ پہونچا ہر آئینہ بادشاہ نے
باتیں معقول بعرض کو باور کرکے قتلغخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک میں عدیل اور نظیر اپنا نہ رکھتا تھا دکن سے طلب
فرمایا اور حکم دیا کہ قتلغخان کا بھائی مولانا نظام الدین المخاطب بعالم الملک کہ بروچ میں رہتا تھا دولت آباد کی طرف
جاکر عمال کے پہونچنے تک ضبط مملکت اور ترتیب امور اور اصلاح معاملات کرتا رہے اور قتلغخان اُن دنوں حوض کی
تیاری میں مشغول تھا جو اس زمانے میں ساختہ حوض قتلغ کے بتبدیل حرفین ہو مشہور ہے اور انتمام اُس حوض کا اُسکے
حوالہ کیا اور خزانہ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی میں لیجانا ناممکن تھا قلعہ دھارا گڈھ
میں نگاہ رکھا اور بسرعت تمام دہلی کی طرف روانہ ہوا اور دھارا گڈھ عبارت حصار بالائے کوہ سے ہے اور دامن میں
اس پہاڑ کے ایک ضلع سے پیوستہ حصار گچ اور سنگ سے کھینچا ہے اور قلعہ دولت آباد مراد اُس قلعہ سے ہے کہ کوہ پر کھینچا
گیا ہے اور بادشاہ نے قتلغخان کے بعد پہونچنے کے دہلی میں اپنے تئیں فرمان خلیفہ عباسی کے وصول سے مستحق بادشاہی جان کر
مجدداً باستقلال تمام کار و بار والامری میں غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ اُسکے تصرف میں تھی چار شق کرکے چار شقدار کے حوالہ کی اور
عماد الملک سرتیز بادشاہی کو کہ سردار شجاع اور عاقل اور مدبر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف بغرا کو کہ امرائے
کبار سے تھے ہمراہ کرکے دولت آباد میں روانہ فرمایا اور خالصات دکن کے ساتھ سات کرور تنکہ سفید کے مقاطعہ کرکے اُسکے
ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات میں ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہیں لیکن رعایائے دکن تغیر قتلغخان اور بےاعتباری شقداران
سے مضطرب ہوکر بعضوں نے جلاے وطن کیا اور بعضوں نے تمردی کا طریقہ اختیار کیا اور اس ولایت میں خرابی پڑی ایسے ہی
عزیز خمار کو جو اراذل سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیجا اور رخصت کے وقت فرمایا سنا ہے میں نے کہ جو فساد اُس ولایت میں پیدا ہوتا
ہے باعث اُسکے امیران صدہ اُس مملکت کے ہوتے ہیں چاہیے کہ ہر کسی کے وہم میں کہ جو اُنمیں سے مفسد ہو تو تقصیر نکرے چنانچہ
بادشاہ بعد فراغ مہم دکن اور مالوہ کے سرگرداری کی طرف آیا اور آبادانی ملک اور تکثیر زراعت میں کوشش کی اور اس بارہ
میں اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نامہ رکھا اور اسکے واسطے ایک محکمہ علیحدہ وضع کیا موسوم بہ دیوان امیر کوہی
کے ہوا اور جملہ مخترعات اُسکے سے یہ تھا کہ تیس کوس سے تیس کوس مسافت کو دائرہ فرض کرکے ساتھ ایک شقدار کے رجوع کیا کہ
جسقدر زمین اُس مسافت میں ہو اگر نامزروعہ ہو مزروعہ کرے اور اگر مزروعہ ہو تو اُسے اعلیٰ مرتبہ کو پہونچائے اور
قریب سو شقدار کے اس کام کے واسطے منصوب ہوئے لیکن بعضے کہ گرسنہ اور مضطر تھے اور بعضے نہایت حریص و طمع
نظر ساتھ انجام کار کے نہیں ڈالتے تھے زراعت کے متکفل ہوتے تھے اور مبالغ بطور تقاوی اور انعام لیتے تھے اور اُسکو
اپنے حوائج ضروری میں صرف کرتے تھے اور منتظر سیاست بادشاہی بیٹھے تھے اور دو برس کے عرصہ میں تقریباً کئی لاکھ تنکہ خزانہ
سے اس کام میں صرف ہوگئے اگر سلطان محمد تھوڑے سے زندہ رہتا تو ایک شخص اس دام کے مفسدوں اور متکفلوں سے

زندہ نہ چھوڑتا اور اسی بادشاہ کے عہد مین دو مرتبہ امساک باران ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے آدمیون نے
اوقات ساتھ عسرت کے بسر کی پھر عزیز خمار نے دھار کی طرف پہونچا اور کار ملکی مین مشغول ہوا ایک دن بتقریب ضیافت امیران
صدہ کو عیارت پوشی سے ہمراہ طلب کیا اور قریب ہشتاد نفر امیر صدہ کو اسی مجلس مین بطور غدر کے قتل کیا اور ملاحظہ اسکا
نہ کیا کہ امیران صدہ دکن اور گجرات وغیرہ متوہم ہو کر مقام فساد مین ہونگے اور عریضہ بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ خانہ زاد نے ایک
خدمت نمایان کی ہے بادشاہ نے اسکو دولتخواہی بزرگ تصور کرکے گھوڑا اور خلعت مع تحسین نامہ واسطے اسکے بھیجکر فرمایا کہ ہر
امراے بزرگ تحسین نامہ عزیز خمار کو لکھکر رخصت ہاے عمدہ اور خلعت فاخرہ بھیجین اور خود بہوس تربیت اراذل جو کہ
فرمودہ اسکے سے تجاوز نکرین مصروف ہوا چند شخص جو اسافل روزگار سے تھے انکو اپنے قرب مین اختصاص بخشکر مدارج اور
مراتب انکے اکثر امراے بلند تر کیے منجملہ ان کے بقیان مطرب بچہ کو ولایت گجرات اور ملتان اور بداؤن تفویض فرمائی
اور ایک باغبان کو جو سفلہ ترین مردم سے تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور منکائی بھٹیارے ولد
باغبان اور شیخ بابو بے بابک جولاہہ بچہ کو اپنے قرب مین ممتاز کرکے جاگیرین اور نظامتین بزرگ حوالہ فرمائین اور مقبل
نام غلام احمد ایاز کو کہ صورت و معنے مین حقیر ترین اسکے غلامون سے تھا گجرات کی وزارت تفویض کی اور ان دو بیتون کے
مضمون سے غافل ہوا نظم مہ ناکسانرا برافراشتن ٭ وزایشان امید بہی داشتن ٭ سر رشتہ خویش گم کردن ست ٭ بجیب
اندرون مار پروردن ست ٭ اور بسبب اراذل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ دربارۂ قتل رعایا وغیرہ احکام بیجا دیتا تھا اور
امراے دانا اور عاقل جانتے تھے کہ صلاح بادشاہی اسمین نہین ہے ہر حکم سے پھیر کر ساتھ تغافل کے گذرانتے تھے بادشاہ کے دل
مین نقش اسکا جاگزین ہوتا تھا کہ جو آدمی اصیل و نجیب ہین انکے دلمین میری کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہین ہے
ایسی جماعت کو بزرگ کرنا چاہیے جو اراذل اور لئام سے ہووین القصہ جب عمل شیخ عزیز خمار کا غلغلہ اور بادشاہ کی تحسین
کا طنطنہ اطراف و جوانب مین پہونچا جوان کمین امیر صدہ تھے اپنے تئین فراہم کرکے منتظر وقت اور فرصت کے بیٹھے اس درمیان
مین ملک مقبل جسنے خطاب خان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑون خاص سواری کے جو گجرات مین جمع
کیے تھے دبوی اور بروده سے دہلی آتا تھا اس حدود کے امیران صدہ نے اسکو تمام تاراج کیا خانجہان پلٹ کر نہرواله کی سمت گیا
بادشاہ یہ خبر سنکر غضبناک ہوا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلغخان نے ضیاء برنی کے ہاتھ جو مؤلف تاریخ فیروز شاہی
کا ہے پیغام کیا کہ فساد امیران صدہ دبوی اور بروده کا اس قبیل سے نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اسکے دفع کے واسطے
نہضت فرماوے اور حضرت کے اقبال دولت سے دعاگو کو بھی اسقدر استعداد اور لشکر ہے کہ تسکین اس فساد کا کرے اور
بادشاہ بنفس خود کی نہضت سے احتمال ہے کہ اور بھی فساد پیدا ہون بادشاہ نے اسکی التماس قبول نفرمائی فوج کی تیاری کا حکم
نافذ کیا ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو نیابتہً مع خان جہان اور ملک کبیر کے دہلی مین چھوڑا اور خود رمضان سنہ سات سو پینتالیس
ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور قصبہ سلطان پور مین کہ پندرہ کوس شہر سے ہے نزول فرمایا تا لشکر جمع ہووے اور اس درمیان
مین عریضہ عزیز خمار کا پہونچا کہ جو امیران صدہ بیہودہ تھا اور پروردۂ فتنہ انگیزی کا ہین اور دھاری اسسے بہت قریب تھا شہر دھارا
کی فوج کو آراستہ کرکے انکے دفع کے واسطے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہو کر فرمایا کہ عزیز خمار نا کردہ کار ہے
اور طریقہ حرب کا نہین جانتا ہے عجب نہین کہ مارا جاوے بعد اسکے خبر پہونچی کہ جب عزیز خمار باغیون کے مقابل ہوا ۸
بدحواس ہو کر گھوڑے سے گرا باغیون نے اسے گرفتار کرکے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطانپور سے روانہ ہوا ۲۰۰

اثنائے راہ میں ایک دن ضیاء برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہیں
اور میں ہرگز سیاست کو ترک نکرونگا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہے بتا کہ بادشاہوں کو سیاست کس کس مقام میں مناسب
ہے عرض کی کہ تاریخ کسروی میں مذکور ہے کہ بادشاہ کو سات محل میں سیاست لازم ہے اول وہ شخص کہ دین حق سے پھرے اسپر
سیاست لازم آوے دوسرے وہ کہ عمداً خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مرد زن دار ساتھ عورت شوہردار کے زنا کرے چوتھے وہ
کہ ساتھ سلطان کے اندیشہ غدر کا کرے پانچویں وہ کہ بانی فساد ہووے اور بغاوت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل رعایا سے
ہووے اور ساتھ باغیوں کے موافقت کرے اور زر اور اسلحہ رسانی میں معاونت کرے ساتویں وہ کہ بادشاہ کا حکم خوار رکھے اور کسی وجہ
سے فرمانبرداری نکرے پھر پوچھا کہ ان سیاستوں میں کتنی قسم حدیث شریف کے موافق ہیں عرض کی ان سیاست ہفتگانہ میں تین
مقام پر حدیث وارد ہے اور وہ یہ ہے ارتداد اور قتل مسلم اور زنائے محصنہ اور چار سیاست صلاح ملک کے واسطے مخصوص بادشاہوں
کو ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق میں خلائق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ میں اشتداد زمانہ سے
مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہے یہانتک کہ بائو خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کر کے بغاوت اور فساد کو ترک کرے یا
میں درمیان سے برخاستہ ہوں اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہیں ہے کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام ملک
کرے کہ احتیاج خونریزی کی نہووے اور جب پہاڑ آبو پر جو گجرات کی سرحد میں واقع ہے پہونچا شیخ معز الدین کو کہ ایک امرائے
معتبر سے تھا باغیوں کی سرکوبی کیواسطے رخصت کیا وہ جب دیوی کے اطراف میں پہونچا خان جہان بھی اُسکا شریک ہوا جب
باغیوں کے سر پر پہونچے دیوی کے اطراف میں جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاش کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوے بادشاہ
آبو سے معاودت کر کے بھروچ میں آیا اور وہاں مقیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک وزیر ممالک کو مع امرائے صدہ بھروچ
مفروروں کے تعاقب میں بھیجا عماد الملک آب نربدہ کے کنارے اُنسے ملاقی ہوا اور انہیں کے اکثروں کو تہ تیغ کیا اور اُنکی
اولاد اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے مانند یو بگلانہ کے ضابطہ یعنی حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور ماندیو نے سلطان
کے ملاحظہ سے اُنھیں تاراج اور خراب کیا شر انکا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک نے چندروز آب نربدہ کے
کنارے توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت شمشیر کے تلے سے بھاگ کر لوٹ
میں آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چندروزہ بھروچ میں نزول اجلال فرمایا اموال بھروچ اور کنبایت اور تمام بلاد گجرات کا کہ
آدمیوں کے پاس رہا تھا بشدت تمام وصول کر کے خزانہ میں داخل کیا اور ان لوگوں کو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے مقتول
کر کے فتنہ خوابیدہ کے بیدار کرنے میں مشغول ہوا زین الدین زند کو جو مجید الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن رکن الدین
تھانیسری کو جو شریران روزگار سے تھے دولت آباد میں بھیجا تو وہانکے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کر کے سیاست کو
پہونچا دیں پھر چندروز کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہو کر چاہا کہ اُس جماعت کو اپنے روبرو بلا کر قتل کرے پھر اُنکے
پیچھے ملک علی سرجاندار اور ملک احمد لاچین کو جو میر خسرو کے عزیزوں سے تھے عالم الملک برادر قتلغخان کے روبرو بھیجکر
فرمان لکھا کہ امیران صدہ کو جو وہاں معروف و مشہور ہیں حضور میں بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار اُنکے ہمراہ لیے اور حکم دیا کہ
ہمراہ ان دو امیر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ رائچور اور مدگل اور گلبرگا و بیجاپور
اور گنجوتی اور رائی باغ اور کلار اور سکری اور برار اور رامی گیر وغیرہ کو دولت آباد میں طلب کیا اور جب امیران نے
سیاست سلطان کی خبر سنی نزدتر حاضر نہ ہوئے ملک علی سرجاندار اور ملک احمد لاچین کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

برسبیل محصلی اُس حدود مین روانہ کیا انھون نے نہایت کوشش کرکے امیران صدہ کو مانند نصیرالدین تغلچی اور قزلباش حاجب
اور حسام الدین اور اسمٰعیل فتح اور حسن کانکو اور نورالدین سے گلبرگہ مین جمع کرکے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور عین الملک نے
انھین بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور جب دھاراتک دون مین جو مابین قصبہ گنج اور دولت کے واقع ہے پہونچے
امیران صدہ سیاست سلطان سے خائف اور ہراسان ہوئے اور آپس مین مشورہ کرکے اقرار کیا کہ ہماری طلب سے سوائے قتل
اور سیاست کے کوئی امر دوسرا نہین ہے لائق یہ ہے کہ ہم مثل گوسفندان دست و پابستہ کے اپنے تئین قصاب خونخوار بے رحم کے حوالہ
نہ کرین انسب یہ ہے کہ بہانے سے پلٹ کر علم مخالفت بلند کرین پس اتفاق کرکے کوچ کے وقت امرانے محصل پر تاخت لائے اور ملک احمد لاچین
کو قتل کرکے اُسکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی جامدار جس طرف سے آیا تھا ادھر مفرور ہوا اور امیران صدہ نے
دولت آباد مین تاخت کرکے عالم الملک کو محاصرہ کیا اور قلعہ کی فوج سے موافقت کرکے چند روز مین قلعہ پر متصرف ہوئے
اور عالم الملک کو کہ حسن سلوک اُسکے سے راضی تھے جان کی امان دی اور باقی عاملان سلطانی کو ساتھ ابن رکن الدین تھانیسری
کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ آپس مین قسمت کیا اور امیران صدۂ گجرات بھی کہ گوشے اور کنارے کہ اس اور
مواس مین پوشیدہ تھے سب اُنکے شریک ہوئے اور اسمٰعیل فتح برادر مکل افغان نے کہ وہ بھی امیران صدہ سے تھا اور وفور
عقل و مروت سے اتصاف رکھتا تھا اپنے تئین بادشاہ کرکے اپنا نصیرالدین خطاب کیا بیت اسمٰعیل فتح را دران دار و گیر
شاہی نحو اندند نام نصیر ۞ جب اُس فساد کی خبر بھروچ مین بادشاہ کو پہونچی بسبیل استعجال بھروچ سے کوچ بکوچ کرکے دولت آباد
مین آیا اور امیران صدہ نے افواج آراستہ کرکے صفوف سنوارے اور آثار جو انمردی اور بہادری کے اس طرح سے ظہور مین
پہونچائے کہ میمنہ اور میسرہ بادشاہ کے متفرق اور پسپا ہوئے اور قریب تھا کہ چشم زخم پہونچے ناگاہ اُنکا سردار مقدمہ قتل ہوا اور
اُسکے تخمیناً چار ہزار سوار نے یکبارگی وادی کی طرف ہزیمت کھائی اور رات نے درمیان مین پردہ ظلمانی ڈالا ساتھ اس طرح کہ
کہ وہ آپس مین ایک دوسرے کے حال سے خبر نہ رکھتے تھے اور میدان جانستان کے ترتیب فروکش ہوئے تھے اسمٰعیل فتح اور تمام
امیران صدہ نے قرعہ مشورت کا درمیان مین ڈالا اور بہتری اسمین دیکھی کہ اسمٰعیل فتح مع ایک جماعت کے جو قلعہ کی محافظت کے
واسطے پر حصنور سہر قلعہ دولت آباد مین داخل ہووے اور باقی امرا گلبرگہ مین جاکر اپنی جاگیرون کی محافظت کرین اور جب سلطان دکن
سے نکل جاوے پھر دولت آباد مین فراہم ہوکر اپنے کام مین مشغول ہووین پھر اسمٰعیل فتح قلعہ دھاراگڈھ مین جو غلہ اور تمام مایحتاج سے
مملو تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر حسن کانکو بھی انھین سے تھا قول و قرار کیے موافق اپنی جاگیرون مین دوڑے اور سلطان نے عمادالملک
سرتیز کو کہ قبل اسکے ایلچپور مین رہتا تھا اور تاب مقاومت امیران صدہ نہ لاکر سلطانپور کی طرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امرا کے باغیون کے
دفع کے واسطے گلبرگہ کی طرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوشک خاص مین سکونت کی وہانکے باشندون کو ہمراہ امیر نوروز گرگین کے
دہلی کی طرف روانہ کیا اور فتح نامہ لکھا کہ اسے دہلی کے منبر پر پڑھکر نقارے خوشی کے بجاوین پھر عازم تسخیر قلعہ دھاراگڈھ ہوا
سوار و پیادے بیشمار اسکے محاصرہ کے واسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلاناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر
قتل ہوتی تھی غرضکہ تین مہینے اسی نہج پر گذرے ناگاہ گجرات سے خبر پہونچی کہ ملک طغی غلام صفدر الملک نے کہ وہ بھی غلام جمعہ
ایاز خواجہ جہان کا تھا فساد برپا کرکے امیران صدہ کو جو کوہستان مین زمینداران کی تجویز سے رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا
ہے اور کنبایت کو غارت کرکے اب قلعہ بھروچ کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ یہ خبر سننے سے مضطرب ہوا خداوندزادہ قوام الدین
کو مع چند امرائے بزرگ مثل ملک جواہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر الجیوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کے واسطے

چھوڑکر خود بہ تعجیل تمام گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ رہا تھا ہمراہ لیگیا چنانچہ تفصیل شکو ہوگا
اور دکنیون نے لشکر سلطان کا تعاقب کرکے چند فیل اور خزانہ لیا اور بہتون کو قتل کیا جب سلطان بھروچ مین پہونچا آب نربدا
کے کنارے نزول فرمایا طغی نزدیک بھروچ سے کوچ کرکے کنبایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف بغرا کو اُسکے تعاقب مین تعین
فرمایا پھر کنبایت کی حوالی مین حرب واقع ہوئی یوسف بغرا مع اکثر مردم معتبر مقتول ہوا اور بقیۃ السیف بادشاہ کے
پاس بھاگ آئے اور طغی نے لبغی مین مضبوط ہوکر شیخ معزالدین اور دوسرے اہلکاران سلطانی کو کہ حبس مین رکھتا تھا
مقتول کیا اور بادشاہ غضبناک کنبایت کی طرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول مین کہ اب ساتھ احمدآباد کے مشہور ہے گیا بادشاہ
بھی اُسکے اثر پر راہی ہوا طغی نہروالہ کی طرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب سے ایک مہینا اساول مین توقف
کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ طغی جمعیت بہم پہونچا کر نہروالہ سے اساول کی طرف تاخت لایا ایک گڑھی مین فروکش ہوا ہے
اور عزم رزم رکھتا ہے اور صفوف جنگ آراستہ کیا چاہتا ہے بادشاہ بھی عین بارش مین اساول سے روانہ ہوکر
گڑھی مین آیا اور گڑھی مین فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اُسکے ہمراہی شراب پیکر فدائیون کے دستور سے
بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور جو کہ فیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سد راہ تھے محروم اور ناکام بھاگے اور
درختون کے انبوہ مین جو وہانسے قریب تھے داخل ہوئے اور وہانسے نہروالہ گئے اور پانسو آدمی طغی کی طرف کے جو پیچھے
رہ گئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنی قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف بغرا کے بیٹے کو
مع لشکر انبوہ طغی کے تعاقب مین بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ مین توقف کیا اور طغی نے فرصت پاکر اہل و عیال اور دوسرے
باغیون کو نہروالہ سے برآورد کرکے آب رن سے عبور کیا اور ولایت ٹھٹھ کے راستے سے کنتہ کی طرف بھاگا سلطان تین روز کے
بعد نہروالہ مین داخل ہوا اور حوض سہسلنگ کے کنارے سے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی مین مشغول ہوا مقدم اور راے
گجرات کے جو ہر طرف سے آتے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے انھین خلعت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے ساعی
جمیلہ سے گجرات کی پریشانی ساتھ اصلاح کے مبدل ہوئی اور چند کس معارف لشکر طغی سے کہ جدا ہوکر راے نامنڈل کی پناہ مین آئے
تھے اُسنے اُنکے سرتن سے جدا کرکے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر مین مصروف تھا کہ دکن سے خبر
پہونچی کہ امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھاکر متفرق ہوئے تھے اب یکجا جمع ہوکر حسن کانکو کے سرگروہی سے عمادالملک
مشیر کو قتل کیا اور خداوندزادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیرالجیوش اور تمام امراے بادشاہی کو اس مملکت سے مالوہ کی طرف
بھگا دیا اور اسمٰعیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہوکر اُنسے جا ملا اور دولت آباد اُنکے تصرف مین آیا جب اسمٰعیل نے سلطنت سے
استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُسکی تجویز سے حسن کانکو کو بادشاہ کرکے سلطان علاءالدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر
حیرت اثر سنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو پیہم اُٹھتے ہین سیاست کی کثرت سے واقع ہوئے
ہین بادشاہ یہ اندیشہ کرکے چند روز سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ملک غزنین اور صدر جہان
اور امیر رفیعہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے دہلی سے طلب کیا تو حسن کانکو کے تدارک کو روانہ کرے اور جن دنون کہ یہ خدمت انپر ہوچکے
خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بیشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے انکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ مہم
گجرات اور تسخیر کرنال سے جو ساتھ جونہ گڑھ کے شہرت رکھتا ہے خاطر جمع کرکے خود حسن کانکو کے دفع مین مشغول ہووے
واسطے اُسکے اُسنے دو برس گجرات مین بسر کیے پہلے سال سرانجام اور سیقل لشکر مین مصروف رہا اور دوسرے برس حصار کرنال کی تسخیر

مین مشغول ہوا اور جمیع مقدم اور رانے اس نواح نے حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور خدمت مین سلطان کے حاضر ہوئے اور کنکار جو والی بیت کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور فحواے عبارت تاریخ نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ حصار کرنال مسخر سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ قلعہ سواے محمود شاہ گجراتی کے کسی سے مفتوح نہین ہوا اور سلطان تغلق نے ساتھ اطاعت وہانکے راجہ کے اکتفا کیا الغرض ضیاء برنی کہتا ہے کہ بادشاہ نے اس حال مین مجھسے فرمایا کہ میری مملکت نے امراض متضادہ بہم پہونچائے ہین اگر ایک مرض کا علاج کرتا ہون دوسرا مرض غالب ہوتا ہے اور تو نے کتب تواریخ بہت پڑھی ہین اس بارہ مین تیرے دلمین کیا پہونچتا ہے ضیاء برنی کہتا ہے مین نے عرض کیا کہ ایک کتب تواریخ سے یہ نکلتا ہے کہ اگر بادشاہ سے خلائق متنفر ہو فساد متعدد و حوادث ہووین علاج یہ ہے کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہووے اپنا قائم مقام کرے اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ نکرے ترک کرے ان اعمال کو کہ جو موجب تنفر خلائق ہوتے ہین فرماوے بادشاہ نے فرمایا میرا اس طور کا فرزند کہ قائم مقام ہو نہین ہے اور مین سیاست ترک کرنے والون سے بھی نہین ہون جو کچھ ہونیوالا ہے ہو۔ مصرعہ

شود شود نشود گو مشو چہ خواہد شد *

بادشاہ کونڈل مین جو کرنال سے پندرہ کوس ہے مرض مین مبتلا ہوا اور قبل اسکے کونڈل مین پہونچے بسبب اسکے کہ ملک کبیر نے دہلی مین وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کی طرف بھیجا اور خداوند زادہ اور مخدوم زادہ اور دوسرے معارفون کو دہلی سے کونڈل کی طرف طلب فرمایا اور جب سلطان کونڈل مین پہونچا وہ تمام لوگ مع حرمون اور جمعیت ہاے ملوکانہ کے پہونچے اور بادشاہ کی خدمت مین بہت سے لشکر آراستہ ہوگئے اور مرض سے بھی صحت پائی اسکے بعد دیپالپور اور ملتان اور اچھ اور سیوستان سے کشتیان ٹھٹھ کی طرف طلب کین اور کونڈل سے روانہ ہوکر دریا کے کنارہ پہونچا اور طغی کے دفع کے واسطے مع لشکر اور اقبال کے دریا سے عبور کرکے دوسرے ساحل پہ فرودکش ہوا اسوقت مین التون بہادر مع پانچہزار سوار مغل کے کہ امیر قرغن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی کمک کو بھیجا تھا پہونچا بادشاہ نے انکے حق مین انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور دریا سے بقصد اخراج ایک گروہ سومرہ کے کہ طغی حرامخور پناہ ساتھ انکے لے گیا تھا ٹھٹھ کی طرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھ سے تیس کوس مسافت طے کی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور بوقت افطار مچھلی کھائی مرض تپ نے کہ قبل اس سے رکھتا تھا عود کیا اور باوجود اسکے کشتی مین سوار ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھ کے پہونچکر مقام کیا اور مرض لحظہ بلحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب اور قلق عظیم پیدا ہوا غرضکہ تاریخ اکیسوین ماہ محرم ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری مین کنارے آب سندھ کے پہونچا اور اسی مقام مین روزنامہ انکی حیات کا ساتھ رقم کل نفس ذائقۃ الموت کے مرقوم ہوا اور ایسا جبار قہار امیر خاک ہوکر پیوند زمین ہوا۔ نظم۔

روزگارا اگر کام خویش برداری * بر آفتاب اگر نام خویش بنگاری * اگر بہ ثروت ساسانیان رسی کیبار * دگر بچرخ فرازی علم زجباری * چہ سود عاقبتش بسپری و بسپاری * دریغ کاخوازان مگذری و بگذاری *

اور یہ مرثیہ اسکے فوت مین کہا گیا۔ مرثیہ۔

ماہیست شرب عالم را * میوہ گرست تخم آدم را * ای حریف عدم قدم در نہ * کہ زن این عالم کم از کم را * صبح محشر دمید وما در خواب * بانگ زن خفتگان عالم را * آنکہ فرش فنا گستردند * در نورد این بساط خرم را * ریخت بست و تخیر رہا زشگافت * سقف ایوان طاق طارم را * شہ محمد گذشت تر دل خاک * نیلگون کن لباس ماتم را * پس بدست خروش درشکن دہر * چاک زن این قبائے معلم را *

اور یہ چند بیتین سلطان محمد نے حالت نزع مین موزون کی تھین۔ قطعہ۔

بسیار درین جہان طبیدیم * بسیار نعیم و ناز دیدیم *

اسپان بلند برنشستیم * ترکان گران بہا خریدیم * کردیم بسے نشاط آخر * چون قامت ماہ نو خمیدیم * مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس برس تھی۔ **ذکر وقائع سلطنت پادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار رجب** کہتے ہین ملک فیروز باربک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اُسکے مقدمہ مین نظر استخلاف اور ولیعہدی کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری مین تیمارداری اور شرط حق خدمتگذاری بجالایا اُس حال مین عنایت اور شفقت بادشاہ کی اُسکے بارے مین ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیعہد یہ ہو اور یہ بیت پڑھی بیت تو سرسبز باشی بشاہنشہی * کہ من کردہ ام سر ز بالین تہی * سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد وفات لشکر مین شور اور برہمی بیشمار واقع ہوئی ملک فیروز باربک نے بھتیجے اردو کو ضبط خلائق پر تعین کرکے متکفل مہمات ہوا اور صلاح وقت کے موافق اول التون بہادر اور وہ امرا جو امیر قزغن کے پاس سے مدد کے واسطے آئے تھے علی قدر مراتب ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہین ہے مبادا تمھارے اور لشکر ہندوستان کے درمیان غبار نزاع مرتفع ہوکر ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہے کہ قبل ہمارے کوچ کرنیکے تم اردو سے برآمد ہوکر روانہ ہو التون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسیوقت خیمہ اور خرگاہ اُٹھا اور کوچ کرکے پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور امیر نوروز گرگین داماد ترمشیرین خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین ہند مین آیا اور امرا اُسکے دربار کے سلک مین منتظم ہوا تھا کفران نعمت اور کور نمکی پر کمر باندھی اپنے اور آدمیون کے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے پاس اردو ہوا اور کہا بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سروسامان ہے اور ابتک کوئی تخت پر نہین بیٹھا اور لوگ دل پریشان رکھتے ہین پس راہ سپاہ گری کی وہ ہے کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑین اور نقود اور جواہر سے جو کچھ ہاتھ آوے لیکر اپنی ولایت کی طرف روانہ ہون پس اسی طرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر تا قافلہ کے نزدیک بے سروسامان جاتا تھا اردو پر تاخت لاکر چند صندوق خزانہ کے اور کئی شتر بار تصرف مین لائے اور لڑکے اور لڑکیان بہت اسیر کرکے لوازم غارتگری مین تقصیر نہ کی اور امرا سے سلطان محمد نے ہزار ترس و بیم اُردو کو سیوستان عرف سہون مین پہنچا کر نزول کیا اور اُس شب صبح تک شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوکر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن مخدوم زادہ عباسی اور شیخ الشیوخ نصیر الدین محمود اودھی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امرا سے کبار اور ارباب حل و عقد اتفاق کرکے ملک فیروز باربک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیعہدی آپکو تفویض فرمائی ہے سوا اس امر عظیم الشان کے شایستہ نہین ہے مناسب یہ کہ آپ مہمات سلطنت کو معطل نفرمایئے اور سریر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک فیروز باربک نے اظہار عذر سفر حجاز اور زیارت حرمین شریفین کیا اور ہر چند عذر کیے مفید نہوئے آخر ناچار ہو محرم کی تیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جبکہ پچاس اور چند مرحلہ عمر شریف اُسکی سے طے ہوئے تھے تخت جہانداری پر جلوس فرمایا قطعہ

مخالف شکن شاہ فیروز بخت * بفیروزی فالی برآمد بہ تخت * ز فیروزی دولت کامگار * نشاط نو انگیخت در روزگار *

پہلے دن جلوس مین کئی ہزار نفس کہ مفسدان ٹھٹھہ اور مغل کی قید مین پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن نہایت شوکت و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور جس طرف سے کہ سواران مغل اور مفسدان ٹھٹھہ دست اندازی کے واسطے آتے تھے دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہوکر سزا سے اعمال کو پہونچے قطعہ ہما سے

چتر ہمایون او چو بال کشاد * از پی صید کند چند دعوی بازی بجہان لباخت جانباز ہوا سے معلق * کہ از طبیعت ضعفا اور فتنہ

تا سازی + امیر نوروز گرگین اور التون بہادر اور دوسرے مغلوں نے صلاح توقف مین نہ دیکھکر از روے استعجال اپنے ملک کی طرف دوڑے اور مردم ٹھٹھہ جو طغی کی تحریک سے فتنہ اور فساد مین تقصیر نکرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ قدم اندازہ سے باہر نرکھتے تھے اور خلائق پر جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جہان اور مال کا اثر ثابت ہوا اور اسکے بعد بادشاہ نے کوچ متواتر کے سیوستان سے قلعہ بھکر مین آیا امرا اور ملوک اور مشائخ اور علما کو ساتھ انعام اسپ و خلعت و شمشیر و چٹکے کے نوازا اور اسی طور سے سیوستان اور بھکر کے باشندون کو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور مشاہرہ باشاہان صوبہ کی مقرر کرکے اسکے جاری کرنے کے واسطے فرامین صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان محمد مین حاضر ہو کر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعامات دیکر پھر رخصت مراجعت وطان دی اور خداوند زادہ عماد الملک اور امیر علی غوری کو طغی طاغی کے تدارک کو روانہ کرکے خود اُچھ کی طرف متوجہ ہوا اور وہانکے ائمہ اور اہالی کو بھی رہین احسان کرکے وظیفے مقرر کیے ناگاہ خبر پہونچی کہ احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے سلطان محمد تغلق شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اُسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی مین چھ برس کے لڑکے مجہول النسب کو ساتھ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھکر بادشاہ بنایا ہے اور ایک خلق کو اطاعت کے واسطے دعوت سبب فراہم کیا ہے اور معرکہ بہم پہونچایا ہے سلطان فیروز نے اس بات کا گمان اُسکی خرافت اور حماقت پر کرکے سیف الدین شحنہ پیل کو بطریق فرمان عفو و نصیحت اُسکے پاس بھیجا اور وہانسے کوچ کرکے جب دیپالپور مین آیا خلق کی آسایش کے واسطے چند روز توقف فرمایا اور وہانسے بھی آہستگی تمام اجودھن مین پہونچکر زیارت مزار شیخ فرید الدین قدس سرہ سے سرفراز ہوا اور اُنکے خانوادہ کی بہت تعظیم کی اور مجاورون اور مستحقون اس بقعہ کو ارشین کیں اور جب جیددہن سے راہی ہوا ملک قبول عماد الملک نائب الملک نے پیشہ ملتان سے آکر ملازمت کی اور ساتھ خلعت مرصع کے مخصوص ہو کر منصب وزارت کل ممالک پر منصوب ہوا اور خطاب خانجہانی پاکر کنگرہ اُسکے مرتبہ کا فلک الافلاک سے گذرا اور جب بادشاہ اطراف ہانسی مین پہونچا احمد ایاز نے سید جلال الدین ترمذی اور ملک حبیب الدین کچھی اور مولانا نجم الدین اور اپنے خانہ زاد داؤد خان کو برسم رسالت فیروز شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ہنگام سلطنت سلطان محمد تغلق شاہ کے خاندان مین برقرار ہے اگر وہ خداوند تخت و تاج ساتھ دین سلطان مرحوم کے رجوع کرکے خود ساتھ رسم نیابت کے پرداخت امور ملکی کرے پسند طبائع مستقیم ہوگا فیروز شاہ نے جمیع اعیان درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاضر کرکے کہا کہ تم سلطان محمد کے محرمون اور نزدیکون سے تھے اگر اُس سے کوئی فرزند باقی رہا ہے کہو تو اسے تخت پر بٹھاکر ہم اُسکی اطاعت میں مشغول ہوون سب متفق الالفاظ والمعنی بولے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہین اور وارث اور وصیت کے موجب سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھ خداوند نعمت کے راجع ہوئی اور جب مشائخ اور علما سے مثل شیخ محمد نصیر الدین اودھی اور کمال الدین سمانہ اور مولانا شمس الدین باخرزی کے اس مجلس مین حاضر تھے استفسار کیا تو مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو اول شروع کیا ہے اولی تر ہے پس اس صورت مین مولف کہتا ہے کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ وہ لڑکا سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کس واسطے کہ علما نے گواہی ساتھ سلب اولاد کے نہین دی اور اس سے ساکت ہو کر مسئلہ دیگر درمیان مین لائے علی ای حال بادشاہ نے رسولان احمد ایاز کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زاد اور مولانا زادہ کو جو ہمیشہ دون سے تھے اُسکے پاس بھیجکر ساتھ کلام نصیحت آمیز کے ہدایت فرمائی اور جب پہونچے داؤد خانہ زاد کے جو اکثر امرا مثل ملک تبو حاجب اور ملک حسن ملتانی وغیرہ کہ احمد ایاز سے موافقت کرکے اختیار اپنے تصرف مین لائے تھے بادشاہ کے

استقبال کے واسطے دوڑکر لشکر شاہی میں جا ملے اور اسی وقت خبر قتل ملک طغی کہ علیحان کرکے گجرات کی طرف بھاگا تھا پہونچی اور اسی چند روز میں شہزادہ فتح خان بلدہ فتح آباد میں پیدا ہوا اور سلطنت سے آثار اقبال اور فیروزی اسکے ظاہر ہونے لگے احمد ایاز سمجھا کہ کوئی کام پیش نجائے گا پس ازروے عجز و اضطرار ارادہ ملازمت کرکے اشرف الملک جلبی اور محمد حسین میر میران کو درخواست عفو گناہ کے واسطے بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد ایاز مع اپنے توابعین سرہاے محلوق یعنی مونڈے ہوے برہنہ کرکے اور پگڑیاں گردن میں ڈالکر ملازمت میں پہونچا بادشاہ نے احمد ایاز کو ہانسی کے کوتوال کو تفویض کیا بدر ملک خطاب کو جو اعوان سے تھا سرہند کی طرف بھیجا اور شیخ زادہ بسطامی کو اخراج فرماکر دوسری تاریخ ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری میں خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھکر عدل و احسان کا مژدہ خاص و عام کو پہونچایا چنانچہ تمام رعایا و برایا کے فائز المرام ہونے سے رفاہیت اور آسودگی ادنی و اعلی میں پیدا ہوئی

نظم
چہ پرتو هست کہ اقبال در جہان افگند ۔ چو طلعت کہ دولت در آسمان افگند
غبار موکب شاہ هست یا نسیم بہشت ۔ کہ بوی امن کو امان در مشام جہان افگند

امرا و ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور مناصب ارجمند کے سربلند کیا شیخ صدر الدین ولد شیخ بہاء الدین زکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداوندزادہ قوام الدین کو بہ خطاب خداوندخانی مخاطب کرکے عہدہ وکیلدری التفویض فرمایا اور ملک تاتارخان کو نائب وکیلدر کیا اور سیف الملک کو شکاربکی اور خداوندزادہ عماد الملک کو سلاحداران کا سردار کیا اور اس عہد میں جو شخص کہ دودمان سلاطین غور سے تھا خطاب خداوندزادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان خلفاے عباسی سے تھا سو مخدوم زادہ کے لقب ہوتا تھا اور عین الملک مشرف یعنی داروغہ دیوان ہوا اور ملک حسین میر میران نے استیفا سے کل پایا اور صفر کی پانچویں تاریخ ۷۵۳ھ سات سو ترپن ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار کوہ سہمور کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور اکثر اس طرف کے زمینداروں نے ملازمت سے مشرف ہوکر حلقہ بندگی کا زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ محمد خان دہلی میں پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کرکے خلائق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور ۷۵۴ھ سات سو چون ہجری میں دامن کوہ کلانور میں شکار کرکے ہنگام معاودت عمارات عالیہ لب آب سرستی پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں خان جہان کے سپرد اختیار تمام دیگر شہر میں چھوڑا اور خود مع لشکر گران لکھنوتی کی عزیمت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ حاجی الیاس کا فتنہ کہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھکر بنارس تک متصرف ہوا تھا دفع کرے جسوقت گورکھپور کے قریب پہونچا اودے سنگھ مقدم وہاں کا خدمت میں آیا اور پیشکش لائق مع دو زنجیر فیل گذرانی کر مورد انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور راے گورکھپور نے بھی خراج چند سالہ داخل کیا اور دونوں سلطان کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور جب حدود بنالہ میں کہ محل قرار حاکم بنگالہ تھا پہونچا الیاس حاجی اسے چھوڑ کر اکدالہ کی طرف کہ ایک موضع نہایت مستحکم تھا واقع ہے اور وہ ایک جانب آبا اور دوسری طرف جنگل رکھتا ہے جاکر پناہ لیگیا بادشاہ نے شہر کے باشندوں کو مضرت نہ پہونچائی اور روانہ آگے بڑھا اور ربیع الاول کی ساتویں تاریخ کو اکدالہ میں پہونچا اور اسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور انہیں دنوں شہر پنڈوہ کو کہ سلطان شہر سے جدا ہوکر لب گنگ کے کنارے نزول کیا ہوا ربیع الآخر کی پانچویں تاریخ کو [illegible] اور دوسرے سبب سے چاہتا تھا کہ تغیر منزل کرے جو بنفس نفیس سوار ہوکر جستجو سے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس الملقب شمس الدین شاہ نے سلطان کا خیال اسکے

کہ سلطان بعزم معاودت سوار ہوا ہے اسواسطے بقصد جنگ حصار سے برآمد ہو کر صف آراستہ کی اور حرکت مذبوحی کر کے
پھر قلعہ مین بھاگا اور چوالیس زنجیر فیل اور چتر اور علم اور اسباب شاہی اور حشم اُسکا سلطان کے ہاتھ آیا اور پیادہ بہت مارے
گئے ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہان مقام کر کے حکم دیا کہ اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرین اور
جو موسم برسات آپہونچا تھا اور ولایت بنگالہ مین بارش اسقدر ہوتی ہے کہ اُس فصل مین کاشتکار کشتکاری سے نہایت معذور
ہوتے ہین بادشاہ نے فرمایا جو مین نے فتح کر کے اسباب اُسکی سلطنت کا لیا دوسرے سال اُسکے دفع کے واسطے تم کو تنگا
پھر صلح گونہ درمیان مین لا کر اور اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کر کے علم معاودت کا دہلی کی طرف بلند کیا اور ۷۵۵ سات سو پچپن
ہجری مین قریب دہلی کے شہر فیروز آباد کنارے نہر جون کے احداث کیا اور شعبان کی بارھوین تاریخ ۷۵۶ سات سو چھپن ہجری
مین دیپالپور کی طرف شکار کے واسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب ستلج سے کھود کر جھجر تک کہ اڑتالیس کوس ہے لیگیا اور ۷۵۷
سات سو ستاون ہجری مین کوہ سندرو اور سرمور کی طرف دریاے جون سے ایک ندی جدا کر کے سات نہرین اُسمین اور جمع
کر کے ہانسی مین پہونچائین اور وہانسے اسیین کی طرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا کیا اور نام اُس قلعہ کا فیروزہ رکھا اور اُس قلعہ
کے نیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے پُر کیا اور ایک ندی اور آب گھگر سے کھینچکر حصار سرستی سے گذرا کر نہر سرکھترہ مین
پہونچائی اور ایک شہر وہان بنا کر کے فیروز آباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے کھینچکر اُس شہر کے تالاب مین ڈالی اور ماہ ذیحجہ
سنہ مذکور مین خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مصر الحاکم بامر اللہ ابو الفتح ابو بکر بن ابی ربیع سلیمان متضمن تفویض ممالک ہندوستان
اور سفارش بادشاہان بہمنیہ دکن کے آیا اور اُسی مہینے مین ایلچی حاجی الیاس المخاطب بہ شمس الدین شاہ لکھنوتی اور بنگالہ سے
پہونچا اور ہدایا اور تحف اور نفایس بہت درگاہ مین لائے اور صلح کی درخواست کی بادشاہ بھی اس امر پر راضی ہوا ایلچیون کو
بعزت وحرمت رخصت کیا اور اُس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ پیشکش کے اکتفا
کی اور ۷۵۸ سات سو اٹھاون ہجری مین ظفر خان فارسی سنارگانون سے آن کر نائب وزیر ہوا اور ۷۵۹ سات سو
انسٹھ ہجری مین شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے چند نفر امرا کو برسم رسالت مع تنسوقات اور تحف شایستہ کے درگاہ
بادشاہی مین بھیجا چنانچہ وہ درجۂ قبول مین آیا اور بادشاہ نے بھی عوض اُسکے گھوڑے تازی اور ترکی اور امتعۂ نفیسہ
اُسکے واسطے ارسال رکھا لیکن اُسکے پاس نہ پہونچا کسواسطے کہ جسوقت اشیاے مرسلہ بہار مین پہونچین خبر شمس الدین شاہ
کے فوت کی آئی اور اُسکا بیٹا سکندر خان قائم مقام اُسکا ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ تحف وہدایا کو درگاہ مین بھیجین اور گھوڑے
بموجب کے عوض سپاہیان بہار کو دیوین اور سلطان بھی سنہ مذکور مین سامانہ کی طرف شکار کیواسطے گیا اور وہان سنا
کہ مغل کی جمعیت دیپالپور تک آئی ہے سلطان نے ملک قبول پردہ دار کو مع لشکر کثیر اُنکے دفع کے واسطے روانہ کیا
اور مغلون نے اُسکے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنی ولایت کو تاراج کر کے اپنے اماکن کیطرف مراجعت کی اور ۷۶۰ سات سو
ساٹھ ہجری مین بادشاہ لکھنوتی کی عزیمت کر کے روانہ ہوا اور خان جہان کو دہلی مین چھوڑا تاتار خان کو سرحد غزنین کا
شقدار کیا اور جب ظفر آباد مین پہونچا برسات شروع ہوئی اُس مقام مین مقام کیا اُسوقت شیخ زادہ بسطامی کہ اُسکو قبل اُس سے
اخراج کیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور معظم الملک خطاب پایا اور اُسی عرصہ مین ایلچی بادشاہ کی طرف سے سکندر خان
کے پاس گیا اور اُنھین دنون مین ہمراہ حاجب سکندر خان مع پانچ زنجیر فیل اور تحف وہدایا درگاہ مین آیا لیکن
کوئی نشہ اُسپر مترتب نہ ہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور اسوقت شہزادہ فتح خان کو

سراپردہ سرخ اور ہاتھی نامی وبیگر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور کرسکہ پر اُسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے بارگاہ علیحدہ تیار
کرکے فراشخانہ اور چتر لعل اور تمام اثاثہ سلطنت کے دیگر امرا اور منصب دار بہت اُسکے مطیع کیے اور اتالیق اور اتابک اور
قاعدہ دان اُسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ باوجود صغر سن کے لہو ولعب اور تمام لوازم طفلی سے پرہیز کرکے صبح سے چاشت تک
اور شام سے ایک پہر رات تک لکھنے پڑھنے مین مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجلس کے نہایت تمکنت اور
وقار ظاہر کرتا تھا اور کارہاے معظم کو ارباب عقل اُسکی خدمت مین معروض رکھتے تھے ساتھ احسن وجہ کے فیصل دیتا تھا جسکے
سبب حیرت ذوی العقول کا ہوتا تھا ایکدن خواب نے اُسپر غلبہ کیا چاہا کہ مکتب سے اُٹھکر محل خاص مین جاوے اور آسایش
کرے اُسوقت ایک پیرزال نے سرراہ آنکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا سارنگاؤن سے قدرے متاع خرید کرکے برسم تجارت
آرد وے سلطان مین آتے تھے رہزنون نے آنکر اُنھین ثقل کالا سے سبکبار کیا اور جب یہ بیچارے بحال غارت زدگون کے
اطراف لشکر مین پہونچے مردان شاہی نے بعلت جاسوسی اُنھین گرفتار کرکے محبس مین مقید کیا ہے اور جہان کو اُنکی مفارقت
سے مجھپر تنگ وتاریک کیا شاہزادہ شکیبجت نے اُس ضعیفہ کے سوز وگداز پر نظر ترحم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس
قول پر صادق ہے دو شخص بےغرض لاؤ تو گواہی دیوین کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت ہین لیکن میرے گھر
جانے مین عرصہ ہوگا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کی خدمت مین رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسا اور فرمایا مین یہان کھڑا ہون
تو جا اپنے گواہون کو لا کہتے ہین کہ مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانے کے بعد عرض کی کہ آفتاب مین ایستادہ ہونا
مناسب نہین ہے سایہ مین فلان درخت کے کہ نزدیک ہے چلکر بستر احت سے بیٹھیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ مین نے اُس ضعیفہ سے
وعدہ کیا ہے کہ مین تیری مراجعت تک یہان ایستادہ رہونگا وعدہ خلافی ہرگز نہین کرسکتا پس اُسقدر آفتاب مین ایستادہ
رہا کہ پیرزن آئی اور گواہ مقبول الشہادت گذرانے اُسوقت پیرزال کو ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین گیا دیکھا بادشاہ استراحت
فرماتا ہے دیوانخانہ مین بیٹھکر اسقدر انتظار لے گیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگذشت ضعیفہ کے تظلم کی اور گواہون
کی کیفیت مسامع قدسی مجامع مین پہونچائی اور اُسکے شوہر اور فرزند ملکو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل مین تشریف لیجاکر طعام
چاشت عصر کے وقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروزشاہ ظفرآباد سے بندوہ کی طرف پہونچا سکندرخان اپنے
باپ کے طور اکدالہ مین قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر فیل اور تحف ونفائس بیشمار پیشکش کرکے
التماس صلح کی اور وہ مقبول ہوئی اور بادشاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہان آخر کی پھر جاجنگر کی
طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی جب سنکرہ مین پہونچا اُس ولایت کو تاخت وتاراج کیا والی اُس ولایت کا راے
سردمن مقام دور دست کی طرف بھاگا اُسکی بیٹی شکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختر کہکر فرزندی
مین لیا اور محافظت فرمائی جبکہ آب مہندری سے عبور کرکے شہر بنارس مین کہ راے جاجنگر کا مسکن تھا پہونچا راے
وہانکا تلنگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے قطع مسافت بلاد کیا راے بیچارہ مذبوحانہ کہ جو گذر قافیہ پر واقع ہوا تھا
ستتیس زنجیر فیل مع تحف نفیسہ ارسال کرکے امان چاہی بادشاہ اس طرف سے پھر کر جب پدماوتی مین کہ جنگل ہاتھی کا ہے پہونچا
تینتیس ہاتھی زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب نہوتے تھے ہلاک کیے اور ملک ضیاءالدین برنی نے جو سلک امرا مین
انتظام رکھتا تھا یہ رباعی موزون کی رباعی شاہی کہ زحق دولت پاینده گرفت ٭ اطراف جہان چو مہر تابندہ گرفت
از بہر شکار فیل در جاجنگر ٭ دو فیل بکشت وسی وسہ زندہ گرفت ٭ بادشاہ جب سات سو باسٹھ ہجری مین سالم وغانم

دہلی مین پہونچا سنا کہ نزدیک بھروز کے ایک پہاڑ ہے کہ اُسکے درمیان سے پانی برآمد ہوتا ہے اور نہر ستلج مین گرتا ہے اور اُس نہر کو
سرستی کہتے ہین اور آب سرستی کے اُس طرف ایک ندی ہے کہ اسکو سلیم کہتے ہین اگر بڑا پشتہ کہ درمیان اُس دو آب کے حائل ہے
کھودین آب سرستی اس ندی مین گرے اور وہان سے سرہند اور منصور پور تک پہونچے وہان سے سنام مین آوے اور ہمیشہ جاری
رہے یہ سنکر اس طرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع ہوکر اُس پشتہ اور ندی کے کھودنے مین مصروف ہوے چنانچہ
درمیان اُس پشتہ کے ہڈیان ہاتھی اور آدمیون کی ظاہر ہوئین اور ہڈیان آدمی کے ہاتھ کی تین گز کی تھین کچھ اُنمین پتھر ہو گئی
تھین اور کچھ اُنمین استخوان تھین اور اُسی وقت سرہند کو جو در اصل داخل سامانا تھا جدا کیا اور دس کوس سے سانہ تک داخل سرہند
کرکے ملک ضیاء الملک اور شمس الدین ابورجا کے حوالہ کیا اور وہان ایک قلعہ تعمیر کرکے فیروز پور نام رکھا پھر نگر کوٹ کی طرف
متوجہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جس وقت ہمارے خداوند نعمت سلطان محمد تغلق شاہ
مرحوم نے یہان نزول اجلال فرمایا تھا اور شربت برف اُسکے واسطے لائے تھے جو مین حاضر نہ تھا آپ نے بھی شربت کی طرف
میل نہ کیا تھا لہذا حکم دیا کہ چند قبیل و شتر بار مصری جو کہ ہمراہ ہے شربت برف کرکے بیاد سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر مین تقسیم
کرو پھر راجہ نگر کوٹ کا بعد محاربہ اور محاصرہ کے مع توابعین خدمت مین حاضر ہوا اور زمین بوس خدمت کا دوش پر اُٹھایا
بادشاہ نے اُسپر نوازش فرمائی اور نگر کوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم سابقہ محمد آباد کے موسوم کیا اور اُسوقت بادشاہ
کے عرض مین پہونچا کہ سکندر ذو القرنین جس وقت کہ یہان آیا تھا برہمنون نے نوشابہ کی صورت بنا کر اپنے مکان مین رکھی ہے
اور اب وہ معبود اس دیار کے باشندون کی ہے اور ایک ہزار اور تین سو کتاب براہمہ سے اس بتخانہ مین ہین کہ ساتھ
جو الا مکھی کے اشتہار رکھتی ہے بادشاہ نے اُس گروہ کے علما طلب کرکے اُنمین سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا از انجملہ اعز الدین
خالد خانی نے کہ شعراے اُس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور شگون اور فالون مین سے سلک نظم مین کھینچکر دلائل فیروز
شاہی نام رکھا ہے اور قسم ہے جدا کی وہ ایک کتاب ہے متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعضے کتب مین مسطور ہے کہ
سلطان فیروز شاہ باربک نے نگر کوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت مادہ گاؤ کا توبڑہ مین کرکے براہمہ کی گردنون مین
باندھکر ادر دہ مین پھیر آیا اور صورت نوشابہ کی مع ایک لاکھ تنگہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
مین بھیجی تو اُس صورت کو زائرون کے شارع مین پیوند زمین کی اور زر نقد مجاورون اور مستحقون کو تقسیم کیا اور بادشاہ
نگر کوٹ کے بعد فتح عزیمت ولایت سندھ کرکے ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوا اور جام مالی مین جام غفرہ نے جو ہمیشہ شاہ دہلی کا
مطیع تھا باغی ہوکر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چند مدت اُسکا محاصرہ فرمایا جب غلہ اور علف نے قیمت جواہر پیدا کی اور
موسم برسات کا قریب ہوا گجرات کی طرف گیا اور برسات وہان بسر کی اور ظفر خان کو گجرات کی امارت پر سرفراز کیا پھر
کوچ متواترہ سے ٹھٹھہ مین آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کرکے ملازمت حاصل کی بادشاہ اُسے مع جمیع
مقدمون ٹھٹھہ کے دہلی مین لے گیا اور ایک مدت کے بعد پھر اُسپر ترحم کرکے ٹھٹھہ مین بھیجا اور ۷۷۲ سات سو بہتر
ہجری مین ملک مقبول خان خان جہان نے اس دار فانی سے رحلت کی اور جونا شاہ اُسکا بڑا بیٹا ساتھ خطاب کے
بلند آوازہ ہوا اور ۷۷۵ سات سو پچھتر ہجری مین ظفر خان گجرات مین فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے دریا خان نے خطاب
ظفر خانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارھوین تاریخ ۷۷۶ سات سو چھہتر ہجری مین فلک نے بے مہری اور
عناد اپنا ظاہر کرکے سلطان ملک فیروز باربک کو ساتھ مرگ فرزند دلبند اُسکے فتح خان کے کہ شاہزادہ بے مثال تھا

قرین رنج والم کیا اُسکی پشت طاقت کو بارغم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اُسکے اختیار مین نہ تھا آخر کار غسل
وکفن دیکر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اُٹھا کر سبز زربفت کی چادر اُسپر ڈالی سرہانے کی طرف سہراشکا یا شامیانہ اوپر
کھینچا داہنے بائین سیاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے حال زبون نشان سب سرنگون فوج کے سردار بلا ن خنجر گذار اُنکی پتلیان
نیلگون آنکھین جیسے جو سے خون جنازہ کے ساتھ ہوئے آخر کار بادل افگار جوان حسین کو اپنے خطیرہ مین پیوند زمین
کیا جوان بیٹے کے مرنے کا سب کو غم ہوا بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ٭ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد
اُسکی مان اور لونڈیون کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہین بلواے عالم تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مراسم تعزیت بجالایا
اور کمال ملال کے سبب ہلال کی طرح کاہیدہ و پشت خمیدہ ہوا ایسا یہ التفات امور سلطنت سے اُٹھایا نہایت ملول و مغموم
رہتا تھا اُسکے ماتم مین آٹھ پہر گریہ وزاری کرتا تھا امرا و اعیان درگاہ سر زمین پر رکھکر عرض گذار ہوئے کہ رضا بقضا کے
سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہین ہے اور امور شاہی مین بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہین اُس شاہ دانا نے
مخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت مین مشغول ہوا اور رفع کلفت کے واسطے تماشا شکار کی رغبت کی
اور نئی دہلی کے اطراف مین دو تین فرسنگ دو طرف دیوارین کھینچکر اشجار سایہ دار لگائے اور اُسے شکارگاہ مقرر کیا چنانچہ
اس زمانے تک اثر اُسکا باقی ہے اور سنہ سات سو اٹھتر ہجری مین خواجہ شمس الدین دامغانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات نے
اس ولایت کا حاصل قرار واقع دیوانی گماشتون سے اظہار نہین کیا ہے اس صورت مین ترقی خواہ سو فیل اور چالیس لاکھ
تنکہ اور چار سو غلام حبشی اور ہندی اور دو سو گھوڑے تازی اور عراقی جمع گجرات پر اضافہ کرکے متعہد ہوتا ہے کہ ہر سال خزانہ
عامرہ مین داخل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا جو ظفر خان کا نائب ہے یہ اضافہ قبول کرے گجرات اُسکے تفویض ہو
جب اُسنے قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین دامغانی کو ٹیکا زرین اور چتر دول نقرہ مرحمت فرماکر بجائے ظفر خان گجرات کی طرف رخصت
کیا اور جب وہ اُس اضافہ کے عہدہ سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اُس سے نہایت رنجیدہ تھے
امیران صدہ سے اتفاق کرکے اُسے قتل کیا اور سر اُسکا جدا کرکے دربار مین بھیجا اور سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد مین
کوئی شخص حکام سے شمس الدین دامغانی کے سوا باغی نہوا اور اُسکے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت بنام ملک مفرح جو نمکخواران
اور پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرحت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اُس قضیہ کے بعد سرحدون
کو امراے معتبر کے سپرد کرکے خاطر جمع کی چنانچہ کڑہ اور مہوبہ اور اطراف اُسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت
کو دیے اور اقطاع بڑودہ اور سندیلہ اور کول کو حسام الملک کے حوالے کیا اور اقطاع جونپور اور ظفر آباد ملک بہروز کو مرحمت فرمایا
اور پنجاب اور سرحد کابل براے تربیت نصیر الملک ولد ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے عہد آخر تک کوئی
اُسکے نوکرون مین سے مصدر عصیان نہوا اور سنہ سات سو اناسی ہجری مین زمینداران اور مقدمان پرگنہ اٹاوہ نے
بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضبناک ہوا اور بنفس نفیس وہان گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہوکر مقہور ہوئے
اور بہت اُس جماعت حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمال زشت کا انتقام پایا اور بادشاہ
نے اٹاوہ و اگھل اور دیتلائی مین جس مقام مین وارد ہوا ایک قلعہ محکم تیار کرکے مردان کارگذار کے سپرد کیا اور بسعادت
و فیروزی مستقر دولت کی طرف مراجعت فرمائی اور سنہ سات سو اکاسی ہجری مین سامانہ کی طرف عزیمت فرمائی اور جب
جونا شہ خانجہان کہ حاکم اس ولایت کا تھا پیشکش ہاے لائق گذران کر ساتھ مراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ انبالہ

اور شاہ آباد سے گذر کر کے دامن کوہ سہارنپور مین آیا اور سرمور کے راے اور دوسرے راؤن سے پیشکش لائق لیکر دہلی کی طرف معاودت کی اور سُنا کہ مقدم کٹھیر موسوم کھرگو حاکم بداؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان مین مہمانی کے بہانے سے طلب کر کے غفلت کے وقت ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ نے غضبناک ہوکر تیاری سفر اس طرف کی کی اور ابتدا سے سنہ سات سو بیاسی ہجری مین دار الملک سے کوچ کیا جب کھرگو کا نواح محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا افواج نے حسب الحکم آتش نہیب و غارت اُس شہر کے متوطنون کے مکانون مین ماری اور قتل مین کفار اشرار کے بقدر کوشش کی کہ ارواح سادات شہید شفاعت کیواسطے آئین اسواسطے کہ کھرگو بھاگ کر کمایون کے پہاڑ پر گیا تھا غازیون کی تاخت کا صدمہ رعایا اُس طرف کو شامل ہوا قریب تیئیس ہزار نفر کے حلقۂ عبودیت مین گرفتار ہوئے اور کھرگو سیماب کے مانند اُن پہاڑون کے شگاف اور شعاب مین پوشیدہ ہوا اور کسی شخص نے اُس سے نشان زندہ یا مردہ کا نہ دیا اور برسات قریب ہوئی رایات ظفر آیات جنبش مین آکر مرکز جلالی پر معاودت فرما ہوئے اور ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگ کر کے سنبل مین مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ ہر سال قہر و غضب سے ولایت کٹھیر مین داخل ہوکر کوئی دقیقہ خرابی سے کچھ نہ چھوڑے اور آپ بھی سنہ سات سو تراسی ہجری سے ہر سال دہلی سے سنبل کی طرف شکار کیواسطے جاتا تھا جو کچھ ملک داؤد خان افغان نے نہ کیا تھا وقوع مین لاتا تھا یہانتک کہ اُن سنوات مین ایک جریب زمین تردد ہوئی اور کوئی متنفس ایک رات اپنے گھر مین چین سے نہ سویا اور اُسکے عوض مین تین سید اور کئی ہزار ہندو قتل ہوئے اور سنہ مذکور مین ایک قلعہ نہایت مضبوط موضع بسولی مین کہ سات کوس بداؤن سے ہے تیار کر کے اُسکا فیروزپور نام رکھا لیکن خلق ستم دیدہ اور ظریف اُس قلعہ کو آخرین پور کہتے تھے اور آخر مین ایسا ہی ہوا جو آدمیون کی زبان پر جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کو دوسرا قلعہ بنانا اور شہر اور قصبہ آباد کرنا نصیب نہوا اور وہ قلعہ ساتھ آخرین پور کے مشہور ہوا اور اُس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پر غالب ہوئی خانجہان جو منصب وزارت پر مسلط تھا سبب قوی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تامل و توقف عمل مین لاتا تھا یہانتک کہ سنہ سات سو نواسی ہجری مین خانجہان نے بادشاہ سے معروض کیا کہ شہزادہ محمد خان بعضے امرا یعنی ظفر خان اور ملک سماء الدین اور ملک یعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کر کے ارادہ خلاف رکھتا ہے جب بادشاہ شاہزادہ محمد خان کے در پے گرفتاری ہوا شاہزادہ واقف ہوکر اپنے محلسرا مین خانہ نشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے بیش بیش بجا لایا ہر چند خانجہان حیلے اور وسیلون سے اُسے دربار مین طلب کرتا تھا وہ عذر اور معذرت کر کے نہین آتا تھا یہانتک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان نے ہتھیار باندھ کر محافہ مین سوار ہوکر حکم دیا کہ چھپکا اسپر ڈالکر چوبندی کہین اور جو کوئی پوچھے یہ بہانہ کہین کہ شاہزادہ محمد خان کی بیگم حرم سراے شاہی مین جاتی ہے غرضکہ دربار مین آن کر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتون نے جب اُسے مسلح اور مکمل دیکھا بدحواس ہوکر بادشاہ کی طرف دوڑین اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ غدر کا قصد کر کے آن پہونچا لیکن شاہزادہ والا گہر کے دل مین کسی طرح کا خدشہ اور غدر جاگزین نہ تھا سیدھا قصر شاہی مین داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باپ کے نقدم ملازمت حاصل کی اور سر اُسکے قدمون پر رکھکر عرض کی کہ خانجہان نے حضور سے میری نسبت ایسا ظاہر کیا ہے کہ کمترین نسبت بادشاہ کے قصد ہلاکت رکھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا آہنگ نہین کیا اور اگر کوئی مرتکب اس امر ناشایستہ کا ہوا عمر سے بہرہ نپایا اگر میرے دل مین کسی طرح کا قصد ہوتا تو اسوقت ظہور مین پہونچاتا اور خانجہان کی غرض یہ ہے کہ مجھے اور دوسرے لوگون کو درمیان سے دفع کر کے خود سر سلطنت پر تمکن ہووے بادشاہ کو یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو آغوش مین لیکر فرمایا کہ جا خانجہان کو قتل کر کے ظفر خان کو رہائی بخش شاہزادہ

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہاتھیوں کو مستعد کر کے باتفاق غلامان فیروز شاہی کہ وہ دس بارہ ہزار سوار رکھتے آدھی
رات کو خان جہان کے مکان کو جا کر محصور کیا اور اُس نے واقف ہو کر ظفر خان کو قتل کیا اور خود کچھ فوج سے مسلح ہو کر گھر سے برآمد
ہوا اور شاہزادہ سے جنگ میں مشغول ہوا اور جب زخم کھا کر بے طاقت ہوا پھر مکان میں آیا اور دوسرے دروازہ سے برآمد ہو کر
میوات کی طرف راہی ہوا اور کوکا ے چوہان سے پناہ ڈھونڈھی شاہزادہ نے اُسکا مکان غارت کیا اور اُسکے اعوان و انصار
سے جو کوئی ہاتھ آیا اُسکی گردن ماری اور شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیر اور ناتوان ہو گیا تھا سامان شاہی
شاہزادہ محمد خان کے سپرد کیا اور خطاب ناصر الدین محمد شاہ عنایت فرمایا اور خود گوشہ عزلت اختیار کر کے اپنے رب کی
طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے ۱۰ شعبان ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں تخت جہانبانی پر جلوہ گر
ہو کر امور بادشاہی میں قیام کیا اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن خطبہ دونوں بادشاہ کے نام پڑھا جاوے اور ارباب عمل یعنی عاملوں
اور تحصیلداروں کو بدستور سابق مقرر رکھا اور ہر ایک کو سرفرازی کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک یعقوب آخر بیگ کو جو امرائے
معتبر سے تھا سکندر خان خطاب دیکر گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو مبارز خان اور کمال عمر کو مفتی الملک
خطاب دیکر سرفراز فرمایا اور ملک یعقوب سکندر خان جب میوات کے قریب پہونچا کوکا ے چوہان کہ خانجہان نے اُسکے پاس
پناہ لی تھی ہراسان ہو کر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور خانجہان کو گرفتار کر کے ملک یعقوب سکندر خان کے پاس بھیجا
اور ملک یعقوب سکندر خان نے اُسکی گردن ماری اور سر اُسکا دہلی میں بھیجا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین
محمد شاہ ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں کوہ پایہ سرمور کی طرف جا کر شکار میں مشغول ہوا اور دو مہینے شکار میں بسر کیا اور وہاں
یہ خبر پہونچی کہ فرحت الملک اور امیران صدہ نے گجرات میں اتفاق کر کے علم مخالفت کا بلند کیا ہے اور رہا یا ملک یعقوب سکندر خان
کو قتل کر کے اُسکے مال و اسباب پر متصرف ہوئے ہیں ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سنکر دہلی میں آیا اور جو سرد و گرم زمانے کا نہ چکھا
تھا دفع فساد گجرات کی طرف متوجہ نہوا عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور امرا اور مقربان پدر کا اعتبار نہ کر کے اپنے نوکروں کو
صاحب حشمت و جاہ کیا اور باوجود بقائے حیات سلطان ملک فیروز شاہ یعنی نوکران قدیمی پر دشوار آئے ملک یعقوب
سکندر خان کے واقعہ مذبورہ کے پانچ مہینے کے بعد سامانہ ملک بہاء الدین اور کمال الدین کے جو چچیرے بھائی بادشاہ
ناصر الدین کے تھے موافقت کر کے مخالفت میں یکجہت ہوئے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی
جمعیت اُنکی ایک لاکھ تھی اپنا شریک کیا اور ایکبارگی ناصر الدین محمد شاہ سے روگردان ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک ظہیر الدین
لاہوری کو اُس فتنہ کی تسکین کے واسطے بھیجا جس وقت کہ ملک ظہیر الدین اُس میدان میں کہ لشکر فیروز شاہی جمع تھا پہونچا لشکریوں نے
اُسے سنگ سے مجروح کیا اور وہ اس حال سے ناصر الدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ جمعیت کر کے اُنکے سر پر گیا
اور حرب عصب کے بعد فائق آیا اور اُنھوں نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُسکا دربار ہاتھ میں لاکر دوسری مرتبہ ناصر الدین
محمد شاہ کی جنگ میں قیام کیا اور دار الملک میں فتنہ عظیم قائم ہوا اور دو روز غالب و مغلوب سے متمیز نہوتا تھا تیسرے دن غلامان
مذکور خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآمد کر کے پالکی میں بٹھا کر میدان رزم میں لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے
جب چتر اور ذات فیروز شاہی کو دیکھا بگمان اُسکے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف متوجہ ہوا ہے
شاہزادہ سے منحرف ہو کر بادشاہ سے جا ملے ناصر الدین محمد شاہ نے جب احوال اسطرح دیکھا کوہ سرمور کی طرف
روانہ ہوا اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط ضعف سے کچھ اختیار نہ تھا

غلامون کی صلاح و بد کے بموجب تغلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اُسکا ہوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نامزد فرمایا اور امیر حسین داماد اپنے کو کہ سلطان ناصر الدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلامون کی تحریک سے قتل کیا اور تغلق شاہ نے اپنے بڑے باپ کی عین حیات مین اول جو حکم کیا تھا یہ ہوا کہ جس جگہ ناصر الدین محمد شاہ کے ہوا خواہون کو پاؤ قتل کرو اور ملک سلطان شاہ خوشدل کو کہ وہ امرائے فیروز شاہی سے تھا سمانہ کی طرف بھیجا تو وہانکے حاکم غالب خان افغان کو کہ سلطان ناصر الدین کے ہوا خواہون اور رفیقون مین سے تھا گرفتار کرکے دربار مین لاوے اور سمانہ محمد شاہ کے حوالہ کرے اور سلطان فیروز شاہ کہ نوے برس سے زیادہ تر عمر رکھتا تھا رمضان کی تیرھوین تاریخ ۷۹۰ھ سات سو نوے ہجری مین دار البقا کی طرف راہی ہوا اور مدت اسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم و رحیم اور حلیم تھا اور رعیت اُس سے راضی تھی اور کوئی شخص اُسکے عہد مین ظلم کا بار نہ اُٹھاتا تھا کتاب فتوحات فیروز شاہی اُسکی تصانیف سے ہے اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہان دہلی سے ہے کہ بمقام تربیت افغانان مین ہو کر بر خلاف بادشاہون ماضی کے اعتماد اُنپر کرکے ان لوگون کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین امیران صدہ سے تھے امرائے کبار کیا اور سرحدون کو اُنکے سپرد فرمایا اور قبل اسکے اُنکی یہ مرتبہ اور یہ حالت نہ تھی اڑتیس برس اور نو مہینے بادشاہی ہندوستان کی اُسکے پاس رہی وفات فیروز تاریخ اُسکے فوت کی ہے اور تیمور صاحبقران کا معاصر تھا اور ضیا برنی نے تاریخ فیروز شاہی اُسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ مین مسطور کیا کہ اُس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن و امان بہت خلائق کے درمیان رہے چنانچہ جملہ ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہین ضابطہ پہلا یہ کہ اس شخص نے سیاست کہ جزو اعظم بادشاہی ہے مطلقاً ترک کرکے کسی مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت انعامات اور اورادات کے تالیف قلوب خلائق کے لیے محتاج سیاست کا نہ ہوا ضابطہ دوسرا یہ کہ خراج موافق حاصل اور خوشی رعایا کی طلب کرتا اور اضافہ اور توفیر سوائے لکھتا اور بات کسی کی رعایا کے حق مین نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برایا کا ہے ضابطہ تیسرا یہ کہ واسطے حکومت ولایات کے آدمی دیانتدار اور خدا ترس تعین کرتا اور کسی شریر اور بدنفس کو خدمت نفرماتا اور حاکم او ر امرا اور تمام خلائق بحکم الناس علی دین ملوکہم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور مبرات اور انعامات اور ادرارات اسکے دوسرے بادشاہون ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اُس حدیث آثار عمارتہا کی ہے کہ مسجد جامع فیروز آباد مین ہشت پہل بنائی ہے اور اُسکے آٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروز شاہی اپنی تالیف جو مشتمل ہے اوپر وقائع اُسکے کے اور مبنی ہے آٹھ فصل پر تحریر کنندہ کی ہے مین بمقتضائے کلام الملوک ملوک الکلام تیمناً اور تبرکاً قدرے اُسمین سے تحریر کرتا ہون تاکہ اُس بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو فصل اول اوقاف مسجد اور نصیحت اور وصیت اسکے مصرف مین لکھے اور دوسری فصل مین کہتا ہے کہ زمانہ سابق مین جو خونریزی مسلمانون کی ساتھ تھوڑے جرم کے باقسام تعذیب مثل کاٹنے ہاتھ اور پاؤن اور کان اور بینی اور کور کرنے آنکھ اور ٹھوکنے میخ استخوانہائے اعضا مین اور جلانے اندام زانی سے اور گاڑنے میخ آہنی ہاتھ اور پاؤن مین اور کھینچنے پوست اور دو پارہ کرنے آدمیون اور دوسرے انواع کی سیاست شیوہ تمام رکھتی تھی حق سبحانہ تعالی نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ سزائین تمام مین نے منسوخ کین اور نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش اُنھون کے ہندوستان دار الاسلام ہوا ہے داخل خطبہ کیے تو اُس تقریب سے تاکہ اُن کی آمرزش کا دوام ہوتا رہے اور تحصیل مال مین جو لوگ وجوہات نامعقول

اور حبیاب کو ساتھ ظلم کے و اخل مال محاصل کرکے ہرسال بجبر لیتے تھے مثل چرائی اور گل فروشی اور تنبکون اور ماہی
فروشی اور ندافی اور ریسمان فروشی اور نخود بریان گری اور دوکانانہ اور خمارخانہ اور داد بیگی اور کوتوالی ان سب
مین نے برطرف کیا اور مین نے کہا بیت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج بخزینہ تہی بہ کہ مردم برنج اور مین نے مقرر
رکھا کہ جو مال خلاف سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو نہ لیوین اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچوان حصہ
سپاہ کو دیتے تھے اور چار حصے دیوان مین لیتے تھے مین نے شریعت پاک کے موافق پانچوان حصہ دیوان کا قرار دیا اور مین نے
بدمذہبون اور ملحدون اور اہل بدعات کو جو سبب اضلال خلائق تھے سب کو اپنی ولایت سے نکالدیا اور رسوم اور عادات
کہ انکے کتب کے سندرس کیے اور ریشمی کپڑا پہننا اور استعمال سونا اور چاندی کرنا مردان روزگار کی عادت ہوئی تھی سب کو ایک قلم
دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور عورات مسلم اور کافرہ مزارات اور تبخانون مین جاتی تھین اور سر منشاء اقسام فساد کی
ہوتی تھین سب کو منع کیا اور تبخانون کے عوض مسجدین تعمیر کین اور مین نے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کے جیسے مسجدین اور
خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور پل و مقبرے کہ بوسیدہ اور مسمار ہوئے تھے از سر نو تعمیر کرکے اوقاف مقرر کیے اور
مین نے ایک جماعت کو جنکے میرے خداوند سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے سیاست کے واسطے گرفتار کرکے قطع اعضا کیے تھے
زن اور فرزند اور ورثہ انکے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوشدل کیا اور خط ابرا و فرمہ سلطان مرحوم
اُنسے لیکر اور ساتھ مہر اکابر اور اشراف کے مزین کرکے بادشاہ تغلق شاہ مبرور کے مقبرہ مین رکھا اور رما و راسکے جس
جگہ کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی مین نے سنی اُس کی خدمت مین جاکر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردان سپاہ اور مردا کہ کبیر
سن مین ہو چکے تھے انکو مین ساتھ نصیحت اور مواعظت کے مناہی سے توبہ کراکے وظیفہ انکا مقرر کرکے کار آخرت مین مشغول
کیا اور اہل خدمت تمام مسجدون اور مدرسون اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کرکے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اسکی دراز
ہے پھر بادشاہ موصوف کہتا ہے کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا گیا مین نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ ہوئی اور جو کہ دوسرے
وقائع اس رسالہ کے اس کتاب مین داخل ہو گئے بسبب تواردو اور تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ تفصیل بنانے عمارات
اور بقا یاے خیر اسکے پائی گئی تفصیل اسکی یہ ہے بند جو سے پچاس عدد مسجد چالیس عدد مدرسہ تیس عدد خانقاہ بیس عدد
کوشک سو عدد دارالشفا پانچ عدد مقبرہ سو عدد حمام دس عدد چاہ ایک سو پچاس عدد پل سو عدد
باغات حد و حصر سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات انپر مقرر کیے ذکر بادشاہی

## سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا

بعد فوت سلطان تغلق شاہ کے سلطان فیروز شاہ باربک قصر فیروز آباد مین تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر ساتھ سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ کے مخاطب ہوا اور ہر بادشاہی مین استقلال پاکر خطبہ و سکہ ہندوستان کا اُسکے نام ہوا اور ملک فیروز علی
پسر ملک تاج الدین برادرزادہ خانجہان منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین بہادر ۔۔۔ کو بسالاری
کی خدمت مفوض ہوئی اور قطلغ خان بدستور سابق ساتھ قربۃ الملک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے
خانجہان اور بہادر ۔۔۔ کو مع لشکر گران سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کے واسطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ
نے سرمور مین آوازہ توجہ لشکر دہلی کا سنکر پہاڑ پر دم لیا اور اپنے اہل و عیال اور ملازمین ۔۔۔ کو ۔۔۔
لشکر مخالف سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جا بجا انتقال کرتا ہوا قلعہ نگرکوٹ مین جو ۔۔۔ کوشش ۔۔۔

اور محکم تھا مزاج بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی ملبٹ آئی اور وہ بمقتضائے جوانی عیش کامرانی میں مشغول ہوا اور ظلم و فساد پر کمر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شاہ نام رکھتا تھا بشدت تمام مقید کیا اور اس کے چچیرے بھائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے بیم و ہراس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پا کر ملک رکن الدین نائب وزیر کو اور چند سرداروں کو اپنا یار کر کے علم مخالفت کا بلند کیا چنانچہ غلامان فیروز شاہی جو عمدہ درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اسکے متفق ہو کر دیوانخانہ میں گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہو کر ہمراہ ملک فیروز علیخان جہان کے اس دروازہ سے کہ جو نہر جون کی طرف واقع تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر نے خبردار ہو کر ساتھ ایک جماعت غلاموں کے پیچھا کیا اور اسے مع ملک فیروز علی خان جہان گرفتار کر کے تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسویں ۷۹۱ھ سات سو اکانوے ہجری میں واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی **ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا** - ارکان دولت اور اعیان حضرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ ہوئے ابوبکر شاہ کو سریر سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہو کر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود تخت شاہی پر جلوس کر کے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابوبکر شاہ نے اس امر سے واقف ہو کر پیشدستی کی یعنی اُسے ساتھ ایک جماعت غلاموں سلطان فیروز شاہ کے کہ جو اس ارادہ میں شریک تھے قتل کیا اور اس سیاست سے اُسکی سلطنت نے قوت پکڑی لیکن ان دنوں میں امیران صدہ سمانہ نے مخالفت پر کمر باندھی اپنے حاکم ملک سلطان شاہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابوبکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اُسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ میں بھیجکر التماس تشریف آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستے سے سمانہ میں آیا اور وہاں تخت پر بیٹھکر دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور بعد ازانکہ چند مرتبہ شکست کھا کر مغلوب ہوا تھا آخر میں غالب آیا اور ابوبکر شاہ کو ذیحجہ کی بیسویں تاریخ ۷۹۲ھ سات سو بانوے ہجری میں دار العدم کے قیدخانہ میں بھیجا اور تفصیل اُسکی واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہوگی ابوبکر شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی - **ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باربک کا** - پہلا جلوس اُس کا حیات پدر میں شعبان کی چھٹی تاریخ ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجری میں ہوا تھا اور جب ملک سلطان شاہ خوشدل کو امیران صدہ نے سمانہ میں قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوچ متواتر آپکو قلعہ نگرکوٹ سے سمانہ میں پہونچایا پس جمیع امیران صدہ اور سمانہ اور مقدمان اس اطراف نے اس سے بیعت کی اور بعضے امرا اور مردم پایہ تخت دہلی سے ابوبکر شاہ سے سرتابی کر کے اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسکے بعد بیس ہزار سوار اُسکے ظل رایت میں فراہم ہوئے پھر وہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی میں پہونچا پچاس ہزار سوار اُسکے پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچویں تاریخ سنہ مذکور کو بجبر و قہر شہر میں داخل ہو کر قصر جہان نما میں وارد ہوا اور ابوبکر شاہ نے بھی فیروز آباد میں اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ اسی سنہ کو کوچہ ہائے فیروز آباد میں ساتھ مردم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اسی روز بہادر ناہر بجمعیت تمام شہر میں داخل ہوا اور ابوبکر شاہ مستظہر ہو کر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہو کر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آب جون سے عبور کر کے درمیان دوآب کے گیا اور بیاون

پسر میانی اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابو رجا اور رائے کمال الدین اور رائے خلجی بھٹی کو سامانہ کی طرف بھیجا اور خود موضع جالیسر میں آب گنگ کے کنارہ قرار پکڑا اور جو اول سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ سے بدسلوکی کی تھی حکم کیا کہ جہاں کہیں یہ دستیاب ہوں تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور انکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے بہت سے غلام کہ ولایت میں متفرق اور پریشان ہوتے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت ابوبکر شاہ سے منحرف ہو کر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا جو ملک سرور شحنہ پیل اور ملک نصیر الملک حاکم ملتان اور خواص الملک حاکم بہار اور رائے سرور اور دوسرے رائے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شریک ہو کر پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہان کا خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر الامرا کرکے ساتھ خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور رائے سرور کو رائے رایان خطاب دیا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب اور القاب کے سرور اور خوشدل کر کے آہنگ دہلی کیا اور ابوبکر شاہ نے بھی لشکر جرار آراستہ کرکے استقبال فرمایا اور موضع کندلی میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد حرب صعب کے چونکہ ابھی وقت نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کا نہ آیا تھا شکست پا کر جالیسر کی طرف گیا بقول شخصے بیت تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست ؛ سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست ؛ ابوبکر شاہ نے تعاقب کرکے ناصر الدین محمد شاہ کا اُردو غارت کیا اور دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور ہمایون خان جو سامانہ میں تھا لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف میں روانہ ہوا اور ابوبکر شاہ نے ملک شاہین کو اُسکے حرب پر مامور کیا اور پانی پت میں جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھا کر سامانہ کی طرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت میسر دکھائی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساختہ ناصر الدین محمد شاہ کے ہوا خواہ تھے ابوبکر شاہ اس مدت میں دہلی کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نکرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خان سے دلیر ہو کر امرا کی تحریک سے ناصر الدین محمد شاہ کے دفع کے واسطے دہلی سے برآمد ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور جالیسر کے جانے کی فکر میں ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کوتوال اور امرائے دہلی سے موافقت کر کے ساز و سلب اپنا جالیسر میں چھوڑ کر مع چار ہزار سوار جرار مقابل لشکر ابوبکر شاہ کے روانہ ہوا اور اُسکے بعد جبکہ نزدیک ہوا راہ جیب سے دہلی کی طرف یلغار فرمایا اور ایک جماعت کو ابوبکر شاہ محافظت کے واسطے دروازہ پر چھوڑ گیا تھا جنگ میں مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے زور لاکر دروازہ بداؤن کو آگ دیکر شہر میں داخل ہوا اور قصر ہمایون میں نزول کیا اور آدمی وضیع و شریف اُسکی خدمت میں حاضر ہو کر مبارکباد دینے لگے ابوبکر شاہ خبر پاکر اُسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر میں پہونچا اور ملک بہاء الدین جنگی کو کہ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کرکے قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کہ لوگ اُسکے شہر میں متفرق ہوگئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر دروازہ حوض خاص سے جالیسر کی طرف نکل گیا اور بعضے امرا اُسکے مثل خلیل خان باربک اور آدم اسمعیل خواہرزادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہو کر مقتول ہوئے اور بعضے جنگ میں مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور میں مبشر حاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی پایا تھا اور غلامان فیروز شاہی میں اُس سے بزرگ تر کوئی نہ تھا ابوبکر شاہ سے رنجیدہ ہو کر ایک عریضہ مشتمل بر اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھکر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابوبکر شاہ جب مطلع ہوا کہ اکثر لشکر والے مخالف ہوگئے ہیں اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جنبش کی ہے ناچار ایک جماعت مخصوصان کو ساتھ

نزدیک بہادر ناہر کے میوات کی طرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بحری کو دہلی میں چھوڑا اور ناصرالدین
محمد شاہ رمضان کی انیسویں سنہ مذکور میں دہلی میں پہونچکر صدر شاہی پر متمکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض
ہوئی ناصرالدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے جب کچھ قوت پکڑی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروزشاہی کے تصرف میں تھے
حرمت لیکر اپنے فیلبانوں کے سپرد فرمائے اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو مع اہل و عیال بھاگ کر
ابوبکر شاہ کے پاس گئے اور ناصرالدین محمد شاہ نے باقی غلامان فیروزشاہی کو جو تقلید غلامان مصر کرتے تھے دہلی
سے نکالدیا کسواسطے کہ ان سنوات میں مصر میں بھی یہی صحبت تھی کہ غلام آپس میں مستقل و متفق ہوا کثر اپنے مالک کو قتل
کرتے تھے اور کام عجیب ظہور میں پہونچاتے تھے اور اس کی جگہ دوسرون کو بٹھاتے تھے اور مشہور ہے کہ ناصرالدین
محمد شاہ نے فرمایا کہ غلامان فیروزشاہی سے جو کہ تین روز سے زیادہ شہر میں رہیگا جان و مال اسکا تلف ہوگا پس اکثر
دشمنین سے تین روز میں شہر سے باہر گئے اور جو کہ رہ گئے وستیاب ہوکر علف تیغ خون آشام ہوئے اور بعضے خوف جان
سے کہتے تھے کہ ہم اصیل ہین ناصرالدین محمد شاہ نے فرمایا جو کہ کھرا کھری کہے اصیل ہے اور غلام جسطور سے کہ بادشاہ
چاہتا تھا تلفظ نکر سکتے تھے بلکہ مردم پورب اور بنگالہ کی بولی مین ادا کرتے تھے مارے جاتے تھے حتی بہت سے آدمی پورب کے
کہ اصیل تھے اور زبان انکی خوب نہ تھی قتل ہوئے اسکے بعد ناصرالدین محمد شاہ اپنے کام کے سرانجام مین مشغول ہوا اور
اطراف وجوانب سے لشکر جمع کیا اور ہمایون خان بیٹا اسکا جو سمانہ مین تھا مع جمعیت تمام دہلی مین آیا ناصرالدین محمد شاہ
کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور شاہزادہ ہمایون خان کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور رائے کمال الدین
اور رائے خلجی بھٹی کے ابوبکر شاہ پر تعین فرمایا اور جب وہ لشکر کوتلہ مین پہونچا محرم کے مہینے ۷۹۳ھ سات سو
ترانوے ہجری مین ابوبکر شاہ باتفاق بہادر ناہر اور خانہ زادان فیروزشاہی کے ہمایون خان کی بیخبری مین
اسکے دو پر تاخت لایا اور پندرہ آدمیون کو مجروح کیا شاہزادہ پائے ثبات استوار کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور
اسلام خان بھی اپکو مستقل کرکے کمک کو پہونچا اور ابوبکر نے کچھ کام نہ کیا قلعہ کوتلہ کی طرف پلٹ آیا اور ناصرالدین
محمد شاہ یہ خبر سنتے ہی بکوچ متواترہ میوات کی طرف گیا ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر نے چارہ امان کے سوا نہ دیکھا پس ملازمت
کی ناصرالدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصراف دی اور ابوبکر شاہ کو ہمراہ لیکر منزل کھندی مین لایا اور وہاں سے حوالہ
کرکے قلعہ میرٹھ مین بھیجا اور وہ اسی حبس مین فوت ہوا اور ناصرالدین محمد شاہ نے جب دہلی مین مراجعت کی خبر پہونچی کہ ملک مفرح ملک
حاکم گجرات باغی ہوا ہے اسواسطے ظفرخان بن وجیہ الملک کو ساتھ اس تفصیل کے کہ وقایع شاہان گجرات مین لکھا جاویگا
باعزاز و احترام تمام گجرات کی طرف روانہ کیا اور ۷۹۴ھ سات سو چورانوے ہجری مین خبر تمردی رائے نرسنگہ اور بیرداون اکٹھور
اور بیربھان مقدم جھنبھو کے جو عمدہ کفار تھے سنی بادشاہ نے اسلام خان کو رائے نرسنگہ کے دفع شر کے واسطے کہ عمدہ تھین
ستمردان سے تھا بھیجا رائے نرسنگہ نے جنگ کرکے شکست پائی اور آخر کو صلح کرکے اسلام خان کے ہمراہ دہلی مین آیا
اور متعین دونون مین بادشاہ نے سنا کہ مقدمان اٹاوہ نمرد کرکے قصبہ بلارام اور وہ سرحدے پرگنات پر تاخت لائے ہین
بادشاہ نے خود بنفس نفیس فوج جرار سے اس طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار عاصی کو مستاصل کیا اور قلعہ اٹاوہ
کو مسمار کرکے قنوج کی طرف روانہ ہوا اور اس نواح کو بھی تاخت کرکے جالیسر مین آیا اور جو ان دنون مین کو اسنے اوپر مبارک
جانتا تھا قلعہ وہان تعمیر کرکے محمدآباد نام رکھا اور اسوقت مین خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی پہونچی کہ اسلام خان لاہور مین

جھنبھو

جاکر فساد برپا کیا چاہتا ہے ناصر الدین محمد شاہ بہ تعجیل تمام دہلی کی طرف راہی ہوا اور دہلی میں پہونچتے ہی اسلام خان
کو طلب کر کے استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جاجو نام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے نے کہ اسکے دشمن تھے
گواہی دروغ دی ناصر الدین محمد شاہ نے کہ اصل میں اس سے متوہم تھا اسے گرفتار کر کے فوراً حکم اسکے قتل کا نافذ
فرمایا خواجہ جہان منصب وزارت پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پائی اور اس طرف راہی ہوا
اور ۷۹۵ھ سات سو پچانوے ہجری میں سرداران راٹھور اور بیربھان نے طغیان پر کمر باندھی اور ملک مقرب الملک نے
حسب الحکم لشکر محمد آباد کا لیجا کر انکے شر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اسی سنہ میں میوات کے سمت
جا کر اس ولایت پر تاخت لایا اور وہاں سے محمد آباد اور جالیسر میں آکر بیمار ہوا اور جب سنا کہ بہادر ناہر عصیان اور
طغیان پر کمر کس کر بعضے مواضع دہلی کے غارت کرتا ہے بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کی طرف متوجہ ہوا
جب کوٹلہ میں پہونچا اور ناہر نے مقابل ہو کر صف آراستہ کی اور شکست کھا کر کوٹلہ میں آیا اور جو ٹھہرنے کی قدرت
نہ رکھتا تھا وہاں سے بھاگ کر پہاڑ میں پوشیدہ ہوا سلطان اہتمام عمارت کے واسطے وہیں بیماری میں محمد آباد جالیسر کی
طرف گیا اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری میں ہمایون خان کو کہ دہلی میں تھا واسطے تدارک
اور دفع شیخا کے کہ باغی ہو کر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا تھا تعین فرمایا ابھی ہمایون خان دہلی سے برآمد ہوا تھا
کہ سلطان اس سرائے فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا کس واسطے کہ محمد آباد جالیسر میں بیماری اسکی زیادہ ہوئی
روز بروز ضعف کا زور ہوا اور طاقت سلب ہوئی یہانتک کہ ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ سنہ مذکور میں
داعی حق کو لبیک اجابت کہا اور نعش اسکی دہلی میں لا کر حوض خاص کے کنارے پہلو میں اسکے باپ کے دفن
کی مدت اسکی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی **ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین
محمد شاہ کا** جب ناصر الدین محمد شاہ روضۂ جنت کی طرف سدھارا اسکا فرزند ہمایون خان انیسویں تاریخ شہر مذکور
[illegible] کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور سابق عمال و حکام ولایات پر برقرار
رکھے اسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت میں مبتلا ہوا اور بہر لحظہ مرض ترقی پر تھا یہانتک کہ اسنے بھی
اپنے باپ اور دادا کے مانند حوض خاص کے کنارے خوابگاہ بنائی بیت بخت و دولت چہ شد ز بار شہان خواجہ بنظر
خوان خوردہ ازین مائدہ حیز قسمت خویش ؛ مدت اسکی سلطنت کی ایک مہینا و سولہ دن تھی **ذکر سلطنت
ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا** سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرا کے درمیان بادشاہ کے
تعین ہونے میں گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی معطل رہا آخر خواجہ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد
شاہ کا چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھتا تھا سواد اعظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرمایا ناصر الدین لقب پایا اور تمام اکابر
اور امرا اس سے بیعت کر کے سر اسکے حلقۂ فرمان میں لائے اور خواجہ جہان بدستور سابق وزارت پر مقرر ہوا اور
مقرب الملک مقرب خان ہو کر کفیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے باربکی پائی اور سارنگ خان
دیپالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان منشی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے [illegible] مملکت دہلی
ذائل ہوئی تھی ولایت میں ہرج مرج نے ظہور کیا اشرار اطراف نے سرکشی کو پیشہ کیا [illegible] مشرقی نے بیعت سر اٹھایا
اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع [illegible] فیل اور لشکر کثیر ہندو

قنوج اور بہار کی طرف روانہ کیا اور وہ اُس ولایت میں جاکر با آہستگی تمام سبکو عمل میں لایا اور جونپور تک گیا اور حکام بنگالہ سے بھی مال مقرری چند سالہ اور ہاتھی متقبلہ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیبالپور کا ہوا تھا لشکر ملتان اور اُس کے نواحی کا فراہم کرکے شیخا کھکر کی طرف متوجہ ہوا اور شیخا کھکر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر اُس میں خویش اور ہم قوم اُسکے تھے اجودہن سے استقبال کرکے بارہ کوس لاہور سے مقابل میں پہونچا اور ایسی جنگ کہ مردان شجاع اور بہادران کار آگاہ زبان ساتھ تعریف اور تحسین کے کھولیں واقع ہوئی آخر کو شیخا کھکر بھاگ کر لاہور میں آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ لے کر کوہ جموں میں پناہ لے گیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے بھائی عادل خان کے سپرد کرکے دیبالپور کی طرف گیا اور اُسی عرصہ میں سلطان ناصر الدین محمود نے مقرب الملک مقرب خان کو مع ایک سو زنجیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ خیل دہلی میں چھوڑکر خود گوالیار اور بیانہ کی طرف سواری فرمائی اور سعادت خان باربک رکاب میں تھا اور جب گوالیار میں پہونچا مبارک خان یعنی فرزند ملک راجو اور ملوخان برادر سارنگ خان اور ملک علاء الدین دھاروالہ نے سعادت خان باربک کو مار ڈالنے کا قصد کیا اور سعادت خان اُن کے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک علاء الدین کو قتل کیا اور ملوخان بھاگ کر دہلی میں پہونچا اور سلطان ناصر الدین محمود اس فساد کے بعد دہلی میں آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کے واسطے حاضر ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور پناہ دینے اپنے سے ساتھ ملوخان کے ایک خوف اور ہراس نے اُس کے دل میں راہ پائی شہر کی طرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور تین مہینے کے عرصہ تک مبحث نے درازی پائی اکثر اوقات مردمان درونی اور بیرونی کے درمیان میں جنگ واقع ہوتی تھی اور جو صحبت سعادت خان باربک کی خاطر تھی ناصر الدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص مقربون کے ہنگام فرصت ماہ محرم سنہ ۷۹۷ سات ستانوے ہجری میں شہر میں داخل ہوکر مقرب الملک مقرب خان سے جا ملا دوسرے دن مردمان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان باربک کے مقابلہ اور مجادلہ کو شہر سے برآمد ہوئے اور شکست کھاکر پھر شہر میں داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہونچا اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خرگاہ اُٹھاکر شہر فیروزآباد کی طرف گیا اور امرا کی صلاح سے نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو کہ ولایت میوات میں رہتا تھا طلب کرکے بادشاہ بنایا اور ناصر الدین کو نصرت شاہ لقب دیا اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا امرا اور غلامان فیروزشاہی بدسلوکی سعادت خان باربک سے آزردہ خاطر ہوئے فیلبانوں کو اُس سے منحرف کیا اور نصرت شاہ کو بھی اُس سے ساتھ مکر اور حیلہ کے متنفر کیا اور ہاتھی پر سوار کرکے سعادت خان باربک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور سعادت خان جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پاکر بھاگا مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ۔ اور مقرب الملک مقرب خان سے امان چاہ کر اُسکے پاس گیا اور اُسی چند روز میں شمشیر غدر اُسکے سے درگذرا اور امراے فیروزآباد نے از سر نو نصرت شاہ سے بیعت کی اور بہت ولایتوں پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروزآباد میں دو بادشاہ قائم ہوئے اور امرا بھی دو طرف ہوئے جیسا کہ تاتارخان بن خان اعظم ظفر خان گجراتی اور شہاب ناہر اور فضل اللہ بلخی المخاطب بہ قتلغخان نصرت شاہ کے شریک ہوئے اور مقرب الملک مقرب خان مع امرا سلطان ناصر الدین محمود کی ملازمت میں حاضر ہوا اور ملوخان المخاطب

یا اقبال خان جو کہ قلعہ سیری کو تصرف میں رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنہ میں تھا کسی طرف نگرویدہ ہوئے تشخیص معاملہ کے
منتظر تھے اور تین برس ان دونوں بادشاہوں کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متمیز ہوتا تھا کبھی دہلوی زور
کر کے غنیم کو فیروز آباد تک پسپا کرتے تھے اور گاہے فیروز آبادی غلبہ کر کے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک ہٹاتے تھے اور ایک جماعت
کثیر ہندو اور مسلمان سے ان معرکوں میں کام آئی اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے ہجری میں سارنگ خان حاکم دیپالپور نے خضر خان
حاکم ملتان سے پرخاش آغاز کی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب آیا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور ۷۹۹ھ سات سو
ننانوے ہجری میں سامانہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عالی خان کو بھی نکال کر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سنکر تاتار خان
حاکم پانی پت کو مع ملک الیاس اور لشکر گران سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری میں سارنگ خان
تاتار خان سے شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا اور سنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر پوتے امیر تیمور صاحبقران نے آب سندھ پر کشتی
سے پل باندھ کر عبور کیا اور اوچہ کو محاصرہ میں لایا اسواسطے اسنے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امرائے دیگر اور لشکر برگزیدہ
ملک علی حاکم اوچہ کی کمک کو روانہ کیا اور امیرزادہ نے انکے آنے سے واقف ہوکر آب بیاہ کے کنارے تک استقبال کیا اور
انھیں غافل کر کے حملہ آور ہوا اور انکی جمعیت متفرق کی چنانچہ انہیں کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور بعضے پانی میں ڈوب
گئے اور ملک تاج الدین پریشان اور بدحال کچھ آدمیوں سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان میں
پہونچا سارنگ خان مضطرب ہوکر حصاری ہوا اور چھ مہینے کے بعد قحط پڑا سارنگ خان امان طلب کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور
میرزا پیر محمد نے اسے مع تمام لشکر مقید کر کے ملتان پر قبضہ کیا اور اسی عرصہ میں سارنگ خان قیدخانہ سے بھاگا اور ملتانیوں
کو مطیع اور منقاد کیا اور سنہ مذکور میں اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہوکر ناصر الدین محمود شاہ سے منحرف
ہوا اور نصرت شاہ سے پیغام بھیجنی کیا اور نصرت شاہ سوار ہوکر قلعہ سیری میں آیا اور دروازہ حظیرہ خواجہ بختیار کاکی قدس سرہ
میں مصحف مجید کو درمیان میں لاکر طرفین سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و فیل قلعہ جہان نما کے اندر لیگیا
اور ناصر الدین محمود شاہ ساتھ مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنہ میں رہا اور دو تین روز کے بعد
اقبال خان نے نصرت شاہ سے دل دگرگون کر کے غدر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے
پیچھا کیا اور اثاثہ بادشاہی کو قبضہ میں لایا اور نصرت شاہ کو فیروز آباد میں استقامت کی طاقت نرہی اپنے وزیر تاتار خان
کے پاس پانی پت میں گیا اور اقبال خان فیروز آباد کو اپنی تصرف میں لایا اور نہایت مستقل ہوا اور عزم مقرب الملک
مقرب خان کے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے انکے درمیان جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان میں آئے اور
قصر جہان نما میں انہیں صلح کرادی اور اقبال خان انھیں دنوں میں مصلحت دنیوی کے باعث عہد توڑ کر قلعہ سیری سے
اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خان کے تاخت لے گیا اور اسے گرفتار کر کے قتل کیا اس وقت سلطان
ناصر الدین محمود کو دست افراز کر کے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے سوا ساتھ اس کے نہ چھوڑا
اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ اعوان و انصار اپنے کے سپرد کر کے بادشاہ کے ہمراہ تاتار خان کے دفع کے واسطے
پانی پت کی طرف روانہ ہوا اور تاتار خان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت میں چھوڑ کر دوسرے راستہ سے دہلی کی طرف
گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کر کے تین دن میں مفتوح کیا اور تاتار خان کے ارادہ سے واپس پر
منصرف ہوا اور مظفر و منصور ہوکر دہلی کی طرف معاودت کی اور تاتار خان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے سبب سے کچھ نہ

بن پڑا تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات میں گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی میں فروکش ہوکر امور
سلطنت میں مشغول ہوا اور اس درمیان میں خبر پہونچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے بقصد تسخیر ہندوستان آب سندھ سے
عبور کیا

## بیان امیر تیمور صاحبقران کا مملکت ہندوستان کی طرف آنے کا

امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان آشوب اور
فتنہ دہلی بلکہ تمام ہندوستان کا سنکر سنہ آٹھ سو ہجری میں سفر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سندھ سے عبور کرکے
محرم کی بارھویں تاریخ سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں چول جلالی کے کنارے اترا اور جب سے چنگیز خان سے شکست کھاکر
سلطان جلال الدین منکبرنی اس چول میں داخل ہوا ساتھ اس نام کے مشہور ہے اور بعضے زمینداران نے دامن کوہ سے اس مقام
میں آکر ملازمت کی اور شہاب الدین مبارک جو آب بھٹ کے نواحی میں بعضے ولایات کے حفظ کے واسطے کہ تصرف میں رکھتا تھا
اقامت پذیر تھا جب امیرزادہ میرزا پیر محمد ملتان کی طرف جاتا تھا آن کر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اٹھا خلاف
کیا اور اس وقت میں بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلیے امیر شیخ نورالدین ساتھ اقوام اپنی کے اسکے دفع کے واسطے
تعین ہوئے اور جب وہ وہاں پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت اور انقیاد کے دلالت کی
اور چونکہ اسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا تھا اور ایک خندق عمیق گرداگرد اسکے کھود کر آب جیلاب اسمیں جاری کیا تھا
فرمانبرداری اسکی قبول نہ کی اور جنگ میں مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا
اور شہاب الدین مبارک بعزم شبخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے
شکست فاحش کھائی اور اکثر آدمی اسکے قتل ہوے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور صاحبقران امیر
شیخ نورالدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک
شکست کے بعد دو سو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پر کرکے پایان آب میں روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے
کنارے جاتا تھا آخر شب پلٹ آیا اور صاحبقران مہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہوکر پانی کا کنارہ پکڑکے روانہ ہوا یہانتک
کہ اس مقام میں پہونچا کہ جہان نہر جھنوا اور چیناب یکجا ہوتے ہیں اور ایک قلعہ محکم موسوم بہ تلمبہ اس مقام میں تھا الغرض
حکم ہوا کہ اس نہر پر پل باندھ کر عبور کریں اہلکار حکم کے موافق عمل میں لائے اور صحرائے تلمبہ لشکرگاہ ہوا اور بال مال کا
اس قلعہ کے اہالی پر حوالہ دیا اور کچھ تحصیل ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ کے احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاویں لاویں
اسی قدر حکم کافی ہوا یعنی ایک ساعت میں تمام شہر تاراج ہو گیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کرکے
ظاہر موضع شاہنواز خیمہ گاہ عساکر منصور ہوا اور جو وہاں غلہ تھا تمام لشکر نے آذوقہ اٹھایا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر
جلا دیا اور جب بہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع میں پہونچنے کے وقت مردم تلمبہ نے فرمانبرداری
نہیں کی امیر شاہ ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر میں داخل ہوئے اور لوازم قہر و غضب میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور علما اور
سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنواز
میں نزول فرمایا اور اسی جگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ جسرت بھائی شیخا کھکر نے دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پاے ثبات
محکم کیا ہے فوراً اعتروق کو وہاں چھوڑکر اس طرف روانہ ہوا بمجرد پہونچنے کے سپاہیوں نے اطراف و جوانب سے آب و گل
سے عبور کرکے اس جماعت کو پریشان اور بہتون کو بیجان کیا اور مال و اطفال انکا دستیاب کیا اور موضع شاہنواز میں اسقدر
غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ سے

عبور کیا اور ولایت آباد اور زیر علف اور آذوقہ مین داخل ہوے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ ہوکہ جب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہوکر شہر مین داخل ہوا اور آپکو قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف وجوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوے راتون کو شہر کے کنارے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا کس واسطے کہ لشکر کو وہان سے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوے شہزادہ ساتھ اپنے لشکر کے بعضے جو ان مین سے گاؤ سوار اور بعضے پیادے تھے اُردو کی طرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفایس ہندوستان سے جو کچھ اسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہمایون مین گذرانے صاحبقران نے سب کو امرا پر تقسیم فرمایا اسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایک آن شہزادہ کے ہمراہیون کو مرحمت فرمائے اور چونکہ شہزادہ نے حاکم بھٹنیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُس کا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی ہمراہ لیکر قصبۂ اجودھن کی طرف یلغار فرمایا اور اجودھن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بھٹنیر مین پناہ گیی اور بعضون نے جلا وطن کیا اور بعضون نے توکل کرکے قصبۂ اجودھن مین استقامت کی کسی طرف نہ گئے اور امیر تیمور صاحبقران نے اجودھن مین پہونچکر شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہان کے باشندون کو امان دیکر بعزم بھٹنیر روانہ ہوا اور آب اجودھن سے عبور کرکے خالص کوٹلی مین فروکش ہوا اور وہان سے بھٹنیر پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا یلغار کرکے ایک دن مین وہ راہ دراز طی کی اور جو وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند سے تھا اور راہ سے دور واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بیگانہ وہان نہ پہونچا تھا اس سبب سے آدمی اجودھن اور دیپالپور اور اطراف واکناف کے اُس مقام مین پناہ لے گئے جس قدر گنجایش رکھتا تھا قلعہ مین در آئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم تھے پھر صاحبقران نے تاخت فرماکر وہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اول روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سب کو قتل کیا اور اموال انکا اولیاے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور راے خلجی جو وہانکا حاکم تھا وہ بدکفار ہند سے تھا اور قواعد سرداری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہادر اپنا نام رکھا تھا کس واسطے کہ بہادر زبان ہندی مین راے کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہوکر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ چغتائی اُسپر حملہ آور ہوئی اور اُسے شہر مین پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہوکر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب صعب کے بعد فائق اور غالب آنکر مغرب کے وقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی راے خلجی نے مضطرب ہوکر استغاثہ بلند کرکے عجز اظہار کیا اور ایک سید کو شفاعت کے واسطے بھیجکر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا صاحبقران نے التماس اُسکی قبول کرکے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع و زاری کرکے امان چاہی اور راے خلجی کا بیٹا قلعہ سے برآمد ہوکر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن راے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعدالدین پوتے شیخ شکر گنج رح کے جو اجودھن سے بھاگ کر وہان آیا تھا برآمد ہوکر پابوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور اقسام اقمشۂ نفیسہ پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گران مایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیر اللہ داد واسطے ضبط

دروازہ کے متعین ہوئے کہ مردم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین در آئے تھے نکالین اور جسنے مسافر کابلی کو جو میرزا پیر محمد جہانگیر کے آدمیون سے تھا قتل کیا ہو سزا کو پہونچا دین اور باقیون سے مال امان لیکر رہا کرین چنانچہ جن مردم دیپالپور نے مسافر کابلی کو مع ہزار آدمی کے قتل کیا تھا حسب الحکم اُن مین سے پانسو آدمی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اس سبب سے برادر اور پسر راے خلجی نے بنیاد فضولی کرکے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے راے خلجی کو مقید کرکے سکناے شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان مین آنکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیر اللہ داد تحصیل زر امانی کے واسطے شہر مین داخل ہوئے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر نے سخت طلبی زر امانی کے سبب سے اپنے تمام دیہات مین آگ افروختہ کی اور اپنی زن و فرزند کو ذبح کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصور سے بہتون کو ہلاک کرکے آپ بھی قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک سیاہ کیا اور سرستی مین آیا اور باشندگان سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب کرکے سبکو قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ وہان کے آدمیون کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ رجب اور اہرونی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغراق کو سمانہ کی طرف روانہ کرکے خود بنفس نفیس اطراف کے جنگلون کی طرف متوجہ ہوا اور قوم جتان سے جو شخص کہ راہزنی کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ نہ چھوڑا اور ایک جماعت سادات جو ایک موضع مین سکونت رکھتی تھی اُس پر رعایت فرمائی اور جب قریہ کھنیل مین کہ سمانہ سے پانچ کوس پر ہی پہونچا تمام شاہزادہ اور امرا جو اطراف مین غارت کرنے گئے تھے راہ ہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اُس موضع مین جمع ہوئے اور حکم ہوا کہ من بعد لشکر منصور تورہ و قاعدہ سے روان ہووے جب اُسکے بعد پانی پت مین آیا یہ ارشاد کیا کہ یہان سے ہماری فوجین زرہ پوش ہوکر چلین اور فراوانی علف کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دو آب کے درمیان مین آیا اور قلعہ لونی کو بجنگ لے کر ہندوون کو قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہنڈن اور جون کے واقع ہوا ہی ہنڈن ایک آب عمیق ہی جسکو سلطان فیروز شاہ باربک مرحوم نے آب کالنی سے جدا کیا تھا اور اس مقام مین ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہانکے مجوس تھے القصہ اس فتح کے بعد ساحل آب جمنا کے کنارے عمارت جہان نما کے مقابلہ مین بخیر و سعادت نزول فرمایا اور گذر ہاے آب کی بنفس نفیس خفیا ملاحظہ فرمائی اور امیر سلیمان شاہ و امیر جہان شاہ کو تاخت و تاراج جنوبی کے واسطے بھیجا اور خود سات سو سوار مکمل اور جرار لیکر شہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارت کے سیر مین مشغول ہوا اور گذر آب اور جاے جنگ کو ملاحظہ فرمایا کہ اس درمیان مین ناصرالدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی پانی کے اس طرف دیکھے پانچہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قراولون نے محمد سیف کوکا ان سے معتبر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کے واسطے متعین ہوا تھا گرفتار کر لائے اور حکم کے موافق اُسکی گردن ماری پھر صاحبقران پلٹ کر اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُسکے تین سو آدمی جو اُس طرف تھے جنگ کے واسطے کھڑے ہوئے اور سونجک بہادر اور اللہ داد نے بھی حسب الحکم اُنکے کمک کے لیے ساتھ دو قشون کے آب سے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیراندازی مین مشغول ہوے اور ملو خان صلاح معاودت مین جانکر پلٹ آئے اور بہادرون نے تعاقب کرکے ایک جماعت کو پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور وہ ہاتھی کہ مردمان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت ۱۹۱ دوش کے صدمہ سے گر کر سقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے دن شہر دہلی لونی سے کوچ کرکے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہی نزول اجلال و حلول اقبال فرمایا اور اس یورش

یورش

میں جمیع شہزادے اور تمام سردار پایہ سریر اعلی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان شاہ اور دوسرے امرا نے عرض اقدس میں پہونچایا کہ اب آپ سندھ سے یہاں تک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر میں گرفتار ہوگئے ہیں اور جس دن بادشاہ ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا بوقت جنگ اتفاق کرکے ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہوویں جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نہ رکھیں اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل میں تغافل کرے اُسکی بھی گردن ماریں اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُس کی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گذارش کرے اس صورت میں اس دن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک نفر اُردو میں رہے اور ہنود کے زن و فرزند صغیر سن کی محافظت کریں القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچویں تاریخ کو آب جون سے عبور کرکے صحرائے فیروز آباد میں فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے روبرو کھدوا کر گائے اور بھینسوں کی گردن اور پاؤں میں چرم خام باندھ کر اُس خندق میں چھوڑا اور چوکیدار اُسکے پیچھے شرائط ہوشیاری میں مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کی ساتویں تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران نے بسعادت و اقبال سوار ہو کر برانغار وجرانغار وقول کو آراستہ کیا اور سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایکسو بتیس ہاتھی مجموع کو مسلح اور مکمل کرکے صاحبقران کی طرف متوجہ ہوئے بہادران جغتائی ہاتھیوں پر حملہ آور ہوئے اور طرفۃ العین میں زخم تیر سے فیل اور فیلبانوں کو نگونسار کیا اور ہندوستانیوں نے آپکو مرد میدان اُن غازیوں کا نہ پاکر راہ گریز نالی اور سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگوں سے بہزار مشقت اپنے تئیں شہر کی طرف روگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تکامیشی کرکے مظفر اور منصور ہو کر حوض خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصرالدین اور ملو اقبال خان نے تھوڑے آدمیوں سے آپ کو شہر میں پہونچایا تھا اُس شب کو برآمد ہو کر سلطان ناصرالدین گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان بران کی طرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہو کر ایک جماعت کو تعاقب میں بھیجا اور اُنھوں نے کہ بطور راہ سریع السیر کے جا کر بہتوں کو ہلاک کیا اور بیٹے ملو اقبال خان کے کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خداداد یہ دونوں گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ میں وارد ہوا سادات اور قضات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُن کی درجہ قبول میں پہونچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی میں خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سولھویں ماہ مذکور کو ایک جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے لیے شہر پناہ کے اندر پھرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے مایحتاج کے واسطے شہر میں آئے تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش فیروزہ میں مشغول تھا کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور ہنود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر آمادہ ہوے اور امرا نے اسقدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسری فوجیں شہر پناہ میں قدم نہ رکھیں لیکن اسقدر سپاہی شہر میں تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط اپنا نہ کرکے تمام شہر میں در آئے اور غارت عام ہوئی اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہنود کو

اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور ہر نوع کا غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر بالتخصیص الماس
اور یاقوت اور مروارید چونکہ قیاس سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنود سے مسجد جامع
مین جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جا کر اُس مسجد کو اُس جماعت
کے خبیث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عنان اختیار دست اقتدار
سے جا چکی تھی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہے کہ ایک جماعت مال امانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر انکی شاق
طلبی اور سخت گیری سے سرکشی و انکار کرنے لگے اور چند نفر محصلون یعنی منزاولون کو قتل کیا اس سبب سے آتش
غضب آنحضرت کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اُسوقت تک
یہ امر کسی بادشاہان مغل کو میسر نہ ہوا تھا اور صاحبقران ایک سو بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈا اور دوسرے
جانوران شکاری وغیرہ جو سلطان فیروزشاہ بار بار سے دہلی مین تھے اُنپر متصرف ہو کر شہر مین داخل ہوا اور جو
مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکے دلمین گذرا کہ سمرقند مین
اسکے مانند تیار کرے چنانچہ دہلی کے سنگتراشون کو سمرقند کی طرف لیجا کر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اُسکے بعد پندرہ روز
تک دہلی مین وقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ
اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور خود ساعت سعادت کے روان ہو کر فیروزآباد کی طرف آیا وہان بہادر
نے دو طوطے سفید جن کو کاکا توا کہتے ہین برسم تحفہ میوات سے بھیجکر اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین
ترمذی صاحبقران کی طرف سے جا کر بہادر ناہر کو ملازمت مین لایا اور خضر خان کے جو میوات کے پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ
مین آنکر نوازش پائی اور وہ حضرت وہانسے راہی ہو کر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک جماعت
اور امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے جو اہمات قلاع ہند سے تھا بھیجا اُنھون نے وہان جا کر خبر بھیجی کہ اُس قلعہ کے
رہنے والے جنگ پر آمادہ ہو کر کہتے ہین کہ ترمشرین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر
نہ ہوئی امیر صاحبقران یہ کلام سنکر غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اُسی لحظ بعضے
جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودنے مین مشغول ہوئے جیسا کہ دوسرے دن ہر ایک طرف سے تیس گز اور پندرہ
گز نقب قلعہ کی طرف پہونچ گئی اور الیاس خان افغانی اور فرزند مولانا احمد تھانیسری اور ملک صفی کیبرچ کہ
قلعہ مین [illegible] جنگ مین مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے سیڑھیان لگائین اور بعضے کمندین
ڈالکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کر کے امرائے مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو
زندہ نہ چھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین تو ان مین آگ دیکر برج و دیوارہائے قلعہ اُڑا کر قلعہ بھٹنیر کے مانند اُسے
بھی خاک سیاہ کیا اور جب ایسی فتح اس آسانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین پہونچے
اور اُن ممالک کو بالکل تاخت و تاراج کر کے تہ و بالا کر دیا اور آب گنگ سے عبور کر کے اس مقام مین کہ جہاں اسکا سرچشمہ ہے اور
سلطان محمود غزنوی بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کر کے انکے زن و فرزندون کو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے
ہاتھ آئی پھر معاودت کا عازم ہوا اثنائے مسافت کے درمیان مین رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کر کے ساز و سلب اُسکا غارت کیا
اور نواح جمو کے دروازہ تک چند قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہاں کا راجہ حرب پر آمادہ ہو کر مقابل آیا اُسسے بھی

بضرب شمشیر آبدار مجروح کرکے گرفتار کیا اور امیر صاحبقران کی نصیحت سے اُسنے مسلمان ہوکر گائے کا گوشت کھایا اور
کہتے ہین شیخا کھکر نے اپنے چھوٹے بھائی جسرت کھکر کو کہ صاحبقران کے مقابلے سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بندگان حضرت
کے ساتھ مخالفت پر اسے سرزنش اور ملامت بہت کی اور سارنگ خان کے برعکس اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران
کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین راہ پائی اور نظر التفات اُس کے بارہ مین ساتھ اس عہد کے ہوئی تھی
کہ جب لشکر منصور کسی انبوہ وجماعت کثیر پر پہونچے اور وہ لوگ اپنے آپ کو شیخا کھکر سے منسوب کرتے تو کسی شخص کو
افراد عساکر منصور سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہو جب شیخا کھکر رخصت حاصل کرکے اپنے مقام مین گیا فرصت پاکر قلعہ لاہور
پر متصرف ہوا اور بے سبب جادۂ اطاعت اور اخلاص سے قدم باہر رکھا اور سید شاہ خازن سے جو راقم کتاب
کے اجداد سے تھا اور مولانا عبد الصمد صدر سے جب یہ دونوں ماوراء النہر سے آتے تھے اُسنے سلوک غیر مرضی کیا
اور اُسوقت امیر صاحبقران نواحی پنجاب مین پہونچے جب بھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت مین حاضر نہوا اسواسطے
شاہزادون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کرکے شیخا کھکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن ماری اور لاہور
اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کرکے بہ تعجیل روان ہوا
اور دہلی اور سیری دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر ہوئی اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان
کے خوف سے دوآب کے درمیان تھا مع اپنے لشکر کے میرٹھ کی طرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور چار فیل کے
اُس سے جاملا اور نصرت خان جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروزآباد
کی طرف آکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ مین لایا اور شہاب خان رہنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیون
کے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلع اور قمع کے واسطے برن کی
طرف بھیجا اور اثناے راہ مین چند زمیندار ملو اقبال خان کے اغواء سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے
قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کرکے شہاب خان مقتول کا مال واسباب لوٹ کر دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کی طرف
لشکرکشی کی اور نصرت شاہ تاب اُس کی مقاومت کی نہ لاکر میوات کی طرف بھاگا اور ملو اقبال خان از سر نو دہلی خراب کا
حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی نے کہ شمشیر جانستان عساکر صاحبقران کے
خوف سے اطراف وجوانب مین بھاگ گئی تھی وطن کی طرف مراجعت کی اور حصار سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسی وقت
سے اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان تر ہوئی اور ولایت میان دوآب
ملو اقبال خان کے تصرف مین آئی اور ممالک دوردست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم ظفر خان اور
مالوہ کو دلاور خان اور قنوج اور اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کو بحکم
صاحبقران سے خضر خان نے اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اوحدی نے اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن ملکزادہ
فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہ کرکے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل وابد کے
حکم سے دولت اور سلطنت کو پہونچے شرح اُس کی عنقریب رقمزدۂ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاول کے مہینے سنہ آٹھسو
تین ہجری مین ملو اقبال خان نے دار الخلافت دہلی سے بیانہ کی طرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا
دو ہاتھی اور سامان اُسکی شوکت کا قبضہ مین لاکر وہان سے کھیتر کی طرف گیا اور نرسنگھ سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت بازگشت

کی اور سنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جو جونپور میں فوت ہوا اور اُسکا منہ بولا بیٹا ملک قرنفل اپنا نام سلطان مبارک شاہ
رکھکر اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا ہے ملو اقبال خان نے جمادی الاولیٰ کے مہینے سنہ مذکور میں مبارک شاہ پر فوج کشی کی
اور شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اور بہادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبہ پٹیالی میں جو نہر گنگ کے کنارے
واقع ہے پہونچا اُسے سنا اور اس طرف کے تمام زمینداران اُسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبال خان
نے قنوج میں جاکر چاہا کہ جونپور اور لکھنؤ میں در آوے لیکن اس طرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونوں
لشکر کے آب گنگ حائل تھا کسی کو مجال عبور نہ ہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمے اُکھاڑکر
ہر ایک اپنی ولایت کی طرف راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی
کے سبب سے قتل کیا اور سنہ آٹھسو چار ہجری میں سلطان ناصر الدین محمود شاہ کہ ظفر خان کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر مالوہ کی
طرف گیا تھا اُسوقت حسب الالتماس ملو اقبال خان کے دہلی میں آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی میں
ملو اقبال خان کے خوف سے دخل نہ کیا اور جو اسی سال مبارک شاہ نے جونپور میں وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین
محمود شاہ کو ہمراہ لے کر پھر قنوج کی طرف لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جو جونپور کے تخت پر جلوس
کیا تھا مع لشکر شرق ساتھ کمال شوکت و ہیبت کے استقبال کیا اور نہ چاہا کہ کچھ صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو
پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ باین خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم خانہ زاد ہے مجھے بادشاہ بناکر خود میرے خدمتگاروں
کے سلک میں منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہوکر شاہ ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب
معلوم کیا کہ سبب آنے کا کیا ہے عدم اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصر الدین محمود شاہ جیسا کہ
آیا تھا اسی طرح پلٹ گیا اور قنوج کی طرف جاکر اُس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہاں کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی طرف
سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کی طرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی اور
سنہ آٹھسو پانچ ہجری میں ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار گیا جو صاحبقران کے فترت میں نرسنگھ کے تصرف
میں آیا تھا اور بعد فوت اُس کے اور اُس کے بیٹے کے برم دیو راجپوت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا چونکہ
وہ قلعہ نہایت استحکام میں تھا اس کی نواح میں تاخت کرکے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور
برم دیو قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ میں مشغول ہوا اور اول حملہ میں شکست کھاکر قلعہ میں داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور
سابق تاخت کرکے دہلی کی طرف روانہ ہوا اور سنہ آٹھسو سات ہجری میں دوبارہ اٹاوہ کی طرف لشکر کھینچا اور رائے سمیر
اور گوالیار اور رائے جالار وغیرہ جو اٹاوہ میں جمع ہوئے تھے انسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اُسکے پیشکش لی
اور کمال بے مروتی و بے انصافی سے قنوج کی طرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ کا محاصرہ کرکے ایک
مدت ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اُسکی تدبیر پیش رفت نہ گئی اور ماہ محرم سنہ آٹھسو آٹھ ہجری
میں کوچ کرکے سمانہ کی طرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زادوں میں تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت
اختیار کی تھی اُسوقت ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سمانہ سے مراد ہے چھوڑکر کوہ دھور کی طرف راہی ہوا
اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اُس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچ کر فروکش ہوا آخر حضرت علیم الدین نبیرہ
سید جلال الدین بخاری نے درمیان میں آنکر صلح کروائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کی طرف

روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کرکے خطبہ اور سکہ دہلی کا اپنے نام جاری کرے جس وقت تلونڈی میں پہونچا رائے داؤد کمال میمنی اور رائے ہیو فرزند رائے رتی کو دستیاب کرکے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجودہن کے قریب فروکش ہوا خضر خان نے لشکر پنجاب اور دیپالپور اور ملتان کو جمع کرکے استقبال کیا جمادی الاول کی اُنیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو شامت نقض عہود کی اُسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اُسکا زخمی ہوکر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اُسکا سر کاٹ کر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر فتح پور کی طرف کہ اُسکا مسکن تھا بھیجکر اُسکے دروازہ پر آویزان کیا بیت

بہ نقض عہد دلیری مکن کہ چرخ فلک ۔ بنتیجۂ علمت زود در کنار نہد ۔ دولت خان لودھی اور اختیار خان نے کہ دہلی مین تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور مین تھوڑے آدمیون سے دہلی مین آنکر تخت پر جلوہ گر ہوا اور چونکہ بادشاہی اور اقبال نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے منھ موڑا تھا ناصر الدین محمود شاہ نے مہمات پنجاب اور ملتان اور پایۂ تخت کو مستحصن نہ کرکے دولت خان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر پر کہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف مین رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کی طرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل مین آنکر چند روز معرکہ قتال وجدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ یہان کچھ تدبیر پیش رفت نہ جاوے کی دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اضلاع سے تنفر تھے کثرت لشکر کشی سے بہ تنگ آنکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اقطاع کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لے کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور کوچ بر کوچ جاتا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اس سے بھی عبور کرے اُس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ خان اعظم ظفر خان گجراتی نے الپ خان والی مندو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر قبضہ کیا اور اب جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کرکے جونپور کی طرف معاودت کی اور ماہ رجب سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری مین درمیان دولت خان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند مین داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اُسی عرصہ مین خضر خان اس حدود پر متصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی مین آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین سلطان ناصر الدین محمود ملک میر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک میر ضیا قلعہ سے برآمد ہوکر مقابل ہوا اور اول ہی حملہ مین شکست کھا کر قلعہ مین بھاگا اور لشکر یان بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ مین داخل ہوئے اور ملک میر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود اسد خان لودھی کو سنبھل مین چھوڑ کر دہلی کی طرف آیا اور سنہ ۸۱۱ آٹھ سو گیارہ ہجری مین بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضر خان کی طرف سے حاکم حصار فیروزہ بنا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ مین حصاری ہوا چند روز کے بعد اُس نے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر غدر کیا پھر سلطان مراجعت کرکے دہلی کی طرف گیا اور خضر خان یہ خبر سنکر فتح آباد کی سمت آیا اور مردانہ

فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک تحفہ کو تعین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف مین تھا تاخت لاوے اور خود سنہ مذکور مین رہتک کے راستہ سے دہلی مین آیا بادشاہ ناصرالدین محمود جو عقل و شجاعت سے چندان بہرہ نہ رکھتا تھا فیروز آباد مین حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز اسکے محاصرہ مین قیام کیا پھر غلہ اور علف کی نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کی طرف گیا اور سنہ ۸۱۲ ہجری مین بیرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ مخالفت کر کے دولت خان کے پاس جو دریاے جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل و عیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہو کر از رہ عجز پھر خدمت مین خضر خان کے آیا اور انہی پرگنون پر کہ اسکی جاگیر مین تھے پھر سرفراز ہوا اور سنہ ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ ہجری مین خضر خان ملک ادریس پر جو محمود شاہ کی طرف سے رہتک کا حاکم تھا گیا ملک ادریس نے قلعہ رہتک مین متحصن ہو کر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہو کر اپنے بیٹے کو بھیجکر مبالغ پیشکش کر کے بیعت کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے فتح پور گیا پھر سنہ ۸۱۴ آٹھ سو چودہ ہجری مین خضر خان رہتک کی طرف کہ منجملہ ولایات بادشاہ ناصرالدین محمود سے تھا روانہ ہوا ملک ادریس اور مبارز خان نے استقبال کر کے ملازمت کی اُنھین نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کر کے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور مبادر خان کے تصرف مین تھا غارت فرما کر دہلی مین آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمین سلطان ناصرالدین محمود قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد مین رہتا تھا سلطان ناصرالدین محمود کا ادبار اس کے چہرہ حال سے مشاہدہ کر کے خضر خان سے جاملا اور اُسے اُٹھا کر فیروز آباد کی طرف لے گیا اور ولایت میان دوآب کو ضبط کر کے نہ چاہا کہ ایک دانہ غلہ اور آذوقہ کا دہلی مین پہونچے لیکن چونکہ بادشاہت سلطان ناصرالدین محمود کے چند روز باقی تھے اس مرتبہ بھی امساک باران ہو کر ایک قحط طرفہ ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دست کش ہو کر فتح پور کی طرف گیا اور سلطان ناصرالدین محمود ماہ رجب مین کیتھل کی طرف سوار ہو کر شکار مین مشغول ہوا اور مراجعت کے وقت ذیقعدہ کے مہینے مین مرض الموت مین مبتلا ہو کر اسی مہینے مین مر گیا چنانچہ اُس تاریخ سے دہلی کی بادشاہی ترکون کے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری اور موالی اُسکے غلامون کے تھے منقرض ہوئی مدت سلطنت ناصرالدین محمود شاہ باوصف اس تمام تنزل اور انقلاب کے بیس برس اور دو مہینے تھی اور اسکے انتقال کے بعد امرا نے دولتخان لودھی سے بیعت کی خطبہ اور سکہ دہلی کا ماہ محرم سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری مین اسکے نام پڑھا گیا اور ملک ادریس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہو کر اُس سے جا ملے اور دولت خان لودھی اُسی ماہ جلوس مین کٹھیر کی طرف سوار ہوا اور راے نرسنگھ اور تمام زمینداران نے حاضر ہو کر ملازمت کی اور جب قصبہ پٹیالی مین پہونچا مہابت خان بدایونی نے آنکر دیکھا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمود خان کو کالپی مین محاصرہ کیا ہے جو قلت فوج کے سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نہ رکھتا تھا دہلی مین پلٹ آیا اور خضر خان جو ہمیشہ ایسے کمین گاہ کا جویا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کر کے ماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی مین پہونچا اور دولت خان لودھی کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور چار مہینے کے بعد حصاری مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودھی نے ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری مین قلعہ سے برآمد ہو کر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہو کر فیروز آباد مین محبوس ہوا اور پھر قضاے الٰہی سے

مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک برس اور تین جینے تھی ۔ **ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا واقعہ**
طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہے اور ملک سلیمان منہ بولا بیٹا ملک مردان دولت کا تھا جوکہ
امرائے کبار سلطان فیروز شاہ باربک سے ہے اور ملک مردان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہاں کی
اُس کی پسر صلبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضائے الٰہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعویٰ سیادت
کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اُسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باربک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز
ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی
صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی
حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے یمن عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک
مبذول کیے اور جو صاحب تاریخ مبارک شاہی نے دلیل قوی اُس کے سیادت پر لکھی ہے نقل اُسکی مصنف نے
اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے **اول** یہ
کہ ملک سلیمان اُس کا باپ جس وقت کہ ملک مردان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم
سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مردان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک
سلیمان جو قبل اُس کے کبھی دعویٰ سیادت کا نکرتا تھا بطور اور خدمتگاروں کے طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونے
کے واسطے لایا اُن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت مین رکھنا گستاخی ہے پس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان
پر گذری بالیقین ہے کہ وہ سید ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم
و تواضع اور صلاح و تقویٰ اور صدق و رحم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی شباہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہے القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر
منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور عبدالرحیم منھ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الملک کے مخاطب کرکے اقطاع ملتان
اور فتحپور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے تھا نیسر
اور سرہند اور دیگر اقطاع خوب کرامت فرمائے اور اسی طرح سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھ خطابات اور القاب کے
مخاطب کیا اور ابتدا مین سکہ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ
کے جاری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا لیجا کر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات مین پیشکش لائق
میرزا شاہرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسپاہ آراستہ کٹھیر کی طرف بھیجا اور تاج الملک
دریائے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کٹھیر پر تاخت کی اور رائے نرسنگھ وہان کا راجہ بھاگ کر کوہستان
مین پناہ لے گیا پھر اُس نے پیشکش بہت دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن نے بھی
آن کر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہان سے کھور اور کمپل اور چند دار مین جا کر مال واسباب اور خراج چند
سال کا لیا اور جالیسر کو چند دار کے راجپوتوں کے تصرف سے برآوردہ کرکے اٹاوہ کے سمت گیا اور وہاں کے
مقدموں کو گوشمال اور تادیب قرار واقعی کی اور انتظام وہاں کا کرکے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور

جمادی الاول سنہ مذکور میں خبر پہونچی کہ جماعت ترکوں کی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارک خان کی طرف سے حاکم سرہند تھا قتل کر کے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہے خضر خان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر گران اُن کے سر پر متعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کر کے پہاڑ میں در آئی اور زیرک خان تعاقب کر کے پہاڑ پر پہونچا چونکہ تمام پہاڑ اُس ولایت کے ساتھ پہاڑوں نگرکوٹ اور اُس نواحی کے متصل ہیں اور اُس وقت میں چند زمیندار غلبہ کر کے اُس پر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور ملک داؤد نے ہر چند اُن کے اخراج میں کوشش کی کچھ فائدہ نہ ہوا اور سنہ ۸۱۹ آٹھ سو انیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کی طرف آ کر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے خضر خان ہمت اُسکی دفع پر تعین کر کے اُس طرف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب نہ دیکھ کر مالوہ کی طرف راہی ہوا اور خضر خان جب جالور میں پہونچا الیاس خان حاکم شہر تولمسلمی لیورس جہان کہ بنا ہا ے سلطان علاء الدین خلجی سے ہے ملازمت کر کے سرفراز ہوا اور خضر خان گوالیار تک جا کر وہاں کے راجاؤں سے مال مقرری لیکر بیانہ کی طرف آیا اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی میں آیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری میں خبر ملک طغانے ترک کی بغاوت کی ان دنوں سردار قاتلان ملک سدھو ہوا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سمانہ مع افواج کثیر اُسکی سرکوبی اور تدارک کے واسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیوں نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئیں پہاڑ کی طرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ میں تھا بچا ہوا پا کر دہلی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفوں کا پیچھا کیا جب قصبۂ پایل میں پہونچا ملک طغا نے انقیاد کر کے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلوں کو کہ عمدہ اُس فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اُسکے سپرد کر کے سمانہ کی طرف گیا اور ملک طغا کے بیٹے کو مع پیشکش خضر خان کی خدمت میں روانہ کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری میں خضر خان نے تاج الملک کو رائے نرسنگھ یعنی کٹھیر کے راجہ کے تدارک کے واسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا نرسنگھ ولایت خالی کر کے جنگل میں در آیا اور جب تھوڑے لشکر شاہی نے جنگل میں اُسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اُسکا فتح کے ہاتھ آیا اور لشکر نکلا یہاں تک اُسکا پیچھا کیا اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچویں دن لشکر میں ملحق ہو گئے اور تاج الملک ولایت کٹھیر کو تاخت و تاراج سے خراب کر کے بدایوں میں آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم بدایوں کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امرائے بزرگ سے تھا رخصت دی اور خود اٹاوہ کی طرف آیا رائے سمیر اٹاوہ میں متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایت اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیکر پیشکش لی اور دہلی میں آیا پھر سنہ مذکورہ میں خضر خان نے کٹھیر کے مفسدوں کی تنبیہ کے واسطے عزیمت کی پہلے ولایت کو کو شمال دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور سنبھل کو خراب کر کے بازگشت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں بداؤں کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور پٹیالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دل میں ایک ہراس نے راہ پائی اور بداؤں میں متحصن ہوا اور چھ مہینے محاصرہ اور محاربہ میں بسر کی اس درمیان میں بعضی امراء مثل قوام خان و اختیار خان لودھی اور خانزادان محمود شاہی نے جو دولت خان لودھی سے جدا ہو کر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا خضر خان اس امر سے واقف ہو کر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کی طرف پلٹ گیا اثنائے راہ میں جمادی الاول کی آٹھویں تاریخ سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری میں آب گنگ کے ساحل پر اُنھیں کسی بہانہ سے ایک مجلس میں بلا کر سب کی گردن ماری

اور جب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ اجہوارہ کے قریب ایک شخص نے اپکو سارنگ خان ظاہر کیا ہے اور خلق کثیر اُسکے پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان ان دنون مین کہ جب امیر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شاہ لودھی المخاطب باسلام خان کو جو حاکم سرہند کا تھا اسپر تعین کیا اور سارنگ خان جعلی نے استقبال کر کے حوالی سرہند مین آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین در آیا سلطان شہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خان کے حکم کے موافق ملک طغان ترک امیر جالندر اور زیرک خان امیر سامانہ اور ملک خیر الدین حاکم میان دوآبہ مع لشکر عظیم اسلام خان کی کمک کو آئے چونکہ سارنگ خان جعلی قلب جنگ مین چھپا تھا لاچار لٹ کر اپنے مقام مین اس شخص نے قرار پکڑا اور ۸۲۳ آٹھ سو تئیس ہجری مین سارنگ خان جعلی کوہ سے بر آمد ہوا اور بعد چندے میان کے ملک طغان سے جا ملا اور ملک طغان ملک و مال ور دولت کی طمع سے اُسے ہلاک کر کے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کر کے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصورپور اور پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور زیرک خان کو سزا مقرر فرمایا اور ملک طغان نے جنگ کر کے شکست پائی اور لوہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کر کے ولایت جسرت بھائی شیخا کھکر مین در آیا زیرک خان نے ولایت جالندر جاگیر پائی ملک خیر الدین دہلی کی طرف پلٹ گیا اور ۸۲۳ آٹھ سو تئیس ہجری مین خضر خان نے میوات کی طرف تاخت کی چنانچہ بعضے میواتیون نے آنکر ملازمت کی اور بعضے کوٹلہ بہادر ناہر مین متحصن ہوئے جب کام ان پر سخت ہوا قلعہ سے برآمد ہو کر پہاڑون مین در آئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے ملک الشرق سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان وہانسے گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اٹاوہ کی طرف تاخت کی اور جو رائے مر گیا تھا اسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مریض ہو کر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کی طرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین دہر دنیا کی طرح اس جہان ناپائدار سے درگذرا مدت اسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل و عاقل اور کریم اور صادق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد و بزرگ نوکر و غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت اصح تین روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کیے اور اُسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا

## ذکر سلطنت بادشاہ معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان

کا جب خضر خان نے اثنائے مرض مین دریافت کیا کہ مین اس عارضہ سے جانبر نہونگا توقت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان نے اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے تخت پدر پر جلوس کیا اور اپنا نام معز الدین ابو الفتح سلطان مبارک شاہ رکھا امرا اور ملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروزآباد اور ہانسی عنایت کر کے صاحب جاہ و حشمت کیا اور ملک رجب بن سدھو نادرہ کو جو فیروزآباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تئیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹھہ مین گیا اور مراجعت کے وقت جو کہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت کھکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کھکر کے صاحب قبیلہ و خویش ہوا تھا سر راہ اُسکا ہوا اور حرب اور ضرب کر کے علی بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بحساب دستیاب کر کے مغرور ہوا اور خلل نے اُسکے دماغ مین راہ پائی دہلی کی تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغان ترک کو کہ قتل اسکے صدمہ سپاہ زیرک سے کوہستان مین بھاگا تھا اپنے پاس بلا کر امیر الامرا کر کے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کر کے آب ستلج

سے عبور کیا اور قلعہ تلونڈی کو راے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور راے فیروز زمیندار وہان سے بھاگ کر
جون کی طرف گیا اور جسرت لودہانہ کی طرف آیا اور روپر کے سرحد تک تاخت کر کے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندر
کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہاں کا متحصن ہو کر محادلہ مین مشغول ہوا جسرت نے ازروے فریب دروازہ صلح کا
کھٹکھٹایا اور اقرار کیا کہ زیرک خان جالندر خالی کر کے طغا کے سپرد کرے اور طغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی
خدمت مین بھیجے پس شہر جمادی الآخر سنہ ۸۲۴ آٹھ سو چوبیس ہجری مین زیرک خان حصار جالندر سے برآمد ہو کر تین کوس پر
لشکر جسرت سے آب سرستی کے ساحل پر فروکش ہوا اور دوسرے دن جسرت نے نقض عہد کر کے زیرک خان پر تاخت کیا
اور اُسے دستگیر کر کے پھر لودہانہ مین آیا اور بیسوین ماہ مذکور کو سرہند مین پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہوا سلطان
مبارک شاہ یہ احوال اپنے دلمین سمجھ کر ماہ رجب سنہ مذکور مین باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے
اطراف مین پہونچا جسرت لودہانہ کی طرف گیا اور زیرک خان اُسکی قید سے بھاگ کر سمانہ مین بادشاہ سے جا ملا اور
سلطان لودہانہ کی طرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کر کے اُس پار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا
چونکہ کشتیان جسرت کے قبضہ مین آگئین اور آب دریا طغیانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہان توقف
فرمایا اور جب سہیل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اُتر گیا کوچ کر کے قبول پور کی طرف خشکی کی راہ سے کہ وہ ساحل آب پر ہے
روانہ ہوا اور جسرت بھی جسارت کر کے اُس طرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابل فروکش
ہوتا تھا یہانتک کہ گیارھوین شوال سنہ مذکور مین ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان اور محمود حسن اور ملک
کالو اور دوسرے امراے سلطان کے حکم کے موافق بالشکر کثیر اور چھ زنجیر فیل کے تاخت زن ہوے اور اُس مقام سے جہان دریا
پایاب تھا عبور کیا اور بادشاہ نے بھی اُنکے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نہ لا کر بلا جنگ بھاگا اور فوج
سلطانی نے پیچھا کیا اور اُسکے اعوان اور انصار بیشمار تہ تیغ کیے اور مال اور متاع اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت کیا اور جسرت
بحال مفلوکان آب چناب سے اُتر کر کوہستان مین آیا اور راے بھیم مقدم جمو نے ملازمت کے واسطے حاضر ہو کر سلطان کی رہبری کی
اور بیسل کی طرف کہ محکم ترین جا ہاے جسرت سے تھا لے گیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اُسکے ہمراہی قتل ہوئے اور جو کچھ وہان
رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ ماہ محرم سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری مین لاہور مین آیا اور عمارت اُسکی
جو ویران ہوگئی تھی از سر نو تعمیر کر کے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد حصارداری کا بندوبست کر کے دہلی
کی طرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی مین آنے کے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کر کے لاہور کے قلعہ کے
متصل آیا اور قریب درگاہ میر حسن زنجانی قدس سرہ کے فروکش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینا پانچ روز محاصرہ کر کے چندمرتبہ قلعہ پر دھاوا
کیا مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلانور کی طرف گیا اور بقصد انتقام کے راے بھیم پر تاخت لایا اور جنگ کر کے پھر راہی پر جدا ہوا اور آب
بیاہ کے کنارے آ کر لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوا اُس عرصہ مین ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تعین ہوا تھا
لوہی گھاٹ پر پہونچا اور ملک رجب حاکم دیپالپور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت
مقاومت نہ رہی آب چناب اور راوی سے عبور کر کے کوہستان مین پناہ لے گیا اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارھوین تاریخ
سنہ مذکور مین لاہور مین آیا اور ملک محمود حسن اُسکا استقبال کر کے اُسکا مقدم گرامی گنا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے
سے کلانور کی طرف گیا اور جب جمو کی سرحد پر پہونچا راے بھیم خدمت مین حاضر ہوا اور جس مقام مین گمان رکھتا تھا

کہ کھکر پوشیدہ ہوا ہو لشکر لیجا کر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھرا اور اُسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہونچا کہ ملک محمود حسن جالندھر مین جا کر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی مین آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور مین اقامت کرکے اُس حدود کا انتظام کرے اور سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک سکندر تحفہ سے لے کر سرور الملک کو دیا اور کفار متمرد کی تادیب وتنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت کھیلنیر مین داخل ہوا اور باج وخراج وہانکے مقدمون سے لیکر متمردون کو سزا دی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بداؤن نے کہ حصاری ہو کر خضر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کرکے ولایت جماعت راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت ہنود سے دستگیر کیے اور جو راجہ اٹاوہ کہ خدمت مین سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا ساحل آب گنگ سے اُس وقت سے بھاگ کر ولایت اٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب کیا اگرچہ اُسے نہ پایا لیکن ولایت اٹاوہ مین داخل ہو کر مراسم تاخت وتاراج سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کرکے بہ تعجیل تمام اٹاوہ کی طرف روانہ ہوا اور وہان کا راجہ بہت راجپوتون سمیت قلعہ مین در آیا سلطان مبارک شاہ اسکے محاصرہ مین مصروف ہوا جب کام اُس پر تنگ آیا عاجز ہو کر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجا اور پیشکش وافر دیکر مبارک شاہ کو دہلی کی طرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب بخشی گری کے کہ اُس زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور راے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور راے بھیم قتل ہوا اور اُس کا مال واسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار گکھر کے اپنے پاس فراہم کیے اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے مستعد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لا کر مال بہت قبضہ مین لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کا کرکے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار پلٹ آیا اور جسرت ولایت کھکرون کے درمیان مین جا کر خیل وحشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علی کے ساتھ جو ایک امراے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ رکھکر اُسے سیوستان اور بھکر اور ٹھٹھہ کے تاخت کے واسطے تحریص اور ترغیب کی کہ طرف سے زور شاہ دہلی پر پہونچا کر خود اپنا مقصود حاصل کرے اُسوقت ملک علاءالدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بے توقف ودرنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان اور بھکر اور سیوستان دیکر یا لشکر آراستہ اُس طرف بھیجا اور وہان جا کر قلعہ ملتان کو جو امیر صاحبقران کے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کرکے لشکر اطراف ونواحی کو جمع لایا اور مستعد جنگ مشغول ہوا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندون کی حمایت کے واسطے روانہ ہوا اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارک خان کو قتل کرکے بیانہ کو خراب کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا بعد رسل ورسائل امیر خان نقد خراج ہر سال کر کے لوازم اطاعت بجا لایا اور سلطان مبارک شاہ وہانسے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ چمبل کے گھاٹ کو روک کر فروکش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کرکے عبور کیا اور بعضے امرانے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اُردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو بندی مسلمان تھے اُنکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

لالچ بھیجی اور دھار کی طرف پھر مبارک شاہ نے آب چنبل کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس
دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب سنہ ۸۲۷ آٹھ سو ستائیس ہجری میں دہلی میں آیا اور سنہ ۸۲۸ آٹھ سو اٹھائیس ہجری میں
کھینیر کی سمت حرکت کی نرسنگھ رائے کھینیر نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایاے چند سالہ کے سبب مقید
ہوا اور مال واجب کے ادا کرنے کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کرکے متمردوں کو پائمال کیا پھر دہلی میں آیا
اور اس حال میں میواتیوں کے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب وغارت میں دراز
کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کرکے کوہ جہرہ میں در آئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جنگ کے سبب سے
مراجعت کرکے دہلی میں آیا اور امرا کو جاگیروں کی طرف رخصت دیکر عیش عشرت میں مشغول ہوا اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو انتیس ہجری
میں پھر میوات کی طرف گیا اور بہادر ناہر کے پوتوں جلو اور قدو مع اعوان و انصار اپنے کوہ الور کی طرف پناہ لے گئے اور ایک
مدت تک سلطان سے مقابلہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور جب چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید
ہوئے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محرم کی
گیارھویں تاریخ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری میں میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہاں کے متمردوں اور سرکشوں کو سزا دیکر بیانہ
کی سمت گیا اور چونکہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر جاکر تحصن ڈھونڈھا اور سولہ دن لڑائی کی
اسکے بعد اکثر ہمراہی اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روے عجز و انکسار رسن گردن میں ڈالکر ملازمت کی اور
گھوڑے اور ہتھیار اور جو نفائس قلعہ میں رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اُسکے قلعہ سے
برآوردہ کرکے دہلی میں بھیجے اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خان کے سپرد کیا اور سیکری کو جو اب تک فتحپور مشہور ہے ملک خیر الدین تحفہ
کے حوالہ کیا اور وہاں سے گوالیار کی طرف جاکر وہاں کے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی میں آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر
کرکے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروزشاہی محمد خان بن اوحد خان
کی سکونت کے واسطے تجویز کرکے فکر میں اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان تعجیل کرکے مع زن و فرزند اور تابعین کوشک جہان نما
سے بھاگ کر میوات میں گیا پھر دوبارہ مردمان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جس وقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصر الدین کو
بیانہ کے قلعہ میں چھوڑکر خود چھاؤں کی طرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجاکر شہر بیانہ پر متصرف ہوا اور ملک
ناصر الدین جب قلعہ داری نکر سکا عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کرکے دہلی کی طرف گیا سلطان مبارک شاہ
نے ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا
اور ولایت ملک مبارز کے تصرف میں آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتمد کے سپرد کرکے خود جریدہ بسبیل استعجال
سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے پاس جو بالشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آیا تھا گیا قادر شاہ امیر کالپی نے ایلچی کمک اور
امداد کی درخواست میں دہلی کی طرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کرکے سلطان ابراہیم کے مقابلہ
کو روانہ ہوا اور افواج شرقیہ نے بھونگانو کو تاخت کرکے بقصد بطرف بداؤن کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے
عبور کرکے موضع جتولی پر جو متصل میرٹھ ہے اُس سے تھا تاخت لایا اور وہاں سے اترولے کی طرف گیا اور جب اُسکے وسط
میں پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو اٹاوہ کے قصبہ میں آیا تھا روانہ کیا
مخلص خان تاب مقاومت نلاکر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چندروز توقف کرکے اپنے لشکر سے جا ملا شاہ شرقی

ساحل آب کو پناہ لیکر برہانپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اتروہلی سے کوچ کر کے قصبہ مال کوتہ کی طرف متوجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کرکے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں ترک مقابلہ کرکے قصبہ رابری کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے آب جون سے عبور کر کے بیانہ گیا اور آب کٹھنیر کے کنارے مقام کیا سلطان مبارک شاہ بھی چندوارہ کے قریب آب جون سے عبور کر کے لشکر سے پانچ کوس پر فروکش ہوا اور طرفین اپنے اردو کے آگے خندق کھود کر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر روز اطراف لشکر شرقی پر تاخت کر کے گھوڑے اور مواشی اور آدمیوں کو اسیر کر لاتے تھے یہاں تک کہ شاہ شرقی ساتوین تاریخ ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان مظفر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک چمن نبیرہ فیروز خان اور ملک کالو شحنہ پیل اور ملک مقبل کو ہمراہ سردار الملک وزیر اور سید السادات میر سالم کے مقابلہ میں بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکۂ قتال و جدال گرم رہا لیکن پھر شب کو دونوں لشکروں نے اپنے لشکرگاہ میں مراجعت کی اور غالب مغلوب سے دریافت نہوا اور دوسرے دن آٹھویں ماہ جمادی الآخر کو شاہ شرقی نے کوچ کر کے راستہ جونپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ بگھمات کے راستہ سے گوالیار کی طرف گرم عنان ہوا اور وہاں کے راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کی طرف پلٹ گیا اور محمد خان اوحدی نے جو اپکو قلعہ تک پہونچایا باوجود چند دست و پا مارے کچھ کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کی کمک سے ناامید ہوا امان چاہ کر ملازمت کی اور سلطان نے قلم معافی کا اسکے دفتر جرائم پر کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جہاں چاہے جاوے اور محمود خان میوات کی طرف گیا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ میں چھوڑ کر خود مظفر و منصور شعبان کے پندرہوین تاریخ سنہ ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس ہجری میں دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں ملک قدو میواتی کو کہ شاہ شرقی سے پیوستہ تھا گرفتار کر کے اسیر سیاست فرمائی اور ملک سردار الملک وزیر کو انتظام ولایت کے واسطے میوات میں بھیجا آدمی اس ولایت کے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کر کے پہاڑ میں جا رہے اور جلال خان بھائی ملک قدو کا اور احمد خان اور ملک فخر الدین قلعہ اندور میں آکر جمع ہوے اور ملک سردار الملک نے باج لیکر شہر کی طرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں خبر پہونچی کہ جسرت نے کلانور کو محاصرہ کیا ہے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور کا اسکے سر پر گیا اور منہزم ہو کر لاہور میں آیا اور جسرت آب بیاہ سے عبور کر کے قلعہ جالندھر کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور جب اسیر نہ پایا اسکے نواح پر تاخت کر کے بہت آدمیوں کو اسیر کیا اور پھر کلانور کی طرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ زیرک خان حاکم سمانہ اور اسلام خان حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاوین اور ملک سکندر کمکیوں کے پہونچنے سے پیشتر راجہ کلانور کو متفق کر کے آب بیاہ تک گیا اور جسقدر غنیمت کہ جسرت وہاں سے ہاتھ میں لایا تھا استرداد کر کے لاہور کی طرف پلٹ گیا اور ماہ محرم سنہ ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری میں ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کر کے دہلی میں آیا اسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوات کی طرف جاکر جہدواری میں آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوئے مالگذاری قبول کی اور بعضوں نے آکر ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی میں آیا اثنا ہی میں خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہونچی سلطان نے ملک محمود حسن کو جسنے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی میں آیا ہوا تھا اسے ساتھ خطاب عماد الملکی کے سرفراز کر کے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری میں سلطان نے گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور اسے

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر بلکھاٹ کی سمت روانہ ہوا بلکھاٹ کا راجہ ہزیمت کھاکر کوہ پایہ میں در آیا بادشاہ نے اسکی ولایت پر تاخت کرکے کنیز و غلام بیشمار اسیر کیے اور وہانسے رابری میں آیا اور اُس ولایت کو حسین خان کے بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثناے راہ میں سید السادات سید سالم فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہین سید السادات سید سالم تیس برس حضر خان کے حضور زمرہ امراے عمدہ سے تھا اور جاگیر بیا لائق رکھتا تھا اور بتر ہندہ مین خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع بتر ہندہ اور امروہہ اور سرستی درمیان دو آب مین بھی ولائتین بہت رکھتا تھا اور مال کے جمع کرنے مین حریص تھا بادشاہ نے اُسکا خزانہ جو بادشاہ ہونیکے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیرات اُسکے فرزندون کے نام مسلم رکھا اور اُنھون نے حقوق بادشاہی کو منظور نرکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ بتر ہندہ کی طرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے دفع اس فساد کا ساتھ اُنکے رجوع پاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہوکر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف اور راے ہیولی کو فولاد غلام کی تسلی کے واسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے بتر ہندہ کی طرف بھیجا فولاد غلام نے حرف صلح درمیان مین لاکر انھین غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہوکر شبخون مارا اور جو ملک یوسف اور راے ہیولی کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شب کو پھر اُنکے سر پر ترکتاز لایا اور برج قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ بھر کرکے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کی طرف گئے اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہوکر قوت اور غلبہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود بتر ہندہ کی طرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے امرا اور افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان طلب کے بموجب خدمت مین حاضر ہوکے بادشاہ نے سرستی مین توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور اُنھون نے وہان جاکر بتر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہے اگر وہ آنکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کرون چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک کو بتر ہندہ مین بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہد و میثاق کے بعد ایسا قرار دیا کہ کل برآمد ہوکر پابوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان مین ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا آشنا تھا پیغام دیا کہ عماد الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہے لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھکر اُسکی بات نہ سنیگا اور دوسرون کی عبرت کے واسطے تجھے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہوکر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ در قلعہ داری مین اصرار کیا اور عماد الملک بے نیل مقصود پلٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اُس قلعہ کی بزودی متصور نتھی بادشاہ نے عماد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود بھی نواح بتر ہندہ سے دہلی مراجعت فرمایا اور اسلام خان لودھی اور کمال خان اور راے فیروز اور دوسرے امیران عمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے معین ہوئے اور عماد الملک اول بتر ہندہ کی طرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ مین سربراہ کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے مین سعی اور کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولاد غلام دریاے اضطراب مین غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرقاب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل مین جانی اور ایک جماعت معتقدین کو کابل کی طرف بھیج کر

شاہ

مبالغ خطیر قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ بخلاف پدر امیر شاہرخ سے طریق ملایمت مسلوک نرکھتا تھا جب امیر شیخ علی
کابل سے برآبار استہ میں کھکر بھی اُس سے جا ملے امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کرکے اقطاع امرا کو جو قلعہ گیری میں مشغول
تھے تاخت و تاراج کرکے بالکل خاک سیاہ کیا اور اُسکے بعد بیتر ہند کے نزدیک پہونچا امرا نے قوت محاربہ اپنے سے مفقود
دیکھی یا۔ قلعہ سے برخاستہ ہوے اور اپنے علاقہ میں گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے برآمد ہو کر امیر شیخ علی کو
دیکھا اور دو لاکھ تنگہ نقرہ دیے اور اپنے اہل و عیال اُسکے سپرد کرکے قلعہ کی طرف گیا اور استحکام قلعہ میں زیادہ ترسعی
ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کرکے قتل و غارت میں سعی موفورہ اور کوشش بلیغ بہم پہونچائی اور فولاد غلام سے
جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اُس سے اپنے تصرف میں لایا اور مردم گرسنہ کو کہ کئی سال سے عسرت میں تھے
سیر کرکے لاہور میں آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال شیخ سے دیتا تھا ادا کرکے پھیر دیا اور امیر شیخ علی دیپالپور میں جاکر
جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تیس چالیس ہزار ہندو کو قتل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوے اور چونکہ
کوئی معارض نرکھتا تھا فساد میں کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی کے دفع کرنے کے ارادہ سے قصبہ طلنبہ تک آیا امیر
شیخ علی جنگ سے پہلو تہی کرکے خطیب پور کی طرف گیا اس درمیان میں سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک طلنبہ
سے برخاست کرکے ملتان کی طرف جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دلیر ہو کر آب راوی
سے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پرگنے آباد تھے اور ساتھ چناب کے مشہور ہیں خراب کرکے ملتان سے دس کوس
آگے پہونچا اور عماد الملک نے اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بہلول تھا اُس کے مقابلہ میں بھیجا اور وہ اثنائے راہ میں
امیر شیخ علی کے پاس پہونچا محاربہ سخت وقوع میں لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُس کا کچھ قتل ہوا اور
کچھ بھاگ کر خیرآباد کی طرف جو ملتان سے تین منزل ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر
شیخ علی ملتان کے قریب خیرآباد میں اترا اور قلعہ پر لڑائی ڈالی عماد الملک نے شہر کے پیادے باہر نکالے انھوں نے شیخ علی
کے لشکر کو باغات میں معطل رکھا اُس دن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسی طرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ
مارتا تھا اور اپنے آدمیوں کو قتل کرواتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امرائے بزرگ مثل
زیرک خان اور ملک کالو شحنہ فیل اور ملک یوسف اور کمال خان اور رائے ہور اکے عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور
چھبیسویں ماہ شوال کو امرا ملتان کے قریب پہونچے عماد الملک نے مستظہر ہو کر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ
کی اور معرکہ صعب کے بعد باوجود اس کے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عماد الملک کے پرچم اعلام پر چلی اور امیر شیخ علی
نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُس کے مارے گئے اور باقی آب جہلم میں ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ
ہند سے اپنے قبضہ میں لایا تھا بالتمام ضائع کرکے قدر قلیل اپنے ہمراہ لیے کابل میں پہونچایا اور مضمون فتح نامہ بجلدی
ظاہر کیا اور عماد الملک اور تمام امرا قلعہ سیبور تک تعاقب کرکے ملتان کی طرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے بھتیجے ملک
مظفر کو مع اسباب حصارداری قلعہ سیبور میں چھوڑ کر خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور امراے دہلی بادشاہ کی حکم کے موافق دہلی میں
آئے اور اُس عرصہ میں بادشاہ عماد الملک کے غلبہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع امرا دہلی میں طلب کیا اور ربیع الاول
کے مہینے ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری میں جسرت کھکر فرصت پاکر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور کرکے جالندر کی طرف گیا
اور ملک سکندر تحفہ کو ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کرکے جسرت کے مقابل آیا اور اُسکا گھوڑا

جنگ میں کیچڑ میں پھنسا اسوجہ سے جسرت کے ہاتھ میں زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت اسکے ہاتھ سے متصرف ہوکر لاہور
میں آیا اور محاصرہ کرکے قلعہ گیری کے اسباب کی آراستگی میں مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کے
فکر میں پڑا اور کابل سے برآمد ہوکر ملتان کے حدود میں آیا اور قصبہ طلنبہ کو محاصرہ کیا باوجود اسکے کہ صلح کا اقرار سے لیا تھا
عورتوں اور لڑکوں کو اسیر کرکے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کرکے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی تبر ہندہ سے
برآمد ہوکر ولایت رائے فیروز میں گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر ماہ جمادی الاول
سنہ مذکور میں سراپردۂ سرخ لاہور اور ملتان کی طرف برپا کیے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی
حکومت دیکر مقدمہ لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سامانہ میں پہونچا جسرت پائے قلعہ سے برخاست کرکے
کوہستان میں آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کی طرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تبر ہندہ کے قلعہ میں دم لیا سلطان
نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرما کر نصرت خان گرگ انداز کو لاہور کا حاکم کیا اور خود
اثنائے راہ میں ساحل آب جون قریب پانی پت کے لشکرگاہ کرکے چندے استقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ مکمل اور
مسلح زمینداران بیانہ اور گوالیار کے دفع فتنہ کے واسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور زیرک خان اور
اسلام خان اور دوسرے امراکو قلعہ تبر ہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور ماہ ذیحجہ ۸۲۶ سنہ آٹھ
سو چھبیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہوکر تبر ہندہ کے تسکین فساد کے واسطے سامانہ میں گیا اور اپنے والدہ مخدومہ کی وفات کی
خبر سنکر دہلی کی طرف تنہا مراجعت کی اور بعد تکفین و تجہیز اور مراسم عزا کے پھر لشکر میں ملحق ہوا اور فسخ عزیمت تبر ہندہ کرکے
میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندھر کی حکومت نصرت خان سے برآوردہ کرکے ملک اللہ داد لودھی کے تفویض فرمائی اور
جسرت معاودت بادشاہ سے قوی دل ہوکر جالندھر کو بروز شمشیر نصرت خان سے چھین کر لشکر انبوہ کمکڑ ہائے فراہم لایا اور اللہ داد لودھی
سے جنگ کرکے غالب آیا اور جسرت کا فساد پھر قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کرکے جلال خان
سے پیشکش لیا اور دہلی میں آیا اور خبر توجہ امیر شیخ علی کی تبر ہندہ کی طرف فولاد غلام کے مدد کے واسطے منتشر ہوئی
بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھ سو چھبیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہوا اور اول عماد الملک
کو اُن امرا کی کمک کے واسطے جنہوں نے تبر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جوکہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان
تھا تبر ہندہ کی عزیمت موقوف کرکے لاہور کی طرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے
مقیم تھے مردمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہوکر رات کو شہر سے برآمد ہوکر دیپالپور کی طرف متوجہ ہوئے دوسرے دن
امیر شیخ علی نے ایک فوج انکے تعاقب میں بھیجی انھوں نے جاکر ایک جماعت کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت
کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور لاہور
کے قلعہ کی جس مقام میں مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار مرد جنگی کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر دیپالپور
کی طرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسمعیل کہ اُس کے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہان گئے تھے قلعہ کو خالی کرکے
بھاگنا چاہتے تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے انکی مدد کو بھیجا جوکہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ
شکست فاش پائی تھی جرات جنگ نکرکے دیپالپور سے کوچ کیا اور قصبات دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر
متصرف ہوا اسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی میں پہنچکر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسلام خان لودھی تبر ہندہ سے

حصول سعادت ملازمت میں فائز ہوے ہیں اور باقی امرا اور منصب دار بدستور قلعہ گیری میں مشغول ہیں امیر شیخ علی
بادشاہ کے آنے سے خبردار ہوا اور آب جہلم سے عبور کر کے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسی طرح سے قلعہ سیور میں چھوڑا اور
خود کابل گیا سلطان نے ملک سکندر تحفہ کو جو بہت روپیہ جسرت کو دیکر اس کی قید سے چھوٹ آیا تھا شمس الملک
خطاب فرما کر دیپالپور اور جالندر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے مع لشکر گران
حصار لاہور کو محاصرہ کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بہ طلب امان کے قلعہ سپرد کر کے کابل کی طرف راہی ہوئے اور
سلطان نے طلنبہ کی برابر آب راوی سے عبور کر کے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام
مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے ارادہ کو دیپالپور کی
اطراف میں چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصوں سے ملتان میں گیا اور زیارت مشائخ کیا کر کے لشکر گاہ میں آیا
اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کر کے صوبہ پنجاب اور دیپالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال
دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشرافت دونوں ملک سرور الملک وزیر سے اجرا ہوتے تھے اور اسکی طرف سے
ایمن نہ تھا کار اشرافت ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونوں باتفاق سرانجام کرتے رہیں اور ملک کمال الدین
جو مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا سب کا مرجع ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے
اور دیپالپور و لاہور و جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہو کر در پے نفاق ہوا اور سدھاران کانگو کھتری
اور سدپال نبیرہ کنجوی کھتری کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران
صدر نائب عرض ممالک اور قاضی عبد الصمد حاجب خاص اور دیسے ہی آدمیوں کو بھی بادشاہ کی مخالفت اور صحبت
میں موافق اور یکدل کر کے جویاے وقت رہا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ
۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس ہجری میں نہر جون کے کنارے ایک شہر بنا فرما کر مبارک آباد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرہند کی طرف
گیا اور تھوڑے سے عرصہ میں اُس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اثناء سیر و شکار خبر فتح تبرہندہ کی مع سر پولاد غلام
کے پہونچی سلطان پلٹکر شہر مبارک آباد میں آیا اور سنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ والی کالپی
کی سرحد میں جنگ ہوتی ہے سلطان مبارک شاہ نے ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر میں رہتا تھا فرصت جانکر جمیع
لشکر کو حکم دیا کہ سراپردہ بادشاہی دہلی کے باہر نزدیک چبوترہ سیرگاہ کے برپا کریں اور چند روز اجتماع لشکر کے واسطے
توقف فرمایا بیت اور دین تدبیر آگہ نے کہ تقدیر فلک چو صفحہ تدبیر را خط نسخ در کشیدہ اور جو سبب نیکی کی تھی
اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی اُن کا قصور ان سے نہ کی تھی اندیشہ نمک حرامی سرور الملک وزیر سے نہایت غافل
ہو کر بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد کے تماشے کو جاتا تھا چنانچہ نوین ماہ رجب ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس ہجری میں جمعہ
کے دن بعادت مالوف معدودے تھوڑے سے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد میں جا کر عمارت خاص میں فروکش ہوا اور جمعہ
کی نماز کا تہیہ کیا اسوقت مثل میران صدر اور قاضی عبد الصمد مع ایک جماعت ہنود مسلح اور مکمل اندر گئے اور سدھاران ولد
کانگو ہی اپنی جماعت سے باہر رہا کہ کوئی باہر سے اندر نجا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار
بند دیکھا غدر کی فکر نکر کے بحال اپنے بیٹھا رہا یہانتک کہ سدپال نے تلوار کھینچکر ضربت سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی
دوسرے ہنود نے بھی چاروں طرف سے شمشیر ستم علم کر کے اس شاہ سعید کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو

اُسی جگہ ڈالکر اپنی تعین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور لولا کرمین نے اقرار کے بموجب سلطان کو قتل کیا اور ملک سرور الملک وزیر بزید صفت نے اُسیوقت محمد شاہ کو سریر سلطانی پر متمکن کرکے جہان کو اپنے مقصد مین دیکھا سلطان مبارک شاہ کی مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور اخلاق ستودہ سے انصاف رکھتا تھا اور کبھی ایام بادشاہی مین اُسکی زبان پر فحش اور دشنام جاری نہوے اور مکروہات سے گرد نہ پھرا اور جمیع امور ملکی کو خود بنفس نفیس تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی۔

## ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا

جبکہ رسم جہان ہو کر جہان بے جانداری کے نہین رہ سکتا ہو اُسی دن کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چکھ کر روضۂ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور ملک وزیر کا فرنعمت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیل خانہ اور توپخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہو کر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اُسپر مصروف کی کہ امراے قدیم کو معزول کرکے امراے جدید بحال کرے اور فرصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت و تاج ہووے اور کمال الملک وغیرہ دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردۂ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فروکش ہوے تھے بن رضا و قضا دیکر اسی دن ناچار شہر مین داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہرا بیعت کرکے باطنا اپنے ولی نعمت کی انتقام کے فکر مین پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدپال اور سدارن کھتری اور اُن کے قرابتیون کو قتل مبارک شاہ کے صلہ مین بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کہرام اور چند پرگنے میان دوآب کے دیئے اور میران صدر کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب دی اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان و اقطاع لائق دیکر خوشدل اور محظوظ کیا اور امرا اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ مین طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو مثل ملک کرمچند اور ملک مقبل اور ملک فتوح کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ مین لایا اور اپنے غلام مسمی رانوشہ کو تحصیل مال چند سالہ کے واسطے سمانہ کو بھیجا اور وہ بارھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سمانہ مین داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاوے یوسف خان اوحدی خبردار ہو کر ہندوان سے سمانہ مین آیا اور رانوشہ سے جنگ کرکے اُسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سو نفر امراے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیرون مین اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بداؤن اور ملک الہ داد لودھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کمال ترک کچھ کے سب نے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے خان اعظم سید خان و سدارن اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برن مین پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھکر انتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک الہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کس فکر مین ہے خاطر جمع سے اہار مین استقامت کرکے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سدارن کی کرے اس درمیان مین ملک چمن ملک الہ داد کے پاس اہار مین آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے پیشتر ڈر کر آدھی رات کو دہلی کی طرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اُنکے مفرور ہونے سے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک الہ داد اور ملک چمن اور امراے موافق کو طلب کیا اور بلا توقف

و شامل اسکے شریک ہوئے اور علاوہ انکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آئے اور کمال الملک مع لشکر گران مسلح ماہ رمضان
کو دہلی کی طرف متوجہ ہوا سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیری میں متحصن ہوا اور تین مہینے تک حرب و ضرب میں
مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے اور کام محصورین پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ
کہ بیوفائی سرور الملک وزیر کی بالیقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر چکا تھا خاطر مرحوم بیرونی پر رکھتا تھا اور بہانہ ڈھونڈھتا تھا
کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچاوے یا سرور الملک کو تہ تیغ کرے اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھکر چاہا کہ پیشدستی
کرے چنانچہ محرم کی آٹھویں تاریخ سنہ ۸۳۸ آٹھسو اڑتیس ہجری میں اپنے آدمیوں اور میران صدر کے بیٹوں کو بقصد غدر
مسلح کر کے ساتھ لیے ہوئے سراپردہ بادشاہی میں داخل ہوا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے
محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خانجہان کے دفع اور قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر
نے تاب اس جماعت کے حملہ کی نہ لا کر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھکر اپنے آدمیوں
سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیوں نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹوں کو کہ
بدتر حرامخور تھے گرفتار کر کے سر دربار انکی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانوں میں مستحکم ہو کر جنگ میں
مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر اسکو آگاہ کیا کمال الملک اور تمام امرا مستعد ہو کر
بداؤن کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدھپال نے اپنی حیات سے امید قطع کر کے ہندی رسم کا قرار ہو اپنے
گھر میں آگ روشن کر کے زن و فرزندوں کو جلا کر جنگ میں مصروف ہوا اور یہاں تک لڑا کہ مارا گیا اور سدھارن مع
جمیع کھتریوں کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے خطیرہ کے قریب بعقوبت و شدائد تمام
قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیوں اور رفیقوں سے تھے لعل دروازہ کے
نزدیک انکو پھانسی دی گئی جب کھتریوں اور دوسرے متعلقوں ملک سرور الملک نے اپنے گھروں میں مستحکم ہو کر جنگ پر کمر
کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کر کے کمال الملک اور دوسرے تنخواہیوں کو بلا دیں چنانچہ کمال الملک
نے مع جمیع امرا شہر میں داخل ہو کر باغیوں کے مکان کو مقتل کر کے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سب کے سر تن سے جدا کر کے
بارہستی سے سبکدوش کیا نظم چنین ست آئین گردندہ دور ❊ گہے مہربانی کند گاہ جور ❊ ز دوران امید وفا داشتن ❊ بود چشم نوراز
سیہ مار داشتن ❊ دو روزست اسپ الہوس مہر او ❊ نشان وفا نیست در چہر او ❊ دوسرے دن کمال الملک اور تمام امرا نے
سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمال خان ہو کر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چمن ساتھ غازی الملک
کے مخاطب ہوا اور ملک الہداد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کے واسطے خطاب دریا خانی کا لیا اور ملک کھوکر راج
مبارک خانی اقبال خان کے ساتھ مخاطب ہو کر بدستور سابق حصار فیروزہ کے قلعہ داری میں سرفراز ہوا اور خان اعظم
سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی شدنی المشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات
اور پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح
سے ربیع الاول سنہ مذکور میں برسم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے قریب فروکش ہوا اور جمعدار لشکر کے
واسطے حکم دیا اکثر امرا آنے میں متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت میں حاضر ہوا تمام امرا اور افسران
سپاہ مثل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان وغیرہ کے دربار میں حاضر ہو سکے جلد ملتان سے ناخوش

سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان میں جا کر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام اس ولایت کا سانقہ ایک
معتمد کے رجوع کر کے دہلی میں معاودت کی اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری میں سمانہ کی طرف گیا اور ایک فوج کو جسرت کھکر کی
ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا یہانتک کہ اسکی ولایت کو تاخت و تاراج کر کے پلٹ گئی اور خود دہلی میں آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت
ہوا کہ ملک و مال کی پروا نہ رہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول بھی کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شاہ المخاطب
باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا اس وقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت پر بحکم بادشاہ کے متصرف ہوا بیت چو شد
باز ماند زیر و اے ملک ٭ فتد ہر سرے را تمناے ملک ٭ بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر اسکی تسخیر
بھیجکر انکو پہاڑوں میں مفرور کیا اور بہت سے پٹھانوں جتہر کو قتل کیا اور ملک بہلول پھر جمعیت کر کے سرہند اور پنجاب میں آیا اور
دوبارہ پانی پت تک متصرف ہوا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاش پا کر
دہلی میں آیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کریں میں آپکی اطاعت اور فرمانبرداری میں
سرگرم رہوں بادشاہ نے دشمن کا کلام گوش ارادت سے سنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کر کے دوسرے کو
بخطاب حسام خان کر کے نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام اطراف نے زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کر کے اسکے ممالک میں
طمع کی اور جب زمینداران باج گذار نے باج ستانی کو ایسا دیکھا ہاتھ ادائے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی
تادیب و تنبیہ میں ہرگز التفات نفرمایا اور بے پروائی اسکی عالمگیر ہوئی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا
اور سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری میں دہلی کے دو کوس پر آنکر
ضبط ولایت میں قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہو کر اپنے ایلچی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ اور ابرام تمام اسسے
مدد کے واسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار جرار لیکر دہلی میں آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت و لشکر بسیار
کے خود ارادہ جنگ نکر کے امرا سے کہا کہ میرے سوار ہونے کی حاجت نہیں ہے تم افواج آراستہ کر کے جنگ کرو امرا نے
حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوی کے مقابل افواج آراستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کے کہ جسمیں اکثر جوان اور
مغل تیرانداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوی نے جب سنا کہ بادشاہ خود نہیں آیا اسنے بھی اپنے بیٹوں
غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کے واسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول
اور اسکے آدمیوں نے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اُس دن اسکے مساعی جمیلہ سے ثنا خوان اور محظوظ ہوا اور
سلطان محمود خلجی مالوی اُس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کے وقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی
مندو کی طرف سے آتا ہے زیادہ متردد و دلگیر ہو کر صلح کی فکر میں ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اتفاقاً
سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب و [illegible]
[illegible] دست توہم میں سپرد کر کے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوی کے
پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی یہ امر خاطر خواہ چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کر کے اسی وقت کوچ کیا
اور ملک بہلول نے بادشاہ کی اجازت سے مثل مار کے پیچھا ب لگایا اور تیار سوار ہو کر مالویوں کا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو علف
تیغ خون آشام کیا اور مال و متاع وافر دستیاب کر کے لشکر دہلی کی عزت نگاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک
بہلول کو اپنی فرزندی میں لا کر خانخاناں خطاب ارزانی رکھا لیکن طلب صلح سلطان محمد شاہ کی رسوائی کا سبب ہوا اُمرا کی نظروں

اور دلون مین قرب اور اعتبار نہ رہا اور سلطان محمد شاہ ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین سامانہ کی طرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول کو دے کر جسرت کھکر کے دفع کے واسطے مقرر کیا اور خود وہان سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول ولایت لاہور مین نہایت قوی ہوا اور پٹھان بہ کثرت اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت کھکر نے اُسکے ساتھ طریق دوستی کا نباہ کر دہلی کی پادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے سر مین ہواے پادشاہی پڑی اور بہت پرگنات پر متصرف ہو کر ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بے سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بنیاد مخالفت کی ڈالی اور با کمال ابہت اور استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کر کے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے روز بروز سستی قبول کر کے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ امراے نزدیک نے ہر اُسکی اطاعت سے پھیرا اور بیانہ کے زمینداروں نے تمردی اور سرکشی اختیار کر کے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اُسوقت بیمار ہوا اور ۸۴۹ھ آٹھ سو انچاس ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم باقی کی طرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاء الدین سریر سلطنت پر متمکن ہوا بیت نہ ہے ملک دوران سر و رنشیب ٭ پے رفت و پاے دیگر رکیب ٭ سلطان محمد شاہ کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی

## ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا

پادشاہ علاء الدین نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام امرا سوا ملک بہلول لودہی کے تخت گاہ مین حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت کا اپنے زیب گوش کیا اور پادشاہ علاء الدین ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین بیانہ کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین مشہور ہوا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کے واسطے آتا ہے باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی مین پلٹ آیا حسام خان نے کہ وزیر الملک اور نائب غیبت تھا عرض مین پہونچایا کہ بمجرد استماع خبر دروغ مراجعت کرنا پادشاہون کی شان کے خلاف ہے پادشاہ کو یہ بات گران آئی اور اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہوا کہ یہ بادشاہ اپنے باپ سے سست تر اور امر سلطنت مین نہایت بیوقوف ہے اور ۸۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری مین بادشاہ علاء الدین بداؤن کی طرف گیا اور ہوا وہانکی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی مین آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا بداؤن کی دہلی سے زیادہ موافق ہے حسام خان نائب وزیر جو اُس یورش مین ہمراہ تھا اُسنے اُس کو نصیحت کی الا سود مند نہ آئی اور اسی طرح خاطر اُسکی بداؤن کی طرف مائل رہی اُسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جونپور اور بنگالہ پر شاہان صاحب سکہ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودھی اپنے قبضہ مین رکھتا تھا اور مہرولی سے سراے لاڈو تک جو شہر دہلی کے متصل ہے احمد خان میواتی متصرف ہوا اور سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک کہ دہلی مین پیوستہ ہے دریا خان لودھی اور کول کو عیسی خان ترک بچہ اور رابری کو قصبہ گنگا تک قطب خان افغان اور کنپل پٹیالی کو راے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اودھی تصرف مین لایا فقط شہر دہلی مع چند مواضع کے بادشاہ کے قبض و دخل مین رہے اسی قدر ریاست مین بادشاہی کرتا تھا اور ان دنون مین ملک بہلول لودھی نے قبل عہد سلطان محمد شاہ کے دوبارہ شہر دہلی کے قصد مین لشکر کھینچکر محاصرہ کیا الا ناکام ہو کر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاء الدین نے امرا شاہی کے تقید ... مین متامل ہو کر قصد مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسی خان اور راے پرتاب کے درمیان مین لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف ترکیا چاہتے تھے بولے کہ امر احمید خان سے دلتنگ ہین اگر آپ اُسے منصب وزارت سے معزول کر کے محبوس کرین تمام مطیع اور فرمانبردار رہین اور امر پادشاہی کا اچھا رونق زیادہ قبول کرے اور چند

پرگنہ امرا سے برآوردہ کر کے شریک خالصہ بادشاہی کرین بادشاہ علاءالدین نے جو عقل سے بے بہرہ تھا
فی الفور قبول کر کے حمید خان کو زنجیر مین کھینچا بیت کسی کو تا گل گوید کہ از مرغان بستانی ؛ نزاجز بلبلے بتو دچہ داری
لبستہ برا ور اسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کر کے فرمایا کہ مین وہان اقامت کیا چاہتا ہون حسام خان نے
پھر از رہ اخلاص عرض مین پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پایۂ تخت کرنا صلاح دولت نہین ہے بادشاہ
نے اُسکے قول کو سماعت نہ کی اور پیشتر سے زیادہ اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کر کے دہلی
مین چھوڑا اور برادران زن یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کوہی مرحمت کر کے
اواخر سنہ ۸۵۲ آٹھسو باون ہجری مین بداؤن کی طرف روانہ ہوا اور اسی چندروز مین دونون بھائیون کے درمیان مین
نزاع باہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغوا سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کہ عیش و
عشرت مین مشغول تھا ساتھ اُسکے ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور راے پرتاب نے ملازمت کی اور
عرض کی کہ امرا حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس پرگنے خالصہ بادشاہی
مین داخل ہون اور راے پرتاب اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا کسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان نے ولایت
راے پرتاب کو تاراج کر کے اُسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اُسوقت چاہتا تھا کہ اُسکے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور
سلطان نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے چندان بہرہ نرکھتا تھا حکم اُسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور
ہوا خواہون نے اس معنی سے اطلاع پائی ہزار حیلہ و تدبیر زندان سے نکالکر دہلی کی طرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو
نگہبان اُسکا تھا آگاہ ہو کر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جاکر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال
زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم سراے سلطانی مین در آیا اور عورتون اور لڑکیون اور شاہزادون کو باہر
نکالکر سب کو سر و پا برہنہ نہایت اہانت اور بیعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر
متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم برسات کا بہانہ کر کے انتقام کو امروز فردا مین ڈالا حمید خان فرصت پاکر اس
فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بناکر تخت سلطنت پر بٹھاوے پھر غور کیا تو سلطان محمود شرقی اس وجہ سے
پسند نہ آیا کہ وہ سلطان علاءالدین سے قرابت رکھتا تھا اس کا بلانا خلاف مصلحت تھا اور سلطان محمود خلجی
کا بلانا ممکن نہ ہوا کیونکہ وہ مالوہ مین بہت دور تھا علاوہ برین یہ لوگ خود طاقتور بادشاہ تھے آخر اسکی راے
یہ قرار پائی کہ ملک بہلول لودھی جو بادشاہ نہین ہے اس کو بلاکر بادشاہ بنادے یعنی وہ برائے نام بادشاہ رہے
اور در اصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گکھات مین ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مددگار کہکر بادشاہ
علاءالدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ با جمعیت تمام کوچ بر کوچ کر کے دہلی مین
آنکر متصرف ہوا اور آیندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے لیے حمید خان کو اُٹھا کر اپنے تئین بادشاہ بہلول
مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاءالدین کا داخل کر کے اسی سال کہ ۸۵۴ آٹھسو چون ہجری تھی دہلی کو
اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید اور دوسرے امرا کے سپرد کر کے اقتضاے وقت کے سبب دیپالپور کی طرف کیا اور فوج اور لشکر
کے فراہمی اور ضبط ولایت مین مشغول ہو کر بادشاہ علاءالدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا
اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے نکل گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کرکے سلطان کا نام خطبہ سے

نہین گرایا بادشاہ نے اسکے جواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے مجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے مین نے بادشاہی مجھے ارزانی رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کامیاب ہوکر ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۵۵ھ ہجری مین یکبارگی امر سلطنت مین مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین بداؤن کے گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر ۸۸۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری مین قضاے الٰہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی دہلی مین سات برس اور چند ماہ تھی اور بداؤن کی حکومت اٹھائیس برس رکھی - **ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا** - مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہے کہ آباے جماعت افغانان لودھی سے آپس مین یار و مصاحب ہوکر ہمیشہ سوداگری کے واسطے ہندوستان مین آمد و شد کرتے تھے اور اُس جماعت مین سے سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد سلطنت مین ملک بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہوکر جدا ہوا اور ملتان مین آیا اور ملک مردان دولت حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شاہ اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد مین ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شاہ اُسکے ملازمون کے سلک مین منتظم ہوکر سردار جماعت افغان ہوا اور بخت کی مساعدت سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شاہ عین لڑائی مین ملو اقبال خان کے مقابل ہوا اور دلیری سے اقبال خان کو قتل کیا اس سبب سے خضر خان کے نزدیک درجہ اعتبار کے لائق ہوکر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت سے سرفراز ہوا اور اُس کے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے از انجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے پرگنہ دورالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل کے قریب مکان کے نیچے دبکر مرگئی تھی اور ملک بہلول لودھی اسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت شکم چاک کرکے برآوردہ کیا گیا اور جب حیات کے آثار اُس مین پائے اسکی محافظت مین مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان نیازی کی جنگ مین مارا گیا اور ملک بہلول نے جس کو ان دنون ملو کہتے تھے اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند مین جاکر پرورش پائی اور جب کہ معرکہ مین اُسنے آثار جلادت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان نے اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کرکے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہم قوم تھے اُسکے ملازم ہوئے اور اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید کے ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کرکے وصیت فرمائی اور جب اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس دار بے ثبات سے انتقال کیا اُسکے بعد نوکرون کے تین فرقہ ہوئے چنانچہ افغان نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز اور اسلام خان کے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے منصب رکھتا تھا موافق ہوگئے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا ساتھ مردوں اور تدبیر کے استقلال تمام پہونچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اسی نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جاکر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانان نے سرہند مین ہجوم کیا ہے آخر اُنسے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جاکر افغانون کو درگاہ مین بھیجے اور اگر نزدی کرین سرہند سے نکالدے اور عبرت کا کو بھی

ساتھ ہی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہو کر کوہستان میں پناہ لے گئے جسرت کھکر اور ملک سکندر تحفہ نے افغانوں کو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور میں نہیں آئی ہے بھاگنے کا کیا سبب ہے انھوں نے عہد طلب کیا چنانچہ پیمان با ایمان اُنسے مؤکد ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل و عیال سپرد کرکے خود مع افغانان معتبر ملک سکندر تحفہ اور جسرت کھکر کے پاس گیا اور انھوں نے قطب خان کی تحریک سے نقض عہد کرکے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانوں کو قتل کرکے لشکر اُنکی اہل و عیال کے سر پر بھیجا ملک بہلول اہل و عیال کو مقاماے محفوظ اور جاہاے قلب میں لے گیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوے اور جب اُن کے سر سرہند میں لائے جسرت کھکر ملک فیروز لودھی سے مقتولوں کو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک کا نام بتاتا تھا یہانتک کہ اُس کے فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ میں اُسے نہیں پہچانتا جسرت کھکر کے آدمیوں نے عرض کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا بولا کہ یہ میرا فرزند ہی میں شرم سے کہ مبادا اُس نے جنگ میں سستی کی ہو اُس کا نام پوشیدہ رکھتا تھا اب کہ میری دلجمعی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ملک بہلول اس جنگ میں موجود نہ تھا سلامت نکل گیا ہے وہ انتقام ہم سے لے گا اور اُس کے بعد جسرت کھکر ملک سکندر تحفہ کو سرہند سپرد کرکے پنجاب گیا اور سیدیوں کو دہلی بھیجا ملک بہلول لودھی نے آشناؤں اور دوستوں سے مبالغ قرض لیکر افغانوں کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا شریک اور متفق کرکے رہزنی اور تاخت ولایت میں مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیوں کو دیتا تھا اور تھوڑے عرصہ میں پٹھان کثیر اور مغل قلیل اُسکے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے فعل سے پشیمان ہو کر ساتھ اُسکے متفق ہوا ملک بہلول پھر سرہند کو اپنے تصرف میں لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بیشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع کہ ہے میں کہ پرگنہ خضر آباد اور شاہپورہ سے ہے ملک بہلول لودھی اسکے میدان میں آیا اور صفوف حرب آراستہ کیں اور حسام خان کو شکست دیکر قوت اور مکنت تمام بہم پہونچائی کہتے ہیں کہ ابتداے حال میں جب کہ ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کی خدمت میں پہونچا تھا ایکدن سمانہ میں اپنے دو یار ہمراہ لیکر سید انام درویش کی خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا اور دو زانو ہو مودب بیٹھا اور وہ مجذوب بڑ مارتا تھا کہ کون ایسا شخص ہے کہ دہلی کی بادشاہی دو ہزار تنگہ کو مول لیوے ملک بہلول لودھی ایک ہزار اور چھ سو تنگہ اپنے پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے روبرو پیشکش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود نہیں اُس بزرگوار نے قبول کرکے فرمایا دہلی کی بادشاہی تجھے مبارک ہو ہمراہیوں نے اُسکی اس حرکت سے تمسخر اور استہزا کیا اُسنے جواب دیا کہ یا مرد حال سے خالی نہیں ہے اگر یہ امر یعنی حصول سلطنت وقوع میں آیا تو مفت سودا کیا اور جو ظہور میں نہ آیا خدمت فقرا کی اجر سے خالی نہیں بیت سالکان رہ ہمت چو ارادت بینند ۔ ملک کاؤس و فریدون بگداے بخشند ۔ ملک بہلول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشائر کے اُس حدود پر پانی پت تک متصرف ہوا اور قوت اور رتبہ ازدیاد بہم پہونچائی اُسکے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر عریضہ مشتمل حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمت میں ارسال رکھا اور اُسمیں یہ بھی تحریر کیا کہ میں حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیوں سے ملازمت سے محروم و مہجور رہوں اگر اُسے قتل کریں اور منصب

وزارت حمید خان کو مرحمت فرمائین بندہ آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہوگا بادشاہ نے بے تامل حسام خان وزیر الملک کو بے
صدور قصور قتل کیا اور ملک بہلول از روے اخلاص سلطان کی ملازمت کرکے سرہند اور اس نواحی کا بطور جاگیر دار کے
مقرر ہوا اور اس حدود مین لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ نے تسخیر دہلی کا قصد کیا
سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سرہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان اور مغل جمع لاکر جیسا کہ تحریر
ہوا بادشاہ کی کمک کو آیا دوسرے دن داد مردی اور مردانگی دیکر بادشاہ سے خطاب خانخانی کا پایا اور سرہند مین آن کر
بحکم بادشاہ کے نہایت غاپسے لاہور اور دیپالپور اور سنام اور دوسرے پرگنات پر متصرف ہوا اور نہایت غلبہ او تسلط
سے نشان مخالفت بلند کیا اور اسقدر ممالک پر بھی اکتفا نکرکے بادشاہ پر فوج کش ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب دہلی
فتح نہوئی سرہند کی طرف مراجعت کی اور اپنے استحکام مین کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کرکے خطبہ اور سکہ تسخیر دہلی پر
موقوف رکھا اُسوقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اُسکا فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد جیسا کہ
مذکور ہوا حمید خان نے اُسے سرہند سے طلب کرکے ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین بادشاہ بنایا اُسوقت سلطان بہلول لودھی کے
نو بیٹے تھے خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو ساتھ بادشاہ سکندر کے مخاطب ہوا اور باربک شاہ اور مبارک خان اور عالم خان مشہور بہ بادشاہ
علاء الدین اور جمال خان اور میان یعقوب اور فتح خان اور میان موسی اور جلال خان اور دیگر امراے نامی سے اکثر سلسلہ
یگانگی اور نسبت خویشی کی اُس سے رکھتے تھے چونتیس شخص تھے قطب خان ابن اسلام خان لودھی وخان جہان لودھی و دریا خان
لودھی و تاتار خان ابن دریا خان لودھی و مبارک خان لوحانی و یوسف خان خاص خیل و عمر خان شروانی و قطب خان ابن حسین خان
افغان و احمد خان میواتی و یوسف خان حلوانی و علیخان ترک بچہ و شیخ ابو سعید فرملی و احمد خان سیستانی و خانخانان فرملی و خانخانان
لوحانی و شمشیر خان و زبیر خان خانان بن اسد خان و شیخ احمد شروانی و نسنگ خان و لشکر خان و شہاب خان منشی و بہار خان
مہتر و رستم خان و جونہ خان بن غازی خان و ملک حسین بن خانجہان و عماد الملک و اقبال خان و میان فرید معروف
بقرملی و شیخ جمال و شیخ عثمان و راے پرتاب راے کھشین راے کرن چونکہ حمید خان ثروت اور مکنت تمام رکھتا تھا
ملک بہلول نے صلاح مدارا مین دیکھکر ایک مدت اُس کی ملازمت مین بسر کی اور اکثر اوقات اُسکے مکان پر جاتا تھا چنانچہ ایک
دن حمید خان کا مہمان ہوکر افغانون کو سکھایا کہ اسکی مجلس مین حرکات مضحکہ کرین تو وہ مجکو اور اس قوم کو خفیف العقل تصور
کرکے اُنسے بے حذر ہووے غرضکہ افغان اُس کی محفل مین آئے اور بادا ہاے طرفہ کرنے لگے چنانچہ بعضون نے اپنی
کفش کمر پر باندھی اور بعضون نے طاقچہ سے مجلس مین حمید خان کے سر سے بلند رکھین حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت
ہے جواب دیا کہ ہم چور سے ڈرتے ہین اسباب ہمراہ اُٹھا لیجاتے ہین اور پھر ایک لحظہ کے بعد حمید خان کی طرف متوجہ ہوکر بولے
کہ فرش آپکا رنگین عجیب رکھتا ہے اگر ایک گلیم لطف فرماوین ہم کلاہ اور طاقیہ بنا کر اپنے فرزندون کے واسطے تحفہ
لیجائین تو ہمارے اہل وعیال جانین کہ ہمارے نے ہمکو خان کی خدمت مین قربت اور مرتبہ ہے حمید خان نے متبسم ہوکر فرمایا
کہ مین مخمل اور زربفت تمھین اس کام کے واسطے دونگا اور جب خوان خوشبو کے مجلس مین آئے بعضے جہان اُنکی مین چونہ
اور عطر لیتے تھے اور چونسے تھے اور پھول چبا کر تناول کرتے تھے اور بعضے تھوڑا چونہ بغیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان
کی گلوری کھا کر فقط چونہ چاٹتے تھے اور جب چونہ کی تیزی سے دہن مین سوزش ہوتی اضطراب اور بیتابی کرتے تھے اور
حمید خان ہنسکر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہین اسکے بہلول جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دہقانی حمق سے پُر اور عقل سے

رکھین

خالی ہیں انھیں عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہیں ہوئی کھانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہیں رکھتا الغرض چند روز کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ دوامی کے حمید خان کا مہمان ہوا اور وہاں ضابطہ یہ تھا کہ جسوقت ملک بہلول مہمان ہوتا دربان اُسکے ہمراہیوں کو روکتے تھے افغان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے موافق دربانوں سے ہشت مشت کرکے تھوڑے تھوڑے خود دربار میں داخل ہوئے اور بآواز بلند ملک بہلول کو سخت سست کہکر کہتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہے ہم بھی اُسکے نوکر ہیں ہم اپنے آقا کے سلام سے کیوں محروم رہیں اور جیسا کہ خان اُسے دوست رکھتا ہے ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہے حمید خان نے انکا مباحثہ اور مکالمہ سنکر بآواز بلند ندا کی کہ خبردار انسے کوئی شخص متعرض نہووے اور سب کو دربار میں آنے دیویں پھر تمام افغان ہجوم کرکے محل خاص میں داخل ہوئے اور دو نفر ہر ایک خدمتگار کے پہلو میں جو حمید خان کے گرد ایستادہ تھے کھڑے ہوئے بیت دگر زندگانی توقع مدار * که در جیب دامن دریں جاے مار * اس عرصہ میں قطب خان لودھی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا مصلحت یہ ہے کہ اب آپ گوشہ تجرد میں بیٹھکر یہ عمر پنجروزہ اپنے معبود کی عبادت میں صرف فرمائیں اور حق نمک کے سبب سے میں نے آپکی جان کا قصد نہیں کیا پھر افغانوں نے حمید خان کو گرفتار اور مقید کرکے موکلوں کے سپرد کیا اور ملک بہلول نے سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ ۸۵۵ آٹھ سو پچپن ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کرکے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام ممالک ملتان اور پنجاب کے دیپالپور کی طرف گیا اور بعضے امراے سلطان علاءالدین نے کہ بادشاہت لودھیوں پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جونپور سے طلب کیا چنانچہ اُس نے سنہ ۸۵۶ آٹھ سو چھپن ہجری میں لشکر عظیم ہمراہ لیکر دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امراے دیگر متحصن ہوا سلطان بہلول یہ خبر سنکر بہ سبیل استعجال دیپالپور سے روانہ ہوا اور موضع نیرہ میں جو دہلی سے پندرہ کوس ہے فروکش ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل بارکش محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ میں چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو مع بیس ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان تین گروہ ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ شرقی کا شریک ہوکر اُس طرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا بآواز بلند کہا کہ ماں بہنیں تیری قلعہ دہلی میں ہیں تجھے بیگانہ کی طرف سے جنگ میں کوشش کرنی لائق نہیں ناموس کی حفظ و حمایت کیوں نہیں کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ میں لیپا ہوتا ہوں خبردار تعاقب نہ کرنا قطب خان نے قسم کھائی کہ میں پیچھا نکرونگا دریا خان نے منہ موڑا اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی ہزیمت پاکر گرفتار ہوا اور چونکہ فتح خان ہروی نے بھورا ہیرا اور راے کرن کو قتل کیا تھا راے کرن اُسکا سر کاٹ کر شاہ بہلول کی خدمت میں لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب مقاومت نہ لاکر جونپور کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و طاقت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کے واسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میوات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کرکے حلقۂ اطاعت اپنے زیب گوش کیا بادشاہ نے سات پرگنے اُسکے تصرف سے برآوردہ کرکے باقی اُسے ارزانی فرمائے اور وہاں سے قصبہ برن میں گیا دریا خان لودھی حاکم سنبھل بھی از راہ انقیاد پیش آیا اور سات ہاتھی پیشکش کیے اُسوقت بادشاہ کول کی طرف آیا اُس کا علاقہ بدستور سابق عیسی خان پر بحال رکھا اور اسی طرح برہان آباد کی طرف

پہونچکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوخانی کے جو حاکم وہانکا تھا اور بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا تھا مسلم رکھا اور
بھونگانون مین جاگیر راے پرتاب پر خراج مقرر کیا اور جب رابری کی طرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے
رابری کے قلعہ مین تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے عرصہ مین قلعہ رابری کو مفتوح کیا اور خانخانان قطب خان کو قول دیکر
سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہان سے اٹاوہ مین گیا وہانکے حاکم نے اطاعت کی اُس کی
جاگیر کو بغیر نہ دیا اور اُسوقت جوناخان بادشاہ سے رنجیدہ ہوکر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی
اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کشی ہوکر اٹاوہ کے اطراف مین نزول کیا پہلے دن افواج طرفین جھگڑے
مین مشغول ہوئین دوسرے دن قطب خان اور راے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ مبارک شاہ
بادشاہ دہلی کے تصرف مین رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور کے قبضہ
مین تھا سلطان محمود کے تصرف مین ہے اور سات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ مین لیے تھے واپس
دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جوناخان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جونپور کی طرف گیا اور سلطان
بہلول نے فرمان جوناخان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکل جاوے جب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کرکے
نکال دیا اور سلطان نے شمس آباد راے کرن کو عنایت فرما کر بندوبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر
اپنے فعل سے نادم ہوا اور بقصد انتزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف مین آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی
اُسکے لشکر پر شبخون لے گئے ناگاہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھانے سے خانۂ زین سے جدا ہوا محمود شاہ
کے آدمیون نے اُسے دوڑکر گرفتار کیا سلطان محمود نے اُسے جونپور کی طرف روانہ کرکے قید کیا اور سلطان بہلول
نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عماد الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابل راے کرن کی کمک
کو کہ قلعہ مین تھا بھیجکر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت کرکے استقبال کیا اور لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوا
انھین دنون مین سلطان محمود شرقی نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر رخت ہستی باندھا اور اُس کا بیٹا محمد شاہ شرقی
قائم مقام اُسکا ہوا اور اُسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونون بادشاہ کے درمیان مین صلح واقع
ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف مین رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ مین تھا اُسکے زیرنگین رہا
اور محمد شاہ جونپور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی جسوقت کہ دار الملک کے نزدیک پہونچا
شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جب تک قطب خان محمد شاہ کے مجلس مین مقید ہو بادشاہ پر خواب و خور حرام
ہے بادشاہ متاثر ہوکر دہلی کی طرف نہ گیا اور مراجعت کرکے جونپور کی طرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد مین پہونچا شمس آباد راے کرن
سے برآوردہ کرکے جوناخان کو کہ اُسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر سرستی کے اطراف مین دونون
بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوگئے اور ہروقت بیوقت جنگ کیواسطے تیار کرتے تھے اس درمیان
مین محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیساکہ واقعات شرقیہ مین مرقوم قلم
زرین رقم ہوگا اور کچھ فوج اور فیلان جنگی لیکر اودیون کے ساتھ جنگ کے بہانہ لشکر سے برآیا اور عطف عنان کرکے قنوج کی طرف گیا
سلطان بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خان کے استقبال کے واسطے بھیجے وہ لوگ اتفاق سے ساتھ شاہزادہ جلال خان
کے برابر پہونچ گئے کہ جو اپنے بھائی کے تعاقب مین آتا تھا اور اُسے اسیر کیا سلطان بہلول نے اُسے مہربانی ضبی

جانکر جلال خان کو قطب خان کے عوض قید کیا اور جب جونپور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوئے اور اُسے
قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر متمکن کر کے خطبہ اور سکہ اُس کے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان
حسین خان شرقی نے صلح کر کے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی مزاحم ایک دوسرے کا نہووے اور رائے پرتاب زمیندار
اس طرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہو کر محمد شاہ سے جا ملا تھا اُس وقت قطب خان کے کہنے اور اُسکی دلجمعی
دینے سے سلطان بہلول کے پاس آیا اور انھیں دو تین روز میں سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات مہینے سے مقید
تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول نے بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے پاس رخصت فرما کر
دہلی کی طرف آیا اور جب مدت موعود منقضی ہوئی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اُسے جونا خان سے تغیر کر کے
دوبارہ رائے کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام میں نرسنگھ دلد رائے پرتاب نے ملازمت کی چونکہ رائے پرتاب نے اس
سے پہلے ایک نیزہ کہ بمنزلہ علم سرداری اُس زمانہ میں رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لیا تھا دریا خان نے
اُس وقت اُس کے بیٹے نرسنگھ کو قطب خان لودھی کی تجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان
بیٹا حسین خان افغان کا اور مبارز خان اور رائے پرتاب آزردہ ہو کر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے
سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نہ رہی دہلی میں پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم لاہور
کی بغاوت اور بے انتظامی مملکت پنجاب کے سبب اسطرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہان کو اپنی نیابت کے واسطے
دہلی میں چھوڑا اور میان راہ کے سنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور خیلان کوہ پیکر بقصد دہلی آتا ہے ناچار بسرعت تمام
بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانجہان کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار
میں پہونچکر دونوں نے گیر و دار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان میں احمد خان میواتی اور رستم خان حاکم کول
سلطان حسین سے جا ملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اُسکے معرکہ جدال و قتال
نے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونوں بادشاہ اپنی ولایات پر قانع ہو کر
مخاصمت نکریں لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی اٹاوہ کو محاصرہ کر کے وہاں کے حاکم کو جو سلطان بہلول لودھی کا
خویش تھا دلاسا دیکر اٹاوہ پر متصرف ہوا اور احمد خان میواتی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان
جلوانی کو بھی ساتھ سوا عہید کے ایسا فریفتہ کیا کہ اُسنے بیانہ میں خطبہ اُسکے نام پڑھا اُسوقت خود ایک لاکھ
سوار اور ہزار فیل لیکر اٹاوہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہو سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے تزلزل کو اپنے دل میں
راہ ندیکر استقبال کیا اور بھٹواڑہ کے نزدیک بعد ساختہ قرب کے مبدل ہوئی اور ایک مدت بہ تہیہ جنگ برابر بیٹھے
رہے پھر خانجہان نے طرفین کے درمیان میں آنکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہو گئے اور تھوڑے سے
عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر پر گیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور
موضع سنگھر میں کئی مرتبہ تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور پھر صلح کے پانی سے ساکن ہو سلطان حسین اٹاوہ کی طرف
اور سلطان بہلول نے دہلی کے سمت مراجعت فرمائی اور ان دنوں میں سلطان حسین شرقی کی والدہ یعنی بی بی راجی فوت
ہو گئی تھیں چنانچہ اتمام کیا کہ راجہ اور قطب خان لودھی ماتم پرسی کے واسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان
لودھی نے حسب الحکم سلطان بہلول کی مخاصمت میں مطلب پایا خوش آمد آغاز کر کے کہا بہلول تمھارے نوکروں کے

مانند ہو وہ تم سے برابری نہیں کر سکتا ہے اور میں جبتک دہلی کو آپ کے زیر نگین نکرونگا مجھے ہرگز صبر و قرار نہوگا اور بہ لطائف الحیل حسین خان شرقی سے رخصت لیکر سلطان بہلول کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ حیلہ اور تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے نجات پاکر آیا ہوں وہ دشمنی میں راسخ ہے آپکو اپنی فکر کرنی مناسب ہے اسی درمیان میں بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے پوتے نے اس دار فنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹاوہ سے اُسکی تعزیت کے واسطے بداؤن میں آیا اور بعد مراسم تعزیت کے بیمروتی کر کے بداؤن کو اُسکے فرزندوں کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہاں سے سنبھل کی طرف گیا اور مبارک خان حاکم سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انبوہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہو کر سنہ ۸۸۳ آٹھسو تراسی ہجری میں آب جون کے کنارے قریب گھاٹ کچھ کے نزول کیا اور سلطان نے سرہند میں یہ خبر سنی کہ حسین خان نے خانجہان کے بیٹے کو میرک کے بند و بست کے واسطے روانہ کیا اور خود دہلی میں آیا اور ایک مدت طرفین نے کارزار میں زمانہ بسر کیا اور شرقیہ جو از روے کثرت اور ابہت کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میں بی بی راجی کے قید احسان میں ہوں جس وقت کہ میں جونپور میں قید تھا اس عفیفہ سے انواع مہربانی میرے حق میں ظہور میں آئیں اب صلاح اسمیں دیکھتا ہوں کہ آپ صلح کر کے مراجعت فرمائیں اور انتہا ز فرصت میں رہیں اور نہر گنگ کے اُس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہیں اور جو کہ نہر گنگ کے اِس طرف ہے بہلول شاہ کے قبضہ میں واگذاشت کریں الغرض طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑکر کوچ کیا سلطان بہلول نے فرصت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اردو کو تاراج کر کے کچھ خزائن اور اسباب نفیسہ سے جو کہ گھوڑوں اور فیلوں پر محمول تھا اپنے قبضہ میں لایا اور بہت سے یا چالیس امرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلغخان وزیر کہ علماے وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کے اسیر ہوتے اور سلطان بہلول نے قتلغخان کو زنجیر میں کر کے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول دلیر ہوکر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند قصبہ کھنپل اور پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور مارہرہ اور جالیسہ پر متصرف ہوا اور ہر ایک پرگنہ میں ایک شقدار مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے گذرا سلطان حسین شرقی موضع رام سیجھرہ کے قریب پلٹ کر مقابل ہوا اور مقابلہ میں مصروف ہوا آخر کو اس مژدہ پر صلح نے قرار پایا کہ موضع دھوپامو سرحد ہو پھر سلطان حسین شرقی راپری کی طرف گیا اور سلطان بہلول لودھی نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بعد ایک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کر کے بادشاہ بہلول لودھی کے مقابلہ کو آیا اور موضع سونہار میں معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر ہزیمت پائی اور مال بیقیاس و متاع و ازدحیوں کے ہاتھ آیا قوت اور مکنت اُن کی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی راپری کی طرف گیا اور بادشاہ بہلول نے موضع دھوپامو کے قریب دل کیا اسی درمیان میں خانجہان کے فوت کی خبر دہلی سے پہونچی سلطان نے اُسکے بیٹے کو خانجہان خطاب دیکر اُسکے باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہاں سے سلطان شرقی کے مقابلہ کو راپری کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربہ شدید نسیم ظفر شاہ بہلول کے رایت پر چلی اور مظفر و منصور ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کی طرف گیا اور وہاں کا راجہ نماو مانہ حاضر ہوا اور تین لاکھ تنکہ نقد اور خیمہ اور سراپردہ اور فیل و اسپ و شتر پیشکش کیے اور دو تخواہوں کے زمرہ میں منتظم ہوا اور کالپی تک مشایعت کی اور اس اثنا میں بر اختلال میں بادشاہ بہلول اٹاوہ کی طرف گیا اور ابراہیم خان برادر سلطان حسین اور ہیبت خان عرف گرگ اٹاوہ و نشیمن

ہوکر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہ کر برآمد ہوئے اور اٹاوہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان بہلول نے اٹاوہ
ابراہیم خان لوحانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹاوہ بموجب رائے عطا فرمائے اور لشکر گران ہمراہ رکاب لے کر
سلطان حسین شرقی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکا زمین جو کالپی سے متعلق ہے پہونچا سلطان حسین نے استقبال
کرکے آب جون کے کنارے اقامت کی اور چند مہینے محاربہ میں منقضی ہوئے اس درمیان میں رائے تلوک چند حاکم ولایت بکسر
سلطان بہلول کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کروایا سلطان حسین تاب
مقاومت نہ لاکر ولایت بھٹہ میں داخل ہوا اور وہاں سے جونپور گیا ابیات شیرے کہ خوردیلی سر پنجہ ہزبر :: یارد کہ فرار
نگیرد برابرش :: بازیکہ صید از کف شاہین کند بروں :: زاں پس بصیدگاہ شمارد کبوترش :: اور راجہ بھٹہ نے بھی استقبال کرکے
سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنکہ مع چند اسپ و فیل پیشکش گذرانے اور فوج بھی ہمراہ کرکے جونپور تک مشایعت
کی اسکے بعد بادشاہ بہلول تعاقب کرکے جونپور کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جونپور چھوڑ کر بہرایچ کے راستہ
سے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آب رہٹ کے کنارے فریقین کے
درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی جبلت ہو گئی تھی ظہور میں آئی اور اسباب
سلب اور حشم شاہی اُس کا لودھیوں کے ہاتھ لگا حرم محترم اُس کی بی بی خونزہ جو بادشاہ علاء الدین نبیرہ
خضر خان کی دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح و عفت محافظت کرکے دہلی کی طرف مراجعت کی اور چند عرصہ کے بعد افواج
ترتیب دیکر لواے عزیمت ولایت جونپور کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور اُس خطہ کو جو مدتوں سے بادشاہان دہلی کے
قبضۂ تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کرکے مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سرداروں
کو قصبۂ مجھولی میں چھوڑ کر خود بداؤن کی طرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھکر جونپور میں آیا اور امرائے سلطان
بہلول کے جونپور چھوڑ کر قطب خان کے پاس مجھولی میں گئے اور سلطان حسین کے ساتھ از راہ اخلاص پیش آکر کلام
دولتخواہانہ درمیان میں لائے اور کمک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال
سنکر قصبۂ ہلدی میں پہونچا خبر وفات قطب خان سنکر چند روز لوازم تعزیت میں مشغول ہوا اور پھر جونپور کی طرف
گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شرقی کو دوردست بھگا کر از سر نو جونپور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے باربک شاہ کو
تخت شاہان شرقیہ پر بٹھا کر خود کالپی کی طرف گیا اور اُسپر بھی متصرف ہو کر اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید
کو عنایت فرمایا اور چند روز کے راستہ سے دھولپور کی طرف متوجہ ہوا اور دھولپور کا راجہ کئی من سونا یعنی کندن پیشکش
کرکے نوکروں کے سلک میں منتظم ہوا اور بادشاہ نے وہاں سے آلہ پور کی طرف جو رنتھنبور کی توابع سے ہے جا کر اُسکو تاراج کیا اور
مظفر و منصور ہو کر دہلی کی طرف مراجعت فرما ہوا اور جب عمر ستر برس اور قوتیں بدن اسکے فرق آیا تو ولایات اپنے فرزندوں
اور خویشوں کو تقسیم فرمائیں جونپور پر جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ باربک شاہ کو مقرر فرمایا اور کڑہ اور مانکپور شاہزادہ عالم
کو مرحمت کیا اور بہرایچ اپنے بھانجے شیخ محمد فرملی معروف بہ کالا پہاڑ کو اور لکھنؤ اور کالپی اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید خان
اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید قبل اُس کے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداؤن خانجہان کو جو
جملہ امرائے معتبر سے تھا اور فی الجملہ نسبت خویشی رکھتا تھا ارزانی فرمایا اور دہلی مع اکثر پرگنات دوآبہ کے شاہزادہ
نظام خان کو عطا کی اور یہی آخر میں سلطان سکندر ہوا ہے اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کی طرف گیا اور وہاں کے

راجہ سے اسی لاکھ تنکہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اسے مقرر رکھا پھر اٹاوہ میں آیا اور اٹاوہ کو سکیت سنگھ سے تغیر کر کے علم مراجعت بلند کیا اور اثنائے راہ میں بیمار ہوا اکثر امراے لودی جو شاہبت قومی رکھتے تھے اسپر آمادہ ہوئے کہ اعظم ہمایون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نہ رکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور ایلچی سکندر خان کے طلب میں دہلی کی طرف روانہ کیا اور عمر خان شروانی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شعوری کی سبب سے ملک و مال کا صاحب اختیار ہو گیا تھا امرا کے مشورہ سے واقف ہو کر سلطان سکندر کی ماں کی صلاح سے کہ اس سفر میں ہمراہ تھی ایک آدمی معتمد مخفی دہلی میں بھیجکر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث جس دقیقہ ہو آنے میں تعلل اور سستی کو الف جانیں سلطان سکندر نے ایک مدت امروز فردا میں بسر کی اور امرائے مخالف نے فرصت دیکھکر عرض میں پہونچایا اور بادشاہ غضب میں آیا اور بیٹے کو تحریر کیا کہ اگر تو نہیں آتا ہے تو میں آتا ہوں سلطان سکندر یہ سنکر سراسیمہ ہو کر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امرا اور معارف دہلی سے روانگی تجویز نہ کرتا تھا سلطان سکندر نے قتلغ خان وزیر سلطان محمد شرقی سے کہ دستگیر ہو کر دہلی میں محبوس ہوا تھا اور صاحب رائے اور حسن تدبیر میں شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اُسنے کہا سراپردہ دہلی کے باہر بپا کرکے آوازہ روانگی اور غلغلہ سفر کا بلند کرنا مناسب ہے اور بہانہ سے سفر میں ایام گذاری کرنا لازم ہے سلطان سکندر نے اُس کی تعلیم پر عمل کیا قضا را یہاں مرض نے بادشاہ پر غلبہ کیا اور بہاوالی کے قریب جو عمال سکیت سے ہے سنہ ۸۹۴ آٹھ سو چورانوے ہجری میں رخت ہستی باندھا اُسکی بادشاہی کی مدت اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی قطعہ ہشت صد نود و چار رفت از عالم خدیو ملکستان و عیدان شاہ بہلول بہ تیغ ملکستان بود لیک دفع اجل بود محال بہ شمشیر و خنجر مصقول بادشاہ بہلول لودی ظاہر اصلاح میں آراستہ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت میں پیراستہ تھا اور حضر اور سفر میں علما اور مشایخ سے صحبت رکھتا اور اوقات انکے ساتھ بسر کیجاتا اور افغانوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا اور انکے روبرو تخت پر اجلاس نکرتا ایک فرش پر تقاعد کرتا جس وقت دہلی کو لیا اور خزانہ شاہان ماضیہ کے افغانان لودی پر قسمت کیے [illegible] قسمت برادرانہ لیا اور خاصہ اپنے محل لے میں نہ رکھتا اور خاصہ کے گھوڑوں پر سوار ہوتا اور ہر روز علما مسلمانوں سے ایک امیر کے منگوا کر تناول فرماتا اور بہنگام رکوب ان کے گھوڑے پر سوار ہوتا اور کہتا مجھے بادشاہی سے یہی نام کافی ہے اور مغل کی سپاہ گری پر اعتماد تمام رکھتا اس سبب سے اُس کی سرکار خاص اور شہزادوں اور امرا کے پاس تخمیناً بیس ہزار مغل نوکر تھے اور جسجگہ سنتا جوان کار آمد ہے آدمی بھیجکر اُسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور شجاع اور متفرس اور مشہور تھا اور جہانداری کے قاعدے اور رسمیں خوب جانتا تھا اور کاموں میں جلدی اور شتابی جایز نرکھتا تھا اور از روے عدل اور انصاف کے خلق اللہ کے ساتھ حیات مستعار بسر کرتا تھا ذکر بادشاہی سلطان

## عادل باذل نظام خان المخاطب بسلطان سکندر بن سلطان بہلول لودی کا

جب بحکم قادر ذوالجلال بادشاہ بہلول لودی سفر مذکور میں رحمت حق میں واصل ہوا امرا اور ارکان دولت نے فراہم ہو کر قلعہ مشورہ کا آئین ڈالا بعضوں نے اعظم ہمایون نبیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر امرا نے شاہزادہ باربک کی طرف میلان کیا کیونکہ زندہ اولاد میں وہی سب سے بڑا تھا اس وقت مادر سلطان سکندر زیبا نام نے جو دختر ایک زرگر کی تھی اور اس سفر میں بادشاہ مرحوم کے ہمراہ تھی پس پردہ آن کر امرا سے فرمایا کہ میرا فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہے

اور تمہارے ساتھ سلوک خوب کرےگا عیسیٰ خان لودھی جو چچیرا بھائی سلطان بہلول کا تھا اس نے دشنام دیکر کہا سونار کی لڑکی کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہیں ہوتا کس واسطے کہ مثل مشہور ہے کام بڑھئی کا بندر سے راست نہیں آتا خانخانان فرملی جو نہایت قوی تھا بیسکر بولا کہ کل بادشاہ فوت ہوا ہے آج اسکی بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کہنا لائق نہ تھا عیسیٰ خان لودھی نے کہا تو نوکر ہے کوئی رتبہ بیش نہیں رکھتا بادشاہ کے خویش اور اقربا کے درمیان دخل مت کر خانخانان نے غضبناک ہوکر کہا کہ میں نوکر بادشاہ سکندر کا ہوں نہ نوکر اور ان کا یہ کہکر مجلس سے برخاست ہوا اور ان امرا سے کہ ساتھ اسکے متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اٹھاکر قصبہ جلالی میں لے گیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کرکے اوپر بلندی کے جو آب سیاہ کے کنارے واقع ہے اور اسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہیں سریر بادشاہی پر متمکن کرکے بسلطان سکندر مخاطب کیا نظم بریں تخت فیروزہ ہر صبح وشام ٭ بیکے چہرۂ بخت چیند بکام ٭ کس آن تخت وایں مہرہ باخو و بشر ٭ بکام دل از مملکت برنخورد چہ بادشاہ سکندر نے جنازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسیٰ خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کرکے اس کا گناہ معاف فرمایا اور دہلی کی طرف مراجعت کی اور اپنے باپ کی طرح افغانوں سے سلوک ہموار اور برادرانہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو تخت پر نہ بیٹھا اور اسوقت اسے خدا نے چھ فرزند عطا کیے تھے انکے اسم یہ ہیں ابراہیم خان اور جلال خان اور اسمعیل خان حسین خان و محمود خان و اعظم ہمایون خان اور امرائے نامی سے تریپن آدمی تھے خانجہان لودھی احمد خان ابن خانجہان خانخانان فرملی شیخ زادہ فرملی خانخانان لوحانی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لوحانی نائب بہار عالم خان لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نائب کالپی شیر خان لودھی مبارک خان موجی خلیل خان لودھی احمد خان لودھی حاکم اٹاوہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان فرملی نائب سہارن سلیمان خان ابن دوم خانخانان فرملی سعید خان ابن مبارک خان لودھی اسمعیل خان لوحانی تاتار خان فرملی عثمان خان فرملی و شیخ جان پسر مبارک خان لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بکالا پہاڑ ابن عماد خان فرملی شیخ جمال لد شیخ عثمان فرملی شیخ احمد فرملی آدم خان لودھی حسین خان برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لوحانی غازی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارہ میان حسین کنبوہ حجاب خاص محمد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبدالواحد پسر طاہر کابلی حجاب خاص سہورہ خان پسر خواص خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان قبال خان حاکم قصبہ باڑی اصغر خان پسر قوام الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لوحانی عماد الملک کنبوہ متعلق مبارک خان لوحانی عالم خان لودھی کبیر خان لودھی بھیکھن خان ظہیر خان لوحانی عمر خان شروانی جبار خان شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پرگنہ رابری کی طرف گیا اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ علاءالدین برادر سلطان سکندر چند دار میں چند روز متحصن ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پٹیالے میں گیا بادشاہ سکندر رابری کو خانخانان فرملی کے نام مقرر فرما کر اٹاوہ کے سمت گیا اور سات مہینے وہاں گذرانے اور عالم خان المشہور بہ بادشاہ علاءالدین کو اعظم ہمایون سے جدا کرکے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاوہ اسے ارزانی فرمائی اور وہاں سے پٹیالے کی طرف عیسیٰ خان وہاں کے حاکم پر تاخت لایا اور عیسیٰ خان نے صف جنگ آراستہ کی اور مجروح ہوکر شکست پائی اور از روئے عجز و انکسار ملازمت کی لیکن اس زخم سے جان بر نہوا بادشاہ سکندر نے ایک مرد معتمد باربک شاہ اپنے بھائی کی خدمت میں جو جونپور کا بادشاہ تھا بھیجکر پیغام اطاعت کرنے اور نام اسکا

مقدم خطبہ میں پڑھنے کا دیا رائے گیلن کہ باربک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک و دولتخواہ ہوا اور
جاگیر بیتالے کی پائی اور جب باربک شاہ نے سر اطاعت سے پھیرا سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اُسپر چڑھائی
کی باربک شاہ باتفاق کالا پہاڑ قنوج کی طرف روانہ ہوا اور جسوقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہوکر پیشقدمی
کی بازار گیر و دار کا گرم ہوا کالا پہاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے درمیان
میں گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور میں اسے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اُتر کر اُس سے بغلگیر ہوا
اور نوازش نہایت اُسکے حال پر مبذول فرما کر ارشاد کیا کہ تم میرے بجائے والد ماجد ہو التماس یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندوں
میں قبول فرمایئے کالا پہاڑ نہایت خجل اور نادم ہوکر بولا کہ میں اس احسان کا عوض جان کے سوا اور نہیں رکھتا مصرع
انچہ دارم سر ببیت برکف دست ۔ اب ایک گھوڑا حضور سے مرحمت ہووے تو یہ جان نثار لوازم جان نثاری بجالاوے بادشاہ
نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اُسنے باتفاق افواج ظفر امواج باربک شاہ پر حملہ کیا باربک شاہ تاب برق شمشیر نلایا پائے
ثبات اُسکا جگہ سے ہلگیا بداؤن کی طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کرکے باربک شاہ کو
بداؤن میں محاصرہ کیا آخر کو باربک شاہ نے عاجز ہوکر ملازمت کی بادشاہ نے اُسکے اعزاز و احترام میں کوشش فرمائی اور
اُسے خوشدل اور محظوظ کرکے اپنے ہمراہ جونپور میں لایا اور جو اثنا حسین شاہ شرقی حوالی بہار میں صاحب لشکر تھا
اسے بدستور سابق تخت شرقیہ پر متمکن کیا لیکن اُس کی خدمت میں اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر موضع میں اپنے
حکام تعین فرمائے اور بعضے پرگنات کو امراے درگاہ پر قسمت کیا اور وہاں سے کالپی میں آیا اور اُسے
اعظم ہمایوں سے تغیر کرکے محمود خان لودھی کو دیا اور وہاں سے جھتہ کی طرف روانہ ہوا اور جوتا تار خان پانکا حاکم لوازم
انقیاد بجالایا چھترہ پہ اسے بحال فرماکر قلعہ گوالیار کی طرف توجہ مبذول کی اور خواجہ محمد فرملی کو مع خلعت خاص راجہ مان حاکم
گوالیار کے پاس بھیجا راجہ مذکور نے بھی جادہ اطاعت میں قدم رکھکر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ
بیانہ تک مشایعت کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی بطریق اخلاص سے ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ
بیانہ کو چھوڑ تو اُسکے عوض جالیسر اور چندوار اور ماریرہ اور سکیٹ تجھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عمر خان شروانی
کو ہمراہ لیا تا کہ کنجیاں قلعہ کی سونپے لیکن بعد پہونچنے کے نقض عہد کرکے قلعہ کو محکم کیا اور بادشاہ تغافل کرکے آگرہ میں آیا اور
جو ہیبت خان جلوانی کہ مطیعان سلطان شرف سے تھا باغی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کرکے متحصن ہوا سلطان نے ناراض
ہوکر ایک جماعت امرا سے آگرہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور خود مراجعت کرکے بیانہ کی طرف گیا اور بطریق [illegible]
قلعہ بندی تنگی میں کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے عاجز ہوکر امان چاہی اور ۸۹۵ آٹھ سو پچانوے
ہجری میں بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان فرملی کے تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کی طرف نکال دیا اور آگرہ کا
بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزیمت دہلی کی طرف معطوف فرمائی اور اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ [illegible]
کے زمینداروں نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمعیت بہم پہونچا کر شیر خان برادر مبارک خان لوحانی حاکم کرہ کو [illegible]
میں پہونچایا ہے اور مبارک خان لوحانی بھی کرہ سے آمد ہے کر جسوقت پرستی پیال کے [illegible]
کرتا تھا راے بہیدا راجہ بھٹہ نے اُسکو اسیر کیا اور باربک شاہ نے اس گروہ کا مشاہدہ کرکے جونپور سے [illegible]
پاس بہرائچ میں آیا اور سلطان نے چند دن دہلی میں اقامت کرکے جونپور کی طرف عزیمت فرمائی [illegible]

دہلی پور میں پہونچا باربک شاہ خدمت میں حاضر ہو کر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور رائے سہدیو بادشاہ کی آمد کا غلغلہ سنکر
ہراسان ہوا اور مبارک خان کوکہ کو جسکو زندان چنار میں محبوس تھا بادشاہ کی خدمت میں بھیجا بادشاہ وہاں سے کالپی کے قلعہ میں آیا
اور وہاں کے زمینداروں نے اجتماع کر کے شور جنگ گرم کیا آخر شکست کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوئے اور غنیمت بسیار خزانہ بادشاہ
کے ہاتھ آئی بادشاہ جونپور کی طرف گیا اور دوبارہ باربک شاہ کو جونپور میں چھوڑ کر مراجعت کی اور اودھ کے اطراف میں ایک مہینہ
کامل سیر و شکار میں بسر کیا اس عرصہ میں ہرکارے خبر لائے کہ باربک شاہ زمینداروں کے غلبہ سے جونپور میں قیام نہیں کر سکتا
بادشاہ نے حکم کیا کہ کالا پہاڑ اور اعظم ہمایوں شروانی اور خان خاناں لودھی اودھ کے راستہ سے اور مبارک خان کرہ کی راہ
سے جونپور کی طرف جاکر اس حدود کا بندوبست کریں اور باربک شاہ کو مقید کر کے حضور میں حاضر کریں جب باربک شاہ
کو بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے اسے ہیبت خان لودھی اور عمر خان شروانی کے سپرد کر کے خود جونپور کی اطراف سے
قلعہ چنار کی سمت عزیمت کی اور بعضے امراء حسین شاہ شرقی کہ وہاں تھے جنگ پر آمادہ ہوئے اور شکست کھا کر
قلعہ بند ہوئے چونکہ قلعہ مستحکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب نہ جانا کیدہ کی طرف کہ مضافات پٹنہ سے ہے نہضت فرمائی
اور وہاں کے راجہ رائے بلبھدر نے استقبال کر کے اطاعت کی بادشاہ نے لطیفہ پر اسے بھائی کہا اور اریل کی طرف
گیا اس درمیان میں بلبھدر متوہم ہو کر اسباب و حشم چھوڑ کر یکہ و تنہا پٹنہ کی طرف بھاگا بادشاہ نے تمام ساز و سامان
اسکا اسکے پاس بھیج دیا جب اریل میں پہونچا دست تاراج دراز کر کے باغات اور عمارات سے کچھ اثر باقی
نہ رکھا اور کرہ کے راستہ سے دہلی پور کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لودھی کی منکوحہ کو [illegible]
نکاح میں لایا اور شمس آباد کی طرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہاں اقامت کر کے سنبھل میں گیا اور پھر شمس آباد کی طرف
[illegible] عزیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے دلپت آری کو کہ ماوا سے [illegible] قتل و غارت سے خراب کیا اور
[illegible] السیف نے بھاگ کر موضع وزیر آباد میں دم لیا سلطان وزیر آباد دیکھ [illegible] کو بھی قتل و اسیر کر کے شمس آباد
میں آیا اور ایام برسات شمس آباد میں گذرانے اور سنہ ۹۰۰ نو سو ہجری میں رائے بلبھدر کی گوشمالی کو پٹنہ کی طرف متوجہ ہوا
[illegible] اور پرگنہ [illegible] کے مواضع کو ویران اور [illegible] قتل اور دستگیر کرتا تھا اور جب [illegible] میں
پہونچا [illegible] جنگ میں مشغول ہوا اور ہزیمت پا کر پٹنہ میں بھاگا اور جب سلطان پٹنہ میں پہونچا [illegible]
[illegible] ہوا اور سلطان [illegible] کی طرف [illegible] متوجہ ہوا
اور جب وہاں پہونچا [illegible] نہایت گران ہوا اور [illegible] جونپور کی طرف [illegible]
ہوا اور [illegible]
[illegible] بلبھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر [illegible]
[illegible] فرصت غنیمت ہے حسین شاہ شرقی نے [illegible] جمعیت کی اور [illegible]
[illegible] بادشاہ سکندر نے بھی [illegible] گنگا [illegible] عبور کر کے
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] تمام [illegible]
[illegible] پٹنہ کی طرف گیا اور

بادشاہ نے [illegible] چھوڑ کر بروایت صحیح ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب پٹنہ میں معلوم ہوا کہ حسین شاہ
ولایت بہار میں گیا پھر نو روز کے بعد بادشاہ پلٹ کر اردو میں وارد ہوا اور بہار کی طرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے
ملک کندو کو حصار بہار میں چھوڑا اور خود کہل گانوں میں جو توابع لکھنوتی سے ہے گیا اور سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ
نے اسکی عزت نگاہ رکھی اور اسباب عیش و فراغت کا اسکے واسطے مہیا کیا تاکہ فکر اور تردد سلطنت سے باز آکر بقیہ عمر وہاں
بسر کرے اور دولت جونپور کے بادشاہوں کی ساتھ اسکے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوارہ سے [illegible]
ملک کندو کے مقابلہ کو تعیین فرمائی او ملک کندو نے راہ فرار پائی اور ولایت بہار شحنگان سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان
نے محبت خان کو مع ایک جماعت امرا کے بہار میں چھوڑ کر خود درویش پور میں آیا اور خانجہان پسر خانخانان فرملی کو وہاں
پر چھوڑ کر خود ترہت کا قصد کیا ترہت کے راجہ نے حاضر ہو کر کئی لاکھ تنکہ خراج قبول کیا بادشاہ نے مبارک خان
لوحانی کو خراج وصول کرنے کے لیے وہاں چھوڑا اور خود درویش پور لوٹ آیا اور جب خانجہان پسر خانخانان
فرملی نے وفات پائی خسرو خان پسر بزرگ اس کے کو ساتھ خطاب اعظم ہمایوں کے امتیاز بخشا اور وہاں سے
شیخ شرف الدین یحیی منیری کی زیارت کو کہ بہار میں آسودہ تھے روانہ ہوا اور وہاں کے فقرا اور مساکین کو انعام
اور داد و دہش سے خوشدل بلکہ تونگر کیا اور پھر درویش پور میں آکر بادشاہ علاء الدین شاہ بنگالہ کے
سر پر روانہ ہوا اور جس وقت قناع پور میں جو متعلق اعمال بہار سے ہے پہونچا علاء الدین شاہ نے دہیال اپنے
بیٹے کو استقبال کے واسطے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اس طرف
سے تعیین کیا چنانچہ موضع باڑہ میں دونوں مقابل ہوئے اور حرف صلح کا درمیان میں لائے اور یہ قرار پایا
کہ دونوں میں سے کوئی ولایت یکدیگر میں فرستادہ نہ بھیجا وے اور مخالفوں کو بھی پناہ نہ دیوے بعد [illegible]
لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاودت کی لیکن قصبہ پٹنہ توابع بہار میں مبارک خان لودھی قضائے الٰہی سے
فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی تغلق پور سے پلٹ کر درویش پور میں آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور جو
مبارک خان اس مقام میں فوت ہوا تھا وہ ولایت اعظم ہمایوں کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر
مبارک خان لوحانی کو عنایت فرمائی اور اس وقت میں قحط غلہ کا ہوا بادشاہ نے خلائق کے رفاہ کے واسطے فرمایا کہ
زکوٰۃ غلہ کی قلمرو میں [illegible] فرمائے اس روز سے زکوٰۃ غلہ کی بالکل موقوف ہوئی اور اسی وقت بادشاہ قصبہ [illegible]
میں گیا اور [illegible] کے اطراف [illegible] اپنے آدمیوں کو
جاگیروں پر بھیجی اور [illegible] سے جونپور میں آیا اور چھ مہینے توقف کیا اور جب بادشاہ نے سالباہن [illegible] سے لڑکی طلب کی اس نے
انکار کیا [illegible] اور جب [illegible]
[illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] مبارک خان [illegible]
[illegible]
[illegible]

موافق وصول کرین اس سبب سے امراے افغان نے اپنے دلمین یک گونہ رنجش بہم پہونچائی اتفاقاً اُن دنون مین بادشاہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوا اور عین چوگان بازی مین چوگان ہیبت خان شروانی کا سلیمان خان لودھی کے چوگان سے ٹکرا کر سلیمان خان کے سر مین لگا کہ مجروح ہوا اس سبب سے اُنکے درمیان مین اُس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہو کر رنجش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے انتقام کے واسطے قصداً چوگان ہیبت خان شروانی کے سر پیہ مارا شور وغل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانخانان نے ہیبت خان شروانی کو تسکین دی اور دلاسا دیکر مکان پر لے گئے اور بادشاہ میدان سے محل مین داخل ہوا اور چار دن کے بعد پھر چوگان بازی شروع ہوئی اثناے راہ مین شمس خان نامے خویشان ہیبت خان شروانی سے غضبناک کھڑا تھا جب خضر خان برادر سلیمان خان کو دیکھا چوگان اُسکے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زد و کوب کرکے اپنے محل مین مراجعت فرمائی اور اُسکے بعد اپنے امرا سے بدظن ہوا بعضون کو کہ مخلص اور دولتخواہ جانتا تھا پاسبانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ شب کو مسلح ہو کر پاسبانی کرتے تھے اِس عرصہ مین ہیبت خان شروانی اور دوسرے سردارون نے آپسمین اتفاق کرکے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بہلول سے عرض کی کہ افسران سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے راضی نہین ہین اور تجھے سرداری مین قبول رکھتے ہین اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان سے اُٹھا کر ہم تجھے سریر سلطانی پر متمکن کرین شہزادہ نے شیخ طاہر کابلی اور اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا شیخ اور اُسکی والدہ نے نصیحت کرکے اسپر آمادہ کیا کہ نام بداندیشون کے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے ویسا ہی کیا چنانچہ سلطان غدر اور بداندیشی اُس جماعت سے خبردار ہوا باتفاق امرا ہر ایک کو مختلف اطراف مین بھیجدیا اور اُسکے بعد بتدریج اُنکو برباد کیا اور سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سنبھل کی طرف جاکر چار برس اس حدود مین سیر شکار اور چوگان بازی مین بسر کیے اور اسی مقام مین خبر بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سنی چنانچہ خواص خان حاکم ماچھواڑہ کو حکم بھیجا کہ دہلی مین جاکر اصغر خان کو مقید اور مغلول درگاہ مین بھیجے اور جب خواص خان حسب الحکم دہلی کی طرف متوجہ ہوا اصغر خان یہ خبر سنکر قبل پہونچنے خواص خان سے شب سشنبہ ماہ صفر سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین دہلی سے برآمد ہو کر سلطان کے روبرو سنبھل مین حاضر ہو کر مقید ہوا اور خواص خان دہلی پر متصرف ہو کر حکومت مین مشغول ہوا اور نقل ہے کہ ایک برہمن جودھن نام موضع کاٹھن مین سکونت پذیر تھا ایکدن اُسنے مسلمانون کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہے اور دین ہمارا بھی درست ہے یہ بات اُس سے شائع ہو کر علما کے گوش زد ہوئی اور قاضی پیارہ اور شیخ بدر جو لکھنوتی مین رہتے تھے ساتھ نقیض ایک دوسرے کے فتوے دیتے تھے لہذا اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید حاکم اس ولایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت مین سنبھل بھیجا اور چونکہ بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سننے مین رغبت تمام تھی علماے نامی کو اطراف سے طلب کرکے مجلس بحث ترتیب دی اور تفصیل اسماے علما کی یہ ہے کہ میان قادر بن شیخ خواجہ اور میان عبداللہ بن الہداد کو تلنبہ سے اور سید محمد بن سعید خان کو دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الہداد صالح کو سرہند سے اور سید امان اور سید برہان الدین اور سید احسن کو قنوج سے بلایا اور ایک جماعت امرا سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدر الدین قنوجی اور میان عبدالرحمن ساکن سیکری اور میان عزیز اللہ سنبھلی یہ بھی اُس معرکہ مین حاضر ہوئے اتفاق علما کا اسپر ہوا کہ اُسکو محبوس کرکے عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اُسکی گردن مارین جودھن انکار کرکے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علما کو انعام دیکر رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسمعیل خان کو دہلی مین چھوڑکر حسب الحکم درگاہ مین آیا

اور نوازش خسروانہ سے سرفراز و ممتاز ہوا اسوقت میں سعید خان شروانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ
غداروں کا سرغنہ تھا اُسکو اور تاتار خان قرملی اور محمد شہ لودھی اور تمام غداروں کو گجرات کی طرف میں اخراج فرمایا اور
اُس سال کہ سنہ ۹۰۷ نو سو سات ہجری تھی راجہ مان سنگھ راے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرا کو برسم رسالت مع تحف و
ہدایاے لائق روانہ کیا اور جو خواجہ سرا درشت گو اور بد زبان تھا بادشاہ نے ناراض ہوکر اسے رخصت کیا اور اپنے آنے
اور قلعہ لینے کی تہدید فرمائی اور انھیں دنوں میں خبر فوت خانخانان قرملی حاکم بیانہ کی پہونچی چند روز بیانہ میں احمد و سلیمان
پسران پسر خانخانان قرملی کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحد ان محکم کے محل بغاوت اور فساد کا
ہوا تھا احمد و سلیمان پسران پسر خانخانان قرملی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان آگرہ کے انتظام
کے واسطے کہ مضافات بیانہ سے تھا متعین ہوا اور احمد و سلیمان جو بیانہ سے سنبھل میں آئے تھے شمس آباد و رجالیسر اور پٹیل
اور شاہ آباد اور دوسرے پرگنے پائے اور عالم خان حاکم میوات اور خانخانان حاکم برابری کو حکم ہوا کہ باتفاق خواص خان
قلعہ دھولپور کے تسخیر میں مشغول ہوویں اور راے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کریں اور راے نے بقدم ممانعت
آنکر محادا اور محاربہ کیا اور خواجہ بین کہ دلاوران صف شکن سے تھا اُس معرکہ میں شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل
ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بیتابانہ جمعہ کے دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ میں سنبھل سے دھولپور
کی طرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا راے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقوں کے سپرد کرکے گوالیار کی طرف گیا اور آدمی اُسکے
صدمہ افواج سکندری کی تاب نہ لاکر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہوکر نکل گئے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ میں
داخل ہوکر دوگانہ شکر کا ادا کیا اور لوازم فتح عمل میں لایا غازیوں نے ہاتھ تاراج و غارت میں دراز کیا اور مکانوں کو سمار
کرکے باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کوس تک سایہ ڈالے ہوئے تھے بیخ و بن سے اُکھاڑے اور ایک
مہینے کے بعد رایات شاہی گوالیار کی طرف جنبش میں آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام امرا وہاں چھوڑکر آب
چنبل سے عبور کیا اور دریاے آسی عرف سیدکی کے کنارے نزول فرماکر دو مہینے توقف کیا اور وہاں کی آب و ہوا کی بدبوئی کے
سبب بیماری وبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے ملایمت سے صلح کی درخواست کی
اور سعید خان اور بابو خان اور راے گنیش کو کہ بادشاہ سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لے گئے تھے اپنی حفاظت سے نکالکر
اپنے بڑے بیٹے بکرماجیت کو ملازمت کے واسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اُسے اسپ و خلعت عنایت فرماکر رخصت
انصراف مرحمت فرمائی پھر علم مراجعت بلند کرکے جب دھولپور میں پہونچا اُسے بھی بنایک دیو کو بخشا اور آگرہ میں آیا اور
اس شہر کو جو بیانہ کے متعلق تھا اور زمانہ کفر و اسلام میں کبھی پایہ تخت نہوا تھا گوالیار اور نرور کی تسخیر کے واسطے
پایہ تخت کرکے حصار سیری کو کہ جو ساتھ دہلی نو کے شہرت رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اُسی مقام میں بسر کیا اور ماہ
رمضان المبارک سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری بابت طلوع سہیل کے بعد علم عزیمت قلعہ مندرایل کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور ایک مہینہ
کامل اطراف دھولپور میں توقف فرمایا اور افواج نے حسب الحکم جاتے ہی حوالی گوالیار و مندرایل تک تاخت و تاراج کیا
اور اُسکے بعد خود جاکر قلعہ مندرایل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے امان طلب کرکے حصار کو سپرد کیا اور سلطان نے بتخانے
اور کنائس وہاں کے سمار کرکے مسجدیں تعمیر کیں اور ساتھ ایک معتمد کے سپرد کرکے علم مراجعت بلند کیا اور جب دھولپور میں پہونچا
قلعہ کو بنایک دیو سے تغیر کرکے قمر الدین کے سپرد کیا اور خود آگرہ میں آنکر امرا کو جاگیروں کی طرف رخصت فرمایا اور سنہ ۹۱۱

نوسو گیارہ ہجری مین بروز یکشنبہ صفر کی تیسری تاریخ کو آگرہ مین زلزلہ عظیم واقع ہوا ایسا کہ پہاڑ لرزہ مین آئے عمارات بلند
اور مستحکم گر پڑین زندون نے قیامت اور مردون نے حشر معلوم کیا قطعہ اسکی تاریخ کا یہ ہے قطعہ در نہصد و احدی عشر از
زلزلہ گردید سواد آگرہ مرحلہا ۞ با آنکہ بناہاش ہمہ عالی بود ۞ از زلزلہ شد عالیہا سافلہا ۞ اس زمانے تک اُس
طرح کا زلزلہ ہند مین واقع نہین ہوا تھا اور اُس دن زلزلہ اکثر بلاد ہند مین آیا تھا بادشاہ نے سہیل کے طلوع
کے بعد سنہ مذکورہ مین گوالیار کی طرف نہضت فرمائی اور ڈیڑھ مہینے دھولپور مین توقف کیا وہان سے آب چنبل
کے کنارے کو گھاٹ کے نزدیک فروکش ہوا اور چند مہینے استقامت کی اور شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو
مع خزانین معتبر وہان چھوڑا اور خود بعزم جہاد اور غارت بلاد پاے سعادت رکاب مین لاکر اکثر کفار کو جو پہاڑون
اور جنگلون مین پوشیدہ تھے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور غنیمت وافر غازیون کے ہاتھ آئی اور وہان جو بسبب
نہ آنے بنجارون کے غلہ لشکر منصورہ مین کم ہوگیا تھا اعظم ہمایون اور احمد خان لودھی اور مجاہد خان کو رسد لانے کے
واسطے روانہ کیا راے گوالیار اگرچہ انکا سد راہ ہوا لیکن تدبیر اسکی کارگر نہوئی لاچار ہو کر پلٹ گیا اور رسد و غلہ لشکر فیروزی اثر
مین بخوبی تمام پہونچی اور جب بادشاہ لشکر گاہ موضع جنونین جو عمال گوالیار سے ہی پہونچا اس جگہ سے طلایہ لشکر کی پاسبانی کے واسطے
دس کوس پیشتر غنیم کی طرف گیا اور نگہبانی اور خبرداری مین تقصیر نہ کی نظم مثل گردان لشکر جنگ ۞ بہ بیدار تختے
با مدارے خدنگ ۞ ہنوز از کمان دور نا رفتہ تیر ۞ خبر یافتی شاہ گردون سریر ۞ فوج راے گوالیار کی مراجعت
کے وقت کمین سے برآمد ہوئی حرب شدید و معرکہ عظیم واقع ہوا اور داؤد خان اور احمد خان پسر خانجہان اور عماد خان
قرلی کی بہادری و مردانگی اور جان سپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون آشام ہوئے
اور غازیان اسلام نے بہت زندہ اسیر کیے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونون پر نوازش خسروانہ فرمائی
داؤد خان کو ملک داؤد خطاب دیکر آگرہ مین آیا اور برسات وہان آخر کی اور سنہ ۹۱۲ نوسو بارہ ہجری مین قلعہ اودیت نگر
کی طرف توجہ فرمائی اور جب دھولپور مین پہونچا توقف کرکے عماد خان قرلی اور مجاہد خان کو مع چند ہزار سوار اور فیل
کوہ تمثیل کے قلعہ اودیت نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدمت حجابی پر قاضی عبد الواحد ابن شیخ طاہر کابلی ساکن
قصبہ بھانیسر اور شیخ ابراہیم سرفراز ہوے اور ولایت کالپی جو محمود خان کی فوت کے بعد ساختہ جلال خان کے مقرر
ہوئی تھی اور اُسکے بھائی میان بھیکن خان اور حاجی خان اُس سے پرخاش پر آمادہ تھے سلطان نے
حکومت کالپی کی فیروز داد خان کو عنایت فرمائی اور داد خان ایک طائفہ ہے افغان کے نزدیک اور مجاہد خان کو دھولپور
مین چھوڑ کر خود آب چنبل کے کنارے سے جاکر نزول کیا اس مقام مین خواص خان اور بھیکن خان ملازمت مین فائز
ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوئے اور سلطان نے اودیت نگر کی طرف آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جو قلعہ کہ اُسکا
مشکل فتح غلبہ قلعہ گوالیر کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ وپیکار پر مستعد ہو کر قلعہ کی تسخیر مین ہمت باندھی
اور خود ایسی ساعت مین کہ اختر شناسون نے مقرر کی تھی بنفس نفیس میدان کی طرف متوجہ ہوکر ہر اطراف سے جنگ
شروع کی افواج بحر امواج نے مور و ملخ کی طرح قلعہ کو پیچیدہ ہو کر داد مردی اور مردانگی کی دی اور نسیم فتح و ظفر چلنے پایا تھا
سلطانی نے چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاء الدین کی جانب تھی وہ شگافتہ ہوئی اور جوانان مردانہ اور غازیان فرزانہ
اُس راہ سے داخل ہوئے سر جنگ منجنیقون نے قریب الامان بلند کی ہر گوشہ و کنارے دشمنی قلعہ کو مسخر کیا اور راجپوت اپنے گھرونکا نون

جنگ کرتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو قتل کرتے اور آتش سوزان میں جلاتے تھے غرض راجپوت بہت مقتول ہوئے
اس عرصہ میں ایک تیر غنیم کی طرف سے آیا اور ملک علاء الدین کے دیدۂ جہان بین کو بے نور کیا اور بادشاہ نے فتح کے بعد لوازم شکر
وسپاس فتاح حقیقی بجا لایا اور بتخانوں کو مسمار کر کے مساجد تعمیر فرمائیں اور قلعہ بھکھین خان ولد مجاہد خان کے سپرد کیا اور جب
بادشاہ کے سمع مبارک میں یہ خبر پہونچی کہ مجاہد خان نے راجہ ہنونت گڑھ سے رشوت لیکر تعہد بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہے ماہ محرم
سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری میں ملا حسین خاص حاجب کو کہ خاندان مجاہد خان سے تھا مقید کر کے ملک تاج الدین کنبوہ کے
سپرد کیا اور اُن امرا کو جو دھولپور میں تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو محبوس کریں اور آگرہ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا ایک روز
راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب و فراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اُس دن حیوان صامت اور
ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مردم کا شمار ہوا آٹھ سو آدمی قلم بند ہوئے اور قیمت ایک
کوزہ پانی کی سیندرہ تنگہ ہوگئی تھی بادشاہ وہاں سے دھولپور میں آیا اور چند روز توقف کر کے دار السلطنت کی طرف تشریف
لایا اور برسات کو آخر کر کے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری میں قلعہ نرور کی تسخیر کی عزیمت کی اور وہ قلعہ ان تواریخ میں
اور کفار کے تصرف میں تھا اور جلال خان حاکم کالپی کے نام حکم صادر ہوا کہ نرور کو پیشتر جا کر محاصرہ کرے اور اہل قلعہ
اگر صلح کریں در گذر کر کے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے
پہونچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کر کے پیادے
اور سوار اور فیلوں کے تین گروہ کیے اور سر راہ ایستادہ کر کے چاہا کہ مجرا اپنی جمعیت کا کرائے بادشاہ نے اُسکے
لشکر کی کثرت ملاحظہ کر کے اپنے دل میں تجویز کیا کہ اسے تدبیر و تاریخ خراب کرے اور بادشاہ نے اُس قلعہ کو جو کہ اُس کا
حصار دور تھا ایک سال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کے واسطے پیشقدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ
مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر محصوروں سے آمیزش رکھتے ہیں اس سبب سے قلعہ مسخر نہیں ہوتا
اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ بام محل پر ایستادہ ہو کر تفرج کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک
طرف سے شگافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بند کیا گیا سلطان نے اس امر کو ایک دل اور ایک بات ہونا اہل قلعہ
حصار سے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جری کو اپنے روبرو بلایا اُسوقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان
کی گرفتاری میں بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان فرملی اور ملک علاء الدین جلوانی اور دوسرا شیر خان کے
حبس کے بارہ میں میان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام القصہ خوانین مذکور نے جلال خان اور شیر خان
کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ ہنونت گڑھ میں بھیجکر محافظت میں مشغول ہوئے اور آسکے اہالی قلعہ نے تنگ آ کر
اور کمی غلہ سے عاجز ہو کر امان چاہی چنانچہ امان پاکر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرما کر
بتخانوں کو کھود ڈالا اور مسجدیں تعمیر فرمائیں مفتی اور خطیب مقرر کیے اور علما اور طلبا کو وظائف معین کر کے اس مقام میں متوطن کیا
اور ان دنوں میں شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیدہ ہو کر عزم ملازمت کیا
جس وقت قصبہ سیری میں کہ اعمال مالوہ سے ہے پہونچا بادشاہ نے اسپ و خلعت بھیجکر پیغام کیا کہ اگر تم چندیری کو میرے
سپرد کرو تو ایسی امداد کیجائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تسخیر غلبہ ہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع
پیش آیا کہ ولایت پدر سے برآمد ہوا اور سلطان سکندر نے ماہ شعبان سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری میں [illegible] کی طرف کوچ کیا

جس وقت کہ لب آب ستد پہونچا اُسکے دل میں یہ اندیشہ گذرا کہ زور کا قلعہ نہایت سنگین ہے اگر ہاتھ میں کسی مخالف کے پڑیگا اُسکے
ہاتھ سے بآسانی برآوردہ نہو سکیگا اسواسطے ایک حصار اور گرد قلعہ مذکور کے کھینچکر استحکام تازہ بخشا پھر اپنا منصوبہ پورا — مندو
کرکے قصبہ بہار میں آیا اور ایک مہینہ اُس مقام میں توقف کیا اور اس جگہ نعمت خاتون زن قطب خان لودھی جو جلال خان
شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اُسکے دیکھنے کے واسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کالپی
شہزادے کی جاگیر مقرر کرکے ایک سو بیس راس گھوڑے اور زنجیر فیل اور مبلغ نقد عطا فرمائے اور نعمت خاتون کے
ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور خود سنہ ٩١٥ نوسو پندرہ ہجری میں رایت اقبال مقام گوالیار سے دار الملک کی طرف حرکت میں
لایا اور جب بلگرامات میں پہونچا افواج اس حدود کے متمردون کی تدارک کو بھیجکر اُس نواح کو اہل بغی کے خس و خاشاک
سے پاک کیا اور جابجا تھانہ بٹھا کر آگرہ کی طرف تشریف لایا اور اسوقت میں خبر پہونچی کہ احمد خان پسر مبارک خان لودھی
حاکم لکھنوتی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا اختیار کرکے دین اسلام سے پھر گیا ہے بادشاہ نے اس کے
چھوٹے بھائی محمد خان کے نام فرمان بھیجا کہ اُسکو زنجیر میں مغلول کرکے خدمت میں روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا
اور سرکار لکھنوتی نے سعید خان اُس کے منجھلے بھائی کے نام قرار پکڑا اور ان دنون میں محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین
مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراسان ہوکر درگاہ عرش اشتباہ میں پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری
اعمال مالوہ اُس کے نام مقرر فرمائی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ ممد و معاون اُس کا ہوکر ایسا نہ کرے کہ سپاہ
مالوہ کسی طرح کا صدمہ اُسے پہونچاوے اور اس وقت بادشاہ سیر و شکار کے واسطے دھولپور کی طرف سوار ہوا
اور آگرہ سے دھولپور تک منزل بمنزل قصر اور عمارات تعمیر فرمائین اور اُسی عہد میں محمد خان ناگوری اپنے
خویشون علی خان اور ابابکر پر جو اُسے قتل کیا چاہتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ میں آئے
محمد خان ناگوری نے اُن کے پناہ لیجانے سے ساتھ اپنے بادشاہ عالی جاہ کے عاقبت اندیشی کرکے
عرضیان اخلاص آمیز مع تحف و ہدایا بھیجین اور اُس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور گزو سکہ بھی بادشاہ
کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُس کے واسطے بھیجا اور آگرہ مین تشریف لایا اور چند روز بساط نشاط بچھا کر
سیر باغات اور بزم آرائی میں بسر کیے پھر دھولپور کی طرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان فرملی کو
فرمایا کہ لشکر و حشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنونت گڈھ کی طرف جا کر حسین خان فرملی کی اعانت کرے اُسنے عذر کرکے عرض
کیا کہ مین خدمت سے دور نہ ہونگا یہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا مقاطر کی آشفتگی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری
خدمت سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکرگاہ سے لیجا سکے اُسکا ہے اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کرین اور
پرگنہ پرہیڑی اُسکی مدد معاش کے واسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ وہان جا کر ساکن ہوا اور اُسی عرصہ میں بہجت خان حاکم
چندیری جو اپنے باپ دادا کے زمانہ سے مطیع اور فرمانبردار سلاطین مالوہ تھا فی الحال سے سلطان محمود مالوی کے
ضعف اور فتور مملکت کو دیکھکر بوسیلہ ارسال تحف بادشاہ کا توسل اختیار کیا بادشاہ نے عماد الملک بدہ کو کہ احمد خان
نام رکھتا تھا چندیری کی طرف بھیجا تو باتفاق بہجت خان اس حدود میں خطبہ سلطان کے نام پڑھاوے اور اُسوقت
بادشاہ آگرہ مین آیا اور بہ عادت معہودہ فرامین مشتمل بر مژدہ اطاعت بہجت خان اور پڑھنا خطبہ کا ولایت
چندیری مین اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف و اکناف ولایت مین بھیج کر بلند آوازہ ہوا اور اُس وقت

مصلحت ملکی کے واسطے بعضے امرا کو ساتھ تغیر اور تبدل جاگیر کے مناسب دیکھکر عمل کیا اور سعید خان منجھلے بیٹے مبارکخان لودھی اور شیخ جمال قرملی اور راے جگو سین کچھواہہ اور خضر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کی طرف بھیجا وہ اُس ولایت کو اپنے قبض و تصرف مین لاکر مستقل ہوئے اور حسب الحکم شہزادہ محمد خان نبیرۂ سلطان ناصر الدین مالوی کو شہر بند کرکے سلطنت اس ملک کی جسطرح کہ تھی ظاہرا اُسپر مقرر رکھی اور بہجت خان حاکم چندیری نے جب معاملہ ایسا دیکھا اپنا رہنا اُس صوبہ مین صواب نجانا ناچار بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور ان دنون مین بادشاہ کی طبیعت حسین خان قرملی ضابطہ سارن سے منحرف ہوئی تھی اسوجہ سے حاجی سارنگ کو اُس طرف بھیجا اسنے وہان جاکر اُسکے لشکر کو حسن تدبیر سے اپنی طرف کرلیا اور اُس کے قید کرنے کی فکر مین ہوا اور وہ واقف ہوکر تھوڑے رفقا سے ولایت لکھنوتی کی طرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین علی خان ناگوری نے جو سرکار وسیع میتو پور مین تعین تھا شاہزادہ دولت خان حاکم رنتھور سے جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا شیوۂ موافقت اور مرافقت مرعی رکھکر اُس کو بادشاہ کی اطاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی لقاء ملازمت سے مشرف ہوکر قلعۂ مذکور کو پیشکش کرے جب عرضیہ علیخان ناگوری کا اس بارہ مین پہونچا بادشاہ نے محظوظ ہوکر اُس طرف جانے کی عزیمت کی اور بیانہ کے نواح مین چار مہینے شکار اور مشائخ کبار کی ملاقات مین خصوصًا سید نعمت اللہ اور شیخ حسینی کہ ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اُس عرصہ مین شہزادہ دولتخان اور اُس کی والدہ کو کہ صاحب اختیار قلعہ رنتھور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان شہزادہ نے بہ تعجیل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اُسکے استقبال کے واسطے بھیجکر بعزت تمام داخل اردو کیا اور ملاقات کے وقت اُسے فرزندون کے مانند نوازکر خلعت اور چند زنجیر فیل عنایت فرمائے اور ساتھ قرار معہود کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ رنتھور کی دی اتفاقًا اُسی علی خان ناگوری نے دشمنی کرکے شہزادہ دولت خان کو اُس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ نے اصل راز سے آگاہ ہوکر شیو راج پور کی سرکار اُس سے تغیر کرکے اسکے بھائی ابابکر کو دی اور بحکم کرم جبلی اس سے زیادہ اُس کو معاتب نہ کیا اور رہتھان کرکے راستہ سے قصبہ باڑی کی طرف پہونچکر اُس پرگنہ کو مبارک خان کے بیٹون سے برآوردہ کرکے شیخ زادہ جھیکھن کے سپرد کیا اور دار الخلافت آگرہ مین آیا اور بعادات قدیم کے موافق فرمان فتوحات بہ اطراف وجوانب مین صادر فرمائے اور اکثر امراے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ گوالیار پر چڑھائی کرکے جبرًا اور قہرًا مفتوح کرین اس بادشاہ نیکنام کا انجام یہ کہ زمانہ کی عادت قدیم ہی کہ عطیہ اور پرورش اپنے سے پشیمان ہوتا ہی اُسوقت بادشاہ کو ساتھ مرض ناوضی کے گرفتار کیا اگرچہ از روے غیرت کے خیال اپنا ترک کرکے اُسی حالت مین کچہری مین اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لقمہ حلق سے نہ اترا اور راہ نفس بستہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری باغ دار السرور کی طرف تشریف لیگیا قطعہ ساقیا امشب درین بزم بادہ بیرحمی بدہ × کہ چو ہنگام طرب جام بزور گیرند × کاس عشرت زگل و تاک بسازند بیاد × بادۂ عیش زخون دل سنجر گیرند × نظام الدین احمد اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ جو مناقب اور مفاخر سلطان سکندر لودھی کے بعضی تواریخ مین اسقدر مذکور ہین کہ اکثر گمان اوپر مبالغہ اور اغراق کے کیا جاتا ہی لیکن جو کچھ صحت مین قریب تھا ایراد کیا جاتا ہی یعنے سلطان جمال ظاہری مین آراستہ اور کمال باطنی مین پیراستہ تھا اور ایام سلطنت مین اسکی

نہایت ارزانی اور امن و امان حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز بار عام کرتا تھا اور خود خلق اللہ کی دادرسی مین مشغول رہتا
تھا اور بیگاہ صبح سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کے وقت تک معاملات مین مصروف ہوتا تھا اور نماز پنجگانہ اسی مجلس مین
ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت مین اسکی وسعت تسلط ہند کے زمینداروں کا کوتاہ ہوا اور سب مطیع و فرمان بردار ہوئے
اور قوی و ضعیف یکسان اور برابر ہوئے اور کامون مین انصاف مرعی رکھتا اور ہوا ے نفس پر بہت کم چلتا اور خدا ترسی
سے خلق پر نہایت مہربان رہتا چنانچہ جس روز اپنے بھائی باربک شاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کے وقت ایک قلندر
حاضر ہوا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر بولا فتح تیرے واسطے ہی بادشاہ نے اپنا ہاتھ کراہت سے کھینچا فقیر نے کہا مین ہاتھ فال
نیک پر مارتا ہون تو نے اپنا ہاتھ کیون کھینچا سلطان نے جواب دیا کہ جس وقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو
تو حکم ایک طرف نہ کرنا چاہیے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس شخص مین اسلام کی بہتری ہو وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ
فقرا اور مستحقین ولایت کے تفصیل نام لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخور حال مبلغ ششماہہ بھیجتا تھا اور ہر
زمستان مین جڑاول اور دوشالے انھین دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی بہ سبیل جھنگی فقرا ے شہر کو مبالغ پہونچاتا تھا
اور ہر روز کئیے مقامون مین طعام خام اور پختہ شہر مین تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چند مرتبہ فتوحات اور
کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر فقیرون کو نہ پہونچاتا بیت اگر بایدت شوکت و سروری ٭ دل زیر دستان بدست آوری ٭
اور ارباب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجون کو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے نزدیک
معتبر ہوتا اور اس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد خیر رکھی ہے اس مین نقصان نہ دیکھے گا اسواسطے انھین سے اکثر آدمی بہ تبعیت
کے بموجب اپنے مال سے مستحقون کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو معزز ہوتے منقول ہے کہ جسوقت سلطان بہلول
نے وفات پائی امرا نے بادشاہ سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ جس دن دہلی سے روانہ ہوتا تھا
شیخ بہاءالدین کی خدمت مین کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کے واسطے گیا اور کہا مین چاہتا ہون کہ میزان آپکو سناؤن
پھر سبق جسکا شروع کیا اور استاد نے پڑھایا کہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد کیجیے القصہ جب
یہ جملہ تین بار تکرار پایا سلطان نے اس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اس دعا کو فال نیک جانکر روانہ ہوا
قطعہ حدیث ازل نا ترجمان تقدیر است ٭ بود ضمیر و زبان شان شبیہ لوح و قلم ٭ سعادت ازلی در وفا ے شان
مضمر ٭ شقاوت ابدی در خلاف شان مدغم ٭ اور تعصب اسلام بہت رکھتا تھا حتی کہ جمیع معابد کفار کو تیغ جہاد
سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقامون مین ہنود غسل کرتے تھے اسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار بنا کر کے محافظ مقرر
کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نکرنے پاتا تھا اور شہر متھرا مین جو کوئی ہندو قصد سر یا ریش تراشی کا کرتا تھا حجام قبول نکرتے
تھے اور رسوم کفار کے اعلام بالکل سرنگون کیے اور نیزہ کہ سالار مسعود کی طرف ہر سال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتون
کو مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغر سن مین کہ ایام اسکی شہزادگی کے تھے سنا کہ بلدہ تھانیسر ایک موضع ہے کہ ہنود وہان
جمع ہو کر غسل کرتے ہین علما سے پوچھا کہ اس مقدمہ مین حکم شرع کیا ہے ایک نے ان مین سے فرمایا بتخانۂ قدیم کو ویران
کرنا جائز نہین ہے اور جس حوض مین کہ قدیم سے غسل معمول ہوا ہے اسکی ممانعت بھی مناسب نہین ہے شہزادہ نے یہ سنکر
دست بخنجر ہو کر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شرع مین آیا ہے کہتا ہون راہ خلاف مین
نہین چلتا شہزادہ نے تسکین پائی اور اپنی مملکت کی تمام مسجدون مین قاری اور خطیب اور جاروب کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ

اُن کا جاری کیا اور اُسکے عہد مبارک مین علم نے رواج پایا اور امرا اور ارکان دولت اور سپاہیون نے کسب فضائل مین اشتغال کیا اور کفار ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اسوقت تک درمیان اُنکے معمول نتھا مشغول ہوئے اور سپاہ گری نے بھی ایک رونق تازہ پکڑی اور جو شخص نوکری کے واسطے آتا تب اُسکا تحقیق کر کے فراخور حال اُسکے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسپ و یراق نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کہتا جاگیر سے اپنا سامان درست کریگا اور خبرداری اُسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر ایسی تھی اور خصوصیات خانہ رعایا اور برایا کے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن سلطان کا آشنا ہے جو مغیبات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر مین پہونچتے تھے ایک اس مضمون کا کہ صبح کوچ کر کے فلان مقام مین نزول کرو اور ایک ظہر کے وقت کہ ایسا ایسا عمل مین لاؤ اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نکرتا گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امراے سرحد کے نام جو فرمان صادر ہوتا تھا وہ شخص صفہ کے نیچے آنکر فرمان کو دونون ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا ایلچی حکم پہونچاتا تھا وہ اسی مقام مین پڑھا جاتا تھا اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد مین جا کر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل مین آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت اُس مین تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامچہ نرخ اجناس اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرتا تھا اور اگر سر مو نا ملائم معلوم ہوتا فوراً اُس کی تدارک مین مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفیس خصوصاً ت اور فیصل مقدمات و مہمات اور سر انجام ملکی و رفاہیت خلق مین صرف کرتا اور علاوہ اس کے اُسکی جودت فہم اور جودت عقل مین سخنان عجیب و غریب منقول ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جس وقت دو بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بہ تنگ آکر ساتھ اُس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ ہوئے اور بغارت اور تاراج کے وقت کچھ سونا اور چند پارچہ رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی اُن کے ہاتھ آئے پھر ایک نے اُن دونون بھائیون مین سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل ہوا کس واسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرین اپنے گھر مین جا کر بفراغت و راحت عمر بقیہ بسر کرین دوسرے نے کہا اے بھائی جسوقت اول مرتبہ ہمین ایسی غنیمت دستیاب ہوئی شاید دوبارہ اس سے بہتر ہاتھ آوے دوسرے نے کہا کہ مین کہین نجاؤن کہ اس صورت مین دونون بھائیون نے آپسمین غنیمت تقسیم کی اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کر کے فرمایا کہ یہ امانت میری زوجہ کو پہونچا دے وہ شخص اپنے مکان مین آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اُسکی بی بی کے حوالہ کیے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا غنیمت کا تفحص کی لعل اُسمین نپایا اُسوقت اُسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اُسنے جواب دیا کہ مین نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اُسنے کہا کہ وہ کہتی ہے ہرگز مجھے نہین پہونچا ہے چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہے اسے قدرے تشدید کرنا چاہیے القصہ بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجہ تشدید مین کھینچا اُسنے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبح کو حاضر کرونگی اور پھر پاس میان بھورہ کے گھر مین کہ امراے بزرگ بادشاہ سکندر سے میر عدل تھا جا کر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اُسکے شوہر کو برادر اُس کے طلب کر کے کیفیت استفسار کی اُس کے شوہر کے بھائی نے کہا کہ مین نے اسے لعل بھی دیا ہے میان بھورہ نے کہا اسکے گواہ رکھتا ہے اُسنے کہا ہان میان بھورہ نے کہا کے شخص گواہ ہین اُسنے کہا دو برہمن ہین میان بھورہ نے کہا اُنھین حاضر کرو وہ قمار خانہ مین گیا دو قمار باز برہمن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اس طرح سے گواہی دینا جب یہ مجلس مین آئے اور

گواہی دی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جس طور سے ممکن ہو لعل اپنی زوجہ سے لے القصہ عورت اُس معرکہ سے باہر آئی اور اپنے تئین بادشاہ کی عدالت العالیہ مین پہونچا کر فریادی ہوئی بادشاہ نے اُس سے تمام ماجرا استفسار فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاثی ہوئی عورت نے کہا مین گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہان پرسش اور تحقیقات نہ ہوئی القصہ بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کر کے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اُسکے بھائی کے ہاتھ مین دیا کہ ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے اُسکے موافق تیار کیا پھر گواہون کو جدا جدا طلب کر کے اُنھین حکم کیا کہ تم بھی ہیئت اُس لعل کی تیار کرو اُنھون نے بھی ایک ایک ہیئت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام شکلین لعل کی اپنے پاس رکھین پھر عورت کو طلب کر کے فرمایا کہ تو بھی اُس لعل کی ہیئت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت نے عرض کیا کہ لونڈی نے جس چیز کو آنکھون سے مشاہدہ نہین کیا ہیئت اُس کی کیونکر تیار کرے ہر چند بادشاہ نے اس بارہ مین مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میان بھورہ کو مخاطب کر کے گواہون سے کہا اگر تم راست براست کہو گے جان کی امان ہے اور اگر دروغ کہو گے تیغ سیاست سے قتل ہو گے گواہون نے لاچار ہو کر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اُس عورت کے دیور کو طلب کر کے سیاست کی اُسنے بھی واقعہ کو از روے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اُس تہمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی حدت فہم اور کمالیت عقل سب پر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شعر بھی کہتا تھا اور گلرخی اُسکا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنبوہ اُس کے مصاحبون وہمدمون سے تھا دو بیتین شیخ جمالی کنبوہ سے بر سبیل یادگار تحریر ہوتی ہین ابیات ما ز خاک کویت پیراہنیست بر تن ۔ آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن ۔ مرا از تیر ہاے او پیرانیر گشت ہر پہلو ۔ کنون پرواز خواہم کرد سوے آن کمان ابرو ۔ اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اُسکی عہد دولت مین مکتوب ہوئین مدت اُس بادشاہ جمجاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہے بیت سکندر شہ ہفت کشور نماند ۔ نماند کسے چون سکندر نماند ۔

## ذکر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا

جب بادشاہ سکندر لودھی آگرہ مین فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیاست اور فراست و شجاعت کے اتصاف رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا باپ دادا کے قواعد و آداب سلوک کے خلاف اپنے عزیزون اور افغانون کو اُن کے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہون کے عزیز اور ہم قوم نہین ہوتے سب نوکر ہین چاہیے کہ شرط خدمت بجا لاوین امراے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس مین بیٹھتے تھے اُنھون نے لاچار بحسب ظاہر اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا دست بستہ اُس کے تخت کے آگے ایستادہ ہوتے اور باطن مین دل دگرگون رکھکے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور خواہی نخواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہو کر ولایت جونپور کی سرحد تک فرمان گذار ہووے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جونپور پر استقلال پا کر اُس طرف کے ممالک پر فرمان روائی کرے لیکن اس صورت مین شاہزادہ جلال خان نے مع امراے جاگیر دار پرگنات جونپور وکالپی کے اس طرف متوجہ ہو کر اُن ممالک کے سریر سلطنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایون شروانی کو وکیل امور سلطنت کر کے اُس طرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اُسوقت خانجہان لوحانی نے رابری سے بادشاہ

ابراہیم کی ملازمت مین آنکر زبان طعن اور ملامت وزرا اور وکلا پر کھولی کہ امر بادشاہی کو مشترک رکھنا ایک خطرے
عظیم اور سہو نہایت جسیم ہے **بیت** دو جان ہرگز بیک پیکر نہ گنجد ٭ دو فرمان دہ بیک کشور نگنجد ٭ ارکان دولت
نے اُس کی تلافی مین کوشش کرکے مصلحت دیکھی کہ جو شاہزادہ نے ابھی استقلال حاصل نہین کیا ہے اُسے دہلی مین
طلب کیا چاہیے چنانچہ اُسکی طلب کو ہیبت خان گرگ انداز کو بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر عاطفت و مکرمت صادر
کیا کہ ایک مصلحت درمیان مین ہے چاہیے کہ جریدہ آپ کو بطور یلغار پہونچا دے شہزادہ کو ہیبت خان گرگ انداز کی چاپلوسی
اور ملائمت سے مکر و غدر کا مظنہ حاصل ہوا سعادت مین رہنی ہوا اور بجا یہ اسے ملائم متعذر ہوکر ایام بلطائف الحیل مین
گذارے ہیبت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہزادہ نے شیخ زادہ قرملی پسر شیخ سعید قرملی اور ملک اسمعیل ابن
ملک علاء الدین حلواتی اور قاضی مجد الدین حاجب اور سعید حاجب کو شاہزادہ کی طلب مین بھیجا لیکن افسون انکا بھی کارگر ہوا اسکے
بعد دانایان اور فیلسوفان درگاہ کے مشورہ سے اُس حدود کے امرا اور حکام کے نام فرامین صادر کیے اور ہر ایک کو ایک مضمون علیحدہ
لائق رتبہ اور حال نرفہم ہوا اور خلاصہ پیغام یہ کہ شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کرکے اُسکے حضور نجاوین اور خدمت اُسکی
اختیار نکرین اور اس طرف کے بعضے امراے صاحب شکوہ جو تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھتے تھے مثل دریا خان لوحانی
حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخ زادہ محمد قرملی ضابطہ اودہ و لکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور اسپ
مع ساز و یراق اور چتر اور خنجر ساتھ اپنے آدمیون معتبر کے کہ محرمیت رکھتے تھے بھیجکر دلجوئی کی اور جب فرامین
جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سر پھیر کر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے
ایک تخت مرصع اور مکلل بجواہر نفیسہ دیوانخانہ مین نصب فرمایا اور جمعہ کے روز پانچوین ذیحجہ سنہ ۹۲۳ھ نوسو
تئیس ہجری مین اُس تخت پر جلوس کرکے بار عام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مراتب
و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسپ و فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سب کو ممنون
احسان اور مرہون عنایت کرکے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا اور مساکین پر بھی ابواب خیرات اور مبرات
مفتوح کرکے وظائف مقرر فرمائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کرکے گوشہ نشینون اور متوکلون کو فتوح اور نذرین بھیجکر امور
جہانداری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اُس عظمت اور وزرا کی
کو دل مین لایا اور مخالفت اُس طرف کے امرا کی آنکھون سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب ہمکو شاہ ابراہیم
سے جائے مدارا باقی نہین رہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کی طرف گیا اور علانیہ دشمنی کا نقارہ بجایا اور باتفاق ایک جماعت
کے کہ ساتھ اُسکے متحد تھے خطبہ اور سکہ کالپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج نوکر نگہداشت شروع کی اور زمیندارون کو تسلی اور دلاسا
دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلچی اپنا اعظم ہمایون شروانی کے پاس کہ جو بالشکر گران قلعہ کالنجر کو محصور کیے تھا
بھیجکر پیغام دیا کہ مین تجھے بجائے عم و پدر کے سمجھتا ہون اور تو خوب جانتا ہے کہ مجھسے کوئی تقصیر سرزد نہین ہوئی اور بادشاہ
ابراہیم کی طرف سے نقض عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اُسمین بھی نظر [illegible]
صلہ رحم کا کا ظاہر امیدوار ہون کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور مظلوم کی رعایت اپنے اوپر واجب سمجھے اور جو اصل مین
اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سو مزاجی رکھتا تھا اور ضعف نالے اور شکستگی اور ملائمت شہزادہ نے بھی اُس کے
دل مین اثر کیا ہاتھ قلعہ کالنجر سے کھینچکر شاہزادہ سے جا ملا اور عہد و پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جو نپور اور

نواح کو نصرت مین لاوین اُسکے بعد ورنگر کرین پھر کوچ بر کوچ کرکے سعید خان پسر مبارک خان لودھی کے سر پر جو ضابط
اودھ تھا روان ہوے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنؤ مین دم لیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم سے
بذریعۂ عرضی معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشکر انتخاب بہ جرار متوجہ ہو کر اُس فساد کو دفع کرے اُسوقت
دولتخواہوں کے مشورہ سے اپنے بھائیوں شہزادہ اسمٰعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کو جو مقید تھے دولتخان
کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ بہ محافظت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کے واسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائین اور ماکول
اور ملبوس اور تمام مایحتاج معین کیے اسکے بعد پنجشنبہ کے دن چوبیسوین ذی الحجہ ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری مین رایات
بادشاہی شرق کی طرف متوجہ ہوے اثناے راہ مین خبر پہونچی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان
سے روگردان ہو کر عازم ملازمت ہے اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو
استقبال کے واسطے بھیجکر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سربلند کرکے بعزت راہی ہوا اُسوقت چند زمیندار جرتولی من توابع
پرگنہ کول نے کہ مواس مشہور ہے عمر خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کرکے اُس کو شہید کیا اسواسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے
اُسکے سر پر جا کر اُس مفسد کو دار البوار مین پہونچایا اور اُس فتنۂ ناگہانی کو تسکین دیکر فتوح مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جونپور مثل سعید خان اور شیخ زادۂ قزلی وغیرہم خدمت مین شاہ کے حاضر ہو کر دولتخواہوں کے
سلک مین منتظم ہوے سلطان نے اُسوقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوحانی وغیرہم کو بالشکر
گران وفیلان نامی شاہزادۂ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امرا کے پہونچنے سے پہلے نعمت خاتون اور
قطب خان لودھی کو تعین اور اپنے متعلقون اور عماد الملک اور ملک بدر الدین کو قلعہ کالپی مین چھوڑ کر خود تیس ہزار
سوار اور فیلان انتخابی سے آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور امراے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے
قریب پہونچ کر بانتقام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج مین کھولے درمیان اس حال کے ملک آدم نے جو بادشاہ کی طرف سے
آگرہ کی محافظت کے واسطے تعین ہوا تھا بمکر شہزادۂ جلال خان کو بحرف وحکایات شیرین اس ارادہ سے
باز رکھا یہانتک کہ اسکے بعد ملک اسمٰعیل ابن علاء الدین جلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوحانی اور چند
امرا مع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی اور شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہوا وہوس
سے باز آن کر چتر آفتاب گیر اور نوبت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق
اختیار کرے مین تقصیر اُس کی بادشاہ سے درخواست کرکے معاف کرادون اور سرکار کالپی بدستور سابق
جاگیر مقرر کرا دون شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک آدم کے پاس بھیجدیے ملک آدم نے
اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر حقیقت حال عرض کی چونکہ بادشاہ کالپی کو مفتوح کرکے اٹاوا پہونچا
تھا وہ صلح قبول نکرکے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ سراسیمہ ہو کر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لے گیا بادشاہ
نے آگرہ مین آنکر قیام کیا اور امرا بادشاہی کہ بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوے اور
امراے مخالف توبہ کرکے جادۂ اخلاص مین در آئے اُسوقت ہیبت خان گرگ انداز اور کریمداد توغ اور دولتخان
اندرایہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ جھو کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ
محمد خان نواسۂ سلطان ناصر الدین مالوی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور ان دنون مین دل بادشاہ کا

بے سبب ظاہری میاں بھورہ سے جو اعظم امرا اور وزرائے سکندری سے تھا منحرف ہوا اور اُسنے باعتبار حقوق سابقہ خاطر
بادشاہ کی استرضا میں غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اُس کو مغلول اور محبوس کر کے ملک آدم کے سپرد کیا اور
اُس کے بیٹے کو نوازش فرما کر بجائے پدر منصب کیا اور عزم ملوکانہ فتح حصار گوالیار کر کے اعظم ہمایون شروانی حاکم
ولایت کڑہ کو کہ امیر الامرا تھا مع تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے تسخیر کے واسطے بھیجا اور اسکے بعد آٹھ
امرائے عمدہ کو مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اُس کی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان خوف ہوکر وہاں سے بر آمد ہوا
اور سلطان محمود خلجی کے پاس مالوہ کی طرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار میں پہونچکر محاصرہ میں مشغول ہوا اور اتفاق حسنہ
سے اُس وقت راجہ مان سنگھ والی گوالیار کہ شجاعت اور تدبیر میں بے مثال اور اقران سے ممتاز تھا فوت ہوا تھا اور
اُسکا بیٹا بکرماجیت قائم مقام اُسکا ہوا تھا استحکام میں مبالغہ کیا اور امرائے سلطان ابراہیم دولت خانہ سلطانی برپا
کر کے ہر روز وہاں جمع ہوتے تھے اور ساتھ مہمات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اور یہ بھی اتفاقی راجہ
مان سنگھ نے زیر قلعہ ایک عمارت عالی تیار کرائی تھی اور اُس کے دور میں ایک حصار متین تیار کر کے ساتھ بادلگڑھ
کے موسوم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے نقبیں کھود کر اُس مقام میں پہونچائیں اور بارود سے پُر کر کے
آگ دی چنانچہ دیوار قلعہ کی شکست کر کے بادلگڑھ میں داخل ہوئے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاؤ روئیں کہ وہاں
تھی اور سالہا سال سے ہنود اُسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق آگرہ کی طرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کی طرف اُسے روانہ
کر کے دروازہ بغداد پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاؤ اُس دروازہ پر تھی اور ان دنوں میں شہزادہ
جلال خان جو سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس گیا تھا عہدۂ سلوک اُسکے سے برنہ آیا بھاگ کر گڑہ کے راجہ کے پاس دم
لیا پھر جماعت گونڈان اُسے گرفتار کرلائی اور بادشاہ ابراہیم نے اُسے قلعہ ہانسی میں روانہ کر کے اثنائے راہ میں شہید کیا

قطعہ شربت سلطنت و جاہ چنان شیرین ست ۔ کہ شہان از پی او خون پدر و ریزند ۔ خون آزردہ دلان راز پئے
ملک مریزند ۔ کاین نیز جہان جرعہ لبالب ریزند ۔ اور امرائے پدر پر بھی بدگمان ہوکر اکثر اُنھیں کے دفع کیے اور اعظم ہمایون
شروانی اور اُسکے بیٹے فتح خان کو کہ فتح قلعہ کو دونوں نے نزدیک پہونچایا تھا آگرہ میں طلب کر کے محبوس کیا اور
اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے کو جو کڑہ میں رہتا تھا اور خطاب اسلام خانی رکھتا تھا تغیر فرمایا اُسنے بغیرت پدر
علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کر کے احمد خان کو جو شقداری کے واسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اُسی عرصہ
میں خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف میں تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنہ کڑہ کے تدارک کی فکر میں ہوا
کہ دفعتہً اعظم ہمایون لودھی اور سعید خان لودھی پسر میاں مبارک خان لودھی کہ امرائے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے
فرار کر کے ولایت لکھنؤ میں کہ اُنکی جاگیر تھی گئے اور اسلام خان سے خط و کتابت کر کے فتنہ اور فساد کے تہیہ میں کوشش کی اور
سلطان ابراہیم نے صحبت غلیظ دیکھ کر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودھی کو رعایت کر کے مع چند
امرائے نامی اور لشکر گران انتخابی اس جماعت پر تعین فرمایا جس وقت کہ یہ قصبہ بانگرمئو کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے
اقبال خان غلام اعظم ہمایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایون اور چند زنجیر فیل کے کمین سے بر آمد ہوا اور
اُس لشکر پر تاخت لا کر بہت آدمی مقتول اور مجروح کر کے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امرا سے ناراض ہوکر
سخت ملامت کے ساتھ پیغام دیا کہ جب تک منتشر ولایت کو باغیوں کے ہاتھ سے بر آوردہ نکروگے گروہ متمردان اور مفسدان

مین شمار ہو گئے اور احتیاطاً اور فوج اُنکی کمک کو بھیجی اور دشمنون کی طرف بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی جمع ہوئے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو بخاری کہ مقتدا اُس عہد کا تھا درمیان مین آ کر مانع جنگ ہوا اُس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون شروانی کو رہا کرے ہاتھ اُنکی ولایت سے باز رکھکر دوسرے بادشاہ کے ملک مین ہم چلے جاوینگے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اس امر کو پذیرا نفرمایا دریا خان لوحانی حاکم بہار نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد فرملی کو حکم بھیجا کہ یہ بھی اُس طرف سے باغیون کے سر پر جاکر انھین مستاصل کرین جب دونون لشکر جمع ہو کر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نکر کے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب وضرب مین مشغول ہو کر ایسی خونریزی کی کہ اُسکے مشاہدہ سے چشم روزگار خیرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا شوم ہے وہ ہرگز یمن اور میمنت نہین رکھتا آخرالامر باغیون نے شکست فاحش کھائی اقبال خان مقتول اور سعید خان گرفتار ہوا اور فساد ساکن ہوا اور مال و ملک اُنکا تصرف مین آیا بیت مکن چون ابر کافر نعمتے با منعم و کرم * کہ باید نعمت از بحر و زند بر سینہ پیکانش اسکے بعد جو انحراف مزاج سلطان کا امرائے سکندری کے ساتھ اور مخالفت ظاہری اور باطنی امرا کی بادشاہ کی نسبت حد سے گذری تھی امرا کو قید سے نجات نہ بخشی چنانچہ بہت سے ملوک معتبر مثل میان بھورہ اور اعظم ہمایون شروانی نے حبس مین وفات پائی خوف و ہراس نے امرا کے دلون مین راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودھی و میان حسن فرملی وغیرذالک نے سر اطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادون سے اشارہ کیا تو انھون نے میان حسن فرملی حاکم چندیری آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امرا کے ازدیاد ہراس اور تنفر کا سبب ہوئی ایکبارگی ناامید ہوئے اور بعد چند روز کے دریا خان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اُسکا بیٹا بہادر خان سلطان سے منحرف ہو کر بہار مین اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنا نام سلطان محمد مشہور کر کے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امرا کہ بادشاہ سے روگردان ہوگئے تھے اسکے شریک ہوئے اور تخمیناً ایک لاکھ فوج اُسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک متصرف ہوا اور اُسوقت نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور افواج سلطان سے ہزیمت پا کر اُسکے پاس گیا اور چند مہینے ولایت بہار مین خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج شاہی سے جنگ کر کے غالب آیا اور اُسوقت مین غازی خان ابن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا متوہم ہو کر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور مین گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر و غضب سے نجات ندیکھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور التجا فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل مین رہتا تھا لے گیا اور جناب کو تحریص و ترغیب تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے بابر شاہ سے تضرع و زاری کر کے سلطان علاء الدین برادر ابراہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا ہو رہا تھا ساتھ لا کر اکثر خویش و اقارب اور اعوان و انصار اپنے اُسکے ہمراہ کیے تو دہلی کا اس حدود کو مسخر کرے اور شہزادہ علاء الدین روانہ ہو گیا اور اسمٰعیل خان جلوانی اور دیگر امرا جو بادشاہ ابراہیم لودھی سے مایوس ہو کر کنارات پر رہتے تھے ساتھ اُسکے شریک ہوئے اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہونچی اور سب یکدل اور ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آثار سنکر اُس جماعت کی طرف عازم ہوا جسوقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاء الدین نے شبخون اُسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیمی کو درہم و برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعضے امرا اُس شب کو علاء الدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ ابراہیم پائے ثبات میدان جانفشانی مین گاڑ کر تھوڑے سے خواص خاص سے اپنے سراپردہ مین ایستادہ رہا اور اُسکا ہاتھ کارزار مین

اور جب صبح صادق کی روشنی چمکی اور سلطان علاء الدین کا لشکر تاراج مین مشغول ہوا اور سلطان علاء الدین کے بھی ہمراہ
چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کرکے اُسپر حملہ کیا اور صدمۂ اول مین اُسنے پسپا کرکے بھگا یا چنانچہ
ہر کس نے ہر جگہ سے کہ تاراج مین مشغول تھے اُسی جگہ سے راہ فرار لی القصہ سلطان علاء الدین اور امرائے شکستہ پنجاب
کی طرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی مین مقام کیا اور سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے
اُسپر لشکر کھینچا چنانچہ وہ تفصیل تحریر ہوگا اور موضع پانی پت مین دونون بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور
نسیم فتح بابر شاہ کے اعلام پر چلی بادشاہ ابراہیم ادھی معرکہ جانستان مین قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندان چغتائیان
مین انتقال کیا ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم بیس برس تھے والبقاء للملک المعبود۔ ذکر زبیدۂ سریر کشورستانی
فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا جس وقت کہ سلطان ابوسعید میرزا
عراق مین شہید ہوا اُس کے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل جنکے اسمائی یہ ہے سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان
محمد میرزا شاہرخ میرزا الغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا ابکر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا
سلطان میرزا اُن سب مین سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عہد پدر مین بھی ہر ایک ایک مملکت مین
بادشاہی کرتے تھے الغ بیگ میرزا کابل مین اور سلطان احمد میرزا سمرقند مین اور سلطان محمود میرزا حصار
اور قندز اور بدخشان مین اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ مین اور یونس خان حاکم مغولستان مین الغ بیگ
میرزا کے سوا ہر ایک کو تینون بھائیون سے دامادی سے سرفراز کیا تھا اور اُس زمانے مین مملکت فرغانہ بادشاہ فرزانہ
عمر شیخ میرزا کی معدلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُس کے یہان سنہ ۸۸۸ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین یونس خان
مذکور کی دختر مساۃ قتلق نگار خانم سے ایک فرزند پیدا ہوا نام اُس کا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ حسامی قراکولی
نے تاریخ اُس کے تولد کی یون تحریر کی ہے بیت اندر شش محرم زاد آن شہ مکرم ٭ تاریخ مولدش ہم آمد شش
محرم ٭ اور نسب سلطان ابوسعید میرزا کا صاحبقران کی طرف یون راجع ہوتا ہے سلطان ابوسعید میرزا ابن
سلطان محمد میرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقران گورکان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس
کے سن مین باپ کی طرف سے خطۂ اندجان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوشنبہ کے دن ماہ رمضان
سنہ ۸۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین کبوتر خانہ کے کوٹھے پر سے گر کر شنقار ہوا بابر میرزا امرا کے اتفاق سے
بادشاہ ہوکر ظہیر الدین لقب پایا اُس کے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرصت دیکھکر
بقصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوے اسواسطے کہ عمر شیخ میرزا نے کہ بادشاہ اولوالعزم
اور صاحب داعیہ تھا سابق مین بارہا اُنکی ولایت پر لشکر کشی کرکے بہت خرابی کی تھی القصہ بسبب مرحوم طغائی عمر شیخ میرزا نے
چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پنا لاوے اور گرفتار کر لیجاوے کہ اکثر امرا راہ بیوفائی مسلوک رکھکر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہوویت
تو شاہزادہ حضرت سے محروس او مسعود رہے لیکن مولانا قاضی جو شیخ برہان الدین ملیجی کے پوتون سے تھا اور اعیان اندجان
کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کو اُسکے لوبیھنر تھا نام اُسکا مذکور تکرکے ساتھ فردوس مکانی کے
الکنفا ہوگا حصار اندجان مین داخل ہوا اور باب جابرج و بارہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور حسین یعقوب اور امیر قاسم
توجین جو فرغنستان مین انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے واپس آئے اور لوازم خلاص مین کسی طرح کی تقصیر کی اور سلطان

احمد میرزا کہ فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا خجند اور فرغانہ کو مسخر کرکے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اِس حالت میں ایک ارباب
اندجان سے مشہور بہ محمد درویش نے مخالفت کے سبب تیغ قہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے مولانا
قاضی اور اوزون حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ آنجناب سمرقند کو چھوڑ
کر اندجان میں اقامت نہ فرماوینگے اِس صورت میں اگر حکومت اِس دیار کی ہمین جانب کہ مثل فرزند کے ہے تفویض فرماویں
مرت العمر اطاعت کے راستہ پر مستقیم ہوکر مخالفت نکریگا سلطان احمد میرزا اِس بات سے متاثر ہوکر مقام صلح میں ہوا لیکن ارکان
دولت اُسکے اپنے ارادہ سے باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر میں عازم ہوکر سعی موفور عمل میں لائے
اِس عرصہ میں فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقندیون کے لشکر میں وبا اسپ نے شیوع پایا طویلہ طویلہ اسپ
سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑون کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سراسیمہ ہوئے اور یہ بھی سمرقندیون کی اردو میں
ظاہر ہوئی سلطان احمد میرزا نے پھر بر سر مصالح ہوکر امیر درویش محمد کو اُس مہم کے تصفیہ کے واسطے مامور کیا اور فردوس مکانی
کی طرف سے حسن یعقوب اُس کام پر مقرر ہوا دونون نے عیدگاہ میں ملاقات کی اور موافقت کے بارہ میں ہمکلام ہوکر
صلح کی اور سلطان احمد میرزا سمرقند کی طرف متوجہ ہوا لیکن قضائے الٰہی سے راستہ میں فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان نے بھی
طرف سے فرغانہ میں متوجہ ہوا جب اخسی میں پہونچا جہانگیر میرزا برادر فردوس مکانی کہ حاکم وہان کا تھا تاب مقاومت نہ لایا اور
ساتھ امرائے معتبر مثل درویش علی اور میرزا قلی کوکلتاش اور محمد باقر اور شیخ عبد اللہ سیک اور آقا اویس لاغری ودیگر
غیاث الدین طغیانی کے قصبہ کاسان کی طرف کہ الکائے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چھوٹا بھائی
وہان حاکم تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا سب نے
اطاعت کرکے کاسان کو اُس کے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اخسی میں گیا چونکہ ہنوز کچھ کام
پیش نہ گیا تھا اور عارضہ نے اُسپر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا امقاربن اِس حال کے ابا بکر حاکم کاشغر اور ختن
نے حدود اوزکند کی طرف لشکر کھینچکر تخریب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرا اُسکے دفع کو
مامور ہوئے تو صلح کرکے اُسنے بھی اوروں کے مانند اپنے مقر کی طرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ میں جاکر
حسن یعقوب کو صاحب اختیار ملکی و مالی اور حاکم اندجان کیا اور ۹۰۰ نوسو ہجری میں حسن یعقوب کی اوضاع اور اطوار سے
رائحہ مخالفت استشمام فرماکر بطور تاخت اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور اُسوقت میں کہ حسن یعقوب شکار کے واسطے گیا تھا
اندجان میں داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سنکر باہر ہی باہر سمرقند کی طرف بھاگا اور امیر قاسم قوچین نے امور ملکی اور مالی
میں مشغول ہوکر ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب میں دوڑائی چنانچہ اخسی کے حوالی میں حسن یعقوب نے
اِس جماعت پر شبخون مارا اور اُس شب تاریک میں وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گیا
اور اپنی سزا سے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ابراہیم سارو حاکم قلعہ اشیرہ نے باغی ہوکر خطبہ بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود
میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہان جاکر محاصرہ کیا اِس صورت میں چالیس روز کے بعد ابراہیم سارو با تیغ و
کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اُسکا جرم معاف کیا اور خجند کی طرف سوار ہوا اور وہان کے حاکم نے بے
بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہان سے شاہرخیہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے ماموں سلطان محمود بن یونس خان سے کہ
بعد مراجعت اخسی کے وہان رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اُسکی مجلس میں آیا خان مذکور مراسم تعظیم و تکریم بجالا کر ایستادہ

ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کرکے دو زانو بیٹھا اور خان عالیشان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی میں کھینچکر لوازم
ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ نچھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کیطرف مراجعت فرمائی
اور جب بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیسا کہ گذشتہ اوراق میں مسطور ہے بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانہ نے
ابواب تفرقہ اسکے روبرو روزگار پر کھولا فردوس مکانی اراپتہ کی تسخیر کے واسطے کہ برسون حوزہ تصرف دیوان عمر شیخ
میرزا میں تھا آخرش خیرات مذکورہ میں کماشتگان بایسنقر میرزا کے تصرف میں آیا تھا سوار ہوا شیخ ذوالنون
نے کہ بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی طرف سے وہان کا داروغہ تھا حصاری ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیا اور
جب زمستان نزدیک آیا اور غلہ نایاب ہوا ناچار اندجان میں آکر دوسرے برس لشکر سمرقند کی طرف کھینچا اور سمرقند کے
زیر قلعہ بایسنقر میرزا کے بھائی سلطان علی میرزا وہان کے حاکم سے جو کشورگیری کا داعیہ رکھتا تھا ملاقات کرکے قرار دیا
کہ دوسرے برس ہم تم سامان خوب کرکے آویں اور سمرقند کو بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے برآوردہ
کریں اسواسطے دونون نے اپنے ممالک کی طرف معاودت کی اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری میں کہ شروع بہار تھی دونو
بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوے سلطان علی میرزا سمرقند میں پیشتر پہونچا اور بایسنقر میرزا ابن
سلطان محمود میرزا برآمد ہوکر اسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے بیٹھا اس درمیان میں فردوس مکانی بھی قریب پہونچا
پھر سمرقندیان شب کو کوچ کرکے شہر کی طرف متوجہ ہوے اور اسی رات کو حسب اتفاق النون خواجہ منغل نے جو طلیعہ فردوس
مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیون پر پہونچکر بہت سمرقندیون کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی بھی قلعہ شیراز کو جبر و قہر سے
مسخر کرکے بتعجیل تمام سمرقند میں آیا اور اسی دن لڑائی ہوئی خواجہ کلان بیگ کے بڑے بھائی خواجہ مولانا صدر کہ فاضل عصر اور
منشی بینظیر تھا ایک تیر اسکی گردن میں لگا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہوا اور اسی طرح سے سمرقندیون نے جوانمردی اور بہادری کا کمر
پر باندھکر وقت بوقت دونون بادشاہ سے جہاد کرتے تھے لیکن تدبیر انکی بن نہ آتی تھی اور کچھ کام نکرتی تھی جب فصل خریف پہونچی
سلطان علی میرزا بخارا کی طرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار میں آیا کہ وہان قیام کرکے موسم زمستان کے بعد پھر سمرقند
پر تاخت لاوے اور شرائط محاصرہ بجالاوے اس عرصہ میں بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے طرد ایلچی ترکستان
کی طرف بھیجکر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرماکر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ
خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی درپے جنگ ہوا وہان سے عطف عنان کرکے سمرقند گیا اور بایسنقر میرزا
کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر اپنے ملک کی طرف پھر گیا بایسنقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے مایوس ہوا
دو سو یا تین سو آدمی سے خسروشاہ کے پاس قندز کی طرف گیا فردوس مکانی بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے
فرار سے آگاہ ہوکر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۹۰۳ نوسو تین ہجری میں سمرقند کے تخت پر جلوس کیا
امراے قدیم کو جیسے بافسیاری ظہور میں آتی تھی مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد تنبل کو اوروں سے زیادہ سرفراز
فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیون کو نصیب نہوا اس سبب سے بے سامان ہوکر متفرق ہوگئے
اور پہلے تمام مغل کہ انکا سردار ابراہیم چاپ تھا بھاگے اور سلطان علی اور سلطان احمد تنبل بھی اخسی کی سمت روانہ تنبل
ہوگئے اور ساتھ اتفاق اوزون حسن حاکم اخسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام
دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف میں آیا ہر ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ میں چھوڑیں فردوس مکانی ہو گستاخی سے

ناراض ہوا اور ایسی باتیں کہ اس جماعت کے خلاف مراد تھیں زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت میں مجتمع ہو کر جہانگیر مرزا
کے رکاب میں اندجان کے سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے الغون خواجہ مغل کو انکی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن مخالفوں
نے ایک جماعت کو سر راہ بھیجکر الغون خواجہ مغل کو قتل کیا اور علی دوست طغائی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم
کر کے عرائض درگاہ میں بھیجیں قضارا ان دنوں میں مزاج وہاج فردوس مکانی کا اس طرح منہج اعتدال سے
منحرف ہوا کہ مجال تکلم نہ رہی اور روئی کے پھاہے سے پانی لب پر ٹپکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیاں اندجانیوں
کی ہجوم درخواست کمک اور اظہار بیطاقتی میں پے در پے گزریں آنحضرت سمرقند ترک کر کے اندجان کی طرف
متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغائی وغیرہ نے پہلے ہی بادشاہ کی سخت بیماری کی خبر سنکر مضطرب ہو کر سب
نے قلعہ اندجان کا مخالفوں کو دیا اور انھوں نے مولانا قاضی کو قتل کر کے خطبہ بنام جہانگیر میرزا پڑھا فردوس مکانی کو سمرقند
اور اندجان قبضہ و تصرف سے بر آوردہ ہونے کے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم قوچین
کو تاشکند کی بابت اپنے ماموں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی سلطان محمود خان
بتعجیل روانہ ہوا اور جاہکالی آہنگران میں آپس میں ملاقات کر کے روانہ ہونے کے تہیہ میں تھے کہ جہانگیر میرزا کے
ایلچی نے سلطان کی خدمت میں آکر آپس کے ارکان دولت سے موافقت کی جس وقت بھانجوں کو چھوڑ کر خود تاشکند کی طرف
چلا گیا اس وقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہو گئے اور سواے ایک جماعت امراے قدیم کے کہ زیادہ سو سوار سے
نہ تھے کوئی شخص اس کی ملازمت میں نہ رہا ناچار خجند کی طرف مراجعت کر کے ایک قاصد اراتیہ کی طرف محمد حسین گورکان
کے پاس روانہ کیا اور اظہار کیا کہ خجند گنجایش [illegible] کی نہیں رکھتا ہے اور ارادہ میرا یہ ہے کہ زمستان کو قریہ باغر
میں بسر کروں محمد حسین گورکان نے اس کی اجازت دی چنانچہ رایات بابری کے سایۂ وصول اس ملک پر ڈالا اور چند
روز کے بعد کہ جمعیت بہم پہنچی امرا کے ہمراہ یلاق کی طرف روانہ ہوئے بعضے قلعوں کو جنگ سے اور بعضوں کو تدبیر سے
تسخیر میں در لائے لیکن آن حضرت کے کام [illegible] اور آپ اسی طرح اپنے مہمات میں متفکر اور حیران ہوتے
[illegible] سفر کروں [illegible] اقامت [illegible] ایسے وقت میں [illegible] خبر علی دوست طغائی کی طرف سے آیا
اور ایک [illegible] اس مضمون کا لایا کہ مجھسے بہت گناہ صادر ہوئے بمقام عذر میں ہوں اب قلعہ فرغنستان میرے تصرف
میں ہے اگر وہ حضرت تشریف لاویں انکو تفویض کر کے سلک غلاموں میں منتظم ہوں القصہ فردوس مکانی اس
معنی کو [illegible] فتوح جانکر [illegible] علی دوست طغائی [illegible] دروازہ پر منتظر مقدم ہمایوں تھا قلعہ
کو بادشاہ کے تصرف میں دیا [illegible] کی فردوس مکانی نے امیر قاسم قوچین کو کوہستان اندجان کی طرف
اور ابراہیم سارو اور ویس لاغری کو [illegible] کی اطراف میں بھیجا کہ سعی کر کے آدمیوں کو مطیع کریں القصہ عالیاے اطراف
اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم سارو اور ویس لاغری نے قلعہ باب اور ایک دو قلعے اور لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن
یونس خان بھی ایسے وقت [illegible] روانہ ہوا [illegible] حسن اور سلطان احمد تنبل فرغنستان کی فتح اور لشکر کے اطراف
میں متفرق ہونے سے آگاہ ہو کر جہانگیر میرزا کی ملازمت میں فرغنستان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قلعہ کو فتح کر کے ایک جماعت
[illegible] کی طرف بھیجی لشکر سلطان محمود نے اس گروہ سے دو چار ہو کر [illegible] تیغ کیا اور ان میں پانچ چھ آدمی سے زیادہ زندہ نہ بچے
[illegible] حسن یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور جب [illegible] سپاہیوں نے ایک ایک اور دو دو بادشاہ کی ملازمت میں جانا شروع کیا ناچار [illegible]

کوچ کر کے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر بیگ نامے کہ اوزون حسن کے خویشوں میں تھا اور
اندجان میں حکومت کرتا تھا اُسنے دیدۂ بصیرت سے اقبال پادشاہی مشاہدہ دیکھ کر اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے
پاس ایلچی بھیجکر التماس تشریف قدوم میمنت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہو کر ہر طرف راہی ہوئے چنانچہ اوزون حسن
اخسی کی طرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل قصبۂ اوش کی طرف روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف
جاکر ناصر بیگ اور دوسرے دولتخواہوں کو مورد عنایات فرمایا اور دار الملک فرغانہ جو کہ مدت مدید سے قبضۂ تصرف سے برآمدہ
ہوا تھا پھر ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۰۴ نوسو چار ہجری میں حوزۂ تصرف میں در آیا اور چھٹے دن فردوس مکانی اخسی کی طرف متوجہ ہوئے
اوزون حسن امان کے بعد برآمد ہو کر حصار کی طرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا مصرع ظفر
ہمعنان نصرت ازلے دوان پھر اندجان کی طرف مراجعت فرمائی اور اوزون حسن کے اکثر ملازم اُس سے جدا ہو کر موکب ہمایون
میں جا ملے اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض اقدس میں پہنچایا کہ اکثر اسباب دولتخواہوں کا انھوں نے تاراج
کیا ہے اور مولانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اگر انھوں نے ساتھ جان کے امان پائی ہے تو مال کے واپس دینے میں کیا مضائقہ
رکھتے ہیں حکم ہوا کہ ہر شخص اپنا مال جس کسی کے پاس پہچانے لیوے مغلون نے اس معاملے سے آگاہ ہو کر اوزکند کا راستہ لیا اور
سلطان احمد تنبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد تنبل اور جہانگیر میرزا ان کے ہمراہ اندجان کی طرف گئے فردوس مکانی
نے امیر قاسم قوچین کو اُن کی مدافعہ کے واسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان سخت جنگ واقع ہوئی امیر قاسم قوچین
منہزم ہوا اور بہت سے امرا اور مقرب شاہ اُس معرکہ میں کام آئے اور بعضے اسیر ہوئے اور مخالفین نے بتعجیل تمام اندجان میں
آن کر ایک مہینے محاصرہ اور مجادلے میں مصروف رہے جب وہ مفتوح نہ ہوا کوچ کر کے اوش کی طرف گئے اور فردوس مکانی
سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری میں بقدر استطاعت لشکر جمع کر کے اوش کی طرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لا کر
دوسرے راستے سے اندجان کی طرف گئے اور ہر ایک منصوران حضرت نے جو کچھ اُس حدود میں دیکھا غارت کیا اور
لشکر جب مجتمع ہوا فردوس مکانی ماردو کی طرف کہ قلاع مستحکم سے ہے گئے اور نصرت میں خلیل برادر سلطان احمد
تنبل کے تھانہ داران ہوا خلیل نے اعلام مدافعہ برپا کر کے جنگہاے سخت کیں اور آخر کو امان پا کر قلعہ سپرد کیا آنحضرت
نے خلیل کو مع اسی نفر عوض طائفہ خدام کے کہ مخالف مقید رکھتے تھے قید کر کے اندجان کی طرف بھیجا لیکن سلطان احمد
تنبل نے اندجان کی نواح میں پہونچکر چاہا کہ سیڑھیاں لگا کر قلعہ میں در آوے قلعہ کے باشندے سے آگاہ ہو کر ان کے
مدافعہ کے واسطے اُٹھے اور مخالفوں کا کچھ کام پیش نہ گیا اور جب فردوس مکانی کا یہ خبر پہونچ گیا تو مخالفین وہاں سے
کوچ کر کے ایک دریا کے کنارے مضبوط ہو گئے اور وہ حضرت اُس کے مقابل فروکش ہوئے چالیس روز کامل یہ تمام کیا اور آخر
قریہ خوبانکی حوالی میں کہ اندجان سے تین فرسخ ہے درمیان دونون لشکر کے جنگ سخت واقع ہوئی اور ضرب تیغ و نیزے سے روے
کی زمین خون خوابان سے رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے منصور و مظفر ہو کر سلطان احمد تنبل کو منہزم کیا اور سالما غانما
اندجان میں داخل ہوا اور انھیں دنون میں یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن یونس خان کے جہانگیر میرزا
کی کمک کو آئے ہیں اور قلعہ کاسان کو محصور کیا ہے فردوس مکانی نے بھی بشدت سرما ہی میں کہ قطرات باران درمیان زمین و
آسمان کے منجمد ہو گئے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدمہ سے شور مچاتے تھے اس طرف متوجہ ہوا اس صورت
میں لشکر کمک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور اپنی ولایت کی طرف پلٹ گیا اور سلطان احمد تنبل کا لشکر مغل کی ملاقات کو

جاتا تھا اور اُن کی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا غافل ہوکر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا باجو چارہ نہ رکھتا تھا فردکش ہوکر اقام
کیا کہ کل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے اُسکا تعاقب کیا اُسنے قلعہ
اُشنحار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اُسکے مقابلہ مین خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے
بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ تر اُنسے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اُنکے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرف صلح
درمیان مین لائے اور قرار پایا کہ اب خجند سے اخسی تک جہانگیر میرزا کے تصرف مین رہے اور ولایت اندجان اور توابع اون
بادشاہ کے زیر نگین ہووے اور جس وقت سمرقند بادشاہ کے حوزۂ تسخیر مین آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ
ہو عہد و پیمان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل نے حاضر ہوکر بادشاہ کو آداب عرض کیا اور طرفین کے قیدیون نے
رہائی پائی فردوس مکانی اندجان مین آیا اور علی دوست طغائی کہ خیل و حشم کی زیادتی اور دینار و درم کی کثرت سے
ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے لے گیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بے اطلاع اخراج کیا
ابراہیم سارو اور ویس لاغری کو مصادرہ فرمایا اُس کے فرزند محمد دوست نے طریقہ بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن
کے قرب و جوار کے سبب متدارک تادیب مین نہ ہوتا تھا اس درمیان مین محمد مزید ترخان کہ امراے معتبر سلطان علی میرزا
حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہوکر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اُسے ابھار کر سمرقند کی
طرف گیا اور شکست پاکر پلٹ آیا اور ایلچی فردوس مکانی کے پاس بھیجکر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے
اس امر کو غنیمت شمار کرکے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنا ے راہ مین جب محمد مزید خان اُردو مین اُس کے ملحق
ہوا امرا کے مشورہ سے ایلچی خواجہ قطب الدین یحیی قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ اُن ہدایت شعار کے
قبضہ اقتدار مین تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ مین پہونچین وہ امر کہ مطلوب ہے کفایت کو پہونچے گا
لیکن سلطان محمود دولدی کہ آنحضرت کے نوکرون سے تھا بے سبب اردوے معلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف
گیا اور وہان کے آدمیون کو خواجہ قطب الدین یحیی کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اُسوقت تقدیر کے موافق
نہ آئی اور اُس عرصہ مین فردوس مکانی کے نوکر جو علی دوست طغائی کی شامت سے پراگندہ ہوئے تھے ایک ایک
دو دو سعادت و اقبال کے مانند موکب عالی مین داخل ہوئے اور انھی خبرین عرض اقدس و اعلی مین پہونچائین
کہ یکبارگی مزاج قدسی امتزاج اُس سے منحرف ہوا اور رخصت فرمائی اور علی دوست طغائی بالاتفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے
سلطان احمد تنبل کے پاس جاکر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مر گیا اور جب شیبانی خان بخارا کو مسخر کرکے سمرقند کی تسخیر
پر آمادہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بلدۂ کش
کی طرف تشریف لے گیا اور وہانسے حصار کی طرف روانہ ہوا اور جتنا خیال مین محمد مزید ترخان اور امراے سمرقند کے تسخیر سے
ناامید ہوکر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے متحیر ہوکر متوکلانہ خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کرکے
سرتاق کا رستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہین تنگ اور پر سنگ قطع کرکے بیلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ
بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوگئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی نہ رہے تھے آنحضرت نے
مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے بہ تدبیر اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر ابھی قبضہ کیا ہے اور آدمی وہانکے اُس سے
ابھی یکدل اور ایک زبان نہین ہوئے ہین ہم پوشیدہ سمرقند مین داخل ہون اور جو کہ وہ ملک ہمارا موروثی ہے وہان کے

باشندے اگر مدد سے جی چرائینگے تو دشمنی بھی نکرینگے اور شہر ہمارے تصرف مین آنے کے بعد جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو فعل مین آویگا اس نیت سے ایلغار کرکے رات کے وقت خان کے فرودگاہ مین آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر پائی ہی بحسب ظاہر مراجعت کا عازم ہوکر ہٹ آیا اور وہان خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ ناصرالدین عبداللہ میرے یہان تشریف لائے ہین بادشاہ نے استقبال کرکے ان کو صدر مجلس پر بٹھایا اس درمیان مین ایک دستارخوان کہ مناسب نہ تھا ان ہدایت شعار کے روبرو بچھایا گیا اور خواجہ نے متغیرانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی نے ہاتھ یا اشارہ عذر کیا کہ مین اس امر سے بری ہون تقصیر خوانسالار کی ہی خواجہ نے وہ عذر قبول کیا اور مجلس سے اُٹھکر روان ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے دالان مین پہونچکر بازو بادشاہ کا پکڑکر ایسا اُٹھایا کہ پاؤن اس کے بلند ہوئے جس وقت وہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے سمجھے کہ غنچۂ مقصود نسیم فضل ایزدی سے شگفتگی پر ہی چنانچہ بخاطر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لے گیا اور آدھی رات کو منزل مغاک پر پہونچا چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زینہ فصیل پر رکھکر اندر داخل ہوئے جب دروازہ فیروز کے قریب پہونچے تاعمر ترخان کو کہ حافظ دروازہ تھا مع چند نفر نوکر قتل کیا اور دروازہ کھولکر فردوس مکانی مع دوسو چالیس کس کے شہر مین داخل ہوا اور مردم کوچہ و بازار سے جو کہ بیدار تھے لوازم دعاگوئی بجا لائے اور تھوڑے عرصہ مین خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اوزبکون کو جہان پاتے تھے تہ تیغ کرتے تھے اور جان وفا میرزا حاکم شہر نے مع ایک جماعت اوزبکان خوفزدہ خواجہ قطب الدین یحییٰ کے مکان سے برآمد ہوکر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تئین شیبانی خان کے پاس کہ سات یا آٹھ ہزار سوار اوزبک سے قلعہ دیدار کے نواح مین تھا پہونچا کر تصفیہ سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان ایلغار کرکے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جانا کہ کچھ کام نہو سکیگا اُسی وقت پلٹا اور اُسکے بعد سمرقند کے اعیان و اکابر آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہوئے اور لوازم تہنیت بجا لاتے اور مولانا ثنائی شاعر نے کہ اُسوقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ ابوالبرکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر دکن مین آیا تھا فضیلت اور ندیمی مین عدیل اور نظیر نرکھتا تھا ان دونون نے مجلس ہمایون مین راہ پائی اور رسالہ نکی تالیف اُس بادشاہ مین کہ ساتھ واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہی بادشاہ نے اپنے قلم سے خود اس طرح لکھا ہی کہ سلطان حسین میرزا نے ہرات کو ایسی ہی غفلت مین لیا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہون درمیان اس فتح اور اُس فتح کے فرق بہت ہی اول یہ کہ سلطان حسین میرزا جنگ و جدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اُس کا یادگار محمد میرزا جوان سترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے اس قدر بہرہ نرکھتا تھا تیسرے یہ کہ اُسکے تئین امیر علی شور نے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتون پر اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہرات خالی تھا اور یادگار میرزا باغ زاغان مین میخوشی مین اشتغال رکھتا تھا کہ اس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا کی طرح مست اور مدہوش تھے پانچوین یہ کہ سلطان حسین میرزا نے اول ہی مرتبہ ایلغار کرکے انکو غافل پاکر فتح کی اور میرا سمرقند فتح کرنا اس کیفیت سے ہی کہ مین سمرقند کے لینے مین اُنیس برس کا تھا اور معرکے بہت نہ دیکھے تھے اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میرا غنیم شیبانی خان مرد سالخوردہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کو نہ آیا تھا اگرچہ دل اُنکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسی کو زہرہ اُسکے اظہار کا نہ تھا اور جان وفا میرزا مع جمعیت

اور باپ خوانخوار کے رستم اور اسفندیار کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا قلعہ مین موجود تھا اور محافظت مین قیام رکھتا تھا اُسنے
مین نے قلعہ لیا اور حاکم کو مین نے پسپا کر کے مفرور کیا اور پہلی مرتبہ جب کہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہو چکے تھے اور دوسری
مرتبہ فتح میسر ہوئی یہانتک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہے اب ضمیر مو خان دانش پذیر پر مخفی اور محتجب نرہے کہ تسخیر سمرقند
جسطرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بغایت مشابہ ہے ساتھ حکایت ر انگی امیر تیمور صاحبقران گورکان بہمراہی دوسو
چالیس آدمی شب کو قرشی مین اور لینا اُس بلدہ کا کمال دل خوشی مین لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحبقران کا نام
زبان پر لایا اور اُسوقت قرشی مین کوئی فرمانروا نہ تھا اور امرا مثل امیر حسین اور امیر موسی شہر کے باہر تھے اور امیر موسی کا بیٹا
محمد بیگ کہ خردسال تھا بلدہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ نشین ہے اور نہایت مشکل متین کہ کبھی کسی بادشاہ کے
دل پر صورت اُسکے تسخیر کی بر سبیل قہر و غلبہ نگذری اور اس سبب سے اُس کو بلدۂ محفوظ سمرقند لکھتے ہین اور قرشی ایک موضع ہے
مختصر کہ ہمیشہ داروغہ نشین رہا ہے مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۞ الغرض جب ساحت سمرقند آنحضرت کے قدوم
میمنت لزوم سے رشک رخسار خوبان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مزید ترخان نے فرصت پاکر
قلعہ قرشی اور حصار کو اوزبکون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور مرد اور کش سے ابوالحسن میرزا نے آنکر قراکول کر لیا اور فردوس مکانی
نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلچی بھیجکر کمک طلب کی تا کہ یکبارگی شیبانی خان کو ماوراءالنہر
سے باہر کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسرو شاہ نے کہ عہدہ تغافل کیا اور دوسرون نے مقدر لشکر نہ بھیجا
کہ کارگر ہو اس واسطے شیبانی خان موسم زمستان مین زور لایا اور قراکول اور دوسرے مواضع کو بزور شمشیر لیا اور فردوس مکانی
شوال کے مہینے سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری مین لشکر فراہم لاکر باتفاق سپاہ کمک سمرقند سے بعزم رزم برآمد ہوا اور
کاروزن کے اطراف مین شیبانی خان سے مصاف واقع ہوئی اور قتال و جدال ہین سعی موفورہ طرفین سے عمل مین آئی
اور جو لشکر کمکی سلطان محمود خان ابن یونس خان اور جہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا اور
اُن حضرت کے پاس دس بیس نفر سے زیادہ نرہے عنان پھیر کر سمرقند مین داخل ہوئے اور امرائے بزرگ مثل ابراہیم خان
اور ابراہیم سارو اور ابوالقاسم کوہ بر اور حیدر قاسم اور میر قاسم قوچین اور فدائی روحی اور خلیل برادر سلطان قنبل وغیرہ اس معرکہ
مین مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر بنیاد جنگ کی قائم کی اور فردوس مکانی نے ہر ایک بیگ میرزا
مین سکونت اختیار کی تا کہ جس طرف ملک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچا دے اور
سبعت دنون تک درمیان مردم بیرونی اور درونی کے جنگ ہوتی رہی اور قوج بیگ اور قوامان کوکلتاش اور کل نظر
رفقائی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان
نے حد سے زیادہ محصورین کی تضییق مین کوشش کی بلائے قحط غلہ نے شیوع پایا اور آتش جوع قلعہ بندون کے کانون معدہ
مین بھڑکی قرص خورشید سپہر کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیون کی آنکھون مین گردہ روٹی کا نظر نہ
آتا تھا اور کسی گھر مین دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر مجرد اور سفیلہ مین کہ ہاتھ کسی کا وہان نہ پہونچتا تھا علاوہ اسکے روغن
مانند کبریت احمر یعنی گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور کتا بلی ما تحلل کا بدل ہوا کام اس سے اور اُس سے درگذرا اور گھوڑون
کے واسطے جب برگ اشجار نرہے چوب خشک کو زندہ کر کے اور تراش کر کے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی مین تر کر کے علیق
کے عوض گھوڑون کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ مین ایلچی مکرر حکام خراسان اور قندہار اور لغمان اور مغلستان

[illegible]

[illegible]

کے پاس بھیجکر کمک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اس لیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتداے سنہ نو سو سات
ہجری مین آدھی رات کو کہ دیدہ روشن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سما سے سماک تک کشادہ نہ تھی خواجہ
ابو المکارم اور بعضے دیگر آدمیون اعاظم سے قریب سو نفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کی طرف نہ گیا تاشکند
کی جانب روان ہوا اور جہانگیر میرزا اسوقت سلطان احمد تنبل سے جدا ہو کر بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا
اور فردوس مکانی جب تاشکند مین پہونچا سلطان محمود خان یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی
تصور کر کے لوازم ضیافت پیش پہونچائے اور رخصت کے وقت اراتپہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہان دولت افزا
ہو کر موسم زمستان بسعادت و برکت بسر فرماوین اور شروع بہار مین شیبانی خان نواحی اراتپہ مین آیا اور تاخت و تاراج
کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی ساتھ عسرت و صعوبت اور تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند مین سلطان
محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لے گئے ایک مدت اوقات اُسی ولایت مین گذاری اور آخر کو سلطان محمود خان
بن یونس خان اور اُسکا بھائی احمد خان کہ الچہ خان مشہور ہوا تھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت
فرغانہ سلطان احمد تنبل کے تصرف سے برآوردہ کر کے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب ولایت فرغانہ مین پہونچے
سلطان احمد تنبل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جانکر اُس مملکت سے دست کش ہوتا تھا مع لشکر مستعد و جرار حرب
پر آمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امرا فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کر کے اوش کی طرف روانہ کیے اُن حضرت
نے اوش کو لیا اور مردم اوزکند و فرغنستان اپنے حاکم کو اخراج کر کے مطیع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف
نہضت فرمائی اور سلطان احمد تنبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے اُٹھکر اندجان کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ
مین آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت مین کہ سپاہ تاخت و تاراج کو گئی تھی جنگ کر کے شکست دی فردوس مکانی
اوش مین گئے اور سلطان احمد تنبل باطمینان تمام اندجان مین داخل ہو کر برج و بارہ کی حفاظت مین مشغول ہوا اور اس
درمیان مین خوانین مغل کہ تعاقب مین اُسکے آئے تھے پہونچے اور اندجان مین فروکش ہوئے اور فردوس مکانی بھی اُن سے
ملحق ہوئے اور چند روز کے بعد مردم اخسی نے آنحضرت کو طلب کر کے قلعہ اخسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ
کر کے جاے مناسب مین وارد ہوئے اُسوقت مین شیبانی خان بالشکر افزون از مور و ملخ و قطرات باران اخسی کی طرف
متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہو کر خوانین مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے متفق ہو کر شیبانی
سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ منہزم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے کے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان
کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف مین آئی اور نہایت استقلال بہم پہونچایا اور اُسنے چند روز کے
بعد حقوق سابقہ مرعی رکھکر دونون بھائیون کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر مین جاکر امراض متضادہ
مین مبتلا ہوا ایک دن بعضے مقربون نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھین زہر دیا ہو اگر حکم ہو تو تریاک جو کہ خطا مین
ہوتا ہو اور بالفعل اُس مین سے سرکار مین موجود ہو ہم لادین تو آپ اُسے استعمال کرین سلطان نے آہ سرد کھینچی اور یہ
کہا ہان شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہو کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہو کہ ہم دونون بھائیون کو اسیر اور دستگیر
کر کے آزاد کیا امراض مختلفہ اس ننگ و عار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق بہم
پہونچے استعمال کی جاویگی اور مفید ہوگی فردوس مکانی مغلستان سے حصار اور وہان مین آیا اور وہان سے گذر کر

مدینۃ الرجال ترمذ میں پہونچا امیر محمد باقر حاکم وہان کا کہ اوزبکون کے خوف سے بستر استراحت پر بفراغت آرام نکرتا تھا
ورود موکب بابری کو فوز عظیم جانا اور مع ساز و پیشکش بانکسار تمام خدمت میں حاضر ہوا اور آن حضرت نے
توجہ کی بارہ میں جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کرکے کہا کہ میں اس درمیان میں مثل گیند خم چوگان زمانہ
مین گرفتار ہوں اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر میں خانہ بخانہ اور ہوا کے مانند سو بسو دوا دوش و جستجو کرتا ہوں اور
سرگردانی اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہر چند کہ اپنی قسمت کے زائچہ کو نظر کرتا ہوں ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہیں
دیکھتا جو کچھ تیرے دل میں آوے دوستانہ کہہ تو میں اُس پر عمل کروں اور اس پریشانی سے چندروز آرام کروں امیر صائب تدبیر نے
زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چغتائیان تفرقہ اور پریشانی کی
گرد صفحات احوال سپاہ و رعیت کے چہرے پر مناسب وہ ہو کہ ہم ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کریں اور کابل کی طرف جاکر
اپنے تئیں مملکت اوزبک سے دور ڈالیں نظم بدر ہی اگر با عدو زور جنگ بہ طریق مدارا گزین بی درنگ ز ملکش بجائے
دگر انتقال بکن کہ چندی فارغ شوی از قتال چونکہ فردوس مکانی اس رائے کو صواب جانکر سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری میں روے توجہ کابل کی
طرف لایا اور جب عبور اُس مقام پر کہ جہان خسرو شاہ کا مسکن تھا واقع ہوا اور وہ تدارک تقصیرات سابق کے واسطے ملازمت میں
آیا فردوس مکانی نے مخفی اُسکے ملازموں اور نوکروں کو کہ سوار و پیادہ ملاکر آٹھ ہزار آدمی تخمیناً ہوتے تھے فریفتہ کرکے اپنا
کیا اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہو کر سلامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب و سامان اپنا ایک جگہ چھوڑکر
مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ وار مغل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک
ہوگئے اور تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ دستیاب ہوئے اور دوبارہ سامان بادشاہی بہم پہونچا کر کابل میں آیا اور کابل
سلطان ابوسعید شہید کے حکم کے موافق الغ بیگ میرزا کے تصرف میں تھا اور جب وہ سنہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری میں فوت ہوا اُسکا
بیٹا عبدالرزاق میرزا کہ خردسال تھا بادشاہ ہوا اور ایک شخص ذکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن امراء اُس سے منحرف ہوگئے
اور عید قربان کے دن اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیوں کا نہایت پریشان ہوا اور اُس ملک
میں انتظام و رونق نرہی اور محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذوالنون کا کہ حاکم گرم سیر تھا اُس ملک کی طمع کرکے مع لشکر ہزارہ اور
نکودر کابل کی طرف متوجہ ہوا میرزا عبدالرزاق تاب جنگ نلایا افغانان لمغان کی طرف بھاگا اور کابل محمد مقیم کے
تصرف میں آیا اور میرزا الغ بیگ کی بھتیجی اپنے نکاح میں لایا جب بابر شاہ مع لشکر غیبی یعنی خسرو شاہ کی جمعیت لے کر
کابل کے اطراف میں پہونچا محمد مقیم قلعہ بند ہوا اور آخر کو امان چاہ کر قلعہ کو سپرد کیا فردوس مکانی حکومت میں مشغول
ہوئے اور اُس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم سنہ ۹۱۱ نوسو گیارہ ہجری میں فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلق نگار خانم رحمت حق
میں واصل ہوئی اور اسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات مسمار ہوئیں آنحضرت نے
دوبارہ تعمیر کرکے رعایا کو مہد امن و امان میں نگاہ رکھا اور انہیں دنوں میں لشکر کشی کرکے قلعہ قلات کو کہ توابع قندھار سے ہے مردم
ارغون کے ہاتھ سے بجبر و قہر لیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد ارغون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کرکے قرین فتح
و ظفر پلٹ گیا اور اسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزارجات کی طرف تاخت کی اور تادیب و تنبیہ کے بعد مقر دولت
میں آیا اور غزنین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرماکر اُس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بیحضوری بادشاہ
کا بہانہ کرکے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی اعدا کے سبب اظہار عدم رضا کیا اور جہانگیر میرزا

بیمار

جیسا کہ آیا تھا بے حکم کابل سے باہر جا کر سید علا دیہاقات اور ہزارجات کے درمیان حوالی غزنین میں آ گیا فردوس مکانی
نے ماہ محرم سنہ ۹۱۲ نو سو بارہ ہجری میں خراسان کی عزیمت فرمائی کس واسطے کہ سلطان حسین میرزا شیبانی خان
کے قوی ہونے سے آگاہ ہوا اور اس تغافل سے جو بابر شاہ کو مدد نہ دینے میں کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے جمیع فرزندوں
اور عزیزوں کے پاس بھیجکر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر میں تھے کابل سے کوچ کر کے روانہ ہوئے
اثنائے راہ جہانگیر میرزا کی فکر میں عطف عنان فرمائی احتشام کے بزرگوں نے اس شخص کو دریافت کر کے جہانگیر میرزا کی
پروانہ کی اور ملازمت میں آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کیا جہانگیر میرزا مضطرب ہو کر اپنے بھائی کی ملازمت میں آیا
اور اسکی رکاب میں خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت [illegible] میں پہونچا خبر وفات سلطان حسین میرزا
کی شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری میں مرقوم ہے کہ باوجود اس خبر کے میں نے بملاحظہ ناموس خاندان کی کر کے خراسان
کی طرف توجہ کی اگرچہ اس توجہ میں بہت غرضیں اور مطالب تھے مقارن اس حال کے شہزادوں کے ایلچی متواتر آئے فردوس مکانی
جو جنگ اوزبک کا عاشق تھا بتعجیل تمام مرغاب کی طرف کہ محل اجتماع افواج تھا متوجہ ہوا اور جمادی الآخر کی آٹھویں کو لشکرگاہ کے
نواح میں پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابوالحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے فرمان کے بموجب استقبال کے واسطے سوار ہوئے اور
آنحضرت کو اردو میں لاکر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے بعد شاہزادگان عیش طلب نے جنگ اوزبک کی ہمت
نہ کی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہر ایک نے ایک مقام کا راستہ لیا فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ
ہرات میں آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستوں کو برف نے بند کیا تھا بمشقت بسیار [illegible] ہزارہ
کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہاں سے گذرا کس واسطے کہ محمد حسین گورکان اور سنجر برلاس اور ایک جماعت مغلوں نے
کابل میں جان میرزا کو کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہ بنا کر نقصان مملکت میں [illegible] تھا فردوس مکانی نے
اثنائے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھکر کابل میں بھیجی کیونکہ مردم کابل نے سنا تھا کہ سلطان حسین میرزا
نے بادشاہ کو پکڑ کر اختیار الدین کے قلعہ میں قید کیا ہے [illegible] حصول اسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت نے کہ قلعہ
ارگ کابل میں حصاری ہوئی تھی انتظار پایا اور اسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل میں پہونچے اہل حصار [illegible] مخالفوں
کو جنگ کر کے شکست دی اور جان میرزا اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے از راہ مروت آزاد کر کے رخصت فرمایا
اور میرزا جان اولاد میرزا ذوالنون کے پاس گیا اور محمد حسین گورکان [illegible] کی سمت روانہ ہوا [illegible]
بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت بدخشان رکھتا تھا امراء شیبانی خان سے شکست پا کر کابل کی طرف آیا [illegible]
خراسان سے مراجعت کے وقت افراط شراب سے اسہال دموی بہم پہونچا کر فوت ہوا تھا اسکی جگہ [illegible]
فرمائی اور سنہ ۹۱۳ نو سو تیرہ ہجری میں تاخت الوس افغانان غلجی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند [illegible]
اموال ان حضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور بازگشت فرمائی اسوقت ارغون کے امراء نے اوزبکوں کے غلبہ سے [illegible]
اطاعت کر کے پیغام دیا کہ اگر اس طرف تشریف لاویں قندھار سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے اس طرف
نہضت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے آن کر ملازمت کی اور منظور نظر عاطفت ہوا اور جب [illegible]
روانہ ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب الالتماس تمہارے اس طرف آئے [illegible]
بجا لا کر شرف مجلس حضور حاصل کریں وہ طلب سے پشیمان ہو کر پہلے قدم [illegible]

خنگ میں ترتیب قندھار مصاف کرکے دونوں بھائیوں نے شکست پائی اور جو فرصت قلعہ میں آنے کی نہ تھی شاہ بیگ
ارغون بساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے قلعہ قندھار کو مسخر کیا اور خزانے و نفائس
امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے لیکن بادشاہ عالی ہمت نے سب مال امرا اور افسران سپاہ پر تقسیم کیا حکومت
قندھار اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرما کر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لے گیا اور شیبانی خان اُس سال
محمد مقیم ارغون کے اغوا سے کہ زمین داور سے داد رسی کے واسطے اُس کے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور
ناصر میرزا نے حصاری ہو کر فردوس مکانی کے پاس عرضی بھیجی جواب صادر ہوا کہ حتی الامکان قلعہ کی محافظت میں کوشش کرے
اور اگر کار تنگ ہو صلح کر کے آپ کو حضور میں حاضر کرے تو باتفاق ہو عوض اُس کے ممالک ہندوستان سے اپنے تصرف
میں لاویں چونکہ آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان نہ تھی دغدغہ کلی بہم پہونچا کر ساتھ امرا کے مشورہ کیا اور کہا کہ کوئی
جائے آن اپنے واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار
ہو ایک جماعت نے بدخشان کو تجویز کیا اور بعضوں نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی نے شق آخر کو پسند کیا اور
ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور تومان ننگرہار میں اقامت کر کے بعضے امور کے سبب جن میں سب سے بڑھکر سبب
بے سامانی تھا ہندوستان کی فسخ عزیمت کر کے پھر کابل کی جانب مراجعت کی اور ان دنوں میں ناصر میرزا نے قلعہ
سے برآمد ہو کر آپ کو بھائی کی ملازمت میں پہونچایا تھا اور شیبانی خان حصار شہر لینے کے بعد قلعہ ارک کو محاصرہ میں رکھتا تھا بعضے
اخبار لشکر عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اُسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف علم مراجعت کا
بلند کیا اور اُس عرصہ میں قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونیہ کے تصرف میں آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کی طرف گیا اور کابل
کے باشندے مطمئن ہو کر بستر فراغت پر سوئے اور اُس سال کہ ۹۱۳ھ نوسو تیرہ ہجری تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی
تاریخ کو قلعہ ارک کابل میں شہزادہ ہمایون متولد ہوا مصرع شاہ فیروز بخت شد تاریخ ۱ اور ۹۱۴ھ نوسو چودہ ہجری میں فردوس مکانی
دفعتاً نان مہند پر فوج کش ہوئے اور اُس عرصہ میں خسروشاہ والی مغلوں کی ایک جماعت نے فرصت دیکھ کر
عبدالرزاق میرزا ابن الغ بیگ میرزا کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اُسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم حادث
ہوا چنانچہ بادشاہ پرشور ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ کے پاس پانسو آدمی سے زیادہ نہ رہے تھے لیکن وہ حضرت باوجود
اس احوال کے بہمت اُس فساد کے دفع پر تعین کر کے کابل کو روانہ ہوئے اور مخالفوں سے ایسے لڑے کہ داستان اسفندیار
اور افراسیاب کی منسوخ ہوئی اور بنفس نفیس خود اُس دن مخالف کے پانچ بہادروں سے مقابل ہو کر زخم تیر و شمشیر سے
قتل کیے اور اسامی اس جماعت کی یہ ہیں علی شب کو راہ شعلی سیستانی اور نظر بہادر دادر نکبا و یعقوب تیز جنگ و اوزبک بہادر چنانچہ
جب وہ پانچوں آدمی کہ بازوئے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا اور ہزیمت انکی شامل حال ہوئی اُسوقت
فردوس مکانی نے اُسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ مصدر فتنہ ہوا تب مقتول ہوا اُسکے بعد جب ولایت خسروشاہ کی اوزبکوں
کے تصرف میں آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ میں ایک سردار پیدا ہوا اور زبیر نام ایک
شخص کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قومی قرب سے ہوا جان میرزا باتفاق اپنی والدہ کلان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان
قدیم کی نسل سے تھی اُس ملک کی طمع میں پڑا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا جب شاہ بیگم بدخشان کے
۹۱۳ھ اطراف میں پہونچی جان میرزا کو پیشتر زبیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا ابا بکر کاشغری

دوچار ہوا اور شاہ بیگم کو گرفتار کر کے میرزا ابا بکر کے پاس لے گئے اور جب جان میرزا میرزا ابی کے پاس گیا تو اس نے زیادہ
ایک نفر سے اُسکے نزدیک پھوڑا مانند محبوسون کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کوکلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ
آدمیون سے رات کے وقت میرزا ابی پر تاخت لاکر اُسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابری
مین مرقوم ہو کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم اُنکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہونچاتے تھے اور سنہ ۹۱۶
نوسو سولہ ہجری مین جب درمیان مملکت شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ نزدیک ہوا اور ازبک متعرض
سرحد قزلباش ہوتے تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے ایلچی کو شیبانی خان کے روبرو بھیجکر نامہ لکھا کہ ہاتھ تعرض اُس مملکت عراق
سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اُسمین درج کی بیت نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ٭ درخت دشمنی برکن کہ رنج
بیشمار آرد ٭ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعویٰ سلطنت اور معارضہ بادشاہون کے ساتھ اُس شخص کو پہونچتا ہو
کہ باپ اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہین اور تجھے آق قوینلو ترکمانون سے خویشی رکھکے دعویٰ خلافت کرنا نہین
رکھتا ہو علاوہ برین اسوقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچتی ہو کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اقالیم سبعہ درمیان مین نہو
مصرع گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ٭ اور عصا اور ایک کچکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہ ہو
بیت نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند ٭ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر
رکھیگا سر اپنے سے اندیشہ کر بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ٭ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ٭ شاہ اسمٰعیل نے
درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پیشدادیون سے کیانیون کو نہ پہونچتی اور ساتھ چنگیز خان کے منتقل ہوتی تجھے
کہان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہو بیت عروس ملک کسے در کنار گیرد چست ٭ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ٭ میرا بھی
قول یہی ہو مصرع جانان سخن از زبان ما میگوئی ٭ مین فی الفور آتا ہون اگر میدان جنگ مین نکلیگا تو باقی باتین
حربگاہ مین تجھسے کہونگا اور جو نہین یہ جرأت اور نکلا کمین نے تیرے پاس بھیجا ہو اپنے روبرو رکھ اور اپنے کام کی طرف رجوع
ہو کہ تیرے لائق ہو فردوسی تجربہ کردیم درین دیر مکافات ٭ با آل علی ہر کہ درافتاد برافتاد ٭ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسمٰعیل
صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام ازبک کو ممالک خراسان سے نکالکر مرو تک کسی مقام مین باگ شبدیز عزیمت کی نہ موڑی
اس عرصہ مین شیبانی خان نے اول صلاح جنگ مین نہ دیکھی قلعہ مرو مین متحصن ہوا اور آخر کو حسب ایماء شاہ اسمٰعیل صفوی
کا مضمون سرزنش بسیار و مبنی ملامت بیشمار پہونچا خلائق سے شرمندہ ہو کر باہر آیا اور مصاف کر کے منہزم ہوا اور سترہ سو
آدمی کے کہ وہ سب سلاطین اور امرا زادے تھے چہار دیواری مین کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباش
نے تعاقب کر کے شیبانی خان کو مع تمامی امرا و سلاطین قتل کیا اُسوقت جان میرزا نے یہ خبر بدخشان مین فردوس مکانی کو
بھیجی اور خود قندز کی طرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہو جلد تشریف اس طرف ارزانی فرمائیے وہ مملکت موروثی یعنی فرغانہ
وغیرہ پر متصرف ہو جیے وہ حضرت بتعجیل سنہ ۹۱۷ نوسو سترہ ہجری مین حصار کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان آب
آموئیہ سے عبور کر کے حصار کے حوالی مین پہونچے لیکن ازبک اُس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش رفت
نہ گیا بادشاہ قندز مین آئے اسوقت خانزادہ بیگم ہمشیرہ فردوس مکانی کہ سمرقند کے محاصرہ مین شیبانی خان کے
ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا شاہ اسمٰعیل صفوی نے اُسکو مرو سے باعزاز تمام قندز مین
بھیجا اُن حضرت نے جان میرزا کو مع تحف و نفائس شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس ہرات مین بھیجکر امداد طلب کی

اور خود حصار کی طرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک نخشب مین کہ اب ساتھ قرشی کے مشہور ہی اجتماع رکھتے
تھے اُن کی جنگ مین مصروف ندیکھکر عالم بے قلب مین در آیا اور چند عرصہ مین جب جمعیت بہم پہونچی اور ایک قوت
پیدا ہوئی ہمراہ اُنکے جنگ کر کے غالب ہوا اور حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کہ اسیر ہوئے تھے قتل
ہوے اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اُس دن جانسپاری کی تھی سرفراز فرمایا اور اس درمیان مین احمد سلطان اور صوفی علی
اور علی قلی خان استاجلو اور شاہرخ خان افشار از جانب شاہ اسمٰعیل صفوی کمک کو پہونچے چنانچہ حصار اور قندز اور بغلان
تصرف مین آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور سلاطین
اوزبک مثل عبید اللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پسپا کر کے بخارا پر متصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب سنہ مذکور مین
وہانسے سمرقند تشریف لے گئے اور تیسری مرتبہ خطبہ اور سکہ اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اُس جگہ مقام کر کے ناصر میرزا
کو کابل کی حکومت پر تعین فرمایا اور لشکر شاہ اسمٰعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز اور احترام سے رخصت دیکر آٹھ مہینے تک
اس بلدہ جنت نشان مین سریر عیش و کامرانی پر متمکن رہے اور جب لشکر بہمن نے رخت سفر باندھا فصل بہار پہونچی
اوزبک کہ ترکستان کی طرف گئے تھے مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیمور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہوا تھا
ہمراہ عبید اللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور فردوس مکانی انکا پیچھا کر کے
بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکور نے بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھا کر بخارا مین
آئے اور اوزبکون کے غلبے سے وہان مجال توقف نہ پائی پھر سمرقند مین داخل ہوئے اور اُس بلدہ مین بھی آرام
میسر نہوئی حصار اور شادمان کی طرف گئے اور اُس وقت نجم الثانی اصفہانی کہ سپہ سالار سپاہ قزلباش ہو کر
بقصد تسخیر بلخ اُس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اُس سے ملاقات کی اور ملک موروثی کی طمع پھر جاگزین
ہوئی القصہ نجم الثانی نے تھوڑی توجہ مین قلعہ فراش کو اوزبکون سے لیکر قتل عام کیا اور عدد مقتولونکا پندرہ ہزار
پہونچا اور مولانا بنائی ازانجملہ تھے اور بعد اس فتح کے نجم الثانی نے نہایت عجب و نخوت مین باتفاق فردوس مکانی غجدوان
کی طرف جا کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور سلاطین اوزبک بخارا سے لبا مان تمام غجدوان مین آکر جنگ مین مشغول ہوئے اور
نجم الثانی کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار اور شادمان کی طرف متوجہ ہوئے اور امراے
مغل کہ ہمراہ تھے بیوفائی کر کے ایک شب کو آنحضرت پر شبخون لائے آنحضرت نے عریان اور پا برہنہ خیمہ سے برآمد ہو کر عاقلانہ
آپکو ارک حصار مین پہونچایا اور وہ جماعت جو شہر کہ لشکر گاہ مین تھی تاراج کر کے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اُس حدود مین
صلاح توقف ندیکھکر کابل مین آئے اور ناصر میرزا کو غزنین کی حکومت دیکر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین سواد و بجور کی طرف کہ
ساتھ افغانان یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب فاغنہ نے اطاعت نہ کی ہزار افغان کو قتل کر کے اُنکے زن و فرزند کو
سبی کیے اور وہ ولایت خواجہ کلان کو عنایت فرما کر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر لودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ
ابراہیم لودھی نائب مناب اُسکا ہوا امراے افغان نے جو نہایت قوی تھے نفاق پر کمر باندھی جس طرح کہ اطاعت اُسکی چاہیے
تھی نہ کی اس سبب سے انتظام نے مملکت ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی موقع پا کر عازم تسخیر ممالک ہند ہوئے اور چار
مرتبہ اس ملک پر چڑھائی کی پانچوین مرتبہ گوہر مقصود ہاتھ مین لائے اور دار الملک دہلی کے شاہ ہوئے اول مرتبہ سنہ ۹۲۵ نوسو
پچیس ہجری مین دریاے سندھ کے کنارے تک کہ اسوقت ساتھ نیلاب کے شہرت رکھتا ہے سوار ہوئے جس شخص نے سراطاعت

پھیر لا اُسکے قتل و قید مین قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کر کے بہرہ تک کہ پرگنات معتبرۂ پنجاب سے ہو گیا اور اس سبب سے
کہ وہ حدود اکثر اوقات اولاد امیر تیمور صاحبقران کے تصرف مین رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور
تاخت و تاراج کے صدمہ سے امین ہوئی اور اُس کے تشکر مین جلد چار لاکھ شاہرخی خزانہ مین داخل کیے
فردوس مکانی نے ایلچی مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی
اولاد اور دولتخواہون کے تصرف مین تھی اب بھی بہرہ کو مع توابع اور لواحق اس طرف چھوڑین تو دوسری ولایتون
مین ہماری تعرض نہ پہونچے اور اس وقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی چونکہ تسخیر ہند پیش نہاد ہمت تھی
موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اُس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ آتکہ کے سپرد فرماکر خود کہکران
کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی کہکر نے قلعہ پرہالہ مین متحصن ہو کر رایت مجادلہ بلند کیا اور آخر کو ایک دن
قلعہ سے برآمد ہو کر اُس مقام مین کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ مین ایستادہ ہوا اور دوست بیگ کے ہاتھ
سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین داخل ہونے کی نہ پائی کوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ
مع خزانہ اور دفینہ بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ولایت بہرہ اور سندھ کے درمیان کی محمد علی جنگ جنگ کے
سپرد کر کے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اواخر سنہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین بقصد تسخیر لاہور استعداد
کر کے کابل سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین تادیب لوس یوسف زئی کی غرض جانکر تاخت و تاراج کیا اور زراعت
بھی اُنکی پامال اور خراب کی اور جب پشاور مین پہونچا قلعہ کو تعمیر کر کے آب سند سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید
کاشغر سے متوجہ تسخیر بدخشان ہوا اسواسطے عزیمت لاہور فسخ کر کے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس مایقرا ابن بایقرا
منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور صاحبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور مین نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب
اثنائے راہ مین خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے بخاطرجمع افغانان خضرخیل کے سر پہ کہ وہ رہزنی مین مبادرت
کرتے تھے تاخت کر کے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کی طرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس مین
بسعادت و اقبال ہند کی طرف توجہ فرمائی اور ہر منزل مین افغانون کی جستجو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اُسے تنبیہ اور
تادیب فرماتے تھے غرضکہ سیالکوٹ مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہانکے باشندون نے بعجز تمام امان چاہی اور
جان و مال اور ناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جس وقت کراہت اثر دہا پیکر آنحضرت نے پرگنہ سیدپور پر ظل وصول ڈالا وہانکے
لوگون نے ناسعادت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل چغتائی نے اُن کی سرافشانی کی اور کچھ اثر آدم اور
آبادی سے نہ چھوڑا اور تیس ہزار لونڈی و غلام اردو مین بہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سیدپور
کا کہ امرائے افغان سے متفق تھا مائل ہوتا تھا دستیاب کر کے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کی طرف تشریف
لے گئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اُس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اُسوقت میرزا خان کی خبر وفات
پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت و اقبال تمام گرم سیر کو تحت تصرف
مین در لائے اور اُن دنون مین خراسان ساتھ شہزادہ طہماسپ کے با تالیقی امیر خان مقرر تھا اسواسطے شاہ بیگ ارغون
نے ایلچی بھیجکر شہزادہ کی نسبت اظہار اطاعت کی اور امیر خان نے مقام امداد مین ہو کر فردوس مکانی سے التماس ترک
محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نہ کر کے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز نہ رکھا اور شاہ بیگ عاجز مطلق ہو کر بھکر کی طرف کو توابع

سندھ سے ہو جائیگا اور قندھار مع مضافات سنہ ۹۲۸ نو سو اٹھائیس ہجری مین حوزۂ دیوان بابری مین آیا اور شہزادہ
کامران میرزا کو عنایت ہوا اور ان دنون مین دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہو کر اپنے آدمی حضرت فردوس مکانی
کے پاس کابل مین بھیجے اور طلب قدوم کر کے حد سے زیادہ اخلاص اور دولتخواہی اظہار کی اور وہ حضرت
چوتھی مرتبہ سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین قدم مبارک رکاب دولت مین ڈال کر کوچ بکوچ گکھڑان کے درمیان سے قطع
مسافت کر کر شہر لاہور کے چھ کوس ادھر آئے بہار خان اور مبارک خان لودھی اور بھکن خان لوحانی کہ امرا سے
پنجاب سے تھے ایک حشر انبوہ جمع کر کے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کر کے ایک کوشش
کوشش بہت کے شکست پا کر منہزم ہوئے فردوس مکانی مظفر و منصور ہو کر بلدہ لاہور مین داخل ہوئے جیسا کہ
رسم و دستور چنگیزیون کا ہے بازارون کو فال و شگون کے واسطے آگ دیکر جلایا اور بعد چار دن کے دیپالپور پر
چڑھائی کی اور اسکو بھی سر کر کے وہان کے اہالیان کو قتل عام فرمایا اور دولتخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہو کر
بلوچون کے درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد یعنی علی خان اور غازی خان اور دلاور خان کے ہمراہ دیپالپور مین آ کر
ملازمت آنحضرت حاصل کی اور جالندھر اور سلطانپور وغیرہ دیگر پرگنہ جاگیر پائے اور امرائے کلان کے سلک مین منتظم ہوا اور مردم
ثقہ اور سالخوردہ سے مین نے سنا ہو کہ یہ دولت خان اس دولت خان لودھی کی نسل سے ہو کہ جسنے سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری
مین چند مدت دہلی کی بادشاہی کی تھی القصہ دولت خان نے کہا تھا کہ مین اسمٰعیل جلوانی اور میں جلوانی اور دوسرے
افغانان [illegible] فراہم ہو گئے ہین اگر فوج اس طرف جا کر انکو متفرق اور پریشان کرے نہایت انسب ہو آنحضرت نے
بہ اجابت قبول فرمائی اور افواج بھیجنے کا منصوبہ کیا اس وقت اسکے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے از روے اخلاص عرض
اقدس مین پہونچایا کہ میرے باپ اور بھائی غازی خان مکر و فریب سے چاہتے ہین کہ لشکر کو حضرت سے دور کرین
اور [illegible] آنحضرت نے بعد تحقیق و تفحص دولت خان کو مقید کیا اور آب ستلج سے عبور
کر کے [illegible] مین نزول اجلال فرمایا اور [illegible] دونون کے گناہ معاف فرمائے اور قصبہ سلطانپور [illegible]
[illegible] دولت خان کا ہو اور وطن بھی اسکا تھا اسکی جاگیر مین مقرر ہوا [illegible] بیٹے سلطانپور مین پہونچے
[illegible] لاہور [illegible] فرمایا [illegible] کر دونون کو [illegible]
[illegible] دولت خان کے فساد کی وجہ سے اس سال سرہند سے لاہور کی طرف مراجعت کی اور
لاہور کی داروغگی میر عبدالعزیز امیر آخور کو مقرر فرمائی اور سیالکوٹ خسرو کوکلتاش کو اور دیپالپور بابا قشقہ مغل
اور سلطان علاء الدین لودھی کو جو اسی عرصہ مین شرف خدمت سے مشرف ہوا تھا تفویض فرمایا اور
کلانور کو ساتھ محمد علی جنگ جنگ کے سپرد کر کے عنان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور آنحضرت کی
غیبت مین دولت خان اور غازی خان نے بڑے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب بخانخانان کو دستیاب
کر کے اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالی اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جا کر فیروزپور مین سلطان علاء الدین اور
بابا قشقہ مغل سے لڑے اور انھین شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف
اور بابا قشقہ مغل لاہور مین گیا اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کے واسطے سیالکوٹ
پر تعین کیے اور میر عبدالعزیز میر آخور اور امراے لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کوکلتاش کی کمک کو

گئے اور افغانون کے لشکر کو شکست فاحش دے کر مظفر و منصور ہو کر لاہور مین آئے اور اس درمیان مین ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند مین پہونچا اور دولت خان کو بے فرصت امراے مغل سے مزاحمت کی نوبت مقابلہ اور مقاتلہ تا سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی مین روانہ ہوا اور بجوارہ مین اس لشکر کے مقابل فروکش ہو کر سپہ سالار لشکر کو جس طور سے ممکن ہو سکا اپنا شریک کیا امرا اس معنی کو سمجھ کر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو کوچ کرکے بادشاہ ابراہیم کے پاس گئے تقارن اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کی طرف گیا تھا لاہور مین آن کر فرمان امراے مغل کے نام اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کرکے دہلی مین جاوین اور تسخیر کرکے ساتھ اسکے سپرد کرین دولت خان و غازی خان اس مضمون کو دل مین لاکر آدمی امراے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہے اور ہماری غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانون کا ہووے اسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سریر دہلی پہ بٹھاوین اور مملکت سرہند تک فردوس مکانی کے تعلق اور تصرف مین رہے اس مقدمہ مین جب دولت خان اور غازی خان نے قسمین مغلظ کھائین اور عہد کیا اور ایک عہد نامہ بمہر قضات اور اکابر درست کرکے بھیجا امراے لاہور نے اتفاق کرکے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خان کے پاس بھیجا غازی خان نے اسے فوج عظیم جا کر اپنے بھائیون کو مع اور امراے افغانان اس کے ہمراہ کرکے دہلی مین روانہ کیا اور خود باقتضاے وقت پنجاب مین رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کرکے منہزم اور منکسر اور پریشان اور بدحال پنجاب کی طرف آیا اور غازی خان نقض عہد کرکے با لشکر مستعد و جرار کلانور مین گیا اور محمد علی خنگ جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کلانور سے لاہور کی طرف آیا اور غازی خان نے کلانور پر قبضہ کرکے سیرمور مین مقام کیا اور جب فردوس مکانی کی خبر توجہ سنی وہان سے پراگندہ ہو کر ملوٹ مین گیا اور بھائیون اور آدمیون کو وہان چھوڑ کر خود ان کوہ مین در آیا اور وہان سے دہلی مین جا کر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہان رہا یہان تک کہ جنگ فردوس مکانی اور بادشاہ ابراہیم مین قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار مین شہر کابل مین بزم نشاط آراستہ کی اور جب تک اس بلدہ فردوس قرینہ مین رونق افزا رہا صبح و شام گلرنگ کی شراب اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور مجالست مین اشتغال فرمایا

نظم

مے و معشوق و گلزار جوانی ۞ ازین خوشتر چہ باشد زندگانی ۞ بہار و بادہ و بر یک کف ساغر ۞ گرفتہ در دگر کف دستہ گل ۞ جہان اینست و این خود در جہان نیست ۞ دگر ہست این عجب جز یک زمان نیست ۞

القصہ آنحضرت نے بعد انقضاے فصل بہار بساط نشاط اٹھائی جب خبر علاء الدین لودھی کی شکست اور نالائقی غازی خان اور افغانان لودھی کی یاد کی ہمت والا ہمت انکے دفع پر تعیین فرمائی اور پانچوین مرتبہ روز جمعہ غرہ ماہ صفر ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاکمل مین بہ ہدایت ازلی اور عنایت لم یزلی کے ساتھ کابل سے کوچ کرکے قریہ یعقوب مین خیام سپہر احتشام برپا کیے اسوقت خواجہ حسین دیوان لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پہونچا اور شہزادہ محمد ہمایون نے بھی بدخشان سے آکر آستان بوس والا کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ اعظم سرکاران دولت سے تھا غزنین سے آکر شرف یاب حضور پرسعادت دستور ہوا اس کے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کرکے ہر ایک ملازمان درگاہ کو اقسام احسان سے خوشدل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوئے اثناے راہ مین گینڈے کے شکار مین توجہ فرمائی بہادران

سیستان اور بدخشان اور جوانان توران سمرقند و خراسان نے کہ صورت گینڈے کی سنی تھی اور آنکھوں سے نہ دیکھا تھا
از روے ذوق میدان مین آنکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنوں کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول
کی پہلی تاریخ کو آب سندھ سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا اور منصبداروں کا شمار کیا
دس ہزار آدمی قلمبند ہوئے اور آب بہٹ سے عبور کرکے جب سیالکوٹ مین پہونچے سلطان علاء الدین لودھی بھی
مجلس حضور مین آیا اور آنحضرت نے قیام تام کیا اور لوگون کی نظرون مین اسکی آب و تاب اور ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی جنگ
جنگ اور خواجہ حسین شرف دیوان نے بھی وہان فقد بغرض خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب
ظاہر آپ کو منجملہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار سوار لیکر آب راوی کے کنارے اور لاہور
کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی ہیبت دیا ہو کر بلا جنگ متفرق ہو گئے
دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی خان کے قلعہ ملوٹ میں در آیا اور غازی خان کوہ پایہ کی طرف بھاگا اور فردوس مکانی
نے قلعہ ملوٹ کے قریب جاکر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا صورت نہ دیکھا تھا وہ سے برآمد ہو کر ملازمت
مین پہونچا اور قبل اسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم مین دو تلوارین حمائل کرکے زبان لاف و گزاف مین کھولتا تھا
اسواسطے بلا زبان شاہی نے دونون تلوارین اسکی گردن مین لٹکا کر اسی حضوری خدمت مین جب دو زانو بیٹھنے مین تعلل
کرتا تھا پہنچا کر اسکی گردن مین ڈالکر خود ہی دو زانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہر چند فردوس مکانی اس سے خبرین استفسار
فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قدرت تکلم پر نہ رکھتا تھا اور باوجود اسکے تمام گناہ اسکے معاف ہوئے اور آنحضرت نے اپنے قریب جگہ
دی اور تمام عفو اسکے دفتر جرائم پر کھینچا اور جب ہجوم الناس نے تادیب ہجوم لاکر اراجی شروع کی اور امراء کی موافقت سے ممنوع
ہوئے آنحضرت نے افغانون کے حفظ ناموس کے واسطے خود سوار ہو کر چند تیر انکی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیر مقتل پر
ایک مردم معتبر شہزادہ ہمایون کے آیا خلائق متنبہ ہوئی اور اہل و عیال افغانون کے قلعہ سے سلامت نکلی فردوس مکانی قلعہ
مین داخل ہوئے اور اموال و جواہر اور تحفہ نفیسہ سے بقدر حظ نصیب ہوئے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے دیکھنے سے خوشدل
ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرہ کامل رکھتا تھا اور شعر خوب سمجھتا تھا اسلیے ہر قسم کی کتابین نفیس بہ جمع خوشخط جمع
کی تھین القصہ بعضی انمین سے اپنی ذات خاص کے واسطے نکالین اور کچھ شہزادہ محمد ہمایون کو دیکر باقی شہزادہ کامران میرزا
کے واسطے کابل کی طرف بھیجین اور دوسرے دن وہا سے کوچ کرکے غازی خان کے تعاقب مین روانہ ہوا دلاور خان
خانخانان برادر غازی خان فرصت پاکر قید خانہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت کے روبرو آنکر عنایت گوناگون سے مبتہج اور
مسرور ہوا اور جب تورجی آگے بڑھکر پیش و پس غازی خان کے اردو پر تاخت لاتے تھے اور کسی منزل مین اسے چین نہ لینے دیتے
تھے وہ بھاگ کر بادشاہ ابراہیم لودھی کے روبرو گیا اور دولت خان لودھی انہین دنون مین قضاے الہی سے فوت ہوا اور
فردوس مکانی نے جب لشکر افغانون کو زبون اور اپنے صاحب دولت سے مقام اتفاق مین دیکھا عازم تمامی ممالک
ہندوستان کی تسخیر کا ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ عماد الملک شیرازی از جانب مولانا محمد مذہب اور خانخانان
سلطان ابراہیم کی طرف سے آیا اور عرضیان انکی کہ مشتمل آنے کی ترغیب و تحریص مین تھین گذرانین اور جب آنحضرت
نے آب گنگ کے کنارے سے نزول کیا سمع مبارک مین پہونچا کہ حمید خان حاکم حصار فیروزہ کی طرف سے مع لشکر اس نواح
کے سر راہ آتا ہے بنا بر حکم محکم کے موافق شہزادہ ہمایون مع تمامی مردم فوج برانغار مثل خواجہ کلان اور سلطان محمد

دولدی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور ہندو بیگ اور عبدالعزیز اور محمد علی خنگ جنگ وغیرہ اُس کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور جنگ کے بعد حمید خان کو مفرور کر کے مظفر و منصور باپ کی خدمت میں آیا اور جو وہ اول ہنگامہ شہزادہ والاقدر کی بختی اُسکے عمل میں حصار فیروزہ اور جاگیر جالندر پائی اور انھیں دنوں میں بعض افغان جلوانی نے کہ امرا سلطان ابراہیم سے تھا مع دو تین ہزار سوار اردوے بابری میں پیوستہ ہوکر اظہار اخلاص اور دولتخواہی کی اور جب شاہ آباد کی دو منزل پر اردوے عالی پہونچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران سنگ جنگ کے لئے دہلی سے بقصد جنگ برآمد ہوکر اس طرف متوجہ ہوا اور داؤد خان اور حاتم خان ستائیس ہزار سوار سے تین چار کوس اُدھر سے آگے روانہ ہوئے فردوس مکانی نے حسین تیمور سلطان اور مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام امرای جرانغار کے کہ سلطان جنید برلاس اور شاہ حسین برلاس از انجملہ تھے دشمن کے مقدمہ پر تعین کیے اور یہ طلوع صبح کے وقت غنیم پر پہونچے اور جنگ عظیم کر کے انکو پسپا کیا بیت ہزیمت چو شد راجت یاشد یار رو بہر سپاہش جاودان گرد مظفر اور حاتم خان مارا گیا اور جماعت کثیر دستگیر ہوئی اور سات ہاتھی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح و فیروزی سے بازگشت کی بادشاہ نے نادروں کی عبرت کے واسطے تمام اسیروں کو بانواع عقوبت قتل کیا اور اس منزل میں کہ امرا بعد فتح آئے تھے چھ دن مقام کیا اور استاد علی قلی کو حکم فرمایا کہ ارابوں کو بطرز روم ایک دوسرے کو ریسمان خام گاو سے استوار باندھ کر پیادے توپچی کے واسطے حصار بندی کریں اُس وقت عدد لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور ایک ہزار فیل جنگی ہمراہ تھا اور فردوس مکانی کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچ ہزار مرد شبخون کے طور پر اردوے بادشاہ ابراہیم پر گئے اور جو غنیم واقف تھا کچھ کام اور تدبیر نہ بنا ناچار پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیر ہوکر افواج کو آراستہ کیا اور بتعجیل قصبہ پانی پت کی طرف روانہ ہوا فردوس مکانی یہ خبر سنکر برانغار اور جرانغار کو آراستہ کر کے ابتر روانہ ہوئے پانی پت کے آگے چھ کوس پر لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر اُسی دن نزول کیا اور دوسرے دن کہ روز جمعہ اور شہر رجب کی دسویں تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہوکر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایون اور خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور ہندو بیگ اور ولی بیگ خازن اور پیر قلی سیستانی کے سپرد فرمایا جرانغار پر محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور غازی سلطان اور جنید برلاس کو مقرر فرمایا اور قول کے دست راست پر حسین تیمور سلطان اور میر مہدی کوکلتاش اور شاہ منصور اور دوسرے امرا تعین ہوئے اور قول کے دست چپ پر میر خلیفہ اور ترددی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سرداران نے قیام پکڑا اور خسرو کوکلتاش اور محمد علی خنگ جنگ بسرداری میرزا سلیمان بن خان میرزا ہراول مقرر ہوئے اور عبدالعزیز امیر آخور بعضوں کے ساتھ طرح مقرر ہوئے اور ولی قراول اور برانغار میں اور قراقوزی بہادر اوج جرانغار میں مقرر ہوئے اور ملک قاسم بتولقہ برانغار پر اور علی بہادر بتولقہ جرانغار پر معین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ میں آئی اور جیسے کہ رسم ہندیوں کی ہے برق کی طرح حملہ آور ہوئے اور جسوقت کہ قریب گئے شتابی میں اُن کے فرق آیا پھر مردم تولقہ دست راست و چپ سے گھوڑوں کو چمکا کر مخالفوں کے پس پشت آئے اور افواج میمنہ اور میسرہ بھی حملہ کر کے جنگ میں مشغول ہوئی اور ایک جماعت قول سے جرانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور پہر دن چڑھے سے دوپہر تک تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب و ضرب کے بازار نے

رونق بکرامی نظم برآمد خروشیدن گیر ودار ۔ در آمد بر نہار از ان روزگار ۔ ز خون یلان خاک آغشتہ شد ۔ تو گفتی زمین ارغوان
کشتہ شد ۔ عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جانستان میں
قتل ہوا اور نسیم فتح و ظفر فردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جو اب تک بادشاہ ابراہیم کا قاتل شخص اور دریافت
نہوا تھا لشکر منصور نے سپاہ مقہور کا پیچھا کر کے افغانوں کی قتل میں تقصیر و تاخیر نہ کی اور خیل خیل ہاتھی دستیاب کیے فردوس مکانی
جنگ گاہ سے پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے اردو اور اثاثہ کی سیر کرتے تھے اور آب جون کے کنارے نزول
اجلال فرمایا اور اس مقام میں سلطان ابراہیم لودھی کا سر مقتولان معرکہ کے درمیان سے لائے تھے نظر مبارک میں گذرانا
اور از روی روایت صحیح اس روز تمام معرکہ اور تعاقب کے وقت سولہ ہزار مرد افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندیوں کی تقریر
سے پچاس ہزار آدمیوں نے جام ممات کا نوش کیا انہیں پانچ ہزار مرد ایک مقام پر سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوئے تھے
اور شہزادہ محمد ہمایون اور خواجہ کلان و شاہ منصور اور ولی خازن [illegible] ان کے ضبط کے واسطے آگرہ کی طرف روانہ ہوگئے
اور محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور سلطان جنید برلاس اموال کی محافظت کے واسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی پیچھے سے
سہ شنبہ کے دن رجب کی بارھویں تاریخ کو دہلی میں تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ شیخ زین صدر نے منبر پر جاکر خطبہ بنام نامی
اس بادشاہ کشور کشا کے پڑھا اور آنحضرت نے سیر قلعہ اور تفرج عمارات شہر کرکے زیارت قبور مشائخ اسلام اور سلاطین کبار
کی بجا لائے اسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسویں ماہ مذکور دار السلطنت آگرہ میں نزول ہوا اور
قلعہ آگرہ کی تسخیر کی عزیمت کی جو تصرف میں بادشاہ ابراہیم کے لوگون کے تھا بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے
ہمراہ تھا جنگ میں مارا گیا اور اسکے آدمیون نے جو قلعہ آگرہ میں تھے شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس بوزن آٹھ مثقال کے
کہ خزانہ سلطان علاء الدین خلجی مالوہی سے دست بدست انکو پہونچا تھا اور جوہریون نے قیمت اس کی نصف خرج یکروزہ
تمامی ربع مسکون کی تشخیص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرماکر پھر
شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داؤد کرانی اور فیروز خان سور اور سلطان ابراہیم کی والدہ انکا تھے جان و مال
کی امان طلب کی اور پانچویں دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابری میں لکھا ہے کہ بعد حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان میں آکر غلبہ پایا ہے ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت مدید
اسنے اور اسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اسکے توابع نے سالہای
دراز تک۔ اس بار میں بادشاہی کی تیسرے میں ہون لیکن میرا کام ساتھ کام ان بادشاہوں کے ہرگز مشابہت نہیں
رکھتا کسو واسطے کہ سلطان محمود تسخیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراء النہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار
اسکی افواج کا اگرچہ لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان میں اسوقت ایک بادشاہ نہ تھا
ہر ایک ولایت میں ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن
اسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان میں آیا
اور اسے مسخر کیا اور اسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور میں اول مرتبہ کہ ہندوستان میں آیا ڈیڑھ ہزار
یا دو ہزار مرد سے زیادہ نہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور میں حاکم بدخشان
اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصف محصول بھی جو کار آمد ہو مجھے نہیں پہونچتا تھا اور بعضے

ولایات اپنی ایسی تھیں کہ غنیم کی نزدیکی کے سبب مدتکی کی محتاج تھیں اور مملکت ہندوستان بہرہ سے بہار تک تصرف مین افغان کے تھی اور حساب کے روسے وہ ولایت گنجایش پانچ لاکھ آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی مین معرکہ کے دن لاکھ سوار تھا اور علاوہ اُسکے ایکہزار فیل جنگی رکھتا تھا اور باوصف اس حال کے اوزبک جیسے غنیم کو پیچھے چھوڑکر ساتھ ایسے غنیم مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت مین تھا از روے توکل لڑا اور مشقت میری ضایع نہوئی ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت کچھ اپنی سعی اور ہمت سے مشاہدہ نہین کرتا بلکہ عین عنایت اور کرم الہی جانتا ہون اور فردوس مکانی نے بیسوین ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانون اور دفینون کے ملاحظہ کے واسطے گیا وہان تین لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ وابستہ ہمایون میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چارقب اور پٹکہ اور شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ امداد فرمایا اسی طرح تمام میرزاؤن اور امیرون اور سپاہیون حاضر و غایب اور طلبہ بلکہ سوداگر اور جمیع مردم کو کہ اس سفر مین ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہونچایا اور اپنے عزیزون اور آشناؤن کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق مین بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلاے معلی اور نجف اشرف و مشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ مین نذر کثیر ارسال رکھا اُس حدود کے مستحقین کو خوشدل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مرد وزن اور بندہ اور آزاد اور خرد و بزرگ اور فقیر اور غنی کے کم سے کم ایک شاہرخی کہ ایک مثقال نقرہ ہے برسم ارسال فرماکر انہین بھی خوشحال اور محظوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہون نے سالہا سے دراز مین فراہم اور اندوختہ کیا تھا ایک مجلس مین صرف کیا وجہ شہرت قلندری آنحضرت کی تمام خلایق پر روشن اور مبرہن ہوئی اور جو ہندوستانی مغلون سے ہراسان تھے پہلے مطیع نہوتے تھے جو شخص جہان تھا مضبوط ہوکر اُسنے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ قاسم خان سنبھل مین اور علیخان فرملی میوات مین اور محمد زیتون دھولپور مین اور تاتار خان بن مبارک خان گوالیار مین اور حسین خان لوحانی رابری مین اور قطب خان اٹاوہ مین اور عالم خان کالپی مین اور نظام خان بیانہ مین سالک مسلک بغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اُس طرف جو ضلاع تھے افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی وغیرہ تصرف مین لائے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی اطاعت جیسی واجب ہے نکرتے تھے چنانچہ نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی ضرورت کے واسطے متفق ہوئکر بہار خان ولد دریا خان لودھی کو سلطان محمد لقب دیکر اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل آگرہ کی طرف آکر مقام کیا اتفاقاً اس حال کے بیبن خان جلوانی بھی فردوس مکانی سے روگردان ہوکر اُن کے پاس گیا اور اہالی قریات اور اصحاب حراثت سر مخالفت اٹھا کر رہزنی مین مشغول ہوئے حتی کہ قوت آدمیون کا اور علف گھوڑون کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اُس سال حرارت ہوا کی تابستان حد اعتدال سے گذر گئی تھی بہت فوج قتل سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجہ کلان اور جمیع امرا نے اتفاق کرکے عرض مین پہونچایا کہ اصلاح دولت کابل کی معاودت مین ہے آنحضرت نے غصہ ہوکر فرمایا کہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف مین لایا ہون چھوڑنا اور تنگنا سے کابل مین گرفتار ہونا کیا لایق ہے لیکن آدمیون کے ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بضرورت سب امرا کو ایک مجلس مین حاضر کرکے فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہندوستان مین توقف فرمائین جس شخص کو ہماری رفاقت منظور ہو یہان رہے اور جو کوئی کہ کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہو وہ مشرق سے چلا جاوے کچھ مضایقہ نہین ہے اس کلام سے سب امرا کو ثابت ہوا کہ آنحضرت کسی طرح ہندوستان سے دستکش نہونگے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان

کہ اکثر فتوحات ہندوستان اُنکی سعی سے ظہور مین آئی تھین لیکن علالت اور معذرت بھی یہان بہت اُسے پہنچی تھی کابل
کی روانگی کا عازم جازم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور غزنین کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کی طرف روانہ کیا
اور اُسنے رخصت کے وقت عمارات دہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی بیت اگر بخیر و سلامت گذر ز سند کنم ٭
سیاہ روے شوم گر ہواے ہند کنم ٭ اور جب ہندوستانیون کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی اپنے جد اعلی امیر تیمور
صاحبقران کی طرح ہند کو چھوڑکر ولایت کو نجائینگے آمد و رفت شروع کی پہلے شیخ گھورن مع دو تین شخص کے دوآب کے
درمیان سے آنکر نوکر ہوا اور علیخان فرملی بھی میوات سے اپنے بیٹون کی رہائی کے لیے جو اُس زمانہ مین کسی تقریب سے گرفتار ہوئے تھے
درگاہ مین حاضر ہوا اور ساتھ طوغ اور نقارہ کے سرفرازی پائی اور وہ عظیم الجثہ ہونے مین ضرب المثل تھا اور ہمیشہ پان
منہ مین رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر اپنے سے جدا نکرتا اور اُس کے بعد فیروز خان اور شیخ بایزید فرملی مع جمعیت اپنی آئے اور
جاگیرین پائین اور محمود خان لوحانی اور قاضی حبیب بھی حاضر ہو کر جاگیر ہاے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی
اور امان ظاہر آئی بہت قصبے اور پرگنے ضبط مین آئے اس درمیان مین بین خان افغان نے قلعہ سنبھل کو محاصرہ
کیا اور قاسم سنبھلی نے اظہار اطاعت کر کے بادشاہ کے ملاحظہ مین عرضیہ بھیجا کہ بین خان افغان نے مجھے قید کیا ہے
میری کمک فرمایئے بادشاہ نے میرزا محمدی کوکلتاش کو اُس طرف روانہ کیا یہانتک کہ وہ آب جون سے عبور کر کے
بین خان سے لڑا اور اُسے شکست دیکر مفرور کیا اور قاسم سنبھلی رہین احسان بے پایان ہو کر قلعہ میرزا محمدی
کوکلتاش کے سپرد کر کے دولتخواہون کے سلک مین منسلک ہوا فردوس مکانی نے سنبھل شاہزادہ ہمایون کو عنایت
فرمایا اور افغانان شرقی پر اُنھین نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف مین پہونچا افغانان شرقی کہ چالیس ہزار سوار
تخمیناً تھے بلا جنگ جونپور کی طرف بھاگے ازانجملہ شیخ خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شہزادہ
نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اُسکے ہمراہ کر کے درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شیخ خان شروانی پر نوازش فرما کر مجلس شراب
مین طلب کیا اور ملبوس خاص اُسے عنایت فرما کر جاگیر خوب مرحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغانان آنکر بادشاہی
چغتائی پر مائل ہوئے القصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ رانا سنگا سے خائف تھا اُسنے بھی اطاعت اظہار کی اور فردوس مکانی
طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا بابا قلی بیگ کو واسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قطعہ بخط خاص مرقوم کرکے روانہ
کیا قطعہ با ترک ستیزہ مکن اے میر بیانہ ٭ چالاکی و مردانگی ترک عیانست ٭ گر زود نیائی و نصیحت نکنی گوش ٭ آنجا کہ عیانست
چہ حاجت بہ بیانست ٭ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت تاکدہ قلعہ سے برآمد ہوا اور بابا قلی بیگ سے جنگ کر کے شکست
دیکر پھر قلعہ مین در آیا رانا سنگا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کر کے عازم اُسکے اخراج کا ہوا نظام خان نے
عاجز ہو کر ایلچی درگاہ مین ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اس کا جرم معاف کیا ملازمت مین
حاضر ہو کر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنکہ کی جاگیر اُس کے واسطے دوآب کے درمیان مین مقرر ہوئی اُس عرصہ مین سنکسط راے
نے کہ گوالیار کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خانجہان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار لیجا کر تاتار خان کو اُس قلعہ
مین محاصرہ کیا تاتار خان نے کہ قلعہ گوالیار کو تصرف مین رکھتا تھا وہان کے زمیندارون کے تسلط کے سبب تنگ ہو کر اطاعت
بادشاہی اظہار کی اور آنحضرت سے کمک کا مستدعی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ اُن کے سپرد
ہوگا آنحضرت نے رحیم داد اور شیخ گھورن کو کمک کے واسطے روانہ کیا اور اُنھون نے وہان جاکر سنکسط راے کے محاصرہ سے بچا

قلعہ خلاص کیا تاتارخان نے اپنے اقرار پر عمل کیا اور الیاس سلطانی کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی لیکن شیخ محمد غوث کہ ایک مرد درویش
تھا اور مرید کثرت سے رکھتا تھا اس قلعہ میں مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حیلہ سے قلعہ میں داخل ہو اسکے بعد تاتارخان کا علاج
آسان ہوگا رحیم داد نے تاتارخان کو کہلا بھیجا کہ میں منکٹ رائے کے شبخون سے امین نہیں ہوں اگر اجازت ہو چند آدمیوں
سے قلعہ میں در آؤں اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہوگا اور جو منکٹ رائے اور خانجہان اب تک اس حدود
میں تھے تاتارخان نے قبول کیا رحیم داد مع چند کس قلعہ میں داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقوں سے تاتارخان کی تجویز
سے دربانوں کے قریب چھوڑا تو اُسکے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے اور تاتارخان مے غرور کے نشہ سے بیخود
ہو کر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اُس شب کو نہایت غفلت سے بستر استراحت پر سویا اور دربان
کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اُس شخص سے موافق ہوے اُسی رات کو بعضی ضروریات لانے کے بہانہ سے ایک
جماعت کثیر اور انبوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علے الصباح تاتارخان نے اس حال سے خبر پائی اور سکوت کے سوا چارہ
نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کر کے آگرہ گیا اور امرا کے سلک میں منتظم ہوا اور بیس لاکھ تنکہ انعام پائے اور محمد زمان نے بھی جونپور
سے آ کر امارت پائی اور جو حمید خان اور سارنگ خان اور دوسرے افغانوں نے حصار فیروزہ پر فساد برپا کیا تھا کہ جس میں تیمور
سلطان اور ابو الفتح ترکمان نے اُس طرف تاخت لا کر اُنھیں سزا کو پہونچایا اور سنہ ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری میں خواجہ اسد کہ کابل
سے عراق کی طرف شاہ طہماسپ صفوی کے پاس ایلچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نامے ترکمان کے ساتھ آیا اور سوغاتیں
لایا از انجملہ دو لونڈیاں بکر چرکس کی تھیں بادشاہ کو اُن کی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اُسی عرصہ میں بادشاہ ابراہیم
کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر باورچیوں کے کہ وہ اصل میں نوکر بادشاہ ابراہیم
کے تھے موافقت کر کے زہر خاصہ میں بادشاہ کے کہ خشکہ اور قلیہ خرگوش کا تھا آمیز کیا اور قدرت خدا سے بادشاہ کا کھاتے ہی
جی متلایا اور مکرر قے کر کے اس بلا سے نجات پائی مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؎ اور بعد لوازم تفحص و تجسس
داروغہ مطبخ اور باورچیوں نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اُس طعام میں
سے کسی قدر کتے کو دیا کتا اُسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خدمتگاروں نے بھی اتفاقاً اس میں سے
قدرے کھایا تھا بہزار مشقت سے رہائی پائی بادشاہ غضبناک ہوا داروغہ مطبخ کا پوست کھچوایا اور باورچیوں اور اُس کے
مددگاروں کو بانواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کر کے محبوس کیا اور شاہ ابراہیم کے
فرزند کو بھی میرزا کامران کے پاس کابل میں بھیجکر فارغ البال ہوا اور شہزادہ محمد ہمایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا حدود
جونپور کو قبض و تصرف میں لایا اور سلطان جنید برلاس کے سپرد کر کے مراجعت کی اور جب کالپی میں آیا عالم خان حاکم
کالپی نے اُسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکاب آگرہ میں آیا اور نوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سنگا کی حکایت یہ ہے کہ
وہ بزرگ ترین راجہاے ہند ہے اور قبل ظہور اسلام اور ارتفاع رایات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دولت و سروری اُسکے
خاندان میں تھی اور میوات ولایت اُسکی ہے اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر جن کو سلطان قطب الدین نے مستاصل کیا تھا مع رانا اسلکا
ایک قبیلہ سے تھے رفتہ رفتہ اُنکے اجداد آپس میں ایک ہوئے اور اُس زمانے میں کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے
ایک لاکھ راجپوت اُسکے ظل رایت میں تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت امرا کہ فردوس مکانی کی اطاعت میں آ گئے تھے ساتھ
اُس کے دم یکجہتی مارتے تھے اور محمود خان بیٹا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اُس کے پاس گیا اور ماڑوار کے راجہ

پرم دیو اور نرسنگھ دیو اور راجہ چندیری موسوم بمیدنی رائے اور راول اودے سنگھ اور راجہ ڈونگرپور اور رائے چندر بھان چوہان اور مانک چند چوہان اور رائے دلیپ وغیرہ مع پچاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اس کے ہوئے اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اس کا ہو کر بقصد جنگ و استخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امرائے ہند پر اعتماد کلی نہ رکھتے تھے ہر ایک کو ایک ایک حصہ کے ضبط کے واسطے تعین کیا اور خود مع لشکر مغل کہ کابل سے انکے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امرائے ہند سے کمال خان اور جلال خان فرزندان سلطان علاء الدین اور علی خان فرملی اور نظام حاکم بیانہ کے آگرہ سے کوچ کیا جب موضع کانوہ علداری بیانہ میں پہونچے مقام فرمایا اور بعزم مصمم اور نیت ثابت و راسخ عزم غزا اور جہاد غنیم پر کیا اور اس یورش میں شہزادہ محمد ہمایون کو کہ اس وقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب میں حاضر کر کے اپنے ہاتھ سے پیالہ اسے دیا اور اطراف بیانہ میں طرفین کا مقابلہ ہوا اور افواج بادشاہی جو مخبری کر گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی بر آ ہو کر غنیموں سے لڑے اور شکست فاحش پا کر قلعہ بند ہو گئے اور وحشت غم اور تردد بہت انکے دلوں میں پیدا ہوا ہیبت خان نیازی سنبھل کی طرف بھاگا اور حسن خان سوائی دشمن سے جا ملا اور ہر روز اطراف ممالک سے اخبار وحشت ہو پہنچنے لگیں اور محمد شریف منجم کہ مرد عیارہ تھا سبب زیادتی خوف آدمیوں کا ہوتا تھا اور ہر لحظہ کہتا تھا کہ مریخ مغرب کی طرف ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کرے گا البتہ مغلوب ہو جاوے گا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ میں گفتگو کی اکثر بولے کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہے بہتر یہ ہے کہ قلاع بزرگ اور نگین مردم معتمد کے سپرد کر کے خود بدولت بنفس نفیس پنجاب کی طرف روانہ ہو وہیں اور مدد غیبی کے منتظر رہیں آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف واکناف میں ہیں کہیں گے کہ انہوں نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت ہاتھ سے دی سزاوار جوانمردی اور بہادری یہ ہے کہ ہم دل شہادت پر رکھ کر جان سے کوشش کریں نظم

چو جان آخر از تن ضرورت رود ٭ ہمان بہ کہ بارے بعزت رود ٭
سر انجام گیتی ہمین ہست و بس ٭ کہ نالے پس از مرگ ماند ز کس ٭

اہل مجلس نے جب یہ حرف سنا سب نے متفق اللفظ والمعنی ہو کر ندا الجہاد الجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلوں میں تاثیر کی سبھوں نے زبان ساتھ سمعنا اور اطعنا کے کھولی اور کہنے لگے اس سے کونسی سعادت بہتر ہے کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہوتے ہیں جواب دیا کہ ہم قسم کھاتے ہیں کہ معرکہ سے ہم کبھی منہ نہ موڑینگے اور اس بارہ میں قسم کلام مالک العلام کی کھائی اور بادشاہ کہ سب اپنا لب جام سے نہ اٹھاتا تھا اور کبھی بے صراحی اور پیالہ کے نہ رہتا تھا اس وقت بموجب اس بیت کے بیت

چند باشی ز معاصی مزہ کش ٭ توبہ ہم بمزہ نیست بچش ٭

مے نوشی بلکہ جمیع مناہی حتی کہ ریش تراشی سے توبہ نصوح کیا اور تمغے ممالک محروسہ کے مسلمانوں کو بخشے اور اس بارہ میں فرمان قلمرو میں ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نویں جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفہائے جنگ ترتیب دیکر بدستور روم ارابے آتشبازی کے آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھ کر دشمن کی طرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طے ہونے کے بعد نزول کیا جوانان صاحب داعیہ لشکر نے ساتھ افسری ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل کے مخالف کے قراولوں کو مارنے و بھگانے میں عجب کام کیے اور تیرھویں ماہ مذکور کو وہاں سے بھی کوچ کر کے بدستور روز اول ایک کوس راہ
۹۳۳ھ جا کر موضع کانوہ علداری بیانہ میں فرود کش ہوئے اور ابھی فراشوں نے خیمہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفین مورد ملخ سے

زیادہ فوج لیے مع فیلان کوہ پیکر ظاہر ہوے اور باوصف اُس کے کہ محمد شریف منجم مانع ہو کر ولنلیین کرتا تھا فردوس
مکانی ملتفت نہوئے مع لشکر کہ بیس ہزار سے زیادہ نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف ترتیب دین کہتے ہین
عدو اُنکے سرداروں کے کہ ہر ایک قطر مین اقطار ہند سے قابیداً ایک جماعت کفار سے تھی دس تک پہونچی تھی اور وہ
عشرہ کفر نے عشرہ مبشرہ کی نقیض پر نشان شقاوت بلند کیے تھے اور اپنے دستور سے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح
آراستہ کرکے نہایت دبدبہ اور صلابت سے معرکہ مین در آئے اور لشکر اسلام کی طرف سے فوجون کا مرتب کرنا نظام الملک
علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور اُس نے اس مقدمہ مین سعی اور اجتہاد کی دی اور یہ تجویز ہوئی کہ بادشاہ قول مین رہے اور قول
کے داہنے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خازن اور یونس علی بیگ اور شاہ منصور
برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ کتابدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی بائین سمت عالم خان
بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محب علی اور تردی بیگ اور شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسن
دیوان مقرر ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیون کی مردم ہر ایک ایک موضع مین ایستادہ ہوتے اور برانغار شہزادہ محمد ہمایون
کو ارزانی ہوئی اور اُس کے یمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم
اور باباقشقہ مغل اور قوام بیگ ولد شاہ ولی خازن اور میرزا قنبر علی اور میر علی شیبانی اور خواجہ پہلوان بدخشی اور عبدالشکور
اور سلیمان آقاے ایلچی عراق اور حسین ایلچی سیستان مقرر ہوئے اور برانغار کی بائین طرف سید میر شہ اور محمد کوکلتاش اور
خواجگی اسد سرجاندار اور خانخانان ولد دولت خان لودھی اور ملک داود کرانی اور شیخ گھورن ہر ایک بیچ اُس مقام کے کہ فرمان
ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور القمہ جرانغار ساتھ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور داہنے اور بائین اُس کے محمد سلطان میرزا
اور عادل سلطان اور عبدالعزیز امیر آخور اور محمد علی خنگ جنگ اور قتلق قدم اور امیر خان جی میرزائی مغل اور جان بیگ
آتکہ اور جلال خان اور کمال خان جو بادشاہ علاء الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ فرملی اور نظام خان
بیانہ معین ہوئے اور تولقمہ جرانغار مین تردی بیگ اور مومن آتکہ اور رستم ترکمان مع ایک جماعت نوبتیون کے مقرر
ہوئے اور تولقمہ برانغار بھی امرا و منصبداروں کی تفویض ہوئی اور سلطان بخشی لشکر مع تواچیان اور یساولان
کے احکام بادشاہی سننے کے لیے آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر اور دو گھڑی گذرے تھے
کہ فریق من الجنة اور فریق من النار نور و ظلمت کی طرح ایک دوسرے کے مقابل آنکر لڑنے لگے اور دلاور سپر بن مین ڈالے
تھے پہلے بخت برگشتہ کفار نے برانغار اسلام پر حملہ کیا اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب مین مشغول ہوئے اور فرمان
موافق حسین تیمور سلطان کمک کو گئے اور کفار کو پسپا کیا اور قریب تھا کہ اُنکے لشکر کے پہونچایا اور جلدو بنام اُسکے ہوئے اور اُسکے
بعد اطراف سے جیسا کہ قاعدہ چغتائی کا ہے سب طرف سے جنگ مین مصروف ہوئے اور جس طرف کمک کی احتیاج ہوتی تھی پہونچا
تھے اور اوستاد علی قلی رومی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشبازی مین تقصیر نہین کرتے تھے اور تابین الصلواتین یعنی نماز عصر تک
حرب قائم تھی اور کفار جنگ مین راسخ تھے سلطان جرأت اُنکی مشاہدہ کرکے خود بنفس نفیس مع افواج قول و امرا کے تکبیر بلند کر
کی طرح حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پاے ثبات اُنکا ہلگیا راہ فرار ناپی چنانچہ
حسن خان میواتی کہ قریب دو سو برس سے اُسکے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور راول
دیو اور راے چندر بھان چوہان اور مانک چند چوہان دکرم سنگھ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے سلک اموات

میں منتظم ہوے اور رانا سنکا جو نہایت عجب و نخوت سے آیا تھا وہ بھی بہزار ذلت و خواری معرکہ سے بھاگا اور اس فتح نامدار کے بعد فردوس مکانی کو فرمانون میں غازی لکھنے لگے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک منار مخالفون کے سر سے بنائیں اور محمد شریف نجومی کو سخت عتاب و خطاب کے بعد ایک لاکھ تنگہ عنایت فرمائے اور ممالک محروسہ سے نکال دیا اور محمد علی خنگ جنگ اور عبد الملک قورچی اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر میں تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دوآب کے خروج کیا تھا مقرر کیا اور انھون نے جاکر اُسے قتل کیا اور بادشاہ وہان سے کوچ کرکے میوات کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوئے ناہر خان ولد حسن خان میواتی نے اطاعت کے سوا کوئی تدبیر اور علاج نہ دیکھا بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے ولایت میوات کو جاگیر حسین تیمور سلطان میں کہ خطاب برادری ممتاز تھا مع نواح اُس طرف کے دیکر اُس طرف بھیجا اور دار الخلافت آگرہ کی مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہمایون کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تسخیر بلخ کے واسطے مع فتحنامہ اور خزانہ خوب روانہ فرمایا اور محمد علی خنگ جنگ اور تردی بیگ کو بغرض تادیب حسین خان اور دریا خان افغان کے کہ ان دونون میں چندوار اور رابری پر متصرف ہوے تھے اور تادیب قطب افغان جو اٹاوہ میں باغی ہوا تھا اُس پر تعین فرمایا اور حسین خان بلا جنگ عازم فرار ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بحر فنا میں غرق ہوا اور دریا خان آوارہ دشت ادبار ہوا اور اُسی طور سے محمد سلطان میرزا فساد میں افغان کے دفع کے واسطے قنوج گیا اور بین خان افغان جیرآباد کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی اُنتیسوین تاریخ سنہ ٩٣٤ نوسو چونتیس ہجری میں بعزم شکار کول اور سنبھل کی طرف سوار ہوئے بعد حصول نشاط دوبارہ آگرہ میں معاودت کی اور مرض تپ غب عارض ہوا جب صحت کلی حاصل ہوئی میدنی رائے کی استیصال کے واسطے چندیری کی سمت روانہ ہوئے اور میدنی رائے راجپوتون کے اتفاق سے قلعہ ایک چندیری میں متحصن ہوا اور لشکر اسلام نے پہونچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ چھ ہزار راجپوتون کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد و اقوام میدنی رائے کے مکان میں کہ قلعہ کے اندر تھا داخل ہوئی اور دروازہ بند کرکے جنگ میں قیام کیا اور جب کام ہاتھ سے گیا جس طرح کہ اُنکی رسم ہے شمشیر برہنہ ایک کے ہاتھ میں دی اور ایک ایک نے اپنی خوشی سے اُسکے پاس جاکر گردن زیر تیغ رکھی اور مقتول ہوئے اور میدنی رائے بھی انھین کے ساتھ واصل جہنم ہوا قلعہ و لیا دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور وہ ممالک مسخر ہوئے اور فردوس مکانی نے مسجدین اور خانقاہین چندیری اور سارنگ پور اور رنتھنبور کی دیکھین کہ ان مین راے سین نے کفار حربی رانا اور میدنی رائے کے حکم سے ان میں حیوانات کاکرکے گوبر سے لیپا تھا اور زین صدر کی حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور موذن اور جاروب کش معین کرکے وظیفے مقرر کیے اور از سرنو اُس ملک میں اسلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ فتح دار الحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بدیہہ یہ تاریخ موزون فرمائی قطعہ تاریخ بود چندے مقام چندیری ٭ پر زکفار و دار حربی خوب ٭ فتح کردم بحرب قلعہ آن ٭ گشت تاریخ فتح دار الحرب ٭ پھر حکومت چندیری کی اُس کے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصر الدین مندوی کو کہ ملازم رکاب تھا تفویض فرمائی اور اسوقت خبر پہونچی کہ ایک جماعت امرا نے کہ افغانان شرقی کے دفع کے واسطے گئی تھی بیسرفہ جنگ کرکے شکست پائی ہے اس سبب سے فردوس مکانی بہ تعجیل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور رابری میں امراے شکست یافتہ ملحق ہوئے اور بادشاہ جب آب گنگ کے کنارے پہونچے تیس چالیس کشتی

بہم پہونچا کر پل باندھا اور حسین تیمور سلطان اور بھی امرا نے شروع عبور کیا اور افغانون نے مصلحت توقف مین نہ دیکھی فرار کو
قرار پر اختیار کیا اُسکے بعد حسین تیمور سلطان نے تعاقب کر کے افغانون کو آوارہ کیا اور اُنکے زن و فرزند بہت اسیر کیے
اور بادشاہ نے حوالی دریاے گنگ مین شکار کر کے آگرہ مین معاودت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولد بدیع الزمان میرزا
کو جو بلخ سے مفرور ہوکر دربار سلطانی مین حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت و اقبال محرم کی پانچوین تاریخ
سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری مین ماہ سریع السیر کے مانند بجانب گوالیار سوار ہوکے اور قلعہ گوالیار اور فیل سنگی اور عمارات
بکرماجیت اور راجہ مانسنگہ کو کہ اُس حصار مین ہین تفرج کر کے رحیم داد کے باغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگئے اور
اُس مقام مین گل سرخ آتشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ نہال اُسکے آگرہ مین لیجا کر بٹھا دین کس لیے کہ
اکثر وہ پھول برنگ شفتالو ہوتا ہے اور سرخ آتشین بہت کم دستیاب ہوتا ہے اور سیطرح سے مسجد جامع سلطان شمس الدین التمش کی
کہ گوالیار مین ہے زیارت کر کے بکرات و مرات فاتحہ آمرزش اُسکے واسطے پڑھا اُسکے بعد دار الخلافت آگرہ مین مراجعت فرمائی اور
رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہے کہ ماہ صفر کی تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک حرارت میرے بدن مین اس شدت سے ظاہر ہوئی
کہ مین نے نماز جمعہ کی مسجد مین بہ تشویش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لرزہ میرے جسم مین ظاہر ہوا اور اُسوقت مین
نظم کرنے رسالہ والدیہ خواجہ عبید اللہ احرار مین مشغول ہوا اور میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اگر یہ منظومہ مقبول آنحضرت ہووے مین اس
مرض سے نجات پاونگا جیسا کہ ایک شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑا اُسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو مین نے
وزن بحر رمل مسدس مخبون مین کہ سبحہ مولانا جامی سا ہے اُسی وزن کے ہر باختتام پہونچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جسوقت ایسا عارضہ
بہم پہونچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھوین ماہ ربیع الاول کو اُس الم سے مین نے نجات پائی
اور مراسم شکر پیش پہونچائے اور باغ ہشت بہشت مین مین نے بزم طوے ترتیب دی اور جب ایلچی اطراف ذولیاقت اور
روزبک اور ہندوون کے حاضر ہوئے طلا اور نقرہ مین نے بہ تراز یعنی بکثرت انھین امداد کیا اور مستحقین اور سادات وغیرہ
ہمیر بھی فیض رسان ہوا اور اخوند میر مورخ کتاب حبیب السیر اور مولانا شہاب الدین معمائی اور میرزا ابراہیم قانونی کہ ہرات
سے وارد ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اُسدن آکر ملازمت کی اور نوازشات سے ممتاز ہوکر
منجملہ مقربون سے ہوئے اور امرا اور خوانین اور مخصوصان لایق حال اپنے سا حق گذران کر لوازم شادمانی بجا لاے
اور اُسی سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان مین تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس ہفتہ مین کہ نصرت شاہ کے سر جاتے
کہ اُسی عرصہ مین نصرت شاہ ایلچیون کو بھیجکر مطیع اور منقاد ہوا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری والی احمدنگر نے عریضہ مضمون
تہنیت فتوحات سابقہ اور لاحقہ ارسال کر کے اظہار اخلاص اور انقیاد کیا اور اُس سال کے آخر مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود
ولد سلطان سکندر لودھی ولایت بہار پر متصرف ہوا اور بلوچون ! اتفاق عجیب کہ ملتان مین ظلم اور فساد کا علم بلند کیا ہے بادشاہ
مہمات ملتان کو تعویق مین ڈالکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کرہ مین نزول اجلال فرمایا جلال الدین شاہ شرقی نے لوازم
ضیافت اور پیشکش گذرانا اور عنایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہوکر تعجیل کیا
ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لاکر بھاگ گیا اور اُسی عرصہ مین افغانان بہار نے جمعیت بہم پہونچائی اور جنگ پر آمادہ ہوکر آب
گنگ کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر خوب گذر ہیدری کی طرف بھیجا کہ آپ سے عبور کر کے افغانون کے
سر پر جاوے اور خود بھی عبور کے متعہد ہوئے حسین تیمور سلطان اور توختہ بوغا سلطان نے پیشتر آب سے عبور کیا اور ہاتھی

نبرد سے افواج غنیم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس درمیان میں فوج میرزا عسکری کی کہ آب سے عبور کر گئی تھی نمایاں ہوئی افغانوں نے شکستہ دل ہو کر راہ فرار آگے لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیہ اطاعت دوش پر لیکر متعہد مہمات افغانان اُس حدود کا ہوا اور موسم برسات کا بھی پہونچا بادشاہ نے ایکبارگی اس جماعت کے استیصال پر کوشش نہ کی اور سلطان جنید برلاس کو اُس طرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعادت و اقبال آگرہ کی طرف معاودت کی اور جب قصبہ منیر میں پہونچے مزار شیخ یحیی پدر شیخ شرف الدین منیری کی زیارت کرکے خیرات بہت کی پھر بجانب آگرہ تشریف شریف ارزانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت پر چھوڑ کر اپنے والد ماجد کی ملازمت میں روانہ ہوا اُس وقت سلطان سعید حاکم اوزگند نے فرصت دیکھکر بدخشان کی تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دوغلات کو منقلاے کر کے لیے مسافت میں مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ میں حصاری ہوا اور سلطان سعید اُس کے محاصرہ میں مشغول ہوا جب کام پیش نہ گیا اور بدخشانیوں نے کہ اُسے طلب کیا تھا اُن سے یاری نہ دیکھی آتش نہب و غارت اُس ملک میں مشتعل کرکے پلٹ آیا لیکن خبر اُس کے مراجعت کی ابھی آگرہ میں نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا خان کو دی اور سلطان سعید کو تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالفت جانبین کا باعث ہووے معلوم نہیں ہے اور حقوق سابقہ و لاحقہ بہت ہیں اگر ملاحظہ خاطر ہندال میرزا نہیں کرتے ہو سلیمان میرزا کو کہ نسبت اُسکی فرزندی کی ساتھ ہمارے اور تمہارے ظاہر ہے میں نے بدخشان میں روانہ کیا ہے یقین کہ رعایت اور جانبداری اُسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد میں پہونچا اور سلطان سعید کو نہ دیکھا بے دردسری متصدی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند میں آیا اور اُس تاریخ سے تابک بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف میں ہے اور حالات اُنکے وقائع کے تقریبات میں تحریر ہونگے اور فردوس مکانی ماہ رجب ۹۳۶ سنہ نو سو چھتیس ہجری میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر بیصنور ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور دوا کچھ خلاف دیتا نتیجہ دیتا تھا یہانتک کہ حیات سے مایوس ہو کر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کرکے اپنا قائم مقام کیا اور دوشنبہ کے دن ماہ جمادی الاول کی پانچویں تاریخ ۹۳۷ سنہ نو سو سینتیس ہجری میں اس ارتفاع سے رخت حیات باندھ کر داعی حق کو لبیک اجابت کہا پھر بموجب وصیت میت آنحضرت کی کابل میں لیجاکر قدم رسول میں مدفون کی مادہ آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی باد ہے شہزادہ محمد بابر بارہ برس کے سن میں سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت میں مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اُس کے ملازم بارہا مکر و بیوفائی کرکے اُس سے جدا بلکہ اُسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب اُن پر غلبہ پایا امتقام انتقام میں نجاکر اُنھیں مورد انعام و احسان فرمایا اور علم فقہ حنفی میں مجتہد تھا اور نماز اُس سے فوت نہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور املا میں وحید عصر تھا وقائع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی میں اس طرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہیں جیسا کہ خانخانان ولد بیرم خان نے اکبر شاہ کے عہد میں اُسے فارسی میں ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہے اور شکل شمائل مرغوب ساتھ خوش کلامی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اُسکی ہے بیت

یاد آتی ہے کہ بے طوطی ست * نزدیک عقد کہ زاغ سیرہ اشعوان من *

اور ادراک اُسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت میں پہونچا شہزادہ نے اُس سے پوچھا کہ عمر تیری کس قدر ہے شیخ نے کہا پیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم و قبل ازین بدو سال چہل و ہشتم و اکنون نیز چہل دارم

شہزادہ نے فی الفور سنجر کا مقصود دریافت کر کے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اُسکی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑوں میں پہونچا اور برف اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال و اسباب قافلہ والوں کا فراہم کر دیا اور ہرچند کوئی وارث حاضر نہ تھا اور احتیاج بدرجۂ اعلیٰ رکھتا تھا آدمی اطراف و جوانب میں بھیجکر ورثہ کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب وہ حاضر ہوئے تمام اسباب بلا تامل اُنکے سپرد کیا اور باوجود اُسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکر کشی اور جنگ وغیرہ میں گذری لیکن سررشتہ عیش و عشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشاط آراستہ کر کے جوانان خورشید عذار مہ جبین کیا ہر دم کیا کرتا جلسہ میں جمع کرتا تھا اور کابل کے باہر دامنہ کوہ میں ایک مرغزار کرشل بہشت بریں کے تھا ایک حوض کو ایک سنگ میں کندہ کر کے شراب ارغوانی سے پر کرتا تھا اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کے ہمراہ بجام نشاط ایسا پاکر کے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اُس حوض کو خوشنال کے کنارے کندہ کروائی تھی بیت نوروز و نوبہار و مے و دلبری خوش است ٭ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست ٭ اور طناب پیمایش جو سفر اور شکار میں پیچھے سے زمین کو ناپ لیجاتی تھی ہندوستان میں مخترعات اُس شہنشاہ بے نظیر سے ہے سو طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز تو مشتمل مستوی الخلقۃ اور گز سکندری جو پیشتر ہند میں مروج تھا متروک ہو گز بابری نے اوائل عہد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان میں رواج بہم پہونچایا اور چونکہ بادشاہی معظم بلاد ہندوستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد میں منتقل ہوئی لہذا واجب جانا کہ تھوڑا ابرشاہ کا اصل و نسب خامہ سحر طراز کے بار ہی ترک سے اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف برثبت کروں پوشیدہ نہ رہے کہ چنگیز خان بن یوگا بہادر بن برتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان نے اپنے عین حیات میں ہر ایک کو مالک اور مرتبہ والی اور ایاق اور امر تعین فرما کر چار الوس بہم پہونچائے اور ایک قانون زبان مغلی میں کہ اُسے تورہ کہتے ہیں اُنکے درمیان چھوڑا اور آسامی پسران مذکور کے یہ ہیں اوگتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان اور اوگتائی قاآن اگرچہ سب سے چھوٹا تھا لیکن جو از روئے عدالت اور کرامت کے اپنے بھائیوں پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے ولیعہد ہوا قراقرم اور کوران میں کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہو بادشاہ ہوا اور شرب شراب کی افراط سے سنہ چھ سو تیس ہجری میں مرگیا اور چغتائی خان کہ حسب اعتبار دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوگتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اوگتائی قاآن بھی اُس کی نسبت رعایتیں دلجوئی عمل میں لاتا تھا یہاں تک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اُسکا ملازم کیا اور چغتائی خان بحکم چنگیز خان ماوراءالنہر اور ترکستان اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف میں رکھتا تھا سیاست اور ریاست اور اطلاع اُمور پادشاہی اور تورہ چنگیز خانی میں سب بھائیوں سے ممتاز اور متمیز تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورگان تھا چنگیز خان کے حکم سے امیرالامراے چغتائی خان تھا اور جو وہ عیش و شکار میں نہایت مشغول اور مشغوف اور اکثر اوقات میں مصروف رہتا تھا اسواسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت میں قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک الوس چغتائی کا بروجہ احسن کفایت فرماتا اور دوسرا جوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قبچاق اور خوارزم اور خزر اور بلغار اور سقسین اور آلان اور آس اور روس اور حدود شمالی اُسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوگتائی قاآن اور چغتائی خان کے باوجود اُس کے کہ ایک ماں سے تھے دشمنی تھی اور طعن اُس کے نسب میں کرتے تھے اور ماں ان تینوں

کی پوتی تھیں دختر بادشاہ مصر تھی اور جوجی خان چنگیز خان کی فوت سے چھ مہینے پہلے بعد اوائل شہور سنہ ۶۲۴ چھ سو
چوبیس ہجری میں فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ ہفتم دشت قبچاق کہ جوجی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل
اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اُس سے منسوب ہیں اور اسلام دشت قبچاق میں اُسنے آشکارا کیا اور
دوسرا تولی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے محبوب تر تھا اور سب بھائیوں سے مقام صداقت میں تھا اور
وہ زمانہ یورش خطا سنہ ۶۲۸ چھ سو اٹھائیس ہجری میں مرگیا اور ایک بیٹا اُس کا کہ قبلا قاآن بن تولی خان تھا شاہ خطا
ہوا اور شہر خان وہ بالغ بنا کر کے ایک نہر عظیم دریاے زیتون سے کہ از بنا در بند ہے چالیس روزہ راہ طے کر کے
اُس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران میں
متوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانیہ کی یہاں تک ظاہر اور روشن ہوئی آپ جاننا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکان
کی قراچار نویان کی طرف اس طور پر ہے امیر تیمور بن امیر طرغائی بن امیر برکل بن امیر ایلنگیز بہادر بن ایجل نویان بن قراچار نویان
اور نسبت قراچار ساتھ الانقوا کے یوں ہے قراچار بن سوغو بیجی بن ایراچی برلاس بن ناہوئی برلاس بن قاچولی بہادر بن
تومنائی خان بن بایسنقر خان بن قیدو خان بن توطین بن یوقائی بن بوزنجر بن الانقوا و الانقوا بہرام چوبینہ کی دختر
سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر بلید وزخان سے تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب میں مذکور ہے تو نجر کے
ساتھ پہونچتی ہی اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی حین حیات سمرقند میں فوت ہوا اور دوسرا
میرزا شاہ رخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان چوتھا میرزا میران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اسواسطے
صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہاے دراز چاروں بھائیوں نے ہر ایک مقام میں بجاے خود نوبت بادشاہی
بجائی جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبۂ چہارم میں کہ میران شاہیہ میں دولت و سلطنت باقی ہے
اور ہندوستان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان میں فرمان روا ہے۔ ذکر جلوس

## نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان میں اور بیان اخبار اُس بادشاہ جم جاہ اور جانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبۂ شیر شاہ افغان کے

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط میں مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرۂ تمام رکھتا تھا
جیسا کہ کرۂ ارض کو مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم کیا اور الوان مناسب سے رنگ کر کے ہر ایک فلک میں کواکب اُس کے
ثبت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول میں کہ ساتھ قمر کے منسوب ہے مثل ایلچیان و مسافران اور شاطران
کے رہتے تھے اور مجلس دوم میں کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہے بوڑھے اور مثل اُنکے بسر لیجاتے تھے اور باقی
کو اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک مجلس کے مجالس سبعہ سے جامہ اس رنگ کا کہ ساتھ اُس مجلس کے نسبت رکھتا
تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روز ہاے ہفتہ سے ایک ایک دن ان مجالس میں بسر لیجاتے تھے اور رسم [illegible]
کا اس کتاب میں اکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے نام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پکڑا
اُس کے بھائی کامران میرزا طمع مملکت پنجاب میں کر کے بہ بہانہ پرستش اور مبارکباد کے ہند کی طرف روانہ ہوا جنت آشیانی
مکارم اخلاق سے اغماض عین کر کے مقام سازگاری میں ہوے اور پنجاب اور پشاور اور لمغان کو کابل اور قندھار اور
بامیان میں اضافہ کر کے فرمان اقطاع اور ضبط اُس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات

عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری مین قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے
لشکر کھینچکر محاصرہ کیا چونکہ اس مدت مین محمود خان ولد سکندر لودھی مین افغان کے اتفاق سے جونپور پر متصرف
ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار راے کالنجر سے پیشکش لیکر بتعجیل تمام جونپور کی طرف گیا اور افغانون کو
جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اُس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرماکر آگرہ کی طرف
مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے
سرفرازی بخشی از انجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش مع تکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن وطوے ایلچی شیرخان
کے پاس بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اُسنے انکار کیا اُس طرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ ان دنون مین
سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھا کر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ نے قلعہ چنار کو ساتھ شیرخان کے مقرر رکھا اور صلح
گونہ درمیان مین لاکر مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ مین نہ پہنچا تھا کہ قطب خان ولد شیرخان کہ باپ کی طرف سے ملازم
رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا نبیرہ سلطان حسین میرزا نے یہ داعیہ کیا کہ جنت آشیانی
کو باتفاق امراے چغتائی درمیان سے اٹھا کر خود متصدی امراء شاہی ہند ہوے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک
مرتبہ گناہ اُسکا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخر کار چونکہ فتنہ و فساد باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نہ کرسکے
پھر در پے مخالفت ہوا اس مرتبہ اُسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اسے قلعہ بیانہ مین محبوس کرے اور محمد سلطان
دختر زادہ سلطان حسین میرزا اور نخوت سلطان کو کہ امراے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا
کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونون کی آنکھون مین میل کھینچین اور جو شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا نخوت سلطان کو چھوڑ
کر کے محمد سلطان کے بارہ مین اُسنے اغماض کیا اور اُسکی آنکھ کی تیلی مین ضرر اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا یادگار
کے نوکرون سے سازش کرکے اُس قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کورون کے مانند گوشہ مین تھا وہ بھی
ایک جماعت کو اپنا یار کرکے باتفاق اپنے فرزندون سمیان الغ میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کی طرف مفرور ہوا اور
کچھ اُس نواح سے اپنے تصرف مین لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل اور افغان اور راجپوت سے فراہم کیے اور جنت آشیانی نے
چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بسبب اُس کے کہ وہ از روے تکبر اور تجبر حرفہاے ناخوش
زبان پر لایا تادیب اُس کی وجہ ہمت کرکے جو پاے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتور ہوا
اور وہانکے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دار الملک دہلی سے بقصد گوشمال بادشاہ
اور رانا کی اعانت کے نہضت فرمائی جب کہ نواح گوالیار مین پہنچے باقتضاے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ
کی طرف بازگشت فرمائی اور رانا نے معاونت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش دیکر بہادر شاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو قید محاصرہ
سے مخلص کیا بہادر شاہ نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے
ندرو سے تقریر علاء الدین ولد بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اُسکے پاس آیا تھا تقویت کرکے تسخیر دہلی کی طامع ہوا اور تاتار خان
ولد علاء الدین کو سپہ سالار کرکے مع چالیس ہزار سوار افغان کے آنحضرت کے اطراف ولایت پر تعین کیا اور اُسنے
تھوڑے عرصہ مین قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک جولانگاہ لشکر کیا تاخت و تاراج کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع
ایک جماعت امراے مغل تاتار خان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر توجہ

سے سراسان ہوکر متفرق ہوئی اور تاتار خان نے جو مغرور ملازمہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور
مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہوکر مع تین سو آدمی روسا کے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال
نے قلعہ بیانہ کو سخر کیا اور مظفر اور منصور ہوکر مراجعت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی نے سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین
پھر تسخیر چتور کا عازم ہوا اور لشکر جرار اُس طرف لے گیا اور جنت آشیانی نے احتیاطاً دہلی مین دریاے جون کے
کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اُسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر گجرات
کی طرف کہ ممالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ دو بیت موزون کرکے اُس کے پاس بھیجین قطعہ اے کہ ہستی عنیم شہر
چتور ؛ کافران را چہ لو میگیری ؛ بادشاہی رسیدہ بر سر تو ؛ تو نشستہ چتور میگیری ؛ اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ اور نرمی
نہ کرکے یہ جواب تحریر کیا قطعہ مین کہ ہستم عنیم شہر چتور ؛ کافران را بجور می گیرم ؛ ہر کہ بلند حمایت چتور ؛ تو ہمین کشش
چہ طور می گیرم ؛ کہتے ہین بہادر شاہ نے جواب ناصواب بھیجنے کے بعد اپنے مقربون سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب
دیا کہ جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہے اول اُس کی مہم سے مفروغ ہونا چاہیے اُسکے بعد قلعہ کی تسخیر مین مشغول
ہونا لازم ہے اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہے حمایت کفار کی بدنامی سے اندیشہ کرکے ہمارے سر پر
نہ آویگا بہتر یہ ہے کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ مین رکھتے ہین انجام کو پہونچا دین اور حصار کے فتح
ہونے کے بعد دوسرے کام مین مشغول ہون بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش
کی اور جنت آشیانی نے یہ حکایت سماعت کرکے سارنگ پور مین اس قدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا
اور جو اُسکا اقبال منزلی کی طرف رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے مقام ستیزہ مین ہوا اور سنہ ۹۴۱ نو سو
اکتالیس ہجری مین کوچ بر کوچ آنحضرت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالا اور جنت آشیانی کہ
اس طرح کی مروت حق مین اُس کے بجا لایا تھا ہرگز اس قسم کی بے ادبی کا گمان نہ رکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا
اور اُس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور مین لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے کہ توپخانہ
بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب اختیار اُسکے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھدوا کر ارابے آتشبازی
کے اور دونے گرداگرد کھینچے اور اُس کی آڑ مین دو مہینے تک لشکر چغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ
افروختہ کرتا تھا اور اُس کا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد پر کھینچکر ضائع کرے لیکن جب فرمانروای چغتائی
نے یہ امر دریافت کیا امرا اور سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر نہ جاوین اور پانچ چھ ہزار مغل تیر انداز جنگ دیدہ
قزاق ہوکر لشکر گجرات کے اطراف و جوانب تاخت و تاراج کرین اور غلہ اور علف کی رسد یک قلم روکین
اس وجہ سے گجراتیون مین سخت قحط پھیلا اور بکثرت ہاتھی گھوڑے و آدمی ہلاک ہوئے بہادر شاہ گجراتی نے دیکھا
کہ توقف مین گرفتاری یقینی ہے ناچار رات کو سراپردہ کی پشت چاک کرکے مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور
و قادر شاہ مالوی و صدر جہان اور دو معتمد دیگر جملہ پانچ آدمیون کے ساتھ مندو کی طرف بھاگا اور لشکری
بھی مطلع ہوکر بحال ابتر ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ بادشاہ ہمایون نے قلعہ مندو تک تعاقب کیا اور جو
سامنے آیا مارا گیا اور جنت آشیانی نے قلعہ کو محاصرہ کرلیا کچھ دنون بعد ایک رات تین سو مغل قلعہ پر چڑھ گئے۔
چونکہ گجراتیون کو مغلون کے نام سے خوف سا پایا ہوا تھا بدون تعداد دریافت کیے بے تحاشا نکل بھاگے۔ بہادر شاہ نے

جانپانیر

بھی تکیہ سے سر اُٹھا کر حال پریشان دیکھ کر پانچ چھ ہزار سوار سے جنپانیر کی راہ لی۔ یہی شہر ان دنون پایۂ تخت گجرات بنایا تھا۔ جنت آشیانی نے تعاقب کیا قریب تھا کہ بہادر شاہ گرفتار ہو جاوے لیکن اُس کے امیر الامرا صدر جہان خان نے جو مرد فاضل تھا سر راہ ہو کر سینہ سپر کر دیا اور ایسی سخت جانسپاری کی کہ بہادر شاہ دور نکل گیا اور جنت آشیانی نے بذات خود صدر جہان کو تلوار پر رکھ لیا اور وہ زخمی ہو کر قرار سے عاجز ہو کر قلعہ سونگرہ میں جو ارک مندو تھا گھس گیا اور دوسرے روز امان لے کر نکلا اور قلعہ ملازمان شاہی کے سپرد کیا۔ جنت آشیانی نے اس کی وفاداری و جان سپاری دیکھ کر اپنا ملازم و مقرب بنا لیا۔ القصہ بادشاہ نے قلعہ مستحکم مندو ملازمان درگاہ کے سپرد کر کے تین روز بعد بہادر شاہ کا تعاقب کیا۔ بہادر شاہ نے قلعہ جانپانیر سے جس قدر زر و جواہر اُٹھ سکا ساتھ لیا اور احمد آباد گجرات کی طرف بھاگا۔ بادشاہ نے جانپانیر کو تاراج کر کے دولت خواجہ بر لاس کو محاصرہ قلعہ کے واسطے چھوڑ کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا۔ بہادر شاہ نے وہان سے بھی بھاگ کر کھمبایت کی راہ لی اور جب بادشاہ نے کھمبایت کا قصد کیا تو بہادر شاہ نے مضطرب ہو کر جزیرۂ دیو کی طرف گریز کی اور اسی روز شام کو جنت آشیانی کھمبایت پہونچے۔ دو روز مقام کے بعد معلوم ہوا کہ گجراتیون کا خلاصہ خزانہ جنپانیر میں ہے۔ پھر جنپانیر میں آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اختیار خان قلعہ دار نے سخت محافظت کی لیکن اس کی حرص نے کام خراب کر دیا۔ اس کی تفصیل یہ کہ اختیار خان کے پاس ذخیرہ کئی سال کے واسطے کافی موجود تھا پھر بھی اس نے زمینداروں کے ذریعہ سے غلہ وگھی و گھاس منگوائی اور اس قلعہ کے ایک طرف بہت گھنا جنگل تھا ادھر محاصرہ والی فوج نہ تھی زمینداروں کے ذریعہ سے یہ چیزیں قلعہ پر کھینچ لائی جاتی تھیں۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ گرد قلعہ کے دورہ کرنے سوار ہوئے جب اس طرف پہونچے تو جنگل سے کچھ لوگ نکلتے دیکھے جو فوج کو دیکھتے ہی پھر جنگل میں بھاگ گئے۔ بادشاہی لوگون نے تعاقب کیا اور چند آدمی گرفتار کر لائے جنھون نے جان کے خوف سے حال بیان کر دیا اور ساتھ لیجا کر وہ موقع دکھلا دیا۔ بادشاہ نے لشکر کے لوہارون سے آہنی میخین بنوائین۔ اور ایک رات چاندنی مین قلعہ پر ہر طرف سے لڑائی ڈالی کہ شور و غل بلند رہے اور خود تین سو بہادر جوان لے کر جنگل کی راہ سے وہان پہونچے اور فولادی میخین ادھر اُدھر گاڑتے اور چڑھ کر پھر دوسری گاڑتے چنانچہ اوپر تک پہونچین اور صبح کے قریب فوج کو زیادہ زور ڈالنے کا حکم بھیجا اور اہل قلعہ کا اس طرف گمان بھی نہ تھا۔ ہمہ تن افواج کی طرف مشغول رہے۔ بادشاہ نے اول اڑتیس آدمی چڑھائے پھر بیرم خان خانان پھر ذاتی شجاعت کی وجہ سے خود بادشاہ اوپر چڑھ گئے اور صبح تک باقی سب آدمی بھی چڑھ آئے جنت آشیانی نے جوش شجاعت مین یہ ایسا دشوار معرکہ زمانہ کے لوح جبین پر نقش کر دیا جس کی نظیر بہت کم بادشاہون مین نظر آئیگی۔ الغرض صبح کو تکبیر کہتے ہوئے دروازہ قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور محافظون کو شکست کر کے لشکر کے واسطے دروازہ کھول دیا اور ایسا مستحکم قلعہ اس دلیرانہ تدبیر سے فتح کر لیا۔ اس روز تمام اہل قلعہ قتل ہوئے سوا اختیار خان و اس کے متعلقین کے جو ارک مولیہ مین گھس گئے تھے۔ اختیار خان نے بھی نہایت اضطراب سے امان مانگی اور باہر آ کر خاک بارگاہ کو بوسہ دیکر معافی کا خواستگار ہوا چونکہ گجراتیون مین فضیلت رکھتا تھا بادشاہ نے معاف کیا بلکہ تربیت فرما کر ندیم مجلس خاص بنا لیا۔ اس روز جنت آشیانی نے دست کرم کشادہ فرما کر شاہان گجرات کے خزانی زر سرخ و سفید ڈھالین بھر بھر کے تقسیم فرمائے اور نفائس متاع روم و فرنگ و خطا و چین وغیرہ

جو سالہا سے دراز سے سرکار گجرات میں اندوختہ تھے سب تاراج ہوئے۔ بہادر شاہ نے تیمور بیگ سے چنگیز خان
مقتول کے والد عماد الملک چرکس کو احمد آباد روانہ کیا کیونکہ رعایا نے باوجود اس حالت کے عرضداشت کی تھی کہ
جس معتمد کو حکم ہو خراج ادا کیا جاوے۔ عماد الملک نے احمد آباد میں آکر چند روز میں پچاس ہزار لشکری جمع کیے
اور روز بروز اس کی قوت بڑھنے لگی۔ جنت آشیانی نے یہ خبر سنکر جانپانیر کا صوبہ ہندو بیگ مغل کو حوالہ کیا اور
خود بجانب احمد آباد متوجہ ہوئے اور مرزا عسکری کو مقدمہ لشکر چغتائی کر کے آگے کیا۔ عماد الملک نے قصبہ محمود آباد
کے قریب مرزا عسکری سے مقابلہ کر کے شکست کھائی اور بادشاہ نے احمد آباد مرزا عسکری کو حوالہ کیا اور اسی طرح
امرائے لشکر میں سے ہر ایک کو صوبجات پر مقرر فرما کر مرزا عسکری کا ماتحت کیا اور خود برہان پور کی جانب متوجہ
ہوئے۔ برہان نظام شاہ و عماد شاہ و دیگر حکام دکن نے عرائض فرمانبرداری ارسال کیے کہ خاندیس کے
تسخیر سے معافی دیجاوے لیکن ہنوز یہ عرضیاں نواب درگاہ تک نہ پہونچی تھیں کہ بادشاہ کو شیر خان افغان کی ہنگامے
کی خبر پہونچی اور بادشاہ نے مملکت برہان پور کو زیر و زبر کرنے کے بعد مندو کی طرف معاودت فرمائی اور وہان
مولف تاریخ حبیب السیر نے جو ملازم رکاب تھے مرض اسہال سے رحمت ایزدی میں مقام کیا اور وصیت کے مطابق
انکی نعش دہلی لیجا کر جوار حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ میں دفن کی گئی اور بادشاہ نے آگرہ کی جانب کوچ فرمایا
یہان عماد الملک و دیگر امرائے گجراتی نے جمعیت بہم پہونچا کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور ہر طرف شورش پیدا ہوئی
اور یادگار ناصر مرزا حاکم پٹن و قاسم حسین سلطان حاکم بھروچ نے دشمنوں کے غلبہ سے وہ مقامات چھوڑ دیے اور سب
مرزا عسکری کے پاس جمع ہوئے اتفاقاً ایک روز مرزا عسکری نے مجلس شراب میں کہا کہ ہم لوگ بادشاہ ظل اللہ
ہین مہدی قاسم خان کے بھائی غضنفر نے جو مرزا کا کوکہ تھا آہستہ سے کہا کہ ہان مگر خود نہیں ہو۔ پاس والے ہنس
پڑے اور مرزا نے حقیقت حال سے واقف ہو کر غضنفر کوکہ کو قید کیا وہ چند روز بعد رہائی پا کر جزیرہ دیو میں بہادر شاہ
گجراتی کے پاس چلا گیا اور اس کو احمد آباد آنے کی ترغیب دی اور کہا کہ مجھے مغلوں کے کچھ حالات خوب معلوم ہین
وہ سب بھاگنے والے ہین صرف بہانہ چاہتے ہین تو مجھے مقید کر کے لے چلو اگر وہ تم سے جنگ کرین تو مجھے ہلاک
کرنا۔ بہادر شاہ نے زمینداران سورت کو متفق کر کے اچھی جمعیت حاصل کی اور احمد آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت
امیر ہندو بیگ نے مرزا عسکری سے کہا کہ سکہ و خطبہ اپنے نام کر تا کہ سپاہیوں کو جان نثاری میں امیدواری ہو۔ یہ
تو مرزا سے موصوف کی دلی آرزو تھی لیکن اس مجلس میں قبول نہ کیا بلکہ ہندو بیگ کو ملامت کی اور امرا کو ساتھ لے کر
احمد آباد سے باہر اساول کے پیچھے سرکیج کے محاذی لشکرگاہ بنائی جب بہادر شاہ مقابل میں اترا تو اتفاق سے
مرزا عسکری کی طرف سے ایک گولہ توپ ایسا چلا کہ بہادر شاہ کی بارگاہ اوندھی گری - بہادر شاہ نے غضبناک
ہو کر غضنفر کو قتل کرنے کا قصد کیا۔ غضنفر نے کہا کہ صباح تک میرے قتل کرنے میں تاخیر کی جاوے کیونکہ مین
خوب جانتا ہون کہ آج ہی رات کو مرزا بھاگ جاوے گا۔ چنانچہ رات کو مرزا عسکری نے اس غرض سے جانپانیر کا
قصد کیا کہ وہان کے خزانہ شاہی پر قبضہ کر کے خطبہ و سکہ اپنے نام کرے۔ بہادر شاہ دو تین روز تعاقب کر کے لوٹ
آیا اور اپنی خوش قسمتی پر نازان ہو کر مستقل ہوا۔ مرزا عسکری کے ارادہ سے جب تردی بیگ کو خبر ہوئی تو اس نے
مدافعت و مخالفت کی اور مرزا عسکری فتح سے مایوس ہو کر خراب خستہ آگرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ فوج و حشم

جمع کر کے شاہی کا ڈنکہ بجا دے۔ جنت آشیانی نے مندو وغیرہ سے قطع نظر کر کے بعجلت آگرہ کی طرف کوچ کیا کہ مبادا مرزائے مذکور وہان فتنہ برپا کرے۔ مرزا نے جب دیکھا کہ جنت آشیانی خود آ گئے تو مجبوری سے اپنے خیالات سے نادم ہو کر یادگار ناصر مرزا و قاسم حسین و دیگر امرا کو ساتھ لے کر ملازمت بادشاہ مین حاضر ہو کر عذر پیش کیا کہ مجھسے گجرات کا ضبط نہ ہوگا اس لیے مجبوراً حضوری مین حاضر ہوا ہون۔ بادشاہ نے کمال مروت و مروت سے کچھ نہ کہا اور اس عرصہ مین تردی بیگ نے بھی صلح کے ساتھ قلعہ چانپانیر بہادر شاہ کے سپرد کر کے حضوری حاصل کی اور فساد نیت وکفران نعمت کی وجہ سے مالوہ و گجرات جیسی سلطنت جو اس شفقت سے مفتوح ہوئی تھی سمنت ہاتھ سے گئی اور شوکت سلطنت مین خلل پیدا ہوا علاوہ دیگر امور کے ان دنون بادشاہ کے مزاج پر افیون نے ایسا غلبہ کیا کہ دیوانداری کم کر دی اور اکثر خلوت مین رہتے تھے اور مفسدون نے ہر طرف سے شورش پیدا کی اور انھین ایام مین رکن شاہی امیر جنید برلاس حاکم جونپور نے انتقال کیا۔ یہ امیر صاحب اقتدار تھا جو اپنی قوت و تدبیر سے شرقی افغانون مین سے بعضون کو بزور شمشیر اور بعضون کو بحسن تدبیر مغلوب و منکوب کیے رکھتا تھا جب اسنے سنہ ۹۴۳ نو سو تینتالیس ہجری مین انتقال فرمایا اور شیر خان افغان جو امرائے افاغنہ مین سب سے زیادہ قوی تھا رہتاس و بنگالہ مین کر و فر دکھاتا تھا اور چون پور تک بے ادبی و شوخی کرتا تھا لاچار بادشاہ نے سنہ ۹۴۴ نو سو چوالیس کے اٹھارھوین ماہ صفر مین خود سفر کیا اور جا کر چنارگڈھ کا محاصرہ فرمایا اور غازی خان سور حاکم قلعہ نے مدافعہ مین دلیری کی اور طول محاصرہ کو چھ ماہ ہو گئے اور روزانہ جنگ مین بہت آدمی ضائع ہو گئے آخر بادشاہ نے رومی خان کو جو بہادر شاہ گجراتی سے جدا ہو کر ملازم ہوا تھا نوازش فرما کر فتح قلعہ اس کے حوالہ فرمائی۔ رومی خان نے قلعہ کو ہر طرف ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ تین طرف خشکی سے بہت مستحکم ہے لہذا چوتھی جانب جدھر دریائے گنگ تھا بڑی کشتی بنائی اور اس پر سرکوب اٹھانا شروع کیا جب کشتی بوجھ نہ اٹھا سکی تو اس کے ادھر ادھر دو کشتیان اور باندھین اور سرکوب اونچا کیا جب پھر بوجھ پڑا تو بدستور سابق دو کشتیان دیگر اضافہ کین اور برابر اسی طرح حکمت سے کشتیان بڑھا کر سرکوب کو قلعہ سے ملا دیا اور اس تدبیر سے بہت آسانی سے قلعہ فتح کیا اور رومی بہت سرفراز ہوا۔ اسی زمانہ مین سلطان محمود حاکم بنگالہ جلال خان ولد شیر خان کے مقابلہ سے شکست کھا کر زخمی بادشاہی لشکر مین آیا اور بہت عاجزی سے یورش بنگالہ کے واسطے التجا کی۔ بادشاہ شروع ۹۴۵ نو سو پینتالیس مین تسخیر بنگالہ کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ شیر خان نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے جلال خان کو مع خواص خان کے گڈھی کی محافظت کے لیے روانہ کیا۔ یہ گڈھی درمیان بہار و بنگالہ کے ایک مستحکم مقام ہے اس کے ایک طرف بہت بلند پہاڑ ہے جس مین نہایت گنجان غار و جنگل ہے جس سے گذر نہایت دشوار بلکہ ممتنع ہے اور دوسری طرف دریائے گنگا بڑے زور و شور سے جاری ہے جس کے پار اترنا نہایت مشکل ہے جنت آشیانی نے راہ سے جہانگیر بیگ مغل کو گڈھی فتح کرنے کے لیے اور ہندال مرزا اپنے بھائی کو محمد سلطان مرزا کا فتنہ دفع کرنے کے لیے روانہ فرمایا جہانگیر بیگ مغل جیسے ہی گڈھی پہونچا بہنوز اسباب سفر بھی نہ اتارا تھا کہ جلال خان و خواص خان نے یکبارگی آ کر دھاوا کیا۔ جہانگیر بیگ نے شکست و زخمی ہو کر اپنے تئین شاہی لشکر مین پہونچایا۔ جب بادشاہ بھی جلدی گڈھی مین پہونچے تو جلال خان و خواص خان

وہان سے بھاگ کر گور مین چلے گئے اور بادشاہ باطمینان گرطھی سے پار ہو گئے - شیر خان نے یہ خبر سنکر بحالت اضطراب مین سلاطین گور و بنگالہ کا خزانہ جو انھین دنون ہاتھ آیا تھا ساتھ لیکر کوہستان جھارکھنڈ کی راہ لی - بادشاہ شہر گور مین جو دار السلطنت بنگالہ ہے پہونچ گئے اور اسکو مسخر کر کے اس کے مکروہ نام کو جنت آباد سے بدل دیا اور تین مہینہ وہان توقف کیا لیکن وہان کی خراب آب و ہوا سے اور سخت مشقت اٹھانے سے بہت گھوڑے و اونٹ تلف ہوے اور آدمی بھی بکثرت بیمار پڑ گئے اور عجب خراب حالت پیدا ہو گئی - اس حالت مین وحشتناک خبر بھائیون کی مخالفت کی پہونچی کہ مرزا ہندال نے محمد سلطان مرزا کا فتنہ دور کرنا تو ایک طرف کیا اور آگرہ پہونچکر مخالفت کی بنیاد ڈالی اور پہلے بادشاہ کے پیشوا و پیر شیخ بہلول کو اس بہانہ سے کہ وہ افغانون کے شریک و مخبر ہین قتل کیا پھر اپنے نام کا خطبہ شاہی پڑھا اور جانب دہلی کوچ کیا اور تسخیر کے واسطے محاصرہ کر لیا - بادشاہ یہ اخبار متوحش سنکر دلگیر و محزون ہوئے اور فی الحال بنگالہ جہانگیر بیگ و ابراہیم بیگ کو سپرد کیا یہ دونون مغل کے امراے کلان سے تھے اور تیزی کے ساتھ آگرہ کی جانب متوجہ ہوئے - شیر خان کو جب لشکر شاہی کی پریشانی اور مرزا ہندال وغیرہ کی مخالفت سے اطلاع ہوئی تو رہتاس سے لشکر جرار لیکر روانہ ہوا اور جب بادشاہی لشکر جوسا پر پہونچا تو شیر خان نے سد راہ ہو کر تین مہینہ تک مقابل مین پڑا ؤ کیا اور ہر طرح کی مزاحمت و تشویش پہونچانے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اسی حالت سخت مین کامران مرزا نے یہ اخبار سنکر لاہور سے دس ہزار سوار لیکر دہلی فتح کرنے کا قصد کیا - اور کوچ بکوچ جب دہلی پہونچا تو مرزا ہندال جو پہلے ہی سے محاصرہ کیے ہوئے تھا کامران مرزا سے متفق ہو گیا اور دونون نے محاصرہ مین سعی کی - اتنے مین فخر الدین علی کوتوال دہلی نے قلعہ سے نکلکر کامران مرزا سے عرض کیا کہ مین نمک حرامی نہین کر سکتا ہون بہتر یہ کہ پہلے آپ آگرہ فتح کرین تو دہلی خود ہی آپ کے واسطے ہو جائیگی - مرزا کامران نے اس کلام معقول کو قبول کیا اور جانب آگرہ روانہ ہوا وہان پہونچنے سے پہلے ہی دونون بھائیون مین اختلاف ہوا آخر مرزا ہندال پانچ ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لیکر الور چلا گیا اور کامران مرزا نے آگرہ مین علانیہ مخالفت کا اظہار کیا - جنت آشیانی نے جوسا سے بار بار بھائیون کو لکھا کہ تمام فتنون کی جڑ شیر خان افغان بہت زبردست دشمن باسامان ہے اور حالت خطرناک ہو رہی ہے وقت مین برادران عزیز کو چاہیے کہ فی الفور یہان پہونچکر اول اس کا فتنہ دور کرین تاکہ سلطنت ہندوستان جو فردوس مکانی (بابر بادشاہ) نے اس مشقت سے حاصل فرمائی تھی دفعۃً ہاتھ سے جاتی نہ رہے اور اولس چغتائی تباہ نہ ہو اور بعد دفع دشمن کے انشاء اللہ تعالے ممالک بھائیون کی خواہش کے موافق تقسیم کرنے مین مجھے کچھ عذر نہ ہوگا - ہر چند بادشاہ نے مکرر نصائح سے اظہار محبت کیا مگر نا سعادت مند بھائیون مین جو برادران یوسف سے بھی بڑھے ہوئے تھے کچھ اثر نہ ہوا اور جہالت و فساد مت سے کہنے لگے کہ شیر خان نے اگر ہمایون کو شکستہ و تباہ کیا اور ہم سلامت رہین تو بہت آسانی سے شیر خان کو دفع کر کے ہندوستان کی بادشاہت باہم تقسیم کر لین گے - اس درمیان مین شیر خان نے از راہ مکر اپنے پیر شیخ خلیل درویش کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور صلح کی درخواست

کی بادشاہ نے بھی بمقتضاے وقت قبول کیا اور مقرر ہوا کہ بنگالہ و رہتاس پر شیرخان کفایت کرے اور وہان
کا سکہ و خطبہ بادشاہ کے نام رہے۔ چنانچہ اسپر شیرخان نے کلام الٰہی کی قسم کھائی اور سپاہ مغل آسودہ و مطمئن
ہوئی لیکن دوسرے روز شیرخان سنہ ۹۴۶ نوسو چھیالیس مین افواج آراستہ و مکمل لیکر یکبارگی لشکر چغتائی
پر آگرا اور وہ لوگ صفین بھی درست نہ کرنے پائے اور بعد جنگ کے غالب آیا اور گھاٹ جہان کشتیان تھین
بند کرلیے۔ اس پریشانی مین شاہ و گدا و میر و وزیر بوجہ افغانون کے تعاقب کے بے اختیار پانی مین گرے
اور سواے ہندوستانیون کی صحیح روایت کے موافق سات آٹھ ہزار مغل جن مین محمد زمان میرزا بھی تھے
غرق بحر فنا ہوئے اور بادشاہ کو نظام نامی سقے نے بمحنت و مشقت پار اُتارا بادشاہ نے وعدہ دیا کہ تجھے
آدھے دن آگرہ کی بادشاہی عطا کرونگا چنانچہ آگرہ پہونچکر اپنا وعدہ پورا کیا اور اُسنے اتنی ہی دیر مین اپنی
اقوام کو مالا مال کرلیا اور اہل فوج مین سے جو لوگ بچے تھے بادشاہ سے ملحق ہوتے اور جب آگرہ سے قریب
ہوئے تو کامران مرزا متاسف ہو کر الور مین ہندال مرزا کے ساتھ ملحق ہوگیا اور چونکہ افغانون کے غلبہ
سے وہان توقف محال تھا دونون کینہ ور بھائی بظاہر منفعل و نادم ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور جہانگیر بیگ
و ابراہیم بیگ بنگالہ سے اور محمد سلطان مرزا باغی بھی قنوج سے مع اہل و عیال بھاگ کر آگرہ مین آگئے
اور تمام ممالک جولانگاہ دشمن کے لیے چھوڑ دیے پھر مجلس مشورہ منعقد ہونے لگی۔ چونکہ کامران مرزا اپنا
نفاق نہین چھوڑتا تھا۔ ہر روز کی مجلس سے کوئی نتیجہ نہین نکلتا تھا اور کامران مرزا ایسی حالت مین لاہور جانے
پر مستعد ہوا اور اُسکو ابھارنے والا خواجہ کلان بیگ مغل تھا جو لشکر چغتائی مین زبردست سردار تھا اور بابر شاہ
کے زمانہ مین کابل کی اجازت لیکر گیا تھا اور کامران مرزا کے ساتھ پھر ہندوستان آیا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر اسوقت
مین ہم سب متفق ہوکر شیرخان کا فتنہ دفع نہ کرین تو یاد رکھو کہ آیندہ کسی کو یہان امن نصیب نہ ہوگا اور اس
مشورت و بحث کو چھ مہینہ ہوگئے اور کچھ قرار نہ پایا۔ اس عرصہ مین مرزا کامران نے بدپرہیزی اور تداخل غذا
کی وجہ سے بیماری سوء القنیہ بہم پہونچائی اور فتنہ انگیزون نے خبر اُڑائی کامران کو بھی گمان بیٹھ گیا کہ بادشاہ
نے اسکو کھانے مین زہر دلوایا ہے اور کامران نے لاہور جانے کا عزم کرلیا لاچار بادشاہ نے اس شرط سے رخصت
دی کہ تنہا جاوین اور کام کے آدمی سب چھوڑ جاوین کامران نے خواجہ کلان بیگ کو سامان خرچ کے بہانے رخصت
کیا اور جس قدر عمدہ فوج تھی رفتہ رفتہ روانہ کردی اور مردم معتبر مین سے کوئی نہ چھوڑا ہر ایک کو اس بہانہ
سے کہ خواجہ کلان کے ملازمون سے ہین روانہ کرنا شروع کیا فقط ایک ہزار آدمی ماتحتی سکندر سلطان آگرہ
مین چھوڑ دیے اور اس کے جاتے سے اکثر امراے چغتائی بیدل ہوگئے بلکہ کامران کے ساتھ نکل گئے البتہ کامران
کے امرا مین سے مرزا حیدر دوغلات نے جدا ہو کر بادشاہ کا ساتھ دیا۔ شیرخان افغان نے بھائیون کی نااتفاقی
اور فوج کی پریشانی بذریعہ جاسوسون کے معلوم کرکے لشکر جرار ساتھ لیکر دریاے گنگ کے کنارے خیمہ کیا اور اپنے
بیٹے قطب خان کو لشکر کثیر کے ساتھ دریا سے پار اتارا اور اس طرف کے ممالک پر بھی قبضہ کرلیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر
قاسم حسین سلطان کو باتفاق یادگار ناصر مرزا و سکندر سلطان کے اس فتنہ کو روکنے کے لیے روانہ کیا اور کالپی
کے نواح مین فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد سخت جنگ کے لشکر مغل نے فتح پائی اور قطب خان بہت سے افغانون

کے ساتھ مارا گیا اور تماسم حسین سلطان نے قطب خان کا سر آگرہ روانہ کیا اور شیرخان کے دفع کے واسطے
بادشاہ سے تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے ایک لاکھ سوار کے ساتھ کوچ کیا اور قنوج کے
نیچے گنگا سے اتر کر شیرخان کے مقابل خیمہ کیا جو پچاس ہزار فوج سے اترا ہوا تھا۔ ایسے موقع پر محمد
سلطان مرزا مع بیٹوں وغیرہ کے بے وجہ محض بیوفائی کی وجہ سے بھاگا اور کامران مرزا کے لوگ بھی
سب بھاگ کھڑے ہوئے سپاہیوں کو اول واقعہ یا دتھا متوہم ہوئے اور موقع پاکر بھاگنے لگے
اور موسم برسات بھی سر پر آ گیا چونکہ لشکرگاہ نشیب میں تھی ادھر اس قدر پانی آیا کہ خیمے مثل حباب پیرنے لگے
اور بادشاہ نے بروز عاشورہ سنہ ۹۴۷ھ نوسو سینتالیس قصد کیا کہ یہاں سے کوچ کرکے اونچی زمین پر اتریں
کہ ناگاہ شیرخان یکایک ٹوٹ پڑا اور سخت جنگ کے بعد غالب ہوا اور اس مرتبہ بھی ٹھہر سکے تو اقبت سے
صفیع و شریف نے تین کوس طے کرکے دریائے گنگا میں بے اختیار کو دنا شروع کیا جس کی زندگی تھی بادشاہ
کے ساتھ پار اترا ورنہ ڈوب گیا اور بادشاہ نے آگرہ میں بھی بوجہ قریب دشمن کے توقف نہ کیا لاہور کا راستہ
لیا اور غرہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سب مرزا و خوانین لاہور میں مجتمع ہوئے لیکن جب شیرخان تعاقب
کرتا ہوا سلطان پور کے دریا سے پار اترا تو آنحضرت دریائے لاہور سے پار اتر کر ٹھٹھہ و بھکر کی طرف روان ہوئے
اور کامران مرزا مع مرزا عسکری و خواجہ کلان بیگ کے نواحی نوشہرہ سے جدا ہوکر کابل کو روانہ ہوئے اور بادشاہ
دریائے سندھ سے عبور کرکے بھکر کی طرف متوجہ ہوئے اور قصبہ لہری میں توقف کرکے ایلچی مع گھوڑا و خلعت
مرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے پاس بھیجکر مدد کے واسطے بلایا کہ متفق ہوکر گجرات فتح کریں۔ مرزا شاہ حسین
ارغون نے پانچ چھ ماہ لیت و لعل میں گذارے اور لشکریان بادشاہ پریشانی سے متفرق ہوئے اور مرزا ہندال
بھی ایسے وقت میں جدا ہوکر قندھار چلا گیا کیونکہ قراچہ خان حاکم قندھار نے عرضی لکھکر اس کو بلایا تھا اور جب
یادگار ناصر مرزا نے بھی جدا ہونے کا ارادہ کیا تو جنت آشیانی نے بمشکل دلاسا دیکر مقرر کیا کہ وہ بھکر میں
جاکر توقف کرے وہ وہاں جاکر بغیر منازعت قابض ہوکر قوی ہوا اور آنحضرت نے قلعہ سہوان کو محاصرہ کیا چونکہ
ایام محاصرہ میں سات ماہ کا طول ہوا اور شاہ حسین ارغون نے کشتیوں میں بیٹھکر رسد بندی کی حتی کہ لشکریان بادشاہی
حیوانات کے گوشت پر بسر کرنے لگے بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو لکھا کہ قلعہ کا فتح ہونا تمہارے آنے پر موقوف
ہے۔ شاہ حسین ارغون نے اس کو اپنی دختر دینے کا اور اس کے نام خطبہ پڑھنے کا وعدہ دیکر منحرف کردیا اور وہ
مدد کو نہ آیا لاچار ہوکر بادشاہ نے بھکر کی طرف معاودت کی اور مرزا سے عبور کے واسطے کشتیاں مانگیں اہل ٹھٹھہ
اس کے اشارہ سے رات کو کشتیاں لے گئے اور صبح کو مرزا نے عذر کیا اور بادشاہ چند روز معطل رہے آخر دو تین
آدمی ملے جنہوں نے غرق شدہ کشتیاں نکالیں اور بادشاہ نے عبور کیا اس وقت یادگار ناصر مرزا بکمال شرمندگی کے
ساتھ ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ جو بکمال اخلاق و صفات ملکی سے آراستہ تھا ایک حرف بھی زبان سے نہ کہا
لیکن مرزا اس بے سعادت نے شاہ حسین ارغون کے اشارہ سے بادشاہی سپاہیوں کو فریب سے ملا لیا اور بہتوں
کو ساتھ لے گیا پھر بے وجہ ایک روز لڑنے کے واسطے سوار ہوا۔ لاچار بادشاہ بھی اپنے حفاظت کے لیے سوار ہوئے
لیکن کچھ لوگوں نے درمیان ہوکر مرزا سے ناسعادتمند کو ملامت کی اور واپس لے گئے جنت آشیانی اپنے معاملہ

مین متفکر تھے آخر یہ خیال کیا کر راجہ مالدیو سے ملین کیونکہ ہندو راجاؤن مین یہ راجہ سب سے زیادہ قوی تھا اور بار ہا
اس نے عرضیان اس مضمون کی بھیجین کہ ہندوستان فتح کرنے مین وہ ہر طرح مدد و جانسپاری کے لیے تیار ہے
آخر جیسلمیر کی راہ سے روانہ ہوئے۔ جیسلمیر کے راجہ نے نہایت بے مروتی کر کے ایک جماعت کو راہ روکنے کے لیے
بھیجا بادشاہ نے انکو ہزیمت دی اور تاخت کرکے راجہ مالدیو کی ولایت کے قریب پہونچے۔ اسنے جو لشکر چغتائی کی
بے سامانی و پریشانی دیکھی تو بلانے سے پشیمان ہوکر چاہا کہ بادشاہ کو دستگیر کر کے شیرخان کے پاس نیکو خدمتی ظاہر
کرے اتفاقاً ایک نوکر نے جو پہلے بادشاہ کا کتابدار تھا خفیہ بادشاہ کو مالدیو کے ارادے سے آگاہ کیا بادشاہ
نے آدھی رات کو تیزی کے ساتھ ریگستان کی راہ سے امرکوٹ کا قصد کیا جو ٹھٹھہ سے سو کوس ہے جب راہ مین آنحضرت
کے گھوڑے نے سستی کی تو آپ نے تردی بیگ سے گھوڑا مانگا اُس نے بے مروتی کر کے گھوڑا نذر کرنے مین مضائقہ
کیا۔ ناچار آپ اونٹ پر سوار ہوئے۔ ندیم کوکہ جو آپ پیادہ چل رہا تھا اور ماں کو گھوڑے پر سوار لاتا تھا اُس نے ماں کو
اونٹ پر سوار کر کے گھوڑا نذر کیا۔ چونکہ یہ خبر متواتر تھی کہ مالدیو کے سپاہی تعاقب مین تیزی سے آتے ہین چلنے
مین عجلت کی گئی لیکن چونکہ وہ ملک تمام ریگستان ہے پانی میسر نہ آیا اور تمام آدمی بے پانی کے تڑپنے لگے اور معرکہ
کربلا کا نمونہ پیش آیا آنحضرت نے چند امرا کو جو ساتھ تھے فرمایا کہ پیچھے پیچھے چلے جاوین اور خود اہل و عیال و اسباب
کو آگے کرکے بیس پچیس آدمیوں سے آگے بڑھے کیونکہ کفار کے نزدیک ہو جانے کی خبر متواتر تھی۔ اتفاقات مین
سرداران مذکور راہ بھولکر دوسری طرف نکل گئے اور صبح ہوتے ہوتے لشکر کفار کی سپاہی نظر آئی ناچار امیر شیخ علی
وغیرہ نے کلمہ شہادت پڑھکر باگ پھیری اور فوج کفار سے مقابلہ کیا حسن اتفاق سے اول تیر کفار کے سردار کے
لگا اور اسکے گرتے ہی فوج کفار نے بھاگنا شروع کیا اور مجاہدین نے تعاقب کر کے بکثرت اونٹ غنیمت مین لیے اور
بادشاہ شکر الٰہی بجالا کر ایک کنوئین پر اُترا جس مین پانی بہت کم تھا اور وہان گمشدہ امرا بھی پہونچ گئے اور فی الجملہ
آرام حاصل ہوا دوسرے روز وہان سے کوچ ہوا اور خیال تھا کہ اب پانی کی قلت نہ ہوگی لیکن خلاف امید تین
منزل تک کہین پانی نہ ملا۔ اور پیاس کی شدت سے لوگون کی عجب حالت ہوگئی چوتھے روز ایک کنوئین پر پہونچے
جو بہت گہرا تھا۔ جب ڈول نکلتا تھا تو ڈھول بجاتے تھے تاکہ چرس کھینچنے والے بیل آواز سنکر ٹھہرین اور شدت
پیاس سے دس پانچ اس ڈول پر گر پڑتے اور آخر رسی ٹوٹ کر ڈول کنوئین مین گر پڑا اور پیاسے بے اختیار فریاد
کرتے تھے اور کچھ لوگ بے اختیار کنوئین مین کود پڑے اور ہلاک ہو گئے دوسرے روز کوچ کر کے ایک نہر کے کنارے
پہونچے چونکہ چند روز سے جانورون و آدمیون نے پانی نہ پایا تھا بیتاب ہو کر اس قدر پانی پیا کہ مر گئے القصہ بخت
محنت و مشقت کے بعد امرکوٹ پہونچے وہان کا راجہ رانا نام بہت اچھی طرح پیش آیا اور ہر طرح کی امداد اور
خدمتگزاری مین کچھ کوتاہی نہ کی اور لشکری آسودہ ہوئے اور اسی مقام پر شاہزادہ عالمیان جلال الدین محمد اکبر
بطالع ارجمند و بخت بلند بادشاہ بیگم حمیدہ بانو کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت اعلیٰ نے شکر الٰہی بجالائے
اور بعد لوازم سرور اہل و عیال و اسباب اسی مقام پر چھوڑکر راجہ رانا کے ساتھ بھکر فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ
ہوئے لیکن بعض جنگ مین امیر شیخ علی کہ مردانہ سردار تھا ارغونیون کی لڑائی مین مارا گیا اور لشکری بھی متفرق ہوئے
حتی کہ منعم خان بھی بھاگ گیا لاچار ہوکر بادشاہ نے قندھار کی طرف کوچ کیا اُسوقت بیرم خان گجرات کی طرف سے

لیکا باپ بادشاہ کی خدمت مین پہونچ گیا۔ اسی زمانہ مین کامران مرزا قلعہ قندھار کو ہندال مرزا سے لیکر اپنی طرف سے عسکری مرزا کو وہان مقرر کرکے ہندال کو کابل لے گیا تھا مرزا شاہ حسین ارغون نے مرزا عسکری کو لکھا کہ بادشاہ بہت پریشان حال ہے اگر آپ گرفتار کرنا چاہین تو یہی وقت ہے۔ مرزاے مذکور نے شرم ایک طرف کرکے تاخت کی اور یہ خبر جب بادشاہ کو پہونچی تو مریم مکانی کو ساتھ سوار کر لیا اور شاہزادہ کو گرمی و مشقت سفر کے خیال سے اردو مین چھوڑکر بیرم خان اور اکیس آدمیون کے ساتھ بغیر تجویز راہ کے خراسان کو روانہ ہوئے اور مرزاے بے حمیت جب لشکر مین پہونچا اور جانا کر بادشاہ نکل گئے تو کف افسوس مل کے اسباب پر متصرف ہوا اور شاہزادہ کو قندھار لے گیا۔ بادشاہ کو ایسے نیک طینت بھائیون کے خطرہ سے کہین توقف کی گنجائش نہ تھی روا روی مین سرحد سیستان مین پہونچ گئے وہان حضرت شاہ طہماسپ حسینی بادشاہ کی طرف سے احمد سلطان شاملو حاکم تھا اس نے استقبال کیا اور سیستان مین لیجا کر چند روز خدمت کی اور جو کچھ اسکے پاس تھا سب حضور مین پیش کیا اور اپنی عورتون کو مریم مکانی کی خدمت گذاری کے واسطے مقرر کیا۔ بادشاہ نے بقدر ضرورت لے کر باقی سب اُسکو دیدیا اور وہان سے ہرات کی جانب روانہ ہوئے وہان بادشاہ کی طرف سے بڑا شاہزادہ سلطان محمد حاکم تھا اسنے اپنے اتالیق محمد خان تکلو کے ساتھ استقبال کیا اور بکمال تعظیم و تکریم و مہمانداری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور فرمان شہنشاہی کے مطابق جو تمام حکام ولایات کو پہونچ چکا تھا ہر قسم کا اثاثہ بادشاہی مہیا کرکے نذر کیا اور سامان سفر ایسا خوب مرتب کیا کہ بادشاہ کی ملاقات تک درمیان مین کسی چیز کی ضرورت نہ پڑی۔ جنت آشیانی نے ہرات سے مشہد مقدس کا سفر کیا اور حضرت امام علیہ وعلی آبائہ الآف التحیۃ والسلام کی زیارت کے بعد روانہ قزوین ہوئے راہ مین اکابر و امراے عراق استقبال کو آئے اور شرائط ضیافت بجا لاتے تھے یہانتک کہ آپ نے قزوین پہونچکر مقام کیا اور وہانسے دست صادق بیرم خان کو بادشاہ ستودہ صفات کی خدمت مین روانہ فرمایا

## ذکر شیر شاہ افغان بن حسن سور کی بادشاہی کا

۔ شیر شاہ کا اصلی نام فرید اور اُس کے باپ کا نام حسن تھا اصل مین افغان روہ کی نسل سے تھا جب بادشاہ سکندر لودی انار اللہ برہانہ تخت نشین ہوا تو حسن سور کا باپ ابراہیم نوکری کی ہوس مین دہلی آیا۔ روہ وہ کوہستان ہے جس کا طول سواد بجور سے قصبہ سوئے تک جو بھکر مین شامل ہے اور عرض حسن ابدال سے کابل تک ہے وہان کے افغان چند قبیلہ ہین جن مین ایک فرقہ سور ہے اور یہ لوگ اپنے آپ کو سلاطین غور کی نسل سے خیال کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شاہزادہ محمد سوری زمانہ سابقہ مین وطن مالوف سے نکل کر روہ کے افغانون مین آگیا جب ایک رئیس کو اس کا نسب تحقیق ہوا تو باوجود اس کے کہ بیٹی کسی دوسرے فرقہ کو نہین دیتے تھے برخلاف رسم قدیم اسنے محمد سور کو اپنا داماد بنالیا اسکی اولاد سوری فرقہ ہوا۔ اس روایت کے موافق افغانان سور سب افاغنہ مین اشرف ہونگے القصہ حسن سور کے باپ ابراہیم سور نے سلطان بہلول کے ایک سردار کی نوکری کی اور چند روز قصبہ فیروزہ مین و چندے نارنول مین مقرر رہا جب بہلول لودھی کے بعد سلطان سکندر لودھی خود بادشاہ ہوا اور اس کے امرا مین سے جمال خان جون پور کا حاکم ہوا تو اس نے قدیمی نوکر ابراہیم سور کے بیٹے حسن سور کو رہتاس کے علاقہ سے سہسرام پور و خواص پور ٹانڈہ بطور جاگیر عطا کرکے پانچ سو سوار کا افسر کیا اور حسن سور کے آٹھ بیٹون مین سے

فرید و نظام ایک افغانی لڑکی سے تھے اور باقی لڑکے کنیزون کی بطن سے تھے۔ چونکہ حسن سور کو فرید سے چندان
الفت نہ تھی وہ رنجیدہ ہو کر جمال خان کی خدمت مین چلا گیا۔ حسن نے جمال خان کو عرضی بھیجی کہ میرے لڑکے کو
دلاسا دیکر میرے پاس ارسال فرمایا جاوے تاکہ یہان علم سیکھے اور اخلاق و آداب حاصل کرے۔ جمال خان نے
ہر چند اس سے کہا اسنے یہی عرض کیا کہ سہسرام سے زیادہ علما رجونپور مین موجود ہین مین یہین طالب علمی
کرتا ہون چنانچہ اسنے اس زمانہ کے رسوم کے موافق گلستان و بوستان سکندرنامہ و کافیہ مع حواشی و دیگر کتب علمی
تمام کین اور نثر و نظم و تواریخ مین بھی دستگاہ پائی۔ دو تین سال کے بعد حسن سور جونپور مین آیا تو عزیزون و اقارب
نے فرید کو باپ سے ملایا اور آخر حسن سور نے فرید کو جاگیر کا داروغہ کرکے روانہ کیا۔ اسے وقت رخصت
عرض کی کہ حضور جاگیرات کا انتظام عدل پر ہے مین اگر اس کام پر مقرر کیا جاتا ہون تو عدل سے تجاوز نہین
کرونگا اور نوکر اکثر آپ کے خویش و یگانہ ہین اگر ظلم کرین تو مین رعایت نہ کرونگا۔ اس قسم کے مقدمات معروض
کرکے جاگیر پر روانہ ہوا اور وہان پختگی و کفایت سے کام کیا اور اقربا مین مساوات مرعی رکھی۔ اس وقت
اس کو بعضے سرکش زمینداروں کو تنبیہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور جب مشورہ لیا تو لوگون نے کہا کہ لشکر تو آپ کے
باپ کے ہمراہ ہے اور وہ بہت دور تعین ہوا ہے اس کے آنے تک انتظار کیجیے۔ اس نے فرمایا کہ دو سو زین تیار
کرو پھر ہر موضع کے مقدم سے ایک گھوڑا عاریت مانگا اور گرد و نواح مین جو کار آمد سپاہی پیادہ پڑے تھے بلا کر انکو
خرچ و کپڑے سے ان کی مدد کی اور آیندہ وعدہ انعام دیا اور مانگے ہوئے گھوڑون پر سوار کرکے وہان گیا جہان
کا زمیندار اس کو خیال مین نہ لاتا تھا اور سرحد پر قیام کرکے اپنے گرد قلعہ بنایا اور ہر روز تھوڑا جنگل قطع کرتا تھا
یہانتک کر ان متمردون کے قلعہ تک راستہ نکال لیا اور سرکوب تیار کرکے ان دشمنون پر غالب ہوا اور بیشمار
متمرد مارے گئے یا اسیر ہوئے۔ اس واقعہ سے اس کی ہیبت اس قدر وہان کے لوگون مین سمائی کہ بڑے
بڑے متمردون نے اطاعت کرکے واجبی مالگذاری ادا کرنی شروع کی اور تمام پرگنات آباد و شاد ہوئے اور
دولت و قوت جمع کرکے تدبیر و شجاعت مین مشہور عالم ہوا۔ جب مدت کے بعد حسن سور واپس آیا تو پرگنات
کی معموری و انتظام دیکھکر بہت خوش ہوا اور فرید کی بہت تعریف کی۔ کہتے ہین کہ حسن سور کو اپنی ایک
لونڈی سے عشق تھا جس کے بطن سے دو بیٹے سلیمان اور احمد تھے۔ اس نے حسن سور سے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا
کہ جب تمہارے لڑکے ہونگے تو پرگنات کے داروغہ بناؤنگا اب وعدہ پورا کرنے کا وقت ہے اور حسن بڑے بیٹے
فرید کی خاطر سے ٹالتا تھا لیکن فرید نے خود ہی کچھ سمجھکر پرگنات کی داروغگی سے ہاتھ اٹھایا اور حسن سور نے فرید
سے عذر خواہی کی کہ جس طرح تم داروغہ ہو کر تجربہ کار ہوئے ہو جانتا ہون کہ تمہارے بھائی بھی مجرب ہو جاوینگے
اور آخر تم ہی ولیعہد ہو اور سلیمان و احمد کو داروغہ کر دیا۔ فرید آخر مین دلگیر ہو کر مع اپنے بھائی نظام کے
آگرہ گیا اور بادشاہ سکندر کے ایک امیر دولت خان لودھی کی خدمت مین رہا اور اس کو راضی و خوش
کیا۔ ایک روز دولت خان نے کہا کہ جو تیرا مقصد ہو بیان کر کہ پورا کیا جاوے۔ فرید نے کہا کہ میرا باپ بوڑھا
ہو گیا اور ایک ہندی لونڈی کے سحر مین مبتلا ہے اور لونڈی کے تسلط سے تمام جاگیر خراب و سپاہی بدحال ہین
اگر وہانکی جاگیر ہمارے نام مقرر ہو تو ہم مین سے ایک بھائی مع پانسو سوار کے خدمت شاہی مین حاضر رہے اور

دوسرا انتظام علاقہ و خدمت پدر بزرگوار انجام دے - دولت خان لودھی نے ایک روز بادشاہ سے اسکا تذکرہ کیا - بادشاہ نے ناخوش ہوکر فرمایا کہ وہ شخص بد ہے جو باپ سے شکوہ رکھتا ہے - دولت خان نے اسوقت تو فرید کو تسلی دی کہ کسی دوسرے موقع پر اس کا انصرام کرونگا اور فرید کا وظیفہ بڑھا دیا - لوگ فرید کو خوش خلقی و کرم و مروت کی وجہ سے دوست رکھتے جیسے دولت خان - القصہ چند روز کے حسن سور نے انتقال کیا - دولت خان نے اس کے مرنے کی خبر بادشاہ سے کہی اور جاگیر بنام فرید و نظام لے کر فرمان کے ساتھ روانہ کیا - فرید وہان جاکر سرانجام مین مشغول ہوا اور سلیمان اسکے مقابلہ سے عاجز ہو کر محمد خان سور حاکم جونپور کے پاس گیا جسکے پاس پندرہ سو سوار تھے اور اس سے بھائی کی شکایت کی - محمد خان سور نے کہا کہ بابر بادشاہ ہندوستان مین آیا ہے - ابراہیم شاہ لودھی سے جنگ ہو گی اگر بادشاہ غالب ہوا تو تجھے بادشاہ کے پاس لیجا کر سفارش کرونگا - سلیمان نے کہا کہ میرے آدمی اور میری مان سب پراگندہ پھرتے ہین مین اس قدر انتظار نہین کرسکتا - محمد خان سور نے فرید خان کے پاس آدمی بھیجکر چاہا کہ باہم صلح کرلو فرید نے کہا کہ باپ کی زندگی مین جس قدر حصہ رسد سلیمان کو ملتا تھا اب بھی دیتے ہین مجھے عذر نہین ہے لیکن حکومت مین شریک نہین کرسکتا ہون کیونکہ جیسے دو تلوارین ایک میان مین نہین آسکتی ہین دو حاکم بھی ایک مقام پر نہین ہو سکتے - سلیمان کی غرض تو شرکت حکومت تھی محمد خان سور نے سلیمان کی دلجوئی کرکے کہا کہ صبر کرو مین بزور شمشیر وہان کی حکومت چھین کر تجھے دونگا - جب فرید کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اپنی فکر مین پڑا اور جب اُسنے سنا کہ شاہ ابراہیم لودھی مارا گیا اور بابر شاہ غالب ہوا تو متفکر ہو کر آخر بہادر خان لد دریا خان لوحانی کے پاس گیا جسنے بہار پر قبضہ کرکے اپنا نام سلطان محمد رکھا تھا اور اس کی نوکری کرلی - ایک روز سلطان محمد شکار کو گیا - وہان ایک شیر ظاہر ہوا اور فرید نے مقابل ہو کر بزخم شمشیر اُس کو ہلاک کیا - سلطان محمد نے خوش ہو کر اُسکو شیر خان خطاب دیا اور رفتہ رفتہ شیر خان کو اس کی خدمت مین تقرب حاصل ہو گیا یہانتک کہ اپنے چھوٹے بیٹے جلال خان کی اتالیقی اُس کے سپرد فرمائی - چند روز کے بعد شیر خان نے اس سے جاگیر پر جانے کی اجازت حاصل کی اور اتفاق سے اُسکو وہان بہت دن لگے - ایک روز سلطان محمد کے دربار مین شیر خان کا گلہ کیا کہ باوجود وعدہ کے نہین آتا ہے - محمد خان حاکم جونپور نے موقع پاکر عرض کیا کہ وہ بڑا حیلہ جو مکار ہے - بادشاہ محمود بن سکندر لودھی کے ادھر آنے کا انتظار کر رہا ہے - اس حرف سے سلطان محمد کا مزاج اسکی طرف سے منحرف کرکے کہا کہ اسکے لانے کا انتظام یہ ہے کہ اس کا بھائی سلیمان جو باپ کی حین حیات مین بھی جاگیر پر مقرر تھا اور اب میرے پاس پڑا ہے جاگیر سلیمان کے نام کردی جاوے تو شیر خان مضطر ہو کر خواہ مخواہ آویگا سلطان محمد نے اسکے سابقہ حقوق پر نظر کرکے بلاسبب جاگیر متغیر کرنے کو مناسب نہ جانا اور محمد خان سور سے کہا کہ جاگیر کو بھائیون کے نام مناسب طریقہ سے بانٹ دے - محمد خان سور نے اپنی جاگیر جونپور مین آکر اپنے غلام سادی نام کو شیر خان کے پاس بھیجکر کہا کہ تیرے بھائی سلیمان و احمد ایک مدت سے میرے پاس پڑے ہین اور اپنے حصہ جاگیر سے محروم ہین مناسب ہے کہ انکو انکا حصہ دیدے - شیر خان نے کہا کہ یہ ملک روہ نہین ہے جو کسی کی ملکیت ہو یہ تو ہندوستان ہے جس کو بادشاہ نے جاگیر دی اُسی سے متعلق رہتی ہے آج تک بادشاہون کا

یہ طریقہ رائج ہے کہ میت کا مال اُسکے وارثون مین شرعی طور پر بانٹ دیتے ہین اور جو شخص سرداری کے لائق ہوتا ہے اُسکو حکومت دیتے ہین - مین بحکم بادشاہ ابراہیم لودھی سہسرام و خواص پور ٹانڈہ پر متصرف ہون - جب سادی غلام نے واپس ہوکر شیرخان کا جواب بیان کیا تو محمد خان نے غصہ ہوکر سادی غلام سے کہا کہ میری تمام فوج سلیمان خان و احمد خان کے ساتھ لیجا کر بزور شمشیر شیرخان کو نکالکر دونون پرگنے دونون بھائیون کو دیدے اور جماعت کثیر دونون کی کمک کے واسطے چھوڑکر واپس آنا - اس زمانہ مین شیرخان کی طرف سے خواص خان کا باپ ملک سکھو خواص پور ٹانڈہ کا داروغہ تھا - شیرخان نے جب سلیمان و احمد کے اس طرح آنے کی خبر سنی تو ملک سکھو کو لکھا کہ مقابلہ و محاربہ مین قصور نہ کرنا - جب سادی و سلیمان و احمد خواص پور ٹانڈہ کے نزدیک پہونچے تو ملک سکھو بقصد مقابلہ نکلا اور جنگ کرکے مارا گیا اور شیرخان کا لشکر پراگندہ ہوکر سہسرام مین شیرخان کے پاس پہونچا - شیرخان کو مقابلہ کی طاقت نہ رہی لوگون سے مشورہ کیا کہ کدھر جاؤن بعض نے کہا کہ سلطان احمد کے پاس جاؤ - شیرخان نے کہا کہ محمد خان اسکے خاص امرا مین ہے میری وجہ سے اُسکو رنجیدہ نہ کریگا - آخر اس کی راے مین آیا کہ سلطان جنید برلاس کے پاس جاوے جو بابر بادشاہ کی طرف سے کڑہ مانکپور کا حاکم تھا اور اس کے بھائی نظام نے بھی اس راے کو پسند کیا - آخر اسنے ایلچی و عرائض بھیجکر قول و قسم حاصل کرکے کوچ کیا اور سلطان جنید برلاس کی خدمت مین پہونچ کر بہت کچھ نذر دی اور مقرب ہوا اور چند روز بعد سلطان جنید برلاس سے عمدہ فوج حاصل کرکے جاگیر پر پہونچا - محمد خان کو مقابلہ کی تاب نہوئی وہ بھاگ کر رہتاس کے پہاڑ مین چلا گیا اور شیرخان دونون پرگنہ اپنے مع پرگنہ جونپور وغیرہ کے قبضہ مین لاکر قوی ہوا اور مغلی فوج والون کے ساتھ ہر طرح کی خدمت گزاری کی اور بہت سے تحفہ و ہدیے سلطان جنید برلاس کے واسطے بھی بھیجے اور بعد اسکے اپنے اقوام و قبائل کو جو پہاڑون مین بھاگ گئے تھے بلا لیا اور بہت عمدہ فوج بہم پہونچائی اور محمد خان سور کو پیام دیا کہ اس حرکت سے میری غرض یہ تھی کہ بھائیون سے انتقام لون اور آپ تو میرے چچا کی جگہ ہین آپ پہاڑ کی تنگی سے نکلکر اپنے پرگنات پر متصرف ہون - مجھے تو میرے دونون پرگنہ اور جو کچھ خالصہ پرگنات بادشاہ ابراہیم لودھی مجھے حاصل ہوگئے تھے بہت ہین - محمد خان سور نے اسکا احسان مانا اور رہتاس پہاڑ سے آکر اپنے پرگنات مین مقیم ہوا - جب شیرخان کو اطمینان حاصل ہوا تو جاگیر پر اپنے بھائی نظام کو مقرر کرکے خود سلطان جنید برلاس کی خدمت مین حاضر ہوا اتفاق سے سلطان جنید برلاس ان دنون بادشاہ بابر کی خدمت مین جاتا تھا شیرخان کو بھی ہمراہ لے گیا اور بادشاہ کی ملازمت حاصل کرکے دولتخواہون کے زمرہ مین داخل ہوا اور چندیری کے سفر مین بادشاہ کے ساتھ تھا - جب چند روز لشکر مین رہا اور مغل کا طور و طریقہ و سلطنت کا قاعدہ دیکھا تو اپنی ہوشیاری سے بہت سے نتائج نکال لیے چنانچہ ایک روز اپنے یارون سے کہنے لگا کہ قوم مغل کو ہندوستان سے نکال دینا آسان بات ہے انھون نے کہا کیونکر - بولا کہ انکا بادشاہ خود معاملات مین بہت کم فکر کرتا ہے وزیرون پر دارومدار ہے وہ لوگ رشوت خواری کرکے شاہی حقوق کی نگہداشت بہت کم کرتے ہین اور ہمارے افغانون مین عیب یہ ہے کہ باہم نفاق رکھتے ہین اگر دولت میرے نصیب مین ہو تو مین انکے درمیان سے نفاق اٹھادون

اور اپنا کام پورا کرلون - لوگ اس کے اس داعیہ پر ہنستے تھے کیونکہ بظاہر یہ خیال محال نظر آتا تھا ایک روز بادشاہ
دسترخوان پر شیرخان کے آگے استخوان ماہیچہ رکھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ مین اس کے کھانے مین معذور ہون
تو ماہیچہ کو روٹی پر رکھکر چھری سے ریزہ ریزہ کرکے پھر پیالے مین ڈال لیا اور چمچہ سے کھانا شروع کیا بادشاہ
نے دیکھکر میر خلیفہ سے فرمایا کہ اس پٹھان نے آج عجیب کام کیا - چونکہ محمد خان سور کے ساتھ جو کچھ اس نے
کیا تھا بادشاہ کو اسکی خبر پہونچ چکی تھی لہذا اس کلمہ سے اس کی دانائی کا اشارہ فرمایا لیکن شیرخان کچھ تو پہلے
ہی سے توہم تھا اور آج جو بادشاہ نے میر خلیفہ سے گفتگو کی اس کی طرف اشارہ فرمایا تو اپنے ذہن مین سمجھا
کہ میرے حق مین عبرت منظور رہی لہذا آدھی رات کو اردوے شاہی سے بغیر اطلاع بھاگ کر اپنی جاگیر مین
چلا آیا اور سلطان جنید برلاس کو لکھا کہ چونکہ محمد خان سور کچھ بات بادشاہ سے کہنا چاہتا تھا کہ میری جاگیر پر فوج
بھیجو اسلئے اسوجہ سے مضطرب ہوکر مین یہان چلا آیا ہون حالانکہ مین اپنے آپکو خیرخواہون سے جانتا ہون
القصہ جب شیرخان اس حرکت سے مغلون سے مایوس ہوا تو پھر اپنے بھائی نظام خان کو ساتھ لیکر
سلطان محمد کے پاس گیا اور نوازش پاکر بدستور سابق شاہزادہ جلال خان کی اتالیقی مین مقرر ہوا اتفاق
سے اس زمانہ مین سلطان محمد مرگیا اور جلال خان خرد سالی مین باپ کا قائم مقام ہوا اور جلال خان کی والدہ
ملکہ لاڈو نے خود مہمات کی سربراہی اختیار کی اور شیرخان کی موافقت سے کام سرانجام کرتی تھی - اتفاق سے
چند روز مین لاڈو ملکہ بھی فوت ہوئی اور بہار کی حکومت پر شیرخان مستقل ہوا اور اس زمانہ مین سلطان محمود بادشاہ
بنگالہ کی طرف سے حاجی پور مین مخدوم عالم نام حاکم تھا اس نے شیرخان سے ربط ضبط پیدا کیا اس وجہ سے بادشاہ
بنگالہ کو مخدوم عالم کی طرف سے شک پڑ گیا اور اپنے منگیر کے حاکم قطب خان کو مقرر کیا کہ بہار فتح کرے اور شیرخان و
مخدوم عالم کو سزا دے - شیرخان نے سنکر صلح کی درخواست کی اور اس مین بہت مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آخر
افغانون کو متفق کرکے مرنے پر آمادہ ہوا اور جنگ سخت کی یہانتک کہ قطب خان مارا گیا اور شیرخان نے غالب ہوکر ہاتھی
و خزانہ و سامان سب پر قبضہ کرلیا اور بہت قوی ہوگیا - اس سبب سے لوحانی خاندان والے شیرخان پر حسد کرنے
لگے اور چاہا کہ کسی حیلہ سے اسکو ہلاک کرین اور اس بارہ مین اپنے شاہزادہ جلال خان لوحانی سے مشورہ کیا لیکن
شیرخان کا ستارہ عروج پر تھا اسی مجمع مین سے بعض نے شیرخان کو اس سے آگاہ کردیا - شیرخان نے جلال خان سے
کہا کہ آپکے امراے دولت مجھپر حسد کرکے عداوت کے درپے ہین اگر آپ اس کا تدارک نہ کرین تو لاچار مجھے
آپکی خدمت سے جدائی اختیار کرنی چاہیے - جلال خان نے کہا کہ جس تدبیر مین تیری بہتری ہو اسپر عمل کرون -
شیرخان نے کہا کہ انکے دو فرقے کردیجیے ایک فرقہ کو تحصیل مالگذاری کے لیے پرگنات پر روانہ کرنا چاہیے اور دوسرے
فرقہ کو حاکم بنگالہ کے مقابل بھیج دیجیے اور اس کے بعد اپنی محافظت مین ایسی احتیاط کی کہ جلال خان اور لوحانی اسکے
دفع کرنے سے عاجز ہوگئے اور آخر مین یہ راے قرار دی کہ سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی خدمت مین جاکر اس کی نوکری
کرین اور ولایت بہار اس کی نذر کرین القصہ جلال خان و لوحانیون نے شیرخان کو اس بہانہ سے کہ مغل کے مقابل
ہے خود سلطان محمود حاکم بنگالہ کی خدمت مین پہونچے اور اس نے ابراہیم خان بن قطب خان کو کمک پر مقرر کرکے
شیرخان کے مقابل بھیجا - شیرخان نے مٹی کا قلعہ بنایا تھا اسی مین قلعہ بند ہوا اور ہر روز ایک جماعت کو جنگ کے لیے

جا بیر بھیجنا تھا بہانتک کہ ابراہیم خان نے بادشاہ سے کمک طلب کی یہ خبر سنکر شیر خان نے لوگون کو جنگ صف پر آمادہ
کیا اور کمک پہونچنے سے پہلے ہی قلعہ سے نکلا اور ابراہیم خان نے بنگالی لشکر پیادہ و سوار و ہاتھی و آتشبازی مرتب
کرکے مقابلہ کیا - شیر خان نے اپنی فوج مین سے کچھ لوگ مقابلہ کے لیے روانہ کیے کہ تیراندازی کرین اور تھوڑی لڑائی
کے بعد بھاگین اور ادھر ٹیلہ کی آڑ مین تازہ دم فوج مہیا کر رکھی تھی چنانچہ اس ترکیب سے جب شیر خان کی فوج بھاگی تو
بنگالہ کے سوارون نے توپخانہ چھوڑ کر پیچھا کیا اور شیر خان کا یہی مطلب تھا کہ سوارون کو ہاتھیون و توپخانہ سے باہر کرے
اسی وقت کمین کی فوج سے حملہ آور ہوا اور ایکدم مین لشکر بنگالہ کو تہ و بالا کرکے ہلاک کیا اور ابراہیم خان بھی اپنے باپ
کی طرح مارا گیا اور جلال خان لوحانی بمشکل بھاگ کر بنگالہ پہونچا - شیر خان نے تمام ہاتھیون و خزانہ و توپخانہ پر قبضہ
کر لیا اور ملک بہار بالکل صاف ہوکر اس کے قبضہ مین آگیا اور سامان شاہی حاصل ہوگیا - کہتے ہین کہ اس زمانہ مین
ابراہیم شاہ لودھی کی طرف سے تاج خان قلعہ چنارگڑھ مین تھا اور اسکی عورت لاڈو ملکہ بانجھ تھی جس پر عاشق تھا اور
تاج خان کے دوسرے بیٹے جو دوسری عورتون سے تھے رشک کرکے لاڈو کو مار ڈالنے کی فکر مین ہوئے ایک رات
موقع پاکر بڑے بیٹے نے لاڈو پر تلوار ماری وہ اچھلتی پڑی اور غل ہوا کہ لاڈو ملکہ ماری گئی - تاج خان "تلوار لیے
ہوئے وہان پہونچا اور غصہ مین بیٹے پر جھپٹا اسنے جان کے خوف سے باپ کو تلوار سے ہلاک کیا اور دونون جہان
مین روسیاہ ہوا - شیر خان نے لاڈو ملکہ کے ماموں میر احمد ترکمان کو افسوس کے ساتھ خط لکھا اور آخر یہ قرار پایا کہ
شیر خان ایسے بدتمیز لڑکون کی گوشمالی کرے اور لاڈو ملکہ سے نکاح کرکے قلعہ چنار اپنے تصرف مین لاوے چنانچہ یہی
ہوا اور شیر خان اس زبردست قلعہ پر بھی متصرف ہوگیا - اس زمانہ مین فردوس مکانی بابر شاہ کے مقابلہ کے لیے
شاہ محمود بن شاہ سکندر لودھی رانا سنگا کی پناہ مین گیا اور اس کو مہاراجہ بناکر حسن خان میواتی وغیرہ زمیندارون کے
ساتھ جنگ کرنے آیا اور نواح جالور مین جنگ کرکے شکست کھا کر خراب حال حوالی چتور مین تھا کہ پٹنہ کے پٹھانون نے
اسے بلا لیا اور وہ آکر بادشاہ بن گیا - اور وہان سے بھاری لشکر بہار پر آیا - شیر خان نے دیکھا کہ پٹھان ضرور بادشاہ
محمود لودھی کے تابع ہونگے تو بضرورت خود بھی مطیع ہوا اور شاہ محمود لودھی کے امراء نے ولایت بہار کو آپس مین
بانٹ لیا اور کچھ حصہ شیر خان کے لیے بھی چھوڑ دیا اور عذر کیا کہ جب جونپور مغلون سے لے لیا جائیگا تو یہ ولایت تمہاری
ہوگی - شیر خان نے بادشاہ محمود سے قولنامہ لے لیا اور چند روز بعد لشکر سرانجام کرنے کے بہانہ اپنی جاگیر سہسرام مین
آیا - جب شاہ محمود لودھی ولایت جونپور لینے کے لیے چلا اور شیر خان کو بلوا بھیجا - اس نے لکھا کہ عنقریب لشکر سامان
جمع کرکے حاضر ہوتا ہون - لوگون نے بادشاہ محمود سے کہا کہ شیر خان بڑا مکار حیلہ باز ہے اسکی جاگیر مین جاکر اسکو
ساتھ لین اور شاہ محمود مع لشکر جونپور کو روانہ ہوا - فردوس مکانی کے امراء جو جونپور مین تھے اپنے مین مقابلہ کی
قوت نہ پاکر ہٹ گئے اور پٹھانون نے جونپور سے مانک پور تک قبضہ کر لیا - اس زمانہ مین فردوس مکانی کالنجر
مین تھے - یہ خبر سنکر وہان سے جونپور کی طرف روانہ ہوئے - شاہ محمود لودھی مع اپنے خاص امراء ببن خان
وبایزید کے مع دیگر امراء کے مقابلہ مین آیا - چونکہ شیر خان کو ببن وبایزید کے تفوق و تقرب سے دل مین جلن تھی
چاہتا تھا کہ مجھے سب پر فوقیت حاصل ہو اور حالت کے مشاہدہ سے بھی مغلون کا غلبہ دیکھتا تھا لہذا اس نے چاہا کہ کسی
سے امیر ہندو بیگ سپہ سالار مغل کو پیام دیا کہ میں مجبوری افغانون کے پنجہ مین پھنستا ہون اور فی الواقع فردوس مکانی

جنت آشیانی ہمایون

کا نمک پروردہ ہون لڑائی کے وقت افغانون کی شکست کا باعث ہو جاؤنگا چنانچہ اس نے یہی کیا کہ لڑائی کے دن طرح
دیکر اپنے فوج سمیت ایک طرف ہٹ گیا اور فردوس مکانی بابر فتحیاب ہوئے اور بادشاہ محمود بہت شکستہ و بدحال
ہوکر پٹنہ مین گیا اور حکومت و امارت چھوڑکر گوشہ عافیت اختیار کیا آخر ۹۴۹ھ نوسوانچاس مین ولایت اڑیسہ مین
جاکر وفات پائی۔ جنت آشیانی بعد فتح کے آگرہ گئے اور امیر ہندو بیگ کو شیرخان کے پاس بھیجا کہ قلعہ چنارگڑھ
انکے حوالہ کردے۔ شیرخان نے قلعہ دینے مین عذر کیا اور امیر ہندو بیگ واپس آگئے۔ جب جنت آشیانی کو
معلوم ہوا تو خود قلعہ چنار کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ امرا کو پیشتر روانہ کیا جنہون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا شیرخان
نے ایک عرضی لکھی کہ مین حضرت فردوس مکانی بابر بادشاہ کی نظر رحمت سے اس مرتبہ کو پہونچا ہون اور حضرت نے
جس روز بادشاہ محمود و بین بایزید سے جنگ کی تو مین نے ہی خیرخواہی کرکے افغانون کو پراگندہ کردیا اگر بادشاہ
یہ قلعہ اس خیرخواہ کے واسطے مسلم رکھین تو ہمیشہ اپنے بیٹے قطب خان کو پانچ سو سوارون کے ساتھ حضور مین ملازم
کرکے خدمت گذاری کرتا رہون چونکہ ان دنون بہادر شاہ گجراتی کی شورش کی خبرین جنت آشیانی کو پہونچی تھین
بادشاہ نے یہی مناسب جانا کہ اس کے ساتھ مدارا کیا جاے اور شیرخان نے قطب خان کو عیسی خان حاجب
کے ساتھ جو اس کے وزیر کے مثل تھا بادشاہ کی ملازمت مین بھیجا اور جنت آشیانی نے واپس ہوکر بہادر شاہ کی سرکوبی
کی چنانچہ بہادر شاہ کی پریشانی اور مندرو کو بھاگ جانا پہلے بیان ہوچکا۔ اور قطب خان پانچ سو سوارون سے
بادشاہ کے ملازم رکاب رہا ادھر بادشاہ گجرات کی تسخیر کے بعد دکن کے انتظام مین رہے اور بھائیون مین رشک
حسد کی آگ بھڑکتی گئی اور اپنی خانہ بربادی کے در پے ہوتے رہے ادھر شیرخان نے مہلت پاکر بہت قوت حاصل
کرلی وہ بھی بادشاہی سطوت کے سامنے ہیچ تھی لیکن خانہ بربادی کے ارکان خود جنت آشیانی کے بھائی و عزیز و
اقارب ہوئے چنانچہ قطب خان اس موقع پر گجرات سے بھاگ کر شیرخان کے پاس پہونچا اور یہان شیرخان نے بہار کو
دشمنون سے صاف کرکے بنگالہ پر لشکرکشی کی۔ اور دولت خان نے بحکم مالک الملک جل شانہ اسکا ساتھ دیا جیسے بھائیون
کے نفاق و بداخلاقی نے انکو سلطنت سے محروم کرنے کے اسباب جمع کیے۔ اسکا بیان یہ کہ شیرخان نے خوش اخلاقی
و عدل سے افغانون کو متحد و یکدل کرلیا اور بہار کا انتظام کرکے بنگالہ کا قصد کیا۔ امراے بنگالہ نے گڈھی کا دشوار گذار مقام
روکا اور ایک ماہ تک لڑتے رہے آخر شیرخان نے اسپر قبضہ کرلیا اور بنگالہ مین داخل ہوا۔ بادشاہ محمود بنگالی کو تاب مقابلہ
نہ رہی اور شہر گور مین جو پایہ تخت تھا قلعہ بند ہوگیا۔ شیرخان نے مدت تک محاصرہ کیا لیکن اتفاق سے ایک بہاری
زمیندار نے فتنہ اٹھایا تو خواص خان و دیگر امرا کو تسخیر بنگالہ کے واسطے چھوڑکر خود جلد بہار آیا اور فتنہ فرو کیا۔
ادھر جب طول محاصرہ کے سبب سے شہر گور مین غلہ نہ رہا تو لاچار سلطان محمود کشتی مین بیٹھ کر حاجی پور چلا گیا اور شیرخان
نے دلجمعی سے خزانون پر قبضہ کرلیا اور بادشاہ محمود کا تعاقب کیا وہ مجبور ہوکر جنگ پر آمادہ ہوا اور آخر زخمی ہوکر
بہزار مشقت بھاگ نکلا۔ بنگالہ شیرخان کے قبضہ مین آگیا۔ جنت آشیانی ہمایون بادشاہ جب گجرات سے آگرہ مین
آئے اور اس وقت سلطان محمد مرزا وغیرہ قنوج مین باغی تھے اور بادشاہ کے بھائی عسکری مرزا کامران وغیرہ
شہوت پرستی کے ساتھ دشمن ہورہے تھے انکا تدارک مقدم تھا تاکہ سلطنت مستحکم ہو لیکن بادشاہ نے انکو خویش
و یگانہ سمجھا اور شیرخان کا دفع کرنا سب سے زیادہ اہم خیال کرکے قلعہ چنار کی طرف کوچ کیا اور جلال خان لوحانی

جو قلعہ چنار میں تھا غازی خان سور کو مع ایک جماعت کے حراست قلعہ کے لیے چھوڑ کر خود کوہستان جھارکھنڈ کا راستہ لیا اور جب محاصرہ کو طول ہوا چھ مہینہ گذر گئے تو رومی خان توپخانہ کے سردار نے دریا میں سرکوب بنا کر قلعہ مسخر کیا اور اسی زمانہ میں بادشاہ محمود بنگالی زخمی حضور میں پہونچا اور اس کے کمال الحاح سے ذاتی ترحم کو کام فرما کر بادشاہ نے دوست بیگ کو قلعہ میں چھوڑا اور خود شیر خان کی جانب متوجہ ہوئے شیر خان نے جلال خان و خواص خان و اکثر لشکر کو مقام گڈھی کی محافظت کے لیے چھوڑا اور خود مع خزائن بنگالہ جھارکھنڈ کے کوہستان میں چلا گیا۔ جنت آشیانی نے جہانگیر قلی بیگ و دیگر امرا کو گڈھی کی طرف روانہ کیا لیکن جلال خان و خواص خان بے وقت ٹوٹ پڑے اور غالب ہوئے جنت آشیانی نے دوبارہ افواج روانہ کیں اور پیچھے سے خود بھی روانہ ہوئے اور جلال خان و خواص خان بھاگ گئے اور جنت آشیانی نے گڈھی سے عبور کر کے شہر گور پر قبضہ کیا۔ ادھر شیر خان نے یہ رائے قرار دی کہ کسی طرح قلعہ رہتاس ہاتھ آوے تو وہاں فرزند و عیال چھوڑ کر خاطر جمع سے شب جنگی و ملک گیری پر مستعد ہو اور جب اسنے دیکھا کہ جنگ سے یہ قلعہ لینا بہت بربادی ہے تو فکر صواب یہ نکالی کہ مکر و حیلہ چلنا چاہیے لہذا اس بے نظیر قلعہ کے حاکم راجہ ہرکشن داس کے پاس لائق ایلچی بھیجے کہ میرے پاس لشکر تو بہت ہے لیکن ولایت بہار بہت تنگ ہے میرا قوی ارادہ ہے کہ ولایت بنگالہ فتح کروں لیکن مغلوں کی موجودگی سے متردد ہوں آپ کی دوستی پر مجھے قوی اعتماد ہے آپ میری فوج کے زن و فرزند اور میرے اہل و عیال و خزائن کو اپنے قلعہ میں جگہ دیں تا کہ میں بنگالہ جاؤں اگر فتح نصیب ہو گی تو واپس ہو کر اس کا حق دوستی جیسا چاہیے ادا کرونگا اور شاید معاملہ برعکس ہوا تو بھی بہت ہے کہ میرے خزائن پر میرے دشمنوں یعنی مغلوں کا قبضہ نہ ہوگا راجہ نے اول تو اس امر کے قبول کرنے سے انکار کیا لیکن جب دوبارہ مکرر ایلچی بھیجے کہ حلف و قسم ہے کہ سوائے عورتوں و خزائن کے کچھ نہ بھیجونگا تو راجہ مذکور کو ہوس نے گھیر لیا کہ مفت کا خزانہ ملتا ہے منظور کیا اور شیر خان نے ہزار ڈولیاں بنوائیں اور انکے واسطے عمدہ عمدہ پردہ تیار کیے اور ہر ایک ڈولی میں دو مرد مسلح بٹھائے اور پانچ سو آدمیوں کو مزدوروں کی طرح بنا کر ان کے سر پر توڑے اشرفیوں سے بھرے ہوئے رکھے اور حقیقت میں وہ ملمع کیے ہوئے پیسے تھے اور بجائے عصا انکے ہاتھوں میں لاٹھیاں دیں اس ہیأت سے سب کو قلعہ کے نیچے پہونچایا۔ اور راجہ نے قلعہ کا دروازہ کھلوایا تو ڈولیاں داخل ہونی شروع ہوئیں چونکہ شیر خان نے آگے آگے ڈولیوں میں بوڑھی عورتیں بٹھا کر خواجہ سرا ساتھ کر دیے تھے راجہ و اسکے متعلقین خزانہ کی خوشی میں مطلقاً غافل ہو گئے زیادہ تجسس و تفحص نہ کیا بلکہ جلد تر قلعہ میں داخل کرنے کی تاکید کرنی شروع کی۔ جب ڈولیاں اس حویلی میں پہونچیں جو راجہ نے مقرر کی تھی تو ڈولیوں میں سے پرانے تجربہ کار بھیڑیے ننگی تلواریں لیے ہوئے نکل پڑے اور مزدوروں نے بھی توڑے کی اشرفیاں پھینک کر لاٹھیاں سنبھالیں اور دروازہ کی طرف دوڑے اور راجہ و اس کے ساتھی جو کمال غفلت میں اب بیدار ہوئے کہ جب دروازہ قلعہ پر دشمن نے قبضہ کر لیا اور شیر خان بھی گھوڑوں پر مستعد تھا۔ اشارہ پاتے ہی ہوا کی طرح دروازہ تک پہونچ گیا اور اکثر لشکر کے ساتھ اندر گھس آیا۔ جب راجہ نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا ہے تو پشت قلعہ کا دروازہ کھول کر بہزار مشقت بھاگ نکلا اور شیر خان

نے رہتاس کے مثل قلعہ جس کی نظیر چار دانگ عالم میں کم ہے کس آسانی سے قبضہ میں کرلیا اور مدتون کے خزائن و دفائن بھی ہاتھ آئے اور خزائن گور و بنگالہ سے ملکر بادشاہی کا سامان مہیا ہوگیا۔ زمانہ سابق میں اسی مکر و تدبیر سے نصیر خان فاروقی حاکم خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے چھین لیا تھا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اکثر قلاع ہندوستان میرے نظر سے گذرے مگر رہتاس کے مثل ایک بھی نظر نہ آیا اور مسافران عالم نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے کسی ملک میں ایسا مستحکم قلعہ نہیں دیکھا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر صوبہ بہار سے متصل واقع ہو رہا ہے عرض و طول پانچ کوس سے زیادہ ہے اور دامن کوہ سے دروازہ قلعہ تک ایک کوس سے زیادہ ہے اور اس قلعہ بلند میں یہ عجیب بات ہے کہ بہت جگہ میٹھے پانی کے چشمے جاری ہیں بلکہ جہاں کہیں چاہیں ایک یا دو ہاتھ کھودیں تو میٹھا چشمہ نکل آتا ہے اور جو کوئی یہ قلعہ دیکھتا ہے بے اختیار قدرت باریتعالے کی تسبیح پڑھتا ہے اور جب شیر خان کے قبضہ میں ایسا قلعہ آگیا جو کسی بادشاہ سے فتح نہوا تھا تو افغانون کے دل بہت بڑھ گئے اور انھون نے اپنے اہل و عیال اس قلعہ میں رکھے اور اسباب قلعہ داری پوری طرح مہیا کر لیا۔ ادھر جنت آشیانی نے تین مہینہ شہر گور میں جس کو پہلے لکھنوتی کہتے تھے بسر کی تو خبر آئی کہ ہندال مرزا نے آگرہ و نبوات میں فتنہ برپا کیا اور صریح بغاوت کے ساتھ اپنے نام کا خطبہ پڑھا ہے اور شیخ بہلول قدس سرہ کو قتل کیا (بلکہ مرزا کامران و عسکری و محمد زمان کی اولاد اور سلطان محمد سب کی بغاوت و فتنہ کے اخبار وہان پھیل گئے) جنت آشیانی نے مرزا جہانگیر قلی بیگ کے پانچ ہزار سوار انتخابی سے گور میں چھوڑا اور خود بعجلت روانہ ہوئے لیکن کثرت بارش سے اور عفونت آب و ہوا سے علاوہ رسد کی تنگی کے اکثر سپاہیون کے گھوڑے بالا بہت آدمی مرے اور اس حالت میں یکایک ایسی بے سامانی سے بہت پریشانی لاحق ہوئی اور شیر خان نے موقع غنیمت جانکر بہت کثیر فوج لیکر جوسار کے نواح میں راہ روکی اور اپنے گرد قلعہ بنا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنا مکر و حیلہ ہر وقت جاری رکھا القصہ بابا بیلاجی وعرالفض کے بعد شیخ خلیل نامی ایک شخص کو بھیجا کہ یہ میرا مرشد ہے اور درخواست کی کہ بہار سے گڑھی تک بادشاہی تصرف میں چھوڑتا ہوں اور خطبہ و سکہ بادشاہی نام سے جاری کرتا ہوں تاکہ رہتاس و بنگالہ میرے نام رہے۔ بادشاہ نے بضرورت اس کو منظور کیا اور جب شیر خان نے قسم کھائی اور صلح ہوگئی تو افواج مغول بیدغدغہ ہوکر جوسار پر پل باندھ کر عبور کی فکر میں بے ترتیب ہوئی اور اسی حالت میں رات کے وقت شیر خان نے مع افواج مستعد ہوکر صبح ہوتے فوج شاہی پر ٹوٹ پڑا اور کمال بے ترتیبی سے شکست واقع ہوئی اور جنت آشیانی کمال پریشانی کے ساتھ آگرہ روانہ ہوئے اور شیر خان بنگالہ کو واپس گیا اور وہان جہانگیر قلی بیگ وغیرہ بغیر فوج و قوت کے اس سے لڑکر ناحق آدمی ضائع کرتے تھے اور شیر خان نے اپنا لقب شیر شاہ قرار دیکر خطبہ و سکہ اپنے نام کیا اور دوسرے بیان (مغلون کی خانہ جنگی دیکھکر) شوکت و عظمت کے ساتھ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایسے وقت میں جن کے طالع دولت عروج پر ہوتے ہیں بیگانون کو یگانہ بنا لیتے ہیں یہان مرزا کامران نے جنت آشیانی سے جدا ہوکر لاہور کا راستہ لیا اور چغتائی امراء نے اسوجہ سے کہ بادشاہ روافض ترکمانون کی تربیت و عزت میں مبالغہ فرماتا ہے تعصب

میں نفاق پیدا کیا اور باوجود اس حالت کے جنت آشیانی آگرہ سے قنوج کو روانہ ہوئے اور دریائے گنگا سے پار ہو کر نشیبی مقام پر اترے اُس وقت لشکر بادشاہی ایک لاکھ تھا لیکن متفرق و متزلزل اور لشکر افغانان پچاس ہزار لیکن متحد و یکدل چنانچہ بروز عاشورہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس میں لشکر مغل نشیب سے کوچ کر کے کسی بلندی پر اترنا چاہتے تھے کہ ناگاہ شیر شاہ نے مثل سابق کے موقع پاکر فوراً حملہ کیا اور لشکر مغل جن کے دل میں بار اول کی ہیبت چھائی ہوئی تھی بغیر جنگ بھاگ کھڑے ہوئے اور جنت آشیانی نے دریا میں گھوڑا ڈال دیا اور بمشقت تمام پار ہو کر لاہور کا راستہ لیا اور جب شیر خان نے لاہور تک تعاقب نہ چھوڑا تو جنت آشیانی جانب سندھ روانہ ہوئے۔

شیر شاہ نے خوشاب تک تعاقب کیا اور وہاں اسمعیل خان و غازی خان و فتح خان بلوچ دودائی جو بلوچوں کے سردار تھے شیر شاہ سے ملے اور شیر شاہ نے کوہستان ہند و حوالی کوہ بالناتھ کو غور سے دیکھ کر جہاں جہاں قلعہ بنانے کی ضرورت دیکھی قلعہ بنایا اور اٹک پاس قلعہ رہتاس بنایا۔ اور اُس وقت اپنے غلام خواص خان کو جس کی لیاقت و مردانگی کے سبب سے بادشاہ ہو گیا تھا امیر الامراء بنایا اور ممالک محروسہ کا دسواں حصہ اسکی جاگیر قرار دی اور اس کو ہیبت خان نیازی و فوج کثیر کے ساتھ رہتاس کے مقام پر چھوڑ کر ہندوستان کی طرف لوٹا اور جب آگرہ میں پہونچا تو سنا کہ خضر خان شروانی جو اس کی جانب سے بنگالہ کا حاکم تھا سلطان محمود بنگالی کی لڑکی سے شادی کر کے شاہی طور و طریقہ سے بسر کرتا ہے شیر شاہ بیمار سخت ہو گیا تھا فوراً اس کے تدارک کے لیے جانب بنگالہ کوچ کیا اور خضر خان شروانی استقبال کے واسطے آیا تو قید ہو گیا اور شیر شاہ نے ولایت بنگالہ کو چند آدمیوں میں منقسم کر کے طوائف الملوکی پیدا کر دی اور قاضی فضیل کو جو ولایت کرہ کے علماء میں سے دیانت و امانت میں مشہور اور بنام قاضی فصیح زبان زد خواص و عوام تھے اس ولایت کا امین مقرر کر کے صلاح و فساد انکے اختیار میں کر کے آگرہ کو واپس ہوا اور ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری میں ولایت مالوہ مسخر کرنے کے لیے سوار ہوا اور اس کے امراء میں سے شجاعت خان افغان نے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا تھا اور آخر ابوالقاسم بیگ کو جو جنت آشیانی کی طرف سے حاکم تھا قلعہ سے نکال کر ملازمان شیر شاہی کو قلعہ پر متصرف کر چکا تھا۔ شیر شاہ جب مالوہ پہونچا تو ملوخان حاکم مالوہ جو خلجی بادشاہ کی طرف سے مالوہ پر حاکم تھا بطور صلح کے بغیر بلائے چلا آیا اور شیر شاہ سے ملا لیکن چند روز بعد وہم و ہراس کی وجہ سے بھاگ گیا اور شیر شاہ نے حاجی خان کو مالوہ پر حاکم کیا اور شجاعت خان کو بھی سیواس میں جاگیر دیکر وہیں چھوڑا اور خود رنتھنبور کی طرف متوجہ ہوا اور ملوخان اس کے بعد مالوہ میں آکر حاجی خان و شجاعت خان سے لڑا اور شجاعت خان سے شکست کھا کر بھاگ گیا لہذا شیر شاہ نے شجاعت خان کو مالوہ پر حاکم کیا اور حاجی خان کو طلب کیا اور جب رنتھنبور کے قریب پہونچا تو چاہا کہ ایلچی بھیجکر قلعہ کو سلطان محمود اودھی کے ملازمین سے بطور صلح لے کر آگرہ آیا کہتے ہیں کہ جب ملوخان کے بھاگ جانے کی خبر شیر شاہ کو پہونچی تو فی البدیہہ یہ شعر

کہا ع بابا چہ کردوید ی ملو غلام گیدی ÷ شیخ عبد الحی ولد شیخ جمالی نے دوسرا مصرع عرض کیا ع
تولیت مصطفےٰ را الاخیر فی عبیدی ÷ شیر شاہ نے آگرہ مین ایک سال قیام کرکے لشکر و ملک کا
انتظام کیا اور ہیبت خان حاکم رہتاس کو لکھا کہ ملتان کو بلوچون کے قبضہ سے نکال لے یہ اس نے
فتح خان بلوچ سے جنگ کرکے ملتان فتح کرلیا۔ شیر شاہ نے اسکو اعظم ہمایون خطاب دیا اور ۹۵۰ھ نو
سو پچاس مین معلوم ہوا کہ پورن مل ولد راجہ سلہدی پوربیہ نے قلعہ رایسین مین علم تغلب بلند کیا اور درسنہ
اس نواح کے بہت سے پرگنات پر قبضہ کرکے دو ہزار مسلمان عورتین اپنے حرم مین بطور رقاصہ پاتریون
کے رکھی ہین شیر شاہ حمیت اسلامی سے جوش مین آیا اور قلعہ رایسین فتح کرنے پر عازم ہوا جب
مدت محاصرہ دراز ہوئی تو شیر شاہ نے صلح کی گفتگو شروع کی اور پورن مل سے عہد و پیمان کیا کہ اسکو
جان کا ضرر نہ پہونچایا جائیگا۔ پورن مل مع زن و فرزند اور چار ہزار نامی راجپوتون کے قلعہ سے باہر
مقیم ہوا اور شیر شاہ کو علماے وقت مین سے رفیع الدین صفوی نے فتویٰ دیا کہ پورن مل کو قتل کرنا روا ہے
باوجودیکہ عہد و پیمان تھا یہ فتویٰ دیا۔ شیر شاہ نے تمام لشکر و فیلان کوہ پیکر کو بھیجکر اُسکے لشکر کو محاصرہ کرلیا
پورن مل و راجپوتون نے موت پر آمادہ ہوکر زن و فرزند کو ہلاک و سوختہ کرکے اسطرح پروانہ کی طرح ہاتھیون
و تلوارون و تیرون پر گرے کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کھیل ہوگیا اور شیر شاہ وہانسے آگرہ مین آیا اور چند ماہ کے
بعد تازہ لشکر کا انتظام کرکے ولایت مارواڑ کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور ہر منزل پر لشکر کے گرد خندق بنواتا
اور ہوشیاری و احتیاط سے کام لیتا تھا جب زمین ریگستان آگئی اور قلعہ بندی ممکن نہوئی تو اس نے
رائے صائب و عقل دوربین سے حکم دیا کہ بورون مین بالو بھرکر تلے اوپر رکھکر قلعہ بندی کرین اور
سب سے پہلے اسنے راجہ مالدیو کا قصد کیا جو ناگور و جودھپور کا حاکم تھا اور ہندوستان کے راجون
مین سب سے زیادہ لشکر و حشم رکھتا تھا اور مالدیو بھی قریب پچاس ہزار راجپوت لیکر چند منزل بڑھکر نواح
اجمیر مین شیر شاہ کے مقابل اُترا اور قریب ایک ماہ تک دونون لشکر برابر رہے لڑائی مین کوئی سبقت
نہین کرتا تھا اور شیر شاہ نے اسکی جمعیت کثیر دیکھکر توہم کیا اور اپنے آنے سے پشیمان ہوا۔ چونکہ مالدیو حقیقت
مین اس مملکت کا وارث نہ تھا بلکہ زبردستی اس نواح کے راجاؤن کو مطیع کرکے مہاراجہ بن بیٹھا تھا
اس موقع پر جن راجاؤن کو صدمہ پہونچا تھا فرصت پاکر شیر شاہ کے ملنے اور شیر شاہ کے مشورہ سے انھون نے
ہندوی زبان مین مالدیو کے سردارون کی طرف سے شیر شاہ کے نام خطوط لکھے کہ اتنی مدت تک ہم لوگون نے
مجبوری مالدیو کا ساتھ دیا اور اس کے ظلم سہے اور وقت کے منتظر رہے اب خدا نے آپ ایسے بادشاہ کو ادھر
بھیجا ہے تاکہ اس سے ہمارا انتقام لے ہم تہ دل سے آپ کے شریک ہین جس وقت آپ کی فوجین قریب آئینگی
ہم مالدیو سے جدا ہوکر آپ سے ملحق ہو جائینگے۔ اور ان خطوط کے جواب مین شیر شاہ کی طرف سے اُن سردارون
کے نام جواب لکھے کہ خاطر جمع رکھو ان شاء اللہ تعالیٰ بعد فتح کے تمہارے قطاع موروثی تم کو دیکر تمہاری
عزت و تکریم کی جائیگی اس عرصہ مین جو کچھ دولتخواہی کرسکو اسمین دریغ نہ کرنا۔ پھر ان جعلی خطوط کو ترکیب
سے مالدیو کے ہاتھ پہونچا دیا۔ مالدیو ان خطوط کو دیکھکر ہراسان ہوا کیونکہ اسکو ہمیشہ اپنے امرا کی طرف سے

اندیشہ رہتا تھا اور اسنے ایک سردار کو مخصیا نام سے بطور امتحان مشورہ کیا کہ کیا آگے بڑھوں۔ اُس نے
خیرخواہی کے طور پر کہا کہ یہی موقع ہے ضرور بڑھو۔ یہی سردار سب میں زیادہ شجاع و قوی تھا۔ اب مالدیو کو
یقین ہو گیا کہ ضرور یہ سازش رکھتا ہے اور فی الفور پلٹ جانے پر آمادہ ہو گیا اور امرا نے ہر چند نصیحت
کی کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس قسم کے خطوط آئے ہیں تو سب نے ان کو جعلی قرار دیا اور
سمجھایا کہ یہ مکر و حیلہ ہے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ تہمت بیوفائی سب کے نزدیک شرم و عار ہے بالخصوص
اصیل راجپوت تو اس سے بہت ہی عار کرتے ہیں آخر ان امرا نے مالدیو سے کہا کہ ہم لوگوں پر بیوفائی کا
داغ لگایا جاتا ہے اب ہم کو لازم ہے کہ ہم سب شیرشاہ سے لڑیں خواہ فتح ہو یا مارے جاویں مالدیو کو ہر قدر
توہم چھایا تھا کہ اُنکے اس ارادہ سے بھی ڈرا کہ مبادا نزدیک ہوا اور برباد کیا جاوے لہٰذا رات کو روانہ
ہوا اور ان سرداروں نے دس بارہ ہزار کی جمعیت سے جدا ہو کر شبخون مارنے کے ارادہ سے لشکر شیرشاہ
کا قصد کیا۔ شیرشاہ کے طالع ارجمند سے وہ لوگ راہ غلط کر کے صبح کو شیرشاہی لشکر کے قریب پہونچے
اور از راہ حمیت و غیرت آمادہ مرگ ہو کر لشکر شیرشاہ پر جو اسّی ہزار سے کسی طرح کم نہ تھا حملہ کیا اور اکثر
لشکر افغانان کو درہم برہم کر دیا قریب تھا کہ شیرشاہ شکست کھا کر بھاگے کہ اس کے قوت طالع سے حسب اتفاق
ایک سردار جلال خان جلوانی تازہ دم فوج سے پہونچ گیا اور یہ حالت دیکھکر فوراً راجپوتوں کی فوج پر ٹوٹ
پڑا اور اس ناگہانی حملہ سے راجپوتوں میں زلزلہ پڑ گیا اور زبردست سردار مثل کوبھا وغیرہ کے مارے گئے
اور راجپوتوں نے شکست کھائی۔ شیرشاہ نے پہلے تو شکست کا یقین کر لیا تھا اب فتح سے شاد ہو کر شکر کیا اور
کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی کہ ایک مٹھی جوار باجرہ کے پیچھے میں نے ہندوستان کی سلطنت کھوئی ہوتی بات یہ تھی
کہ مالدیو کی ملکات اکثر ریگستان بے آب ہے جس میں سوائے جوار باجرہ و ساوان کے دوسری چیزیں مانند
گیہوں و چاول و جو و نیشکر و چنے و عمدہ ترکاریوں سے کچھ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اُدھر مالدیو نے جب یقین کیا
کہ وہ سب تحریرات مزورو مکر تھیں تو اپنے بہادر امرا کے بیگناہ قتل ہونے سے بہت افسوس کیا اور آخر خود
کوہستان جودھپور میں چلا گیا اور شیرشاہ اس فتح کے بعد چتور گیا اور اس کو صلح سے لے کر رنتھنبور میں آیا
چونکہ قلعہ رنتھنبور اپنے بڑے بیٹے عادل خان کو دیا تھا اس نے اجازت چاہی کہ چند روز قلعہ میں سامان
ورسد کا انتظام کر کے حاضر ہو اور شیرشاہ وہاں سے قلعہ کالنجر کی طرف گیا جو منجملہ مستحکم قلعوں کے شمار کیا جاتا ہے
چونکہ راجہ کالنجر نے پورن مل کے بارہ میں بے وفائی و بدعہدی دیکھی تھی مطیع نہوا اور شیرشاہ نے قلعہ کو ہر طرف
سے گھیر لیا اور ساباط و سرکوب بنوا کر قلعہ پر لڑائی ڈالی اور جہاں خود کھڑا تھا وہاں باروت بھرے
ہوئے ڈبے تھے جن کو آگ دیکر لوگ قلعہ میں پھینکتے تھے اتفاقاً ایک ڈبہ دیوار قلعہ سے ٹکرا کر الٹ کے
حقوں کے درمیان گرا اور سب میں آگ لگ گئی جس سے شیرشاہ و شیخ خلیل مرشد و ملا نظام دانشمند و دریا خان
شروانی جل گئے اور شیرشاہ نے باوجود اس حالت کے مورچل پر پہونچایا گیا اور جب اس کو ہوش آتا تھا تو باواز
بلند تاکید کرتا کہ جاؤ اور فوج کو تاکید کرو کہ بغیر قلعہ فتح کیے واپس نہوں یہانتک کہ اسی روز کی شام کو قلعہ
فتح ہوا اور شیرشاہ نے بھی ہمیشہ کے لئے دنیا سے آنکھ بند کر لی اور یہ ۹۵۲ھ نو سو باون کی بارھویں تاریخ

ربیع الاول بھی ہے ؎ زروزگار ہمین حالتم پسند آمد ٭ کہ خوب و زشت و بد و نیک درگزر دیدم ٭ برین
صحیفۂ مینا ز خامۂ خورشید ٭ نگاشتہ سخنے خوش آب زر دیدم ٭ کہ اے بدولت دہ روزہ گشتہ مستظہر ٭
مباش غرہ کہ از تو بزرگ تر دیدم ٭ شیرشاہ نے پندرہ برس امارت کی اور پانچ سال اکثر بلاد ہندوستان میں
بادشاہ رہا۔ بڑا عاقل و مدبر تھا اور اپنے ایام سلطنت میں بہت ایسے کام کیے جن کے اچھے آثار باقی
رہے چنانچہ منجملہ نیک کام یہ تھا کہ ستارگانوں بنگالہ سے لیکر دریاے نیلاب سندھ تک کہ ایکہزار پانسو
کوس ہوا ایک سڑک بنوائی اور ہر کوس پر ایک مسجد و کنواں پختہ بنوایا اور مسجد میں قرآن پڑھانے والا و
موذن و امام مقرر کیا اور انکا وظیفہ جاری کیا اور وہاں ایک سراے پختہ بنوائی جس کے ایک دروازہ
پر مسلمان مسافروں کو کچا و پکا کھانا ملتا تھا اور دوسرے دروازہ پر ہندو مسافروں کو اسی طرح ملتا تھا تاکہ
کسی مسافر کو تکلیف نہ ہو اور ہر سراے میں ڈاک چوکی کے دو گھوڑے رکھے کہ ہر روز ستارگانوں بنگالہ کی
اور رہتاس اٹک کی خبریں و عرضیاں آ پہنچتی تھیں اور اس سڑک کے دونوں طرف میوہ دار درخت لگائے تھے کہ مسافر انکے
سایہ میں چلتے و پھل کھاتے اور دو طرفہ باغات بھی تھے جن میں ترکاری کے چمن تھے اور اسی طرح آگرہ سے
منڈو تک کہ تین سو کوس ہے اسی قسم کا انتظام کیا تھا اور اس بادشاہ کے زمانہ میں امن ایسا تھا کہ مسافر آنے
جانے والے صحرا و بیابانات میں جہاں کہیں پہونچتے اپنے اسباب کی طرف سے بیخوف ہو کر اترتے تھے اگر بڑھیا
اشرفیوں کا ٹوکرا لیے صحرا میں سو رہتی تو اس کو چوکیدار کی کچھ ضرورت نہ ہوتی۔ شیرشاہ جب آئینہ میں اپنی سفید
ڈاڑھی دیکھتا تو کہتا کہ بادشاہی شام کے قریب میرے پاس آئی ہے اور بہت افسوس کرتا۔ شعر کا بھی شوق تھا
بلکہ خود بھی ہندوستانی طریقہ کے مضحکہ والے اشعار کہتا تھا۔ اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر یہ سجع تھا۔ شعر
شہ اللہ باقی تو ابادہ ابدہ ٭ بماند شیرشہ بن حسن سور قائمہ ٭ اس کے معنی یہ ہیں کہ ای بادشاہ
اللہ باقی ہمیشہ تیرا کارساز ہو ٭ اے شیرشاہ بن حسن سور تو ہمیشہ قائم رہے۔ اپنے اکثر اوقات کو خلائق کے کام
میں صرف کرتا اور لشکر کا سرانجام اور رعایا کی غمخواری پورے طور سے انجام دیتا تھا اور ہر حال میں عدل و
انصاف پر قائم رہتا تھا۔ بیشک ایسی شخص نے زندگی کا پھل پایا جس کا مرنے کے بعد تک نام باقی رہ گیا۔ کسی شاعر
نے اس کے مرنے کی تاریخ یوں لکھی ہے ؎ شیرشاہی کہ از مہابت او ٭ شیر و بز آب را بہم میخورد ٭ چون برفت
از جہان بدار البقا ٭ گشت تاریخ او ز آتش مرد ٭ ۹۵۲ھ **ذکر سلیم شاہ بن شیرشاہ افغان سور کی
سلطنت کا** ۔ جسوقت کہ شیرشاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بڑا بیٹا کہ ولیعہد تھا رنتھنبور میں اور چھوٹا فرزند اسکا
جلال خان قصبہ ریوان نواح بھٹہ میں تھا امرا نے مشورہ کیا کہ عادل خان مسافت دور دراز میں ہے اور حاکم کا ہونا ضرور
ہے سب نے ایلچی جلال خان کی طلب میں بھیجا اور جلال خان پانچ دن کے بعد اردوے شاہی میں پہونچا و عیسی خان حاجب
اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھویں ۹۵۲ھ نوسو باون ہجری میں قلعہ کالنجر میں تخت سلطنت
پر جلوس فرمایا اور ساتھ اسلام شاہ کے مخاطب ہوا اور خاص و عام کی زبان پر سلیم شاہ مذکور ہوا القصہ جب سلیم شاہ
قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھکر اظہار کیا کہ جو آپ شہر دور دراز میں رونق افزا
تھے اور یہاں شر دیک تھا واسطے تسکین آتش فتنہ و فساد کے آپکی تشریف آوری تک میں نے افواج کی محافظت کی اور ۱۴۸

مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا کچھ چارہ نہیں ہو اُسکے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہو کر جب قصبہ
کوڑہ کے نواح میں پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آن کر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب
دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُس کے بعد سلیم شاہ نے دنیاداری کے بموجب ایک
مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ
کے امرا کو کہ قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے قلمی کیا کہ تم بہر سے آنے میں کیا
صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چاروں شخص آنکر میری تسلی کریں تو اُس طرف عنان عزیمت معطوف کرتا ہوں
سلیم شاہ نے اُن چاروں امرا کو عادل خان کے پاس بھیجا اور اُنھوں نے جاکر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی
کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات میں آپ کو رخصت دلواتیں گے اور ہندوستان کے جس ملک میں جہاں چاہیں جاگیر
لیویں عادل خان اُنکے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبہ سیکری میں کہ بالفعل ساتھ فتحپور کے اشتہار رکھتا ہے پہونچا
سلیم شاہ شکار میں مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اُس مقام میں کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال
کر کے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہوئے لحظہ آپس میں بیٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے
سلیم شاہ نے ایک خدر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کر کے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین اور
توابعین سے اُس کے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نچھوڑیں لیکن دروازہ میں آدمی اُسکے ممتنع ہوئے ایک جماعت
کثیر ہمراہ اُسکے داخل ہوئی اور اندیشہ اور تدبیر سلیم شاہ کی سست ہوئی تب بضرورت اظہار ملایمت و چاپلوسی کرکے کہا کہ میں نے
ابتک افغانان سرکش اور بے سر کو نگاہ رکھا آیندہ اُنھیں آپ کے سپرد کرتا ہوں یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور
نہایت چاپلوسی کی عادل خان نے جو کہ عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری و فریب سے آگاہ ہو کر قبول اُسکا منظور نہ کیا
اور تخت سے اُٹھکر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اول خود سلام کیا اور مبارکباد دی اسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت
نے مبارکباد کہکر لوازم نثار اور شرائط پیشکش بجا لائے اور اسی مجلس میں قطب خان نائب و عیسی خان نیازی اور خواص خان
نے عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان میں آیا تھا یہ ہے کہ اول ملاقات میں عادل خان کو رخصت دیکر
بیانہ اور توابع اُسکی جاگیر میں مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کر کے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسی خان نیازی اور
خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرموں و معتبروں سے تھا مع بیڑی طلائی بھیجکر
حکم دیا کہ عادل خان کو گرفتار کر لاوے عادل خان یہ خبر سنکر خواص خان کے پاس میوات میں گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہد کا اظہار
کر کے نالان ہوا خواص خان کا دل بھر آیا اور غازی محلے کو طلب کر کے وہی بیڑی اُسکے پاؤں میں ڈالی اور [illegible] جلد کیا
اور اُن امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک کے نام خط تحریر کر کے اپنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان لشکر جرار لیکر آگرہ
کی طرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی نے جو قول و عہد میں داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہو کر عادل خان
کو ترغیبات تحریر کر کے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ میں پہونچاوے تو لوگ بے حجابانہ سلیم سے
جدا ہوکر اُسکے پاس آسکیں اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری میں کہ بارہ کوس آگرہ سے ہے پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات
کے واسطے کہ مشائخ وقت سے تھے گئے اور چونکہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب میں مقرر ہے
توقف اور اہمال حاصل ہوا پہر دن چڑھے آگرہ کے نواح میں داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس آمد کے طرز سے آگاہ ہو کر سراسیمہ

قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور دیگر امرا سے کہا کہ اگر مجھسے عادل خان کے بارہ مین بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان اور عیسیٰ خان نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو مین اندیشۂ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ اندیشہ نہین ہے ابھی اختیار باقی ہے اس فساد کی تسکین کا مین ضامن ہون سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امرا کو کہ فی الجملہ اتفاق عادل خان سے رکھتے تھے اس بہانہ سے کہ جس طرح ہو سکے حرف صلح اور صلاح درمیان مین لاوین رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جاوین اور ارادہ اُس کا یہ تھا کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کر کے قلعہ چنار کی طرف خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ و افواج فراہم کر کے جنگ و محاربہ مین مشغول ہووے عیسیٰ خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیون پر اعتماد نہین ہے بیس ہزار افغان قرملی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپکے نوکر خاص اور محل اعتماد ہین باوجود اس قدرت اور مکنت کے تعجب کا مقام ہے کہ آپ دولت خداداد پر بھروسا نہین فرماتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہین اور امرا ہر چند کہ مخالفت باطنی رکھتے ہون غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہے پس لایق اور سزاوار یہ ہے کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کر کے میدان کارزار مین رونق افزا ہون اور پائے ثبات محکم فرماوین کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاویگا سلیم شاہ نے اس بات سے قوی دل ہو کر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسرون کو کہ رخصت دی تھی پھر طلب کر کے فرمایا کہ مین اپنے ہاتھ سے تمہین کیونکر غنیم کے سپرد کرون شاید کہ بدی تمہارے حق مین اندیشہ کرے یہ کہکر جنگ پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد ہو کر میدان مین ایستادہ ہوا وہ لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو معرکہ مین دیکھکر شرم سے داخل لشکر ہوئے اور ظاہر بلدہ آگرہ مین جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی نے سلیم شاہ پر نوازش فرمائی شکست تفرقہ عادل خان اور خواص خان کی جمعیت مین ڈالا اور خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پٹنہ مین جاکر ایسا مفقود الخبر ہوا کہ کسی نے اُسکے احوال سے خبر نہ پائی اور معلوم نہوا کہ اسکا مآل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب مین لشکر تعین کیا اور فیروزپور مین آتش جنگ فروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اُسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہونچا خواص خان اور عیسیٰ خان تاب مقاومت نہ لاکے کوہ کمایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت دیگر کو سرحد تعینات کی اور اُنہون نے جاکر دامن کوہ کمایون مین قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کو تاخت و تاراج سے خراب کرتا تھا اسوقت سلیم شاہ نے خود چنار کی طرف عزیمت کی اثنائے راہ مین جلال خان جلوانی اور اُسکے بھائی کو اس اتفاق کے سبب کہ عادل خان سے رکھتے تھے ماخوذ کر کے قتل کیا پھر چنار مین جاکر خزانہ برآورد کر کے گوالیار مین بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی اور چونکہ قطب خان عادل خان کے بلانے اور احداث فتنہ مین دخیل تھا بسبب اُس خوف و ہراس کے کوہ کمایون کے دامن سے فرار کر کے لاہور مین ہیبت خان نیازی الملقب باعظم ہمایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کر کے قطب خان نائب کو طلب کیا اعظم ہمایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا بادشاہ نے اُسکو مع چند محبوس دیگر کے کہ جملہ چودہ نفر تھے قید کر کے اپنے بہنوئی شہباز خان لوحانی کے پاس گوالیار مین بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون کو طلب کیا شجاعت خان نے آکر ملازمت کی اور اعظم ہمایون متوہم ہوا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کی طرف رخصت کیا اور خود خزانہ لانے کے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ حضور مین حاضر رہتا تھا راہ سے فرار کر کے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کر کے آگرہ مین آیا اور لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیکر

نئی دہلی کی طرف رونق افزا ہوا اور حکم کیا کہ گرداگرد شہر اور اُس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گچ و سنگ
سے تیار کریں اور جب سلیم شاہ کی خبر توجہ دہلی کیطرف شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کے واسطے مع ایک جماعت
مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی میں قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کرکے لاہور کی عزیمت
کی اور اعظم ہمایون خان مع طائفہ مخالفان باتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دو چند تھا مقابلہ
کے واسطے چلا اور قصبۂ انبالہ کے نواح میں دونون لشکر قریب ہوئے کہتے ہیں کہ جب سلیم شاہ لشکر نیازیون کے قریب فرود کش
ہوا تو خود مع مقربون کے چند اشخاص کے لشکر نیازیون کے مشاہدہ کو گیا کر ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اُسکی اُنپر پڑی اُس
مقام میں ایستادہ ہوکر کہا کہ میری عزت و ناموس میں نہیں سماتا ہے کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر امیرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ
آراستہ کرکے عزیمت جنگ کرو اور اُس شب کو کہ صباح اُسکے جنگ ہوئی اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے خواص خان سے
حاکم کے نصب کرنے کے واسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کرکے حاکم
کرنا چاہیئے اور اعظم ہمایون اور اُسکے بھائی نے کہا تھا بیت ملک میراث نگیرد کسے ؛ تا نزند تیغ دو دستی بسے ؛
چنانچہ اس مقدمہ کے سبب اُن کے درمیان میں کدورت پیدا ہوئی جب کہ صفوف آراستہ ہوئین اور طرفین مقابل
ہوئے خواص خان بے جنگ ہزیمت کرکے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا چونکہ
نمکحرامی کا نتیجہ شامت و ندامت ہے پھر بھی بھاگ گئے اور فتح غیبی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی بیت کسی را کہ دولت کند یاوری
کز آورد با دست کند داورے ؛ سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون کے جو مسلح تھے اور کوئی شخص
اُسے نہیں پہچانتا تھا اُسنے چاہا کہ میں سپاہ کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اُسکا کام تمام کرون جب گیا ایک فیلبان نے
اُسے پہچانکر نیزہ مارا اور وہ فیلان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہوکر نکل گیا القصہ نیازیون نے
شکست کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو روہ کے قریب ہے فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اُسکے والد نے تعمیر کیا تھا اُنکے
تعاقب میں گیا اور خواجہ اویس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعین کرکے خود بدولت و اقبال آگرہ کی طرف مراجعت
کی اور وہان سے گوالیار میں آیا اُسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے آگاڑی جاتا تھا ایک شخص
عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اُسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کرکے فرصت وقت کا جویا تھا ایکبارگی برق کی طرح جست
کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہوکر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغوا سے اس فعل
کا مرتکب ہوا ہے بے سوچے گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے مدت تک اُسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسواڑہ
میں آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار اوجین میں چھوڑ کر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ ۹۵۴ نوسو چون ہجری میں واقع ہوا تھا
اور خواجہ اویس شروانی کہ اعظم ہمایون کے سر پر تعینات تھا دھنکوٹ کے اطراف میں اُس سے ربط اور شکست پائی اور اعظم ہمایون نے تعاقب
کرکے تو شہر تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران بترتیب جنگ نیازیون کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایون پھر پلٹ کر
دھنکوٹ میں گیا جب سلیم شاہ کا لشکر ضلع سنبلہ کے قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاش کھائی اور اعظم ہمایون
کی مان اور زن و فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیرون کو سلیم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور تمام نیازی گکھڑون کے پاس پناہ
لیگئے اور پہاڑون پر کہ کشمیر کے متصل ہین درآئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کے واسطے سوار ہوکر
پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک گکھڑان سے محاربہ اور مجادلہ رہا اور ان دنون میں ایک شخص نے تنگ سے

میں کہ جس وقت سلیم شاہ کوہ مانکوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کرکے اُسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی سے اُسپر غالب آیا اور آن واحد میں اُس کا کام تمام کیا اور وہ تلوار پہچانی جو کہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب گکھران مغلوب ہوئے اور اُن میں قوت باقی نہ رہی اعظم ہمایون کشمیر میں آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیازیون کا سدراہ ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اُترے حاکم کشمیر نے اُنکے سر کاٹ کر سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کرکے مراجعت کی اُسوقت میرزا کامران جنت آشیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے ازروے نخوت وتکبر پیش آن کر نالایق سلوک کیا اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک میں دم لیا اور وہان سے ولایت گکھران میں گیا اور سلیم شاہ نے دہلی میں جاکر چندروز قیام کیا اور اُس وقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے پہونچا کہتے ہیں کہ اُسوقت سلیم شاہ اپنے گلے میں جونکین لگاکر خون نکلواتا تھا اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا اور اول روز تین کوس پہ جاکر مقام کیا اور چونکہ توپخانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اُسی عرصہ میں بیل ارابہ کے پرگنون میں گئے تھے اور وہ چلنے میں جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجاے گاو ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ ہمایون بادشاہ نے پیشتر مراجعت کی تھی چنانچہ اپنے موقع پر مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کرکے قلعہ گوالیار میں قیام کیا اتفاقاً ایک روز انترے کے نواح میں شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اُسکے سدراہ ہوکر مقام غدر میں ایستادہ ہوئی اور حسب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور معطل رہی اور جب یہ حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد ہوئی بہاء الدین اور محمود اور مدار کو کہ فتنہ کے بانی تھے قتل کرکے گوالیار میں قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امرا سے کہ سب ساتھ قوت اور غلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کرکے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک کہ خواص خان کہ شجاعت میں رستم زمان اور سخاوت میں حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہوکر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے تنگ آکر ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری میں امان کے ساتھ تاج خان کرانی کے پاس کہ اُسکے ایک امراے معتبرین سے تھا اور سنبھل میں قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کرکے تیغ غدر سے اُسکو قتل کیا اور اُس کے آدمیون نے تابوت اُسکا دہلی میں لیجاکر پیوند زمین کیا اور اہل ہند اُسے جملہ اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اُس کو خواص خان ولی کہتے تھے چنانچہ اُسکا مقبرہ مبارک ہے تھوڑے عرصہ میں یعنی ابتداے سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری میں سلیم شاہ کی مقعد میں ایک دانہ دنبل کا ظاہر ہوا اور درد کی شدت سے اپنے فصد لیکر خون نکلوایا اور حکم سے نکلا تو ہوا لگی اور مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیرشاہ کے مسافر سراؤن کے بیچ بیچ میں ایک ایک سراے اور آباد کرکے ہر ایک سرا میں طعام پختہ اور طعام بطریق شیرشاہ مسافرون اور محتاجون اور تونگرون کے واسطے مقرر کیا اور اُسی سال محمود شاہ گجراتی اور برہان نظام الملک بحری نے بھی وفات پائی اور پدر مولف نے تاریخ اس واقعہ کے زوال خسروان پائی اور منجملہ قضایاے غریب سے جو سلیم شاہ کے زمانے میں واقع ہوئے واقعہ شیخ علائی ہے اور تفصیل اُسکی بر سبیل اجمال یہ ہے کہ اُنکے باپ کا نام حسن تھا اور وہ حضرت شیخ سلیم کے خلیفہ ہوکر قصبہ بیانہ میں سجادہ نشین پر ارشاد یعنی ہدایت طالبون کو کرتے تھے جب رخصت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت

وہ دانش میں امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت میں مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت فرما ہوئے اور روش مہدویہ کہ سید محمد جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہیں اختیار کرکے بیانہ میں رحل اقامت ڈالی اور جب شیخ علائی کو وضع اُس کی خوش آئی اُس کی صحبت کے خلیفہ ہوئے اور آبا و اجداد کا طریقہ ترک کرکے خلائق کو دین مہدویہ دعوت کرنے لگے اور بہ سبب اُس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبداللہ افغان نیازی کے ہمسایہ میں توطن کیا اور ساتھ ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ اُن کے متفق و گرویدہ ہوئے تھے بطریق توکل اوقات بسر لیجاتے تھے اور ہر روز نماز کے بوقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اُس مجلس میں حاضر ہوتا تھا ایک ان دو کام سے کرتا تھا یا مریکا یک قطعاً اپنے کام کے واسطے نجات تھا اور ترک اہل و عیال کرکے دائرہ مہدویہ میں داخل ہوتا تھا یا معاصی اور مناہی سے تائب ہوکر ساتھ سید محمد جونپوری کے گرویدہ ہوتا تھا اس کے بعد اگر کشت و زراعت یا تجارت کرتا تھا تو دسواں حصہ راہ خدا تعالیٰ میں صرف کرتا تھا اور بہت کثرت سے ایسا ہوا کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کرکے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ اُنکے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ بہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ میں بسر کرتے تھے اور اظہار نہ کرتے تھے اور پاس انفاس میں اوقات مصروف رکھتے تھے اور سپر اور شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ لیکر شہر اور بازار یا جس مقام میں نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفق اور مدارا کے منع کرتے تھے اور اگر نرمی کرنا پیش نہ جاتا تھا قہراً اور جبراً اُس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ اُنسے موافق تھا امداد میں اُنکے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور اُن کے مقاومت میں نرکھتا تھا اور جب شیخ عبداللہ افغان نیازی نے دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے پڑا ہی اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہی شیخ علائی کو سفر حجاز کی دلالت کی اور شیخ علائی ساتھ اُسی وضع اور حالت کے مع تین سو ستر خانوادہ مردم کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواص پور میں کہ جودھپور کے حدود میں واقع ہی پہونچے خواص خان مشہور اُنکے استقبال کو آیا اور اُنکے معتقدات کے سلک میں منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ میں فساد مذہب مہدویہ کا دل میں لاکر اُنسے منحرف ہوا اور شیخ علائی اُس امر کو سمجھکر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر میں لوجہی اطاعت نہیں کرتا ہی اظہار رنجش خواص خان سے کرکے خواص پور سے برآمد ہوئے اور سفر حجاز کی عزیمت فسخ کرکے بیانہ کی طرف پلٹ گئے اُون دنوں میں سلیم شاہ آگرہ میں تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو شیخ علائی سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ میں گیا اور اُسکی مجلس میں حاضر ہوکر بادشاہوں کے رسوم اور آداب کا مقید نہوا سلام مشروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے کراہت کے ساتھ علیک السلام کہا اور بدولت اُسکے مقربوں میں پرشورا ہوئی ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک نے مقام انکار شیخ علائی میں ہوکر فتویٰ اُسکی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میر رفیع الدین انجو اور ملا جلال بھیم دانشمند اور ملا ابوالفتح تھانیسری اور دیگر علماء وقت کو حاضر کرکے تشخیص اُس قضیہ کی حوالہ اُنکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوتی شیخ علائی کسی پر غالب نہوتا تھا بلکہ مغلوب ہوکر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر پر رجوع کرکے اس طرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل میں اثر پذیر اور ذہن نشین ہوجاتے تھے اور اُس سے کہتا تھا کہ تیرے اس دعوی باطل مہدویہ سے

باز آ تو تجھے اپنے تمام قلمرو پر محتسب کرون اور اتبک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہ اور جب شیخ علائی نے
یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے باوجود فتوا سے ملا عبد اللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا بلکہ قصبۂ ہنڈیہ کی طرف
کہ سرحد دکن ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا کہ سلیم شاہ کے اُمرا ے عمدہ سے تھا مع تمام لشکر اپنے ساتھ کے
اُس سے گرویدہ ہوکر اُسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو بہت بڑی طرح سے سلیم شاہ
کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ نے علما کو حاضر کرکے پیشتر سے بیشتر اس
قضیہ کی تشخیص کی تب ملا عبد اللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعوی کرتا ہی اور حضرت
امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اُسکے گرویدہ ہوا ہی حتی کہ عزیز تیرے
بھی پوشیدہ اُسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور احتمال ہی کہ نقصان تیرے ملک اور بادشاہی مین ظاہر آوے
سلیم شاہ کسی وجوہ سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کو بہار مین شیخ بڈھ طبیب کے پاس کہ مرد دانشمند تھا
اور شیر شاہ اُسکا معتقد ہوکر کفش اُسکے پاؤن کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تا اُسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب
کی طرف متوجہ ہوکر قلعہ مانکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڈھ نے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطانپوری
المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے ایلچیون کو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اُسوقت مین شائع تھا عارض
ہوا اور حلق مین اُسکے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور پنج سفر بھی اُسپر مستزاد ہوا جب شیخ کو
سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نرکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اُسکے کان مین کہا کہ تو کہدے کہ مین مہدی نہین ہون
اور مطلق العنان ہون شیخ نے اُسکا کلام نہ سنا سلیم شاہ نے مایوس ہوکر حکم دیا کہ حیث تازیانہ مارو لکھا ہی کہ تیسرے تازیانہ مین
شیخ علائی نے جان قابض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ ۹۵۵ نوسو پچپین ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اُسکی تاریخ کا ذکر
اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اُسکا فرزند بارہ برس کا تھا باتفاق امرا قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور ابھی تین دن گذرے
تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چچیرا بھائی سلیم شاہ کا اور سالا اُسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو
قتل کیا اور وزرا اور امرا کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی
تاریخ اکبری مین لکھا ہی کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی بائی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خان
کو دوست رکھتی ہی تو اجازت دے کہ مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اُٹھاؤن کہ تیرے فرزند کا خار راہ ہی اور جو
بھائی کو دوست رکھتی ہی تو اپنے دلبند کی زندگی سے ہاتھ اُٹھا کہ اُسے مبارز خان سے خطرہ ہی مین اُسکی بی بی جواب دیتی تھی
کہ میرا بھائی عمر عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ ساز کی طرف اوقات مصروف رکھتا ہی اُسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی
ہرچند سلیم شاہ اس بارہ مین اُسے ملامت کرتا تھا مفید نہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان
و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہوکر اُسکے قتل کے درپے ہوا ہرچند اُسکی ہمشیرہ زار زار روکر اپنے نور عین کی شفاعت
کرتی تھی اور کہتی تھی اے بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو مین اُسے لیکر ایسے مقام مین لیجاؤن کہ کوئی اس سے
نشان نپاوے فائدہ نکیا آخر اس سنگدل نے اُس طفل معصوم کو بیدرد و بیقصور تیغ جفا سے شہید کیا بیت بمردی کہ ملک
سراسر زمین نیرزد کہ خونے چکد بر زمین ۔ **ذکر سلطنت محمد شاہ سور المشہور بعدلی کا** ۔ مبارز خان کو جب
سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اُسکو بحذف الف اور اضافہ یا کے

نسبت عدلی کہتے تھے اور عدلی کو چونکہ بادشاہی کی قابلیت نہ تھی جب ہی اس نے مردم اراذل کمینوں کا ہاتھ پکڑ کر مہماتِ
عمدہ شاہی کو سانحہ انکے رجوع کیا اور ہیمو ہی نام ہندو کہ بقال قصبہ ریواڑی کا ساکن تھا اور سلیم شاہ نے اُس کو
منصبداران جدیدہ کے سلک میں منتظم کر کے چودھری بازار کا کیا تھا عدلی نے اس کو صاحب اختیار ملک و مال کیا
اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ و لاارام میں مشغول ہوا اور جود و بخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی
سُنی تھی خیال اُنکی تقلید کا کر کے اوائل جلوس میں دروازہ خزانہ مفتوح کر کے خلق کو انعامات و دیگر مستمال اور
توانگر کیا اور کنہ باسن جسکے پیکان میں ایک تولہ طلا تھا باتنا سے سواری و نیز گوشہ کمان میں رکھکر ہر طرف پھینکتا
تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان میں گرتا تھا یا جس کے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دیکر اُس سے لیتا تھا بس اس
طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ میں تلف کر کے آپ کو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع
افغان اُسکے کام بے موقع سے اُسکو عادلی کی بجائے اندھلی کہتے تھے کس واسطے کہ اندھلی زبان ہندی میں کورچی و
نابینائی ہے جب ہیمو ہی بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امراے افغان اُسکی بدی اور بد وضعی سے رنجیدہ اور دلگیر
ہو کر دشمن ہو گئے اور ہر گوشہ سے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرا نے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ سر شرط
فرمانبرداری ہے بجا نہ لائے اسواسطے عدلی کا دلوں اور نظروں میں کچھ وقار و اعتبار نہ رہا رونق اور نظام اُسکی بادشاہی کی زائل
ہو گئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ میں بار عام دیا اور امراے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اس درمیان
میں حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ فرملی کی جاگیر ہے تغیر کر کے سرمست خان شروانی کو دیویں چونکہ دونوں قبیلہ دار تھے اس
مقدمہ میں گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد فرملی کہ جوان نوخاستہ اور بہادر تھا سر دربار از رو سے درشتی بولا کہ اب کام
اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شترابان سگ فروش کو دیتے ہیں جب کلام بلند ہوا اُسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا
سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اُسے یارا ے صبر نہ ہوا بولا اے باپ شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ قفس
آہنی میں قید کر کے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس جھگڑے سے تجھے نجات بخشی اب گرد سو ر تیرے
اخراج کا قصد رکھتا ہے تو اس معنی کو نہیں سمجھتا عنقریب تجھے نہ چھوڑیں گے اُسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد
اور قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر سمجھایا کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کس واسطے ہے اور سرمست خان کا ارادہ
تھا کہ اس بہانہ سے اُسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کر کے ایسا خنجر اُس کے شانہ پر مارا کہ سرمست خان
فوراً ستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اُس کے متعرض ہوتے تھے انمیں بعضوں کو ہلاک
اور بعضوں کو زخمی کیا اور عدلی اس شور و فساد میں اُٹھکر حرم سرا کی طرف روانہ ہوا سکندر خان نے تعاقب
کیا عدلی نے کواڑ بند کر کے زنجیر لگا دی اور اکثر امرا جو کہ دیوانخانہ میں تھے اپنی تلوار میں کھینچ کر بہا کر سکندر خان کے
قتل دیوانوں سرمست کے دوگھڑی تک جس طرف جاتا تھا ضرب سے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان میں ابراہیم خان
سور کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ میں شیر شاہ کی چچا کی اولاد سے ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اُس پر حملہ آور ہوا اور ضربت ہا ے
شمشیر آبدار سے اُسکا جسم نازنین ٹکڑے ٹکڑے کیا اور دولت خان لوحانی نے بھی ایک ضربت شمشیر سے کام شاہ محمد فرملی کا تمام
کیا کہتے ہیں اُسی دن تاج خان کرانی کہ عمدہ امراے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہو کر شاہ محمد فرملی کے دروازہ
کے قریب اُس سے ملاقی ہوا اور شاہ محمد اس سے احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کار دگرگون ہو اُن نے اپنا

قدم اس کارخانہ سے باہر کھینچا ہو تو بھی آنکہ میری رفاقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کے واسطے گیا
اور جاتے ہی مارا گیا تاج خان کرانی نے قلعہ سے برآمد ہو کر بنگالہ کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُس کے تعاقب میں
روانہ کی اور چھپرامئو کے اطراف میں کہ آگرہ سے چالیس کوس اور قنوج سے تیس کوس ہے اُس کے سر پر پہونچکر جنگ
میں مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ میں بعضے عمال خالصہ عدلی پر متصرف ہوا اور
نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقۂ فیل کہ سو زنجیر فیل سے مراد ہے پرگنات سے لیکر اپنے بھائیوں عماد اور
سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگا اور خواص پور ٹانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند کیا اور
عدلی بھی کرانیوں کے سر پر فوج کش ہوا اور نہر گنگ کے کنارے طرفین کا انتظار ظہور میں آیا اُس وقت ہیموں بقال نے عدلی
سے کہا اگر ایک حلقۂ فیل آپ میرے ہمراہ کریں دریا سے عبور کر کے کرانیوں پر حملہ آور ہوں اور طرفین ہلاک کر کے خاک ندامت پر ڈالوں
عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموں بقال نے آب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اس عرصہ میں ابراہیم خان سور
کو شوکت وافر رکھتا تھا عدلی نے اُسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اُسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر
کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازی خان کے پاس کہ ہنڈون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے
عیسیٰ خان نیازی کو اسکے تعاقب کیواسطے مقرر کیا اور وہ کالپی کے قریب اس سے مقابل ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی
منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کر کے دارالملک دہلی پر متصرف ہوا اور خطبہ و سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور وہاں اپنے نام پڑھا کر
دہلی سے آگرہ کی طرف تاخت لایا اور اکثر ممالک اس حدود کے زیر نگین کر کے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہو کر کرانیوں سے
ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب پاس گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے
ایلچی اُسکے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شرفانی اور اعظم ہمایوں اور چند امرائے دیگر جو صاحب اقتدار اور ذی اعتبار
ہیں میرے پاس آکر عہد و میثاق درمیان میں لاویں اعتماد آمیز کر کے ملازمت میں حاضر ہونگا عدلی نے بیعقلی سے اُس جماعت کو روانہ کیا
اور ابراہیم خان سور نے سب کو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر مصر ہوا عدلی نے جب اس امر
سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کر کے چنار کی طرف راہی ہوا اور ممالک
اُس طرف کے قبضہ میں لا کر فروکش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان
بادشاہی کا بلند کیا اُس عرصہ میں احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچازاد بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اُسکے بھی حبالۂ
نکاح میں تھی عدلی کی خبر زبونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سنکر اسکو بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس
دماغ میں جاگزین ہوئی اور ہیبت خان اور تاتار خان کو کہ امرائے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل و یکجہت کر کے سکندر شاہ
لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرح کے قریب کہ دس کوس بلدہ آگرہ سے ہے
نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دو سو امیر
ہمراہ رکھتا تھا کہ ان میں اکثر صاحب سراپردہ و تجمل و علم و نقارہ تھے سکندر شاہ اُس کا جاہ و حشم دیکھکر ہراساں ہوا اور اپنے
آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کریں ابراہیم شاہ اپنے لشکر و حشم کی کثرت
پہ مغرور ہو کر سکندر شاہ کی ملائمت اور تملق پر ملتفت نہ ہوا اور موضع مذکور میں صفوف جنگ آراستہ کر کے نقارۂ حربی پر چوب
ماری اور جدال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے بہتا علم امرا کے ہمراہ کر کے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جوانان

جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین مین ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول مین لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ
اُسکی لوٹ مین مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھکر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کرکے ایک
لحظہ مین اُسے منہزم کیا اور مضمون کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة کا ظہور مین آیا بادشاہ ابراہیم سنبھل کی طرف گیا اور
سکندر شاہ کامیاب ہوکر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اُسکے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ
ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کرکے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اُسوقت عدلی نے ہیمو بقال کو کہ اسکا وزیر تھا
مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب جنار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کے واسطے بھیجا ہیمو بقال نے ابراہیم شاہ کا
دفع اہم جانکر نواح کالپی مین اسکو شکست دی ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا اور ہیمو بقال نے پیچھے اُس مقام
مین آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور جوان دنون مین محمد خان سور حاکم بنگالہ علم مخالفت بلند کرکے جنار اور جونپور اور کالپی کی
تسخیر مین متوجہ تھا عدلی نے ہیمو بقال کو طلب کیا ہیمو بقال محاصرہ ترک کرکے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اُسکا تعاقب کرکے
موضع منداکھر مین کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اُسکے سر پر پہونچکر بنا جنگ کی ڈالی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت
مین روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چندر سے جو وہانکا راجہ تھا لڑا اور گرفتار
ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھکر اُسے بہ تعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکرون کے مانند اُس سے سلوک ہوا اور چند
عرصہ کے بعد بیانہ کے افغانون سے کہ رائسین کے حدود مین رہتے تھے بازبہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور
افغانون نے ایلچی رام چندر کے پاس بھیجکر بادشاہ ابراہیم کو مانگا اور مالوہ مین لیگئے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی
ولایت گڈھہ کو مدد کے واسطے طلب کرکے بازبہادر سے مقابلہ کرین رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے
روانہ ہوئی اور بازبہادر نے ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ
درگاوتی پشیمان ہوکر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنا اُس مقام مین مناسب نجانا اُڑیسہ کی طرف کہ اقصاے بلاد بنگالہ
سے ہے جاکر ایام گذاری کی یہانتک کہ سنہ ۹۷۵ نوسو پچھتر ہجری مین سلیمان کرانی ولایت اوڑیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ
کو عہد و پیمان سے اپنے پاس بلاکر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیمو بقال جنار مین عدلی کے پاس گیا
خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کرکے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس حال کے چونکہ قوم افغان
جہل و خودرائی کو شعار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ وجدل نہ رہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت میسر نہ ہوئی
محمد خان کوریہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چھپر گھٹ مین کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور محمد خان کوریہ مارا گیا اور عدلی نے منصور و مظفر ہوکر جنار کی طرف مراجعت کی اور
دہلی کے استخلاص اور استرداد کی فکر مین ہوا اس درمیان مین ہمایون بادشاہ داور پاک کی رحمت مین واصل ہوا عدلی
نے ہیمو بقال کو پچاس ہزار سوار اور پانسو فیل جنگی ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو امراے مغل
کے تصرف سے برآوردہ کرے اور خود امراے افغان کی مخالفت کے سبب جنار سے دور نجا سکا ہیمو بقال
جب آگرہ کی نواح مین پہونچا امراے مغل کہ اُس شہر مین تھے قوت جنگ اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کی سمت روانہ ہوگئے
ہیمو بقال آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے دہلی کی طرف گیا تردی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہوکر اس سے
مقابل ہوا اور شکست کھاکر پنجاب کی طرف سفر درپیش ہوا ہیمو بقال دہلی پر قابض و دخیل ہوکر درپے اُسکے ہوا کہ سامان

درست کر کے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیشدستی کر کے خان زمان مغل کو بہ تعجیل تمام دہلی کی طرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہیمو بقال یہ خبر سنکر نہایت حشمت و شوکت سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح میں فیل پر سوار ہو کر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہائے مردانہ کر کے صف میمنہ و میسرہ و قلب کو برہم کیا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب افغان اپنا کام کر کے تاراج میں مشغول ہوگئے اور بسبب نفاق ایک گروہ مغلوں کا ہیمو بقال سے دوچار ہوا اور اُسے پہچانا اور اُسکے ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت میں لیجا کر تہ تیغ کیا ہیمو بقال کے قتل ہونے کے بعد عادلی زبون اور ضعیف ہوا اور ایکبارگی افغان خیرہ سر ہوگئے اور خضر خان بن محمد خان گوریہ بقصد انتقام پدر صاحب جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف ہوا اور اُن ممالک کے خطبہ و سکہ پر اپنا نام جاری کیا اُس کے بعد عدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اُس کی آخر ہوئی - **ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان متقدمہ پیشہ اوندو پور** - واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم جشن و سرور بجا لایا اور امراء اکابر افغان کو طلب کر کے فرمایا کہ میں بھی ایک تم سے ہوں مجھے تم پر کسی طرح کی فوقیت نہیں ہے بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان میں مشہور کیا اور شیر شاہ نے بہ مشقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ میں لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مغل ہمایوں بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت میں ہے کسی طرح اُس سے امین نہیں ہو سکتے اگر تم برضا و رغبت میری بادشاہی کے خواہاں ہو نفاق و حسد کو دل میں راہ نہ دیکر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی برکت سے کار بادشاہی میں انتظام اور رونق ظہور میں آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شایاں نہیں جانتے اپنی قوم میں سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ میں بھی اسکے جادہ اطاعت میں قدم رکھکر دل و جان سے مخلص اور ہوا خواہ ہونگا امراء افغان یہ کلام سنکر جواب دہ ہوئے کہ ہم سب نے آپکو شیر شاہ کے چچا کے خاندان سے سمجھکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب و مالک بنایا ہے اسکے بعد انہوں نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی مخالفت نہ کرینگے لیکن تھوڑے عرصہ میں باوجود عہد و میثاق کے مناصب اور خطاب اور جاگیر کے بارہ میں مخالفت اور رنجش درمیان میں آئی اتفاق نے صورت نفاق پائی قضارا ہمایوں بادشاہ انہیں دنوں میں پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی میں آیا اور مغلوں نے لاہور پر تاخت کر کے افغانوں کو زیر و زبر کیا کچھ آگے پیش نہ گئی اور سرہند تک شہرت ہوئی سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور ایک روایت میں لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور حیبت خان افغان کی سپہ سالاری میں فوج چغتائی کے مدافعہ کو تعین فرمایا اور افغان نے شکست فاحش پائی چنانچہ آپس میں جو مال میدان آیا اور گھوڑے اور ہاتھی چھوڑ کر لپٹے بھاگے کہ دہلی تک باگ نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امراء کا نفاق بخوبی معلوم جانتا تھا لیکن ضرورتاً اسی ہزار سوار لشکر گاہ سے لیکر ۹۶۲ سنہ نو سو باسٹھ ہجری میں پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہونچکر بیرم خان ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب میں تھا جنگ کر کے منہزم ہوا اور کوہ سوالک میں پناہ لی اور دارالملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امراء ہمایوں بادشاہ کے تصرف میں آیا اور عدل و داد کی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان

ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہوکر کو ر بنگالہ کی طرف بھاگا اور اُس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجاے اسکے بنگالہ کا حاکم ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ مین ناظرین پر تمکین مطالعہ فرمادین انشاءاللہ تعالیٰ وہان مشرح حالم قوم کلک تحقیق ہوگا۔

## ذکر مراجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تسخیر اُس حدود کی بتوفیق خداوند جزو کل اور ممالک ہندوستان جنت نشان کا اُس بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا حوزۂ تصرف مین

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے ییلاق قیدار نبی علیہ السلام مین کہ ابہر اور سلطانیہ کے درمیان مین ہے جاکر جواب کتابت مشتمل بر تہنیت قدوم اور اشتیاق ملاقات لایا جنت آشیانی اُس طرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۵۱ نو سو اکاون ہجری مین شاہ ایران یعنی شاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لائق حال ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع مین آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثناے محاورہ اور مکالمہ مین پوچھا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیون کا نفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ روش سلوک بھائیون کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجالائے اور جب دسترخوان مائدہ طعام کا بچھا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے کہ اُس مجلس مین دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پہ پانی ڈالا اور مثل سائر خدمتگارون کے خدمت مین مشغول ہوا اُسوقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا بھائیون کو اس حال پر رکھنا چاہیے بہرام میرزا اس بات سے اسقدر آزردہ ہوا کہ جبتک جنت آشیانی عراق مین رونق افزا رہے آگ دشمنی کی ہوا سے تندی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کرکے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتین موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل او براہین سے ذہن نشین اور خاطر نشان کرتا تھا کہ صلاح نہین ہے کہ صاحبقران کی اولاد ہندوستان مین کہ ہمسایہ ایران کے ہے فرمان روا ہووین الغرض حضرت شاہ جب تک ییلاق قیدار نبی علیہ السلام مین تھے جنت آشیانی کی خوشحالی کے واسطے تین مرتبہ شکار جرکہ کی بنیاد ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار کرنے کی تکلیف دی اُسکے بعد بیرم خان کو مع بہرام میرزا اور سام میرزا کے حکم کیا بعدہ امرا اور سپاہیون کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار اور غازی شیر صولت اژدر شکار پر دوڑائے اور شمشیر و تیر و نیزہ سے صحن صحرا کو جرندہ سے خالی کیا اور صیدگاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین مین مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بعضی منفوبون نے سخنہاے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور جنت آشیانی بھی پرحذر ہوے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع مرد آن نیست کہ چون بدام افتد تحمل باید کرد ⁂ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجالائے ان دنون سلطان بیگم شاہ طہماسپ کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نورالدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کرکے درپے اُسکے ہوئے کہ حضرت شاہ کے صفحۂ دل سے غبار کلفت کا زائل کرین اسواسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت مین ایک تقریب اُٹھاکر یہ رباعی جنت آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور مین پڑھی رباعی ہستیم زجان بندۂ اولاد علی ⁂ ہستیم ہمیشہ شاد با یاد علی ⁂ چون سر ولایت از علی ظاہر شد ⁂ کردیم ہمیشہ ورد خود نادعلی ⁂ حضرت شاہ یہ رباعی سنکر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے ممالک محروسہ کے منبرون کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسامی بزرگوار سے مزین اور مشرف کرنیکا ہمین کمک کرکے

ممالک موروثی میں روانہ کریں سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام دیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس وقت تک خاندان رسالت کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہے اور امرائے چغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت میں طلب کر کے ادھر اُدھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت رفع ہوا انتہا اس مجلس میں مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گہوارہ ہے باتابکی بداغ خان قاچار کہ امرائے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار جنت آشیانی کے ہمراہ کرے تو کہ ہمایوں کو تنبیہ اور تادیب کر کے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اسی چند روز کے عرصہ میں تمام اسباب شاہی مرتب کر کے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ میر تبریز اور اردبیل میرے ممنون خاطر ہے دونوں شہروں کی سیر کر کے ارواح طیبہ شیخ صفی اور انکی اولاد امجاد سے استمداد کر کے منزل مقصود کی طرف روانہ ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرما کر اس محال کے حکام کو فرمان مطاع صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم و تکریم میں حضرت کے دیدہ و دانستہ تقصیر نہ کریں وہ حضرت اس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کر کے برفاقت شاہزادہ مراد اور امرائے قزلباش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیۃ والثناء کے راستہ سے قندھار کی طرف متوجہ ہوئے اور اول گرم سیر کے قلعجات دیوان بادشاہی کے تصرف میں آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہاں پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ محمد اکبر کو کہ عم نامہربان کے پنجہ ظلم میں گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل میں بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار کے قلعہ میں متحصن ہوا اور جنت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہاں پہونچکر محرم کی ساتویں تاریخ ۹۵۲ نوسو باون ہجری میں قلعہ مذکور کو محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی کامران میرزا کے پاس کابل میں بھیجا اور اثنائے راہ میں ایک قوم ہزارہ سے آنکر بیرم خان کی سد راہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان مظفر و منصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت میں حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور قلاع کے بارہ میں تحریک کی جب موثر نہوئی مراجعت کر کے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک میں پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ سے اور مطیع نہونے الوس چغتائی سے دلگیر ہوا اس عرصہ میں محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میرزا امیر بیگ اور شیر افگن بیگ برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت حرم محترم قلعہ قندھار سے بھی برآمد ہوکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے بشرف ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور میں قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق رہے اس صورت میں آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابوالفتح سلطان افشار اور صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ میں در آئے اور باقی امرائے قزلباش پلٹ گئے اور الوس چغتائی قزلباش کو قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اس زمستان میں انھیں کوئی جائے امن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کر کے بھاگا اور ایک جماعت اسکے تعاقب میں روانہ ہوئی اور گرفتار کر لائی اور وہ حضرت مع لشکر ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوکر روانہ ہو گئے اور ہنوز غزنین کے راستہ میں تھے کہ یہ خبر پہونچی کہ شہزادہ مراد قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثنائے راہ سے معاودت فرما کر استرداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روز کے واسطے عاریتہً ہمارے سپرد کر دو کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر تمہارے سپرد کر دیں گے بداغ خان نے یہ امر منظور نہ کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کر کے بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا

اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تسخیر قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیئے الغرض ایک دن شتر کی قطار کہ علف سے محمول
تھی شہر مین آئی تاکہ قلعہ مین لیجاوین حاجی محمد خان فرصت پاکر اُس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ
اور دربان جب مانع ہوے حضرت ہاے شمشیر آبدار سے اُنھین خاک ذلت پر ڈالا اُسوقت بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا
بھی مع فوج پہونچکر قلعہ مین داخل ہوئے اور بداغ خان قاجار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر عراق
کی روانگی کی رخصت حاصل کی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوے اُسوقت
میرزا یادگار ناصر بھائی بابر شاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تھا باتفاق میرزا ہندال
ملازمت کے واسطے آیا اور جبکہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردوے میرزا کامران کے فروکش ہوا تھا ہر روز ایک جماعت
اُسکے لشکر سے آنکر اظہار اخلاص کرتی تھی یہانتک کہ قتلان بیگ کہ کامران میرزا کے امراے بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا اور کامران میرزا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک مین در آیا جب حضرت
اُسیوقت قلعہ کے قریب پہونچے کامران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نے ہندال
میرزا کو اُسکے تعاقب مین مامور کیا اور خود بدولت واقبال ماہ رمضان المبارک کی شب ہم سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوے
اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا ازمانہ سابقہ اس زمانہ کے مترنم ہوا
**بیت** عزیز مصر برغم برادران غیور ۔ ز قعر چاہ بر آمد با وج ماہ رسید ۔ اور یہ مصرع اُس فتح کا مادہ تاریخ ہے **مصرع**
بے جنگ گرفت ملک کابل از وے ۔ اور میرزا کامران نے جب غزنین مین راہ نپائی زمین داور مین قوم ہزارہ کے درمیان در
آیا اور اُنھون نے بھی جب جگہ ندی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر مقام
۹ معاونت اور استمداد مین ہوا اور میرزا ظاہر اعیش و سرور اور باطنا اندیشہ و فکر مین دن گذارتا تھا **بیت** بظاہر با ہمہ گفت
شنود اشت ۔ ولے دل جاے دیگر در گرو داشت ۔ جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود
بسعادت و برکت ۹۵۲ نو سو ترپن ہجری مین بہ تسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ کر دشمنی
اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا
اُسکے بعد ہندوکش سے گذر کر تیرگران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول مین بھاگا
پھر جنت آشیانی طالیقان کی طرف متوجہ ہوئے مزاج شریف کا جادۂ صحت اور اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے
بعد صحت پائی اور جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اُسوقت خواجہ معظم بھائی حمیدہ بیگم کا خواجہ رشید کو کہ عراق سے
اُسکے ہمراہ آیا تھا بعضے امور کے سبب اُسے مقتول کر کے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین
محبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقف ہوا غوربند کی طرف تاخت کی اثناے راہ مین سوداگرون
سے دوچار ہوکر اکثر مال و اسباب اُنکا لیا اور غزنین مین آنکر اجلاف کی موافقت سے زاہد بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور
بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر یکبارگی قلعہ مین پہونچا اور محمد علی
طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کر کے قتل کیا اور فضل بیگ اور مہتر وکیل رکوتا بینا کر کے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے
سپرد کر کے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد خسرو کہ بابر شاہ کا
مسخرہ تھا دوچار ہوا میرزا نے کہا کیونکر مین گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی

**بیت** صبح امید کہ شد معتکف پردہ غیب ۔ گو برون آئی کہ کار شب تار آخر شد ۔ اور جب یہ خبر مسمع ہمایون مین پہونچی مقدمات صلح کی تمہید کرکے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کرکے کابل کی طرف متوجہ ہوا اور ضحاک اور غوربند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سد راہ ہوا تھا اسکو متفرق کرکے وہ ہماں مین آیا اور اسی مقام مین شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکر اعلام محاربہ بلند کیا اور اسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول ہوا جنت آشیانی کابل کے قریب فروکش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ افروختہ ہوتی تھی اس ہنگام مین میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ فلان موضع مین پہونچا ہے اور اسمین گھوڑے کثرت سے ہین میرزا شیر علی کو کہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا سردم جرار اور کار آزمودہ ہمراہ کرکے بھیجا کہ قافلہ کو شہر مین لا دے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آمد و شد بیک قلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال دگرگون دیکھکر صف نبرد آراستہ کی اور فوج شاہی سے مقابلہ کرکے بھاگا اُسوقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان بیرم خان ترکمان سے ملازمت مین حاضر ہوئی اور قراچہ خان اور مانوس بیگ قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے مضطرب ہو کر ماقوس بیگ کے تین فرزند کو کہ قلعہ مین تھے بعقوبت تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے اُنکی نعشین پھینک دین اور قراچہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر بٹھوا رکھا اور قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جاکر فریاد کی کہ اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہونگے میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار مین سوراخ کرکے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف ہوا میرزا دامن کوہ کابل مین در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دوچار ہو کر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ پوشاک بھی جو پہنے تھا اُتروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہے مدد کرکے اسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند مین تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور پیر محمد خان حاکم وہان کا اسکی مدد کے واسطے سوار ہو کر غوری اور بقلان کو گیا اور میرزا اسکے سپرد کرکے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کرکے بدخشان کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا میرزا سلیمان اور اُسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت قراچہ خان اور مانوس بیگ اور بعضے امرا نے توقعات بیجا سے ازانجملہ چاہا کہ غازی وزیر قتل کیا جاوے اور خواجہ قاسم بجائے اسکے وزیر مقرر ہو اور یہ امر انکے جملہ بدعیات بیجا سے تھا چونکہ یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امرائے مذکور ترک رفاقت کرکے میرزا عسکری کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بنفس نفیس اُنکے تعاقب مین گئے اور جب اُنھین نہ پایا مراجعت کرکے فرامین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین محمد علی سنقائی کو کہ امرائے گریختہ کی جانب سے سرراہ بیٹھکر اخبار اردوے بادشاہ کے اُنھین پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل مین آکر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثنائے راہ مین شیر علی کو دستگیر کرکے بادشاہ کے پاس لایا اور چونکہ کامران میرزا قراچہ خان کو کشم مین چھوڑکر خود طالقان مین گیا تھا جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کوکہ ہمراہ ایک جماعت کے بطور مقدمۃ الجیش کشم کی طرف روانہ کیا قراچہ خان نے حقیقت حال میرزا کو لکھی اور اُسنے بطور ناخت آکر کشم مین پہونچا اُسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے عبور کیا اور آدمی اُسکے متفرق تھے کامران نے پہونچکر جنگ کرکے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا

تاراج

مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لاکر طالقان کی طرف بھاگا اور جو کچھ تاراج مین لے گیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دوسرے دن قلعہ طالقان مین محصور ہوا اور جب اوزبکون کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کی رخصت طلب کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہوکر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج بتعاقب اُنکے بھیجینگے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ ہوکر بہ نیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزایون کو اُنکے استقبال کو بھیجا نہایت مہربانی مبذول فرمائی اور کولاب کی جاگیر انھین دیکر جاگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت معاودت کرکے کابل مین تشریف لائے اور فتحنامہ کے حاشیہ پر جوکہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا بیتین کہ اُس شاہ جمجاہ کی طبع زاد مین اپنے خط خاص نمط سے قلمی کین نظم ؛ باز فتحے ز غیب رو بنمود * کہ دل دوستان ازو بکشود ؛ شکر للہ کہ باز شادانیم ؛ بر رخ یار و دوست خندانیم ؛ دشمنان را بکام دل دیدیم ؛ میوہ باغ فتح را چیدیم ؛ روز نوروز بیرم ست امروز ؛ دل احباب بیغم ست امروز ؛ شاد بادا ہمیشہ خاطر یار ؛ غم نگردد دگر دیار و دیار ؛ ہمہ اسباب عیش آمادست ؛ دل بفکر وصالت افتادست ؛ کہ جمال حبیب کے بینیم ؛ گل ز باغ وصال کے چینیم ؛ گوش خرم شود ز گفتارت ؛ دیدہ روشن شود ز دیدارت ؛ در حریم حضور شاد ہیم ؛ بنشینیم خرم و بیغم ؛ بعد ازان فکر کار ہند کنیم ؛ عزم تسخیر ملک سند کنیم ؛ ہر در بستہ کشادہ شود ؛ ہرچہ خواہیم ازان زیادہ شود ؛ آنچہ خواہیم از زمان و زمین ؛ گوید آمین چو جبرئیل امین ؛ یا الٰہی بہ بیرم گردان ؛ دو جہانرا مسخرم گردان ؛ اور یہ رباعی بھی بدیہہ کہکر اُسکے حاشیہ پر رقم فرمائی رباعی ای آنکہ انیس خاطر محزونی ؛ چون طبع لطیف خویشتن موزونی ؛ بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز ؛ آیا تو بیاد من محزون چونی ؛ اور بیرم خان ترکمان نے بھی درجواب یہ رباعی موزون کرکے تحریر کی رباعی اے آنکہ بذات سایہ بیچونی ؛ از ہرچہ ترا وصف کنم افزونی ؛ چون میدانی کہ بے تو چون میگذرد ؛ چون میپرسی کہ در فراقم چونی ؛ اور جو بیرم خان ترکمان کو اوزبکون سے قسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین بقصد انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوتے کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کرکے ملازمت کے واسطے نہ آسکے اور باوجودیکہ نہ آنے سے دغدغہ یہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جاکر فساد برپا کریگا بادشاہ فسخ عزیمت نہ کرکے بلخ کے اطراف مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقاتلہ کرکے قائمی سے جدا ہوا دوسرے دن پیر محمد خان اور عبدالعزیز خان ولد عبداللہ خان اور سلاطین حصار کہ کمک کے واسطے آئے تھے پانچ ہزار سوار سے بادشاہ کی جنگ مین متوجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک دوہزار کے اُسکے یہ حال مشاہدہ کرکے وقت غروب آفتاب شہر مین در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے اہل و عیال کی طرف سے منتشر اور دل نگران تھا اور اُس رات کو کہ صبح اُسکے سپاہ گری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہوکر عرض قدس مین پہونچایا کہ جو بیان بلخ سے عبور کرنا مناسب نہین ہے صلاح اُسمین ہے کہ درہ گز کی طرف جاکر دو کے واسطے ایک جگہ محکم معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کرکے بے جنگ تصرف مین لاوین اور جب مبالغہ حد سے گذرا ناچار جنت آشیانی نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کی طرف ہے اور دوست و دشمن کہ اس مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کرکے بہ عجلت تمام کابل

روانہ ہوئے اور اوزبکون نے دلیر ہو کر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطان کو کہ محافظت کے واسطے
لشکر مغل کے عقب مقرر تھے زیر کر کے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے پھر کر بہ نفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب
سے آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانۂ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت
مین تقصیر نہ کی لیکن چونکہ لشکر چغتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر نہ بن پڑی اور کام پیش نہ گیا بادشاہ نے باگ کابل کی طرف معطوف
فرمائی اور میرزا کامران کے درپے دفع ہو کر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا اُس سے برخلاف کر لیا اور سلیمان میرزا اور
ہندال میرزا کو بھی کہتم اور قندھار سے اُسکے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی پھینک کر چاہا کہ ضحاک اور بامیان
سے ہزارہ کے درمیان جا کر وہان کے راستہ سے سندھ کی طرف روانہ ہون بادشاہ نے ایک جماعت کو اُس کے سر راہ
بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو مخفی پیغام دیا کہ لشکر عمدہ ضحاک
اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے تمھین لازم ہے کہ کوتل قبچاق کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور ہمین بھی اپنا شریک اور
ہوا خواہ سمجھو وہ اُنکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر قبچاق مین آیا بادشاہ وہان گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے
جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر قلیل سے پائے ثبات زمین کین مین گاڑ کر جنگ عظیم کی اور پیر محمد آختہ
اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ مین خود مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا
اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوئے
اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف اور کامران ہوا اور جنت آشیانی بدخشان کی طرف رونق افزا ہوئے اور ایک قافلہ
سے جو اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لیکر لشکر مین تقسیم کیے اور شاہ بداغ اور
تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کو کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف
بھیجا اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جب سلیمان میرزا اور
ابراہیم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آ لئے تب چار روز کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال
کر کے آب پنجہر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہو کر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندران مین
کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان مین پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی مظفر
و منصور کابل مین تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت مین بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سپاہیان واقعہ طلب نے میرزا کے
پاس جا کر ہجوم کیا اور جمعیت اُسکی بتعداد ایک ہزار اور پانسو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے رخصت غزنین
گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کر کے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل و داؤدزئی اور لمکان
لمغانات سیلاب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل مین نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آ کر دروازہ فساد کا وا کیا جنت
آشیانی دوبارہ اُسکے سر پر چلے اور بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین مین آ کر علاج حاجی محمد خان کا کرو اور حاجی محمد خان نے
میرزا کو پیغام دیا تھا کہ آپ جلد غزنین مین آئیے کہ ہند مطیع و فرمانبردار ہے میرزا کہ لمغان سے پشاور مین بھاگا تھا بنگش اور
گردیز کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اُسکے پہونچنے سے پیشتر غزنین مین داخل ہوا اور حاجی
محمد خان کو بلا کیفیت تمام کابل لے گیا تھا میرزا ناچار پشاور مین گیا اور جنت آشیانی نے کابل مین معاودت فرمائی حاجی محمد خان
اندر وسے توہم دوبارہ غزنین کی طرف مفرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جا کر اُسے بدلاسا کابل مین لایا اُسوقت مرزا عسکری

کوکہ برادر اعیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے عسکری میرزا اس وادی مین جو شام اور مدینہ منورہ کے مابین ہے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اُسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے درمیان لشکر کے فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایۂ فساد تھا اول اُسے تیغ سیاست سے قتل کیا اُسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان لیبار اُردوے بادشاہ پر ذیقعدہ کی اکیسوین شب سنہ ۹۵۸ نوسو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان کو سدھارا اور جب میرزا بے ناسعادت مند کو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کار ناکردہ پلٹ کر افغانون کے پاس آ یا جنت آشیانی نے رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا مع خیل و حشم ہندال میرزا کے شہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کو ارزانی فرمائی اور غزنین اُسکی جاگیر مین مقرر کیا اور خود افغانون کے مسکنون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام الوس مہمند اور خلیل کو قتل و تاراج سے نہایت خوار اور ذلیل کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہے میرزا کی رفاقت سے دست بردار ہوئے اور وہ ہندوستان مین جاکر سلیم شاہ کے پاس التجا لے گیا اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ اُسکے حبس کا کیا بھاگ کر راجہ نگرکوٹ کے پاس پناہ لے گیا اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب داعیہ جانتا تھا اُسکے پیچھے سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین راجہ ہاے پنجاب کے سر پر روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہوکر نگرکوٹ سے سلطان آدم گکھر کے پاس گیا اتفاقاً ان دنون مین جو میرزا حیدر دوغلات نے زمینداران کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کر کے ہند مین داخل ہوئے سلطان آدم نے اندیشہ کر کے میرزا کی محافظت کی حقیقت درگاہ مین لکھی چنانچہ منعم خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس جاکر میرزا کو لایا اُسکے بعد الوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ و جدل سے نہایت آزردہ تھے معروض کیا کہ ہماری عرض و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحمدلی سے اُسکے قتل پر راضی نہ تھا آخر امرا کی تسکین کے واسطے اُسکی آنکھ مین میل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن فرنجودی نے یہ مصرع اُسکا مادۂ تاریخ کیا مصرع چشم پوشید زبید ادسپہر ٭ اور جب جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لے گئے میرزا نے چند قدم استقبال کر کے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ٭ ز التفات بمہمان سراے دہقانی ٭ کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید ٭ کہ سایہ بر سرش افگند چون تو سلطانی ٭ جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نہ رہی اُٹھے اور افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی اجازت لیکر سندھ کے راستہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لے گیا اور تین حج کر کے سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین اُس مقام مشرفہ مین انتقال کیا اور معلی مکہ کی مین مدفون ہوا بان سپہر قطعہ گنج بقا نیست درین خاکدان ٭ مغز وفا نیست درین استخوان ٭ جملہ جہان خوا کہن خواہ نو ٭ چون گذرانست بیرزد بجو ٭ اور میرزا کامران کی تین بیٹیان تھین اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اُسکو سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جب خان زمان کے سر پر جاتا تھا اُسکے قتل کا اشارہ کیا اور ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبعزاد اُسکی تھی پڑھی بیت فلک کشتن مین ہنقدر شتاب مکن ٭ چو خواہیم از تمت مردا ضطراب مکن ٭ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اُس سے ایک لڑکا موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبد الرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخر الدین مشہدی کے عقد میں

کے حبالۂ نکاح میں تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو بھی حوزۂ تصرف میں در لاوے چونکہ سلیم شاہ پنجاب میں پہونچا تھا امراے چغتائی نے اس تجویز کے خلاف یکزبان ہو کر عرض کیا کہ قبلۂ عالم و عالمیان جب ہم کشمیر میں در آمد ہونگے تمام افغان راہ بر آمد مسدود کرینگے اسوقت کار دشوار ہوگا بادشاہ نے یہ بات قبول نفرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا ناخوش طبعانہ ہمراہی ترک کر کے کابل کی طرف میں متوجہ ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہو کر اشہب عزیمت کی باگ کابل کی طرف موڑی اور نیلاب سے عبور کر کے قلعہ بکرام تعمیر فرمایا اور سکندر خان اوزبک کے سپرد کر کے کابل میں تشریف لیگئے اور شہزادہ جلال الدین محمود وزیر کے ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری میں شہزادہ محمد حکیم میرزا بابر [؟] کابل میں متولد ہوا احوال اسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقائع کے ذیل میں آویگا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض طویت مفسدوں کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اور اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش کی طرف مائل ہو وے عزیمت یورش قندھار کر کے غزنین کے راستہ سے وہاں گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نرکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کر کے سعادت ملازمت حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحف مرغوب نذر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور متحقق ہوا کہ دشمنوں نے جو کچھ اسکی نسبت عرض کیا ہے محض تہمت اور افترا ہے اسواسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کامل قندھار میں عیش و عشرت میں مشغول رہے اور ارباب غرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور قسم قسم کے الطاف مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کی تفویض کر کے اسے بھی ملازم رکھا کریں یہ عرض معرض قبول میں نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اس خان ذیشان کے حسب التماس بہادر خان برادر علیخان سیستانی کو زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اسے اس طرف روانہ کر کے خود کابل میں تشریف لائے اسی اسوقت میں لکھنے مرحوم دہلی اور آگرہ کی عرضیاں ملاحظہ میں گذریں کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک و خوانین افغان کے آپسمیں طریق عناد و فساد نباہتے ہیں اور تیغ خلافت غلاف سے کھینچکر وقت بوقت آپسمیں خونریزی کرتے ہیں اور اب وہ وقت آیا ہے کہ حضرت ملک موروثی کی طرف متوجہ ہو کر تصرف میں لاویں بادشاہ کو جو سامان لشکر کشی ہندوستان حسبانہ تھا متردد ہوئے اور ایک دن سیر و شکار کے واسطے سوار ہوئے مخصوصوں سے فرمایا کہ میں سفر ہندوستان کے واسطے شگون لیتا ہوں کہ اگر تین آدمی پیہم نظر آویں انکے نام استفسار کر کے میں فال نیک اختیار کروں فی الحال اول جو شخص سامنے آیا اسکا نام پوچھا اسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہے تھوڑی دور اور گئے ایک دہقانی نظر آیا بعد سوال اسنے کہا کہ مجھے مراد خواجہ کہتے ہیں اس صورت میں آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہو وے کہ تیسرے شخص سعادت خواجہ نام رکھتا ہو اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اسی اسم کا موجود ہوا جنت آشیانی اس بشارت خوش اشارت سے نہایت خوشوقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نوکر نہ تھے اور افغانوں کا لشکر لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بسفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو منعم خان کی اتالیقی میں کابل میں چھوڑا اور خود بدولت و سعادت پاے مبارک رکاب مراد میں رکھکر صفر کے مہینے ۹۶۲ نوسو باسٹھ ہجری میں روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران اور تہمتنان جنگ

دیدہ کے کہ اُسکے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے پنجاب سے عبور
کرکے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور
علی قلی خان سیستانی اور دوسرے سرداروں کو اُسکے ہمراہ کرکے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاتار خان افغان حاکم قلعہ
رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنایا ہوا ہے طاقت مقاومت اپنے میں نہ دیکھکر دہلی کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی
کوچ متواترہ سے لاہور آئے اور اُمرائے افغان جو اُسکی محافظت میں قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی
بے منازعت شہر میں داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امرائے منقلائی کے ہمراہ سرہند گیا اور اُس حدود کو بھی بے
تحریک سیف و سنان متصرف ہوا اور اُس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت میں قدم رکھا اور جب خبر
پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری میں دیپالپور میں فراہم ہوکر فساد کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی
نے شاہ ابو المعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلی خان سیستانی کے
اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور اُسنے جماعت افغانوں کو شکست دیکر متفرق اور پریشان کیا اور ساز و سلب اور اہل
و عیال کو اُنکی غارت کرکے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور ہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر جغتائی
کی جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نکرکے جنگ پر
آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کرکے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور بغروب آفتاب کے وقت آب ماچیواڑہ کے ساحل پر اردوے
خصم کے مقابل نزول کیا اور جو موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیموں کے آگے روشن کرکے لوازم بیداری میں مشغول
ہوئے بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہوکر خوشحال ہوا اور بدون اسکے کہ کوئی شخص اسسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے
ملازمان خاص سے لیکر اردوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانوں کو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کرکے شور اور
ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور افغانوں نے کہ قلت عقل کی صفت سے موصوف ہیں روشنی کی زیادتی میں کوشش کی اور تمام لکڑیاں
اور علف کہ اُردو میں تھا ایکبارگی روشن کیا اس حرکت سے مغل اور بھی خوشوقت ہوئے اور تیراندازی میں تقصیر نکی
اس حال میں علی قلی سیستانی اور چند سردار دیگر واقف ہوکر بہ تعجیل تمام بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف
سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہوکر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب اُردو سے باہر آئے [illegible]
لیکر متفرق ہوگئے تاتار خان اور ہیبت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ میں نہایت تفرقہ
دیکھا اُنھوں نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑ کر راہ فرار لی مغل افغانوں کا سامان و سلب تاراج
کرکے بہت خوش ہوئے اور عمدہ سامان حاصل کرکے مسرور اور مقصود ہوئے بیرم خان نے فیلوں کو جنت آشیانی کے حضور
لاہور میں بھیجا اور خود ماچیواڑہ میں قیام کیا اور امرائے جغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت
کرکے بہت پرگنوں پر متصرف ہوئے اور حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہوکر بیرم خان ترکمان کو خانخانان
کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُس کے نوکروں کی اسامی کیا وضیع کیا
شریف اور کیا ترک اور کیا تاجیک اور کیا سقہ اور کیا فراش اور کیا باورچی اور کیا ساربان سب کو دفتر بادشاہی
میں ثبت کرکے پایۂ شگرف پر پہونچایا اور کچھ نہیں سے خان اور سلطان ہوکر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد
شکست تاتار خان اور ہیبت خان افغان کے موافقت کے بارہ میں امرائے افغانان سے قسم لیکر مع اسی ہزار سوار اور توپ

بسیار اور فیلان جنگی اور نامی کے عزم رزم مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو
مضبوط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فروکش ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر استدعائے
قدوم میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کرکے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھے اور چند روز طرفین
سے عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جالستان مین پیشقدمی کرکے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر
بتاریخ سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانان نے صفوف حرب آراستہ
کرکے جنگ سلطانی کے درپے ہوئے اور تمام سپاہ چغتائی قتال پر مستعد ہوکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئی ایک
طرف بیرم خان ترکمان مع اعوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان اوزبک اور عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابوالمعالی
اور علی قلیخان سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدہ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور لوازم شجاعت اور مردانگی
کے مافوق طاقت بشری ظہور مین پہونچائے اور توفیق الہی سے افغانون کو مار بھگایا اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کی
طرف بھاگا اور جنت آشیانی کے حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جاکر متصرف
ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کے واسطے مامور کیا اور خود بدولت و
اقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے اور بادشاہ ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر کہ
خال چہرہ ہفت کشور ہے فرمانروا ہوئے اور بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ سے ممتاز کرکے نہایت
نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی اور علی قلیخان
سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پاکر اس طرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین موزون
کی رباعی ہنشی خرد طالع میمون طلبید ؛ الشا سخن زطبع موزون طلبید ؛ تحریر چو کرد فتح ہندوستان را ؛ تاریخ زشمشیر
ہمایون طلبید ؛ چونکہ شاہ ابوالمعالی امرائے ملک کے ساتھ رعایت اور سلوک نہ کرتا تھا اسکندر شاہ روز بروز قوی
ہوتا تھا جنت آشیانی نے بیرم خان کو شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا اتالیق کرکے اس والا گہر کی ملازمت مین سکندر شاہ
کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا ان دنون مین ایک شخص مشہور بہ قنبر دیوانہ نے سنبھل مین خروج کیا اور دوآبے کے
درمیان مین تاراج اور غارت شروع کی اور علی قلی خان سیستانی نے اسکے سر پر پہونچکر ربیع الاول کی پانچوین
تاریخ ۹۶۳ نوسو تریسٹھ ہجری مین اسکا سر بادشاہ کی درگاہ مین بھیجا اور اسی مہینے کی ساتوین تاریخ وقت غروب
آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کوٹھے پر برآمد ہوکر ایک لحظہ بیٹھے کہ ناگاہ مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع
کی وہ حضرت تعظیم اور جواب بانگ نماز کے واسطے دوسرے زینہ پر بیٹھے اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کرکے چاہا کہ ایستادہ
ہون عصا لغزش کھاکر بغل سے نکل گیا اور بادشاہ نردبان سے جدا ہوکر زمین پر آئے اور بیہوش ہوگئے اعیان سلطنت
اور ارکان مملکت حضرت کی حالت دیکھکر سراسیمہ ہوئے اور آنحضرت کو دولتخانہ مین لے گئے بعد ایک لحظہ کے حضرت کو
افاقہ ہوا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ مین مشغول ہوئے لیکن سودمند نہ آیا گیارھوین تاریخ ماہ مذکور کو وقت غروب آفتاب
طائر روح پر فتوح اقدس اعلی آشیان قدس کی طرف پرواز کر گیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ ہایلہ کا ہے مصرع
ہمایون بادشہ از بام افتاد ؛ اور شہر دہلی مین دریائے جون کے کنارے مدفون ہوئے اور ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری
مین گنبد سایہ آپ کے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت آنکی ہندوستان اور کابل مین پچیس برس تھی اور عمر شریف

جنگ سلطانی [illegible]

اُسکا اکاون برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مروت میں بے نظیر اور علم ریاضی میں علم مہارت بلند کرکے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اُس کی مجلس میں مسائل علمی کا مذکور ہوتا تھا اور ہمیشہ باوضو رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدل خطاب کرکے اسکو روبرو طلب کیا اور جب وضو کیا میر سے معذرت کرکے فرمایا کہ اُسوقت میں وضو نہ رکھتا تھا اور حی خدا کا نام ہے اسواسطے میں نے تمھارا نام تمام نہیں لیا اور علاوہ اسکے خوش قامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے لیکن میرزا کامران اور بعضے امرا چغتائی آنحضرت کو شیعہ مذہب جانتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادگی سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اُسکے پاس جمع ہوتی تھی اور اُنکے حال پر رعایت مبذول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جسوقت کہ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوکر بادشاہ ہوئے بسبب قزلباش اور اہل عراق کو تربیت کرکے بزرگ کیا اور کہتے ہیں کہ کامران مرزا آنحضرت سے مذہب کے بارہ میں ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدمہ سے بسبب لاہور میں جمع ہوئے تھے ایک دن دونوں بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پاؤں اُٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا میرزا نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہے بادشاہ نے کہا ہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کتا بھی سنی ہے چنانچہ اس طرح کی ظرافت بھائیوں کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے حضور اور بیرم خان ترکمان کی خوشی اور دوسرے ارباب دخل کے واسطے سرزد ہوتے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ حنفی تھا بادشاہ شعر بھی کہتے تھے اور دیوان شعر آنحضرت کا جستہ جستہ نظر پڑتا ہے اور یہ ابیات بھی انھیں کے طبعزاد ہیں نظم گذشت از دل ہر گشتہ ناوک تنش ؛ تماشا ہر بن دل دادہ لذت المش ؛ بالقصد کشتن عشاق گر کند میلے ؛ عجب نباشد از اخلاق و شیوہ کرمش ؛ کرامت زہرۂ قرب حریم حرمت او ؛ کہ جبرئیل امین نیست محرم حرمش ؛ اگرچہ پرسش عشاق می نہند قدمے ؛ ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش ؛ ولہ خوش آنکہ با خیالت عمرے نشستہ بودم ؛ وز شوق سرو قامت از جا سے جستہ بودم ؛ ہیہم مکن کہ گفتم موی ترا پریشان ؛ در شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ؛ وز شرح غنچہ او ہرگز نگفتہ حرفے ؛ لب تا دران حکایت پیوستہ بستہ بودم حقا کہ چون ہمایون در حال وصل بیخود ؛ با دوست در حکایت از خویش رستہ بودم ؛ ولہ داغ عشق تو بر جبین منست ؛ خاتم لعل تو نگین منست ؛ تا نشستم چو خاک بر در تو ؛ پشت بام فلک زمین منست ؛ ہر کجا شہرہ شہریارے بود ؛ این زمان بندۂ کمین منست ؛ خط مشکین بصفحۂ گلفام ؛ آیت رحمت مبین منست ؛ ولہ من اشک روان چو گنج قارون دارم ؛ گلگونہ درون کیسہ زا فیون دارم ؛ **ذکر بادشاہ جمجاہ ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کی سلطنت کا** شیخ ابوالفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالیجاہ کے جزوی اور کلی قضایا اکبرنامہ میں کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہو ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ در پی اختصار ہے خلاصہ اُسکا اس کتاب میں مندرج کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے گر کر شدت ضعف میں گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا اُس حالت کی خبر پہونچانے کے واسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور رستے کلانور میں یہ پہونچکر شاہزادہ والا گہر کی لقاء ملازمت حاصل کرکے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اس کے پیچھے ہی جب خبر رحلت پہونچی امرا لوازم تعزیت

بجالائے اور آلسپین اتفاق کرکے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ ۹۶۳ نو سو ترسٹھ ہجری میں شہزادہ جلال الدین
محمد اکبر کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اُس کی عمر سے گذرے تھے کلانور میں تخت فرمانروائی پر اجلاس کروایا قطعہ گل امید شگفتہ
و نہ بد باد مراد ❊ مراد خلق خدا آنچنانکہ باید داد ❊ ز دست فتنۂ دوران جہان بشد ایمن ❊ کہ بادشاہ جہان پای بر سریر نہاد ❊
بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہو کر متصدی امور ملک و مال ہوا
اور فرامین بشارت جلوس اور استمالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف میں بھیجکر تمغاجات اور راہداری اور سلامانہ اور پیشکش اور سرانہ
تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور بیرم خان نے سب سے پہلے شاہ ابو المعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا
گرفتار کرکے واجب القتل ٹھہرایا اور جو وہ حضرت کہ بہشت اسم شریف انکا عرش آشیانی اور گاہے ساتھ خاقان اکبر کے ادا ہو گیا
کمال ترحم سے راضی نہ ہوئے اور اُس سید کو قید کرکے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابو المعالی چند روز
کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہائے غیرت سے اپنے تئیں ہلاک کیا اور تردی بیگ خان نے
تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابو القاسم میرزا ولد کامران میرزا کی ہمراہ اُردوے معلی میں ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی
حاکم سنبھل اور سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر
اظہار اخلاص اور بندگی کی بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کے واسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور حرب
کے بعد سکندر شاہ کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور رام چند راجہ نگرکوٹ کا دربار میں حاضر ہوا عرش آشیانی نے اُسکے
حال پر نوازش فرمائی اور ملک موروثی جاگیر میں اُسے سرفرازی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کی طرف رونق افزا
ہوئے ایک مدت وہاں توقف کیا اور اُن دنوں میں سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور اُسکے پہونچتے
ہی منعم خان نے کہ سردار کار دیدہ تھا حصاری ہو کر علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی
برلاس اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعہ میں در آئے اور اکثر باہر
رہے اور چار مہینے کے عرصہ میں شب و روز بدخشانیوں کو اطراف اُردو میں زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے
منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطبہ میں میرا نام داخل کرے تو میں یہاں سے کوچ کر جاؤں منعم خان نے صلاح وقت دیکھ کر اُسکے
کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بدخشان کی طرف متوجہ ہوا اُن روزوں میں ہیمو بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار اور
پیادے اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اُن میں مست تھے آگرہ کی طرف روانہ ہوا سکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لا کر دہلی کی
طرف راہی ہوا اور شادی خان افغان کہ وہ عدلی کے امرائے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلی خان
سیستانی نے کہ اُس وقت خانزمانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امرائے کمکی مثل قاسم خان و محمد امین دیوانہ و بابا سعید
قبچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کرکے شادی خان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم
ہوا اور کچھ فوج اُس کی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین
سو سے زیادہ آدمی زندہ رہے اور جب ہیمو بقال آگرہ پر متصرف ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان
نے ایلچیوں کو اطراف میں بھیجکر امرا کو طلب کیا عبد اللہ خان اور لعل سلطان بدخشی اور علی قلی خان اندرابی اور میرک خان
کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی میں آئے اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اُس کی کمک ابتک دہلی میں نہ پہونچی
تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کرکے ہیمو بقال سے مقابلہ کیا اور ہیمو بقال کہ ایک کافر شجاع تھا تین چار ہزار

سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر و جنگی لیکر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تردی بیگ خان پر کہ اپنے متقابل سے جنگ مین مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُسے معرکہ سے پسپا کرکے اوردو کی طرف متوجہ ہوا اور اُنھین بھی منہزم کرکے دہلی پر قابض ہوا تردی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور دوسرے امرا و سرداروں کو ساتھ اپنے متفق کرکے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے دونوں امرون مین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کی طرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑکر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے میرٹھ مین یہ خبر سنی جو تنہا اُس حدود کے ضبط سے عہدہ برا نہو سکتا تھا لاچار ہوکر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندھر مین اس واقعہ سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانوں کے تصرف مین در آئے تھے دلگیر ہوئے چونکہ صغرسن کے باعث امور بادشاہی مین مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان بابا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی کو تمہاری طرف رجوع کیا جسمین صلاح دولت دیکھو عمل مین لاؤ کام میرے حکم پر موقوف نرکھو اور علاوہ اسکے اس بارہ مین اُسے ہمایون شاہ کی روح پر فتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دوست گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش ؛ اور اُسوقت جمیع امرا کو ایکجا کرکے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا چونکہ لشکر مخالف کا ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے تھے اور لشکر بادشاہ کا شمار بیس ہزار سے زیادہ نہ تھا سب کابل کی روانگی پر مائل ہوئے لیکن بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین مین مستعد ہونا انسب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغرسن کے اس مشورہ اور صلاح پر مائل اور راغب ہوا اور بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی مسماۃ گلبدن بیگم اُسکے عقد نکاح مین تھی لاہور کا حاکم کرکے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود بنفس نفیس ہیموی نقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے آمادہ ہوئے اور نوشہرہ مین امراے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تردی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت مین کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان مین بلایا اور بلاتوقف اپنے حضور سراپردہ مین گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ مین سُنی جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ مین تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کبیرہ کے کہ اُس سے سرزد ہوا اعنایت ذاتی اور مراحم قلبی سے اُسکے قتل مین تامل فرماوینگے اور عفو ایسی تقصیر کا ایسے وقت مین کہ ہیمو اسقدر قریب پہونچا اور افغان کے مانند ایک غنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا ہر آئینہ مین نے حکم اقدس صریح اس باب مین حاصل نہ کرکے جرأت اُسکے قتل مین کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین مین کھولکر اُسکا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سُنا گیا کہ اگر بیرم خان ترکمان تردی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس جغتائی ضبط مین نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اُسکے بعد امراے مغل نے کہ ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب عین ہوکر ہواے سرکشی سر سے باہر کی اور نفاق برطرف ہوا درجو رایات ظفر آیات نوشہرہ سے دہلی مین روانہ ہوئے سکندر خان اوزبک اور عبداللہ خان اور علی قلی خان اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان قاقشال اور دیگر امرا بشاشلیقی علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلائی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ اور محمد صادق خان پروانچی او شاہ قلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امراے منقلائی کے ہمراہ ہوئے اور ہیموی بقال نے جو آپکو راجہ بکرماجیت مشہور کرکے کوس تکبر اور غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امراے افغان کو

بھی ساتھ اپنے ملحق کر کے مع افواج کثیرہ کہ مور وملخ کے مانند تھی عزم رزم میں استقبال کیا اور ایک جماعت سرداران
عمدہ افغانوں کو مع توپخانۂ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم
ہوکر بحال ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ یک قلم ہاتھ سے گیا ہیموں بقال جب پانی پت کے نواح میں پہونچا اور خبر لشکر چغتائی کے
قریب تر پہونچنے کی سنی فیلوں کو کہ اعتماد تمام اُنپر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیا تا کہ اُنپر سوار ہوکر لوازم جنگ میں
مشغول ہوویں اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۴ نوسو
چونسٹھ ہجری تھی آراستگی صفوف میں مصروف ہوکر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد اور طالبان نبرد اسپان
تازی پر سوار ہوکر میدان جانستان میں گھوڑوں کو جولان کرنے لگے اور داد کوشش کی دی اور مغلوں نے کہ قتل
تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا پائے ثبات زمین کین سے متزلزل نہ کرتے تھے بارے ہیموں بقال فیل ہوائے
نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار لے کر قلب فوج سے جدا ہوا اور چغتائی افواج مقدمہ کو آن واحد
میں برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلیخان سیستانی تھے متوجہ ہوا بہادران بیرم خانی
کہ اُس صف میں تھے شرائط شجاعت بجالائے آلات حرب کے استعمال میں کچھ تقصیر کی اسی درمیان میں ایک تیر
ہیموں بقال کی آنکھ میں لگا ہر چند کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اُسکے حدقۂ چشم سے رواں دیکھا
راہ فرار پائی ہیموں بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے
باندھا اور تھوڑے سے آدمیوں سے سراسیمہ حملہ کرتا تھا اُس وقت شاہ قلی خان محرم ہیموں بقال کے فیل کے
قریب پہونچا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموں بقال کا مرکوب ہے حملہ فیلبانوں پر کیا فیلبانوں نے اپنے حفظ کے واسطے
ہیموں بقال کے حال سے خبر دی شادی خان بخت کی مساعدت سے خوشحال ہوکر فیل اور فیلبانوں کو مع ہیموں
بقال معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا اور مغلوں نے افغانوں کا پیچھا کیا اسقدر آدمی کہ حساب
وہم اُنکی تعداد سے عاجز ہو تیغ بیدریغ سے قتل کیے شاہ قلی خان جو ہیموں بقال کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین کوس
کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اس کافر حربی کے سر پر رسید کریں
جہاد اکبر ہوگا آنحضرت سر شمشیر اُسکے فرق پر پہونچا کر غازی ہوئے اُس وقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے اُسے
مقتول کیا اور سر اُسکا کابل میں اور لاش بے سر دہلی میں روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر ظفر پیکر کے ہاتھ
آئے بادشاہ منصور و مظفر ہوکر دہلی میں تشریف لائے ملا پیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی
طرف بھیجا اُس نے وہاں جاتے ہی ہیموں بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اُس کا دستیاب کر کے بہت
افغانوں کو کہ وہاں تھے علف تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے لشکر قزلباش نے یا شلیق سلطان بن میرزا
؟ بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف میں آن کر محاصرہ
کیا بعد سعی جمیلہ محمد شاہ قندھاری کے تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا برآوردہ کر کے قابض ہوگئے
اور خضر خواجہ خان بھی سکندر شاہ سے لڑکر لاہور بھاگا عرش آشیانی بعد جب اُسکے کہ مصرع جہانگیری توقف برنتابد
سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے سکندر شاہ سکالور میں آیا تھا مقاومت کی قدرت
اپنے میں نہ دیکھی قلعہ مانکوٹ میں کہ سلیم شاہ نے گکھڑوں کے دفع کے لیے پہاڑوں کے درمیان ایک کوہ رفیع

پر

پرتیار کیا تھا جا کر متحصن ہوا بادشاہ نے وہاں نزول فرما کر تین مہینے قیام کیا اور اُن دنوں میں عرش آشیانی کی
والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امرا اور سپاہیان کو جسقدر کابل میں تھے اُن امرا کے ہمراہ جو منعم خان
کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ عیانی اپنے کے کابل میں
رہا اُس ملک کی حکومت اُسکے متعلق ہوئی اور منعم خان اُسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا
عرصہ کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہو کر استدعاے قدوم ایک امراے معتبر کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین
محمد خان اتکہ قلعہ میں گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ میں جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت
نہیں رکھتا لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ میں بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جاکر بادشاہ کی اطاعت میں سرگرم
رہونگا خان اعظم شمس الدین خان اتکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول
و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری میں حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیشکش
کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہو کر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم
لاہور ہوئے اور اثناے راہ میں بیرم خان ترکمان کے مزاج میں انحراف جاگزین ہوا چندروز سوا ہوا
ایک دن بادشاہ نے دو فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے قریب
جا پہونچے اور شور و غل تماشائیوں کا بلند ہوا بیرم خان کے دل میں یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے
سرزد ہوا ہے پھر بوساطت ماہم اتکہ کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنے کا کیا
سبب ہے اگر کوئی بات میری طرف سے بخبر واقع موقف عرض میں پہونچی ہو اور وہ موجب غبار دل صفا
منزل ہوئی ہو اُس کے اعلام سے مجھے ممنون مکرمت کریں ماہم اتکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا
کہ فیلوں کا آنا اس طرح میں اتفاقیہ ہے نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت میں بھی بیرم خان کی تسلی ہوئی
یہانتک کہ لاہور میں آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے کہ بیرم خان اُس سے بدگمان تھا اُسکے
خیمہ میں جاکر قسم کھائی کہ خلا اور ملا میں ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہیں کہی گئی عرش آشیانی نے
صفر کی پندرھویں تاریخ ۹۶۵ ہجری میں عازم دہلی ہوے اور شکار کنان و صید افگنان ماہ جمادی الثانی کی
چھبیسویں تاریخ کو منزل مقصد پر پہونچے اور اثناے راہ میں یعنی موضع جالندھر میں ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر
میرزا نورالدین محمد خواہرزادہ ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ وقوع ہوا اور
اُس سال امیر الامرا علی قلیخان سیستانی الملقب بخان زمان سے کہ امرائے پنجہزاری سے تھا اور صوبہ شرقی
کی حکومت رکھتا تھا امر ناشائستہ سرزد ہوا جو حضرت کے خاطر دریا مقاطر کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہ کہ
ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیوں کے زمرہ میں منتظم تھا اور قبل اس کے بسبب حسن صورت اور زیبائی سیرت
اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلی خان سیستانی الملقب خان زمان اُسے
کسی تقریب سے اپنے پاس لے گیا اور برسم اجلاف اور اوباش ماوراء النہر کے تسلیم اور توجہ کہ سلاطین
کے واسطے مخصوص ہے نسبت اُسکے فعل میں لاتا تھا اور اُس حرکت نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب
میں حکم نافذ فرمایا اور چند بار اُسکے بھیجنے میں ہو اُلا میر محمد کی تجویز سے لشکر خان زمان کے سرپہ مقرر ہوا اُسنے

ہراسان ہوکر فرخعلی نام نوکر کو کہ معتمد اُس کا تھا بھیجا تاکہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرخعلی دہلی مین آیا
اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اُسکی جاری نہ ہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب
شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر تبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا اور اُسکو بیرم خان ترکمان کے
دوستون سے شمار کرتا تھا فرخعلی کو زدوکوب کے بعد اسقدر لاتین مارین اور کوٹھے سے نیچے گرادیا کہ
مرغ روح اُسکا قفس تن سے پرواز کر گیا علی قلیخان صحبت غلیظہ دیکھ کر سمجھا کہ دشمن شاہم بیگ کے بہانہ
سے اسکو خراب کیا چاہتے ہین اسواسطے اُسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہرروز ایک منزل
سے دوسری منزل مین اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسر لیجاتا تھا یہانتک کہ پرگنہ سرور پور
مین کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک شخص کی تھی پہونچا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور
اُس کا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ کے پاس ہر ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل
کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا ہوئی علی قلیخان نے وہ گائن اُس کے
حوالہ کی اور شاہم بیگ نے ایک مدت اُس کے ساتھ ہمبستر رہا اور عبدالرحمن بیگ کو کہ اُس کے مصاحبون
سے تھا دیدی اُسوقت مین عبدالرحمن بیگ اُسکے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجالایا چنانچہ
ایک دن دونون شخص نے ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر
نتھی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ کیا شاہم بیگ کے مزاج مین تحکم تھا عبدالرحمن بیگ کو جکڑ کر
باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کھینچ منگوایا اور جب مؤید بیگ برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور ذلت
وخواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثنائے جنگ مین
ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلی خان سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر
بقصد انتقام سرور پور کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ
کا جنازہ ہمراہ لیکر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ کلان بیگ جو خاندانی ملازم تھا
اپنے باپ دادا کے سوابق حقوق پر غرور کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب تیس ہزار سوار کا تھا حسب مرضی
سلوک نکرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امرائے جغتائی مین
فساد عظیم برپا ہوا اور بادشاہ بھی غمگین ہوکر ماہ محرم سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین دریا کے راستے سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوے
اور ابھی قضیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو نہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اُس کے
اخراج کے درپے ہوا اسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا اُستاد اور دوسرے اُس سے قربت رکھتا تھا امرا اور ارکان
دولت اکثر اوقات اُسکے مکان مین بار نپاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوے اور بیرم خان ترکمان انکی عیادت
کو گیا غلام اور دربان اُسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظ یہان توقف فرمائیے کہ ہم آپکے آنیکی
خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان ترکمان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر
باہر تشریف لائے اور معذرت کرکے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لے گئے پھر بھی بیرم خان کے ہمراہیون مین سے
ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نپایا اور یہ قضیہ دیگر کدورات سابقہ کی ضمیمہ ہوئی آخر بیرم خان ترکمان نے

بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ نوکر چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکالدیا اور کشتی مین بٹھا کر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجاے ملا پیر محمد وکیل بنا کیا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو اِس صلہ مین کہ جب شیر شاہ کے فتنہ مین بیرم خان گجرات مین جا پڑا تھا اوس نے خدمات پسندیدہ پیش پہونچائین تھین منصب صدارت اور امارت پر پہونچایا اور جب صحبت ملا پیر محمد کا زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مقاطر کے موجب کلفت جوئی بیرم خان ترکمان مقام تدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چند مدت اُسے مشغول رکھا اور چونکہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جاے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اُس کے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا جب بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے رام شاہ کو کہ راجہ مانسنگھ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ اور دادا قدیم الایام سے اِس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار مین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانیے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہووین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جان کر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اُس طرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سد راہ اُسکا ہوا اور بعد جہد و افراط قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت رانا کی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو محاصرہ کر لیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی بیرم خان نے عرض اقدس مین پہونچا کر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو نہایت تشفی اور دلاسا دیکر درگاہ مین لایا اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان نے بھی کہ درپے رفع کدورت بادشاہ تھا اُس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے ایکبارگی برآوردہ کر کے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ اس سے بھی راضی ہوئے اور دونون سردارون کو خلعت و کمربند شمشیر مرصع وغیرہ سے مخلع کر کے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اُس خاندان والاشان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اُسوقت مع فرزندان اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان نپایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اُسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے بیت ۔ بلے سلطان معشوقان غیور است ۔ ز شرکت ملک معشوقش دور است ۔ اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی قلیخان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا دیپالپور سے طلب کر کے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین باز بہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اُس عرصہ مین بادشاہ نے شکار کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو سر انجام مہام کے واسطے آگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندرآباد عمال دہلی مین بسعادت و برکت نازل ہوا ماہم آنکہ اور ادہم خان نے کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے عرض اقدس مین معروض کیا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور آپکے دشمنون نے علالت بہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ فرماوین مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن ایک دن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان نے

ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت اس طرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصور کرکے مصاحب بیگ
کے مانند ہمیں بھی تہ تیغ بیدریغ کریگا اگر حضرت ہمیں کہ معظمہ اور اماکن شریفہ کی طرف رخصت فرماویں تو بیرم خان کے
پنجۂ ظلم سے نجات پاکر ہمیشہ ابقاے عمر و دولت میں قیام کریں بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاثر ہوئے لیکن
بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر لحاظ کرکے اُسکا یکبارگی معزول کرنا مناسب ہمت والا نہمت نہ جانا اپنے تئیں ضبط کرکے
بیرم خان کو تحریر فرمایا کہ ہمنے قصداً مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اس طرف کی عزیمت کی ہے شہاب الدین احمد خان
اور ادہم خان اتکہ ہماری تشریف آوری میں کسی طرح کی مداخلت نہیں رکھتے ہیں پس اگر وہ محفوظ رہ کر اپنے ایک استمالت
نامہ اُنکے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اُس جماعت کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اسقدر قدرت عرض مطلب
کی پائی مجلس اقدس میں آواز ملند وہ باتیں کہ ظاہر کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھیں آغاز کرکے
یکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا بیت ہر چند باغبار نہایت نظر ہست ؎ گوئیم بدلشان کہ سخن را اثرے ہست ؎
بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ حاشا نسبت ایسی جماعت کے
جو لوازم بندگی اور خدمات نمایان سے اُس درگاہ میں قیام گزین ہوں خیرخواہ کے دل میں نسبت اُنکے برائی اور شر کبھی نہ ہوگا
تحریر کرکے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی مصاحبت سے دہلی میں بھیجا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا
کسی نے گوش ارادت اُن باتوں پر نہ رکھا دونوں مقید اور محبوس ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبداروں نے
بیرم خان سے جدا ہوکر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابو المعالی نے کہ لاہور میں حبس سے بھاگ کر کمال خان گھکر کے پاس گیا
تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اُس کے کہنے سے کشمیر کی طرف گیا جنگ سخت کے بعد شکست
پائی اُسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابو المعالی نے دیپالپور میں جاکر بہادر خان کی نسبت ارادہ غدر کا کیا
بہادر خان سیستانی نے اُس کو گرفتار کرکے سندھ کی طرف نکال دیا شاہ ابو المعالی اس نواح سے گجرات میں
آیا اور وہاں ایک خون کرکے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے پاس جونپور گیا علی قلیخان نے اُسکو بیرم خان ترکمان
کے اشارہ کے موافق کہ اُسوقت بادشاہ دہلی میں تھے آگرہ کی طرف بھیجا بیرم خان نے اُسے قلعہ بیانہ میں قید کیا اور جب بادشاہ
کی رنجش حد سے افزون دیکھی پہلے اس فکر میں ہوا کہ مالوہ میں جاکر اُس حدود کو مسخر کرکے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے
آگرہ سے بیانہ گیا اور جب بہادر خان اور دوسرے سرداروں کو کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اپنے پاس طلب کیا تو بہت سے
امرا کہ اعتماد کامل اُنپر رکھتا تھا اُس سے جدا ہوکر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خار اپنے بخت کے پاؤن میں خلیدہ دیکھ کر
مالوہ کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابو المعالی کو قید سے رہا کرکے چاہا کہ جونپور میں جاکر علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان
کے اتفاق سے کہ دست گرفتہ اُسکا تھا افغانان بنگالہ کو زیر کرکے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اُس کے بعد کہ چند منزل
اس طرف روانہ ہوا تھا اُس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت حج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان ولیخان
وغیرہ کے کہ اُس ساعت تک اُس سے جدا ہوئے تھے درگاہ کی طرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف میں پہنچا بعضے
مفسدوں کے اغوا سے مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے خیل و حشم کے فراہمی میں ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب میں جاکر اُس حدود میں
حیات مستعار بسر کرے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھ کر میر عبد اللطیف قزوینی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا
بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جب تک ہمکو خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط میں مصروف تھی رضا سے ہمایون اس امر

کی مقتضی تھی کہ وہ جان باہا مہمات بادشاہی کا متکفل ہووے اب داعیہ یہ ہو کہ مہمات خلائق مین خود بنفس نفیس مشغول ہون انسب کہ وہ دو تنخواہ دامن اشتغال دنیوی سے جدا کرکے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا و ہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے بموجب اس بیت کے **بیت** سر بنیاز بباید نہاد و گردن طوع ٭ کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد است ٭ اظہار اطاعت و فرمان برداری کرکے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوالقدر کی صحابت سے درگاہ مین روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین مین جاوے اور بجز ولی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل خان کہ بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان ٹکریہ اور شیخ گدائی اور خواجہ مظفر علی ترمذی کہ میر دیوان اسکا تھا اور وہ لوگ کہ انہین سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے تھے اور سالہا سے دراز اسکی صحبت مین بسر لیجا کر آپکو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بیگاہ فوج فوج جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سب وشتر جو کچھ اس کے اردو مین پائے انہین متصرف ہوئے اور شاہ ابو المعالی بھی انھین مین سے تھا اور ابو المعالی کا انجام یہ ہوا کہ سواری کے وقت بادشاہ کی کورنش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کے واسطے سر جھکایا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی گرفتار ہو کر قید مین ڈال دیا گیا بیرم خان ترکمان اسباب بادشاہی ارسال کرکے ناگور سے بڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان توقف رہا اور کلمہ سلطنت کی روانگی سے پشیمان ہوا اور لوٹ کر ناگور مین آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے پرگنہ جھجر کی طرف سوار ہوئے اسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال پر اختلال سنکر آپکو دربار مین پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق و علم اور نقارہ پاکر مع لشکر بشیار بیرم خان کے سر پر تعین ہوا اور رایات جلال نے دہلی کی طرف معاودت کی اور فرمان منعم خان کی طلب مین کابل کی طرف روانہ ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اسکی مخالفت مین اصرار کرکے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اسکے تعاقب سے باز آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ مین پہونچا احمال واثقال زیادہ کو اس قلعہ مین کہ اسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف مین تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے اسکے تمام اسباب و اموال کو اپنا مال مطلق تصور کرکے بیرم خان کے نوکرون کو بذلت و خواری قلعہ سے نکال دیا اور بیرم خان دیپالپور کی طرف کہ حکومت وہان کی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بہ درویش محمد ازبک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور اس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کے واسطے بھیجا درویش محمد ازبک بیرم خان کے توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کرکے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا بیرم خان کہ جس سے نہایت امیدواری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہو کر جالندھر کی طرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو حضور مین طلب کرکے خان اعظم شمس الدین محمد خان آتکہ کو مع فرزندان و برادران اور ایک جماعت امرا کے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے دفع فساد کے واسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان آتکہ جب ظاہر قلعہ ماچیواڑہ مین بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ مین مشغول ہوا اور دلاوران طرفین بحر اخضر کے موجون کی مانند آپس مین متلاطم جنگ ہووے اور حیف جگر مین قوت رکھتے تھے داد مردی اور جوانمردی دی **نظم** بہ شمشیر فولاد و تیر خدنگ ٭ اگر رگ گاہ کردند بر مور تنگ ٭ سپاہی چو زنبور با نیشتر ٭ ز غوغا سے زنبور ہم بیشتر ٭ ولی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل قلیخان اور اسکے بیٹے حسین خان اور شاہ قلیخان محرم سے آثار شجاعت اور مردانگی ظاہر مین لاکر اکثر صفوف خان اعظم شمس الدین

محمد خان انکہ کو برہم کیا آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام کیا یعنی جب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے بیرم خان
کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سرفروش و جان نثار مقتول ہوئے اُنکے قتل ہونے سے
بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہوکر کوہستان سوالک کی طرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبدالمجید ہروی کو
آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کے واسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب لودھیانہ
مین پہونچے منعم خان کابل سے آکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان
سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم متلاشی سے بھیجا کہ کوہستان سوالک مین درآئی اور وہانکے زمیندار بیرم خان
ترکمان کی حمایت سے جا بجا تنگ مین ایستادہ ہوکر جنگ مین مصروف ہوئے اور جب وہ مغلوب اور عاجز ہوئے بیرم خان نے
تنگ ہوکر جمال خان اپنے غلام معتمد کو درگاہ مین بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کرکے
امان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو استمالت کے واسطے اُسکے پاس بھیجا
بیرم خان ملا عبداللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۷ نوسو سرسٹھ ہجری مین بادشاہ کی ملازمت کے
واسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور باعزاز و اکرام تمام مجلس بادشاہی
مین لائے بیرم خان گردن مین دستار ڈالکر اور اپنے ولی نعمت کے قدمون پر سر رکھکر ہاے ہاے کرکے رویا بادشاہ نے
دست مرحمت اُسکے سر پر رکھا اور اُس کی قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع خجالت کے واسطے بہ خلعت
خاص مشرف کیا اور اُس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سپاہ گری کی طرف میل ہو تو ولایت کالپی اور چندیری
تجھے مرحمت فرماؤن اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھکر مصاحبانہ سلوک
کرتا رہون اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو تو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ
فرماؤن بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اب تک تو اعداے اخلاص اعتقاد مین کسی طرح کے قصور اور فتور نے راہ
نہین پائی اور یہ تردد اور تجسس اسواسطے تھا کہ فدوی ملازمت مین حاضر ہوکر غبار ملال خاطر اقدس سے زائل کرے
الحمدللہ علی احسانہ کہ جو دل مین تمنا تھی میسر ہوئی اب خیراندیش کو داعیہ یہ ہے کہ اماکن شریفہ مین پہونچکر بدعاے ازدیاد
جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر مکے کی رخصت عنایت فرمائی اور خود بدولت اُس سے جدا
ہوکر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کرتان آگرہ کی طرف تشریف لے گئے اور بیرم خان گجرات کی طرف متوجہ ہوا تا کہ اُس
ولایت کے کسی بندر سے کشتی مین سوار ہوکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کی طرف کہ حکومت وہان کی
بادشاہ گجرات کی طرف سے موسی خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی پہونچا اُس شہر کے باہر اترا اور جمادی الاول کی چودھوین
شب سنہ مذکور مین مع ایک جماعت سازندہ اور خوانندہ کے کولاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی مین سوار ہوکر بر روے
آب سیر کرتا تھا سہس ہندی زبان مین ہزار کو کہتے ہین اور لنگ بمعنی بتخانہ ہے چونکہ ایک ہزار بتخانہ اُس کولاب مین
واقع ہوے تھے اس سبب سے سابق اس نام سہسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول نقد سیر و تماشا صبح
کے وقت کشتی سے اُترکر اپنے مقام کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مبارک خان نام افغان لوحانی کو جس کا
باپ ماچھیواڑہ کی جنگ مین بیرم خان کے ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کرکے ملاقات کے بہانہ
سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو خنجر سے شہید کیا چنانچہ اُس کی وفات کی یہ تاریخ ہے قطعہ

بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ؛ در راہ شد از شہادتش کار تمام ؛ در واقعہ ہاتفی پے تاریخش ؛ گفتا کہ
شہید شد محمد بیرام ؛ اُس کے بعد افغانون نے ہجوم کرکے خان شہید کے اُردو کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور
بابا زنبور اور دیگر ملازمین بیرم خان نے اُسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صفر کی چودھوین ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ
ہجری مین متولد ہوکر اُسوقت چار برس کا تھا اُسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچیرے بھائی حسن خان میواتی کی
تھی احمد آباد گجرات مین لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین روانہ
کیا چنانچہ آیندہ اسکا حال جابجا مذکور ہوگا بیرم خان اس خاندان عالیشان کے امراے بزرگ سے تھا اور باپ
اور دادا اُسکے اولاد امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ اور منصب تھے اور نسب اُسکا یہ ہے
محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی علی شکر ترکمان بہارلو کا نواسہ تھا
جسوقت کہ زوزن حسن سلطان عراق پر غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اُس حدود
سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار شادمان کی طرف آیا اور جب میرزا سے کچھ التفات
ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کار آمد لیکر بقصد تسخیر شیراز و در ارادہ بادشاہی
وہان سے فارس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک جماعت دیگر ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اُسکے
ہمراہ ہوئی پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امراے زوزن حسن سے
اُسکے مدافعے واسطے اُٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال و اسباب تلف کرکے باحال پریشان
خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور
سرانجام سپاہ پھر بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اُسکے سد راہ
ہوے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اُسکے متفرق ہوے اور بڑا بیٹا اُسکا یار علی بیگ قندز کی طرف
گیا اور خسرو شاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا
یار علی بیگ اور اُسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ
اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اُسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل
خُرد سال تھا اپنے عزیزون کے پاس بلخ مین گیا اور اُنکی برکت سے تحصیل علوم اور کمالات مین فائز المرام ہوا جب
سن رشد اور تمیز کو پہونچا کابل مین آنکر شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا اور حسن سلوک
اور اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے ذوق سے شہزادہ نصیر الدین کا منظور نظر ہوکر مصاحب خاص ہوا
اور سولہ برس کے سن مین بمیدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے
یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور مہربانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اُسکے
چہرۂ حال سے مشاہدہ کیے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آمد و شد رکھے چنانچہ اُسکے
بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلی کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے
کہ مراد علما اور فضلا سے ہے صحبت رکھتا تھا اور خوانندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حضار مجلس کے آئینۂ دل
سے صاف کرتے تھے اور جوانان سرو قد لالہ عذار ہمیشہ اُس کی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بجولی

ہر یکے آرام جانے ٭ بزیبائی دلا و بزجہانی ٭ اور کچھی تربیت اور آداب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور
زیب و زینت میں کہ اہل دنیا کا لازمہ ہے بہت کوشش کرتا تھا اور نظم و نثر میں بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور
فارسی اُسکا متداول ہے اور منقبت میں ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد غرابت کہے ہیں اور یہ چند ابیات
اُسی کے طبعزاد میں نظم ٭ شہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او ٭ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ٭ بہشت شہ مردان مجو نہ
بے پدری ٭ کہ دست غیر گرفتست پائے مادر او ٭ بہائے قدر تو مرعیست کز علو جلال گرفتہ ملکات و عالم صدائے
شہپر او ٭ قصہ کوتاہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر میں ادہم خان اتکہ کو مع افواج و سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے
نامزد کیا اور باز بہادر کہ سارنگ پور میں اُسکے اوقات عیش و عشرت میں گذرتے تھے اُسوقت مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا
دس کوس پر پہونچ گیا اسوقت صحبت زنان مغنیہ سے اُٹھکر شہر کے باہر عزیمت جنگ کی لیکن جسدم بہادران چغتائی
کمان گوشہ نشین اور تیر فتنہ آمیز لے کر اُس کی طرف حملہ آور ہوئے حملہ اول میں تاب اُنکی صدمات کی نہ لا کر بادیدۂ
گریان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا اور ادہم خان ولایت مالوہ امرا کو تقسیم کر کے جمیع اسباب شاہی باز بہادر
مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اُنمین سے چند زنجیر فیل کے سوا دوسری شے بادشاہ کے واسطے نہ بھیجی اسواسطے
بادشاہ اُس طرف سوار ہوئے جب قلعہ گاگرون کے نواح میں پہونچے حاکم قلعہ نے کہ باز بہادر کے ملازمون سے
تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول شب کو تاخت کر کے صبح کے وقت سارنگپور کے حدود میں تشریف
لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان کہ حسب اتفاق اُسی دن قلعہ کاگرون کی تسخیر کی عزیمت میں روانہ
ہوا تھا سارنگ پور سے تین کوس آگے جا کر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگ پور میں رونق افزا ہوئے
اور ادہم خان کے مکان میں استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کر کے تمام غنائم
نظر اقدس سے گذرانکر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اُسکے صفحۂ جرائم پر کھینچے اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور
نرور کے نواح میں ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ نے بنفس نفیس اُسکے مقابل جا کر ضرب شمشیر آبدار سے
اُسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصب دار کہ اُسوقت حاضر تھے تصدق تھا ور کر کے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم
شکر بجا لائے ان دنون میں شیر خان ولد محمد شاہ عادلی نے چالیس ہزار افغان لیکر انتزاع جونپور کے قصد میں آب گنگ سے
عبور کیا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اُسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم و معرکہ شدید
کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفتخوان اسفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا
اُس معرکہ میں چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک
پر ڈالا اور بہادری اور صف شکنی میں دونون بھائی آفاق میں مشہور ہوئے اور نہایت مغرور ہو کر فیلہائے نامی
کہ اُس معرکہ میں ہاتھ آئے تھے اُنمین سے ایک بھی درگاہ میں نہ بھیجا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی
شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے اُس طرف عازم ہوئے جب کڑہ مانکپور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے
سعادت ملازمت حاصل کر کے پیشکش ہائے لائقہ گذرانے اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ میں دستیاب ہوئے
تھے داخل فیلخانہ شاہی کیے اور الطاف خسروانی سے نوازش وافر پا کر مطمئن خاطر ہوئے اور بادشاہ آگرہ کی طرف
روانہ ہوئے اور تیسری منزل میں علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اُسکے بھائی بہادر خان کو رخصت

عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ مین داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ حاکم پنجاب و ادہم خان
حاکم مالوہ نے حکم کے موافق حاضر حضور ہوکر پیشکش ہائے لائق گذرانین عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت
محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرماکر منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو عطا فرمایا
سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر گئے اور جب قصبہ
مین پہونچے راجہ پورن مل کہ اُس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور اُسکا بیٹا
ن داس بھی ملازم ہوکر امراے کبار کے سلک مین منتظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجمیر مین پہونچا بادشاہ
زیارت بجالائے اور میرزا شرف الدین حسین حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے کہ راجہ مالدیو کے
سے تھا تعین فرمایا اور خود تین شبانہ روز مین ایک سو تیس کوس مسافت طے کر کے مع پانچ چھ کس آگرہ مین
میرزا شرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل اور دیوداس نے کہ امراے راجہ مالدیو سے تھے
قلعہ بند ہوکر مدافعہ کے واسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجالایا اور نقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ
نقب جو برج کے نیچے پہونچی تھی باروت بھر کے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور بہادران
رخنہ کی طرف متوجہ ہوے اور راجپوتون نے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور اُس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی
کام درست نہوا پلٹ آئے اور راجپوتون نے سوراخ بندی قلعہ کے واسطے فرصت دیکھا اُس شب کو تمام رخنے مسدود کیے اور
ایام محاصرہ سے تنگ ہوکر صلح کے طلبگار ہوے میرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی استدعا قبول کی کہ اسپ اور
سواے کوئی شی باہر لیجاوین مال دیگر ہمراہ سے اٹھا جگمل نے اسباب و اموال سے قطع نظر کرکے اپنے آدمیون کو لیکر
موافق قول قلعہ سے نکلگیا لیکن دیوداس کو غیرت اور تہور دامنگیر ہوئی تمام جہات کو جلایا اور پانسو سوار راجپوت سے
ہوا اور میرزا اُس سانحہ سے مطلع ہوکر سدراہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دو سو پچاس آدمی راجپوتون کے
ے اور دیوداس زخمی ہوا جب اسمین قوت سواری کی نرہی سر اُسکا کاٹ کر معرکہ سے باہر لے گئے اور چند سال کے بعد
س نے جوگیون کے لباس مین دعوی کیا کہ مین دیوداس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی یہانتک
ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا شرف الدین حسین قلعہ پر متصرف ہوے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب
خان کہ سردار صاحب داعیہ تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار اور آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو اغیار کی خار
متعلقان باز بہادر سے مصفا کیا اور بیجا گڑھ کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہے بجبر و قہر لیکر وہان کے سپاہیون کو تمام قتل
جبکہ باز بہادر سرحد خاندیس مین مقیم ہوکر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچاتا تھا ملا پیر محمد المخاطب
خان نے ولایت خاندیس پر چڑھائی کر کے بلدہ برہانپور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما و مشایخ اس دیار
سعادت چکھکر روضہ رضوان مین داخل ہوے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ابھی برہانپور ہی مین تھا کہ باز بہادر
ان مبارک شاہ فاروقی اور تفال خان حاکم برار کو مدد کے واسطے طلب کرکے اُسکے مقابلہ پر متفقاً آمادہ روانہ ہوے اور
کے تمام سپاہی ملا کے جبر اور بدمزاجی سے تنگ آئے آخر کو ملا اجازت مندو کی طرف راہی ہوے اور آپ نربدہ سے
گئے اور امراے کلی نے بھی کدورت ظاہر کرکے آپکو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلوتہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہوکر
ت کی تفال خان نے کہ مرد شجاع تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور وقت عبور آب نربدہ

پہر عرصہ سے نظار شتر محمولہ دہکا مارا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ پاؤن اُس کے زمین سے جدا ہوئے ہرچند اُن لوگون نے کہ اُسکے قریب تھے سعی کی کہ اُسکے پاس پہونچکر دستگیری کرین جو اجل نے پنجہ اُسکے گریبان حیات مین محکم پایا تھا کسی کی تدبیر اثر پذیر نہوئی اور ملا پیر محمد الملخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا ایسے وقت مین جب مخالف تعاقب مین پہونچے امرائے مغل شادی آباد مندو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے وہان بھی توقف بسر نہو آ آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور باز بہادر دوبارہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا تفال خان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام مین گئے عرش آشیانی نے عبد اللہ خان اوزبک حاکم کالپی کو باز بہادر کے فساد دفع کرنے کے واسطے تعین فرمایا اور باز بہادر طاقت اُسکے مقابلہ کی نہ لاکر کوہستان کبیل میر کی طرف بھاگا اور عبد اللہ خان اوزبک کامران ہوکر شادی آباد مندو مین مقیم ہوا اُن دنون مین سید بیگ ابن معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کے قرابتیان قریبہ سے اور وکیل مطلق العنان تھا برسم ایلچی گری تحف و نفائس کثیر لایا اور دو لاکھ روپیہ کہ پانچہزار تومان عراق کے ہوئے انعام پائے اور اُسی عرصہ مین جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے امر وکالت مین استقلال بہم پہونچایا ادہم خان نے حسد کرکے چاہا کہ بیرم خان ترکمان کی طرح اُسے بھی بادشاہ کی نظر سے گرادے اور باوجود غیبت اور بدگوئی کے جب اُسکی مراد حاصل نہوئی تو بعضے امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین سر کچہری جسوقت کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اُسکی تواضع مین قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور چونکہ بادشاہ کی عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور و غوغا سے عرش آشیانی کہ حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوئے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہوکر اُسی طرح بلباس سافتش بام کے کنارے جلوہ گر ہوئے جو نہین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین اتکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت کے دماغ مین بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر محل سے باہر آئے ادہم خان اتکہ کھڑا تھا آئے اور ادہم خان سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تو نے خان اعظم کو کسواسطے قتل کیا ادہم خان نے دوڑکر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور عاجزی کرنے لگا بادشاہ اس بے ادبی سے زیادہ ترغضبناک ہوئے اور اپنے ہاتھ چھوڑاکر ایسا گھونسا اُسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا اُسوقت بادشاہ کے حکم کے بموافق اُسکو کوٹھے سے کہ بارہ گز بلند تھا اُسے نیچے گرایا اور چونکہ ایک رمق جان اُسمین باقی تھی حسب الحکم دوبارہ اُسے کوٹھے پر لیجاکر ایسا گرایا کہ اُسکا کام تمام ہوا ماہم اتکہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن و الم ہوکر چالیس دن مین مر گئی اور اتکہ بفتح حرف اول و ثانی تا ے منقوطہ فوقیہ ترکی مین دودھ پلانی کے شوہر اُسکے قرابتیون کو کہتے ہین اور انکہ بانون مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی کو کہتے ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین اور منعم خان کو ادہم خان کا محرک تھا کابل کی طرف کہ اُس کا چچیرا بھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا اور میر منشی جاگیردار پرگنہ سورت نے اُسے گرفتار کرکے درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اُس کی خطا معاف فرمائی اور اُس کی عزت و توقیر مین نظر توجہات مبذول رکھی اور خطاب و منصب اتکہ خانی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اُسکی دولت کا بلند کیا کہتے ہین گروہ گکھران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر اُن کی ولایت پر کھینچکر بہت خرابی کی اور جب اطاعت نکی خود اُس جماعت کے سر پر جاکر سارنگ خان اُس قبیلہ کے سردار کو مکر و حیلہ و ستیز کرکے قتل کیا اور اُس کے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجاکر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اُسکے بعد سلطان آدم ککھر برادر سارنگ خان

خان اعظم [illegible]

گھکر حاکم اپنی قوم کا ہوا اور بدستور سابق افغانون کی مخالفت مین کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اُسنے کبھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور گھکرون نے باقسام حیلہ افغانون کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری اُردو سے نکلتے تھے اور جو شخص لشکر گاہ سے برآمد ہوتا تھا گھکر اُسے گرفتار کرکے قندھار اور کابل اور بدخشان کی طرف بھیجے اور فروخت کرتے تھے اور جو کبھی اُنکے دلمین ترس اور ترحم آتا تھا تو اُسے اُردو کے لوگون کے ہاتھ قیمت کامل کو بیچتے تھے سلیم شاہ نے منحرف ہوکر اُنکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امراے پنجاب کو اُنکے اخراج اور جڑھ اکھاڑنے کے واسطے مقرر کیا اور خود دار السلطنت گوالیار مین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان مین بارود بچھا کر اور تمام گھکرون کو جو کہ قید مین ہین لیجاؤ اور آگ دیکر اڑادو چنانچہ اسی طریق سے اُنھین ہلاک کیا لیکن کمال گھکر حافظ حقیقی کے حکم سے اُسی مکان کے ایک گوشہ مین حی القائم رہا کسی طرح اُسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر کمال خان گھکر کو طلب کیا اور متابعت کے بارہ مین قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان باتفاق امراے پنجاب ولایت گھکران کی تسخیر مین ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور جب ہمایون بادشاہ ملک پنجاب مین داخل ہوا تو ملازمت کرکے خدمات پسندیدہ پیش پہونچائین اور اکبر شاہ کے عہد مین کرہ اور مانک پور جاگیر پائی اور خانزمان کی لڑائی مین آثار شجاعت ظہور مین پہونچائے اس سبب سے حکم ہوا کہ امراے پنجاب سلطان آدم گھکر کو قمع کرین جو ہمایون بادشاہ کی اطاعت مین نہ آیا تھا اور کمال خان گھکر کو قائم مقام اُسکا کرین امراے پنجاب نے سنہ مذکورہ مین باتفاق کمال خان گھکر ولایت گھکران پر متصرف ہوکر سلطان آدم گھکر کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان گھکر کو اُس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اُسی سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اُسکی پیشوائی کو سوار ہوے اور آگرہ مین لائے اس درمیان مین میرزا شرف الدین حسین توہم کرکے اپنے دلمین لاکر اجمیر کی سمت بھاگا اور جب اُسکے جانے سے ایک خلل اس نواح مین پیدا ہوا حسین قلیخان ذو القدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے جالور کی طرف کہ گجرات کی سرحد ہے گیا اور حسین قلیخان ذو القدر نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابو المعالی کہ حبس شاہ سے نجات پاکر مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا اُسوقت وہان سے پلٹ کر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اُسکے اشارہ سے سنہ ۹۷۱ نو سو اکہتر ہجری مین نارنول مین آنکر دست اندازی کی حسین قلیخان ذو القدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اُسکے ملازمین سے تھے شاہ ابو المعالی کے تعاقب مین روانہ کیا اور خود بھی اُسکی گوشمالی کے واسطے گرم عنان ہوا شاہ ابو المعالی اثناے کوچ اُسی جگہ کمین گاہ مین جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اُسکے روبرو آئے شاہ ابو المعالی نے حملہ کرکے دونون کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ منوہر پور مین شکار مین مشغول تھے یہ خبر سنکر ایک جماعت امرا کو اُسکے تدارک کے واسطے تعین فرمایا اور شاہ ابو المعالی پنجاب گیا اور وہان سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل مین پہونچا اور یہ بیت پڑھی

بیت

ما درین در نہ پے حشمت و جاہ آمدہ ایم ٭ از بد حادثہ اینجا بپناہ آمدہ ایم ٭

محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمشیرہ کو اُسکے عقد نکاح مین دیا اور اُسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابو المعالی کابل کی بادشاہی کے خیال مین مبتلا ہوا پہلے اپنی خوشدامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان مین لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان وکالت کہ خورد سال تھا اپنی ہتھیلی مین لایا تاکہ بتدریج اُسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل مین آنکر شاہ ابو المعالی کو بعد جنگ گرفتار کرکے ہلاک کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابو المعالی کے مفرور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات مین

گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہوکر جب شہر دہلی میں داخل ہوئے اور بازار چوک میں پہونچے قتلق فولاد کہ میرزا شرف الدین حسین کے غلاموں سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا جب بادشاہ اپنی دائی ماہم انگہ کے مدرسہ کے قریب پہونچے تو ناگہان اس غلام نے ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کر نشانہ کو توڑا اور ہاتھ کو بلند کرکے وہ کھینچا لوگوں کو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف تیر قضا کیا چاہتا ہے پھر اُسنے ہاتھ نیچا کرکے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر سوار تھے پھینکا اور تیر بخطا حضرت کے شانہ میں لگا اور ایک بالشت گوشت میں در آیا لیکن ابھی تیر شانہ میں تھا کہ قتلق فولاد کو بضربت ہائے شمشیر و خنجر پارچہ پارچہ اور ریزہ ریزہ کرکے خاک مذلت پر ڈالا اُس کے بعد تیر برآوردہ کرکے حضرت کو قبا سے چند روز پہنائی اور بادشاہ کچھ اضطراب نہ فرماکر اُسی طرح فیل پر سوار دولت خانہ کی طرف تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی نے جو معالجہ میں عیسیٰ نفس تھا ندا ہی میں کلیم اللہ کی طرح ید بیضا دکھا کر ایک ہفتہ میں آثار صحت ظہور میں پہونچائے اُس کے بعد بادشاہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آصف خان ہروی کو گڑھ اور مانکپور کی حکومت پر روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال کے شکار کو قلعہ نرور کی جانب سوار ہوئے اور فیلوں کی گرفتاری میں تصرفات اور اختراعات کئے اور چونکہ عبداللہ خان اوزبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کے واسطے نہیں بھیجے تھے جریدہ موسم برسات میں بطور یلغار مندو کی طرف روانہ ہوئے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور جب بادشاہ اُجین میں وارد ہوئے عبداللہ خان اوزبک متوہم ہوکر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ نے بیس کوس اُسکے تعاقب میں ہمت فرمائی اور ہر اول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اُس پر تنگ ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آنکر بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے مندو میں جاکر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر کی اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور نے بعد اظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اُس وقت مندو کی مسند حکومت قرا بہادر خان کو مرحمت فرمائی اور رایات جلال دار السلطنت آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب قلعہ سیری کلارس کے ایک غول ہاتھی کا کہ اُنمیں ایک ہاتھی مست اور کوہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اُسے قلعہ سیری کلارس میں ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کی طرف راہی ہوا اور جسوقت کہ ایک فیل فیلان خاصہ سے اُس کے سر راہ لے گئے فیل وحشی جنگ کے واسطے ایستادہ ہوکر گرفتار ہوا اور ۹۷۰ھ نو سو ستر ہجری میں خواجہ معظم برادر اعیانی جولی بیگم نے کہ ماموں بادشاہ کا ہوتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہوکر قید میں وفات پائی اور اُسی سال قلعہ آگرہ کہ خشتی تھا مسمار کرکے سنگ سرخ سے بنا کی اور چار برس میں تیار ہوا اور قضیہ عبداللہ خان اوزبک کے ایسا عوام کی زبانوں پر جاری ہوا کہ بادشاہ امرائے اوزبک سے رنجیدہ ہوکر سب کو معزول اور مخذول فرمائیگا اس سبب سے سکندر خان اوزبک اور ابراہیم خان اوزبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیردار تھے سر اطاعت سے پھیرا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور بہادر خان سیستانی اگرچہ اُنکی مان اصفہانی اور خود سراق زائی تھے لیکن چونکہ موروثی اُنکے اوزبکوں کے گروہ سے تھے اور کبھی گناہان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپکو اوزبکوں کے سلک میں منتظم کرکے سردار طائفہ باغیہ کے ہوئے اور آصف خان ہروی کہ انکی جوار میں جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قصد جزائن کے سبب سے انکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار جرار سے علم مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ متمکن ہوا متصرف ہوئے عرش آشیانی کہ تعجیل مہمات میں جائز نہ رکھتے تھے اس مقولہ سے ایک حرف زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سے مذکورہ میں نرور گڑھ کی طرف نہضت فرمائی اور شکار میں مشغول ہوئے شیر خان

منشی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور مین حاضر کرے اور لشکر خان بخشی کو آصف خان ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جملہ خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور خزانون کی کیفیت یہ ہے کہ آصف خان ہروی جب امرائے پنجہزاری ہوا ولایت کڑہ اور مانک پور جاگیر پائی اور ہمسایگی کے سبب عازم تسخیر گڈھ کوہ کہ کبھی بادشاہ اسلام کی مسخر نہوا تھا اور ایک عورت مسماۃ درگاوتی کہ صورت اور سیرت مین آراستگی تمام رکھتی تھی اُس ولایت کی حاکم تھی آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اُس حدود مین بھیجکر خرابی مین کچھ تقصیر نکی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے ہمیشہ لیکر ولایت گڑھ مین گیا اور رانی نے بھی مع ایکہزار اور پانسو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے مقابلہ کیا اس صورت مین جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ مین لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل جان سے اُٹھا کر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئین ہلاک کرکے نام اپنا جریدہ عالم مین ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش مین جاتی ہے آصف خان کے ہم آغوش ہوئی اور آصف خان قلعہ چوراگڑھ مین کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خورد سال جو قلعہ مین تھا ہجوم کے وقت آدمیون کے ہاتھ پانؤن سے پامال ہوکر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی اور مرصع اور اشیائے نفیسہ کہ سردارون کی بکار مین ہوتا ہے اور ایک صندوق نگینہ مسی کہ اصطلاح ہند مین اُسکو لنکال کہتے ہین مملو اشرفی طلائے احمر سے آصف خان کی سرکار مین داخل ہوئین اور آصف خان نے ایک ہزار اور پانسو فیل مین سے کل تین سو زنجیر فیل بادشاہ کیواسطے بھیجی اور دوسری چیزون کا مذکور درمیان مین نلایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوے جب ولایت گڑھ مین داخل ہوے باد مخالف اور ہوا کی گرمی سے بیمار ہوکر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہمائش اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی نے قوم متردمین اثر نکیا بادشاہ کے حکم بموجب شاہم خان جلایر اور شاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اکثر کے جاگیر دارون مین سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور ہنگام جنگ جب بہادر خان سیستانی مخالفون کی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر ہوے عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہوکر منعم خان خانخانان کو مع لشکر عظیم برسم منقلا کے روانہ کیا اور خود بھی ٩٧٣ نوسو تہتر ہجری مین اُس طرف متوجہ ہوے اور جب قنوج مین پہنچا فوج سے جدا ہوکر سکندر خان اوزبک کے سر پر کہ لکھنؤ مین تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلیخان اور بہادر خان سیستانی نے نرہن گھاٹ پر جاکر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور مین تشریف لائے آصف خان ہروی نے حلقہ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیردار کڑہ مانکپور کے ذریعہ سے ملازمت مین ہو کے سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچہزار سوار خاص رکھتا تھا امرائے معتبر کی جمعیت سے مخالفون کے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ نرہن پر جاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان لشکر کے مقابل فروکش ہوا اور ساتھ اُسکے زبان اور دل ایک کرکے لیت و لعل مین اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے خبردار ہوکر جاگیر اُسکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ اُردو سے گڑھ کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے منعم خان خانخانان کو اُس لشکر کی سپہ سالاری کے واسطے بجائے آصف خان ہروی کے روانہ کیا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دو آب کے بھیجا کہ آگرہ تک

تاخت کرکے اس حدود میں خلل ڈالیں بادشاہ براغ خان اور اسکے فرزند مطلب خان اور اقبال خان لنگ اور حسینخان
اور سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سور اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو بہ
سرداری میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اُسوقت
علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخانان کو اپنے گناہوں کا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان
اوزبک کو کہ بجاے عم بزرگوار کے جانتا تھا مع فیلان نامی درگاہ میں بھیجا عرش آشیانی مقام عفو میں ہوے اور جونپور بہار
جو سابق میں انکی جاگیر میں تھا مقرر رکھا لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچ کر
در پے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت
میں بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہے اس قدر صبر کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفیں جنگ
کی آراستہ کیں اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہراول تھا مغرور کرکے اُسکے ہمراہیوں سے بیشمار قتل کیے بہادر خان
سیستانی کہ اُسوقت تک اپنی فوج میں ایستادہ تھا تاخت لیجا کر افواج بادشاہی کو زیروزبر کیا اور میر معز الملک
قنوج کی طرف مفرور ہوا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیوں کے ہاتھ آئی اور جب صبح ہوئی عرش آشیانی
جونپور کو علی قلی خان سیستانی کی والدہ کو معاف کرکے قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سوار ہوے اُسوقت علی قلی خان
المخاطب خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کرکے غازی پور میں آیا اور
وہاں کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلیخان خان زمان کو مخاطب اور معاتب
کرکے حکم فرمایا کہ اشرف خان جونپور کی طرف جاکر علی قلی خان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود
بطور ایلغار غازی پور کی طرف روانہ ہوئے اور علی قلیخان خان زمان پہاڑوں کے دامن میں کہ جنگل نہایت پر درخت
تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبک شب کو بسبیل استعجال جونپور میں آیا اور زینہ لگاکر
قلعہ پر چڑھ کر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کرکے بنارس کی طرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سُنکر
جونپور میں رونق افزا ہوے اور احضار لشکر اور سپاہ ممالک محروسہ کے واسطے حکم دیا خان زمان خائف و ہراسان
ہو کر دوبارہ بعجز و زاری پیش آیا اور یہ بیت عریضہ میں لکھی بیت بدین امید بلے شاخ در شاخ ؛ کرمہاے تو ما را کرد گستاخ ؛
اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدمات لائقہ
کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہوں دوبارہ اُنکے گناہ معاف
فرماے اور جاگیریں انکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھیں بیت گرچہ بگفت کہ زارت بکشم می دیدم ؛ کہ نہانش نظرے با من
دلسوختہ بود ؛ القصہ بابا ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانیں کہ مجھے عفو جرائم میں کیسی لذت حاصل ہوتی ہے تو گناہ
کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نہ کریں فی الواقع مصرع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست ؛ عرش آشیانی نے
بعد عفو کے تکلیف احضار فرمائی خان زمان کثرت خجالت کو عذر مانع حضوری کرکے عرض گذار ہوا کہ جسوقت آنحضرت
بہ پیر و سعادت تشریف دارالسلطنت میں ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سر سے قدم کرکے آستان بوسی کے واسطے
حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اُسکا پذیرا کرکے اُس سے قسم لی اور دارالسلطنت آگرہ کی طرف عازم ہوے اور بعد نزول مہدی
قاسم خان کو مع چار ہزار سوار آصف خان ہروی کی دفع اور حکومت گڑھہ کے واسطے روانہ فرمایا اور علی قلی خان المخاطب

بخان زمان نے کہ اسی طرح سے دلمین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کہ اپنی طرف جونپور مین کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے نخوت و تکبر سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گڑھا کی طرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کر کے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اُسے مغلوب کر کے دستگیر کیا وزیرخان نے فرصت دیکھکر مع فوج ہمراہی بہادر خان پر تاخت کی اور اُسکو منہزم کر کے اپنے بھائی ادھم سوے کو رہا کیا اور دونون متفق ہوکر گڑھا کی طرف روانہ ہوئے اور اُس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آنکر عرضداشت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابوالمعالی کے سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑکر بدخشان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکالدیا ہے اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کر کے چاہتا ہے کہ کابل مین جاکر پھر متصرف ہوں اگر اسوقت کمک عنایت ہووے عین ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً بنام امراے پنجاب اور محمد قلی خان حاکم ملتان کے اس مضمون کے صادر فرمائے کہ جسوقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اُس طرف جاکر اُس کی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان کابلی کہ امراے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا ماموں ہوتا تھا مرخص ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جاکر اُس کا ممد اور معاون ہو لیکن قبل فرامین پہونچنے کے سلیمان میرزا کابل مین آنکر قلعہ کو محاصرہ کر چکا تھا اور محمد حکیم میرزا جو تاب مقاومت نرکھتا تھا بھاگ کر نیلاب مین آیا فریدون خان نے آب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور اُسکے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علیقلیخان المخاطب بخان زمان اور بیگون کے فتنہ مین گرفتار ہے اور فرصت یہان مین آنے کی نہین رکھتا مناسب یہ ہے کہ لاہور مین جاکر متصرف ہو اور امراے پنجاب کو اپنا شریک کر کے خوب تردد سے سلیمان میرزا کی مضرت دفع کرو اور محمد حکیم میرزا فریب کھاکر لاہور کی طرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان انکہ اور میر محمد خان اور بھی دیگر امراے لاہور مین متحصن ہوکر درپے مدافعہ ہوئے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا ہر چند سعی کی کہ امراے پنجاب اُسکے شریک ہوں یہ صورت آئینہ وقوع مین جلوہ گر نہوئی بادشاہ نے علیقلیخان خان زمان کی مہم کو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر ہجری مین بسرعت تمام لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے نقارے بجانے لگے میرزا کہ خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا لوگون نے جواب دیا کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہے اس لیے شادیانہ بجاتے ہین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک پہونچا ہو بے توقف سوار ہوکر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھرکر نہ دیکھا اور سبب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لائے اور اُس حدود مین بشکار قمرغہ مشغول ہوے وزیر خان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اُسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اُسکی تقصیرات سے درگذر کر کے وزیرخان کو پنجہزاری کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی باتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانک پور مین اقامت کر کے اُس حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جب در رایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد نے مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال نابائستہ ہوکر قسم قسم کے فساد برپا کیا اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ

کی طرف سے ساتھ امیر تیمور گورکان کے پہونچتے ہیں چنانچہ ذا قرابت بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور ماں اُنکی سلطان حسین میرزا کی دختر ہی اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خواریان کر کے مقرون لعفو ہوئی اور الغ میرزا بڑا بیٹا اُسکا کابل مین جنگ ہزارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اُسکا چھوٹا بیٹا بمقتضاے آلہی اور اجل طبیعی سے فوت ہوا لیکن الغ میرزا سے دو فرزند رہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سکندر سلطان کا الغ میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین اُنکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام احفاد اکبر شاہ کے عہد جلوس مین پھر ہند مین آیا اور پرگنہ اعظم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالی نے عالم پیری مین اُسے چار بیٹے اُس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ چارون ابھی خردسال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کر کے سر جملہ امرا سے کیا اور بعد یورش جونپور رخصت لے کر سنبھل مین اپنی جاگیرون پر گئے اور اُس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کی طرف روانہ ہوے تھے اپنے چچیرے بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے جن کا لقب الغ میرزا و شاہ مرزا تھا متفق ہو کر عصیان پر کمر باندھی اور ایک جماعت اراذل اور اوباش کو جمع کر کے دست اندازی کرنے لگے اُس نواح کے جاگیردارون نے انھین مغلوب کر کے ایسا پسپا کیا کہ مالوہ مین جا کر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سردار صاحب وجود سے خالی تھا اُنکے تصرف مین آیا اور منعم خان المخاطب بخانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے مقید کر کے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اُسنے محبس مین قضا کی اور اسی طرح سے علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرا نے محمد حکیم میرزا کے لاہور مین آنے سے آگاہ ہو کر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری ولایتون اور پرگنون پر قابض ہو کر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے اُنکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے اور احضار لشکر کا حکم دیکر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کی طرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ سید یوسف مشہدی کو قلعہ شیرگڑھ مین محاصرہ کیا تھا یہ خبر سنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ بیت پڑھی **بیت** سمند شاہ زرین نعل او خورشید را ماند * کہ از مشرق بمغرب رفت و یک شب درمیان آمد * اور پاے قلعہ سے اُٹھ کر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا گیا عرش آشیانی اُس کا تعاقب کر کے اُس طرف متوجہ ہوے اور جب راے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سُنا کہ علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان آب گنگ سے عبور کر کے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہے تا کہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کر کے اُس حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید کچھ مصیبت پہونچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات کے وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر تشریف لائے جو کشتی حاضر تھی فیل تیز بال سندر نام پر سوار ہوے ہر چند امرا مانع آئے قبول نہ کیا اور متوکل علی اللہ آب تہار گنگ مین در آئے قضارا تائید سماوی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا ہاتھی کو احتیاج تیرنے کی نہوئی بادشاہ نے مع چند فیل و یکہزار سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے اطراف اردو مین پہونچے اور اُسوقت آصف خان ہروی و مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے علی قلیخان اور بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اُس شب کو نہ رکھتے تھے تمام رات میخوشی اور ناچ دیکھنے مین مشغول رہے یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے اُنکے اردو مین جا کر باواز بلند پکارا کہ اے غافلو بادشاہ تمہارے قصد مین

آب سے عبور کرکے اجل ناگہان کی طرح تمہارے سر پر پہونچا ہو انھون نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکر وحیلہ
سے جانکر پروانہ کی ناگاہ صدا کوس و نقارہ بادشاہی کی مثل اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ اور بدحواس مجلس سے
اٹھکر صف آرائی مین مصروف ہوے اور پہرون چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ سنہ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری مین آتش جنگ مشتعل
ہوئی اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفون کی طرف سے اسکے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول مین
پسپا کرکے علی قلیخان کی فوج مین پہونچا اور بہادر خان سیستانی نے اسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کرکے صف مجنون خان
مین داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اس تردد مین فوج اسکی بے ترتیب تھی بیچارہ صف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور
آن واحد مین اس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان مین ایک جماعت
مردم معتبر نے کہ فوج شاہی کے آگے تھے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو ردیف اپنا کرکے ہاتھی پر
سوار تھے احتیاطاً فیل سے اترکر گھوڑے پر سوار ہوے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر
سے پانون سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوے
فیلون کو بہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑایا پہلے ایک فیل فیلان بادشاہی سے کہ جسکا ہیرانند نام تھا علی قلیخان
کے لشکر کی طرف دوڑا اور فیل رودیانہ نام کو کہ مخالف کی طرف سے اسکے مقابل آیا تھا ایسی ٹکر ماری کہ فوراً زمین پر گرا اسوقت طرفین
سے جوانون نے ہتھیار سنبھالے اور کارزار مین مشغول ہوے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت و کامرانی زوال کو پہونچا قضارا اثنا
حرب وضرب مین ایک تیر علی قلیخان کے جسم مین لگا وہ اسکے نکالنے مین مصروف تھا کہ دوسرا تیر اسکے گھوڑے کے لگا وہ اسکے
زخم سے ایسا تڑپا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا ایک اسکے متعلقین نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا
تھا تا گاہ نرسنگھ نام فیل اجل کی طرح اسکے سر پر پہونچا اور آن واحد مین اسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اسکا مرنا متحقق
ہوا پانون قرار کا جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا پایا اسی حال مین لنظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے
بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اس سے فرمایا کونسی برائی تمہین پہونچی تھی کہ جسکے عوض تم نے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان
نے خجالت اور ندامت سے جواب نہ دیا اتنا بولا کہ الحمدللہ آخر عمر مین حضرت کا دیدار کہ گناہون کا محو کرنیوالا ہے میسر ہوا بادشاہ
نے نہایت مروت سے حکم اسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن چونکہ ابتک علی قلیخان خان زمان کا فوت ہونا ثابت
نہوا تھا دولتخواہون نے اسکا زندہ رہنا مناسب نجانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سچ ہے قطعہ بکفران نعمت دلیرے
کہ کرد * کہ اسپ مرادش سکندر نخورد * بہادر کہ بد کرد ستم روزگار * ز کفران نعمت چنین گشت خوار * اور کبھی ان دو بیتون سے
کہ قاسم ارسلان کی طبع زاد ہین مستفاد ہوتا ہے کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا ابیات چو شد خان زمان
یاغی و باغی * ز شاہ اکبر کہ شکلش نیست دیگر * تفنگ خوردہ ز عالم رفت واگردید * بہادر کشتہ آخر گفت پیر ادوہ
فتح شد تاریخ جستم * خرد گفتا مبارک فتح اکبر * عرش آشیانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر پنجاب
اور کابل مین بھیجا اور جان علی اور یزبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور علی شاہ
بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابع تھے گرفتار کرکے جونپور کی طرف سوار ہوے اور وہانکے لوگون کی عبرت کے واسطے انکو پای
فیل مست سے پامال کرایا اور منعم خان المخاطب بخانخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کہ قلعہ اودھ مین
قلعہ بند ہوا تھا کشتی مین سوار ہوکر گورکھپور کی طرف بھاگا ماہ محرم سنہ ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری مین مظفر اور منصور ہوکر آگرہ مین

تشریف لائے اور جو کہ اُس وقت تک رانا اودے سنگھ حضرت کے جادۂ اطاعت مین نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل استعجال اُس طرف روانہ ہوے جب قلعۂ شیو پور مین پہونچے حاکم وہان کا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راے رنتھنبور کے پاس گیا بادشاہ نے اُس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون کی طرف جو مالوہ کی سرحد مین ہے توجہ فرمائی اولاد سلطان محمد میرزا کہ قلعۂ مندو پر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور جو اُن دنون مین الغ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزایان بعجلت تمام گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون سے رانا کے دفع کے واسطے عازم ہوے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کار آزمودہ اور ذخیرہ بست قلعۂ چتوڑ مین جو ایک پہاڑ پر واقع ہوا ہے چھوڑکر خود مع اہل وعیال جابا ستقلب اور دشوار گذار مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعۂ چتوڑ ہوکر محاصرہ کیا اور پانچ ہزار نجار اور سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنی سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار ساباط کے بنانے کے واسطے کہ مخصوص قاعدہ ہند ہے معین فرمائے اور وہ ساباط اور حفر نقب کی تیاری مین مشغول ہوے اور ساباط عبارت ہے دو دیوار سے کہ بفاصلہ پرتاب تفنگ انداز کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور گاے کی کھال سے منڈھے ہوئے چھپر کرون کی پناہ مین اُن دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشباز اور نقاب اُن دیوارون کے کوچۂ وسیع سے بفراغ خاطر قلعہ کے نیچے آنکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور باروت نقب مین پُر کرکے اُڑاتے ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین ڈال کر اُسی راستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچ کر قلعہ مین در آتے ہین القصہ جب دو ساباط تیار ہوئین اور دو نقب برجون کے نیچے پہونچین دونون کو باروت سے پُر کرکے ایکبارگی آگ دی حسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑی اور برج اُڑ گیا اور رخنۂ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل نبرد مسلح ہوکر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اُڑنے سے لپکے قلعہ مین پڑے ہونگے ایکبارگی ساباطون سے قلعہ کی طرف دوڑے اور ایکہزار آدمی اُس رخنہ پر پہونچکر راجپوتون سے ہم مصاف ہوے اور ایکہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ نہ دیکھا اُسمین سے تہ دے باہر آئے اور مردمان حصاری اُنکے مدافعہ کے واسطے قیام کرکے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اُس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اُڑا اور اعضاء دوست دشمن کے جابجا پریشان ہوکر ہر طرف گرے اور پندرہ امراے بادشاہی مثل سید جمال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہ مع پانسو لشکر انتخابی ضائع ہوے اور اہل قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب معاملہ ایسا ہوا سپاہیون نے اُس رخنہ سے مجال قلعہ مین در آنے کی نپائی اُس روز قلعہ فتح نہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایکدن بادشاہ اُس مقام مین کہ جہان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور جیمل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کے واسطے پھرا اور عشا کی نماز کے وقت خاص مورچۂ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل مین محسوس ہوا بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی گولی جیمل کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اُسکا ترت پکڑ کر دار البوار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست کش ہوے اور پہلے اُسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنی تمام مال اور اسباب اور عیال و اطفال کو جلاکر خاکستر کیا اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ اُنھون نے جوہر کیا ہے سپاہ اسلام اُسی رات کو قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے مزاحمت نہ کی قلعہ مین در آئے اور بادشاہ بھی صبح کے وقت ہاتھی پر سوار ہوکر مع جمیع امرا و امیرزادون کے جو پیادہ تھے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک جماعت کفار مقہور کہ منازل و بتخانہاے محکم مین در آئی تھی اُسقدر لڑی کہ دو پہر تک

دشمن ہزار مرد سب قسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سوائے نصرت علی تواچی کے کسی شخص نے شہادت نہ پائی اور تین دن کے بعد اس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہو کر مراجعت فرمائی اور اثنائے راہ میں ایک شیر مہیب خونناک درختوں کے نیچے سے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اسکا مزاحم نہوا آنحضرت نے ایک تیر جلیہ کمان میں جوڑکر اُس کے مارا شیر زخمی ہو کر پشتہ کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دوگاڑہ مارا زخم کاری نہ لگا شیر جھپٹا کر آنحضرت کی طرف متوجہ ہوا اس حال میں ایک مرد شیر دل عادل نام نے فدائی کے مانند آپکو شیر تک پہونچا کر مقابلہ کیا اتنے میں اور جان نثاروں نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجا لائے اور بادشاہ نے جب آگرہ میں قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سمع مبارک میں پہونچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا چنگیز خان گجراتی سے روگردان ہو کر مالوہ میں آئے ہیں اور اُجین کو محاصرہ کیا ہو بادشاہ نے قلیج خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو اُنکے دفع کے واسطے مقرر کیا میرزایان مذکور آب نربدہ کی طرف مفرور ہوئے اور بدحواس ہو کر آب سے عبور کر کے پھر گجرات کی طرف راہی ہوئے اور شہر رجب ۹۷۵ نوسو پچھتر ہجری میں عرش آشیانی نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی عزیمت میں رایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی اور جب شکار کنان رنتھنبور میں نزول فرمایا راجہ سورجن نے چونکہ اُس قلعہ کو حجاز خان غلام سلیم شاہ سے خرید لیا تھا قلعہ بند ہو کر مدافعہ میں قیام کیا اور افواج شاہی نے اُس قلعہ کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے راہ آمد و شد بند کی اور بادشاہ کے حکم سے کوہ رن پر جو قلعہ کے قریب ہی سرکوب بناکر چند توپ اور ضرب زن اسپر لے گئے حالانکہ پہلے ارتفاع کوہ کی جہت سے کوئی بادشاہ اتنی بلندی پر نہ لے گیا تھا اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور مسمار ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہو کر امان کا طلبگار ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکلگیا اور حصار مع خزائن اور خزائن بادشاہ کے تصرف میں آیا اسکے بعد آنحضرت اجمیر کی طرف سوار ہوئے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوئے اور بعدہ آگرہ میں تشریف لائے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری میں گئے چونکہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہو کر بچپنے ہی میں مر گئے تھے اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان طویل العمر کی ولادت کا دیکر خوشحال کیا تھا اسی عرصہ میں آثار حمل ظاہر ہوا اور روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی سترھویں تاریخ ۹۷۷ ہجری میں کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع چوبیس درجہ میزان بمقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان میں افق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس موہبت عظمیٰ کے شکرانے میں تمام قیدیوں کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی میں تاریخ ولادت شاہزادہ جہانگیر کی ہے اور یہ مطلع اسکا ہے مطلع

الحمد از پی جاہ و جلال شہریار ٭ گوہری بار محیط عدل آمد در کنار ٭

عرش آشیانی ایفائے نذر کے واسطے جو فرزند کے بارہ میں کی تھی پیادہ پا اجمیر کی طرف روانہ ہوئے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا لا کر دست زرفشان انعام و احسان میں کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکار کنان معاودت کی اور اسی عرصہ میں راجہ رامچند والی قلعہ کالنجر کہ شیر شاہ اسکی فتح کی خواہش میں چلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف میں آیا تھا نصرت چیتور سے ہراسان ہو کر وہ قلعہ جنگ بے بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ نوسو اٹھتر ہجری میں پھر شیخ سلیم کے گھر میں بادشاہ کا فرزند متولد ہوا اور

موسوم بمحمد مراد او ملقب بہ پہاری ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے اور شہر کے گرد ایک حصار گچ اور سنگ سے بنا کر کے ناگور کی طرف گرم عنان ہوئے اور چندرسین ولد مالدیو اور راے کلیان مل راجہ بیکانیر ملاقات کے واسطے آئے اور پیشکش وافر پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر وہان سے شکار کنان قصبۂ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر دیپالپور آئے اور میرزا عزیز کوکہ وہانکے جاگیردار نے طوی دیگر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین رونق افزا ہوئے حسین قلیخان ترکمان حاکم اُس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق لنظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرۂ صفر سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کے واسطے تشریف لے گئے پھر اجمیر مین آئے اور شرائط زیارت پیر بزرگوار بجا لا کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسوقت مین سکندر خان ازبک کہ بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا منعم خان المخاطب بخانخانان اُسکو بادشاہ کی پابوسی کو لایا اور اُسکے گناہون کا شفیع ہوا اُس سال جو مقام سیکری آنحضرت پر مبارک ہوا تھا اُس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اُسی عرصہ مین جب گجرات فتح ہوا تو اسکا نام فتحپور رکھا اُسکا قصہ یہ ہوا کہ شہر صفر سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ اُسکی تسخیر کا عازم ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کرکے روح پر فتوح خواجہ حسین خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت زین العابدین علیہ علی آبایہ الکرام واولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے استمداد کرکے خان کلان کو بہت اعزاز سے بر سبیل ہراولی اُس طرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جودھپور کی حکومت پر کہ وطن مالدیو کا تھا مقرر کرکے خود بھی گجرات کی طرف سوار ہوئے اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین شیخ سلیم[ع] قدس سرہ کے مکان مین شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے لوازم خوشحالی بتقدیم پہونچا کر اُس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیرخان فولادی جو گجرات کے امراے کبار سے تھا بمشکل بھاگ کر نکل گیا ایک ہفتہ کے بعد سید احمد خان بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا اور رایات عالیات احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور ابھی دو منزل طے نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے باتفاق میرزا ابو تراب جو شیرازی الاصل تھا اور اُس کے باپ دادا نے گجرات مین اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کے واسطے پہونچکر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور سید حامد خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور جہاز خان حبشی اور بھی دیگر سرداران با تجمل و سامان تمام آستان بوسی سے سرفراز ہوئے چونکہ حبشیون کے چہرۂ حال سے نفاق محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوئے اور شہر احمد آباد کہ آیۂ کریمہ الذی لم یخلق مثلہا فی البلاد اُسکی شان مین ہے بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میرزا بھروچ کی نواحی مین اور محمد حسین میرزا حوالی سورت مین تھا عرش آشیانی اُنکی دفع کے واسطے عازم ہوئے اُسوقت اختیار الملک کہ عمدہ امراے گجرات سے تھا جون کی طرف بھاگا تب تمام امراے گجراتی بطریق حبشیان قید ہوئے اور اسکے بعد جب سایۂ چتر فلک ساے بر کھنبایت پر پڑا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد و گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور جب ابراہیم حسین میرزا نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی تو رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کے واسطے جاوے قتل کیا اور چاہا کہ اُردوے ظفر قرین کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کی طرف جاوے اور فساد برپا کرے پھر رات گئے

[ع] نسخہ مین شیخ سلیم کی جگہ شیخ دانیال ہے ظاہرا غلط کاتب ہے ۱۲

یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیج خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کے واسطے چھوڑا اور جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کہ قصبہ سترنال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا نہ بھاگا اُسی مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ اور راجہ بھگوانداس اور مانسنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن رتھنبور کا راجہ اور بھی دیگر امرا کہ سورت کی طرف تعین ہوے تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹ کر مع ستر سوار ملازمت مین حاضر ہوے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کر کے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھی ہمراہ رکاب لیکر ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کے واسطے متوجہ ہوے اور مانسنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کر کے اُس قصبہ کے ظاہر مین غنیم سے کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوے اور ابراہیم حسین میرزا نے حملہ آور ہوکر تیر اندازون کو ہلاک کیا اور بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرف اُسکی دیوار زقوم یعنی تھوہڑ کی تھی ایستادہ تھے کہ تین سوار سے زیادہ اُس مقام مین بہ پہلوے یک دوسرے کے قیام نہ کر سکتے تھے اُسوقت تین سوار لشکر مخالف سے شوخی کر کے جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھے مارا مار آئے اور راجہ بھگوانداس کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لے کر اُن مین سے ایک کے مقابل ہوکر اُسے منہزم کیا پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زقوم کے پیچھے ایستادہ ہوکر تیر اندازی کرتے تھے راجہ بھگوانداس کی مدد کے واسطے گھوڑے کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لا کر مع تیسرے رفیق کے مفرور ہوے اور راجہ بھگوانداس کے بھائی نے اعدا پر تاخت کر کے داستان رستم اور اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور تنہا چند آدمیون کو خاک ذلت پر ڈالا اور داد جوانمردی اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اُسوقت بادشاہ مع تیر اندازون اور راجپوتون کے زقوم کے درمیان سے برآمد ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد کر کے ابراہیم حسین میرزا کو بے اُسکے کہ کام اُسپر تنگ ہووے دشت ادبار کی طرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ نے ایسا کار نمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور خیل خیل سپاہ کو چھوڑ کر خود ساتھ ایک جماعت قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آوے اور آپ کو مخاطرہ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ مین پیوستہ ہوکر قلعہ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گلرخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد کر کے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کی طرف راہی ہوئی اور رایات عالیات قلعہ پر پہونچے اور مورچے تقسیم ہوے اور جب میرزاؤن نے پٹن کی نواح مین یکجا ہوکر آپس مین قرعہ مشورت کا ڈالا اُس وقت سب کی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جا کر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیر خان فولادی سے ملحق ہوکر پٹن جا دبین شاید کہ قلعہ سورت مخالفون کے سبب محاصرہ سے خلاص ہووے لیکن جب ابراہیم حسین میرزا ناگور پہونچا راے سنگھ حاکم جودھپور نے اُسکا تعاقب کیا اور شام کے وقت اُسکے قریب جا پہونچا اور جو آب لینے ایک تالاب جو اُس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اُسپر متصرف ہوا تھا راے سنگھ مضطرب ہوکر تمام شب جنگ مین مشغول ہوا اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اُس کے ہمراہیون پہ

پڑی اور سب نے راہ فرار پائی اور ابراہیم حسین میرزا نے پیادہ پا قدرے راہ طے کی تھی جب اُس کا ایک نوکر آیا گھوڑے پر سوار ہوکر نکل گیا اور جب دہلی میں پہونچا چند روز قیام کرکے خیل و حشم فراہم کرکے سنبھل میں آیا اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پٹن پہونچے اور احمد خان باربہ کو قلعہ پٹن میں محاصرہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ انکی دفع کے واسطے احمد آباد سے پٹن کی طرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا تھا الفین پیش قدمی کرکے جنگ میں مصروف ہوئے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی جرانغار اور برانغار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان میں رستم خان اور مطلب خان آپکو مطمئن کرکے دوبارہ حملہ آور ہوئے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفوں کی شکستہ کرکے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب سرکوب یعنی دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہالی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہوکر احمد آباد گجرات کی طرف سوار ہوئے اُن دنوں میں راجہ بہار جیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے راجہاے نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو جو اس سے دس برس پہلے ناگور سے بھاگ کر دکن میں گیا تھا بدحالی کے سبب وہاں بھی مجال توقف نپائی اور کوہستان بہارجیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچا دے گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد زدوکوب و ذلت و خواری بسیار گوالیار کے قلعہ میں محبوس ہوکر مرگیا اور چنگیز خان کی والدہ خاقان اکبر سے اثناے طے مسافت میں ہمراہ آکر حجاز خان حبشی کی جو اُسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کرکے خون کی دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈالکر قصاص میں پہونچایا اور ولایت گجرات بکفالت میرزا عزیز کوکہ کے خیل اور قرابتیوں کو تقسیم کرکے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ سنہ ۹۸۱ نوسواکاسی ہجری میں مرکز دولت میں داخل ہوکر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا سنبھل میں پہونچا خبری کہ امراے پنجاب حسین قلی خان کے ہمراہ کوہستان پنجاب میں جاکر قلعہ نگرکوٹ کو محاصرہ میں رکھتے ہیں اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہو دست انداز ہوکر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیوں کے پاس پہونچا دے اور حسین قلیخان قلعہ نگرکوٹ کا محاصرہ ترک کرکے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اُس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور تلنبہ کے اطراف میں اُسکے اردو کے قریب جاکر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کے واسطے گیا ہے اُسکے اردو پر تاخت لایا اور مسعود حسین میرزا اُسکے دفع کے واسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے پیشتر جنگ کرکے دستگیر ہوا اور اُسکے ہمراہی بہت قتل ہوئے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ میں گرفتار پایا دل ہلاکت پر رکھکر جنگ کے واسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہوکر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچوں نے سد راہ ہوکر اُسے زخمی کیا میرزا عاجز ہوکر ایک بلوچ کے پاس پناہ لے گیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اُسکو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کرکے سر اُسکا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ میں آیا اور دو سو اسیر جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ میں لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزاں ہوا اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار میں محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قیدخانہ میں جان بر نہوا مرغ روح اُسکا زندان قالب سے پرواز کر گیا اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا آپس میں متفق ہوکر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوئے ہیں اور جمعیت کثیر اور جم غفیر نے آنکر بلدہ

احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہین بیت سر فتنہ دارد دگر روزگار * ہمین ست اور اشب و روزکار * اگر بادشاہ خود بنفس نفیس
توجہ فرماوے مقرون بصواب ہوگا بیت بجز صرصر بادپایان شاہ * کس این گرد را بر ندارد ز راہ * اور چونکہ موسم برسات
تھا اور زیادہ لشکر بسرعت تمام نجا سکتا تھا عرش آشیانی نے دو ہزار سوار انتخاب کرکے جریدہ اور یکبار برسم منقلائی
پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ اکثر امرا او منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار او سریع السیر پر سوار ہوے
اور اسپان بادپا کو کوتل کرکے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کرکے پٹن گجرات او لشکر منقلائی مین جا پہونچے
اور اُسکے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین مجتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب افواج کرکے قول یعنی قلب میرزا
عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار او برانغار او ہراول مقرر کیے جرانغار فوج جانب دست
چپ بادشاہ اور برانغار فوج جانب دست راست بادشاہ سے عبارت ہے کر روز جنگ محافظت کے واسطے رہتی ہے اور ہراول
یعنی وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہے اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت و اقبال تین سو سوار سے طرح ہوکر احمد آباد
کی طرف روانہ ہوے اور ایک قراول یعنی گول بھی کو مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب لشکر کے واسطے
گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس ادھر پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا
اور اختیار الملک بادشاہی ایلغار سے خبر نرکھتے تھے صداے نقارہ ہاے بادشاہی سے سراسیمہ اور پریشان ہوکر اسباب
جنگ کی ترتیب مین مشغول ہوے پھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سوار سے معاملہ کی تحقیق کے واسطے دریاے احمد آباد کے
ساحل پر آیا اور سبحان خان نامے سے کہ بادشاہ کی طرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے کہ اس جماعت
کا کون سردار ہے سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوکبہ شاہنشاہی ہے محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چودہ دن
ہے مخبر میرے آنحضرت کو آگرہ مین دیکھ آئے ہین اگر احیاناً افواج خاصہ بادشاہی ہے تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہین
ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوے سبحان خان نے کہا کہ آج نوان دن ہے بادشاہ نے پاؤن رکاب مین رکھا اس صورت مین یقین ہے کہ
اس سُرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہین کر سکتے محمد حسین میرزا الجنوت ہوکر صفوف حرب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور اختیار الملک
کو پانچ ہزار سوار سے دروازہ ہاے احمد آباد کی محافظت کے واسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی مع سات ہزار
سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارہ ایستادہ ہوکر منتظر وصول
لشکر گجرات کے انتظار مین رہے جو کہ دروازے دشمنون کے اختیار مین تھے انھین باہر نکلنے کی فرصت نملی بادشاہ دریا سے
عبور کرکے میدان مین رونق افزا ہوے اور محمد حسین میرزا ڈیڑھ ہزار مغل فدائی لیکر کہ اکثر معرکون مین اُنسے آثار شجاعت اور
دلاوری کے ظہور مین آئے تھے فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور شاہ میرزا جرانغار پر اور حبشیون اور گجراتیون نے
برانغار پر تاخت لاکر بازار جنگ کو گرم کیا بیت دو لشکر بیکبار برخاستند * برابر صف کین بیاراستند * اس درمیان مین
کہ فریقین ایک دوسرے سے اُلجھ کر گیر و دار مین مشغول تھے بادشاہ شیر خشمناک کے مانند سو سوار لیکر ایک طرف سے
نمودار ہوے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہوکر بھاگا اور ادھر سے جرانغار
اور برانغار نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھکر اُنھون نے بھی سلامتی فرار مین دیکھی اور محمد حسین میرزا کہ زخم رخسارہ پر لگا تھا
اور اُسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بوہر قوم پر پہونچ کر چاہا کہ اُس پر کود جاوے گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطرار نے
اپنا کام کیا یعنی محمد حسین میرزا خانۂ زین سے جدا ہوا اور مردان شاہی نے پہونچکر اُسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے روبرو لاے

اور پھر وہ شخص دعوی اُسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کس نے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے
نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہین کیا اور الحق اُسنے سچ کہا اُسوقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ عدد اُنکے دو سو سے بھی
کم تھے ایک پشتہ کے نیچے کہ جنگ گاہ کی حوالی مین تھا بیٹھکر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج بزرگ
نمودار ہوئی اور جو افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیون کے درمیان مین ظاہر ہوا ایک
شخص اُسکی تحقیق کے واسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہے کہ خبر شکست سنکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہے بادشاہ نے اُن
دو سو آدمیون کو حکم دیا کہ تیر باران کر کے اُنھین پسپا کرو اور بسبب دہشت نقارچیون کے دست و پا پھول گئے تھے بنفس نفیس
بآواز بلند اُنھین فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے مین مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جسدم یہ سنا کہ بادشاہ بھی ان
لوگون کے درمیان مین ہے ہراسان ہوکر راہ فرار پائی اور قضیہ محمد حسین میرزا اور ابراہیم حسین میرزا علی قلیخان سیستانی
المخاطب بخان زمان اور بہادر خان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہے دشمن اُسکا
نام سنکر فوراً فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جس وقت بادشاہ
اختیار الملک کے دفع مین متوجہ تھے رائے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بحکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی
بھاگتے وقت زقوم زار مین پہونچا اور گھوڑا کودانے وقت زمین پر گرا اور ایک مردم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول
ہوا اُسوقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اُسی دن احمد آباد مین داخل ہوے اور مہمات
گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کر کے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافت کی طرف متوجہ
ہوے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے برچھی ہاتھ مین لیکر بلدہ آگرہ مین داخل ہوے اور سنہ مذکور مین
داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان المخاطب بخانخانان فرمان کے
موافق اُسکے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد اُنکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نہ فرمائی راجہ ٹوڈرمل کو
صاحب اہتمام بنگالہ کر کے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل یا اخراج کیا کرین داؤد بن سلیمان نے
جو لودی نام افغان کو غنیم خانگی بہم پہونچایا تھا ناچار گردن حلقہ باج و خراج مین ڈالا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک
اور تدبیر سے دستیاب کر کے قتل کیا اور قوت پکڑ کے عہد توڑا اور آب سون کے کنارے آن کر اُس مقام مین کہ آب
سون اور گنگ آپس مین ملحق ہے رہ کے آب پر منعم خان خانخانان سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کر کے منہزم ہوا
اور جاے وو درست مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور کر کے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش
آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر توجہ ہونا قلعہ فتح نہ ہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا ہزار کشتیون پر سوار ہوکر
اور پوشش رنگ برنگ کشتیون پر ڈالکر عین باران مین اُس طرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ چنار کے مقابل بعض
کشتیان گرداب مائل مین پہونچکر خیر و سلامتی سے پار آئین اور پھر خطہ بنارس مین نزول فرمایا اور جو افواج کہ خشکی
کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادے عالی تبار اور حرم کو جونپور بھیجکر خود پٹنہ کی طرف عازم ہوے
اور اُسوقت کبیر خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اُسنے فتحنامہ بھکر کا درگاہ مین ارسال کیا بادشاہ اُسے فال نیک سمجھکر دریا کی
راہ سے جب حوالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان
المخاطب بخانخانان کے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین ہین بھاگنے کی فکر مین ہین بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار سے

قلعہ حاجی پور کی فتح کے واسطے مقرر کیا اور اُسنے وہاں پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان افغان اس خبر سے ہراسان اور خوفزدہ ہوا ایلچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد ملازمت تیری تقصیرین معاف ہوسکتی ہین اور اگر تو حاضر نہو باوجود اسکے ہمارے پاس تجھ ایسے ہزار نوکر ہین تنہا تیرا مقابلہ کرتا ہون جو ظفریاب ہو اُسکا قلعہ ہووے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کی سمت بھاگا عرش آشیانی نے صبح ہاتھی چھین لانے کے واسطے پچیس کوس راہ طے کی اور چار سو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور جہات کا اہتمام منعم خان خانخانان کی طرف رجوع کیا پھر مسرور اور محظوظ ہوکر دارالسلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے مبارکبادی کے واسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اُسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی ترمذی کو جو نوکران بیرم خان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار مین نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لے گئے اور دو لاکھ کے قریب نقد وجنس خادمان حظیرہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچاکر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان جو عازم بنگالہ ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہے پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اُسکے مقاومت کی نلایا اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور بھی دیگر امرا اوڈیسہ کی طرف روانہ ہوے جلیسر داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ انھین شکست دی آخر خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان اوڈیسہ مین آیا اور داؤد بن سلیمان سے جنگ کی بنیاد ڈالی اور گوجر نام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراولی اُسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پہ کہ خانعالم تھا حملہ کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خانعالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور ہراول کے درمیان قائم تھی وہ بھی اُسکے صدمہ سے متفرق اور پریشان ہوکر قول مین پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ ہوئی اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا حسب اتفاق گوجر نے اُسکے مقابل ہوکر اسے بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردمان متفرق پھر اُس کے پاس فراہم ہوے پھر وہ گوجر کی طرف متوجہ ہوا اور اسی حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر نہوا اور داؤد بن سلیمان بیدل ہوکر بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوے پھر راجہ ٹوڈرمل و دیگر امراے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان جب دریاے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل وعیال کو قلعہ مین چھوڑکر اور کفن گردن مین ڈالکر بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان سے ظاہر کی اور وہ باوجود جراحت اور زخمون کے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کے واسطے آیا پٹکا اور خنجر اور شمشیر مرصع اور جواہر قیمتی اُسکو دیا اور اوڈیسہ اور کٹک اور بنارس اُسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنی عہد محمد بختیار خلجی سے شیرشاہ کے زمانہ تک بلدہ گور شاہان بنگالہ کا پایہ تخت تھا لیکن پردیسی آدمیون کو وہان کی ناسازی آب وہوا کے سبب تقاضون سے خواص پور ٹانڈہ کو احداث کرکے نشیمن گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان گور کی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اس شہر کو از سر نو تعمیر کرکے اپنا نشیمن کیا چنانچہ اُسی عرصہ مین آب وہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور رجب کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجہان دیکر

بنگالہ کی حکومت پر معین کیا اور اُس عرصہ میں سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلاوطن
ہوکر درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بلدۂ فتحپور سیکری میں بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی
رخصت لیکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور خانۂ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر اُسی استہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ اُسکی
حکومت اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھیں دنون مین ارباب غرض نے عرض اقدس مین پہونچایا
کہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اُسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس تہمت سے بری تھا
بے توقف درگاہ مین آیا اور چند روز قبیدرخانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت پر
فائز ہوا اور اُس سال بادشاہ نے اجمیر کی طرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر و سعادت معاودت کی
اور ابھی حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار و
بنگالہ خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امراء طاقت توقف کی نہ لائے سب کے سب خواص پور ٹانڈہ سے باہر آگئے اور
داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اُس حدود پر متصرف ہوا اور قریب پچاس ہزار افغان کے اُسکے پاس فراہم
ہوئے حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امراے بادشاہی کو ایکجا کرکے گڑھی کا عازم ہوا اور حملہ اول مین اُس قلعہ
کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اُس معرکہ مین قتل کرکے اُس موضع کی طرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان
کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار و نوہت و حاجی پور وغیرہ ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور
پنجشنبہ کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین آراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار
افغانون کے ساتھ کہ اطراف و جوانب سے اُسکی کمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے مقابلہ کیا اول کالا
پہاڑ کہ امراے داؤد بن سلیمان سے تھا جرانغار حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اُسکے لشکر کو
متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنی صف میمنہ پر حملہ آور ہوا
اور اُسکی جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان نے داؤد بن سلیمان کے قلب پر حملہ کیا اور طرفین سے جنگ صعب
وقوع مین آئی اور خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتے ظاہر آئے پھر
نسیم فتح لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے فرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار پائی بہادرون نے اُسکا پیچھا کرکے
دستگیر کیا اور خانجہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اُسکے فرمانے سے اُسکو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح
ہوکر معرکہ سے نکل گیا تھا تین دن کے بعد مرگیا اور خانجہان وہ سب ممالک بنگالہ کہ افغانون کے تصرف مین تھے اپنے
قبضہ مین لائے اور تمام ہاتھی افغانون کے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور مظفر خان
پٹنہ مین جاکر سنہ نوسو چوراسی ہجری مین قلعہ رہتاس کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اثناے راہ سے حسین خان
افغان کے تدارک کو کہ اُس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ مین کہ جاگیر
اُسکی تھی فروکش ہوا اور کالا پہاڑ نے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے جو نواحی رہتاس مین تھے معصوم خان کے سر پر آنکر
محاصرہ کیا اور محمد معصوم خان موقع پاکر عقب دیوار قلعہ کو شگاف کرکے باہر آیا اور کالا پہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین
مشغول ہوا اور فیل ایاز نام جو کالا پہاڑ کا فیل جنگی تھا خرطوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس
درمیان مین جوانان تیرانداز نے تیر کی ضرب سے فیلبان کو ہلاک کیا اور اُس فیل بےفیلبان اور بدمست نے بحسب اتفاق

اپنی ہی فوج پر حملہ کرکے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانوں پر پڑی اور کالا پہاڑ مارا گیا اور فیل ایاز بھی گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس میں گیا اور اُس سال شہباز خان کنبو نے قلعہ سوانہ کو کہ راجہ چندر سین پسر مالدیو سے تعلق رکھتا تھا چھین لیا پھر وہ راجہ گنجوتی کو دفع کرنے کے واسطے کہ جو بنگالہ اور بہار کے سر راہ پر واقع ہے مامور ہوا اور راجہ کو ایک جنگل صعب میں نیست کرکے قلعہ شیر گڈھ کو جو راجہ گنجوتی کے بیٹے کے قبضہ میں تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس کا کام اسکے سپرد ہوا وہاں جاکر محاصرہ کیا اور مظفر خان نے اُس نواح کے پٹھانوں کے دفع کے واسطے توجہ کی اس صورت میں جو پٹھان قلعہ میں متحصن تھے طول مدت محاصرہ سے عاجز آ گئے اور امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنبو اُس قلعہ کو اپنے بھائیوں کے سپرد کرکے درگاہ میں گیا اور اُس بادشاہ نے اجمیر کی طرف جاکر شہباز خان کنبو کو قلعہ کمل میر کے تسخیر کے واسطے کہ تصرف میں رانا کے تھا تعین کیا اور اُسنے جاکر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے فتح کر لیا اور بادشاہ اجمیر سے کوہستان بانسوالہ اور ہندوہ میں داخل ہوے اور شکار کرتے ہوے دکن کی سرحد تک گئے چونکہ مرتضی نظام شاہ بحری والی احمدنگر دیوانہ ہوکر پردہ نشین ہوا تھا اُس کی ولایت کی تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے فتح پور سیکری کی طرف متوجہ ہوے اور سنہ ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری میں پھر عرش آشیانی نے اجمیر کی طرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہوکر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ میں داخل ہوے اور زیارت کی اور اُس مقام میں مظفر خان ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پاکر استقلال تمام پہونچایا اور بادشاہ نے وہان سے دہلی کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کی طرف متوجہ ہوے اور ان دنوں میں ستارہ دمدار مغرب کی طرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب اجودھن میں پہونچے زیارت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی کرکے کابل کی روانگی کی عزیمت رکھتے تھے لیکن جو وقت مقتضی نہ تھا فسخ عزیمت کرکے سایۂ وصول فتحپور سیکری پر ڈالا اور اُس سال مسجد جامع فتحپور سیکری کہ سنہ ۹۸۱ھ نوسو اکاسی ہجری میں شروع کی تھی تیار ہوئی اور سنہ ۹۸۶ھ ہجری میں والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اُسکے پاس آیا تھا فرمان والاشان کے موافق مقید کرکے مع اُسکی والدہ کے درگاہ میں بھیجا اور بادشاہ نے مقام عنایت میں ہوکر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اُسکے عقد میں دیا اور اُس سال حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان کہ امرائے پنجہزاری سے تھا بنگالہ میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور سنہ ۹۸۷ھ نوسو ستاسی ہجری میں فتحپور سیکری کے فراش خانہ خاص میں آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور زربفت وغیرہ اور قالیچہاے زربفت اور بھی فراش اس قدر کہ حساب میں نہ سماوے جلا اور سنہ مذکورہ میں عرش آشیانی اجمیر کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے فتحپور سیکری کی طرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانوں نے بنگالہ اور بہار میں قوت پکڑی اور درپے فتنہ اور فساد ہوے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو مع امرائے عمدہ اُسطرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا فرصت پاکر لشکر خان مقیم پنجاب کے بھگانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کوکہ اپنے کو مع ہزار سوار بطور ہراولی پیشتر بھیجا اور کنور مانسنگھ راجپوت نے جو امرائے پنجاب سے تھا جبکہ شادمان کوکہ نے نیلاب سے عبور کیا اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اُس کو منہزم کیا اور اکثر لوگ اُسکے مقتول ہوے اور کچھ پانی میں ڈوب گئے اور جسوقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب میں پہونچا کنور مانسنگھ نے آ کے سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو اس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور میں آیا اور جب یوسف خان

مشہدی نے اعلام مدافعہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہ ہوا اسواسطے میرزا نے عنان یکران عزیمت لاہور کی
طرف معطوف رکھی اور محرم کی گیارھوین تاریخ سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ
بھگوان داس اور کنور مانسنگھ قلعہ مین متحصن ہوے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالا اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوے
اور محمد حکیم میرزا افغانون کے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نرکھتا تھا مجرد سننے
اس خبر کے برق و باد سے بھی پیشدستی کرکے کابل مین گیا اور بادشاہ جسوقت سرہند کے حوالی مین پہونچے اور یہ معلوم ہوا
کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اُسکو دار پر کھینچا اور جب کوہ
زرنگار کابل کی طرف متوجہ ہوکر کوہ رہتاس مین پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوسی سے
سرفرازی پائی اور پانی کی طغیان کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہاے والا تبار
نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ پشاور اور اُس حدود مین تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور
جلال آباد مین پہونچا شاہزادۂ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہان چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کرکے باہستگی کابل
روانہ ہوا جس دم شاہزادہ شترگردن مین جو کابل سے پندرہ کوس ادھر ہے پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان
سپاہ ور سقری محمد حکیم میرزا کے شاہزادہ کی اُردو پر تاخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی
دوسری تاریخ سنہ مذکور مین افواج آراستہ کرکے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مانسنگھ اور توزک خان
اُنکے فیلون کو پیش کرکے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوے اور زنبورکین کہ فیلون پر تھین یکبارگی سر کین القصہ زنبورک کا
گولا ایک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اُسکے سینہ مین لگ کر پشت سے برآمد ہوکر اور تین آدمیون کا کام تمام کیا
اور میرزا یہ حال معاینہ کرکے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کے وقت اُسکے بہت مردم نامی مقتول ہوے اور بادشاہ نے
منزل سرخاب مین فتح کی خبر سماعت فرمائی اور ساتوین ماہ مذکور کو کابل مین تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غوربند کی طرف
مفرور ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اور اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر عذر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اُسکے معاف
فرمائے اور اہل کابل کو مورد انعام اور مصدر احسان کیا اور اُس مہینے کی چودھوین تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے
بخیر و سعادت عبور کیا اُس حدود کے انتظام کے واسطے ایک قلعہ گچ اور سنگ سے بنانے کا حکم دیا اور اسکا نام اٹک بنارس اسواسطے
مذہب کفار مین اٹک سے عبور منع ہے اور اٹک بھی لغت ہندی مین بمعنی منع ہے اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی
انیسوین تاریخ کو لاہور مین رونق افزا ہوے اور وہان کی حکومت راجہ بھگوان داس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد
فتحپور سیکری کی طرف سوار ہوے کیونکہ فتحپور سیکری اُن دنون مین مستقر سریر پادشاہی ہوا تھا وہان نزول اجلال اور حلول
اقبال فرمایا اور شہباز خان کنبو کو کسی امر کے واسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین قید سے رہا کرکے
لشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اُس عرصہ مین عرش آشیانی کو بیماری تپ و اسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہمایون
بادشاہ افیون کے استعمال کی عادت رکھتے تھے اعیان حضرت مضطرب و متفکر ہوے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفاے
عاجل حاصل ہوئی اور زر خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین خان اعظم عزیز میرزا کوکہ جو بنگالہ مین نامزد
تھا درگاہ مین آیا اور بعضے مطالب ضروریہ عرض کرکے پھر وہان گیا اور شہر شوال سنہ مذکور مین عرش آشیانی جوے پراگ یعنی مابین گنگا
اور جمنا کے ہو تشریف لائے اور بنائے قلعہ اور احداث شہر الہ آباد کا کہ ساتھ الہ آباس کے مشہور ہے حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہوا سلطان مظفر

گجراتی جب اظہار اخلاص کر کے سب گجراتیوں سے پیشتر ملازمت کے واسطے حاضر ہوا جاگیر خوب سے نوازش پائی اور مدت مدید
اسدت تین موجود رہا اور آخر کو گجرات کی طرف بھاگا اور اسوقت کہ بادشاہ الہ آباد میں تشریف رکھتے تھے باتفاق شیر خان
گجراتی خروج کر کے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کے واسطے
بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور میں طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے
شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے بر آمد ہوا چند روز سامان کے واسطے پٹن میں توقف کیا اور سپاہی اسکے اکثر عیال
و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نہ لا کر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر
احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیوں کے سپرد کر کے پٹن میں شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا مظفر خان
گجراتی زور لا کر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بمبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا
مظفر خان گجراتی شہر سے بر آمد ہو کر جنگ میں مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دیکر
مقہور کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کی طرف راہی ہوئے اور عریضہ مشتمل بر کیفیت احوال
مرسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراے جاگیردار اجمیر کے
اس فساد کے دفع کے واسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم وہاں نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان اتکہ
جاگیردار بھروچ کو قلعہ بروده میں محاصرہ کر کے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کر کے چوده لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ بروده میں
جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کرور سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد میں آ کر جمع لانے خیل و حشم میں کوشش
کی میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان جب پٹن گجرات میں پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امراے متفرق کو جمع کر کے
مع آٹھ ہزار سوار **بیت** رمح ہر یک شہاب جنہ گسل * تیغ ہر یک درفش خارہ گداز * لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
جب موضع سرکیج میں کہ تین کوس شہر سے ہے پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی پندرھوین تاریخ سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری
میں باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آ کر صفوف جنگ آراستہ کیں دریا زخار
طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور عنان سبکی و رکاب گران کر کے
تیر و نیزہ و تبر اور تیغ و شمشیر و خنجر سے داد مردی و مردانگی دی **قطعہ** ز لشکر تیغ و پیکان تیز کردند * ہلاک یکدگر انگیز کردند *
دریده داس تیغ از سر فشانی * زہر سو گشت زار زندگانی * اجل تا بر سر شخصے رسیده * تن شخص اونشانی ہم ندیده * اس
گیرودار میں کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہواے فتح نے سایہ میرزا عبدالرحیم عرف میرزا خان کے سر پر
ڈالا اور مظفر شاہ گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد میں دم لیا اور جو کہ میرزا عبدالرحیم اسکے تعاقب میں شہر میں داخل
ہوا مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امراے مالوہ پیچھے سے پہونچا میرزا عبدالرحیم
باتفاق انکے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب میں کھنبایت کی طرف روانہ ہوا اور اسنے بھاگ کر کوہستان نادوت
میں پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب گولہ عبدالرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے غول پر پہونچا اور چند شخص
ضائع ہوے پاے ثبات متزلزل کر کے جوناگڑھ میں جام کے پاس پناہ لے گیا اور میرزا عبدالرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ
بھروچ کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد میں آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بھروچ کا حاکم تھا سات مہینے قلعہ میں قلعہ
بند ہو کر آخر کو دکن کی طرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف میں آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان حاکم جوناگڑھ کی

افغانت سے جمعیت کرکے اُس مقام مین کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے آیا اور جب میرزا عبدالرحیم شہر سے برآمد ہو کر اُس طرف
متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہو کر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق سہیل اور کولی اور گراس جنگل سے برآمد ہوا اور
مقام سرا ے مین لشکر بادشاہی کے مقابل آکر مقابلہ مین مشغول ہوا اور شکست پاکر را ے سنگھ راجہ جھلواڑہ کے پاس پناہ لیگیا
اور میرزا عبدالرحیم پانچ مہینے کے بعد فرمان قضا جریان کے بموجب درگاہ کی طرف روانہ ہوا اور جو مظفر شاہ کو شکست دیکر
نام پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور پھر حکم کے موافق گجرات مین آیا اور اُس سال برہان نظام شاہ بحری ولد
حسین شاہ بحری اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ بحری سے بھاگ کر درگاہ مین آیا اور سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی
کہ علامہ عصر تھا وہ بھی دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب مین اختصاص پایا اور سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے ہجری مین سید مرتضی
سبزواری اور خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پاکر درگاہ جہان پناہ مین آکر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ تسخیر
دکن کی فکر مین تھا اُس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجکر حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور
شاہ فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرما کر مہام دکن کے سرانجام کے واسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس
مالوہ مین روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد مین آیا اور جب راجہ علیخان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھنیون
کی طرف مائل دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اُس کی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن اُس کا ارشاد اُس کے دل مین اثر پذیر نہوا
پلٹ آیا اور امراے مرتضی نظام شاہ بحری کے میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علیخان خان اعظم میرزا
عزیز کوکہ کے مقابلہ کو جو ولایت ہندیہ مین مقیم تھا آئے خان اعظم نے جنگ مناسب نہ دیکھی دوسرے راستہ سے
ولایت دکن مین گیا اور ایلچپور مین جاکر تین دن اُس شہر کو غارت کیا جب میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک اور راجہ علیخان
فاروقی پلٹ کر ایلچپور کے اطراف مین آئے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ تاب مقاومت اُنکی نہ لاکر ندربار کے راستہ سے دکن سے
برآمد ہوا اُسوقت جب فرمان والا میرزا عبدالرحیم المشہور بمیرزا خان المخاطب بخانخانان کے طلب مین پہونچا وہ گجرات سے
عازم درگاہ ہوا اور مظفر شاہ گجراتی فرصت پاکر بہزاد الملک کے پاس کہ داول الملک مشہور ہوا تھا آیا اور جمعیت کرنے لگا
چنانچہ سات ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ بہم پہونچا کر لقدر قوت دست و پا مارے لیکن کام درست نہ آیا جا بجا بھاگتا
پھرا اور اُس سال شاہرخ میرزا حاکم بدخشان عبداللہ خان اوزبک کے غلبہ سے پریشان ہو کر درگاہ مین آیا اور امراے
شاہی کے سلک مین منسلک ہوا اور اُسی سال صبیہ راجہ بھگوان داس کو بعد طوی وجشن عظیم شاہزادہ محمد سلیم کے عقد
مین در لائے اور سنہ ۹۹۴ نو سو چورانوے ہجری مین ایام تحویل حمل مین بطریق سنوات سابقہ مجلس نوروزی کمال تجمل اور
آراستگی سے منعقد ہوئی اور سنہ مذکور مین بھائی بادشاہ کا محمد حکیم میرزا کابل مین فوت ہوا عرش آشیانی نے میرزا عبدالرحیم
خانخانان کو گجرات کا حاکم اور شاہ فتح اللہ کو صدر اس ولایت کا کرکے اُس طرف روانہ کیا اور خود پاے دولت رکاب سعادت مین لاکر
پنجاب کی طرف روانہ ہوے اثنا ے راہ مین صادق محمد خان کو بھکر کی حکومت پر روانہ فرمایا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس
کو کابل مین بھیجا وہ فرزندان محمد حکیم میرزا کو کہ خردسال تھے مع فریدون خان اور امراے محمد حکیم میرزا کے لاہور مین لایا اور
اپنے فرزند کو ہمراہ خواجہ شمس الدین محمد خانی کے کابل مین چھوڑا اور جب عرش آشیانی اٹک رہتاس مین کہ مستحدثات آنحضرت سے
ہے روان ہوے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوان داس اور شاہ قلیخان محرم اور بعضی امراے نامدار دیگر کو مع قریب پانچہزار سوار کے
ولایت کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سر یافتنان سوات و بجور روانہ کیا اور کنور مانسنگھ ولد

راجہ بھگوان داس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کفر و زندقہ مین شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہین ایک شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانون کے درمیان جا کر اُنھین مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اُس کا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور چند عرصہ مین بھاگ کر افغانون کے درمیان مین گیا اور اہل خلق کثیر کو ساتھ اپنے متفق کر کے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سوات و بجور کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان گکھر اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور صالح عاقل کو زین خان کوکہ کی مدد کے واسطے روانہ کیا اور اُنکے پیچھے حکیم ابوالفتح گیلانی کو مع امراے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا اُن لوگون نے باوجود ایسے لشکر کے افغانون سے شکست فاحش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت اور مردم معتبر او معتمد نے مع آٹھ ہزار سوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابوالفتح گیلانی نے بہزار زحمت و مشقت آپ کو قلعہ اٹک رہتاس مین ۹۹۵ نوسو پچانوے ہجری مین بملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوان داس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کتل خیبر مین اُنسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک رہتاس سے لاہور مین تشریف لائے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اُسی سال دختر راے سنگھ کو کہ امراے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین لایا اور شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوان داس کہ کشمیر کی طرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آ نکر کشمیریون سے صلح کی اور زعفران زار اور دار الضرب کشمیر کو خالصہ شاہی کر کے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نفرمائی اور محمد قاسم خان میر بحر کابلی کو مع جماعت امرا دوبارہ کشمیر کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اور اس نہج سے جو شان سلاطین کشمیر مین مرقوم ہوئی ہے جب اہل کشمیر آپس مین لڑنے لگے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر مین داخل ہو کر متصرف ہوا اور اسی سال سلیمان میرزا جد شاہرخ میرزا بھی کابل سے لاہور مین آ نکر بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوے اور عرش آشیانی نے سید احمد خان اوزبک بادشاہ توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک رہتاس مین ملازمت مین آیا تھا ہمراہ حکیم ہمام برادر علامۂ زمان عضد الدولہ حکیم ابوالفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید سادات حسینی قنوج سے تھا مع تحف و ہدایا کہ قریب ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے ہوتا تھا رخصت انصراف فرمائی اور ۹۹۶ نوسو چھیانوے ہجری مین جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید حامد بخاری کو قتل کیا اور کنور مانسنگھ کو بنگش کی طرف مقرر کیا بادشاہ نے عبد المطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اس کے تدارک کے واسطے تعین کیا اُنھون نے جلالہ کو زیر کیا اور بہت لوگ اُس گروہ مین سے قتل کیے اور اُسی سال ولادت سلطان خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم کی دختر راجہ بھگوان داس سے وقوع مین آئی عرش آشیانی طلوع اولین کوکب نبیرہ سے نہایت خوشحال اور محظوظ ہوے اور جشن کی آرائش مین نہایت درجہ کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے اُن دنون میں حسب فرمان قضا جریان سیوان سندھ کو محاصرہ کیا اور جانی بیگ حاکم ٹھٹھ نے عاجز ہو کر ایلچی با تحف و ہدایا درگاہ مین بھیجکر اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کر کے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اوائل شہر ربیع الثانی سنہ مذکور مین زین خان کوکہ حکومت کابل پہ مامور ہوا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس لاہور مین آیا اور آخر ماہ ربیع الثانی مین میرزا عبد الرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور مین آ نکر سعادت بساط بوسی سے مشرف ہوے اور اسی طرح محمد صادق خان نے

بھکر سے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور ریاست
بہار و حاجی پور اور پٹنہ عنایت فرماکر اُس طرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو امداد فرمائی
اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور میں طلب کیا اور محمد صادق خان کو افغانان
یوسف زئی کے دفع کے واسطے سوات و بجور میں بھیجا اور اسمعیل قلیخان کو کہ اُس طرف تھا طلب کرکے گجرات میں روانہ
کیا اور قلیچ خان کو بعد میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ میں حاضر ہوا اور ۹۹۷ھ
نو سو ستانوے ہجری ماہ جمادی الثانی میں عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب بھیمبر میں کہ واسطے کوہستان کشمیر کے شروع
میں پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد اور اُردو وہاں چھوڑ کر سری نگر میں کہ پایۂ تخت کشمیر ہے تشریف لیگئے اور وہاں
علامۂ زمان عضدالدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی جو گجرات سے پلٹ کر خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا تھا
بعالم بقا کی طرف راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوئے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اُسکا ترکیب بند موزون
کیا کہ اول بیت اُسکی یہ ہے بیت دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد ؛ جہان عقل را در ہیمہ و زہم شام افتد ؛
عرش آشیانی بعد تفرج نزہت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور طے مسافت میں مشغول ہوئے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو
ہمزبان اور مصاحب بادشاہ کا تھا اور بخت و دولت کی طرح ہمیشہ ملازمت میں حاضر ہو کر رقم اخلاص کے صفحۂ ضمیر پہ
لکھتا تھا منزل دھن تور میں سفر آخرت اختیار کیا اور بابا حسن ابدال میں مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک بنارس
میں پہونچے شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کے واسطے تعین فرمایا اور کوچ بر کوچ کابل کی طرف
روانہ ہوئے اور اس مقام میں حکیم ہمام اور میر صدر جہان برادر علامۂ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کہ بطور ایلچی گری
عبداللہ خان اوزبک ماوراءالنہر میں گئے تھے مع ایلچی عبداللہ خان اوزبک کے حضوری پائی اور بادشاہ نے
مدت دو مہینے اوقات صرف سیر باغات اور گلگشت گلزار فرمائی اور ساکنان کابل کو ممنون انعام اور مرہون احسان
کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوان داس نے لاہور میں حیات مستعار سپرد قابض ارواح
کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کہ امراے سہ ہزاری سے تھا اُس کو اور قوختہ بیگ کو اُس کی مدد کے
واسطے چھوڑا اور محرم کی نویں تاریخ سنہ ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے ہجری میں مراجعت بہ لاہور فرمائی اور گجرات کی حکومت
خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو دے کر مالوہ سے اُس طرف بھیجا اور شہاب الدین احمد مالوہ کی حکومت پہ مامور ہوا اور خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ جب گجرات میں پہونچا ستی جام کے سرپہ کہ زمینداروں اُس حدود سے تھا لشکر کھینچا اور جام راجہ
بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جوناگڑھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار لیکر مقابل
آیا جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر ابوتراب کے بھانجے
کہ امراے نامدار بادشاہی تھے بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اُسکا مع چار ہزار راجپوت مقتول ہوا
اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور چونکہ عبداللہ خان اوزبک بدخشان لیکر کابل کی فکر میں
تھا بادشاہ نے چند سال لاہور سے اور اُس حدود سے حرکت نہ کی اور اسی عرصہ میں میرزا جانی والی سندھ باوجود تربیت
جو ادا ور فرمان طلب کے ملازمت کے واسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت امراے
نامدار مثل شاہ بیگ خان کابلی اور فریدون بیگ برلاس اور محمد خان نیازی اور سید بہاءالدین بخاری وغیرہ کے

سوزنجیر فیل اور توپخانہ بسیار سندھ کی تسخیر اور بلوچون کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا اور ۹۹۹ھ نوسو ننانوے
ہجری مین شہاب الدین احمد خان نے مالوہ مین اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور عرش آشیانی نے چار شخص کو چار کن
کرکے دکن کی طرف برسم ایلچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہان پور مین اور خواجہ امین الدین کو احمدنگر
کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو بیجاپور مین اور میرزا مسعود کو بھاگ نگر کی طرف روانہ کیا اور اُن کے پیچھے
شہزادہ مراد المشہور بہ پہاڑی کو حکومت مالوہ دیکر اور اسمعیل قلیخان کو اتالیق کرکے روانہ کیا اور شہزادہ جب گوالیار کے
اطراف مین پہونچا یہ خبر سنی کہ مدھکر زمیندار عمدہ اُس نواح کا پرگنات بادشاہی مین مزاحمت پہونچاتا ہے یہ سنتے ہی
اُس طرف متوجہ ہوا اور مدھکر ان مقابلہ مین آیا اور شکست کھاکر جنگل مین بھاگا اور انھین دنون مرگیا اور اس کا بیٹا رام چند
قائم مقام ہوکر مطیع ہوا اور شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوکر قدمبوس ہوا تب شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ نے جب سنا کہ دولت خان ولد امین خان حاکم جوناگڑھ جو جنگ مین زخمی ہوکر جوناگڑھ کی طرف بھاگا
تھا وہان مرگیا ہے تو خان اعظم نے جوناگڑھ فتح کرنے کا قصد کیا اور وہان جاکر سات مہینے اُس قلعہ کو محاصرہ کرکے
مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سندھ کے کنارہ واقع ہے محاصرہ کیا
اور میرزا جانی والی سندھ نے باتفاق وہان کے زمینداروں کے مع غراب اور کشتی اور توپخانہ بسیار اسکی طرف متوجہ
ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئین تیرانداز اور توپچی سے آگے بھیجین اور میرزا عبدالرحیم
نے باوجود اس کے کہ پچیس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نہ رکھتا تھا مقابلہ کیا اور ایک شبانہ روز جنگ کرکے
غنیم سے سات غراب چھین لین اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگکر میرزا جانی والی سندھ کے
پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم ۱۰۰۰ھ ایکہزار ہجری مین آب سندھ کے کنارے آیا اور ایسی زمین مین کہ اطراف اُسکے
پانی و کیچڑ تھا فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آنکر اُسکو محاصرہ کیا دو مہینے کامل ہر روز تنور حرب گرم رہا اور
سپاہی طرفین کام آئے اور اُن دنون مردم سندھ نے براہ آمد و شد غلہ کی خانخانان کے لشکر پر بندگی کہ ایک روٹی
جان کے برابر گران ہوئی تھی نظم گشت زان تنگی جہانی تنگدل ٭ گرسنہ نالان دمیران سنگدل ٭ ہر کرا دیدی نان بودی
ہوس ٭ قرص خور و آسمان دیدے و بس ٭ خانخانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کے واسطے
چھوڑکر وہان سے کوچ کیا اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سندھ مردم سہوان کو کم جمعیت خیال کرکے اُنکے سر پر گیا اور
میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اُسکا تھا مع امرائے بزرگ اُس جماعت
کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن مین اسی کوس کی مسافت طے کرکے سہوان مین آیا اور میرزا جانی نے اُس فوج کو ماندہ اور خستہ پاکر
دوسرے دن پانچہزار سوار سے میدان جنگ مین آنکر آتش حرب افروختہ کی دولتخان لودھی باوجود اسکے کہ دو ہزار سوار سے
زیادہ اپنے ہمراہ نہ رکھتا تھا حرب مین مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اُسنے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع الوہین دریا کے کنارے
فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے اُس طرف سے اور اس لشکر نے اس طرف سے جاکر اسکو درمیان مین لیا اور غلہ اور
آذوقہ کی رسد اُسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا ذبح کرکے کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہوکر صلح کا
طلبگار ہوا اور اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایام برسات کے بلا توقف درگاہ
مین حاضر ہونگا اور اُن دنون مین سید یوسف خان مشہدی فرمان اشرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر مین

چھوڑ کر درگاہ میں آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح میں لایا اور اہل کشمیر کی کمک سے قوی پشت ہو کر ان سے مخالفت کا علم بلند کیا اور وہاں کا خطبہ اپنے نام پڑھا کر فوج و حشم کی فراہمی میں مصروف ہوا اور قاضی علی میر دیوان کشمیر اور حسن بیگ بخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کر کے قاضی علی مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر چونکہ میرزا یادگار کل یعنی گنجا تھا یہ بیت کہی بیت

کلاہ خسروی و تاج شاہی ۔ بہر کل کے رسد حاشا و کلا ۔

پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہ ہائے دہلی سے تھا مع ایک جماعت امرا اس طرف نامزد کیا اور میرزا یادگار مع جمعیت عظیم مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبری نے اپنا کام کیا یعنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے بارہ میں میرزا یادگار سے رنجیدہ ہو کر اس کے سر پر تاخت لائے اور وہ بہ شور و غوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا میں جا کر ایک سنگ کی پناہ میں مخفی ہوا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اسے دستیاب کر کے اس کا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا تائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیائے دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کے واسطے سوار ہوئے اور چالیس روز وہاں کی سیر کر کے حوض زین لنکا اور عمارت سلطان زین العابدین اور برف برسنے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو عنایت فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اور اُسوقت میرزا عبدالرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی سندھ نے سنہ ایک ہزار ایک ہجری میں ٹھٹھہ سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سندھ سلک امرائے سہ ہزاری میں منسلک اور منتظم ہوا اور ولایت سندھ بندگان بادشاہی کے قبضہ میں آئی اور اس سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے گجرات کے بڑے زمیندار کھنگار کے تدارک کو لشکر کشی کی جس نے مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر غدر و سرکشی اختیار کی تھی اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثنائے راہ میں تجدید وضو کے بہانہ ایک گوشہ میں جا کر استرہ سے کہ اسی دن کے واسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئیں ہلاک کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے اسکا سر درگاہ میں بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اس سال راجہ مانسنگہ ابن راجہ بھگوان داس پسران اور برادران قتلو افغان سے جنگ کر کے غالب آیا اور ولایت اوڑیسہ کو کہ اعمال بنگالہ سے ہے اُنکے تصرف سے برآوردہ کر کے ایک سو بیس ہاتھی کہ افغانوں کی جنگ میں ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ میں ارسال کیے اور عرش آشیانی نے چودہ برس سے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو نہ دیکھا تھا حضور میں طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق دل میں رکھتا تھا مع عیال و اطفال اور خزانہ کشتی میں سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر شاہزادہ مراد المشہور پہاڑی کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اُسکی وکالت پر معین فرمایا شاہرخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کر کے اُسکی وکالت پر تعین کیا اور چونکہ اس کے جلالہ یعنی پیر روشنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبداللہ خان ازبک کے پاس گیا تھا اُسوقت پلٹ کر خیبر میں آیا اور ہندو اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ میں بخطاب آصف خان مختص ہو کر جلالہ کے دفع کے واسطے مقرر ہوا تھا اس سے جنگ میں غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل و عیال و برادر وحدت علی بھائی اور دیگر اس کے عزیز و اقارب کے کہ چارسو آدمی تھے دستگیر کر کے درگاہ میں لایا اور اُن اہلیوں نے جو کہ دکن گئے تھے معاودت

کرکے اُس طرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو ماہ محرم سنہ ایکہزار اور دو ہجری مین دکن کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا اور جب شاہزادہ لاہور سے برآمد ہوکر سلطان پور پہونچا بادشاہ کی راے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع اُس لشکر کے جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اُس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی کہ حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور ازبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش کیا اور سالک مین امراے پنجہزاری کے منتظم ہوکر حاکم ملتان ہوا اور اُس سال میرزا عبدالرحیم خانخانان جو مندو پہونچا نظام شاہ بحری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کے وقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار عرش آشیانی کے پیشکش کرونگا ان دنون مین عنایت خان شیرازی کو بجاے خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن انھین دنون مین بمرض الموت مبتلا ہوکر سنہ ایکہزار تین ہجری مین مرگیا اور اُس کا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ کے جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان جالگی نے کہ پیشوا اُسکا تھا ایک لڑکے احمد نام کو خاندان نظام شاہیہ مین منسوب کرکے اپنا حاکم کیا اور امرا سر جادۂ اطاعت سے پھیرکر منازعت کے واسطے مستعد ہوے اور میان منجھو خان جو طاقت اُنکے مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعۂ احمدنگر مین متحصن ہوا اور ایلچی احمد آباد گجرات مین بھیجکر شاہزادہ کو پیغام دیا کہ اس طرف ہرج ومرج ظاہر ہونے سے کام نظام سے ابتر ہی اگر آپ بسبیل استعجال اس طرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپ کے سپرد کرونگا اور جو اُسوقت شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا تھا بسرعت تمام آٹھ ہزار سوار سے احمدنگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان مندو مین یہ خبر سنکر کہ مین تھا باتفاق لشکر شاہرخ میرزا اور شہباز خان کنبو اور راجہ جگناتھ کچھوی راجہ مانسنگھ اور راجہ درگا اور راجہ رام چند اور بھی دیگر امرا کے ہمراہ بتعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علیخان والی خاندیس بھی تہ بیر مع پانچہزار سوار قلعہ کالنہ مین جو دکن کی سرحد مین ہی شاہزادہ مراد سے جاملا اور کوچ متواتر سے احمدنگر کی طرف عازم ہوے اور میان منجھو خان کہ امراے مخالف کو دفع کرکے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا اور قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاند بی بی دختر حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اُس کے پاس چھوڑکر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ کی طرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم ساتھ اس تفصیل کے جو داستانہاے دکن مین مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی سنہ ایکہزار چار ہجری مین احمدنگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور نقب کھودنے اور دمدمہ بنانے مین مشغول ہوے چاند بی بی نے مردانہ وار اُن کے مدافعہ مین قیام کیا اور عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے مین پانچ نقب برج کے نیچے پہونچین اہل قلعہ نے واقف ہوکر قلعہ کی طرف سے دو نقب کا تکرار باروت برآوردہ کرکے بیکار کردین اور دیگر نقبون کی تلاش مین ہوے کہ شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبدالرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہوکر بعد جمعہ کے نماز غرہ ماہ رجب سنہ مذکور مین قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کہ فتح اپنے نام ہوگی نقبون مین آگ دی پس تین نقب کہ جنمین باروت تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اُڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور اُن دو نقبون بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ باروت خالی ہونے سے خبر نرکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ مین جانے نہ دیا چاند بی بی فرصت پاکر برج مین کے رخنہ کے قریب آئی اور توپ اور ضربزن اور تیر بہت اُس رخنہ مین نصب فرمائے ہرچند سپاہ مغل حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ مین داخل ہونے کی نہ پائی

شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام میں گئی اور چاند بی بی نے تمام شب ایستادہ ہو کر خُرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ کے
مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کر کے مقام مدافعہ میں ہوئی
اس درمیان میں مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرا سپہ سالار لشکر عادل شاہی مع مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لے کر مع
ستر ہزار سوار احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور چونکہ مغل کے لشکر میں غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوئے میرزا
عبدالرحیم خانخانان نے صلح میں صلاح دیکھی اور چاند بی بی بھی ضیق محاصرہ سے تنگ آئی تھی صلح قبول کر کے اقرار کیا کہ ولایت
برار جیسا کہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمد نگر مع مضافات بہادر نظام شاہ
برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان میں آیا شاہزادہ اور
میرزا عبدالرحیم کوچ کر کے برار گئے اور بالاپور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کر کے آباد کیا اور ان دنوں میں
شاہزادہ جشن طوی کر کے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد میں لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان
کنبوہ کہ امرائے کلان سے تھا شاہزادہ سے رنجیدہ ہو کر بے رخصت مالوہ کی طرف گیا اور چاند بی بی نے بہادر نظام شاہ خلف
برہان نظام شاہ بحری کو احمد نگر کا حاکم کیا اور آہنگ خان حبشی نے دوبارہ سرداروں کے زمام اختیار قبضہ میں لانے سے
غلبہ تمام بہم پہونچایا اور باوجود اسکے کہ چاند بی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کر کے مع پچاس ہزار سوار
کے امرائے مغل سے لڑنے کو برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان اور شاہزادہ نے صادق محمد خان کو شاہپور
میں چھوڑ کر اور خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہانپور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار دکنیوں کے
حرب کے واسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہاں مقام کر کے مردم دکن کا طریقہ جنگ اور وضع
دریافت کر کے اور افواج کو آراستہ کر کے آب گنگ سے کہ زانو تک تھا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی سترھویں تاریخ سنہ الف و
پانچ ہجری میں سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امرائے نظام شاہیہ کو میمنہ میں اور امرائے قطب شاہیہ کو
میسرہ میں مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور آواز ہل من مبارز کی بلند کی
اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے پہلے اسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر رائے تبدیل کر کے عین جنگ میں راجہ علیخان
فاروقی اور راجہ رامچند اور بھی امرائے راجپوت کو اُس کے مقابل چھوڑا اور انھوں نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق
کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اُسنے اول ضرب توپ و تفنگ وہاں سے بہت مردم خاندیس اور راجپوت ضائع گیے
اور اسوقت بہادران دکن کو لیکر ارابوں کے پیچھے سے برآمد ہو کر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علی خان اور راجہ
رام چند تین ہزار مرد اہل ہنود سے مقتول ہوئے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نہ رہا تھا کوئی شخص
سہیل خان کے مقابل نہ رہا اور وہ اس گمان سے کہ میں نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو شکست دی ہے آگے بڑھا اور جو میرزا
عبدالرحیم راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونے کی خبر رکھتا تھا وہ بھی غنیم کی طرف بڑھا اور دکنی مغلوں کی بنگاہ میں کہ مار کر لے ایستادہ
تھے پہونچکر تاراج میں مشغول ہوا اور غنیمت لینے کے بعد چونکہ قرار فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ غنائم کے واسطے اُس شب کو
اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوئے اور سہیل خان تھوڑے آدمیوں سے ایک مقام میں پہونچکر فروکش ہوا اور چونکہ مشعل نہ تھی اور کوئی
شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تھا تاریکی میں بیٹھا میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے پسپا کیا تھا ایسے
مقام میں کہ جہاں سہیل خان کے ارادے آتشبازی کے تھے پہونچکر اُسنے بھی تاریکی میں توقف کیا اور بہت مغلوں سے کہ تھکیں

شکست یقین ہوئی تھی منفور ہو کر ایسے جولان ہوئے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان میں سہیل خان کے روبرو
چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمود ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیجکر دریافت کیا کہ سہیل خان ہو تب چند توپ
اور ضربزن کہ دکنیون سے بہ باروت اور تیار دستیاب ہوئی تھین سر کین اور گولی اور گراب انکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا
سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان میں ہی چراغون کو بجھا کر نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و نواح میں بھیج کر
ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہو کر نقارہ
خاص بجائے اور کرنا پھونک کر خبردار کیا افواج بادشاہی جو اس صحرا میں موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق
جوق خانخانان کے ملازمت میں آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اسکے پاس آتی تھی ہندو دمدمہ کی صدا بلند کرکے
کرنا پھونکتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش میں آ کر نعرہ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا پھونکے گئے
اور سہیل خان نے بھی اس رات کو آدمی اطراف و جوانب میں بھیجکر جسقدر ممکن ہوسکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب
نے علم شجاعت بلند کر کے مع نیزہ و شمشیر بنا تیغ انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی طرف
متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اس کے کہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتا تھا متوکلاً علی اللہ دشمن کے دفع کے
واسطے مستعد ہوا اور حرب شدید کے بعد سہیل خان چند زخم کھا کر پشت فرس سے جدا ہوا اور اسکے ملازمان قدیم نے
ہجوم کر کے گھوڑے پر سوار کیا اور دونون طرف سے اسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لے گئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان
کہ ساتھ فیروز جنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت لاریبی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہپور میں
آیا اور عرش آشیانی بھی کہ عبداللہ خان ازبک کی خبر فوت سنکر بکمال اطمینان لاہور سے آگرہ کی طرف تشریف لائے
تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوئے اور گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا
لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے غبار
کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم
خانخانان کو سنہ ایکہزار چھ ہجری میں اپنے حضور طلب کیا اور دشمنون کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک محجوب
اور معاتب اور معزول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل قلعہ نرنالہ
اور کاویل اور گھرالہ کو جو مملکت برار میں واقع ہیں عرصہ قلیل میں مفتوح کرکے بادشاہ کی خدمت میں اپنی
خدمت کا اظہار کیا ناگاہ شاہزادہ انھین دنون مین مرض صعب میں گرفتار ہو کر ماہ شوال سنہ ایکہزار سات ہجری میں دوسرے
اقلیم کی تسخیر کا عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلدہ شاہپور میں مدفون ہوا آخرکو اسے دہلی لیگئے اور اسکے جد نصیرالدین محمد ہمایون
بادشاہ کے پہلو میں لٹایا اور یہ مصرع اسکی تاریخ وفات کا ہے مصرع از گلشن اقبال نہالی شدہ گم عرش آشیانی شاہزادہ کی موت
سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور تسخیر دکن میں زیادہ تر ساعی ہوا اور جب امرائے نظام شاہی نے غلبہ کر کے شیر خواجہ جاگیردار
پرگنہ بہیر کو منہزم کرکے بہیر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابوالفضل انکے مقابلہ سے عاجز آئے تو بادشاہ
میرزا عبدالرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش میں ہو کر مصدر الطاف ہوئے اور اسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ دانیال
کے عقد ازدواج میں لائے اور دونون کو حسن اتفاق سے تتمہ ملک نظام شاہیہ فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا اور خود بدولت
و اقبال بھی پیچھے سے سنہ ایکہزار آٹھ ہجری میں دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور ممالک محروسہ کا انتظام شاہزادہ عالیات

سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادر خان بن راجہ علیخان
فاروقی کو اُسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا اور دیکھا کہ وہ قلعہ آسیر مین گھس گیا ہے تو انھون نے گنگ گودا وری کے کنارے
مونگی پٹن کے قریب توقف کیا اور اُس کے دلاسا مین مشغول ہوے اس درمیان مین عرش آشیانی نے مندو مین پہونچکر
شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم احمدنگر مین جاکر اُس قلعہ کو فتح کرو اور مین بہادر خان فاروقی کو گوشمالی
دونگا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر احمدنگر کی طرف متوجہ ہوے اور اہنگ خان حبشی
اور بھی امرا جو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے
اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کے واسطے نصیحت فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہ ہوا
مندو سے برہان پور مین تشریف لاتے اور امرا سے درگاہ آسیر کی تسخیر مین مشغول ہوے اور جب کہ ایام محاصرہ نے
طول کھینچا اور قلعہ کے اندر لوگون کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے
لگے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت خیل و حشم کے متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور
چونکہ انھین دنون مین خواجہ ابوالحسن ترمذی کے حسن اہتمام سے کہ میر دیوان شاہزادہ دانیال تھا اوائل
سنہ ١٠٠٩ ایکہزار نو ہجری مین احمدنگر کا قلعہ مفتوح ہوا چنانچہ تفصیل آیندہ آوے گی لہذا بہادر خان زیادہ منتشر ہوا
اور امان چاہ کر سنہ مذکورہ مین قلعہ آسیر کو بے نظیر ہے دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ و دفینہ اور
اسلحہ اور امتعہ نفیسہ کہ محاسبان سریع الحساب اور خامہ سکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا او لیا ہے دولت
قاہرہ بادشاہ جمجاہ کے تصرف مین آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے برہانپور
مین آکر احمدنگر کے غنائم نظر مبارک سے گذرانے اور جب ابراہیم عادل شاہ نے پیشکش شایانہ پیش کر کے قبول کیا اور
طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے یہ امر پذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال
کی ہمبستری کے واسطے طلب کیا اور میر جمال الدین انجو کو کہ امراے معتبر سے تھا اُس عروس اور پیشکش لانے کے واسطے
بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہان پور اور احمدنگر شاہزادہ کو عنایت فرماکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کو اُسکی اتالیقی
کے واسطے مقرر کیا اور خود مظفر و منصور دارالخلافت آگرہ کی طرف روانہ ہوے اور اوائل سنہ ١٠١٠ ایکہزار دس
ہجری مین منزل مقصود مین پہونچکر قیمنا سے اطراف و اکناف مین بھیجے اور سنہ ١٠١١ ایکہزار گیارہ ہجری مین شیخ
ابوالفضل فرمان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور نرور کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان اور چند بطمع
مال سر راہ آئے اور جنگ کر کے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اُسکا لے گئے اور ماہ صفر سنہ ١٠١٤ ایکہزار چودہ ہجری
مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کی طرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے
پلٹ آیا اور گنگ گوداوری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد جشن و طوی بزرگ عروس کو شاہزادہ
دانیال کے سپرد کر کے خود آگرہ مین آیا اور ایسی عمدہ پیشکش لایا کہ کبھی دکن سے ایسے نفائس دہلی مین نہ آئے
تھے اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدۂ برہان پور مین کثرت مے نوشی سے بیمار ہوکر
عالم بقا کی طرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج و الم مین مبتلا ہوے
کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوے یہانتک کہ روز چہارشنبہ ماہ جمادی الثانی کی تیرھوین

تاریخ سنہ ایک ہزار چودہ ہجری مین روضۂ جنان کی طرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جہانگیر کی باون
برس اور چند مہینے تھی البقاء للہ الباب المعبود اور فوت اکبر شہ مادہ تاریخ رحلت اس شہنشاہ کا ہی اور عرش آشیانی
اگرچہ خط و سواد کامل نہ رکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین وقوف تمام رکھتے تھے اور ہند کے قصہ خوب
جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو ساٹھ ٣٦٠ داستان ہین اور منشیان درگاہ نثر و نظم مرغوب مین درلا کر ہر ایک
داستان کو مصور کیا ہی آنحضرت کی مخترعات سے ہی اور شوارع مین ہر پانچ کوس پر دو گھوڑے رہوار اور چند میورہ
مقرر تھے چنانچہ اسکو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری با عرضداشت امراے سرحد کہ وہان پہونچے میورہ سوار ہو کر
دوسری چوکی پر پہونچاوین چنانچہ رات اور دن مین یکسو پچاس کوس راہ طے کرتے تھے اور آگرہ سے احمد آباد گجرات تک
خبر پانچ دن مین پہونچتی تھی اور جس وقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ مین
آتا تھا اور بہ تعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑون پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میورہ کہ سرعت سیر مین ماہ کی طرح
مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہی کہ میورہ پیادہ سات سو کوس کی مسافت دس دن مین طے
کرکے منزل مقصود مین فائز ہوا ہی اور عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز اور پانچ ہزار سے کبھی کم نہین ہوئے
کسی بادشاہ دہلی نے اس قدر ہاتھی دستیاب نہ کیے تھے اور باقی متروکات اسکا اس تفصیل کے ساتھ ہی علائی دس کرور روپیہ اور
ہزار کرور لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک اور
ساٹھ من پختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کرور تنگہ تھے اور گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی سرکار خاصہ چھ ہزار اور
حلقہ آہو پانچ ہزار اور یوز یعنی چیتا کچھ کم ہزار تھے کہتے ہین اکبر شاہ ہر چند کہ جہد فرماتے تھے کہ عدد چیتے کا بھی ہزار کو پہونچے
میسر نہ ہوے کسواسطے کہ جب عدد انکا نو سو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی انہین پڑتی تھی ہزار پورے ہوتے تھے غرضکہ
اس قدر متروکات اکبری اس تفصیل سے ایک کاغذ پر لکھے ہوئے ملے اسکو تحقیق کر لو باقی اور شئ کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیئے
کہ کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ مادۂ تاریخ رحلت آنحضرت کا ہی قطعہ جلال الدین محمد شاہ اکبر ⁂ زد و بنا گشت سو سے
خلد راہی ⁂ چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست ⁂ ندا آمد کہ یک ظل الٰہی ⁂ تمام ہوا مقالہ دوسرا

## مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ مین

## مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین پرتمکین کی راے رزین پر مخفی اور محتجب نہ ہے کہ احوال خوانین دہلی کے بیان کے بعد پیرو اندیشہ بیان وقائع سلاطین دکن کی طرف جہکا حفظاً للترتیب اول عنان شبدیز خامۂ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتا ہون اور جیسا کہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہو غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے حصول درہم و دینار نہین ہو کسواسطے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانبان معظم ناصر الدنیا والدین ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا پالون خزانہ کے سر پر ہو بلکہ صبح و شام ساتھ بحر و کان کے فیضرسان رہ کر چشم احسان فلک اور انجم سے نہین رکھتا بلکہ ہمت والا نہمت میری اس پر مصروف ہو کہ فرمان خدیو زمان پر پٹکا خدمت کا کمر جان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایا سے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہو اور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان ہو مرقوم قلم گوہر فشان کرون نظم این چار عروس ہفت خرگاہ ۞ کاورد نشان بہ نیمہ رہ ۞ نازان وچمان وست و رقاص ۞ درجلوہ کشم بمجلس خاص ۞ چندی اگرم امان دہد بخت ۞ یکبیک برم بپایۂ تخت ۞ سازم ز دل زمین فسانہ سیراب ۞ زان پیشتر که گیرم خواب ۞ اور یہ مقالہ چھ روضہ پر مشتمل ہو روضہ اول بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ مشہور بسلاطین بہمنیہ ہین روضہ دوسرا سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو بلقب عادل شاہیہ معروف ہین روضہ تیسرا احوال شاہان احمدنگر کی صفت مین جو بنام نظام شاہیہ موصوف ہین روضہ چوتھا سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ کہلاتے ہین روضہ پانچوان شاہان برار کے بیان مین جو عماد شاہیہ مشہور ہین روضہ چھٹا بیان مین شاہان بیدر کے جو بریدشاہیہ کہلاتے ہین انشاءاللہ تعالیٰ مفصلہ روضہ اول بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے بیان مین جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین ناظرین پرتمکین کی خرد خردہ دان پر پوشیدہ

ذرہ ہے کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاءالدین کانگوہی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل ونسب میں اقوال مختلف نقل کیے ہین ازانجملہ جو مشہورتر ہے اس کتاب مین تحریر کرتا ہون اور طول سے مجتنب ہو کر سخن مختصر عرض کرتا ہون بعضے اصحاب خبر یون لکھتے ہین کہ حسن نام ایک شخص دارالخلافت دہلی مین کانگوہی بہمن منجم کی ملازمت مین جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور مین قرب ومنزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور بہایت فلاکت مین زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے بہ تنگ آن کر کانگوہی سے اوقات بسری کے لیے کسی  کار خدمت کی درخواست کی کانگوہی نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور اُسے دے کر دہلی کے حوالہ مین ایک زمین خراب اُس کے حوالہ کی کہ اُسمین زراعت کرے اور اُس کے حاصل سے اوقات بفراغت بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اطاعت کر کے کاشتکاری اور فلبہ رانی کے نزدیک مشغول ہوا ناگاہ ایک دن ہل کا پھال زمین مین اڑ گیا ہلوا ہے نے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اُس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھال کی نوک ایک زنجیر مین اُلجھی ہے اور وہ زنجیر ایک ظرف مسی مملو باشرفی علائی اور طلاے غیر مسکوک کی گردن مین لبستہ پائی لیکن بدون اس کے دست خیانت اُس پہ دراز کرے اُس کو ایک چادر مین لپیٹ کر ہنگام شب کانگوہی بہمن کے پاس لے گیا اور حقیقت حال معروض کی کانگوہی بہمن حسن کی حسن دیانت اور امانت پر ثنا خوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ اعجوبہ شاہزادہ کی سمع مبارک مین پہونچایا شہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کر کے اُسے اپنے حضور طلب کیا اور اُسکے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اُس کا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے مسامع فیض مجامع مین پہونچایا بادشاہ نے اُسے برحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک مین منسلک اور منتظم کیا القصہ ایک دن کانگوہی بہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہووے اور حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد موفق اور موئید ہو کر درجہ اعلی پر فائز ہووے پس مجھ سے عہد اور شرط کر کہ جو واہب بےمنت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام دفتر عالم مین دوام قبول کرلے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل المقصود تک کہ مراد دولت و بہبودی سے ہے نہ پہونچا تھا کہ اُسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کر کے حسن کانگوہی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہین کہ ایک دن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی مین رنگ برنگ کے کھانے پکوا کر صلاے عام دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اُس خوان مائدہ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ اٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانگوہی بہمنی شیخ کی خانقاہ مین داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی کر کے شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف مین احوال اُس کا دریافت کر کے زبان فیض ترجمان سے ارشاد کیا کہ سلطانی رفت و سلطانی آمد اور قبل اس کے کہ کوئی شخص اُسکے آنے کی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے فرمایا کہ ایک شخص کہ آثار نجابت اُس کے ناصیہ حال سے ظاہر ہے دروازہ کے باہر ایستادہ ہے اُسے حاضر کر خادم اُس کی طلب کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت مین واپس آنکر عرض کیا کہ ایسا کوئی شخص ظاہر نہین ہوتا جس سے حضوری مین حاضر ہونے کو کہون شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ضرور موجود ہے خادم نے عرض کی کہ ایک

مرد مجہول بیٹھا ہے شیخ نے فرمایا اُسی کو حاضر کرکہ ظاہر مین درویش اور باطن مین شاہ ہے جب وہ حاضر ہوا شیخ
نے اُس کے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اُسکا استفسار کیا اور جو دسترخوان
اُٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کے واسطے طاق مین رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اُسے دی اور فرمایا
کہ یہ چتر شاہی ہے بعد مدت اور محنت بسیار کے دکن مین تجھے نصیب ہوگا حسن کانکوی ہمنی کو اس بشارت
فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سر مین پڑا اور منتظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اُس طرف متوطن ہو کر بتدریج
گوہر مقصود ہاتھ مین لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت مین دکن تشریف لے گیا اور اپنے
اُستاد تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا و منصبدار جو اراد وہ اس کی رفاقت کا رکھتا ہو دکن
مین توقف کرے حسن کانکوی ہمنی لے رخصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اُسکے خصوصیت اور آشنائی
رکھتے تھے قتلغخان کی رفاقت اختیار کرکے قریہ کونچی اور چند قریہ دیگر پرگنہ رائے باغ سے جاگیر پائی اور اُن سنوات مین
جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کے واسطے لشکر کھینچا بعد معرکے
بعض کو جو انمین سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضون کو تعاقب کرکے اطراف وجوانب مین مفرور کیا اور بہت دکن مین
پناہ لے گئے اور چونکہ قتلغخان اُس وقت مین حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد مین چھوڑکر درگاہ شاہی
مین متوجہ ہوا تھا اور امرائے دکن عالم الملک کو شمار مین نہ لاتے اور منہزمون اور باغیون کے پناہ دینے مین کچھ نہ
ڈرتے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن کو اپنے روبرو طلب کرے
اور سزا دے اُن کے کچھ امرائے معتبر کو دکن مین بھیجے اسواسطے احمد لاچین اور قزلباش بیگ و ملک علی
کو عالم الملک کے پاس دولت آباد مین بھیجکر ایک فرمان مشتمل تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے فرمان
تمام امرائے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہے عالم الملک نے تعمیل کرکے تو اچیون کو اُنکے حضار کے
واسطے گلبرگہ اور رائچور اور دہلری مین بھیجا اور اُس جماعت نے جیسا کہ رسم ہے سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ
کی جب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد مین پہونچے عالم الملک سے رخصت لیکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات
کی طرف متوجہ ہوئے احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نہ کرکے اُن سے طمع اور توقع بہت کی اور جب امیدین اُس کی ظہور
مین نہ آئین باتین لاطائل زبان پر لاکر اُنھین غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوئے کہ
علت تامہ قتل مین ایک پناہ دینا باغیان گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روا رکھنا حضار حضور مین امیران بیگناہ
یہ لقمہ جانگداز سنکر جسوقت دروہ مانک گنج مین کہ سرحد دکن ہے پہونچے سب نے جمع ہو کر ایک انجمن سرداری اور آپس مین
متفق ہو کر کہنے لگے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ بیگناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہے اور ہم تو دو گناہ بزرگ مین منسوب ہین
جسوقت بادشاہ کے روبرو جاوینگے فوراً بغیر امتیاز گنہگار و بیگناہ کے ہمارے قتل کے بارہ مین حکم صادر فرماویگا پس
مناسب یہ ہے کہ ہم دکن سے باہر نجاوین اور مثل گوسفند دست و پابستہ آپکو قصاب کے سپرد نکرین کہ مفت اور
رائگان قتل ہون چنانچہ بعد اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کرکے عازم مراجعت ہوئے اور احمد لاچین کو کہ
مقام تشدد مین آنکر انکا مانع ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد مین گئے اور دکن کی خلائق کہ بادشاہ
کے قتل و غضب سے جان سے تنگ آگئی تھی بعضے انکے شریک ہوئے اور بعضون نے آدمی معتمد انکے پاس بھیجکر

[illegible]

اظہار یکجہتی کی اور قصد کا وہ آہنگ اور ضحاک کا وقوع میں آیا یعنی فساد عظیم کہ دست تدارک اسکے علاج سے کوتاہ تھا
حادث ہوا قطعہ رعیت زبیدادی شہریار ❊ بہ پیچید گردن سر انجام کار ❊ چو بیدادپیشہ بود شہریار ❊ نماند بر مملکت
پایدار ❊ عماد الملک ترکمان الملقب بسرتیز نے کہ داماد سلطان محمد تغلق اور سپہسالار برار اور خاندیس کا تھا اور ایلچپور
مین استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا اور اسے یقین ہوا کہ جیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس اور
برار کے امراے مخالف سے ایک بان ہیں اور درپے اس کے تضییع اور دفع کے ہین اسواسطے توقف مین صلاح نہ دیکھی شکار
کے بہانہ ایلچپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصون اور معتمدون کے شکار کنان سلطان پور اور
ندربار مین پہونچا اور امرا اس طرف کے جب اس کے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہو کر مال و اسباب عماد الملک پر متصرف
ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہو کر اظہار اتحاد اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد
نے بھی جب مخالفون کی قوت اور مکنت دیکھی تو انھون نے بھی ساتھ اس جماعت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا
بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کرکے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات مخالفین کے سپرد کیا اور تین
مہینے کے عرصہ مین ممالکات دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے لی تھی شاہ دہلی کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ
ہوئی اور اس خطہ مین کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ رہا اور جب امیران صدہ مرتکب ایسے امر خطیر کے ہوے آپسمین مشورہ
کرکے کہنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہو نگے شرط عقل یوہ ہو کہ درمیان اپنے
ایک شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کرین نظم چو در گلشن ملک خاری نماند ❊
بہ گنجینۂ قلعہ ماری نماند ❊ بسے گنج در دست ایشان فتاد ❊ بسا خوب اسپان تازی نژاد ❊ بگوید انگہ یکی انجمن ❊ بہم
نہاب رایان ثابت سخن ❊ سران جملہ گفتند باالاتفاق ❊ کہ بے شاہ سست است ہر اتفاق ❊ بہم انتخاب گردد یکی مرد سر ❊
بہ بندیم با جملہ شمشیر کمر ❊ بعد از گفتگو سے دراز و قیل و قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراے دو ہزاری سے تھا
پڑا اسواسطے کہ بڑا بھائی اسکا ملک مل افغان اعاظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اس عرصہ مین مع لشکر
مستعد جنگ و پیکار مالوہ رہتا تھا امید اسکے کہ عندالحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کریگا جمیع امراے دکن نے
خواہی نخواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصرالدین شاہ کے مخاطب کرکے چتر اسکے سر پر کھڑا کیا اور خطابات جو کہ
درمیان افغانان متعارف ہین ایک دوسرے کے درمیان مین قسمت کیے اور ہر ایک سردار ممالکات دکن کے ایک قطعہ پر
متصرف ہوا اور سب کے سب فتح ز سیم اتے مین مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت مین یکدل اور یکجہت ہوے
اسوقت حسن کانکو بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہو کر جاگیر بکری اور رایباغ اور مرج اور گلبرگہ اور حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا
اور وہ بغیر ذلت رے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا تہ تیغ کرکے مستقل ہوا اور نورالدین نام
ایک شخص خانجہان ہو کر وہ بھی جاگیر لائق پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات مین یہ خبر سنی بسبیل استعجال
دولت آباد کی طرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسرتیز اور ملک مل افغان بھی مع لشکر مالوہ
اسکے شریک ہوے اور ناصرالدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے
قلعہ سے برآمد ہو کر اسی میدان مین جہان سلطان علاءالدین خلجی اور لچھمن رام دیو لڑے تھے صفین آراستہ کرکے بادشاہ
سے جنگ مین مشغول ہوا اور میمنہ اور میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کرکے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہووے

کہ دفعتہً خذلان اور کفران نعمت جلوہ گیر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا یعنی نور الدین المخاطب بخانجہان
کے ایک تیر مقتل میں ایسا لگا کہ خانۂ زین سے زمین پر آیا اور لشکر خاص کی کہ چھ سات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے
اور اُسوقت ناصر الدین شاہ کے علم بردار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اُس کے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے
مقام پر نہ دیکھا ناصر الدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کر کے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور چونکہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب
فروکش ہوئے اور جوانوں اور بہادروں کے زخموں کے باندھنے اور مٹا کنے میں مشغول ہوئے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور
خرگاہ اُس مقام میں جہاں جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کر کے لوازم ہوشیاری اور بیداری میں مصروف ہوا اور سحر ہوتے
ناصر الدین شاہ اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بہ ظفرخان اور جمیع سرداران دکن نے آپس میں مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ اب صلاح
جنگ صف میں نہیں ہے چاہیے کہ ناصر الدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت میں کام آوے دولت آباد کے
قلعہ میں متحصن ہووے اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان مع بارہ ہزار مرد اہل ہنر و قلعہ گلبرگہ میں قیام کرے اور وہی
آزاد ذمہ دار رہے تو جس طرف کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اُسکے دفع کے واسطے اقدام کرے اور باقی امرا جابجا اپنی جاگیرون
پر موجود ہو کر پرگنات کی حفاظت میں سرگرم رہیں اور ایک دوسرے کی اعانت میں آپ کو معاف اور معذور نہ رکھیں بعد اس قرار
داد کے ابھی نصف شب باقی تھی کہ کوچ کر کے ہر ایک نے اُس طرف کہ مقصد تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب
علی الصباح اُس صحرا میں اُس جماعت سے نشان نہ دیکھا عماد الملک ترکمان کو مع لشکر مستعد بجبر حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان
کے تعاقب میں بھیجا اور خود دولت آباد کی تسخیر میں متوجہ ہوئے اور چونکہ رمالوں اور اختر شناسوں بادشاہی نے بادشاہ سے
عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کے واسطے ساعت خوب نہیں ہے اسواسطے اُن دنون میں اہل قلعہ کے ڈرانے کے
واسطے امرائے بادشاہی افواج آراستہ کر کے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوتے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر بنیاد جنگ ڈال کر
ساباط کی تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے میں مشغول ہوئے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کام تنگ
کرتے تھے اس درمیان میں دہلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک غلام نے جماعت اوباش اور اجلاف اپنے پاس جمع لا کر راہ مخالفت
اور طغیان اختیار کی اور بعزم گجرات بتعجیل تمام روانہ ہوا ہے سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ایک جماعت کو دولت آباد
کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے امرائے ناصر الدین شاہ کہ ناسک اور پاٹودہ میں چھپے
تھے بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہو کر دولت آباد کی سمت راہی ہوئے اور جب اُن امرا کا جو قلعہ کے محاصرہ میں مشغول
تھے مقابلہ نہ کر سکے تو بادشاہ کا پیچھا کر کے آب نربدہ کے کنارے تک پس و پیش لشکر بادشاہی پر ترکتاز کر کے بہت بہت خزانہ
زرینہ بہم پہنچائیں اور چند فیل جن پر اشرفی اور طلا بار رکھتا تھا دستیاب کر کے مراجعت کی اور حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان
اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہو کر امرائے اطراف کو فراہم لا کر مع بیس ہزار سوار کار گزار قلعہ احمد آباد
بیدر کی طرف کہ عماد الملک سرتیز کمان المخاطب بسرتیز مع لشکر گران اُس مقام میں مقیم تھا روانہ ہوا اور عماد الملک
ترکمان بھی لشکر جمع کر کے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز تک فریقین نے اپنے دو رویہ
خندق کھود دی لیکن کوئی جنگ میں جرأت نہ کرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے
نہایت تنگ اور عاجز تھا کولاس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بہمنی المخاطب بظفرخان کی مدد کے واسطے بھیجے
اور ناصر الدین شاہ نے بھی پانچ ہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اُسکی کمک کے واسطے دولت آباد سے

روانہ کیے اس صورت مین ظفرخان کے پاس ایک جمعیت عظیم بہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر بسرداری ملک سیف الدین غوری سپاہ بآئین بائستہ آراستہ کی اور اُس طرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کرکے ظفرخان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ زمین خون سے نہا گئی اور آسمان کا رنگ فق ہوگیا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوے اور جو تقدیر ملک ملک بخش جل شانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانگوی بہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہوا اور خاتم بادشاہی اُس دیار کی اُسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اُسکا منہزم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور قلعہ احمد آباد بیدر مین اور بعضے قلعہ قندھار مین قلعہ بند ہوے اور کچھ لوگون نے بمحنت و مشقت تمام آپ کو شہر منڈین پہونچایا اور ظفرخان نے ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعے کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود مظفر و منصور ہوکر باحشمت و شوکت موفور مع طبل و علم و سامان سلطنت کے جو عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ کی امداد کے لیے بطالع سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ کے دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور فوج کے تفرقہ سے اور حسن کانگوی بہمنی المخاطب بظفرخان کے پہونچنے سے خائف اور ترسان ہوئے اور دہلی اور گجرات کا رستہ لیا اور ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہوکر ظفرخان کے استقبال کے واسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہے گیا اور ملاقات کرکے چار دن اُس مقام مین قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کانگوی بہمنی نے استقلال بدرجہ کمال پہونچایا ہے اور اُسکی بزرگی نے دلون مین قرار پکڑا ہے اور لوگ اُسکی بادشاہی کے نہایت راغب اور مائل ہین پیشدستی کرکے جمیع امرا کو حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور کبرسنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمھارے مکلف ہونے سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو اُنھون نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کرکے فرمائین اُسکا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کرکے اُسے سریر سلطنت پر متمکن کرین ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کانگوی بہمن نژاد ہے اور آثار بزرگی اور شجاعت اُسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہے القصہ یہ رای رزین خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون نے اسپر اتفاق کیا اور تخت پر جلوس کی ساعت اختیار کرنے مین درمیان صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی کے کہ امرا ے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے اور درمیان منجمان ہندی کے کہ اُس اردو مین حاضر تھے بہت گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان برہمہ کثرت سے تھے ظفرخان نے انکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ قطب الدین کی مسجد مین بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی اُسکے زیب سر کرکے چھتر سیاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہے تھینگا اور تبرکاً اُسکے سر پہ پھرایا اور ممالکت دکن کا خطبہ اُسکے نام پڑھا کر شاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھ کر حسن آباد نام رکھ اور اُسی کو پایہ تخت اختیار کیا **ابیات** بنام حسن خسروی شد تمام ٭ جہان زیر فرمان او گشت رام ٭ برافراخت شاہی برآمد بگاہ ٭ برآورد بر سر کیانی کلاہ ٭ بشمشیر فرمانروائی گرفت ٭ بداد و دہش بادشاہی گرفت ٭ جہان را از و شد عمارت پدید ٭ بہر مملکت نام نیکش رسید ٭ بہان شہر گلبرگہ شد تختگاہ ٭ عمارت برآورد بر اوج ماہ ٭

بنام حسن شہر شہ چون تمام ٭ نہادند زان حسن آباد نام ٭ اور ملا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین مین کہ
بنام و القاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کی ہے یون مرقوم کیا ہے کہ صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد
منجم بدخشی بارہا مجلسون مین متاسف ہو کر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین اس ساعت مین جو ہم نے تجویز کی تھی مرتکب
امر سلطنت ہو کر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھاتا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی تو متفکر
اور اندیشناک ہوا اور دونون فاضلون کو خلوت مین طلب کر کے اُنسے تاسف کا سبب استفسار فرمایا اسواسطے کہ اُسکے
آئینہ خاطر مین توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ شاید اس سبب سے دونون فاضلون کا تاسف ہوا اس ساعت کی
تاثیر سے جو منجمان ہندی نے اختیار کی ہے کوئی نقص یا خلل میری سلطنت مین راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن مجھپر قرار نہ پکڑیگی
بنا برین صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھکر قسمین شدید کھائین اور کہنے لگے کہ جس امر نے خاطر شریف
مین خطور کیا ہے وہ نہین ہے ہمارے تاسف کا اور سبب ہے سلطان نے پوچھا وہ کیا ہے وہ عرض پیرا ہوئے کہ ہمین وضاع اور
اشکال اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت مین آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوے ہین تاثیر اُسکی سے عدد شاہان
اس دودمان کا بیس نفر کو نہ پہونچے گا اور عدد سال بھی دوسو کی مدت نہ کھینچے گا اور وہ ساعت کہ
ہم نے تجویز کی تھی اُس کے حسن اثر سے سات سو برس بادشاہی اس خاندان مین رہتی اور ڈیڑھ سو نفر
حضرت بادشاہ کشور گیر گیتی ستان کی اولاد و احفاد سے اورنگ سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان
علاء الدین حسن اس کلام کے سننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو بدستور قدیم منصب
صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضاے عسکر پر سرفراز فرمایا مؤلف اس حکایت بو العجب کا کہتا
ہے کہ ایک سو ستر سال مین دولت آل بہمنیہ منقضی ہوئی اور عدد سلاطین بہمنیہ بھی بیس نفر تک
نہ پہونچا فضلا اور علما و صاحب انصاف پر صدق کلام اُن دونون بزرگوار کی اور مہارت اُنکی علم نجوم مین ظاہر ہے فی القصہ جب
سلطان علاء الدین حسن امر سلطنت مین مشغول ہوا اور جیسا کہ سزاوار اور لائق ہے سلطنت اور جہانداری کا کام
انجام دیا تو روز بروز دائرہ اُس کی مملکت کا عریض تر ہوا دریاے پونہ سے قلعہ اودنی کے اطراف تک ۔ اور بندر
چیول اور دابل سے شہر احمد آباد بیدر تک اُس کے حوزۂ تصرف مین آیا اور کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین حسن نے
جسدم کہ تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اُسکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہے کہ پانچ من طلا اور دس
من نقرہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد مین رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ترویج روح کے
واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچاؤ اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا
اُس سے مسلوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور
قدردان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امورات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اور اُسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے
بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اُسکی ہمراہی مین شریک رنج
و تعب اور یکدل تھے خطابہاے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا
بہرام خان مازندرانی کے سپرد کر کے بآئین بادشاہان عالی قدر و خواقین کامگار نامدار شائز الفتح و الظفر ہو کر بلدہ
حسن آباد گلبرگہ مین توجہ فرمائی ہیبت سزد دولت برکین و فتح و نصرت بریسار جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت

ہر کا سب ؛ اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے چونکہ اُس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پایۂ تخت کر کے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کر کے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ اپنے کا کانکو برہمن کے سپرد کیا چہ اُس عرصہ مین سلطان محمد تغلق شاہ کی ملازمت ترک کر کے دکن مین آیا تھا اور طغرائے فرامین اور نقش نگین مین اُس کا اسم اس طور سے اپنا جزو اسم کیا کمترین بندۂ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور مشہور ہے کہ قبل اس کے براہمہ بادشاہان اسلام کے عہدہ او عمل کے گرد نہ پھرتے تھے او تریون اور زادیون اور سواحل انہا مین انواع علم کے تحصیل مین خاص علم نجوم کے کسب مین مشغول رہ کر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور نوکری اہل دنیا خاص مسلمانون کی مزیل حسنات جانکر اور شقاوت ابدی تصور کر کے عہدہ او عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعضے اُنمین سے بوسیلہ طبابت کے یا نجوم اور وعظ او رقصہ خوانی سے ارباب جاہ کی صحبت مین رہتے تو اُن کے انعام اور احسان سے مشکور او محظوظ ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن مین نہ ڈالتے تھے اور اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین اسلام کے دور مین نوکری قبول کی کانکو پنڈت تھا اور اب تک کہ سنہ ۱۰۱۶ ایکہزار سولہ ہجری ہین بخلاف سائر ممالک ہند کے دفتر بادشاہان دکن کا اور نویسندگی ولایات کا کام برہمنہ سے مرجوع ہے اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور رائے صائب اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ مین اس قدر ولایت دکن کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ مین اُسکے امرا کے تصرف مین تھی مسخر اور مفتوح کی سوائے قلعہ ادونی کے اور امرائے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعہ بیدر اور قندھار مین تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کر کے دونون حصار کو اپنے قبضہ مین لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات کے راے ورنگل سے لیکر اُس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع حسن آباد گلبرگہ اور اُسکے قلعہ کو کہ مندرس ہوا تھا ایک روز مین بنیاد ڈالکر تھوڑے سے عرصہ مین اختتام کو پہونچایا اور سنہ ۷۵۲ سات سو باون ہجری مین جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوت سُنی خاطر اُس طرف سے مطمئن کر کے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام مین مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح مین لا کر بادشاہان کامگار کے دستور کے موافق اُسکے سپرد کی اور کہتے ہین کہ ایام جشن وطوی مین کہ عروسی کے واسطے ترتیب پایا تھا ایک دن شاہزادے کی والدہ المدعو بملکہ جہان نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اس وقت مین لازم ہے کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہو کر جشن وطوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا کہ اُسکی خالہ کہان ہے بولی ملتان مین سکونت پذیر ہے یہ سنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اُٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقف نہو ایک جماعت کو اُس ضعیفہ کے لانے کے واسطے ملتان کی طرف بھیجا اور ارباب عمل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کرے جس قدر زر اخراجات طوی کے واسطے درکار ہو خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار مین پہونچا وین یہان تک کہ ساتوین مہینے جماعت مرسولہ شہزادہ کی خالہ کو ڈولی مین سوار کر کے حسن آباد گلبرگہ مین لائی او سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محظوظ ہو کر اس بہانہ اور آوازہ سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمشیرہ کی ہے ملکہ جہان کے پاس بھیجی اور جب اُس نے اپنی بہن کو دیکھا حیرت ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہو کر شکر بادشاہ کی عنایت بے غایت کا بجا لائی اور شاہ صاحب مروت نے جشنہاے خوب مکرر کیے اور مجلسین مرغوب اُسکے واسطے برپا رکھکر اُس کے روبرو عروس کا عقد باندھکر شاہزادہ کے سپرد کی بیت برسم کیان عقد فرزند شاہ بہ پیوستند با حور زیبا چو ماہ ۔ اور مدت بزم مین باوجہ دعدم

امتداد ایام بادشاہی دس ہزار قبا زر لفت و مخمل و اطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی اور دو سو ٹنکہ اور خنجر اور شمشیر مرصع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبدارون اور بادشاہی غلامون کو عطا فرماتے اور ایک برس تک سامان جشن و عیش و سرور مہیا رہا شہر حسن آباد گلبرگہ مین چند مقام پر منجنیقین نصب کرکے قسم قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان مین مشہور ہین اُس پر رکھکر اہل شہر کو لٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد مین دیگین رنگ برنگ اطعمہ کی لیجا کر فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور یہ جشن روز جلوس یعنی ربیع الآخر کی چوبیسوین تاریخ کو شروع ہوا اور دوسرے سال کی چوبیسوین ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت نے انواع تحف و ہدایا اور جواہر و لعل قیمتی اور نقود فراوان برسم پیشکش شاہ جمجاہ کے نظر فیض اثر سے گذران کر شرف قبول سے سرفراز ہوے اور اس سبب سے کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی مین بہم پہونچی تھی تو بالضرور زیادہ تر مرتفع ہوا اور روز نوروز مین کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان درگاہ کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ پکڑ کے بالاے دست اسمعیل فتح خان جگہ دی اور ترتب اسمعیل فتح کا اُس درگاہ مین اس درجہ تھا کہ روز ہاے عید اور ایام متبرکہ مین جب مجلس شاہ مین آتا تھا اُسکے واسطے قیام اور تعظیم کرکے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور اُسوقت دیوانخانہ مین جا کر تخت پر اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اسواسطے کہ اسمعیل فتح نے چند روز امر بادشاہی مین قیام کیا تھا اُس موقع پر اسکو تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا تخت کے قریب گیا اور لب شکایت مین کھولے اور سرشک بیطاقتی سے صفحہ چہرہ پر روان کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری پر مخصوص ہے اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منصوب ہے پس باوجود دیکھنے مجالس بادشاہان اور جاننے قدر و منزلت خداوند ہر منصب کے تلاش برتری کچھ معنی نہین رکھتی اسمعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم و رضا کے سوا چارہ نجا نکر بحسب ظاہر اظہار اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس مین حاضر ہوکر بکمال بشاشت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطناً بادشاہ کی نسبت دل دگرگون کرکے قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندون اور خویشون کے اتفاق سے کہ سلک امرا مین منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کے وقت اثناے سواری و شکار مین درمیان سے رفع کرے اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن چونکہ تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کعبتین مراد کی واژگون ہوئی یعنی بادشاہ نے اُسکے اندیشۂ ناصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے اسمعیل فتح سے سبب غدر کے اندیشہ کا استفسار کیا اُسنے منکر ہوکر قسمین شدید کھائین شاہ علاء الدین حسن نے حضار مجلس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا جو شخص کہ اسمعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہوکر اُس کی بیعت مین آیا ہو وہ بیخوف و ہراس اداے شہادت کرے اور جو کچھ اسمعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے اُسے پوشیدہ نرکھے کہ مین اُسے ماخوذ اور معتوب نکرونگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسمعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا رہائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی مین تصور کرکے جو کچھ بیان واقعی تھا اسطرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہ مطلق باقی نرہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمعیل فتح پر بعد ثبوت جرم

حاضران مجلس سے فتواے قتل حاصل کر کے آتش غضب افروختہ کی اور اسی مجلس مین تیغ سیاست سے اسمعیل فتح کو مقتول کیا اور قلم عفو اورون کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے انھین نہ ستایا اور زبان انکے طعن مین نہ کھولی اور گناہ اسمعیل فتح کے فرزندون اور عزیزون کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھین حضور مین طلب کیا اور اُس کے فرزند بہادر خان کو قائم مقام کر کے منصب اُس کا ارزانی رکھا اور اُس کے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے مطمئن اور محظوظ کیا اور اسمعیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمعیل فتح سے استقلال اور غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اُس کی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے ہے جاگزین ہوئی اور راے تلنگ کہ مدت سے اُس زمانے تک مقام سرکشی اور تمرد مین تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اُس سے وقوع مین آئی تھی اُس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج کہ ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اُسی قدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھ کر خزانۂ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا کسی طرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نہ رہا اُسوقت امرا و ارکان دولت کو بلا کر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالی جل شانہ نے مجھے دولت بیقیاس ارزانی فرمائی اور چیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کے واسطے ہر طرف متعین تھا عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہے میرے دل مین یون آتا ہے کہ یہ جماعت ہمراہ رکاب لیکر جس طرف کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دو اسپہ میرے استقبال کو دوڑیگی اس صورت مین مناسب یہ ہے کہ پاے استقامت رکاب عزیمت مین رکھ کر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوشخرام کو جولان کر کے اودنی سے بیجانگر تک اور سیت بند رامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض و تصرف مین لاؤن اور اُس کے بعد گوالیار کی طرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لا کر عرصۂ مالوہ اور خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ سے بلند مرتبہ کرون ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر از روے دانش اور بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار سے مملو اور پر ہے اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہے خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور جمیع حیوانات ہمارے اُردو کے کہ ہوا سے ضد و مخالف اُس ولایت کی پرورش یافتہ ہین اُنکا اُس طرف مدتون رہنا اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ لشکر کشی دھور سمندر پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے القصہ وہ ولایت اسکے لائق نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اُس طرف لشکر کشی کرے صلاح دولت اس مین ہے کہ اول ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کے واسطے کہ ہوا وہان کی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی ہے روانہ فرمائین اور اُس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اسوقت تک تحف و ہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین روانہ نہین کیے اور رابطہ اخلاص اور یکجہتی کا بہم نہ پہونچایا ہے ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کر کے باج و خراج اُنسے لیکر خاطر اشرف اس طرف سے مطمئن فرماوین اور جو تختگاہ دہلی ان سنوات مین کمال بیرونقی رکھتا ہے خود بدولت و اقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہے نہضت فرما کر رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن کو راے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا اور عماد الملک تاشکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کی طرف تعین فرمایا اور انھون نے

آبادی کفار کو دریاے تاولی جبکری تک تاخت اور تاراج کیا اور آگ و غارت اُس قوم کے منازل اور مساکن مین افروختہ کرکے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہے اور جواہر و آلات وافر اور مروارید منکا شرکہ محاسب سریع الحساب اُس کے شمار سے عاجز ہو اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار رقاص اور سازندہ وہان کے راجاؤن سے پیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین کوئی دقیقہ لوازم عہد و پیمان سے باقی نرکھا پھر وہانکے راجاؤن کے ایلچیون کے اتفاق سے شروع موسم برسات مین سالماً غانماً معاودت کی اور سلطان اس لشکر ظفر پیکر کی مراجعت کے بعد ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سامان سفر درست کرکے ماہ شعبان ۷۶۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کی سمت روانہ ہوا اور جب بالاگھاٹ مین پہونچکر جائزہ فوج کا لیا پچاس ہزار سوار کہ اکثر اُنمین دلاوران نیزہ گذار تھے قلم بند ہوے اور چاہا کہ ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے ولایت مالوہ مین داخل ہون راے سہرلت کے ایلچیون نے کہ راے کرن گجراتی کے پوتون سے تھا اور سپاہ دکن کے خوف سے باوجود خلل گجرات بگلانہ مین مقیم تھا اور مملکت موروثی کی طرف توجہ نکرتا تھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہو کر اپنے موکل کی طرف سے عرض کی کہ جو درمیان رایان گجرات اور بادشاہان دکن کے ہمیشہ رسم اتحاد منظور اور ملحوظ ہی لہذا التماس کرتا ہون کہ اول گجرات کی طرف توجہ فرماکر اس خطہ بہشت منزلت کو کہ میرے آبا و اجداد کا ملک ہے اور رعایا جاگیرداروں کے دست ظلم سے جان بہ تنگ آن کر خواہان ایسی عنایات کی رہتی ہے مسخر اور مفتوح کرین اور اس بندہ کو اعداد ملازمان خاص مین درلاکر خاطر جمع سے مالوہ کی طرف لشکر کھینچین اور مقارن اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایلچی بھیجکر التماس قدوم کی سلطان علاء الدین حسن نے انصار و اعوان سے قرعۂ مشورت کا ڈالکر نزدیکی کھیلی اور خلاصہ مشورہ نے یہی قرار پکڑا کہ جب مقابلہ اور مقاتلہ سلطان فیروز شاہ بار بک شہریار دہلی کا اپنے اوپر قرار دیکر حسن آباد گلبرگہ کے تختگاہ سے نہضت کی ہے تو روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہے بلکہ جو رعایا گجرات کی راغب اور مائل قدوم میمنت لزوم ہے صلاح و سداد سے توجہ اُس طرف کی بہت قریب اور مناسب ہے سلطان علاء الدین حسن نے سب کی راے صواب جان کر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور خود بدولت نے بھی پیچھے سے بآہستگی تمام رایت شوکت گجرات کی طرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبہ نوساری مین پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانورون سے مملو دیکھکر شکار مین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس کہ شکار دوست تھا بھیجکر اُس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناح تعجیل اُس طرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید و شکار مین مشغول رہا اس درمیان مین موافق اس امر کے مصرع قضاے آسمانست این و دیگر گون نخواہد شد جو باعث احتراز سفر کرنا تک تھا پیش آیا شکارگاہ مین ہوا لگنے سے تپ محرق عارض ہوئی لیکن ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت مین نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور وقت توبہ اور انابت کے جیساکہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہے مجلس شراب صحراے شکار مین آراستہ کرکے گوشت شکار کے کباب کی رغبت کی اور ہیضہ ہونے سے ایکبارگی مزاج شریف اُس کا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا **نظم** تو اے رعنا چو گل تا چند ہ تا کے ؛ خوری از جام گلگون لالہ گون مے ؛ چو نرگس تا بہ کے ساغر پرستی ؛ قدح در دست و اسر در خواب مستی ؛ تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ ؛ سرت خالی ز سوداے پیالہ ؛ بسی خانہ خراب از مے شد آباد ؛ بسے خانہ کہ از وے شد بادہ برباد ؛ اور جب مرض کی شدت محسوس ہوئی ناچار ترنج حسرت

وورد عازم مراجعت ہوکر بہ کوچ متواتر حسن آباد گلبرگہ کی طرف گیا اور علما اور مشائخ کو حاضر کرکے صدر الشریف سمرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو موافق زمانہ قتلغخان اُستاد کے چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگہ کو حدود ایل اور رائچور اور مدگل تک ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور جنیر اور جیول اور قصبہ بیٹر اور مونگی پٹن کہ چیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹہ سے ہے اپنے بھتیجے خان محمد بن علیشاہ کے تفویض فرمائی اور مملکت برار اور ماہور صفدر خان سیستانی کے سپرد کرکے مملکت بیدر اور قندہار اور اندور اور کولاس اور جسقدر ولایت تلنگ کہ تصرف میں رکھتا تھا اعظم ہمایون ولد ملک سیف الدین غوری کی طرف رجوع کرکے چھ مہینے تک فرش بیماری پر تکیہ کرکے قلعہ کے اندر اُس قصر میں کہ شرفہ کوچہ پر تھا اپنا مقام کیا اور صبح وشام بلکہ علی الدوام بارعام دیکر احوال خلائق میں مصروف رہتا اور مظلوموں اور ضعیفوں کی دادرسانی میں اشتغال فرماکر حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیوں کو آزاد کریں اور اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب سے مقید اور محبوس ہو بقید غل وبہ تعجیل تمام حسن آباد گلبرگہ میں لاویں لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیوں کو کہ جرائم عظیم کے سبب گرفتار تھے دارالخلافت میں لائے اور بادشاہ دادگستر نے اُسی وقت اُنکے جرائم بوجہ احسن عفو فرماکر آزاد کیا مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملک و دولت اُنکی آزادی میں نہ دیکھی تو شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے بعد جس شکل میں اپنی صلاح دولت جانے اُن کے بارہ میں عمل میں لاوے اس عرصہ میں مرض نے اور بھی ترقی قبول کی ہرچند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیر الدین شیرازی اور بھی حکماء ہند نے اصلاح مزاج اقدس میں مساعی جمیلہ کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے منھ نقصان کی طرف رکھا تھا کسی وجہ سے تداوی کا اثر اُس پر مترتب ہوا اور روز بروز ضعف و ناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا یہانتک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ ہنگام وداع ہے پھر معالجہ سے دست کش ہوکر منتظر ندائے ارجعی کا ہوا اُس وقت اپنے چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اُس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہاں ہے سبھوں نے عرض کی کہ مکتب میں سبق پڑھنے میں مشغول ہے پھر اُسے بلاکر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہے عرض کی بوستان تصنیف شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی سیر کرتا ہوں فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہے محمود عرض گذار ہوا کہ آج میں نے یہ حکایت پڑھی ہے حکایت شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت ٭ بسر چشمہ بر سنگی نوشت ٭ برین چشمہ چون ما بسے دم زدند ٭ برفتند چون چشم برہم زدند ٭ گرفتند عالم بمردی و زور ٭ ولیکن نہ بردند با خود بگور ٭ بادشاہ علاء الدین حسن کانگو بہمنی نے جب تیسری بیت سنی ضبط نہ ہوسکا بے اختیار ہائے ہائے کا نعرہ بلند کرکے رویا اور فرزندوں یعنی محمد اور داؤد کو حاضر کرکے فرمایا کہ نفس واپسین ہے تم سے کہتا ہوں کہ اگر اپنی بقائے دولت و سلطنت چاہتے ہو سب بھائی مقام موافقت میں رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھ کر اُسکی خدمت اور اطاعت دارین کی سرفرازی جانو پھر خزانچی کو طلب کرکے مبالغ کثیر نقد و جنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے تفویض کرکے فرمایا کہ مسجد جامع میں جاؤ اور یہ نذر مشائخ اور علما اور مستحقوں کو جو مذہب حنفی رکھتے ہوں تقسیم کرآؤ جب اُنھوں نے اپنے باپ کے فرمانے کے بموجب عمل کرکے بازگشت کی اور خدمت میں اپنے باپ کے عرض کی باواز بلند الحمد للہ کہکر جان بحق تسلیم کی رباعی ہر روز یکے بروز بر آید کہ منم ٭ خود را بجہانیان نماید کہ منم ٭ چون کار جہان بر و قرارے گیرد ٭ ناگاہ

اجل زور ور آید کرمنم ہو گیارہ برس اور دو مہینے اور سات دن بادشاہی کی تھی جب غرۂ ربیع الاول ۷۵۹ھ سات سو
انسٹھ نے منھ دکھایا تو مرگ کا فرمان اس کے پاس آیا مدت اُس کی عمر کی سرسٹھ سال تھی البقاء للملک المعبود اور طبقات
شیخ عین الدین بیجاپوری میں مسطور ہے کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی سے پوچھا کہا کہ بے گنج و لشکر تھوڑے
عرصہ میں ایسی دولت سترگ کیونکر تجھے دستیاب ہوئی اور خلائق کو بے مشقت تو نے کیونکر اپنا مطیع اور
فرمانبردار کیا جواب دیا کہ باعث اس کی دو چیزیں ہیں اول یہ کہ مروت کو میں نے لازم پکڑا اور کسی حال میں میں
نے اُس سے تجاوز نہ کیا دوسرے یہ کہ میں نے دست سخاوت کھول کر دوست اور دشمن سے طریق احسان سلوک
رکھا پس مردم ان دو کار بزرگ کے سبب میرے خواہاں ہوئے اور میری اطاعت میں ہمہ تن مصروف ہو کر مجھے دوست
سمجھے اور منجملہ ان علما و مشائخ کے جو معاصر سلطان علاء الدین حسن تھے ایک شیخ عین الدین بیجاپوری اور دوسرے
شیخ محمد سراج تھے انشاء اللہ تعالیٰ اُنکے حالات اور مقالات عنقریب مقام مناسب میں خامۂ اعجاز نشان کی سنوحات سے
مبین ہونگے اور احوال سلاطین بہمنیہ کے ناظروں پر مخفی اور پوشیدہ نہ ہے کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور سراج
التواریخ اور بہمن نامۂ دکنی جس کو بعض لوگ شیخ آذری کی نظم لکھتے ہیں کسی نے اصل و نسب میں سلطان علاء الدین
حسن کانگوی بہمنی کے صریحاً ایک حرف بیان نہیں کیا ہے لیکن ستائش کے وقت بعضے مقاموں میں شاہان کیان کی
طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ کلاہ کیانی سر پر رکھا تخت کیانی پر بیٹھا اور امثال ذلک اور بعضے مقام میں اسکو بہمن
اور اسفندیار سے نسبت کر کے مدح کی ہے کہ شاہ بہمن نژاد اور فروزندۂ تاج بہمنی اور مثل اس کے اور عبارات جن سے
ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسفندیار کے نسل سے تھا ان دونوں کتاب میں بہت درج ہیں اور اگر یقین ہوتا کہ بہمن نامہ نتائج
طبع بے طمع اور عالم باعمل اور عاقل بے امل شیخ آذری کا ہے اس دعوی کی تصدیق کے واسطے ایک شاہد عادل ہوتا کسواسطے
کہ شیخ آذری جیسے بزرگ سے یہ امر بعید تھا کہ ایک چیز کو خوب تحقیق اور ثابت نہ کر کے مدعی اُسکا ہوتا اور شعر بہمن نامہ کے میں نے صحت کے
واسطے اس کتاب میں درج کیے ہیں متانت سخن شاعروں کی میں نے لکھے اور تخلص شاعر کا بھی اس کتاب میں فقیر کی نظر سے نہیں گذرا پس سخن سنج منصف مزاج
کو کیونکر باور کریں کہ یہ شعر شیخ آذری کے ہیں لیکن جس وقت مسودہ ان اوراق کا بلدۂ احمد نگر میں مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے سلک ملازمت
میں منتظم تھا اُسکے کتب خانہ میں ایک رسالہ مشتمل بر تحقیق اصل و نسب سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی جس پر نام اُسکے
مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار بیمقدار کی نظر سے گذرا اور حاصل رسالہ کا یہ ہے کہ سلطان علاء الدین کانگوی بہمنی نژاد بہرام گور
سے ہے اور پر اس نہج کے کہ سلطان علاء الدین حسن بن کیکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سام بن میمون بن سلام
بن ابراہیم بن نصیر بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن
سعصاسے بن ففغور بن فرخ بن شہریار بن جاہر بن سعید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن نیک کردار
بن فیروز بخت بن نوح بن صانع اور نسبت صانع کی بچند وجوہ ساتھ بہرام گور کے پہونچتی ہے اور بہرام گور
ساسان کی نسل سے ہے اور ساسان بہمن بن اسفندیار کی نسل سے کہ جملہ بادشاہان کیان سے تھا اور سلطان
علاء الدین حسن اور اولاد عظیم الشان اُس کی کو اسی وجہ سے بہمنیہ کہتے ہیں جو کچھ خاطر ناقص میں جامع اس
اخبار کے پہونچا ہے یہ ہے کہ جب سے نام کانگوی بہمن کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہوا اُس کو
بہمنی کہتے ہیں لیکن خوشامدی شاعروں و مورخوں کے ہاتھ میں اس سے دستاویز مل گئی کہ کانگوی بہمنی کی نسبت توڑ کر

بہمن بن اسفندیار کی طرف لگائی واللہ اعلم **تذکرہ آرایش پایہ تخت و تاج سلطنت اور جہانبانی**
**کا وجود باجود نوبادۂ بوستان شاہی و کامرانی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین**
**حسن کانگوی بہمنی نور اللہ مضجعہ بنور رحمتہ سے** نظم گذارندۂ شرح معنی شناس * سخن راچنین می
نہد در قیاس * کہ بعد از حسن شاہ تخت دکن * نوی در گرفت از محمد حسن * سلطان محمد شاہ کہ وفور عقل و شجاعت و سخاوت
سے موصوف تھا سلیمان کے مانند چتر ہمایوں کے سایہ میں در آیا اور اسباب تجمل اور آلات شوکت پادشاہی میں نہایت
کوشش کر کے چتر کے کلس کو جواہر آبدار سے آراستہ کیا اور ہمائے مرصع اُس قبہ پر نصب کر کے وہ یاقوت کہ راے بیجانگر
نے سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا اور جوہری اُسکی قیمت کی تشخیص سے عاجز تھے اُس طائر ہمایوں کے
سر پر نصب کیا اور نواچیون اور پیادون کی کثرت میں سعی موفور کی اور امراء صاحب منصب اور دن و ریگہ جوانون کے واسطے چار
وقت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے سرفراز کر کے علاحدہ علاحدہ نام رکھے چنانچہ نواچیون کو احتساب لشکر اور بار دہی خلائق
کی خدمت دی اور انھین بارداران کہتے تھے اور جو کہ اسلحہ خاص اُس زنگ گلشن اقبال کے از قسم شمشیر اور سپر و نیزہ و علم یکہ جوانان
خاصہ کے حوالے تھی انھین اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد اُنکے اُسوقت میں دو سو مرد سے زیادہ نہ تھے اور یکہ جوانان
خاصہ کے چار ہزار تھے انھین خاصہ خیل کہتے تھے اور حکم فرمایا کہ ہر روز پچاس اسلحہ دار اور ایک ہزار خاصہ خیل صبح کے وقت
دیوانخانہ کے دروازہ پر حاضر رہیں اور دوسرے دن صبح کو جب اور نوبتی حاضر ہو وین تو وہ اپنے منازل میں مراجعت
کریں اور ہر نوبت میں جو امراء اور منصب داران پاے تخت میں حاضر ہوں وہ بھی دیوانخانہ میں آ کر اسلحہ داران کے
ہمراہ چوکی دیوین اور ہر نوبت میں ایک کو بزرگ اور سردار کر کے اُسکا سر نوبت نام رکھا اور سر نوبت چوکی اول کو
بھی سر نوبت کہکر اور نوبتیون کے سر پر مرتبہ برتری کا بخشا اور اسی طرح سے ہر ایک طرف دار مملکت کے واسطے ایک
خطاب مقرر ہوا چنانچہ طرفدار دولت آباد مسند عالی و طرفدار برار مجلس عالی و طرفدار بیدر و تلنگ اعظم ہمایوں و طرفدار
پاے تخت حسن آباد گلبرگہ اور بیجاپور کہ منصب وکالت رکھتا ہو ملک نائب خطاب رکھا اور سپہ سالار تجمیع ممالک
محروسہ کو امیر الامرا قرار دیا اور یہ مناصب اور خطاب اسوقت تک بلاد دکن میں شایع اور رائج ہیں اور جمعہ کے
سوا اور دنون میں ایوان کے درمیان میں فرشہاے ابریشمین نہایت تکلف سے بچھا کر شامیانے مخمل زربفت اور
بھی اقمشہ نفیسہ آگے ایستادہ کرتے تھے اور تخت نقرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان محمد شاہ
پہر دن چڑھے تشریف لیجا کر اول تعظیماً تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اُس کے بعد تخت پر جلوہ گر ہو کر نہایت شوکت اور
صلابت سے بار عالم دیتا تھا اور لوازم جہانداری میں مصروف ہوتا تھا اور بیشتر اس سے کہ موذن اذان ظہر دیتا تخت
سے برخاست کر کے مجلس دربار موقوف کرتا اور چونکہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر رہتا
تھا بعد چندے راے تلنگ نے جیسا کہ بیان آویگا ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اُسے دولت شگرف
جانکر ایوان بار عام میں رکھا اور تخت نقرہ گوشہ میں رکھکر پھر اُس پر اجلاس نفرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے اپنے
عہد فرخندہ میں اُس تخت نقرہ کو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھیجا تو اُسے توڑ کر سادات پر قسمت
کریں اور ابتدا سے زمانہ میں سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے
سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار میں ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اُسی عرصہ میں جب ملک سیف الدین غوری

نے دیکھا کہ دربار مین بیٹھنا سلطان محمد شاہ کے طبع غیور کے موافق نہین ہی عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو خویش

و اقارب حضرت کے اور دیگر امراء کہ حقوق خدمت اس دولتخانہ پر رکھتے ہین وہ سب بزرگوار خدمت مین ایستادہ

رہتے ہین اس دولتخواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل اُنکے پاے تخت مین ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین دعا

تھی پذیرا ہوئی وہ بھی مثل تمام مجرائیون کے خدمت مین مشغول رہتا تھا اور اسی طرح سے حکم فرمایا کہ سکہ زر پر یار مین

اور ہر روز پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجاوین اور تمام آدمی بار عام کے وقت دو زانو ہو کر سر زمین پر رکھین اور بعد

انقراض دولت بادشاہان بہمنیہ کے دکن مین چند فرقہ بہم پہونچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوے لیکن ہرگز سکہ سونے

پر نہ مارا اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہونکا لازمہ ہی نہ بجائی سواے والیان تلنگ کے کہ مشہور قطب شاہیہ ہین

اُنھون نے بھی اگرچہ پنج وقتی نوبت بادشاہی بطرز سلاطین بہمنیہ بجائی لیکن سکہ نہین پایا اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی کا قسم طلا و

نقرہ سے چارگوشہ تھا یا وزن ان مختلف نہایت در جہ دو تولہ سے زیادہ نہین اور ربع تولہ سے کم نہین اور ایک طرف کلمہ طیبہ

شہادت اور نام چار یار اور دوسری طرف پادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت نقش تھی اور صرافان کفرہ اپنے تعصب

سے اور رایان بیجانگر و تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ غل و غش سے بری تھا گداختہ کرتے اور چاہتے کہ بدستور سابق

زر کفار بیجانگر اور تلنگ کا دکن مین رائج رہے سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پاکر چند مرتبہ ممالک محروسہ کے صرافون

کو توڑنے اور چرخ دینے زر اسلام سے مانع آیا اور لوازم نصیحت کے بجالایا اور جب ممنوع نہوے اور نصیحت سود مند

نہ آئی فرامین قتل اُس جماعت کے بابہ مین لکھکر مردم معتبر اور دولتخواہ کے ہمراہ اطراف و جوانب مین ارسال فرمائے

کہ فلاں تاریخ مین صرافون کے قتل مین اقدام کرین چنانچہ ماہ رجب سنہ [illegible] سات سو ستھ ہجری مین کہ روز میعاد تھا یکبارگی

تمام ولایت مین صرافان ہندو کا قتل شروع کر کے عرصۂ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلایش وجود اُس جماعت سے پاک کیا اور

حکم کے موافق کھتریان کہ ہمراہ لشکر دہلی بسنوات سابقہ دکن مین آئے تھے صرافی کے شغل مین مشغول ہوے اور آخر عہد

شاہان بہمنیہ تک زر اسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان

فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین اپنے آبا و اجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اظہار نفرت کر کے مبلغہا کلی سرکار شاہی مین

دیے اور امر صرافی مین اقدام کر کے گرد زر مسکوک کفار نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً کوئی شخص اُس زر سے اُنکے پاس لاتا تھا

تقیمت طلا خرید کر کے دار الضرب مین لیجاتے تھے اور گداز کرتے تھے اور خرخشہ مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع کرتے

تھے لیکن جب اوسط عہد سلطان محمود شاہ بہمنی مین آثار خلل بنیاد دولت اُس خاندان مین ظاہر ہونے لگے تب پھر اپنے کام مین مصروف

ہوے یعنی چھ سات برس کے عرصہ مین زر اسلام سے کچھ اثر نہ چھوڑا اور زر مسکوک رایان بیجانگر اور تلنگ کو کمر ساتھ رائج

اور پر تاب کے شہرت دیکھتا ہی جمیع ملک اسلام مین رواج دیا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور رسول کو پہونچی ہی وہی زر کفار

اہل اسلام کے درمیان مین شائع اور رائج ہی اور راقم اس حروف کا یاد رکھتا ہی کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کی مجلس مین

چند مرتبہ کہ باگ حل و عقد امور مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے قبضہ اختیار اُسکے مین تھی حکایت قتل عام صرافون کی عہد فرخندہ

عہد سلطان محمد شاہ بہمنی مین مذکور ہوئی شاہ قلی صلابت خان ترک نے بہت سعی کا میان جان پر باندھ کر چاہا کہ

مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے قلمرو مین بھی زر اسلام کو رواج دیکر زر کفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تک نگینا کے اندر

چند موضع مین دار الضرب یعنی ٹکسال بہم پہونچا کر وجوہ طلا اور نقرہ کو بنام نامی ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ و السلام اور

اسم مبارک مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے زیب و زینت دیا لیکن امیرالامرائے مملکت برار یعنی سید مرتضیٰ سمنانی جو شاہ قلی صلابت خان سے صفائی نرکھتا تھا چاہا کہ مملکت برار میں ٹکسال بہم پہونچکر زر اسلام شائع ہو اور اس بات نے صرافان احمد نگر کے دلمین کہ پائے تخت نظام شاہیہ مین تھے اثر کیا عمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کرکے اپنے مکانون مین زر مسکوک اسلام کو توڑکر اسکی بے رواجی مین کوشش کرنے لگے اور ہرچند شاہ قلی صلابت خان صرافان معتبر کو عقوبات غیر مکرر اور گوناگون سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اُسپر مترتب نہوتا تھا اور اپنے عمل زشت سے باز نہ آتے تھے قضا را اُسی عرصہ مین چند روز کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب وکالت سے معزول ہو کر محبوس ہوا اس صورت مین صرافان عناد پیشہ نے اُس دیہہ کا نشان نچھوڑا اور اسی طور سے برہان نظام شاہ بحری ثانی نے سنہ ۱۰۱۱ ایکہزار گیارہ ہجری مین بنام حضرات ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام زر سرخ کو مسکوک کرکے چاہا کہ زر کفار متروک کرون لیکن جو نہین دنون مین اُسکے طائر روح نے باغ بہشت کی طرف پرواز کیا اور احمد نگر مین ہرج و مرج ظاہر ہوا اس سبب سے صورت نہ پائی اور معرض توقف مین رہا القصہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ترویج مین نہایت درجہ کوشش کرکے زر کفار کو قلمرو اپنے سے مستاصل کیا راے بیجانگر اور تلنگ اُس کو صاحب اعیہ جانکر خائف اور ہراسان ہوے اور دونون نے متفق ہو کر امرائے اسلام کو جو تمام نقود خزانہ بلکہ معطلی کھینچنے کے سبب سے رنجیدہ خاطر ہوئے تھے جیسا کہ مذکور ہوگا تقویت کرکے سلطان محمد شاہ بہمنی کی مخالفت کے واسطے ترغیب و تحریص کی اور جب بعضے امرائے کبار باطنا انسے ہمزبان اور ایکدل ہوے رائے بیجانگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رائچور اور مدکل مع مضافات اسکے کنارہ آب کشنہ تک تخت مین رایان بیجانگر کے رہا ہے اگر آپکو ہمسائگی ہماری اور اپنے بقائے سلطنت کی تمنا ہو مقام اتحاد مین ہو کر آب کشنہ کے ساحل تک قلعہ اور پرگنے ہمین واگذاشت کرین تو ہم لوگ تمہارے سپاہ شاہ دہلی کے صدمہ اور میرے لشکر قہار کے آسیب سے محفوظ اور محروس ہون اور اسی طرح رائے تلنگ نے قلعہ کولاس جو سلطان علاءالدین حسن کو پیشکش کیا تھا اسوقت فرصت پاکر ایلچیون کو دارالملک بہمنیان مین روانہ کرکے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ دیو مجھسے مقام سرکشی مین ہے اور قلعہ کولاس اور اسکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہے صلاح دولت جناب یہی ہے کہ کار جنگ کو نہ پہونچکر اُس محال کو اسطرف رجوع کرین تو جادۂ موافقت اور مرافقت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہوکر آپکے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن رہون القصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور عاقلی سے اُنکے ایلچیون کی تعظیم و تکریم فرماکر ڈیڑھ برس لیت و لعل اور حرف و صوت مین نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت اساس مرقوم کرکے مردم سخندان کی مصاحبت سے بیجانگر اور تلنگ مین روانہ کیے اور اس عرصہ مین تقریبات اُٹھاکر ہر ایک امرا کو کہ جنسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا مستاصل کرکے دوسری جماعت کو کہ محل اعتماد تھے بزرگ اور صاحب دستگاہ کیا پھر بعد مراجعت ملکہ جہان کے سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے اور اطمینان خاطر سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ سے بہم پہونچاکر بار عام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت سے آراستہ کی اور ایلچیون رائے بیجانگر اور تلنگ کو اُس مجلس مین بلایا اور ازرو سے قہر و غضب اور نہایت تسلط اور غایت استیلا سے کہا کہ ایک مدت ہوگئی کہ تخت فیروز بخت دکن نے فرق قدم سے میری رونق سپہر برین بہم پہونچائی ہے اور میرے اقبال کا پانون عرش فرسا ہوا ابتک رایان اطراف نے مجھے پیشکش اور ہدایا نہ بھیجے چاہیے کہ فیلان کا آمدنی جسقدر

کہ جو انکی سرکار مین ہون مع زر و جواہر اور تمام امتعہ اور اقمشہ انکی پیٹھ پر لادکر بسبیل استعجال درگاہ مین روانہ کرین کہ نقود و
خزانہ عامرہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین صرف ہوا زر کی احتیاج بہت ہے ایلچیون نے صورت مجلس کو دوسری طرز پر
دیکھکر زمین خدمت کو بوسہ دیکر اپنے منازل مین گئے اور قصد طلب پیشکش کا مشروح ہوگا اپنی عرضیون مین درج کرکے جلد
روانہ کیا اور حکایت روانگی ملکہ جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک و غیر
مسکوک کا ساتھ اس طور کے ہے کہ سلطان علاء الدین حسن جب مثل اورون کے اس جہان گذران سے درگذرا سلطان
محمد شاہ بہمنی مرسوم کے دن صبح کو جیسا کہ دأب سلاطین ہندوستان ہے زیارت قبر پدر کرکے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا
اور دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ مین تخت فرمانروائی پر اجلاس کیا اور امور جہانداری کے عہدہ سے جیسا کہ واجب و لازم ہے برآیا
اور کسی طرح کا نقص نکرکے فرامین استمالت اور خلعت ہاے فاخرہ ازروے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور
خواہین دولت آباد اور برار کے واسطے بھیجکر انکو مطمئن کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اسکے بیٹے ہمایون کو نوازش
اور تربیت خسروانہ فرماکر دولت و اقبال کے مراتب اعلی مین پہونچایا اور چھ مہینے کامل ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کی تربت
پر کہ قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہے جاکر فقرا اور مساکین اور زوارون کو بانعام و احسان محظوظ کرتا اور ایک گنبد عالی
اسپر بناکرکے چند قصبہ اور قریہ وقف حظیرہ کرکے حکم دیا کہ ہمیشہ دو سو آدمی باپ کی قبر کے قریب تلاوت قرآن مجید مین مشغول
رہین اور ملکہ جہان نے کہ والدہ سلطان محمد شاہ کی تھی جمیع نقود و جواہر اور زر خاصہ اپنا ترویح روح شوہر کے واسطے صرف
کیا جب ایک سال اسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی رخصت حاصل کی اور سلطان
محمد شاہ مراسم عزت والدہ جس طرح کہ واجب ہے بجا لاتا تھا عازم جازم ہوا کہ تمام نقود خزینہ کو کہ اسکے باپ نے مصلحت دنیوی
کے واسطے جمیع کیا تھا ہمراہ ملکہ جہان اماکن شریفہ کی طرف روانہ کرون کہ واسطے ترویح روح پدر فقرا اور مساکین پر صرف
کرے پھر خزانچی کو بلاکر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ مین ہو سب دربار مین حاضر کرو چنانچہ
خزانچی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقرہ خالص سواے مرصع آلات کے جملہ ملاحظہ مین در لایا اور حکم کے موافق
معیار مین لاکر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن قلمبند ہوے اس درمیان مین بعضے امرا اور ارباب
دخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی یعنی ملک فیروز شاہ باربک اس مملکت کے انتزاع کی فکر مین ہے اور بادشاہون کو مصالح
لشکر اور حفظ مملکت مین خزانہ کے سوا چارہ نہین ہے صلاح دولت اسمین دیکھتے ہین کہ بقدر کفاف مصحوب ملکہ جہان کرکے
باقی کو خزانہ مین داخل فرماوین تو ضرورت کے وقت امور سلطنت مین کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہوکر سکوت اختیار کیا
سفار ان اس حال کے ملک سیف الدین غوری دربار مین حاضر ہوا جب آثار تفکر سلطان کے چہرہ سے مشاہدہ ہوے اس کا
سبب استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور رایع آنا دولتخواہو کا مع وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین
غوری نے جواب دیا قبلۂ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہے حق ہے اور بادشاہ جہاندار کو خزائن اموال
پر ضرور ہے لیکن جو نقود بقصد اس کے کہ راہ خدا مین صرف کیا جاے خزانہ سے برآوردہ کرکے دربار فیض آثار مین
حاضر کیا ہے مناسب نہین دیکھتا کہ تشنیع عزیمت کرکے پھر خزانچی کے سپرد فرماوین سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت حق طویت
کے موافق آیا اسوقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی جلشانہ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت ایسی بادشاہی کرامت فرمائی
اگر اُسے میری سلطنت نگاہ رکھنی منظور ہوگی بے خزانہ نگاہ رکھیگا یہ کہکر صدر الشریف اور دوسرے مردمان معتبر کو بلایا اور

حاضر

چاندی سونا بے کم وکاست اُن کے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرا کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کے واسطے تعین کرکے
اپنی والدہ کو اُس جماعت کے ہمراہ بندر دابل کی طرف روانہ کیا اور وہ عفیفہ صالحہ جمیع مہمات اپنے صدر الشریف
اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کرکے کشتی محمد شاہی میں کہ اُس جلدی میں مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب
اور ملوک اور خواتین کی عورتوں کے سوا آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیرنی ساتھ اُسکے کشتی میں در آئیں اور صدر الشریف
ملکہ جہان کے اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد اور عنایت فرماتا ہوا اور آپ نے کہا کہ سفر کے جانے اور آنے میں
تمام لوگ مہمان عزیز ملکہ جہان ہیں کوئی شخص مال خاص اپنے سے خرچ نہ کرے اور جس شخص کو جو شے درکار ہو سرکار سے لیکر صرف کرے
اور تلخی طلب سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال قیمت ہے اور تعلق ساتھ تمہارے رکھتا ہے اور کشتی ملکہ جہان باد مراد کے سبب سے
اُس سبب موجہ طوفان ایک مہینے اور سات روز کے عرصہ میں موسم حج میں بندر جدہ میں پہونچی صغیر و کبیر اور مرد و عورت بہ طواف
خانۂ خدا سے مشرف ہوئے اُسکے بعد ملکہ جہان نے اُس ملک کے مستحقوں کو انعام اور احسان سے مسرور اور اہل طلب کرکے یوم الحساب
کا ذخیرہ کیا اور ہیئت مجموعی سے مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر سید المرسلین کی زیارت سے شرف یاب ہوئی اور
ایک سال اُس مقام مقدس میں مقام کیا اور چار ہزار سادات کے لڑکوں اور لڑکیوں کی عروسی اور دامادی کرکے زر خطیر
اُس کار خیر میں صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کی طرف جاکر
زیارت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا وعلی اولادہا المعصومین کی کرکے خیرات کثیر بنام چار یار اور فرزندان
جناب عصمت مآب بی بی کی کرتی تھی ایکدن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہداء امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کہاں ہے
اُسنے عرض کی زمین کربلا ئے معلی میں واقع ہے ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہاں ہے اور قبر اُنکے فرزند دلبند
کی اُس مقام میں کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشریف نے قصۂ ظلم یزید پلید اور شہادت آنحضرت علیہ السلام کی
ظاہر کی ملکہ جہان نے نوحہ وزاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اور بیٹیوں سے ماؤں کو بہت عزیز و مکرم ہوتا ہے
اگر میں زیارت اُس جناب سے شرف یاب نہ ہونگی معلوم نہیں کہ حضرت بی بی مجھ سے راضی اور خوشنود ہوں پھر عازم
جازم سفر کربلا ئے معلی ہو کر تہیہ اور سامان اُس سفر میں کوشش کی مقارن اس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی
علیہا السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتی ہیں میں تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا و رسول بھی تجھ سے خوش ہیں
اس مقام سے اپنے مسکن کی طرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق میں بیتاب ہیں ملکہ جہان نے بعد خواب
صدر الشریف سے بیان فرمایا اور ایک مرد معتبر کو مع مال و اسباب فراوان بغداد کی طرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور
مولا ئے متقیان علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کہ اُس حدود
میں مدفون ہیں طعام دیگر باقی روپیہ سادات اور زائروں اور خادموں پر تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے دکن
کی طرف روانہ ہوئی جب بندر دابل میں پہونچی سلطان محمد شاہ نے بسبیل استعجال لوازم استقبال میں قیام
کیا اور قصبہ کھیر میں بیٹے نے ماں کی زیارت کی اور ماں فرزند کے دیدار سے مسرور و محظوظ ہوئی اور ایک
دوسرے کی سلامتی پر شکر ایزدی بجا لائے اور ایک خلعت اور فرمان مشتمل بر تفویض بادشاہی دکن اور اجازت خطبہ
اور سکہ کا ایک خلفا ئے عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام پہنکر پھر سر پر رکھا اور لانیوالوں سے نوازش
بہت فرمائی اور جامۂ کعبہ کہ اُسکی والدہ ماجدہ بر رسم تبرک لائی تھی وہ مشجر سیاہ کا تھا اُس کا چتر بنایا اور دو سو

تا قصبۂ کلہر مین جشن بزرگ کیے اسکے بعد باتفاق ملکہ جہان بلدۂ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور اس شہر مین
بھی لوازم عیش و سرور بجا لایا اور ملکہ جہان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقد کی زیارت کرکے صدقات اور
خیرات شوہر کی روح کی ترویح کے واسطے بجا لائی اور پسر ارشد اور اکبر سے رخصت لیکر شوہر کے حظیرہ کے قریب مکان
بنایا اور صبح و شام اسکی قبر پر جاتی تھی اور اسکی مفارقت مین گریہ و زاری کرتی تھی یہانتک کہ ۷۶۳ھ سات سو تریسٹھ
ہجری مین مرغ روح اسکا روضۂ رضوان کی طرف پرواز کر گیا اور شوہر کے پہلو مین مدفون ہوئی اور نقل ہے کہ ملکہ جہان
کے صدق اعتقاد کی برکت سے جس قدر آدمی کہ ہمراہ اُس کے کشتی مین سوار ہوکر یثرب اور بطحی کی طرف روانہ ہوے
تھے مرد اور عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت سے بصحت و سلامتی منزل مقصود مین پہونچے اور حرمین شریفین کی
زیارت سے مشرف ہوے اور بدون اسکے کہ کسی کو انمین اجل طبعی پہونچے تمام عازم مراجعت ہوکر قادر بیچون کی ضمانت مین
بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچے اور یہ امر عجائب اتفاق حسنہ سے ہے اور اُس ضعیفہ عفیفہ کے سواد و سمر سے شخص کو یہ دولت
عظمیٰ نصیب ہوئی ہوگی القصہ جب ایلچیون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکمون کو لکھا راے تلنگ نے اپنے
بڑے بیٹے ناگدیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادہ بیشمار کے اس کی طرف روانہ کیا اور راے بیجانگر نے بھی راے تلنگ کی
مددگاری پیش نہاد ہمت کرکے بیس ہزار سوار اور پیادے ناگدیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسمعیل
فتح کو کہ سپہسالار کیا تھا حکم فرمایا کہ اعظم ہمایون اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدر براہ برار جو اسکے ہمراہ کیا تھا دشمنون کے
دفع مین مشغول ہووین اور کسی حال مین اُسکے کہنے اور فرمانے سے تجاوز اور تخلف جائز نرکھین چنانچہ بہادر خان مع لشکر
باشوکت تمام فوج کفار کے مقابل آیا اور بین الفریقین سخت معرکون کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا
اور شکست فاحش کھا کر سر دست بحال ابتر اوراق گنجفہ کی طرح پریشان ہوکر اپنے ممالک کی طرف بھاگے اور بہادر خان نے
ورنگل تک تاخت لیجا کر وہانکے راے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی تو ہیکل اور بھی تحف و ہدایاے نفیس
لیکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور آخر ۷۶۳ھ سات سو تریسٹھ ہجری مین جس وقت کہ سلطان محمد شاہ بہمنی کرسی
پر بیٹھکر وضو کرتا تھا عرض مین پہونچایا کہ ایک جماعت سوداگرون کی چند گھوڑے لائی ہے سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور راغب
اسپ شائستہ رہوار رہتا تھا اور اسپان تازی نژاد سے ایک حظ وافر رکھتا تھا اُسی طرح کرسی پر بیٹھکر اُن سوداگرون کو
طلب کیا اس لحاظ سے کہ اگر انمین کوئی گھوڑا لائق سرکار اور قابل سواری ہو خرید کیا جاوے جو کہ اُس درمیان مین ایسا گھوڑا
نہ تھا سوداگرون سے فرمایا جو کہ تمھارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہون کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے
ملک مین لاکر بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانا لائق نہ تھا یہ سنکر اُس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر
عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کے واسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگدیو والی ویلم پٹن کہ اپنے باپ کی طرف سے
اُس حدود مین اقامت رکھتا ہے خواہ نخواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہاے قلیل ہمسے لیے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ
تمنے کسو واسطے اُس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ بہمنی کے واسطے لیجاتے ہین انھون نے جواب دیا کہ ہمنے اُسسے بہت سمجھایا
اور اس بارہ مین نہایت مبالغہ کیا لیکن اُس بدبخت بد باطن کے ذہن مین ہمارا قول اثر پذیر نہوا سلطان محمد شاہ جو ناگدیو کی اوضاع
نا ملائم سابق سے آزردہ خاطر تھا اس بحث کو کدورت سابقہ کے علاوہ کرکے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور عزیمت
ملوکانہ ناگ دیو کے اخراج کے واسطے مصمم کی اور ابھی کرسی سے برخاست نہ کی تھی کہ دہلیز اور سراپردہ سپاہ باہر بھیجا اور

تختگاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور شبدیز مشکی پر جو اکثر معرکون مین اپنے حق مین مبارک اور مسعود سمجھتا تھا
کرسی کے قریب طلب کر کے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطان پور کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سراج جنیدی
سے التماس دعا کی اور گیارھوین دن فیل تختگاہ پر کہ عین مستی مین تھا سوار ہوکر تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور جب قلعہ
کلبانی کے اطراف مین پہونچا اثناے سواری مین ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ کتنے عرصہ مین ویلم پٹن مین
داخل ہونگا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسی طور سے تشریف لیجاوینگے تو شاید دوسرے سال وہان نزول اجلال
فرماوینگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سنتے ہی ہاتھی کو ایستادہ کر کے فوراً چار ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ اپنے
لشکر کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہمایون کو باجماعت جوانان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے
پیشتر روانہ کیا اور خود بدولت پاے ظفر رکاب توکل مین ڈالا اور اردو کو بھی بہ بدرقہ احمد آباد بیدر مین چھوڑ کر شبدیز مشکی
کو ایسا تند اور سرپٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ مین طے کر کے مع ایکہزار سوار ویلم پٹن مین پہونچے اور
ایک جماعت جوانان افغان کو بہ لباس سوداگران غارت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر مین جاکر جزع و فزع کرین
اور مردم دروازہ کو اپنی باتون مین مشغول کر کے ایک لحظہ نگاہ رکھین جب یہ برسم سوداگران افغان تیر
و کمان و شمشیر باندھ کر شہر مین داخل ہوے دروازہ کے محافظ تمام انپر ہجوم لاے اور متفحص انکے احوال کے ہوے انہون
نے جواب دیا کہ ہم لوگ تجارت پیشہ ہین اور اسپ قماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف مین چورون اور رہزنون
نے دوچار ہوکر تاراج کیا اور ہم نے سلامتی کو غنیمت جانکر تیز قدمی سے آپکو شہر مین پہونچایا ہے اور اس شہر کے حاکم
سے امیدوار ہین کہ ہماری فریاد کو پہونچکر داد مظلومون کی دیوے قصہ کوتاہ یہ لوگ یہان اس حرف و حکایت اور تضرع
و زاری مین تھے کہ سلطان محمد شاہ ہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور غوغا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ چور
آپہونچے انکی مدافعت اور ممانعت کے واسطے اٹھے کہ دروازہ بند کر کے اس بلاے ناگہانی سے امن پاوین کہ ایکبارگی وہ
جماعت مزوردست بقبضہ ہوکر جنگ مین مشغول ہوئی اور انھین دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی اس درمیان مین سلطان
محمد شاہ بفراغ خاطر شہر مین داخل ہوا اور دربانون اور محافظون کو علف تیغ خون آشام کیا اور بلا توقف قلعہ ارک کی طرف
متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار مین جو شخص سامنے نظر پڑا افغانیون کی تیغ قہر سے بے سر ہوا اور رقم انکی ہستی کی دار فنا کے صفحہ
سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگدیو کو صلا اور مطلقاً خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام اس طور سے تاخت کر کے اس حیلہ اور
مکر سے شہر مین داخل ہوکر ایک جماعت قلیل سے مرتکب اس قسم کے امر خطیر کا ہوگا یہ خبر جانسوز سنتے ہی سراسیمہ و متحیر
ہو اس باغ سے کہ جہان عیش و عشرت مین مشغول تھا آپکو بصد محنت و ہزار خواری قلعہ ارک مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ
اس معنی کو قوت اپنے طالع کی تصور کر کے اسی وقت اس قلعہ کے محاصرہ مین کہ توپ تفنگ بلکہ تمام آلات حربی
اور حصارداری سے خالی تھا مشغول ہوا اور جمیع ہنرمندان شہر کو گرفتار کر کے تھوڑے عرصہ مین بہت زینے چوبی
اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیے اور قریب شام ناگدیو مضطرب ہوکر مثل مار سر کوفتہ پیچتاب کھاکر حرکت مذبوحی
کرنے لگا اور جب سمجھا کہ تیر از شست جستہ اور کام از دست رفتہ مین سعی و کوشش فائدہ نہین بخشتی اور ترس خوف
کفار کے دلون پر غالب ہے کسی طرف سے کمک نہ پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو شہر سے جدا تھا کھولا اور ہمراہ ایک جماعت
مخصوص کے راہ فرار ناپی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ

دستگیر کرکے قلعہ ارک مین لائے اور خزینے اور دفینے پر ناگدیو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے
دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلا کر پوچھا کہ تو نے گھوڑے اُن سوداگرون کے جو میرے واسطے لائے تھے کس واسطے اُنسے
لیے اور کیون مرتکب ایسی جرأت نا ملائم اور جسارت نامناسب کا ہوا ناگدیو نے جو وحشت اور خوف اُسکے دل پر
غالب ہوا تھا سر رشتہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر از روے غرور اور جہالت جواب ناصواب دیا اور سلطان محمد شاہ جو انتقام
سے گذر کر عفو کا راغب تھا اُسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اُسکے دل مین افروختہ ہوئی فرمایا کہ ایک انبار ہیزم جو قلعہ
کے مقابل بلند تھا اسمین آگ روشن کرین اور ناگدیو کی زبان برآوردہ کرکے منجنیق مین بٹھا کر اُس آگ مین ڈالین اس سیاست
کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بیدین تھی اُس شہر مین پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کرکے تجرع اقداح
نشاط مین اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہونچتا تھا اُسے شہر کے باہر جگہ دیکر شہر مین داخل نکرتا تھا
اور سپاہ کنایان شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جواہر فراوان لیا اسواسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس
ولایت کا نہو سکیگا مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور تلنگیون نے جب اس قضیہ سے کہ ہرگز
اُنکے خیال مین نہ تھا آگاہ ہوے مور و ملخ کے مانند ہجوم لاکر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گھیرا اور سلطان
نے مطلق ہراس کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور حکم دیا کہ کوئی شخص زر و جواہر کے سوا کچھ نہ اٹھاوے تمام سپاہ خیمہ اور اسباب
چھوڑ کر بار کشتون کو کہ قسم خچر اور گاؤ سے جو گھوڑون کا ساتھ نہین دے سکتے صحرا مین چھوڑ دین اور گھوڑا دوڑ قیمتی لے کر
آہستہ آہستہ صبح سے سہ پہر تک قطع مسافت کرین اور جس قریہ مین پہونچین غلہ اور چارا بقدر کفایت اُسدن کے اٹھا کر صرف
کرین اور راتون کو جنگل مین فروکش ہوکر زین گھوڑون کی پیٹھ سے جدا نکرین اور ہر شب ایک جماعت اپنے اپنے وقت معین
پر ہوشیاری اور بیداری مین قیام کرین لیکن باوصف اس انتظام کے باشندگان تلنگ جس مقام مین میدان پاتے تھے
دن کو خواہ رات کو درختون اور پشتون کی آڑ پکڑ کے تیر و تفنگ سے مسلمانون کو ضائع کرتے تھے جیسا کہ چار
ہزار سوارین سے ایک ہزار اور پانسو سوار نے اپنے مکانون کی طرف مراجعت کی اور اثناے راہ مین چند مرتبہ
مسلمانون اور کافرون کے درمیان مین معرکۂ عظیم واقع ہوے تائید ربانی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو
نصیب ہوئی اور نظر بد دفع ہونے کے واسطے ایک معرکہ مین گولی بندوق کا اوچھا زخم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آیا کارگر
نہوا اور بادشاہ نے باوجود منزلون دھاوا کرنے اور ضعف کے ہرگز گھوڑے سے نہ اترا اور نہ پالکی مین سوار ہوا بلکہ نہایت
شوکت شان اور تمکین و وقار سے بلاد تلنگ کی مسافت طے کرکے اپنے ممالکات کی سرحد پر داخل ہوا اور ماندگی اور کثرت تازندگی کے
سبب کولاس مین چند روز استراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خبر ہجوم سنکر چند نفر امرا کو پیشتر بسبیل
استعجال روانہ کیا تھا وہ بھی کولاس مین بساط بوسی کے شرف سے معزز ہوے اور فرمان واجب الاذعان کے
موافق بہت ممالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاک سیاہ کیا پھر اُس شاہ قضا قدرت سپہر منزلت کے ہمراہ رکاب ظفر
انتساب تختگاہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور ۷۶۴ سات سو چونسٹھ ہجری مین راے تلنگ کہ شکست سابق
اور قتل ہونے ناگدیو فرزند اور ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرائض متواتر شاہ دہلی یعنی
ملک فیروزشاہ باربک کی بارگاہ مین ارسال کین سلطان محمد شاہ کے مخبرون نے بابت عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ
ان دنون مین عرضیان راے ورنگل کی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچین کہ بندہ جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری پر

ثابت قدم اور راسخ دم ہو اگر فرمان قضا جریان امرائے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک دکن کی استرداد
کے واسطے متوجہ ہووین یہ کمترین بھی راے بیجانگر کے ہمراہ جنگا خدمت اور جانسپاری کا کمر جان پر باندھ کر بندگان سکندر
شان کی بندگی اور دولتخواہی مین قصور نکریگا اور عرصۂ قلیل مین اس خطہ کو مخالفان دولت کی تصرف سے برآوردہ کرکے
مع تحف و ہدایا و پیشکش چندین سالہ پاے بوسی مین مشرف ہوگا اور جو کہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو دکن کا سفر
ولشکرکشی مبارک اور مسعود نہین ہے اس سبب سے ملک فیروز شاہ باربک جواب عرائض پر متوجہ ہوا اور تغافل
اور تساہل کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی
خان محمد کے نام فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کرکے بالاگھاٹ مین دولت آباد کے کنارے حوض تغلقخان
کے متصل مقیم ہو کر اُن سرحدون کی محافظت مین ہمہ تن مصروف رہین اور فرمان طلب صفدر خان سیستانی اور
اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونون افسر سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گلبرگہ مین حاضر ہوے اور لشکر کا
جائزہ دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تختگاہ کو مع مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور
رایات کشورستانی مرتفع کرکے کوچ متواترہ سے کولاس مین پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدر اور مالاہور
اور اُس حدود کے گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امراے برار کے ورنگل پر مقرر کیا اور خود باتفاق
بہادر خان کمال وقار اور آہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور جو کہ انہین دنون مین راے بیجانگر نے بھی اجل طبعی سے رحلت
کی تھی اور اُس کا بھتیجا بجاے اُسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے راے تلنگ اُس طرف کی کمک سے مایوس ہوا
اور کسی طرح مقابلہ سپاہ اسلام اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کی طرف بھاگا اور بہت اپنے معتبرین
اور معتمدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کرکے قواعد صلح درمیان مین لاوے سلطان محمد شاہ
نے ابتدا مین مصالحہ سے انکار کیا کسی وجہ سے یہ عرض قبول نفرمائی اور راے تلنگ نے جب مسلمانون کا غلبہ حد سے
زیادہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدبیر نہ بن آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امراے معتبر دوبارہ اردوے سلطان مین
بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے تئین بادشاہ اسلام کے بندون کی سلک مین منتظم اور منسلک کیا ہے حضرت
کے ارشاد سے کبھی تجاوز نکریگا امیدوار ہون کہ گناہ سابق کو کہ راے بیجانگر کے اغوا سے وقوع مین آیا تھا معاف فرماوین
اور اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کرین بہادر خان کے سوا اور بھی امرا نے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ مین
حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کرکے فرمایا کہ جس طرح صلاح دولت دیکھے عمل مین لاوے
غرض بعد گفتگوے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو زنجیر فیل اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے درگاہ مین داخل
کرکے شہر گلکنڈہ کو بھی مع مضافات اُسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کریے چونکہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ
کے ممالکات تلنگ پر تاخت و تاراج مین مشغول ہونے سے تلنگ کا تمام خانہ خراب و برباد ہوا تھا راے تلنگ نے اطاعت کے
سوا چارہ نہ دیکھا یہ امر مقرر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلکنڈہ کے اطراف سے کوچ فرماکر عازم مراجعت ہو اور بہادر خان کولاس
مین توقف کرکے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہے وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلکنڈہ کو بھی اعظم ہمایون کے
تفویض فرما کر رایات ظفر آیات معاودت کے واسطے برپا کیا اور اسکے بعد احمد آباد بیدر مین نزول کرکے تین مہینے وہان
توقف فرمایا اور جمیع امرا اور سپاہ کو رخصت عطا کرکے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیرون مین جا کر استراحت کرین اور جب ایلچی تلنگ کے

مع اشیاے معہودہ کولاس مین آئے بہادر خان انھین ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایلچیان خراج مقررہ تمام وکمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ مین درلائے اور خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی نژاد اور انعام وافر سے سرفراز ہوے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلۂ عالم از روے لطف والتفات ایک فرمان عنایت فرماکر سرحدین تعین فرماوین کہ اولاد واحفاد بھی آپکی اُس طرف کے راجاؤن کو اپنا تصور کرکے نظر ترحم مبذول اور ملحوظ رکھین ہم اس عطیہ کے مقابل مین ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین نامدار کے ہو سلطان کی نظر اقدس مین گذرانینگے بہادر خان نے یہ التماس سمع مبارک مین پہونچائی اور جب اشتیاق اُس تحفہ کی دید کا غالب آیا ایلچیون کو حکم کے موافق دربار عالی مین حاضر کرکے دوبارہ بادشاہ کے حضور اُنسے عہد و پیمان تازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے حسب منظور اُنکا حد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اُس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گولکنڈہ سرحد ہماری اور اُنکی ہے جبتک اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہووے اولاد و احفاد ہمارے ہماری راے تلنگ اور اُسکے وارثون کو اپنے دولت خواہون سے تصور کرکے کسی وجہ سے اُنکے احوال سے مزاحم اور متعرض نہووین اور اُس فرمان کے ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور قاضیون اور امیرون اور اعیان دولت کے مواہیر اور گواہی سے مزین اور موشح کرکے اُنکے سپرد کیا اور ایلچیون نے مسرور ہوکر ایک تخت مرصع کہ راے تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کے واسطے تیار کرکے اپنی سرکار مین رکھ چھوڑا تھا حاضر کیا سلطان محمد شاہ اُسکے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچیون کو باعزاز و اکرام موفور رخصت معاودت کی فرمائی اور خود بدولت و اقبال بھی بتعجیل تمام دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوے اور روز نوروز کو اُس شہر مین داخل ہوکر اُس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت تحویل مین اُسپر جلوس فرمایا اور بہادرون اور غازیون کو کہ اُس یورش مین مکرر بہادری کے آثار ظہور مین پہونچائے تھے انواع لطف اور مرحمت سے سرفرازی بخشی نظم برا در رنگ فیروز نشست شاہ و مجلس طرب راز ہی داد داد بشستند گردان بگرد سریر بشادی بزرگان روشن ضمیر ٭ اور تخت پدر کو کہ سجدہ اور تعظیم اُسکی سے دلگیر تھا تبرک سمجھ کر خزانہ مین رکھا اور ایک جماعت کہن سالے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین تخت فیروزہ دیکھا تھا اُنکی زبانی مین نے یون سنا ہے کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھائی گز عرض رکھتا تھا اور چوب آبنوس سے تیار کرکے اُسکے اوپر سونے کے تبر مرصع بجواہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل تحویل کے وقت تختہ ہاے مرصع کو آپس سے جدا کرکے لپیٹتے تھے اور صندوقون مین رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنیہ جو مالک تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سنیہ پر عمل کرکے مثل ورثہ کا ایک جواہر و مروارید قیمتی اُسپر افزون کرتا تھا چنانچہ جب سلطان محمود شاہ کے عہد مین چاہتے تھے کہ اُسمین سے بعض جواہر نفیسہ برآوردہ کرکے مجلس شراب کی بساط مرصع مع صراحی اور پیالہ آراستہ کرین جوہریون اور مبصرون نے ایک کرور ہون کہ مراد سو لاکھ ہون سے ہے تخت فیروزہ کی قیمت کی القصہ حکایت اُس تخت کی جواہر برآوردہ کرنے کی اور بارک نہ آنا اُس کام کا عنقریب مقام مناسب مین تحریر ہوگا اور مین نے ملا اسمعیل نوبتہ سے جسکے خاندان مین اس تخت کی حفاظت چلی آتی تھی وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی استفسار کی اُس نے جواب دیا کہ ابتدا مین جو پوشش اُس کی مینائے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اُس کا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر مین مینا اُس کا زر و جواہر او مروارید کے نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ اصلی اُس کا ہرگز محسوس نہ ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے

فیض قدوم سے رشک سپہر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن وقت عیش و طرب کو درازی دیکر ایک مجلس بہار کی آراستہ
کی اور رقم تکلف شرعی اور عرفی کو درمیان سے اُٹھا کر حکم کیا کہ ان دنون مین تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا و ہوس
کی راہ جاری کرین اور جمیع امرا اور اعیان درگاہ الناس علی دین ملوکھم پر عمل کرکے اپنے مکانون مین عیش و عشرت
کے لوازم مین مشغول ہوے اس درمیان مین ایک جماعت اُستادان موسیقی سے کہ عمل و صوت امیر خسرو اور امیر حسن
دہلوی سے خوب ماہر تھے مع تین سو قوال دہلی کی طرف سے حسن آباد گلبرگہ مین آئے اور سلطان محمد شاہ نے اُنکا موجود
ہونا ایسے وقت مین کہ ہنگام نشاط و مے نوشی تھا غنیمت جانکر اُنکی عزت مین کوشش کی اور روز آخر جشن مین ایک مجلس
مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد غوری اور صدر الشریف کو اجازت دی کہ پایۂ تخت مین بیٹھین اور
بہادر خان ولد اسمعیل فتح کو خطاب امیر الامرائی دیکر پایۂ اُس کی قدر و منزلت کا فرقدان سے گذرانا اور اُس کی دختر کو
شاہزادہ مجاہد شاہ کے واسطے خواستگاری کرکے اُسی دن عقد باندھکر بآئین شاہان کا مگار اُس کے سپرد کی حبیبا کہ ملا
داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ اُن دنون مین بارہ برس کا تھا اور جھروداری کی خدمت مین سرفراز تھا
مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت سلطان محمد شاہ اپنے عکس خسار سے بادۂ بہار مجلس کو ارغوان کرتا تھا ایک جماعت قوالون سے
دو بلبتین امیر خسرو کی کہ مشتمل بادشاہون کی مدح اور حسن خداداد کی تعریف مین تحسین نغمۂ روح افزا اور حسن صوت گاتے
تھے سلطان نے خوشوقت ہوکر ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ یومیہ ان تین قوالون کا جو دہلی سے آئے ہین رائے
بیجانگر کے خزانہ پر لکھ ملک نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو گمان شراب کے نشا پر کیا لیکن باقتضا سے
مجلس زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مافی الضمیر ملک نائب کا سمجھکر اُس کو
کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت ہوشیاری مین ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالون کا حصہ رائے
بیجانگر کے خزانہ پر لکھا گیا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا اب تحریر ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اسوقت چرخ
نے سروری میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمۂ لغو اور زائد جاری ہوے اور
میرا حکم قوالون کے وظیفہ کے بارہ مین نہ از رو ے مستی اور بیخبری کے تھا مین اس مقدمہ مین عازم اور جازم ہون فلان
ساعت مین سند زر وظیفہ قوالون کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کرکے رائے بیجانگر کے پاس بھیج کہ بے تامل و تعلل
وجہ برات وظیفہ مرسول رکھے ملک نائب سیف الدین غوری کہ عزیمت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے واجبی جانتا تھا
سند وجہ زر کی خزانہ بیجانگر پر لکھکر روانہ کی رائے بیجانگر کہ بہت مغرور اور شجاع تھا اس مژدہ شارہ سے نہایت آزردہ ہوا
اور حامل سند کو گدھے پر سوار کرکے تمام شہر بیجانگر مین تشہیر کرکے نکالدیا اور بے تامل احضار لشکر کا حکم دیکر بقصد تسخیر ممالک
شاہان بہمنیہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ تمثیل لیکر نہایت عظمت و استقلال اور غایت تکبر اور تجبر سے
سرحد دکن کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ ادونی کے ظاہر مین لشکر گاہ کرکے آدمیون کو ولایات مسلمانون کی تاخت و تاراج
پر مقرر کیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس تصنیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر بیدر اور برار دو برس کی محنت
سفر کھینچے ہوے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونون لشکر اپنے محال مین چھوڑکر خان محمد کو مع لشکر
دولت آباد طلب فرمایا اور خمس غنائم و بلیم پٹن کو شاہزادہ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات
اور مستحقین پر تقسیم فرماوے اور غزای کفار کی اجازت حاصل کرکے التماس دعاے خیر کرے اس صورت مین شیخ

محمد سراج نے مستحقین اُس دیار کو عطایاے شاہی سے خوش دل کرکے جمعہ کے دن باتفاق مشائخ و علما حسن آباد گلبرگہ
کی مسجد مین گیا اور بحضور قلب نماز ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کے واسطے
فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرماکر خیمہ اور بارگاہ باہر بھیجا اور راے بیجانگر نے اس زعم پر کہ موسم
برسات تھا اور آب کشنہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آنکر لوازم قلعہ گیری مین طاقت
بشری سے باہر سعی اور کوشش کی اور مردم اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان جنگی اور بہادر تھے قلعہ کی حفاظت مین مساعی
جمیلہ مبذول رکھکر شرائط دولتخواہی مین کسی طرح سے کمی نہ کی لیکن قلعہ کا داروغہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیزون
مین سے تھا اُس نے اہل قلعہ سے بعضے معاملات مین سخت گیری کی اور وہ نفاق اور خلاف تک منجر ہوے مردم معتبر اونی
مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو راے بیجانگر نے مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے
دست بشمشیر و خنجر ہوکر مسلمانون کو مع زن و فرزند بعقوبت و رسوائی تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ
مین پوشیدہ ہوا تھا اور رات کے وقت تغیر لباس کرکے کنج اختفا سے باہر آیا اور ہمراہی پیادہاے کفار قلعہ سے
برآمد ہوکر جلد آب کشنہ سے عبور کیا اور جلادہ اجل کی رہبری اور ہدایت سے بتعجیل تمام آپ کو تختگاہ حسن آباد گلبرگہ مین
پہونچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت مین عرض گذار ہوا کہ راے بیجانگر خیل و حشم کے نفاق کے سبب قلعہ
مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ
بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مثل دریاے قہار سینہ اُس کا جوش و خروش مین آیا دم
نہ مارا اور اُسی وقت اُس بیچارے کے قتل کے واسطے کہ بقدم سعی اور پاے دراز آیا تھا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے
شخص کو کہ اس قدر آدمیون کی موت دیکھی ہو اُسکی صورت دیکھنی روا نہین بیت آن قدر قدرت و قضا پیمان چوان
مالک سیرت و ملوک آثار جس دم کہ خبر موحش مسلمانون کی شہادت کی سُنی جیسا کہ داب اُسکا تھا انتظار وصول لشکر
نہ کھینچکر ماہ جمادی الاولی سنہ ۷۶۷ سات سو سرسٹھ ہجری مین رکاب شدید انتقام کو قدوم دولت پائدار سے گرانبار کیا
اور قسم کھائی کہ آٹھ سو مسلمانون کے عوض جبتک لاکھ ہنود کو تیغ انتقام سے قتل نکرونگا شمشیر جہاد میان مین نکرکے
ہاتھ قتل سے نہ کھینچونگا جب دریاے کشنہ کے ساحل پر پہونچا فرمایا قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھے پیدا کرکے مرتبہ
شاہی پر سرفراز کیا اس دریا چڑھے ہراس آگین کی بدخوئی اور مخالفان بیدین کے وسوسہ شوکت اور جنگجوئی سے
نہین ڈرتا اس سپاہ رزمخواہ کے ساتھ بلا توقف اس دریا سے عبور کرکے بتوفیق ملک ظفر بخش فوج راے
بیجانگر کے قلب لشکر پر تاخت لاؤنگا اور اُس کے سلک جمعیت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کرکے ارواح
شہداے مدکل کو شاد کرونگا پھر شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو ملک و مال
کا صاحب اختیار کرکے بیس زنجیر فیل مست کے سوا سب فیلان کوہ پیکر مجاہد شاہ کو دیکر لوازم وصیت بجالایا اور
حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ کیا اور خود بہ سعادت و اقبال بتین دن مین اُس بحر زخار سے عبور فرمایا باتفاق جمیع
سور خان نو ہزار سوار کا جائزہ لیا اور بیجانگر کا راجہ باوجودیکہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے ہمراہ رکھتا تھا
جب خبر پائی کہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے دریاے زخار سے عبور کیا ہے سراسیمہ و حیران ہوکر ایک رات کو کہ آدھی
اور ہو اٹھتی رخت اور اسباب اور احمال اور اثقال اور خیل اور خزانہ بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور خود جریدہ اس نیت

۸

سے رہا کہ جب شب پردۂ ظلمانی روے آفاق سے اٹھاوے اور آفتاب دریچۂ مغرب سے برآمد ہوکر زمانہ کو
روشن کرے جنگ اور بعدم جنگ مین جو کچھ سب کی صلاح ہو سا تھ اُس کے عمل کرے قضارا مردم اُردو و بازار
کے اور ہاتھی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کیچڑ اور باران کی کثرت سے اُس رات کو دو کوس بھی مسافت نہ
قطع کی چلنے سے عاجز آئے اور جس مقام مین پہونچے توقف کیا لیکن اُسی رات کو خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ
کے اُردو مین منتشر ہوئی بادشاہ اُردو بازار اور خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑ کر مع اسپ و فیل لشکر بیجانگر
کی طرف متوجہ ہوا اور صبح کے وقت اُنکے لشکرگاہ کے اطراف مین پہونچا ارباب شقاوت اثر اور جمیع مردم دیگر نے اپنی
سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور اسباب اور اقبال سے قطع نظر کرکے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ
اُس مقام مین کہ جہان اُردوے کفار تھا تاخت لا کر تمامہ شوکت اُس خاندان قدیم کو بے زحمت و مشقت اپنے
تصرف مین لایا اور قتل عام کفار اُردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام اور
آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور بحکم تحفۃ السلاطین کی روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو ارابہ توپ اور
ضربزن کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک سنگاسن مرصع سرکار بادشاہی مین داخل ہوا باقی غنائم پر امرا اور
سپاہی متصرف ہوے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات کا سمجھکر موسم برسات کا قلعۂ مدکل مین
بسر کیا اور اُس کے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد بادشاہ کے لشکر مین شریک ہوا اور جمعیت عظیم بہم پہونچی
کوچ کرکے بقصد قتل کفار قلعہ ادونی کی طرف روانہ ہوا اور راے بیجانگر کہ آب تنگبھدرہ سے عبور کرکے
ظاہر قلعۂ ادونی مین اقامت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اُس کی حکومت دے کر ولایت کے درمیان در آیا اور لشکر
اطراف و جوانب کو فراہم کرکے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بیجانگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ
خان محمد کی صلاح پر عمل کرکے تسخیر قلعہ کا عازم نہ ہوا اور فرمان مطاعہ تمام قلعون اور ممالک محروسہ مین ارسال کرکے
توپ اور گردہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ پیشتر دکن کے درمیان مین شایع نہ تھا سرداری اُس کی
مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی کی طرف کہ امراے معتمد سے تھا رجوع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کہ ملازم
اُس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوے اور توپخانۂ عظیم آراستہ ہوا اور اس سبب سے کہ آدمی
زمان کے مشہور تھے کہ راتون کو چورون کی طرح دائرہ پر تاخت کرکے گھوڑے اور آدمی بہت ضائع
کرتے تھے اسواسطے مقرر ہوا کہ جمیع فیلان بیجانگر کو حسن آباد گلبرگہ مین لیجاوین اور امرا اور سپاہ اشیاے ضروری
فقط ہمراہ رکھین اور باقی کو پھیر دین اور طناب در طناب کھینچین اور لشکر کے دور مین ارابے توپخانہ زنجیر سے باندھکر
لوازم ہوشیاری اور بیداری مین کوشش کرین اُس کے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ ادونی
سے کوچ کرکے نہر تنگبھدرہ سے عبور کیا اور ولایت بیجانگر مین داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ بادشاہ ہے کہ بنفس نفیس
بقصد غزا ولایت بیجانگر پر فوج کشی کرکے مظفر و منصور مراجعت کی اور جب لشکر ثابت و راسخ اردوے
کشن راے کی طرف متوجہ ہوکر رایات اسلام اُس مملکت مین جلوہ گر ہوے کشن راے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع کرکے مسلمانون سے
میدان مین صف بستہ لڑنے کیواسطے لوازم مشورت پیش پہونچائے آخر یہ بات اسپر قرار پائی کہ بھوج مل راے کہ سپہسالار
کفار تھا اور اپنی مان کی طرف سے راے سے قرابت رکھتا تھا چیدہ اور خلاصہ لشکر لیکر افواج شاہی سے مقابل

ہو کر جنگ کرے اور راے بھوج مل نہایت غرور سے اُس خدمت کا متعہد ہو کر راجہ سے بولا کہ تیرا حکم ہو تو مین
مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ خدمت مین حاضر کرون یا اُسکا سر شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ سے
گذرانون کشن راے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال مین مطلوب نہین ہے اس کا مرنا بہر کیف بہتر اور انسب
ہے بھیر بھوج مل راے خیل چشم کی دلجوئی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امرا اپنی مجلسون مین حکم کرین کہ علماے براہمہ اپنی کتب دینیہ پڑھ کر
مسلمانون کے قتل اور دفع کرنے کے ثواب کو خلائق کی خاطر نشان کرین اور جنگ پر اُس جماعت کی ترغیب و تحریص
کر کے اُنکے اعمال قسم ذبح مادہ گاو اور ہتک حرمت اصنام اور قتل کفار اور بت شکنی اور مابعد من ہذا القبیل بیان کرین
اور جب اس طریق سے طے مسافت کر کے بین الفریقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور سرنوبتیون
کو حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کرین القصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر علم آئے از انجملہ دس ہزار سوار اور بیس
ہزار پیادہ اور تمام کارخانہ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ کو نور و
ظلمت کا آپسمین سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک مانند سمندر کے متلاطم امواج کے جوش و خروش سے آپسمین مشغول
جنگ رہے اور طرفین کے آدمی بہت مقتول ہوے موسی خان اور عیسی خان افغان کہ میمنہ و میسرہ خان محمد کی اُن سے
قوی پشت تھی زخم تفنگ سے شربت شہادت کا چکھکر روضہ رضوان مین داخل ہوے اور اُن دونون سردار کی سپاہ متفرق
ہونے سے قریب تھا کہ چشم زخم افواج قاہرہ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار مکمل سے ایک فرسخ سے
جنگ گاہ پر تاخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پراگندہ بھی اطراف و جوانب سے
سمٹ آیا اور مقرب خان نے توپخانے کو آگے بڑھا کر لوازم آتشبازی مین کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضرب توپ
و بندوق سے مضطرب اور سراسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے تزلزل نے
اُنکے احوال مین راہ پائی ہے اگر حکم ہووے ارابے کے پیچھے سے نکلکر مع بہادران جوانان خاصہ اُنپر حملہ آور ہون اور خان محمد
نے ایک جماعت امراے سے مقرب خان کی مدد کے واسطے بھیجا اشارہ کیا کہ جنگ مین مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے سے
روانہ ہوا اور سیل کی طرح ایسا تند گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشبازی کی نرہی شمشیر و خنجر لیکر مقابل
آئے بیت چکاچاک خنجر ز میدان کین ** بہ ہفتم فلک شد ز روے زمین ** اس درمیان مین فیل خان محمد کا کہ شیر شکار
نام رکھتا تھا فیلبانون کے حکم سے سرکشی کر کے بھوج مل راے کی فوج پر حملہ آور ہوا اور بھوج مل راے کی فوج غالب
ابھی تک خوب جمی کھڑی تھی تفرقہ نے ان مین راہ نپائی تھی اور بھوج مل راے کے ہاتھیون نے اُسے کام سے باز رکھا اور
خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہو کر اور طرفون سے منہ موڑ کر پانسو جوان ہمراہ لیکر بھوج مل راے کے قلب لشکر پر متوجہ
ہوا اور اُسکے ہاتھی کو پا لیا اور ایسا عجیب و غریب قضیہ جو کبھی سننے مین نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہے کہ فیل شیر شکار
نے کہ فیلبان اُس کا مقتول ہوا تھا اور کوئی اُس کی پیٹھ پر سوار بھی نہ تھا خان محمد کے پہونچتے ہی لشکر اسلام
کے پیش رو ہو کر صفوف اعدا کو دم بھر مین زیر و زبر کیا بھوج مل راے زخم کاری اُٹھا کر بھاگا اور امراے
دیگر کہ جنگ مین مشغول تھے افواج غالب کو منکسر دیکھکر اُنھون نے بھی راہ فرار ناپی اور ابھی شمشیر غازیون
کی غلاف سے برآمد ہوئی تھی کہ چھتر اور رایات بادشاہ سکندر اقبال کے نمودار ہوے اور حکم فرمایا کہ علت غائی جنگ

اور فتح کی مقتول ہونا کفار بیدین کا ہی اس بارہ مین مساعی جمیلہ پیش پہونچاؤ پھر تو قتل کا بازار گرم ہو مسلمانون
نے اس قدر اس امر مین کوشش کی کہ عورتین و بچے بھی پامال ہو کر جا ضبرتہ ہوے اور سلطان محمد شاہ نے اس
فتح کے بعد ایک ہفتہ اُس مقام مین قیام کیا اور فتحنامے اطراف و جوانب مین ارسال فرمائے اور جو چاہتا تھا
کہ اپنے عہد و قسم کو وفا کرے کشن راے کے اُردو کے قتل پر متوجہ ہوا اور کشن راے نے سُنتے ہی تاب مقاومت کی
نہ لاکر خانمان صبر و شکیب کو برہم مارا اور باوجود کثرت خیل و حشم دشت ادبار مین آوارہ ہوا اور ننگ و ناموس
کا پاس مطلق نہ کیا بیت کس گرفتار نام و ننگ مباد ٭ کوچہ راہ ورسم تنگ مباد ٭ عاقبت الامر شاہ سکندر جاہ
سلطان محمد شاہ بہمنی قریب تین مہینے کے اُسکی جستجو مین متعاقب رہا جسوقت فرصت اور قابو پاتا تھا تیغ بیانی سے
ہنود کی سرافشانی مین مشغول ہوتا تھا یہانتک کہ کشن راے عاجز ہو کر دار الملک بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور
وہانکے پہاڑون پر جا کر پناہ لی اور نو لاکھ پیادے راہ مداخل اور مخارج دشوار گزار مین مقرر کیے اور سلطان
محمد شاہ کسی وجہ اُسکے تعاقب سے باز نہ آیا اور بیجانگر کے نواح مین خیمے اور خرگاہ ایستادہ کر کے تمام افواج
کو مورچے تقسیم کیے اور ہر روز شہر کے گرد بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار اُردو مین آتے تھے اور دشنام
دیتے تھے اور سلطان محمد شاہ قریب ایکماہ کے سعی موفورہ بجا لایا کہ اُس شہر مین داخل ہو کر خواہش اور آرزو کے
موافق عمل کرے کسی وجہ سے میسر نہ ہوئی پھر مقام حیلہ مین ہو کر آپ کو بستر ناتوانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد
اور مقرب خان کے سوا تیسرے کو واقف نہ کر کے طبل کوچ پر چوب ماری اور کشن راے مسلمانون کے قتل اور تلافی
خون ہنود کا عزم جزم کر کے دار الملک بیجانگر سے برآمد ہوا اور بہ نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب
مین روانہ ہوا اور کفار ارباب اسلام کے اُردو کے پس و پیش تاخت کر کے ارابون کے کنارے جا نکلتے تھے اور شور و
غوغا بلند کر کے کہتے تھے کہ تمہارا بادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم مین سے ایک متنفس
کو نہ چھوڑینگے کہ وہ زندہ اپنے ملک مین پہونچین اُن کی روحین وطن جانے کی آرزو مین اس میدان لق و دق مین
بھٹکتی پھرینگی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین استراحت فرما کر چادر سر پر ڈالتا
تھا اہل اُردو شاہ کی زندگی پر بدگمان اور متشکی ہو کر مضطرب ہوتے تھے اور خان محمد اور مقرب خان
خلائق کو دلجوئی اور دلاسا کر کے کوچ بر کوچ جاتے تھے یہانتک کہ آپ تمندرہ سے عبور کر کے ایک
صحراے مسطح اور ہموار مین پہونچے اور وہان مقام کیا اور کشن راے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس
منزل مین پہونچکر فروکش ہوا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھا خلق کے دفع مظنہ کے واسطے
نماز عصر کے وقت کہ رحمت نازل ہوتی ہے بار عام دیا اور ایک لحظہ مجرائیون کے سلام مین مشغول ہوا اور پھر ضعف
کا بہانہ کر کے دربار برخاست کیا اور شب کو جمیع امرا کو خلوت مین بُلا کر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کرین اور
فلان موضع مین بعنوان محافظت اُردو توقف کر کے منتظر قدوم بادولت رہین القصہ جب افسران سپاہ حکم
کے موافق کاربند ہوے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شبدیز
پر سوار ہو کر صحراے موعود مین خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت
مین رجوع کر کے بقصد شبخون روانہ ہوے اور کشن راے اور اُس کے ارکان دولت ابواب جنگ مسدود

ہوئے سے غنیم کی خستہ حالی اور زبونی کو یقین کرکے تمام رات مےنوشی اور رقاصی میں مشغول رہے اُس وقت خبردار
ہوئے کہ صبح کے قریب اطراف و جوانب سے آواز جان خراش بگیر و بکش کی بلند ہوئی اور غازیوں کی تکبیر صلوٰۃ
کا غلغلہ گنبد افلاک میں پہونچا اُس کی برکت سے تمام کفار کا پاؤں قرار جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا یاکشن رائے
تفرقہ اپنی جمعیت میں دیکھکر سمجھا کہ فراہم لانا خیل و حشم کا نہایت دشوار اور محال ہے وہ بھی حمیت اور غیرت کو پس
پشت کرکے مفروروں پر سبقت کرکے ایسا بھاگا کہ بیجانگر تک کسی مقام میں باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے
اُس کے تمام خزانہ اور اسباب شوکت پر متصرف ہوکر چند منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار نا یاب باگ موڑنے
میں فی النار کیے اور سیکڑوں کو مجروح کرکے ہلاکی اُن کی ذاتوں سے بہلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت
اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اُترا بیجانگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام میں آدمی کا نام سنا
ناشت کرکے زندوں کو ہلاک کرکے شہر خموشاں بنایا بیجانگر کے معتبروں اور نامداروں نے جب یہ حالت مشاہدہ
کی کشن رائے پر غیظ میں آکر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیری رائے اور حکومت بہت شوم ہوئی تو نے
مال و ناموس ہمارا برباد کردیا اور قریب دس ہزار کے برہمن مارے گئے رعیت کا نام و نشان باقی نہ رہا کشن رائے
نے جواب دیا کہ میں بے مشورہ اعیان ملک کے مرتکب کسی امر کا نہیں ہوا اور اپنے طالع میں کسی طرح کا اختیار نہیں اور اب
جو تم کہو میں مطیع اور فرمان بردار ہوں یہ بولے جیسا کہ تیرے باپ نے مسلمانان ترک سے لڑائی نہیں کی بلکہ بادشاہ
علاء الدین حسن کانگو بہمنی سے موافقت کی تھی لازم ہے کہ تو بھی مسلمانوں سے مدارا کرے کشن رائے نے یہ بات قبول کرکے
ایلچیوں کو سلطان محمد شاہ کے حضور بھیجکر دعائے سابقہ سے اظہار ندامت کرکے صلح کا طلبگار ہوا سلطان محمد شاہ نے
اس سے انکار کیا اور ایک ندیم بے گستاخ نے کہ اُس دربار میں حاضر تھا معروض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہے کہ ایک
مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور قسم نہیں کھائی کہ ہندو کا تخم جہان سے اُٹھا دونگا سلطان محمد شاہ نے مسکرا کر
ارشاد کیا اگرچہ قسم کے دو چند ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جبتک اے بیجانگر والے زر ہدیہ قوالان دہلی کا
مستعمرہ ہوگا میں کفار بقیۃ السیف کے گناہ معاف نکرونگا چنانچہ ایلچی اُسکے جواب میں مالک کی طرف سے قبول مطلق کئے
انھوں نے قبول کیا اور اُسی دربار میں وجہ برات وظیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر
جاری ہوا تھا نہیں چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہوکر صفحہ روزگار پر یادگار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ میں نے اپنی زبان سے
کہا تھا اُسے بجا لایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم ہے خدا کی ایسا امر عجیب غریب بادشاہان سابق اور حال سے
کبھی صادر نہوا اور عقلا جانتے ہیں کہ پیش نہ راتب دشوار اور طرفہ تر ویلم پٹن کے ابلغا اور ناگزیر ہوکے قتل ہونے
سے تھا بیت اشعار این غرائب و زین ہم غریب تر بسیار کرده دولت این شاه دادگر ایلچیوں نے جب شاہ کو
خوش وقت دیکھا عرض گزار ہوئے کہ ہم بادشاہ کو اس وقت نہایت مشفق اور مہربان پاتے ہیں اگر حکم عالی ہووے راہ
اخلاص سے دو کلمہ عرض کریں لہذا انھوں نے اجازت پاکر عرض کیا کہ کسی دین میں روا نہیں ہے کہ ایک بیگناہ کو ایک
گنہگار کے عوض قتل کریں خصوص عورتوں اور بچوں کو اگر کشن رائے سے مسلمانوں کی نسبت قلعہ مدکل میں بے راہی
واقع ہوئی ہے فرمائیے فقرا و مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم تقدیر سے یوں ہی جاری ہوا تھا اور
مجھے اس میں اختیار نہ تھا ایلچیوں نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے نسبت خلاصہ ممالک دکن کے آپ کو ارزانی

رکھا اور ممالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار مین واقع ہوے یقین ہو کہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو مدت ہاے
مدید ہمسائگی اس سرزمین کی ہوگی اور دنیا داروں کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع مین آوے
پس حال خلائق کا کیونکر ہوگا خیر اندیشی اور صلاح حال رعایا یون اقتضا کرتی ہو کہ طریقۂ قتل فقرا اور مساکین کا
درمیان مین نہ ہووے سلطان محمد شاہ نے متاثر ہو کر فرمایا کہ مین خدا سے عہد کرتا ہون کہ بعد فتح اور معرکہ گذارنے کسی
شخص کے قتل مین نہ پھرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوۂ پسندیدہ پر عمل کرین چنانچہ اُس تاریخ سے دکن مین
شائع ہوا کہ جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہو اُسکے قتل اور ہلاک مین اقدام نہ کرین اور بے سبب رعایا اور ضعفا کے
قتل عام مین نہ مشغول ہووین اور جب ایلچیون نے وجہ برات وظیفہ توالان ادا کی سلطان محمد شاہ نے گنجائش زیادہ
توقعات کی نہ دیکھکر ازروے انصاف کوچ کر کے بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین آکر پہلی راہ سے منزل شیخ محمد
سراج مین گیا اور کہا اُس توکل کی برکتون سے کہ کارساز حقیقی کے لطف پر کر کے ابتداے سلطنت مین نقود خزانہ
در راہ حق جلشانہ عظم سلطانہ مین نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے خزانے اور فتوحات عظیم مجھے
روزی کیے اور دعاے خیر حضرت عالی کی میرے حق مین مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کر کے دارالامارۃ مین تشریف لے گیا
اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ رایات نصرت آیات اُسکے دولت آباد کی طرف متحرک ہوے اور
چونکہ اُس ہنگام مین سلطان نے آپ کو عمداً بیمار بنایا تھا اور کفار نے اردوے عالی کا تعاقب کیا تھا جمیع ممالک محروسہ
مین خبر اُسکے فوت کی منتشر ہوئی مقربان نے تھوڑے عرصہ مین طغیان اظہار کر کے نقارۂ عصیان پر چوٹ لگائی
از انجملہ چونکہ ولایت دولت آباد امراے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹہ خان محمد کے
ہمراہ بیجانگر کے سفر مین تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاء الدین حسن کا نکوہی بھتی اُسکو فرزند کہتا تھا لوجہ دلیل
مرہٹہ سرداران پایگان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امراے برار کہ اُسکے قرب وجوار مین تھے انکو اُنے
بھی اپنے آدمی اُسکے پاس بھیجکر دم موافقت اور صفا وقت کا مارا اور بکلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیغام محبت التیام
بھیجکر امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام پر فریفتہ ہوکر چند سالہ خراج خاصہ برار اور مرہٹہ جو کہ
سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ مین جمع تھا متصرف ہوکر خیل وحشم کے فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور اکثر بلاد اور پرگنات مرہٹہ کے اپنے قبض و تصرف مین لایا اور اعوان و انصار پر تقسیم کیے اور سوار اور
پیادہ سے بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجانگر کے اطراف مین یہ خبر سنی اور اُسے اس مضمون سے لکھ بھیجا کہ
جو خبر ہاے ناخوش تیرے گوش زد ہوئین وسوسۂ شیطانی غالب آیا اگر ایسے امر کے پھر اکہ اسکے پاس نہ پھرنا چاہیے
تھا مناسب ہو کہ اب بھی مقام استغفار اور ندامت مین ہو کر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ مین بھی تیرے
گناہ ہون اور تیرے توابعین کے جرائم کو ناکردہ معلوم کر کے مواخذہ نہ کرونگا اور جرائم دولت تیرے ساتھ عفو اور اغماض
کے سلوک کرونگا اس نوشتہ کو بصحابت سید جلال حمید اور شاہ ملک جو مقربان درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا اور
بہرام خان مازندرانی نے کو بخدجیو سے اس امر مین مشورہ کر کے صلاح پوچھی اُس نے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ
ایک بادشاہ قہار اور غیور ہی اور بصدد اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہوا کسی وجہ المین نہین ہو سکے اور دولت
آباد سا قلعہ سنگین ہمارے تصرف مین ہو اور بکلانہ کا راجہ اور بعضے امراے معتبر برار کے ہم سے موافقت رکھتے ہین اس

صورت مین مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ بحکم الشرع ملتزم پر عمل کرکے اس کار سے ہاتھ اٹھاوین اور بہت معروف رکھکر اس مہم کو بخوبی تمام انجام دیوین بہرام خان مازندرانی کو کونجھ دیو کے افسون نے ایسا شیشے مین اُتار کر مبہوت اور مغرور کیا کہ بادشاہ کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر حلقۂ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سر سے نہ اُتاری بلکہ زیادہ تر استعداد قوت مقابلہ اور مقاتلہ مین کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے معاودت کرکے اطوار ناپسندیدہ اُنکے بادشاہ سے عرض کیے سننے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دلمین آتش غضب شعلہ زن ہوئی جب بیجانگر کے سفر سے دارالملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ لشکر مین روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے شکار کنان اُس طرف متوجہ ہوا **نظم** روان میرانند بگردان طرف شاہ * چکار افگن شکار افگن دران راہ * جہان خالی شد از صید چرندہ * نماند اندر ہوا مرغ پرندہ *۔ القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے پیشتر لشکر ظفر پیکر سے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کونجھ دیو اور بعضے متعلقان راجہ بکلانہ سے بقصد مدافعہ مسند عالی خان محمد کے قصبۂ پٹن کے اطراف مین روانہ ہوئے اور کف بذل کشادہ کرکے بہت سپاہی واقعہ طلب کو اپنے روبرو بلایا اور مسند عالی خان محمد کہ سپاہی پرانا اور زمانہ کا گرم و سرد اور نشیب و فراز دیکھے بھالے تھا جنگ مین فائدہ نہ دیکھکر عین قصبۂ شیوگانون مین فروکش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اُسی عرصہ مین بقصد شبخون مسند عالی خان محمد کے دائرۂ فوج پر تاخت لیگیا اور جو کہ حریف ہوشیار اور واقف کار تھا کچھ کام نکرکے اپنے مقام مین پلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالف کی کیفیت و حقیقت کم و بیش دریافت کرکے جنگ مین عازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کوہستان ولایت بیرو اسکے حدود مین شکار کے نشاط مین مشغول تھا پیغام دیا کہ اقبال شاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار فلان تاریخ مین مخالفون کے سر پر جاکر مصاف کریگا لیکن اگر سایۂ بلند پایہ بادشاہ اس حقیر کے سر پر ہو بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے شکارگاہ مین یہ خبر سنکر وصول لشکر اردو کی کہ صحراے قصبۂ کنج مین نزول کیا تھا انتظار نہ کھینچکر مع ایک جماعت مخصوصان کہ عدد اُن کے تین سو سے بھی کم تھے عازم ایلغار ہوا اور مقربان درگاہ نے بحر حیرت مین غرق ہوکر معروض کیا کہ مسند عالی خان محمد کی عرضداشت سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ مخالفین کمال استقلال اور جمعیت سے ہین اگر بادشاہ عنان توجہ دست مدارا مین سپرد کرکے باہستگی تمام قطع مسافت کرے تو امرا اور سپاہ پہونچکر مع کوکبہ و طنطنہ بادشاہی دشمن کی بیخ کنی مین متوجہ ہووین انسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس اُنکی پذیرا نفرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ مین چاہتا ہون آپ کو روز میعاد مین مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤن اور جو کہ تم کہتے ہو اس ارادہ سے مخالفت رکھتا ہے جس وقت ہزار سوار لیکر ممالک تلنگ مین کہ مسافت بعید رکھتی ہے جاکر اعدا کو سیاست پہونچائی اور نو ہزار سوار سے راے بیجانگر کو کوہ و دشت مین مفرور کرکے آوارۂ ضلالت کیا اور شاد کام مراجعت کی یہ تین سو جوان دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے **نظم** مبین از کجا تا کجا تاختم * بہ دیلم پٹن سر برافراختم * بگلگون سپردم عنان بارچون * بر اندم ز بیجانگر جوے خون * برآیم چو بر پشت اسپ سیاہ * بجوا ہر زمین کوہ البرز راہ * یہ فرماکر شدیز شبرنگ کو گرم عنان کیا جس وقت چار کوس چل کر قصبۂ پٹن مین پہونچا مسند عالی خان محمد فوجین آراستہ کرکے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جیسے ہی خبر بادشاہ کے قریب پہونچنے کی خلائق کے گوش زد ہوئی متعلقان راجہ بکلانہ مہمیز کمر پر اپنے مراکب ہامون نورد کو مارکر تارک رفاقت مخالفان ہوے

اور دوسرے سپاہیون نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرف جنگ مین ندیکھا بہرام خان مازندرانی اور کوبھد دیو شطرنج
روزگار کے منصوبہ سے حیرت مین پڑکر بے اسکے کہ مرتکب قتال وجدال ہون یا دور سے مسند عالی خان محمد کے بہادرون
کی پشت کمان دیکھین رو سے معرکہ سے بھاگ کر بسرعت بجلی اور ہوا کے قلعہ دولت آباد مین پہونچے اور سلطان محمد شاہ
اُس وقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفون کے اُردو کی غارت مین مشغول تھے مع ایک سو ستر جوان
کے وعدہ گاہ مین آیا دوست و دشمن اُس کی شجاعت اور جوانمردی پر آفرین خوان ہوے اور مسند عالی خان
محمد کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب وہان قیام کر کے دوسرے دن صبح کو پھر تاخت کی اور شام کے
قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچ کر قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین ہوا بہرام خان مازندرانی اور کوبھد جو بیسر
خواب مستی اور غرور سے برآوردہ کر کے حیران اور عاجز ہوے اور اسی شب کو تبدیل لباس کر کے شیخ زین الدین
سے کہ دولت آباد مین رہتے تھے جاکر عرض کی نظم کراہ از رخت راحت دل بدید * زبان تو ہر مشکلی را کلید * چہ تدبیر
کان شاہ گردن فراز * بیاورد بر ما چنین ترکتاز * اگر آپکا حکم ہو تو نامہ مین داخل ہو کر اصلاح مدافعہ بلند کرون اور اگر
دوسرا امر ہمارے حال کے سزاوار ہو ارشاد فرمایئے تو اُسکے انجام عمل کرون شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ
لائے ہو اور مجھسے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ مین مشورہ کرتے ہو بمقتضاے المستشار موتمن جو کچھ بہبود تمھارے حق
مین ہی کہتا ہون قلعہ مین درآنا اور دروازہ اُس کا بند کر کے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہی
مناسب ہی کہ اپنے زن و فرزند ہمراہ لیکر مال و اسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو لوازمہ ہلاکت کا جانکر اُسی
ساعت راستہ گجرات کا لو اُنھون نے شیخ کی منزل مین بھیجکر آدمی اپنی زن و فرزند کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جریدہ بسبیل
استعجال آؤ تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہو کر اُنکی انفاس مقدسہ سے طلب مدد ہمت کر کے پھر قلعہ مین داخل ہون متعلق اور
ملازم اُنکے جو محل اعتماد مین تھے اصل معاملہ سمجھکر اُسی وقت تمام گھوڑون کو ساز و یراق سفر سے درست کر کے اور
مردم ضروری کو سوار کر کے شیخ کے مکان مین لائے اور شیخ کے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کوبھد دیو
کی پیٹھ پر پھیرا اور یہ دعا دی کہ بتوفیق سبحانہ تعالی سلامتی تمھاری شامل حال ہوگی اور یہ گجرات کی طرف متوجہ ہوے اور
سلطان محمد شاہ اُنکے فرار سے آگاہ ہو اعلی الصباح مسند عالی خان محمد نے چارسو جوان دو اسپہ اور سہ اسپہ ہمراہ رکاب
لیکر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفرورون کے سر پر نہ پہونچا نہایت غضبناک اور خشمگین ہو کر دولت آباد
کی طرف بازگشت کی اور یہ مبحث رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کسو اسطے کہ قبل اسکے یعنی ابتداے
سلطنت مین تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب مین بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے
شرب خمر اور ارتکاب بعضے مناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلائق کی بادشاہی کے لائق وہ شخص ہی
کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کر کے سراً اور علانیۃً مناہی کے گرد نہ پھرے پھر اُسکی چند روز مین
سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میرے دربار مین حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کر کے تو
اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب مین اتفاقات سے ایک اشخاص اور ایک
سید اور ایک بہمن اکفار کے دست تظلم مین گرفتار ہوے اور کفار نے چاہا تو اُنمین کوان تینون شخصون کے حق مین
یہ حکم دیا کہ ان تینون کو بتخانہ مین لیجاو جو شخص کہ بت کو سجدہ کرے اُسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرے اُسکے علاوہ

پیش کرے فوراً تیغ ظلم سے اسکی گردن مار دو دانشمند اسپر عمل کرکے بت کا سجدہ بجا لایا اور سید نے بھی دانشمند کی روش
اختیار کرکے کفار کے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب ہیجڑے کی نوبت آئی بولا مین تمام عمر اعمال ناشائستہ مین مشغول رہا ہون
نہ عالم ہون اور نہ سید کہ پناہ مین ان دو امر کے ایسا کام کرون پھر قتل ہونا اپنا گوارا کرکے بت کا سجدہ نہ قبول کیا
اب پیر ابھی قصہ بعینہ اُسی ہیجڑے کے قصہ کے موافق ہے کہ تیرے ظلمون کا متحمل ہونگا لیکن نہ تیری مجلس مین حاضر ہونگا
اور نہ تیری خلافت کا اقرار کرونگا سلطان محمد شاہ غضب مین آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکل جا وے چنانچہ
شیخ بلا توقف دور نگ اپنا مصلے ادوش پر ڈالکر شیخ برہان الدین کے روضہ کی طرف متوجہ ہوا اور عصا اُسکی مسند کے پیچھے
زمین مین گاڑکر مصلے بچھایا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھون کون مرد مجھے یہان سے اُٹھاتا ہے بادشاہ شیخ کے اصرار کو
مشاہدہ کرکے اس شدت سے کہ کچھ بھی پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرع لکھکر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس
بھیجا مصرع ع من زان تو ام تو زان من باش ۔ شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب و مراسم شریعت
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوشش کرے اور شراب کی بھٹیان ممالک محروسہ سے مسمار کرکے اپنے باپ کی سنت پر
عمل کرے اور خلائق کے روبرو شراب نہ پیے اور فاضلون اور عالمون اور صدور کو امر کرے کہ امر معروف و نہی منکر مین
جہاں جمیل کرین زین الدین فقیر سے زیادہ تر کوئی اُسے دوست نرکھیگا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر
کی رباعی ؎ تا من ترسم بجز نکوئی نکنم ؛ جز نیک دلی و نیک خوئی نکنم ؛ آنرا کہ بجاے ما بدیہا کردند ؛ تا دست رسد
بجز نکوئی نکنم ؛ سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شاد اور
خوشحال ہوکر حکم فرمایا کہ اُسے میرے القاب پر افزون کرین اور بغیر اسکے کہ اسوقت مین درمیان انکے ملاقات واقع
ہووے حکومت مرہٹ کی اسد عالی خان محمد کو مسلم اور مفوض رکھکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لے گیا اور شراب
فروشی کی دوکانین تمیع ولایت سے اپنے دور کرکے ترویج شریعت غرا مین مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور
دکن کے چورون اور مفسدون کو جو مشہور تھے اور رہزنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور وتار کرکے مسافرون اور غافلون
کو لوٹتے اور مار لیتے تھے ہمت اُنکے دفع کے واسطے مصروف کی اور چارون سمت کے طرفدارون کے نام فرامین صادر
فرمائے کہ ہر ایک اپنے علاقہ اور حدود چورون اور رہزنون کی لوٹ سے پاک اور صاف کرین اور چھوٹے اور بڑے
کے سر عبرت اور مجرا سے خدمت کے واسطے حضور مین حاضر کرین اس طرح مین تاکید مزید اور تہدید شدید معلوم کرکے حسب
المسطور عمل مین لاوین چنانچہ چارون طرفدارون نے حکم کے موافق بدمعاشون کے مسکنون مین جاکر چھ یا سات مہینے کی
مدت مین ایک نراس گروہ و حسب القتل و الدفع کا نچوڑا اور ملا داؤد بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ چھ مہینے
کے عرصہ مین بیس ہزار سر رہزنان خود سر اور چورون اور بدمعاش کے تن ناپاک سے جدا کرکے اطراف و جوانب سے
حسن آباد گلبرگہ مین لائے اور شہر اور بیرونجات مین چارون طرف چبوترہ سرہاے ملاعین سے باندھکر سیاست اور ضبط محمد شاہی
جہانگیر کیا اور رہروان امین اور اہل اسلام کے دل راہزنون کے دست برد سے مطمئن ہوے اور سلطان محمد شاہ غازی نے
جب ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کے واسطے ظہور مین پہونچائے اس وجہ سے ہمیشہ شیخ سے ابواب
مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھکر مصادقت اور مخالصت کے لوازم بجا لاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف و نہی منکر سے اُسکی
خوشحال ہوکر ہمواره مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شرائط پند و موعظت و نصیحت مین بھی دریغ نکرتے تھے اور اس سبب

سے کہ راے بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمان برداری پر ثابت قدم و راسخ دم ہو کر مال مقرری کے ارسال مین تخلف اور تجاوز روا نہ رکھتے تھے ریاض ملک وملت اور چمن دین و دولت خار و خاشاک دشمن اور معارض سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکر کشی کو برطرف کر کے جہانداری مین مشغول ہوا لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ مین سوار ہو کر تین چار مہینے اوقات شریف کو صرف شکار کرتا تھا اور جس طرف کہ شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار وہان کا تحفہ و ہدایا گذرانتا تھا اور بادشاہ کو دار الملک مین پہونچا کر معزز اور مکرم ہو کر بازگشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضیع و شریف دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت مہد مین امن و امان سے زندگانی کر کے عیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نہ رکھتے تھے اور اسکے وجود باجود کو نعمت عظمیٰ جانکر شکر وہاب العطایا پیش پہونچاتے تھے لیکن چونکہ دوراب اور قاعدہ گرگ اجل کا ہے کہ ہر دم ایک یوسف کو پھاڑتا ہے اور ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال مین مبتلا کرتا ہے نتیجہ اسکے صید حیات مین مارکر ذیقعدہ کی نوین تاریخ سنہ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین عشرت سرا سے جہان بیدار سے لے گیا اور اہل جہان کو چندروز بستر گریہ و زاری مین ڈالا اور رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحہ احوال دکنیون سے ناخن قدر کی نوک سے حک کی اور اس غفران پناہ کو باپ کے پہلو مین خاک عدم مین پیوند کیا زمانہ نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اسکی تربت پر لکھی نظم خوشا بادشاہی کہ چون او گذشت ٭ از و باز ماند چنین سرگذشت ٭ در ایام دولت بود دو بکام ٭ بہنگام رحلت بود نیکنام ٭ سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضاے ورفعنا بعضہم فوق بعض جسقدر ہاتھی اور خزانہ کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی مین جمع ہوا تھا اسکے بعد کسی سرکار شاہان بہمنیہ مین بہم نہ پہونچا اس واسطے کہ اسکے عہد مین سرکار خاصہ مین تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور نر اور مادہ سے تین ہزار فیل شمار مین آئے اور زمانہ مین دوسرے بادشاہون کے سرگز سرکار خاصہ مین دو ہزار ہاتھی سے زیادہ نہوئے اور اسی طرح اسقدر خزانہ کہ اسکے عہد مین نشان دیتے ہین دوسرے زمانہ مین اسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی اسی کتاب مین لکھا ہے کہ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ وغیرہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے پیشتر اور اس کے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوئے ایسی فتاحت راے کرناٹک کے سر پر نہین لائے اور معلوم نہین کہ اسکے بعد کبھی ایسا تصرف حکام اس ولایت کو پیش آوے قصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ قدرا اور بزرگ اس مملکت کے مدت دراز مین اقطار اور امصار ہندوستان سے بمساعی جمیلہ فراہم لائے تھے پاے قلم سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طالع کی تصرف مین آئے اور اکثر خزائن اور اسباب مجموعہ سات سو برس اس خاندان کا کہ سرکار سلاطین بزرگ مین شامل اس کے بہت کم میسر آتا ہے لوٹ مین مسلمانون کے ہاتھ آیا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب کفار رعیت اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور مسافر اور مجاور اور مذکر اور مونث علف تیغ خون آشام غازیان عظام ہوئے اور مملکت کرناٹک نے ایسی صفت ویرانی کی قبول کی کہ زمانہ دراز مین حالت اصلی پر نہ آوے گی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینہ اور پانچ دن تھے تیکا مجاہدہ کا کمر پر باندھنا قلم مشکین رقم کا بیان

**کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ جم دستگاہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی بیت اور قتل ہونا اسکا بیچ اوس سعادت کے وقت آغاز جوانی مین**

مورخان دانشور نے بقلم مشکین اثر صفحہ بیاض زمانہ پر اسطرح سے نقش اور مرقوم کیا ہے کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی تواسہ

ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بعد تخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید رو اور قوی ہیکل اور متناسب اندام
مین اپنے تمام اقوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور فربہ اور صاحب قوت تھا اور جلادت اور شجاعت مین عدیل
و نظیر نہ رکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اُس کا ترکون اور پارسیون پر
تھا اور لڑکپن سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرف اُس کا سواے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم بہمن نامہ
اُس کی مدح مین کہتا ہے **نظم** زگہوارہ چون پاے بیرون نہاد ٭ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد ٭ ببستے تند
و گردن کش و پیل زور ٭ بکرشتی گفت کسے وقت شور ٭ چنان بر سر کنگرہ میدوید ٭ کہ انگشت حیرت فلک
می گزید ٭ اور آوان کودکی مین ایک شب کو خزانہ پدر لوٹ کر چند بدرہ زر سرخ اور سفید اُٹھائے اور لڑکون کو جو
ساتھ کھیلتے تھے تقسیم کر کے اُنھین خوش کیا اور خزانچی نے صبح کو اس کی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے اظہار کی
سلطان محمد شاہ اِس جسارت اور بے ادبی سے نہایت آزردہ ہوا اور آثار غضب کے چہرہ پر ظاہر کر کے مبارک
تنبول دار یعنی گلوری ساز خاصہ کو اُس کے طلب مین بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج
نہ بن آتا تھا تسلیم کر کے باادب ایستادہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب مین آ کر کئی چابک سے مارے کہ جسم نازنین اُسکا
مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک تنبولدار کی اپنی والدہ سے کر کے یہ تقریر کی کہ اگر وہ مجھے اس معاملہ
سے خبر کرتا مین آپ کو شفیع کرتا یا وہ وقت ٹال کر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی
دربار مین حاضر ہوتا اُس نے جواب دیا کہ مبارک تنبول دار خاصہ کا اس امر مین کچھ گناہ نہین ہے بادشاہ کا حکم تھا
مجاہد شاہ نے جب یہ سنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کر کے حرم سرا سے باہر آیا اور تغض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور
مبارک تنبول دار خاص پر حسب ظاہر نظر عطوفت بدرجہ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب اُٹھا کر
غایت نرمی سے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نہایت شہزور ہے اور علم کشتی مین قوت اور مہارت تمام رکھتا ہے اور زبردست
پہلوانون کو کشتی مین زیر کرتا ہے آ ہم اور تو کشتی کرین مبارک تنبول دار جو اُس کی خفگی اور آزردگی سے خبر رکھتا تھا اور
شاہزادہ کو کم سن چہاردہ سالہ اور اپنے تئین بیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تال ٹھوک کر اُس کے مقابل
ہوا شاہزادہ نے اُسے اُٹھا کر اس طرح سے زمین پر دے مارا کہ جنبر اُسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ بھر مین مرغ روح اُسکا قفس
تن سے پھڑک کر دار البقا کے آشیانہ کی طرف پرواز کر گیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن مین تخت دکن پر
اجلاس کر کے دولت آباد مین آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست
ارادت شیخ زین الدین کے ہاتھ مین دے کر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور چونکہ مسند عالی خان محمد کے استقلال
سے متوہم تھا اعظم ہمایون کو طرفدار دولت آباد کر کے مسند عالی خان محمد کو معزول کیا اور کشن راے والی بیجانگر کو لکھا کہ قلعے
اور بلاد مابین آب کشنہ اور آب تمندرہ ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہین اس سبب سے بین الفریقین ہمیشہ نزاع
اور گفتگو واقع ہوتی ہے صلاح یہ ہے کہ آب تمندرہ کو سرحد کرین اور دریا کے اُس پار سے سیت بندر امیشور تک
تمھارے تصرف مین رہے اور اس پار سے ہمارے قبضہ مین ہووے اس صورت مین لازم ہے کہ قلعہ بنکاپور اور بھی قلعے و بلاد
ہمارے ملازمان درگاہ کے سپرد کرو تو یہ نزاع زائل ہونے سے مخالصت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کشن راے نے
اُسکے درجواب لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل آب کشنہ کے ساحل تک رایان بیجانگر کے تحت مین تھا مناسب

یہ ہے کہ آپ کشتہ کو حد کر کے قلاع مذکورہ کو ہمین واگذاشت کرین اور وہ ہاتھی کہ بعضے امراے کنہرہ کی زبونی سے سلطان
محمد شاہ غازی تصرف مین لایا تھا پھیر دین تو کدورت ہمارے آئینۂ قلب کی ساختۂ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ
نے جب یہ جواب دور از کار سُنا نہایت ناراض ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ مین دراز کر کے خیل و حشم کے فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور تختگاہ اور جمیع ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جد مادری اُسکا تھا عہدۂ ضبط کے واسطے
رجوع فرمایا اور بیجانگر کے سفر کی عزیمت کر کے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جسوقت لشکر دولت آباد اور بیدر اور برار
حسن آباد گلبرگہ مین آنکر بساط بوس کے شرف سے معزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانسو فیل کوہ تمثیل اور تمام خزانہ ہمراہ
لیکر پاے دولت رکاب سعادت مین لایا اور شکار کرتا ہوا آب تنگبدرہ سے عبور کر کے قلعہ ادونی مین پہونچا اور چونکہ وہ
قلعہ دکن مین عدیم المثال ہے اُسکی تسخیر کا راغب ہوا صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ برار اُسکے محاصرہ کے واسطے مقرر
کیا اور امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون کو مقدمہ پر روانہ فرمایا اور جو سُنا تھا کہ کشن راے پرگنہ گنگاولی مین آب تنگبدرہ
کے ساحل پر مقیم ہے خود بکمال آہستگی اور وقار پیچھے سے اُس طرف متوجہ ہوا اور کشن راے قرب پہونچنے امراے
ہراول اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہو کر قتال و جدال مین آمادہ ہوا اس درمیان مین بعضے زمینداروں کی زبانی یہ
خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور دبدبہ سے شیر فلک بیشۂ آسمان مین قدم نہین رکھ سکتا اور
گاو سپہر مرغزار خضرا مین اُسکے پنجہ کی دہشت سے دم نہین مار سکتی فلان بیشہ مین مقام رکھتا ہے اُسکے شر سے اطراف و
نواحی ویران ہوا اور زمیندار اور مزارع اُس طرف کے تردد اور تخم ریزی سے باز رہے سلطان مجاہد شاہ اُس شیر کے شکار کو
بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے
بیشہ مین داخل نہ ہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھ کر
نعرہ مارا اور جھپٹ کر اُنکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ مراد بندوق
اور کاربین ہو تیر سے ہے منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا خطا نہ کی اُسکے پہلو مین
در آیا شیر فوراً تڑپ کر مر گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان از کمین گاہ بازو کشید ٭ بیک تیر پہلوش از ہم درید ٭ سراپا
سپہ از یسار و یمین ٭ زبان بر کشادند بر آفرین ٭ کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار ٭ پسر زال رستم ولید سفندیار ٭ سلطان مجاہد شاہ
نے فرمایا مین نے اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسپر پھینکون اگر اُسکے سبب سے نہ گرے تو شمشیر و خنجر سے اُسکا کام تمام
کرون اُسنے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا آیا تیر اسکے کونسے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ
تیر کھینچکر اسکا شکم چاک کر کے دیکھو کہ تیر اسکے کونسے مقام اور جوڑ مین پیوست ہوا ہے اور چونکہ وہ امراء اُسے تحقیق ...
اور بعضی مرغ کا بھی شکم شگاف کیا تھا متامل ہوے جب اُسنے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود ... کر کے آپ ہی
کام مرتکب ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اُسکا پھاڑ کر بہ نظر غور دیکھا کہ حسب اتفاق تیر اُسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا ...
کہ اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر ہراسان ہوے اور عجب رعب اور ہراس اُنکے دلوں پر غالب ہوا
اور باوجود اسکے کہ لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے پیشتر روانہ ہو چکا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ ...
دور دراز مین بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان تو بجی اور بیاباندار باب سلاح کے قتل
و ہلاک مین کوشش کرین پھر شہر بیجانگر بزرگان کفار کے حوالہ کر کے خود اُس شہر سے جنگل جنوبی کی طرف متوجہ ہوا ...

چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سنی تھی کوچ بر کوچ کر کے وہان گیا لیکن اس وجہ سے کہ اُس شہر کے درمیان
مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین
دشوار گذار حد وحصر سے باہر تھین عازم اُسکی تسخیر اور تخریب کا نہوا کشن راے کا پیچھا کیا وہ بیراہہ اور جنگل کے درمیان
سے سیت بندرامیشر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اُس کے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع
ہوتا تھا درختون کو کٹوا کر ایک شارع عام کہ اُسکا عرض سو گز سے کم نہو کھولتا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن راے کا تعاقب
کیا اور کشن راے جابجا نقل اور تحویل کر کے ہرگز مقابلہ سلطان کا نہ کرتا تھا ہر چند دولتخواہ اور مقربین سلطان سے
عرض کرتے تھے کہ اس تعاقب مین کچھ فائدہ نہ ہوگا سلطان نے مطلق اُنکی فہمائش گوش ارادت سے نہ سُنی اور اسی طرح
قطع اشجار اور تاراج وغارت مین کوشش کرتا رہا اور کشن راے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اُس کے اقبال نے
اپنا فروغ دکھایا اور کشن راے کے اکثر فرزند اور عزیز بیمار ہوے حکما کہتے تھے کہ یہ امراض درختون اور زیر اشجار
کے آب کی تاثیر سے ہین کشن راے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب وہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگیگا
اب قضیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار ناپنا پڑا پس ناچار اور بے علاج ہو کر بیراہہ سے آپ کو بلدۂ بیجانگر مین پہونچایا
اور دوستون کو محافظت سے مضبوط کر کے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین دُرلایا اور خود ایک قلعہ مین کہ اُس شہر کے
قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ جب سیت بندرامیشر کے نواح مین پہونچا جمیع امرا کو
کشن راے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا بہادر خان اور پانچ ہزار سوار جریدہ
لے کر سیت بندرامیشر کی طرف کہ بیجانگر سے اس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہے سیر وتماشا کی نیت سے متوجہ
ہوا اور منزل مقصود مین پہونچ کر اُس مسجد کو کہ امراے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے بنا کی تھی اُس کی مرمت
مین مصروف ہوا اور بتخانون کو ویران اور مسمار کر کے بعجلت وسرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اُس کے سوا اب تک
کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دو راستہ رکھتا تھا ایک اُن مین نہایت وسیع
لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک وتنگ اور راہ وسیع مین مرکوب لیئی دمدمہ اور کمین گاہین بہت
بنائین اور بند وقچی پہاڑون اور قلل یعنی چوٹیون پر پوشیدہ ہو کر کسی غنیم کو اُس راستے سے بفراغت شہر مین داخل
نہونے دیتے تھے اس لیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ اُسکو سودرہ کہتے تھے بقصد
جہاد مع خیل وحشم جریدہ شہر مین در آیا اور سودرہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ ہیبتیا اپنے عم داؤد خان کے
سپرد کیا اور کشن راے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہو کر لحظہ بلحظہ سوار وپیادہ [illegible] لشکر اسلام
کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور اُن محلون کو مسمار کر کے آگے بڑھا یہانتک
کہ اس ندی کے کنارے پہونچا جو فاصل تھی درمیان اُس قلعہ کے کہ راے مذکور اُس مقام مین رہتا تھا اور اُس ندی کے کنارے
پہاڑ کے اوپر ایک بتخانہ طلاکار مرصع بجواہر نفیسہ تھا کہ ہندو اُس کو شرینگ کہتے تھے اور باشندے زبان کنہری مین عجب
مرصع کو بولتے ہین اور چونکہ وہ بتخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اُسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان
مجاہد شاہ اُسکا مسمار توڑنا چاہا اکبر جا کر اُس پہاڑ پر برآمد ہوا اور اُسے مسمار کر کے اُسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا اور
لشکر کفار نے بتخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ وزاری کا نعرہ فلک تک پہونچا کشن راے کو

سوار کیا اور ہجوم عام لا کر فدائی طریقہ سے میدان قتال میں متوجہ ہوئے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت
سے آگاہی پائی مستعد قتال ہو کر صفیں آراستہ کیں اور اس سے پیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چتر اپنے فرق مبارک
سے دور کیا اور ایک سلحدار کے ساتھ جسکو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کر کے دشمنوں کے ازدحام اور ہجوم کے تماشے
میں مشغول ہوا ناگاہ اس طرف سے ایک ہندو دیو صفت شبدیز سلطان مجاہد شاہ کا کہ شبرنگ نام رکھتا تھا پہچان کر عازم
ہوا کہ شاہ کو غافل کر کے اپنے تئیں حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام بتخانہ اور بیت الکفر کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے
اور اس مملکت میں اپنا نام بلند کرے غرض کھنڈروں کے بیچ سے ہو کر جس حیلہ سے کہ ہوسکا آپ کو سلطان مجاہد شاہ
کے قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعۃً بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی
وہ غازی بے توقف گھوڑا میدان رزم میں گرم عنان کر کے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثنائے تلاش
اسپ محمود افغان کا ٹھوکر کھا کر گرا اور وہ اتر کر پیادہ ہوا اور اس کافر نے فرصت پا کر چاہا کہ اسے ہلاک کرے سلطان
مجاہد شاہ نے چستی اور چالاکی سے مرکب اڑا کر بسرعت تمام برق و باد کے مانند اپنے کو محمود افغان کے پاس پہونچایا
اور ہندو نے پیشدستی کر کے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از روے ذوق اور خوشحالی ایسا
نعرہ مارا کہ تماشائیوں کو گمان ہوا کہ زخم کاری پڑا لیکن چہ بادشاہ کلاہ زرہ و خود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو
سلطان نے طیش میں آ کر ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی ماری کہ اس نشانہ کا سر زیر ناف اتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت
پر گرا اور مرغ روح اسکا تڑپ کر دار البوار کی طرف پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو گھوڑے پر سوار کر کے
خراماں خراماں مظفر و منصور آب سے عبور کر کے اپنے لشکر میں نزول اقبال فرمایا اور اس شاہ بہمن نژاد کے زور بازو اور ہاتھ
کے قوت ضرب پر دوست و دشمن یکبارگی آفرین خواں و دعاگو ہوئے اور جو کشن راے دریا کے اس پار ایستادہ ہوا
جمیع سپاہ نے اس کی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا بہادر خان اور
اعظم ہمایوں سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تحریص اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان
سیستانی نے کہ اس کے حوالے آتش خانہ تھا ارابے آتشبازی کے آگے بڑھا کر نمرود وغا کو افروختہ کیا اور بعد حرب
شدید اور معرکۂ عظیم کے کفار مغلوب ہو کر منہزم ہوئے اور ابھی مسلمانوں نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن راے
کا بھائی آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر میں پہونچا اور سلطان مجاہد شاہ کے رزم
کے واسطے چیکا مجاہدہ کا کمر جان پر باندھ کر میدان جانفشانی کی طرف متوجہ ہوا اور کشن راے دوسری مرتبہ فوج
پراگندہ کو جمع کر کے لشکرگاہ میں آیا اور مجدداً ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ
منہ ان ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور رسم قانون مبارزت تازہ کر کے داد مردی اور مردانگی کی چنانچہ طرفین سے
ایک خلق بے شمار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم اعیان شربت شہادت چکھ کر روضۂ رضوان میں داخل ہوئے
اور سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ میں بذات خود قتال میں مصروف ہوا اور جس طرف وہ شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوتا تھا
افواج مخالف رمۂ گوسفند کے مانند گرگ تیز چنگ کے صدمے سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی نظم
سنان ہمایون خسرو شیر دل بپرداخت از خون شہان خاک گل بہ شبرنگ زنگی کہ دادی عنان بر ہمن کشتی ہندو بزخم سنان
اور داؤد خان کہ دہنہ سودرہ کی محافظت میں قیام کرتا تھا جب سنا کہ صبح سے ظہر تک آتش جنگ سوزاں ہے ابھی تک

ساکن اور افسردہ نہین ہوئی اور ہندؤن کی طرف لحظہ بہ لحظہ لشکر تازہ زور مدد کے واسطے پہونچتا ہی بیتاب ہوکر راہ
کوتاہ بینی اور ناعاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کرکے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین مشغول
ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ تیغ بتہ گھوڑا اسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہوکر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون سے
برلا کر کسی طرح تقصیر کی اس درمیان مین سلطان کی نظر داؤد خان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہو لیکن اسقدر صبر کیا کہ شکست
اعدا پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرۂ اقبال اہل اسلام پر چلی اسوقت داؤد خان کو اپنے پاس بلاکر ازروے آشفتگی دشنام
دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس
شہر سے جانبر ہووے پھر ایک جماعت امرا کو اس دہنہ کی محافظت کے واسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی زیادہ
تنگ تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی ہو واسطے کرشن راے دریا کے اس طرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے
فراہم کرنے کی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سودرہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اسپر قابض ہوگئے اور جو امرا کہ
اُسکی محافظت کے واسطے دوبارہ مامور ہوے تھے اُنکے دفع سے عاجز ہوکر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان
مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کافر سوار و پیادہ کو اُس روز تہ تیغ بیدریغ کرچکا تھا اور اُسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضائع
ہوے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھکر دہنہ سودرہ کی طرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سودرہ جو زبردستی اُس شیر
خشمناک کی لطور راجبی جانتے تھے بمجرد اُسکی توجہ کے بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہوکر ایک گوشہ کی
طرف بھاگگے اور جو کشن راے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصہ خیلان دہنہ کے سر پہ یہ قدر ٹہرا
رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اُترے اور جس شخص نے اُس شہر و مملکت کو دیکھا جانتا ہی کہ سلطان مجاہد شاہ
بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کہ فلک نے بدوست کے ہاتھ سے برنہ آوین القصہ ولایت کنہڑ
کہ اُسکو کرناٹک بھی کہتے ہین طول اُس کا شمالاً و جنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بندرامیشر تک چھ سو کوس ہی اور عرض
اُسکا بحر عمان کے کنارے سے مملکت تلنگ تک غرباً اور شرقاً تخمیناً ایکسو پچاس کوس ہوتا ہی اور ملک کرناٹک
بیشتر سے جنگل اور قلعون سخت سے مملو ہی اور باشندگان اُس حدود کی کنہڑی زبان ہی اور بعضون کی تلنگی زبان
اور بیشتر شجاع اور مردانہ ہوتے ہین اور رزم کے روز بزم کی طرح تالیان بجاتے و ناچتے آتے ہین لیکن آخر
کو پاے ثبات اپنے میدان کین مین نہین جماتے اور اہل اسلام کے غازیون کی شوکت و صلابت اُن کے
دلون پر غالب ہی اس لیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ اُنسے غالبانہ ہیبت سے لڑائی کرتے تھے وگرنہ
راے بیجانگر بحساب مملکت و سپاہ اُنسے کہین زیادہ تھا خصوصاً اُس وقت مین کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی ترکتاز مین
اشتغال رکھتا تھا کس واسطے کہ مملکت تلنگ ابتک بالتمام تصرف بہمنیہ مین نہ آئی تھی اور بندر گووہ اور قلعہ بلگام
وغیرہ جو کرناٹک مین داخل ہین راے بیجانگر کے تحت مین تھا اور بہت ولایات تلنگ سے تغلب لیکر اپنے
مملکت پر قابض تھا جسین ہاتھی کا نام نہ تھا اور راے سیلان اور ملیبار اور حکام بنادر اور جزائر اپنے ایلچیون کو اُسکی درگاہ
مین بھیجکر ارسال تحائف و ہدایا الف تعرف و خطبہ بھیجتے تھے اور کشن راے کے آبا و اجداد اس مملکت مین سات سو برس سے
بادشاہی کرتے چلے آتے تھے اور خزائن بھرے تھے کیونکہ اندوختہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت
مدید اور عرصہ دراز مین کسی طور کے حادثہ نے صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اُس مملکت کے

راؤن کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد مین کشن راے
کے دادا نے جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ دادا کے خزانون کو بہ نیت ثواب و ذخیرہ آخرت جا بجا زمین مین مدفون
کرکے اُس کے اوپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانون مین سے جو سرزمین سیت بندرامیشر مین مدفون تھے
سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوے اور اُس ولایت کے نجومیون نے حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ
اسلام کے تصرف مین آوینگے چنانچہ اس کی کیفیت بتفصیل تمام اپنے مقام مین مذکور ہو القصہ سلطان مجاہد شاہ
نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہ ہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کرکے نہضت فرمائی اور اُس عہد کے
پاس و لحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل مین قیام نہ کیا بلکہ ساٹھ یا ستر
ہزار لڑکیان اور لڑکے کافرون کے اسیر کرلیے چونکہ اُس کے ملازمان جان فشان قلعہ ادونی کو محاصرہ رکھتے تھے
اُس طرف جاکر نو مہینے اوقات شاہی تحصیل البقا قلعہ گیری مین صرف کی اور آخری موسم گرما مین کفار نے بے آبی سے
عاجز ہوکر وہ قلعہ مسلمانون کو تسلیم کرنا چاہا تھا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان کے لشکر مین
بھی آثار قحط غلہ ظاہر ہوے اور مرض اسہال اور ہیضہ کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بہ تنگ ہوکر مراجعت کی
خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ مین جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ فدوی
خاص و عام کے افواہ سے تعریف قلعہ ادونی کی سنتا ہو اگر فرمان سریع النفاذ شرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر مین حاضر
ہوکر اس حصار کی سیر دیکھے مزید عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اُس کی درجہ اجابت سے مقرون فرمائی
ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استعجال ملازمت اشرف مین مشرف ہوا اور خلوت مین یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار
گردون وقار کہ پندرہ قلعے گرد رکھتا ہو اور ایسے پہاڑ وسیع و رفیع پر واقع ہوا ہو جلد فتح نہوگا منظور اگر کشورکشائی ہو تو
کہ اول قلعہ اور گڑھیان جا بجا مین وہ آپکے بھیجی سپاہ کو دے اور بیگاہ سے نکالو تک تصرف مین لاوین اسکے بعد اس قلعہ کی
تسخیر کے واسطے عازم ہوویں اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوا الملک نائب سیف الدین غوری نے راے بیجانگر
سے ایک طرح کی صلح کی اور سلطان نے اُسوقت عنان شبدیز عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب
سیف الدین غوری کو پیشتر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور رایات بادشاہی جب تمنبدرہ سے عبور کرکے مدکل کے
حوالی مین پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان مین کوشش کرکے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے
لشکر کو مدکل مین چھوڑکر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ عدد انکے چارسو ہونگے ساتھ لیکر شکار مین مشغول
ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سرجماعت اُس جماعت سے تھے اور سلطان
مجاہد شاہ گرم شکار ہوکر قلعہ رایچور کے اطراف تک آگیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی ہمسائیگی اور ہمراہی
جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری مین کوشش کرکے شرائط محافظت بجا لاتے تھے اور اس سے کہ وہ جناب تمام
دن شکار مین مشغول ہوکر شب کو جس جنگل یا پہاڑ مین پہونچتا بے تکلفانہ پیچکر فرکش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اُس بالی
و شام وہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر مین مبتلا ہوکر اسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت آباد سے
عزل امارت اور اعظم ہمایون کے غلبے سے ہمیشہ بہ حزن و ملال تھا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبولی از خاصہ خیلان کہ اپنے
باپ کے قتل کا کینہ سینہ مین رکھتا تھا داؤد خان سے شریک ہوئے اور غدر کی گھات مین بیٹھے اور شکارگاہ مین ہر چند سعی کی

صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے ہیولانی خیال انکا صورت پذیر نہوا لیکن جو قلم تقدیر
اسپر جاری ہوا تھا اور قضاے آسمانی دگرگون نہین ہوتی ہی اور یہ جگہ جسکو سراے فنا و قحبہ دنیا کہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہی
شعر اگر صد سال مانی ور یکے روز ٭ ببایدرفت ازین کاخ دل افروز ٭ الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہو کر صفدر خان
سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت الصرف ممالکت برار اور دولت آباد ارزانی فرمائی اور یہ ناچار اور
ناگوار اُس سے جدا ہو کر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوے سلطان مجاہد شاہ لشکر گاہ مین تشریف لے گیا اور اُس
جماعت کے ہمراہ جو شکار مین ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کی طرف توجہ فرمائی لیکن جسدم کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز
اُس نہر کے کنارے مقام کر کے صید ماہی مین مصروف ہوا اور اُس روز چشم حق بین اُسکی آشوب کر آئین اور درد چشم کے
باعث شب کو سراپردہ مین رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل و یکجہت ہو کر چوکی
پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اُس کے بعد کہ زلف لیلاے لیل کمر تک پہونچی یعنی آدھی رات
گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوے اور اُن غدارون کے سوا دربار مین دوسرا شخص نرہا داؤد خان نے مستعد ہو کر
مسعود عالی خان محمد کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ مین داخل ہوا
سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالاے پلنگ و سادہ ناز و نعم پر آرام خاص مین پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ
حبشی کہ وہ دونون چپی یعنی مالش پا کرتے تھے انھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد برپا کیا سلطان
مجاہد شاہ نے بیدار ہو کر ہر چند ہاتھ آنکھون پہ پھیرا اور سعی کی کہ دیدۂ رمد رسیدہ وا ہون فائدہ نہ بخشا داؤد خان جفاکار
فرصت پا کر برق کی طرح حضرت پر جا پڑا اور پیشدستی کر کے خنجر پیدا و سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آنتین
نکل پڑین سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے قاتل کی طرف ہاتھ
دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ مین آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی باوفا نے
باوصف اس کے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضربت سے کام تمام کیا اور
بلاتوقف قبضہ اپنے شمشیر تیز خونریز کا اس طرح سے بناگوش شاہ پر مارا کہ فوراً مرغ روح پر فتوح جنت الماوا کی طرف
پرواز کر گیا نظم اجل خانۂ تن بپرداختش ٭ پس از تخت بر تختہ انداختش ٭ جہان کار زینگونہ بسیار کرد ٭ زمانہ
نخستین نہ این کار کرد ٭ یکے راز زیر بسر افسر نہد ٭ یکے را بخاک سیہ ور نہد ٭ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پنجۂ انتقام سے
نجات پا کر سراپردہ کے باہر گیا اور اُسی دن تمام امرا اور ارکان و امرا کو کہ جریدہ ہمراہ تھے حاضر کر کے اپنی سلطنت کا
باعث یہ ہوا چونکہ وہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لاولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور داؤد خان نے
ہر ایک کو خطابات اور مرحمت سے ممتاز کر کے بوعدہ ہاے مسرت افزا مسرور اور خوشنود کیا اور صبح کے وقت جنازہ اپنے بھتیجے
شہید کا حسن آباد گلبرگہ مین بھیجکر خود دو تین دن وہان توقف ہوا اور پھر لشکر کو ہمراہ لیکر شوکت و صولت بادشاہی دار الملک کی
طرف روانہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا ذی حجہ کے سترھوین شب ۷۶۹ سات سو انہتر ہجری مین واقع ہوا مدت
اُس کی سلطنت [illegible] برس کا بھی عرصہ کھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ مبارک نام ایک شخص
[illegible] سے مرتبۂ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اُس کے حوالہ تھا ایک رات کو دیکھا کہ سلطان
مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر چند بدرہ برآوردہ کر کے اپنے اطفال ہمسال و ہمبازی پر قسمت کیا مبارک

[illegible]

گلوری بر: ارسلے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی غازی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب میں آن کر چناچا
چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دل میں رکھا اور مبارک تنبولدار کو ارادہ تھا بعد وصول
دار الملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہو کر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخون نے یہ بھی تحریر کیا ہے
کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب تذکرہ داؤد شاہ

## بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے غدر اٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے جلد مکافات پر پہونچنے کا

مورخین دکن نے تحریر کیا ہے کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا
ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بیجاپور کے اطراف میں پہونچے تھے آپس میں
موافقت کر کے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ میں نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور میں تھے اپنے متصرف
ہو کر دولت آباد اور ایلچپور کی طرف روانہ ہوے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے کل حشم اپنی ولایت کی طرف لیجا کر
چشم انتظار شاہراہ عنایت پرور رکھتے ہیں جسوقت پیشگاہ جاہ و جلال اقبال سے فرامین طلب صادر ہونگے بارگاہ فلک بارگاہ
میں سر سے قدم کر کے بجناح استعجال روانہ ہونگے اسی طرح لشکر بیجانگر کہ محافظت کے واسطے اپنی سرحد میں اقامت رکھتا تھا
سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل سنکر نہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجا لائے اور آب کشنہ تک تاخت کر کے قلعہ رائچور
کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ کی سلطنت
کے راغب ہوے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق
حسن آباد گلبرگہ میں استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا اولا انہی
علامتین باعث زوال دولت و مملکت میں اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے مناسب یہ ہے کہ
ہم سب اس کا حلقۂ اطاعت اپنا آویزۂ گوش کر کے فتنہ اور فساد کے گرد نہ پھرین اور چونکہ ملک نائب سیف الدین غوری
اس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا تختگاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اسکے کہنے پر موافقت کی تا سلطان
شہید کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری اسکا نانا تھا [جمیع خواتون را] سرزنش کر کے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی
لیکن مفید نہ پڑا اس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور کو لے کر
موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اسے شہر میں داخل کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب
وکالت سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اسکا اندازہ سے زیادہ دیکھ کر التماس اس کی قبول کی اور
از رہ سے استقلال مہمات سلطنت میں مشغول ہوا اور جمیع امرا اور ارکان دولت نے سر اسکے خط فرمان پر رکھی لیکن
سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ روح پرور آغا نام رکھتی تھی اس کی عداوت میں ثابت قدم اور راسخ دم ہو کر [illegible]
اور ہر چند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور وجود وعدم اسکا یکسان سمجھ کر [illegible]
کہ سلطان محمد شاہ کے عہد میں معزز اور مکرم ہو کر تمام اہل حرم پر فوقیت رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اس کی [illegible]
لحاظ ملحوظ رکھا [illegible] ان دونوں کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کہتا تھا یہانتک کہ [illegible]
انسانی اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہو کر مرتبۂ اعلی کو پہونچا تھا [illegible]
سے اپنے جان سے ہاتھ دھو کر [illegible]

تیر تصدکمان توجہ مین لیس کیا قضا را انھین دنون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ سنہ ۷۸۰ھ سات سو اسی ہجری مین داؤد شاہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہ اداے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور مسیلی پاکر جوان سوار اور پا کھتا داؤد شاہ کے عقب جاکر تکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی تجبتی اور چالاکی صف اولی سے پاؤن بڑھا کر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر ایسی پہونچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکر پانی نہ مانگا اسی مقام میت سرد ہو کر سر گریبان عدم مین کھینچا اور مسند عالی خان محمد اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھکر آنکھون مین خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹ کر قاتل کو بھاگنے کی فرصت نہ دی اور سر اسکا تن سے جدا کیا اور مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر اور باہر ہوئی راز سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے خاتمے پر نظر فوائد تحریر ہوا انکتہ یہ نکتہ بھی سند اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جسنے زاویۂ عدم سے صحراے وجود مین قدم رکھا اسنے موت کا ذائقہ بلا شک چکھا دار فنا سے گذرنا ہے حاصل جینے کا مرنا ہے جس شے کو زوال ہے اسکی محبت بیہودہ خیال ہے راے سلیم یہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اسکے کارو بار سے انکار کرے مکھی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے شیرینی کم ہے نہ چاٹے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان بکھیڑون سے دور ہے تو قرین رحمت پروردگار ہو اس بحر زخار نا پیدا کنار سے بیڑا پار ہو من سرور السلطانی

## ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

حافظان فضائل صوری باقلام زبان معنی سنج داستان گذشتگان علی الخصوص فرمان روایان دکن صاحب شمشیر صف شکن کی یون بیان فرماتے ہین کہ بعد قتل ہونے داؤد شاہ بہمنی کے مسند عالی خان محمد جازم ہوا کہ محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو کہ نو برس کا تھا باپ کا جانشین کرے اس لیے داؤد شاہ کی تجہیز و تکفین کچھ لوگون کے حوالہ کرکے خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے اس حال سے آگاہ ہوکر دروازہ اس کے منھ پر بند کرکے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند ایسے ناخدا ترس ظالم کا جسنے میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہے بادشاہ ہو بہان شائستہ خلافت محمود خان خلف سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی ہے اور اسواسطے کہ سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعے کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالی خان محمد اپنے اعوان و انصار کو لیکر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت کے بارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونون قلعہ مین ہین اور تمام قلعہ والے روح پرور آغا کی صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہین مناسب یہ دیکھتا ہون کہ بساط منازعت کو لپیٹ کر جلد جاکر ہم سلطنت کو اسکے کف اختیار مین چھوڑین اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت کافر اور مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہون گے اسے مختار کیا اور ہمراہ اس کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے بعد گفتگو مے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو نابینا اور اسکے محمود خان کو بجاے برادر مقتول یعنے سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کے تخت فیروزہ پر تمکن کیا اور فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہے وہ کہتا ہے کہ نام اس بادشاہ کا محمد شاہ ہے اور اشعار مین ہر جگہ محمد شاہ مذکور کیا اور اسی طرح بہت سے مورخین گجرات و دہلی خواہ اگلے ہون یا پچھلے ہون اس وجہ سے کہ تتبع حالات دکن کا اچھی طرح کیا تھا

واسامی شاہان بہمنیہ اور بہت سی حکایات میں غلطی کی اور سب نے قلم بے تحقیق رواں کیا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و خوش خلق و عدالت آثار تھا اور امور دنیوی میں بھی بہ نظر باریک غور و تامل سے عدل و داد میں کوشش کرتا تھا اور ابتدائے جلوس میں مسند عالی خان محمد کو خمیازۂ فساد چکھا کر قلعہ ساغر میں مقید کیا اور وہ اسی عرصہ میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا مثلہ کیا یعنی ناک کان کاٹ کر بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بہ مبالغہ اور استواری تمام پھر بہ نہج سابق خلعت وکالت اور پیشوائی اور طرفداری پائے تخت پر مقرر کر کے اُس کے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ امر اُسے نہایت مبارک اور مستحب ہوا اُس کی مدت سلطنت میں ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت میں راہ نہ پائی اس درمیان میں بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایوں نے اطاعت کی اور بہ سبیل سرعت دار الخلافت میں آ کر لوازم تہنیت بجا لائے اور رائے بیجانگر نے اس کے اقبال کا ستارہ بلند دیکھ کر اظہار اخلاص کر کے قلعہ رائچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی حیطۂ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ قرآن اچھا پڑھتا تھا اور خط خوب لکھتا اور طبع موزوں رکھتا تھا چنانچہ یہ بیتیں اُسی کی طبع زاد میں لفظ

آنجا کہ لطف دوست دہد منصب مراد ، بخت سیاہ و طالع میمون برابر است ، عاقبت در سینہ کار خون خاسہ می کند ، خصمی اے دل کہ از الماس تیز تر می خورم ، خضر بیہودہ است دریغ متاع عافیت ، سے روم اے نفس ساز عبائے دیگری خرم ،

اور علوم متداولہ سے با خبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جس وقت تنہا ہوتا تھا مسرت و انبساط اُس پر غالب نہ ہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اُسے پہنچتا تھا غمگین اور محزون بھی ہوتا تھا اور مدت عمر میں زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہمبستر نہ ہوا اور علما اور فضلا سے مجالست کر کے بہ تعظیم تمام پیش آ کر رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد خجستہ مہد میں اُس کے شعرائے عرب و عجم دکن میں آن کر سرچشمہ جود و احسان اُس کے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شاعر عجم سے میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ صدر صدارت پر متمکن تھا دکن میں آیا اور ایک قصیدہ بہ رسم و عدہ اس بیتکاہ شاہی گذرانا مجلس اول میں ایک ہزار تنکہ طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہے صلہ پایا اور معزز و مکرم اور فائز المرام ہو کر اپنے وطن میں گیا اور جب یہ آوازہ سخاوت اور مہر پروری اور قدرشناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی سفر دکن کے راغب ہوئے لیکن بعض موانع کے سبب اُن کی تشریف آوری میں تاخیر ہوتی تھی اور جب یہ خبر میر فضل اللہ انجو کو پہنچی کچھ زاد راہ خواجہ کے واسطے شیراز میں بھیجا پیغام دیا کہ اگر آپ اس طرف تشریف شریف ارزانی فرما کر ملک دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضۂ رضوان فرماویں اہالی اس دیار کے شکر قدوم میمنت لزوم بجا لاویں اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کریں گے خواجہ حافظ میر فضل اللہ انجو کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے محظوظ ہو کر سفر ہندوستان کے راغب ہوئے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اُس میں سے کچھ اپنے بھانجوں کو اور کچھ بیوہ عورتوں کو تقسیم کیا اور کچھ وہ پیادہ سے قرض خواہوں میں صرف کر کے سامان سفر درست کیا اور شیراز سے برآمد ہوئے جس وقت کہ قصبہ لار میں پہنچے مال دنیوی جو رکھتے تھے ایک آشنا محتاج اُٹھے ہوئے کو

ع۵ بعض نسخوں میں اسی طرح لکھا ہے اور مولانا آزاد نے میر فضل اللہ لکھا ہے اور آئندہ کتاب میں بھی فضل اللہ ہی آوے گا ۱۲ میر علی صالح مصحح قرعی ۱۲

پیشکش کیا اور آپ تہیدست ہوئے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد گازرونی کہ تجار ان معتبر سے تھے اور
ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعہد ہوئے اور حافظ کو ہرموز
مین لائے اور بعضے امور مین کوتاہی کرکے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق اُن کے
کشتی محمود شاہی مین جو دکن سے آئی تھی سوار ہوئے قضارا ابھی کشتی روانہ نہ ہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے
سے دریا شورش اور تلاطم مین آیا خواجہ ایکبارگی اس سفر سے متنفر ہوئے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے
دوستون کو جو ہرموز مین رہتے ہین دیکھکر اُنسے رخصت ہو آؤن اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوئے
یہ غزل موزون کرکے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور خود خواجہ حافظ شیراز کی طرف
پلٹ گئے **غزل** دمی باغم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد * بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد * بکوے
میفروشانش بجامی برنمیگیرند * زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد * رقیبم سرزنشہا کرد کز این خاک در
بگذر * چہ افتاد این سر مارا کہ خاک در نمی ارزد * بسے آسان نمود اول غم دریا ببوی سود * غلط کردم کہ یک موجش
بصد من زر نمی ارزد * شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درجست * کلاہ دلکش ست اما بترک سر نمی ارزد * بشو این
نقش دل تنگی کہ در بازار یکرنگی * بخنجہاے گوناگون مے احمر نمی ارزد * چو حافظ در قناعت کوش وز دنیاے دون
بگذر * کہ یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد * اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایک دن کسی تقریب
سے سلطان محمود شاہ کے دربار مین قصہ خواجہ کا ہرموز تک آنے کا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا تفصیل گذارش کیا سلطان
محمود شاہ نے فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنے کا قصد مصمم کرکے قدم رنجہ فرمایا تھا ہم پر بھی واجب فرض ہوا کہ اُسکے اپنے
بحر فیض سے محروم نہ رکھین پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ فضلاے حُسن و لطافت سے تھا ہزار اشرفی سپرد کین کہ قسم قسم کے تحفہ
ہند خرید کرکے خواجہ کے واسطے شیراز لیجاوے اور سلطان محمود شاہ سلطنت حاصل ہونے سے پیشتر لباس قیمتی نہایت پرتکلف
زیب تن کرتا تھا اور جب سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پر مدار رکھا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزائن آلہی کے امانت دار ہوتے ہین
قدر احتیاج سے اُسمین زیادہ تصرف کرنا محض خیانت ہے اور جب اسکے عہد مین دکن مین قحط پڑا دس ہزار بیل سرکاری کارخانہ کے
گجرات اور مالوہ مین بھیجکر غلہ منگواتا تھا اور بقیمت ارزان مسلمانون کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیم بچون کی تعلیم کے واسطے
گلبرگہ اور بیدر اور قندھار اور ایلچپور اور دولت آباد اور جیول اور دابل وغیرہ بڑے شہرون اور قصبون مین معلمون کو مقرر کرکے
اخراجات معین فرمائے اور محدثان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے شہر ہاے وسیع مین
وظیفے مقرر کرکے اُنکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور نابیناؤن کے احوال پر اختلال پر نظر ترحم مبذول کرکے مشاہرہ
دیتا تھا ایسا مشہور ہے کہ آدمی آپ کو بہرا اندھا کرکے تنخواہ ماہ بماہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ کے تعصب دوران
شیخ محمد سراج جنیدی سے سلوک ہوکر مرض الموت مین اُن کی عبادت کے واسطے گیا اور زیارت کے دن اُنکے
مزار پر حاضر ہوکر فاتحہ پڑھتا تھا اور خیرات و مبرات مین مشغول ہوتا تھا کہتے ہین کہ جب مالک الملک کی عنایت
سے سلطان محمود شاہ صاحب تخت و تاج ہوا ایوان بزم کو میدان رزم پر اختیار کرکے اوقات شاہی
بے دردسر نیزہ و شمشیر بسر لیجاتا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے اور چوبیس روز ایام سلطنت مین کسی طرف
فوج کشی نہو اور عیش و عشرت مین گذرانی اسی واسطے دکن کے ظالم طریقون نے ازروے ظرافت اُس کا نام اسم

ارسطو رکھا تھا ؎ نظم ؎ چو آن شد بدولت جہان برگرفت ؎ بشاہنشہی چتر بر سر گرفت ؎ بسے سالہا در جہان کام یافت ؎ براورنگ بے رزم آرام یافت ؎ اور نظر بد کی دفع کے واسطے اس کے آخر عہد مین چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن ہو کر ساکن ہوئی جس کا بیان یہ ہے کہ بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر عاطفت ہوا اور بھتانہ داری اور حکومت ساغر پر سرفراز ہوا اور فرزند اسکے ایک محمد اور دوسرا خواجہ دونون نے مقرب درگاہ ہو کر مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت و استقلال انکا بڑھتا گیا اور امثال و اقران نے انپر رشک و حسد کر کے زبان بدگوئی اور غیبت کھولی اور دونون بھائیون کو خیانت مین متہم کیا اور باوجود اسکے کہ سلطان محمود شاہ نے باور اور یقین نہ کر کے ان باتون کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متوہم ہو کر نشان مخالفت اور طغیان کا بلند کیا اور ہزار سوار پیدل اور ریجمنٹ ہمراہ لے کر ساغر کا راستہ لے کر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ بیچارہ بھی فرزندون کے سبب باغی ہوا اور باتفاق انکے سوار اور پیادہ فراہم کرنے مین مصروف ہوا چنانچہ دو مرتبہ لشکر سلطان کو جو انپر تعین ہوا تھا شکست دیکر یراق و اسباب بہت بہم پہونچایا سلطان محمود شاہ نے تیسری مرتبہ یوسف اثردر کو جو اس خاندان کے غلامان ترک سے تھا انکی تنبیہ و تادیب کے واسطے مقرر کر کے مع لشکر قوی ساغر کی طرف روانہ کیا اور اسنے جاتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے مد ہو کر مردمان بیرونی سے کہ مراد یوسف اثردر کے ہمراہیون سے ہے جنگ مردانہ کر کے اپنی رستمی دکھاتا تھا اور زمین و آسمان سے تحسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہو کر داد مردی و مردانگی دیتا تھا جب چار سو جوان زبردست و مردانہ انکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہو کر تلوارین کھینچتے تھے اور بہیئت مجموعی قلب سپاہ سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہر چند یوسف اثردر سعی کرتا تھا کہ یہ مغلوب ہون مگر میسر نہ ہوتا تھا یہانتک کہ ایک دن سید محمد الملقب بکالا پہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور مشہور بہادران شاہی کی سلک مین منتظم اور منسلک تھا معرکہ مین محمد سے مقابل ہو گیا اور شمشیر آبدار سر و بال پر ایک دوسرے کے مارنے لگے اور جو جنگ مغلوبہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اسکا سید محمد کالا پہاڑ کی ضرب شمشیر سے سربند سے مقطوع ہوا باوجود ایسے حال کے فتح محمد کی طرف سے ہوئی اور وہ اسی طرح پشت اسپ سے نہ اترا تھا کہ یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور اس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فروکش ہوئے اور چرخ شعبدہ باز کی بازی سے غافل ہوئے اور مردم درونی نے فرصت پا کر آدمی یوسف اثردر کے پاس بھیجے کہ ہم دو تنخواہ بادشاہی مین ضرورت کے سبب سے مخالفون سے موافق ہوئے تھے آجکی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہے ہم غلامان قدیم بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلان دروازہ کھولینگے مناسب یہ ہے کہ ایک جماعت جوانان کی مستعد و مہیا ہو کر مین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین در آوین القصہ یوسف اثردر نے دو سو جوان نامی مسلح اور مکمل کر کے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہونگے تو سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر تمہارے پاس بھیجینگے تو تم قلعہ مین داخل ہو کر متصرف ہونا ورنہ قلعہ کے ادخال سے مجتنب ہو کر مراجعت کرنا غرضکہ جب جماعت مذکور میعاد گاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر قلعہ سے پھینک دیا

اور یہ لوگ نہایت اطمینان سے قلعہ میں داخل ہوئے اور اوپر سے نقارہ شادیانہ کا بجایا جس سے تفرقہ دونوں بھائیوں کی جماعت میں پڑا اور سفیدۂ صبح تک قلیل سپاہ اُنکے پاس باقی رہی اور اسواسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونوں بھائی مع سپاہیان وفادار قلعہ پر یوسف اُڑدر کے دوڑے اور اسقدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا چکھ کر لحد کے نہاں خانہ میں منزل قبول کی اور یہ شمشیر الین ذوالآخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد میں غلاف سے برآمد ہوکر لوازم سیاست بجا لائی تھی اور سلطان بھی تھوڑے دن بعد اس فتح کے ماہ رجب کی اکیسوین تاریخ سنہ ۷۹۹ سات سو ننانوے ہجری میں تپ محرق میں مبتلا ہوکر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری بھی جو رکن عظیم خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات برس عمر پوری کرکے شربت ممات چکھ کر سکوت کیا اور لوگوں نے حسب وصیت سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چبوترہ گچ وسنگ سے اُسکی تربت پر تعمیر کیا اور منقول ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی اس قدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقید تھا کہ کسی شخص پر اجراے حدود شرعی میں تخلف نہ کرتا اور کسی مسئلہ میں ہرگز توقف روا نہ رکھتا تھا ایک دفعہ اُس کی عہد سلطنت میں ایک عورت کو فعل قبیح زنا میں ماخوذ کرکے اجراے حد شرعی کے واسطے دار القضا میں لے گئے جب محکمہ میں حاضر ہوئی قاضی نے اُس سے سبب مبادرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ ایہا القاضی میں نہیں جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے اور گمان مجھکو یہ تھا کہ جس طرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد روا ہونگے اس اشتباہ سے مین مرتکب اس امر ناشائستہ کی ہوئی اب میں حرمت پر اُس کی آگاہ ہوئی گرد اس کے نہ پھرونگی اور اُس مکارہ بدکارہ نے اس حیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی اور مضمون اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ نے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی کی اُنیس برس اور نو مہینے اور چوبیس روز تھی

**ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا**

جب مملکت دکن شاہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے خالی ہوئی اُسکا بڑا بیٹا شاہ غیاث الدین سترہ برس کی عمر میں تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور میں باپ کے رسوم و قواعد کو منظور رکھکر خاص وعام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمان اور وظیفہ خواہوں قدیم پر طریق رفق و مدارا جاری کرکے ہر ایک کو بنوازش ولطف خسروانہ سرفراز کیا چنانچہ جب اُنہین دنون میں صفدر خان سیستانی کی وفات کی خبر پہونچی اُس کے فرزند صلابت خان کو جو اُسکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب میں ہم سبق تھا مجلس عالی کا خطاب دیکر اُس کے باپ کا مقام ارزانی رکھا اور بشوکت تمام و عظمت لاکلام ولایت برار کی طرف روانہ کیا اور احمد بیگ تبریزی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دیکر اُن کی تعظیم و توقیر میں کوشش کی یہ امر تغلچین کو ناگوار ہوا جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر سے تھا اور درپے اُس کے ضائع کرنے کے ہوا کس واسطے کہ اُس کا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کرکے میرے فرزند حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ تغلچین کا مدعا حاصل نہوا کینہ اوسکے دل میں رہتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ اور حاضرانہ ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیوں کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلاموں کو خلائق کے سر پر کہ اُس کے درمیان میں ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کرنا اور اپنے آبا اور اجداد کے خلاف اختیار کرنا اور تغلچین کہ امراے بزرگ سے تھا اور پایہ روزگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ اپنے

سینہ میں جاگزین کر کے تمام ہمت اُس کے عزل پر مصروف رکھتا تھا اور اُسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت میں موصوف تھی اور علم موسیقی ہندی میں بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت میں اپنا عدیل و نظیر نرکھتی تھی سلطان غیاث الدین راغب اُس کا ہو کر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا قضارا تغلچین نے اس عرصہ میں اسباب ضیافت کا اپنے مکان میں ترتیب دیکر شاہ سے التماس قدوم کی سلطان اس امید پر کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے پیشکش کریگا ذوق و شوق سے اُس کے مکان پر تشریف لے گیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب دلخواہ بجا لا کر مجلس بزم آراستہ کی اور جب شراب کے نشہ نے شاہ کو خوشوقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنے کی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ نے کہ اُسکی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غرق بحر شہوت ہو کر لوازم احتیاط کو کام نہ فرمایا اور بلا تامل اپنے جمیع متعلقین اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاویں اور تغلچین بموجب ایک خواجہ سرا کی طرب کو کہ اُسکے غلامان قدیم سے تھا شاہ کا ساقی بنا کر اس کو اشارہ کیا کہ چند ساغر بیہوش ربا دیکر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود لڑکی کے لانے کے بہانہ سے محلسرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نشہ کے عالم میں وہ حالت مشاہدہ فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ نہ رکھتا تھا ہمت تغلچین کے دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اُسے پاؤں سے کمزور کیا تھا لڑکھڑاتے ہونے کے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئیں تغلچین سے اُسکے پاس پہونچایا بادشاہ غیاث الدین جس حیلہ سے کہ ممکن ہوا افتان و خیزان زینہ کی طرف دوڑا کہ کوٹھے پر چڑھ کر آپکو زمین پر گرا دے تغلچین اس کا پیچھا کر کے اخیر زینہ پر اُسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اُتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ کے دونوں دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیٹھ پر باندھے اور بلا توقف اُس کو رنگ نے خنجر کی نوک سے آنکھیں بادشاہ کی نکال کر نابینا کیا اور دو تین آدمی اپنے متعلقین کو مسلح در کمین کر کے طرب خواجہ سرا کو بحفظہ باہر بھیجتا تھا تو ایک ایک سفرلوں اور دولتخواہوں کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہے اندر لاکر مقتول کرے چنانچہ اسی تیغ سے چوبیس سردار معروف تیغ ہلاکت ہوئے اور دولتخواہان بزرگ میں سے ایک باقی نہ رہا اُس وقت اُس کے چھوٹے بھائی سلطان شمس الدین بہمنی کو بنام سلطان آپ ہی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین نے کہ آئین سے اپنے جوانان خاصہ اور ہواداروں کو لیکر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جا کر سلطنت کی مبارکباد دی اور قلعہ میں لیجا کر جمیع مردم کو حاضر کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان و انصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین کو قلعہ ساغر میں بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھویں رمضان ۷۹۹ سات سو ننانوے ہجری میں وقوع میں آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الحکم کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے زیادہ نہ تھی

## ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا بیان

نگارستان سے اس طرح سلک بیان میں منتظم ہوتی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن میں بعد معزولی و قید ... کے مسند خلافت پر متصرف ہوا اور چونکہ سلطان غیاث الدین کی صحبت سے بچے ہوئے تھا برائے نام سلطنت پر شاہ قرار دیکر قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کر کے خلعت و انعام سے سرفراز کر کے مورد مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس بچی کے وقت حاضر تھے اور بقیۃ السیف تھے انھوں نے بھی اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا مگر اسکے خلاف امر و نہی پر رکھا اور سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی

لونڈی تھی مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور پھر ایک بات مین تغلچین کا پاس و لحاظ رکھتی تھی اور اُسکی اعانت و امداد مین ساعی تھی اکثر فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اے فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن و سعی سے مرتبہ بلند شاہی پر فائز ہوا ہے مثل اُسکے تیرا کوئی دولتخواہ نہین ہے تجھے بھی لازم ہے کہ اُسکے کہنے سے تجاوز اور مخالفت نہ کرے اور ارباب غرض کے سخن اُس کے حق مین نہ سُنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحفہ و ہدایا غیر مکرر مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر آپ کو اُسکے دلمین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول کے تین فرزند تھے ایک محمد سنجر جس کا ذکر ہو چکا کہ روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اُسے مکحول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک مان سے تھے اور اپنے باپ کے عہد قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور انکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی اُنکی تربیت مین مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادون کے ہے تیراندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا سکھلاتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تفتازانی کے تلامذہ سے تھا سلطان محمود شاہ کے حسب الحکم اُن کی تعلیم و تربیت مین سعی موفورہ پیش پہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹی دے کر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا ولیعہد ہے اور بعضے وقت اُسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ نہوا ہے اور نہو گا اور جب حقسبحانہ تعالی نے اُسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کر کے مرتے وقت فیروز خان اور احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اُنھون نے بھی لوازم صداقت اور اخلاص مین تقصیر نہ کی پٹکا موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اُسے نابینا کیا فیروز خان اور احمد خان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو انتقام پر تحریص و ترغیب کی پھر دونون بھائی یہ امر قبول کر کے اُسکے دفع کے درپے ہوے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہو کر باتین حسرت آمیز سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور مرکب بدگوئی کو جولان کر کے عنان بیان غیبت و خیانت کی طرف پھیرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار نارضی اور رنجیدگی کے اُسکے دفتر ضمیر پر ثبت کر کے حکم قید اور حبس کا حاصل کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغر سن لقین نہ کر کے وہ امر جو اُنکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہانتک کہ خلوت مین مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کر کے فرمایا کہ ان دو تین دن مین اگر تم ان دونون بھائیون کی فکر نہ کرو گی آپ کے فرزند کو تخت سے اُٹھا دینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی مین متہم ہے انواع فساد ظہور مین پہونچائینگے القصہ مخدومہ جہان نے جس طور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹون کے قتل پر راغب و مائل کیا اور جب فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہونچائی ساغر کی طرف بھاگ گئے اور سدھو نام شہر کے حاکم نے جو غلامان اُس خاندان سے تھا اور مرتبہ کمال شوکت و حشمت امتیاز رکھتا تھا انھین قلعہ مین لے گیا اور انکی اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جسقدر اُسے بہم پہونچا موجود کر کے پٹکا خدمتگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر باندھا قطعہ

چنین گفت سدھو بفیروز خان * نمایم دریغ از تو مال و روان * بکوشم کہ اورنگ کیخسروی * بہ فر کلاہ تو گردد قوی *

اس صورت مین فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریر کیا کہ مقصد ہمارا تغلچین زشت آئین کا دفع کرنا ہے کہ جمال ناشائستہ اُسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور

جلوس فیروز شاہ بہمنی ۸۰۰ ھ

بھی اشیا کا جو محل ناموس ہین خلائق پر واضح اور لائح ہین اگر آپ اُسے جزا اور سزا کو پہونچا دین تو ہم جادہ مصادقت
مین مستقیم اور راسخ ہوکر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانین گے اور جو نہین یقین سمجھین کہ جو کچھ ہم سے
بن آوے گا اُسمین کوتاہی اور تقصیر نکرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین اور مخدومہ جہان کی صلاح و
مشورہ سے ایسا جواب کہ جس کے باعث نائرہ فساد و شعلہ زن ہو قبلی کر کے اُنھین اپنی دشمنی مین تیز کیا پھر دونون
بھائیون نے ساجھو کی حسن تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر
سلطانی ہم سے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوئے اور برخلاف قرارداد اپنے کے جب بھیمرا سے
عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اُس مقام مین مقیم ہوکر کہنے لگے کہ فکر اصل پر کر کے قدم آگے
بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان کے سر پر لگا کے احمد خان بہ منصب امیر الامرائی اور سدھو بہ منصب سرنوبتی
اور میر فضل اللہ انجو بہ منصب وکالت نامزد ہوئے اور اسی طرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی
بشارت دیکر آب بھیمرہ کے ساحل سے آگے بڑھے او جسوقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس ادھر پہونچے تغلچین نے زر
وافر او خزانہ متکاثر نکال کر امرا اور سپاہ تقسیمت کیا اور سلطان شمس الدین کو ساتھ لیکر فیروز خان کے مقابلہ
کو روانہ ہوا اور قصبہ مرتول کے اطراف مین صفوف رزم آراستہ ہوکر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت جو شیران بکشتی
در آویختند ز تنہا ہمی جوے خون ریختند ۞ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم کے فیروز خان اور احمد خان نے شکست
کھائی اور مع اعوان و انصار ساغر کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدومہ جہان اور تغلچین کا استقلال بدرجہ اعلی پہونچا لیکن
خلائق درگاہ کی طبیعت اُنسے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کی طرف راغب ہوکر
پیغام دیا کہ صلاح دولت اسمین ہے کہ عہد نامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کر کے حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لائیے
اور فرصت کے وقت اپنا کام سنوار لیجیے چنانچہ فیروز خان نے مردمان تختگاہ کو اپنا یکدل اور یکجہت پا کر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو اور سید کمال الدین طویل القد اور بھی بعضے سادات و علما کو مخدومہ جہان اور تغلچین کے پاس بھیجکر
یہ پیغام دیا کہ ہم بعضے آدمیون کے کہنے سے متوہم ہوکر اس امر کے مرتکب ہوئے تھے اب اُس سے نادم اور پشیمان ہین اگر
آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کریں تو ہم دونون بھائی دار الخلافت مین آنکر ظل عاطفت شاہانہ مین زندگی کرین
نہایت اشفاق ہوگا مخدومہ جہان اور تغلچین اس معذرت سے نہایت راضی و خوش ہوئے اور فوراً استمالت نامہ
مشتمل عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونون بھائی دار الخلافت کی روانگی مین متفکر ہوکر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کشمیری
دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف سے پہونچا اور آواز بلند فریاد کی کہ اے فیروز خان روز افزون مین آیا ہون کہ تجھے حسن آباد
گلبرگہ مین لیجا کر بادشاہ بناؤن دونون بھائی وہ فال نیک سمجھ کر اسی وقت حسن آباد گلبرگہ مین داخل ہوئے اور بعد حصول
شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہوکر تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوئے لیکن تغلچین اور فیروز خان ایک دوسرے
سے ہراسان ہوکر دونون اپنی ہوشیاری مین رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیئیسوین
تاریخ سنہ آٹھ سو ہجری مین فیروز خان بارہ مرد ہتھیار بند اپنے ہمراہ لیکر دربار مین داخل ہوا اور اُسکے بعد تین سو
جوان بہادر جو اُس سے یکدل و یکزبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کر کے قلعہ مین فراہم ہوئے اُسوقت
فیروز خان نے آدمی احمد خان کے بلانے کو بھیجا اور جب وہ بھی برق کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلچین سے کہا دو تین

شخص میرے قرابتی میری جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہیں اگر حکم ہووے دربار میں آکر بادشاہ کی تسلیم سے مشرف ہوویں تغلچین نے یہ امر قبول کرکے بادشاہ شمس الدین کی خدمت میں عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب کرے پردہ دار مزاحم اور متعرض نہ ہوویں فیروز خان نے تغلچین کو حرف و حکایات میں مشغول کرکے احمد خان کو بھیجا تو اُن دو تین آدمیوں کو دربار میں لاوے احمد خان نے بارہ جوانوں کو جو انکے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چاہا کہ دربار خاص میں داخل کرے پردہ دار انھیں مع شمشیر و یراق دیکھ کر مزاحم ہوے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست اختیار سے نکل گیا اور طشت بام سے گرا بالاتفاق ان بارہ دلاوران نبرد آزما اور بہادران خشمگین ہزبر آسا کے گروہ سنان و شمشیر و خنجر جانستان لیکر پردہ داران سے غٹ پٹ ہو گیا چند پردہ داران کو قتل کرکے بلا توقف دربار میں داخل ہوا تغلچین کے بیٹوں کو گھیر کر تیغ یمانی سے اُن کے سرتن سے جدا کیے اور جمیع متقرب جو فیروز خان سے ہمزبان تھے طرح دیکر ایک گوشہ اور حجرے میں بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کرکے تہ خانہ کی طرف کہ اُس مکان کے قریب تھا بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور تین سو سپاہی جو باہر تھے انھوں نے بھی اقرار کے موافق تغلچین کے متعلقوں کے ساتھ جو دیوانخانہ میں تھے پیشدستی کرکے کلک شمشیر آبدار سے اُن کی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح نیست و نابود کیا اور اُسی وقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلچین کو طوق و زنجیر میں مسلسل کرکے اُس زیرخانے میں محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق ارکان دولت دیوانخانہ میں رونق افزا ہو کر ایک مجلس آراستہ کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تہنیت اور تبرک کے واسطے جیسا کہ شہری دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان علاء الدین حسن کانگو بہمنی کی اپنی زیب کمر کرکے لی چند روز جب بنائے سلطنت نے ایک قرار بدار پیدا کیا سلطان شمس الدین کو مکحول کرکے قلعہ بیدر میں بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لاکر تغلچین بدآئین کو اُن کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اُس کور نمک بدانجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اُسکو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اُسکے سروتن میں جدائی کی اور تحفہ دہ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بروز افزون شاہ سے بالحاح و مبالغہ تمام رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کرکے بندر چیول سے اُس مکان مقدس کی طرف روانہ ہوے اور مدت عمر وہاں بسر کی سلطان ہر سال پانچ ہزار اشرفی فیروز شاہی مع تحف ہند بھیجتا تھا یہانتک کہ سلطان شمس الدین سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ہجری میں مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فوت ہوا اور وہ شاہ عاقبت بخیر اس سرزمین عنبر آگین میں مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت سات[illegible]ن تھی کہ حساب سے ایک مہینا اور ستائیس روز ہوتے ہیں ذکر آرائش پانچین روزگار کا بہار سلطنت

## و اقبال ابو المظفر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بروز افزون شاہ بن داؤد شاہ

بہمنی ـ نظم ـ چو فیروز شاہ آن شہ راستین ٭ برآمد بر اورنگ تاج و تخت و نگین ٭ [illegible] سے بخت
خداوند کشور رشید تاج و تخت ٭ بروز خجستہ تر از مہر و ماہ ٭ بپوشید شاہان کیانی کلاہ ٭ در گنج بکشاد لشکر نواخت
بافشاند زر و سیم و گوہر فشاند ٭ سوے چرخ آتشار مانند ذری الا قصہ از بسکہ خامۂ مشکین نگار اوراق لیل و نہار پر یون رقم

گزرتا ہے کہ بہمن نامہ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت عظمت مین اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اُس کے سبب سے بلند آوازہ ہوا اُس سلطان نوجوان کے قدم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اُس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھکر یہ کام کیا کہ رایان بیجانگر سے کہ کسی کشور کشا کو اپنے ابنائے جنس کے سوا ایلچی نہ دیتے تھے خراج لی اور تالیف قلوب کرکے سب کو رام بندۂ بیدام کیا نظم بگسترد اندر جہان داوری · بکند از زمان بیخ بیداد و زراہ · بہر جا سے ویرانی آباد کرد · وہ دل اہل عالم زغم شاد کرد · اُس کے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہوا اپنے عہد دولت مین چوبیس بار کارزار کی اُس کے عہد مین فضاے ممالکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ بنکاپور اور خلاصہ مملکت تلنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تھا اور یہ وہ شخص ہے کہ جسنے اپنی چیرہ دستی سے گنبد دوار کے نیچے معلم خرد کی پٹی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بناکر زیب فرق کیا اور سخاوت مین کہ جس سے بہتر بادشاہون کو اور خوشتر کوئی صفت نہین ہے اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کے واسطے صفحہ دنیا مین چھوڑا اور محرمات مین سے چند سے طبیعت شاہ کی استماع راگ و رنگ اور میخوشی نہانی کی طرف مائل رہی اسکے سوا مرتکب اور محرمات اور منہیات کا نہ ہوتا تھا اور اکثر روزہاے متبرکہ مین کہ عبارت ماہ صیام سے ہے صوم صلوٰۃ مین اوقات صرف کرکے کوئی فریضہ اُس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین ارتکاب ان دو منہی شرعی سے نہایت دلگیر اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو نغمہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہے اور وہ دوسرا امیرے نفس کو شر انگیزی سے باز رکھتا ہے درگاہ غفار ستار سے امیدوار ہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب (یعنی میخوشی) مواخذہ اور معاقب نہ فرمادے اور چونکہ رغبت تمام عورتون کے فراہم لانے کی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلا کر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین کرسکتا ہے اس کی تدبیر کیا ہے بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغۂ طلاق کہکر دوسری عورت کو شوق سے اپنے عقد مین لاتے اور بعضون نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی بات شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اُس کا کیا ہے میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت اور خلیفہ اول کے عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ مین کہ ایک فرقہ اسلام سے ہے مباح ہے اگر بادشاہ انھین متعہ کرکے نگاہ رکھے بہتر ہے مگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر مین بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوٰۃ شریف سے حدیث درمیان مین لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوا ہے اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن آٹھ سو عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ متشرع ہر روز ربع جزو کلام اللہ لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرسش احوال مخلوق مین صرف کرتا تھا اور راتون کو دو پہر اور سہ پہر تک علما اور مشائخ اور شعرا اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبۂ شاہی کو ملحوظ اور منظور رکھکر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور ایسے فرماتا تھا کہ دیوان داری کے وقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہون شاہ ہوتا ہون ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت و صلابت فرماندہی لوگون مین جاگزین ہو اور مہمات سلطنت بے نظام نہو اور دوسرے وقت جب تم سے صحبت رکھتا ہون تاکہ کبھی دل

تمھارے سمجھتا ہون جیسا کہ تم لوگ آپسمین بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو
تو بادشاہی اور مقصد وری کے حظ اور لذت سے بہرہ یاب ہون اور ان لوگون سے کہ جن کا مذکور ہو بے تکلف برطرف
کرکے فرماتا تھا کہ شب کی دربارداری اور ہمنشینی کے وقت جب چاہو آؤ اور جس وقت چاہو برخاست کرو اور مجلس
مین ماکول و مشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کرین اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور سنو ایک
یہ کہ کاروبار دنیوی کا تذکرہ نہ کرو محکمے کے اجلاس کے وقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو ایک
دن ملا اسحق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہے کہ بے تکلفانہ
مجھسے گفتگو کرین یہ امر ادب سلطانی کے خلاف ہے اور بادشاہان عالی مقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہین ہے اور حکایات
سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہین سلطان فیروزشاہ نے پوچھا کہ شرح
اس حکایت کی کیونکر ہے ملا اسحق نے تفصیل بیان کی سلطان فیروزشاہ نے متبسم ہوکر یہ فرمایا جو بادشاہ کہ علم و فضل و انصاف
مین موصوف نہین ہین ان سے ایسے امور سرزد ہوتے ہین خدا نہ کرے کہ یہ صفت میری طبیعت مین مرکوز ہو اور مردم آگاہ
جنھین ملوک کی خدمت مین رسائی اور روشناسی ہے اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس مین آمد و شد رکھتے ہین کہ
سلطان فیروزشاہ بہمنی اگر اس صفت مین دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپ کو سرآمد ملوک نامدار فرض کرتا زیبا تھا اور
مثل اسکے ملا داؤد بیدری نے اپنی تاریخ مین سلطان فیروزشاہ کے قضیہ بہت تحریر کیے ہین جو کہ موجب تطویل کلام
اور کذب پر محمول ہوتا تھا اُس کی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان مین آئی
اس جملہ معترضہ کی تفصیل واجب جانکر جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے مذکور کیا ہے اس نسخہ مین مرقوم کرتا ہون منقول
ہے کہ حکیم ابوریحان منجم نادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اُس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت
علم نجوم اور بے تکلفی کے سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اس سبب سے ناراض اور رنجیدہ رہتا تھا
ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین مین بام کوشک پر باغ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان
کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اُس سے متوجہ ہوکر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازہ ہین مین کون سے دروازے
سے باہر جاؤنگا منجم نے اصطرلاب طلب کرکے بلند کیا اور طالع درست کرکے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے
سرہانے رکھا اُس کے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھودین جب وہ مسمار ہو گئی اُس طرف سے نکل گیا
بعدہ کاغذ کو برآورد کرکے دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ان چارون دروازے سے باہر نہ جاوے گا دیوار شرقی کھود کر
برآمد ہوگا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے گرا دین اور ظاہرا اُس مقام مین
ایک جال مثل اُس شی کے باندھا تھا کہ اُسپر آن کر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ سے کسی طرح
کا صدمہ اس کو نہ پہونچا سلطان نے فرمایا اس کو بھی دیکھا تھا بولا ہان تقویم اپنے غلام کے ہاتھ سے لیکر سلطان کے
حوالہ کی اور عرض کی دیکھیے چنانچہ اُس دن حکم مین نے لکھا تھا کہ آج مجھے جائے بلند سے گراوے گا لیکن مین
زمین پر سلامت اترونگا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اُسے قید کیا اور جب چھ مہینے کی مدت
تمام ہوئی حکیم کا غلام ایک دن بازار مین جاتا تھا ایک فال دیکھنے والے نے اُسے بلایا اور غلام سے کہا کہ مین تیرے
طالع مین چند چیز دیکھتا ہون کچھ میری تواضع کر تو کہون غلام نے دو درم حوالہ کیے فال دیکھکر اُسنے کہا اُس شخص جو کہ

تیرا مالک ہی اور رنج میں ہی آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنے گا غلام نے بسبیل
بشارت یہ فال اپنے مالک کو پہونچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہی کہ تو میرا غلام ہوکر ایسے آدمیوں کے قول کا
اعتبار کرے قضارا تیسرے دن احمد بن حسن میمندی کہ فرصت کا جویا تھا شکارگاہ میں موقع دیکھکر سخن نجوم درمیان میں
لایا اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت و تشریف کے عوض میں قید ہوا سلطان
نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں تو نہیں جانتا اس شخص کا علم نجوم میں ثانی نہیں ہی لیکن حکیم کا قاعدہ ہی کہ مزاجدان ہو سواسطے
کے جمع ملوک کے مزاج لڑکوں کے مانند ہیں بات اُنکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُنسے بہرہ مند ہوں چنانچہ اس روز
دونوں حکم میں سے ایک عمداً غلط کرنا چاہیے تھا پھر اُسے حکم نجات حاصل ہوا جیسا کہ فال میں نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان
منجم نے اول فال میں سے جو سرراہ تھا ملاقات کی اور جو غرور کہ علم نجوم کا دماغ میں رکھتا تھا دفع کیا اور جب مجلس سلطان
میں حاضر ہوا گھوڑا اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیز پائی اور سلطان نے عذر کرکے فرمایا اگر تو مجھے چاہتا ہی بات
میرے مزاج کے موافق کہہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرائط خدمت سے ہی نظم سخن یہ کہ با صاحب تاج و تخت ٭
بگو بیہدہ سخنہ مگو بیند سخت ٭ سخن کان بابرد برآرد گرہ ٭ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ ٭ اور سلطان فیروز شاہ ہر سال بندر گووہ اور
دابل اور چیول سے چند جہاز اطراف و اکناف میں بھیجتا تھا کہ تحفہ و اشتہ ہر ولایت کی لاویں اور یہ بھی فرماتا تھا کہ
بہترین تحفہ ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس ملک کا ہی بادشاہوں کو واجب و لازم ہی کہ آدمی ہر ایک ولایت
کے اپنی سرکار میں فراہم کریں اور ساتھ اُن کے محشور ہوکر یہ خیال کریں کہ سیر عالم کی اور ربع مسکون کو دیکھا اس سبب
سے چیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت میں مجتمع ہوے اور اُسکے فیض عام سے بہرہ یاب ہوتے تھے نظم
فیض نعمش چو چشمہ در جوش ٭ صیت کرمش چو نغمہ در گوش ٭ طبع کرمش چو مہر انور ٭ خلق نفسش چو عود مجمر ٭ در
انجمن عجم بساطش ٭ در بادیہ عرب سماطش ٭ خلقش بہ بہار خوے کردہ ٭ طبعش ز نسیم گوی بردہ ٭ یک خندہ بہار از
نگاہش ٭ یک گوشہ سپہر از کلاہش ٭ ہم عشق پسند و ہم خرد دوست ٭ او مغز و جہان و نہ فلک پوست ٭ اور وہ
اورنگ نشین دکن اکثر زبانوں کو یاد کرکے ہر ولایت کے آدمیوں سے ہمکلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی
نہایت ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الجملہ ایکبار یا دوبار سنتا تھا پھر اُسکے دل پر نقش کالحجر کے مانند محو نہوتی تھی اور متقدمین
کے اشعار خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی اور کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا اور یادداشت کے واسطے
تھوڑے اشعار اُسکے اس داستان کی ذیل میں تحریر ہوینگے اور ملا داود بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اُسکے
نام تحریر کی ہی اور اکثر علوم میں خصوصاً تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری میں مہارت تمام رکھتا تھا اور اصطلاحات صوفیہ
سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ میں تین دن یعنی شنبہ اور دوشنبہ اور چہارشنبہ کو بالتفصیل سے درس دیتا تھا زاہدی اور
شرح تذکرہ ریاضی میں اور شرح مقاصد کلام میں اور تحریر اقلیدس ہندسہ میں اور مطول ملا سعد الدین علم معانی
اور بیان میں اور اگر احیاناً دن کو فرصت نہ ہوتی تو شب کو طالب علموں کو حاضر کرکے درس اور فائدہ رسانی
میں مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگردان خوب ملا سعد الدین تفتازانی سے تھا اُس
شہنشاہ بے نظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاساً ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ دانش اُسکی زیادہ
بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جس نے سادات انجو سے وصلت کرکے دختر دی

اور اُنسے اپنے فرزندون کے واسطے بیٹی لی سلطان فیروزشاہ بہمنی تھا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ انجو کی
صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد نکاح مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر سے
پیدا ہوئی تھی صدر جہان کے بیٹے الموسوم بہ میر شمس الدین محمد انجو کو تجویز فرمائی اور دولت آباد کا طرفدار کیا اور سلطان
فیروزشاہ جو عورتون پری پیکر طاؤس زیب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر بھیورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروزآباد
بنا کر اپنا تختگاہ مقرر کیا اور بازار اور دکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سڑکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے
ایک قلعہ کہ ایک ضلع اُس کا پانی سے متصل ہی بیچ اور پتھر سے احداث فرما کر آب بھیورہ کو کاٹ کر قلعہ مین لایا اور پانی
کی نہرین اور کوشک ہاے عالی تعمیر کروا کے ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے ازدحام اور کثرت سے اندیشہ
کر کے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اُس سے تجاوز نہ ہو چنانچہ قوانین مین سے ایک یہ ہی کہ جس محل مین عورت
جانب بنگاہ رکھتا تھا اُس مین ہر ایک کو تین پرستار سے زیادہ جو اُن کی ہم زبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی
کی طرف میل وافر رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور عرب کی
وہ عورتین جنھون نے حجاز اور مکہ اور اُس اطراف مین نشو و نما پائی تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھین عربی
محل مین نگاہ رکھتا تھا اور اُنکے خدمتگار اور پرستارین تمام حبشی اور حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھین اُس محل
مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نکرتی تھی کہ مبادا اُنکی زبان ضائع ہووے یعنی دوسرے
کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کے واسطے وکیل اُسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جسوقت ان عورتون یا
خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہو کر ایک کو محل سے باہر کرتا اُسکے عوض عرب سے
اور لاتے تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی نوبتیان رکھتا تھا اور خدمتگار اُنکے چرکس و ترک اور روس و گرجی
اور فارسی زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور ختائی اور افغان اور راجپوت و بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور
کنہری اور مرہٹی اور سواے اسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی اُنکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے
جا کر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہم کو زیادہ تر
دوست رکھتا ہی اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے اُنکی روش کی خبر لیتا تھا اور
کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بزرگترین اور بہترین انبیا سے ہی دین و شریعت بھی اُسکا
بہترین اور خوشترین ادیان (جمع دین ۱۲) سے ہی اور کسی دین مین عورتین جنبی مردون سے منھ نہ چھپاتی تھین اور شراب کا استعمال
ہی حرام نہ تھی الحمدللہ کہ یہ دونون امر سلطان الانبیا اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مین برطرف
ہوے اور سلطان فیروزشاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے
بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرما کر امیرالامرا کیا اور اپنے اُستاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اُس
سید بزرگوار کے مساعی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا
اور بہت بہامنہ کو بھی صاحب دخل کرکے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہی کہ چوبیس مرتبہ اُس سلطان
نوجوان نے کفار سے غزا کی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشروحا مرقوم
کیے ہین اور باقی سے ساکت ہوے از انجملہ ایک یہ ہی کہ سنہ آٹھ سو ایک ہجری مین دیو راے والی بیجانگر تیس ہزار سوار

اور نولاکھ پیادے اور کماندار اور برق انداز لیکر بمقصد تسخیر ملک کوررا یچور اور بعضے پرگنات اور قصبات مابین دو آب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروزشاہ بہمنی کے سمع مبارک مین پہونچی سراپردہ باہر کرکے دارالخلافت حسن آباد گلبرگہ سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر مین پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوے پہلے ایک زمیندار ساغر سے کا فریباک اور شر انگیز تھا آٹھ سات ہزار ہندو ہی سے کہ کوئی بچنے دستیاب کرکے تہ تیغ اور پائمال کیا اور خاطر فیض مقاطر انکی طرف سے مطمئن کرکے جب لشکر برار اور دولت آباد ظل ایت مین آسکی جمع ہوے چاہتا تھا کہ کوچ کرکے دیوراے کے مرافعہ کے واسطے متوجہ ہو ناگاہ خبر پہونچی کہ نرسنگھ والی قلعہ کھرلہ نے حکام مندو اور آسیر کی حمایت اور مدد اور راے بیجانگر کی تحریص ترغیب کے سبب مملکت برار مین آکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج کیا ہے اور بہت اہل اسلام کی ایذا اور اہانت مین مشغول ہوکر لوازم شناعت اور بیدادی سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اُس فساد کے واسطے مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال بارہ ہزار سوار پاے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر دیوراے کی تنبیہ کے واسطے عازم ہوا اور جو موسم برسات کے باعث آب کشنہ طغیانی پر تھا بہت اطمینان سے دیوراے اُس طرف دریا کے خیمہ اور خرگاہ ایستادہ کرکے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروزشاہ نے ارکان دولت سے مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک نامور ان مجلس نے کہ نام نامی اُسکا قاضی سراج تھا اور امیرون کے سلک مین منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرۂ انور سے مشاہدہ کیے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر فوراً خلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہو یہ بندہ سراج کہ دولتخواہی اور جانفشانی کے مقام پر ثابت قدم ہے مع بعضے اپنے اقارب کے جو محل اعتماد مین آب دریا سے عبور کرکے جس حیلہ سے کہ ممکن ہوسکے گا اپنے آپ کو رات کے وقت دیوراے یا اُس کے بیٹے کے دربار مین پہونچا کر اُسکی شمع حیات کو گلگیر خنجر و کٹار سے قطع کرکے بجھاؤنگا بشرطیکہ اس کے کہ جب لشکر کفار مین شور و غوغا بلند ہو چار پانچ ہزار سوار بخاطر جمع آب سے عبور کرکے نہر کو کفار کے تصرف سے برآوردہ کرین اُسوقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کرکے ہلاکی کفار مین سعی فرماوے سلطان فیروزشاہ نے اس معنی کو تجویز کرکے تھوڑے عرصہ مین دو سو سبد کہ مردم دکن کی اصطلاح مین ٹوکرہ کہتے ہین چرم گاؤ سے مڑھ کر مہیا کیے اور قاضی سراج سات جوان یکدل و یکزبان کے ہمراہ فقیرون اور مجنونون کے لباس مین پانی آب سے اُترکر اُردوے دیوراے مین آیا اور خرابات خانہ مین فروکش ہوکر ایک قحبہ پر عشوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور آپ کو عاشق و شیدا ظاہر کرکے اُسکی نازبرداری اور اپنی مجنون سازی مین کوتاہی نہ کی قضارا اُسی دن شام کے قریب وہ قحبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ شیوۂ عاشقی اور بے صبری کا ہے از راہ اضطراب اُس کے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ اے محبوب جفاکار کہانکا ارادہ ہے اور اپنے تو جس کس کے گھر کا اجالا کرے گی اور اپنی جدائی کے نشتر سے کیون میری رگ جان کو قطع کرتی ہے اُس نے جواب دیا کہ راے کے فرزند نے ایک جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احضار کا حکم دیا ہے ناچار اُس محفل مین جاکر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کیونکر زندہ رہونگا مناسب ہے کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اُس محفل مین لے چل

ارباب نشاط نے جواب دیا کہ اُس محفل میں اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہیں تو اس خیال محال سے درگذر
اور لو اس سے بے بہرہ ہو قاضی نے کہا اے پری شمائل تیری صحبت کی تاثیر سے میں بھی آئین عاری نہیں ہوں بجو باورے کی
طرح مال سرسے اُفف ہوں بعضی چیزیں دیورائے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے شیشہ میں اُتارونگا قحبہ تمسخر سے مندل
اُس کے آگے پھینک کر بولی کہ اس کو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑ کر سرود گانے میں مصروف ہوئے
اس طرح سے دُھرپد خیال ٹپا گایا کہ کبھی اُس کے وہم و خیال میں نہ آیا تھا سنتے ہی وجد میں آنکر بولی کہ تیری ہمراہی
ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس حیلہ سے قاضی صاحب مع یارو انصار قحبہ کے ہمراہ رائے زادہ کی
بارگاہ کی طرف متوجہ ہوکر محفل عیش و سرور میں داخل ہوئے **نظم** بدیہہ بند بزمی چو باغ بہشت ٭ سراپردۂ زربنانی
سرشت ٭ ہمان رائے زادہ برادر نگ زر ٭ سراسر برآمودہ دردگہر ٭ زسرتا قدم زیور ہندوی ٭ بخشید
زچشمہا را نوی ٭ بہر دو طرف مہتران کنیز ٭ بزیور درخشان کمر در کمر ٭ اور جس طرح کہ رسم دکن ہے ارباب نشاط
جوق جوق آنکر رقص میں مصروف ہوئیں اور ہر پری وش اپنے اپنے سحر اور نیرنگیاں دکھانے لگی لولی نے ترخ اپنے فدا ہونے
لگی اور جب نوبت بازیگروں کی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہوکر قاضی کو مع اُسکے ایک یار کے کہ وہ بھی مسخرون
کے لباس میں تھا اجازت حاصل کرکے مجلس میں لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کرکے کرشمہ کنان جلوہ گری کے
ساتھ آئے اور مندل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صورت اور حرکات و سکنات کہ جس کو سحر و کرامات کہا چاہیے ساحری
کرکے رائے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اُس کے بعد جیسا کہ اُس ملک کے مسخرون کا دستور ہے کہ دو کٹار برہنہ ہاتھ میں لیکر
بازی کنان رائے زادہ کے قریب پہنچے دونوں نے ایکبارگی چابکدستی کرکے کٹار رائے زادہ کے سینہ پر کہ دیو رائے کا
ولیعہد اور مدار الیہ تھا مار کر کام تمام کیا پھر اوروں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ پانچ نفر جو سراپردہ کے باہر
ایستادہ اور گوش برآواز تھے سراپردہ چیر کر بسرعت تمام برہنہ آسا خیمہ میں داخل ہوئے اور ہنود کو کہ اکثر اُن میں
متوالے اور بیخود تھے مجروح کرکے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل میں تھے گل کرکے سراپردہ کے شگاف سے نکل
گئے اور آپ کو ایک گوشہ عافیت میں پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوئے **نظم** جوانمرد قاضی جو غرندہ شیر ٭
سوئے رائے زادہ درآمد دلیر ٭ درالگشت و بردہ بیلاں حملہ کرد ٭ دمار از ہنودان برآورد گرد ٭ اور اہل مجلس
جو اکثر مے نوشی میں مشغول تھے اور ہوش و حواس بجا نہ رکھتے تھے سراسیمہ اور حیران ہوئے اور غلغلہ اور
آشوب معسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے تاریکتر بلکہ ادھا دھند تھی
آوازیں مختلف لشکرگاہ میں گوش زد ہوتی تھیں بعضے کہتے تھے کہ مسلمانوں کا بادشاہ دس بارہ ہزار
سوار لیکر آب کشنہ سے عبور کر آیا اور دیورائے اور اُس کے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اُتارا ہے اور بعضوں کا یہ قول
تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہوکر دریا سے اُتر کر شبخون لائے ہیں القصہ جو وہ شب شب دیجور اور ہولناک تھی
اور اردوے کفار کا عرض و طول پانچ فرسنگ سے زیادہ تھا اور امراء و سپاہ اپنے اپنے مقام میں مستعد ہوکر کسی
طرح خیموں سے برآمد نہ ہوئے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام اُن گھوڑوں چرمینہ پر جو اسی دن کے
واسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑوں کے زیر پنہ کاٹ کر دریا میں شنا کے واسطے چھوڑکر دریا کے پار
ہوئے اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے سے ہوشیاری اور محافظت میں مصروف تھے لشکر اسلام کے

عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بیدست و پا ہو کر بھاگ گئے اور سحر کے وقت سلطان فیروز شاہ بھی بقیہ لشکر ہمراہ لے کر باطمینان تمام آب سے عبور کر کے سپیدہ صبح کے قریب اردوے کفار پر تاخت لایا اور چونکہ دیورائے کا لشکر غول بیابانی کی طرح جابجا متفرق تھا اور دلبند کے مقتول ہونے سے اسکے ہوش و حواس بجا نہ تھے اپنے فرزند کی لاش اٹھا کر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کر کے بیجانگر کے اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام میں مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا اور ہر مرتبہ تائید ربانی اور میر فضل اللہ انجو کی بیامن سعی اور نیکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروز شاہ کے پرچم پر چلی گشتہ کالیشتہ نمود ہوا وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم جس کے بعد دیورائے کہ سلطان کی ہیبت اسکے دل میں تھی لڑنے کی تاب نہ لایا قلعہ بیجانگر میں متحصن ہو کر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد اور معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی سراج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ لائق اس خدمت اور جانسپاری کے تھا سرفراز کر کے تمام لشکر اسلام سے صاحب شکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا انھوں نے حکم کے موافق نہب و غارت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور لڑکے اور لڑکیاں بیشمار اسیر کر کے مراجعت کی اور چونکہ اولاد براہمہ سے ہزار عورت دو ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیجانگر نے دیورائے سے عرض کی کہ رعیت تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کر کے جس قدر زر کہ حکم ہووے داخل کریں چاہیے کہ راے بھی جنگ سے کارسازی میں مصروف ہو کر مسلمانوں سے موافقت کرے اور تمام قیدیوں کو رہائی بخشے دیورائے نے یہ التماس پذیرا کر کے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانوں کو دیکر اپنے اسیروں کو رہا کریں چنانچہ بعد آمد و شد اور گفتگوے بسیار امیر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خزانہ عامرہ میں داخل کر کے لاکھ ہون آپ کو حق السعی پیش کرتے ہیں آپ ہمارے بندیوں کو رہا کریں پھر چھ لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے اور پانچ لاکھ ہون دیورائے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر معزی الیہ نے ازروے اخلاص تمام و کمال سلطان کے ملاحظہ میں پیش کیا اور مصدر تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور ہے صلح کے بعد لازمہ عہد و میثاق ظہور میں آیا اور یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کر کے رعایا اور ممالک ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہ ہوویں الغرض سلطان یہ صلح واقع ہونے کے بعد قیدیوں کو لشکر سے رہا کر کے عازم مراجعت ہوا اور جب آب تمندرہ سے عبور کیا پولاد خان ولد صفدر خان سیستانی کو مابین دو آب کے انتظام کے واسطے مامور کیا اور بسبیل استعجال احسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اور نزول اجلال سے دو تین مہینے کے بعد کہ تعب سفر سے آسایش ہوئی اوائل سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری میں نرسنگھ کی گوشمالی پر قاصد ہو کر برار کی طرف روانہ ہوا اور شکار کرتا ہوا جب ماہور پہنچا مقدم وہاں کا جسنے نرسنگھ شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہو کر سرکشی اختیار کی تھی پھر مقربان درگاہ کے ذریعہ سے امان خواہ ہو کر پابوس سے مشرف ہوا اور پیشکش نمایاں گذران کر مع فرزندوں کے ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینا اور پانچ دن ماہور میں استقامت فرمائی پھر وہاں سے کوچ کیا جب قلعہ کھرلہ کے اطراف میں وارد ہوا نرسنگھ کافر نے جو صاحب سامان اور اہل دستگاہ تھا گونڈواری کے

تمام کوہستان گونڈوارہ اور اسکے اطراف کا بہت علاقہ اسکے متعلق تھا پھر اسنے ایلچی حکام خاندیس اور مالوہ کے
پاس بھیجکر مدد طلب کی اور ان حاکموں نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی ان دونوں اسکی ذلت و
خواری کے خدا سے خواہان ہوے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان
فیروزشاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہو کر لشکر آراستہ کیا اور کھرلہ سے دو منزل آگے بڑھکر بنائے جنگ ڈالی سلطان
فیروزشاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہو کر جنگ پر آمادہ ہو لیکن خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا
کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کی جانب رجوع ہو تو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر شر انگیز کا شر خوب ہی
وجہ سے دفع کرین سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اس خدمت پر مامور کیا اور انھون نے اتمام حجت کے
لیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج و خراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین بتاکید و مبالغہ تمام نامہ
تحریر کیا نرسنگھ نے کثرت فوج پر مغرور ہو کر نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کین اور خانخانان
اور میر انجو بھی بعد ترتیب افواج سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوے جنگ سخت ہوئی شجاعت خان اور دلاور خان
اور رستم خان اور بہادر خان جو امراے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے اور کفار کے غلبہ سے لشکر
اسلام کے بہادر متفرق ہوے اور خانخانان کہ میمنہ مین تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون
جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ اور حیران تھے کہ اس عرصہ مین میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی
درجہ شہادت مین فائز ہوا میر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ مین حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھا کر
کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب مارین اور مشہور کرین کہ سلطان فیروزشاہ خود بنفس نفیس کمک کے واسطے
آ پہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت فیض اشارت سے جو جوان پراگندہ ہوے تھے فوج فوج میر فضل اللہ انجو سے ملحق
ہوے اور میر فضل اللہ نے ان کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونے کی غلط تھی بلا توقف
اپنے تئین اسکے پاس پہونچایا پھر دونون نے اتفاق کرکے کوسل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ مین ایستادہ تھا مقہور
و مغلوب کرکے گرفتار کیا اور کفار کو قلعہ کھرلہ تک پیچھا کیا اور کسی پر رحم نکرکے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے
قتل کیے اور نرسنگھ نے ہزار محنت سے آپکو قلعہ مین پہونچایا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے
اہالیان قلعہ نے عاجز ہو کر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ مین کچھ اختیار نہین ہی
اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط بوس سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھے گا پھر نرسنگھ اور اسکے عزیزون
نے ایلچی بھیجے کہ سلطان فیروزشاہ کا لشکرگاہ تھا جا کر فریاد و زاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہین اور از روے جہل
جو جسارت کہ ہمسے واقع ہوئی نادم اور پشیمان ہین اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کے سپرد کرین اور
جو سلطان اپنے باج گذارون کے سلک مین شمار کرکے قلم عفو ہماری جرائم پر کھینچیگا سلطان علاء الدین حسن گنگوی
بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال ادا ے باج و خراج کرکے جادۂ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان
فیروزشاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زردوزی کی کہ خلعت عنایت سلاطین بہمنیہ تھی امداد فرما کر اسکے بیٹے کو حسب
الالتماس اسکے سلک خدمتگاران خاصہ مین جگہ دیکر چالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بھی تحف
و نفائس دیکر لیکر قلعہ کھرلہ کی تسخیر سے درگذرا اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ مین ملحق ہوے

نرسنگھ کو رخصت دیکر مظفر و منصور مع غنائم موفور دارالملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور چونکہ وہ فتح میر
فضل اللہ انجو شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہو کر سرلشکری برار پر مخصوص و ممتاز ہوا اور سنہ
آٹھ سو چار ہجری میں امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہیں کہ تختگاہ دہلی
کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کریں اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے ایکبار خود
بنفس نفیس پھر ہندوستان میں در آویں اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے از روے احتیاط اور پیش بینی کے میر
نقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری کے کہ فضلاے پاے تخت بہمنیہ سے تھا مع تحف و ہدایا
فراوان اور ایک محبت نامہ مشعر اتحاد و اخلاص بے پایان دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ میں بھیجا اور جب
آستان بوسی اُس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہو کر چھ مہینے آنحضرت کی ملازمت
میں بسر لے گئے جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر درجۂ قبولیت میں پہونچا شہنشاہ عالم پناہ
بمرتبۂ اتم مسرور ہوا جب ایلچیوں نے التفات حد سے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے ذریعہ سے
عرض اقدس میں پہونچایا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی یکجہتان درگاہ عالم پناہ سے ہے اور اپنے تئین سلک تنخواہان مخلص سے
شمار کر کے ارادہ مصمم رکھتا ہے کہ جسوقت حضرت دار الخلافت دہلی کی طرف عنان توجہ منعطف فرماویں اور کسی بادشاہزادہ
عظام کو اس دیار میں نامزد کریں میں بھی پٹکا خدمت کا کمر جان پر باندھکر دکن سے دہلی کی طرف عازم ہوں اور خدمت شایستہ
پیش پہونچا کر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہوں امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن اعتقاد اور خلاص
سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات و مالوہ
کی شاہی فیروز شاہ کو عنایت کر کے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سعادت نشان
سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اُسے فرزند خیر خواہ لکھا اور ایلچیوں کی رخصت کے وقت اُسکے واسطے پٹکا اور
شمشیر آبدار مرصع کار اور چہار قبۂ ملوکانہ اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن
میں نہ آئے تھے مرسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی بادشاہی میں استقلال
تمام پہونچا کر مستقل نہ ہوئے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ اور پیش بینی سے متفکر ہوے اور ایلچی اُسکی درگاہ
میں بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہیں چاہیے کہ سب باتفاق رہیں تو بادشاہ دہلی کے صدمۂ سپاہ سے مصئون
اور محروس رہیں اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی اور خصوصیت کی ڈال کر
مخفی پیغام دیا کہ جسوقت تم کو کمک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجالاوینگے اس سبب سے
راے بیجانگر نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تغیر سلوک کر کے تین چار برس تک باج و خراج مقرری ادا نہ کیا اور شاہان مالوہ
اور گجرات اگرچہ ظاہر میں ملایمت کرتے تھے لیکن دل سے رنجیدہ ہو کر مقام پرخاش میں تھے سلطان فیروز شاہ
صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب میں شدت نہ کرتا تھا عمداً تساہل اور تغافل کر کے فرصت اور قابو کا جویا
رہتا تھا کہ اس عرصہ میں ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروز شاہ مقصود حاصل کر کے
کامروا ہوا چنانچہ ملا حیدری نے شرح اس داستان کی یوں مرقوم کی ہے کہ اُن دنوں میں حسن اتفاق سے کہ عبارت
موافقت اجرام علوی اور سفلی سے ہے ولایت مدکل میں حق سبحانہ تعالی نے ایک زرگر کو جو نہایت مفلس تھا کہ ہمسایہ کے لوگ

بھی اُسے نہین پہچانتے تھے ایک دختر رشک شمس و قمر عطا کی ماں باپ نے پربھال اسکا نام رکھا نقاش قدرت نے اس کی لطافت ترکیب اور آرایش صورت مین کمال صنعت ظاہر فرمائی تھی نظم پری پیکر نگار سرو قدے ٭ کہ حسن از روے او سرمایہ بردے ٭ ز عکس عارضش رضوان جنت ٭ زبہر حوریان پیرایہ بردے ٭ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب نظرون کی تفریح کے واسطے اُسکے رخسارۂ دلفریب کو زیب و زینت کے ابٹنہ سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحبدلون کے نظارہ کے واسطے اُسکے آئینۂ عارض کو مصقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اُسکے جمال جہان آرا کے مشاہدہ سے عرق خجالت مین غرق اور مشک خطا اُس کی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جم ٭ دہان از حلقۂ انگشتری کم ٭ ز رنگ عارضش روے ہوا نعل ٭ خم زلفش در آتش کردہ صد نعل ٭ عذارش قبلۂ آتش پرستان ٭ دہانش آرزوے تنگدستان ٭ اور باوصف ایسے حسن و جمال اور تناسب اعضا کے واہب بے منت نے حسن سیرت و خوش آوازی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کو عنایت فرمائی تھی مصرع گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد ٭ اور ماں باپ اُس کے جس طرح کہ رسم ہندوون کی ہے چاہتے تھے کہ اُسکی شادی صغر سن مین کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اسکے قبول سے سرتاب ہو کر بولی کہ ہر چند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب و لازم ہے لیکن عطوفت جبلی پر اعتماد کر کے عرض گذار ہوتی ہون کہ جوہر گران بہا اور گوہر شاہوار ہر گوش کے لائق نہین ہوتا اور عنبر سارا اور مشک خطا ہر مشام کے سزاوار نہین کس واسطے کہ گوبریلے کو طبلۂ عطار سے کیا نسبت اور خرمہرہ کو درج جواہر سے کیا کام پس تم کو باوجود نسبت پدری و مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین پھرنا بہت نامناسب دیکھتی ہون الحاصل جس قادر مطلق نے مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہے وہی میرا کارساز ہے تمھین لازم ہے کہ مجھے اُسکے لطف و احسان اور حفظ و حمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ و محنت بیجا مین نہ مبتلا کرو یہ سنکر ماں باپ کو مجال کلام نہ رہی خاموش ہو رہے اس عرصہ مین ایک برہمن کہن سال کہ بیجانگر سے کاشی یعنی بنارس مین جا کر پھرتا ہوا اُس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرون کا دستور ہے اُس زرگر کے مکان مین فروکش ہوا اور اُس مکان کے تمام مکین سواے اُس دختر ماہ پیکر کے برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے اور خدمات شائستہ بجا لائے اور اُس زہرہ جبین ماہ سیما کے واسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے پوچھا کہ وہ کیبنا ن کہان ہے بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہے چونکہ عموماً ہندوؤن مین قاعدہ نہین ہے کہ بیٹیان مرد بیگانہ سے روپوش ہووین خصوصاً برہمنون سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا ماں باپ نے مشروحاً احوال اُس پری گل اندام فتنہ خرام کے حسن و جمال کا اظہار کر کے اپنے درد دل اور حزن و ملال سے اُسے آگاہی بخشی برہمن اُس غیرت مہتاب کے دیدار کا مشتاق ہوا اور با آواز بلند پکارا کہ اے بچی مین تجھے فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون متوقع ہون کہ چندرما کی طرح سحاب پردہ سے نکل آکر میرے نین تیرے جمال کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد مبالغہ بسیار وہ زہرہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہو کر پاے ادب سے ایستادہ ہوئی نظم جادو نگہے صنم فریبے ٭ نگذاشتہ در جہان شکیبے ٭ صد برہمنش بخون نشستہ ٭ در بتکدہ بت بہ بت شکستہ ٭ مشتاق بے نیاز رستہ ٭ صد درہ سہی و گاہ نشستہ ٭ در پردۂ دیدہ جلوہ گاہش ٭ در خانۂ دیا بفرق ماہش ٭ الماس تراد غمزہ اش تیز ٭ ہم بستہ نشان دہم نمک ریز ٭ مالیدہ چو گل بجاے غازہ ٭ صد صندل تر بخون تازہ ٭ پیچیدہ بجعد عنبرین مار ٭ از ہر خم مو

ہزار زنار ٭ وان طرہ وآن عذار مہوش ٭ مویین وامی بدست آتش ٭ آنرا کہ بزخم غمزہ دلسوخت ٭ ز ابریشم طرہ
زخم او دوخت ٭ چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ ٭ صد دشنہ در آستین نہفتہ ٭ از شرم فگندہ پردہ در پیش ٭
در روز ندیدہ سایۂ خویش ٭ در پردہ بصد ہزار بازی ٭ در پردہ دری و پردہ سازی ٭ جز آئینہ کس ندیدہ
دستش ٭ جز سرمہ ندیدہ چشم مستش ٭ پیشانی غمزہ ناز در نازہ ٭ ابرو بکرشمہ راز در رازہ ٭ بودند قبیلہ و تبارش ٭
حیرت زدگان کار و بارش ٭ برہمن نے پرتہال کو بدیدۂ بصیرت دیکھکر کہا اے فرزند حسن تیرا حیرت بخش بینندہ ہے
اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھسے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہے
بیت ٭ می شنیدم کہ جان جانانے ٭ چون بدیدم ہزار چندانے ٭ اور جو برہمن علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا
تھا اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھاکر جنترا ور سرمنڈل بجایا جو کہ وہ سرمایۂ حسن
و دلبری اس فن کی طرف رغبت تمام رکھتی تھی اُس کے حسن سلوک او راختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی سچ ہے
جو گانے والے شہرہ آفاق گانے کے مشتاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن و انس کے ہوش و حواس کھوتے
ہین قصہ کوتاہ برہمن پرفن ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم رہا اور اُس غنچہ دہن غرق دریاے حیا ہمہ تن کے
لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتہال بھی جیسا کہ شیوۂ شاگردان نیک نہاد کا ہے ازروے خلوص و اعتقاد اُس کی
پرستاری مین کہ ایک تو برہمن اور دوسرے استاد تھا حاضر رہ کر پورا کمال حاصل کیا اور برہمن پرتہال کو علم موسیقی
مین صاحب کمال دیکھکر رخصت ہوا اور بیجانگر کی طرف جاکر پرتہال کے حسن و جمال کا افسانہ ہر ایک امیر
کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ یہ خبر دیوراے نے سنی برہمن کو بلاکر داستان اُس برہمن شیرازہ ایمان کی استفسار
کی برہمن نے اشیرباد کہکر اس طور سے بیان حالات و کیفیات کیا کہ آتش عشق دیوراے کے مجمر سینہ مین افروختہ ہوئی صبر
قرار فرار ہوا ضبط و تحمل سینہ سے دور ہوا ہمہ الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصویر وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے
عالم مین رہ گیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعواطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ ہیکل مرصع اور
نقود فراوان کہ کسی کو اُس سے خبر نہ تھی مدکل کی طرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ حسن حیلہ سے ممکن ہو اُس پری
پیکر کے ماں باپ کو اشیاء نقود آدم فریب سے خوشنود کرکے اور بوعدہ خطاب رانی اور بزرگی کا اُس خانۂ زرگر دولت امن و
امان کی گوش زد کرکے ہیکل مرصع یعنی مالا اُسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے بتخانون کے تبرک کے بہانے اُسے عالم آراے
کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر بجناح استعجال اُس طرف روانہ ہوا اور ہر ایک
قدم مین ہزارون جال خیال کے اور لاکھون فسانہ افسون حصول مقصد کے واسطے درست کرتا تھا یہانتک کہ اُس
طاؤس طناز کے باغ قیام مین پہونچ گیا اور اول اپنا آنا دوستون اور آشناؤن کے اشتیاق دیدار کا بہانہ بتلایا
اور پھر دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اُس کام مین سحرکاری کی اور پرتہال کے ماں باپ اُسے
صاحب اقبال کے پیغام سے آپ کو ہفت خرگاہ پر مباہی دیکھکر شادان اور نازان ہوے اور اس معنی کو قبول کیا
اُسکے بعد برہمن نے بامیدواری تمام ہیکل مرصع اسباب کے درمیان سے برآوردہ کرکے ماں باپ کی تجویز سے چاہا کہ
لڑکی کی گردن مین ڈالے مگر لڑکی نے اُسکے قبول سے سخت تنفر و انکار کیا اور اُسکی طرف جھلا خیال نکر کے پہلے تو ماں باپ کے اسطرح
سمجھایا کہ راے بیجانگر کا دستور ہے کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہے دوسری مرتبہ ماں باپ اور عزیز و اقارب کی

ملاقات کے واسطے رخصت نہیں دیتا بلکہ وعدہ فردا پر وعدہ قیامت پر ڈالتا ہی پھر اگر تم مجھسے بیزار ہوا ور مجھے اس حقیر متاع دنیوی کے عوض فروخت کرنے پر راضی ہو تو مین تمسے بیزار نہین ہون اور یہ بھی نہین چاہتی کہ راے بیجانگر کے مجلس مین قید ہو کر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہون اور جب ماں باپ اور اُستاد نے اُس کے بار بار کرنے مین نہایت الحاح حد سے زیادہ کر کے بہت فریب دیے تو آخر اس لڑکی نے ناچار ہو کر یہ بات کہدی کہ مجھے سروش اقبال اور مخبر بخت نے صحیح خواب مین یہ بشارت فیض شارت دی ہی کہ اپنے پراے کی بے محنت و مشقت شرف اسلام سے مشرف ہو کر اہی دیار مین ایام عسرت عشرت سے مبدل ہونگے لازم ہی کہ تم بھی پانون دامن صبر مین کھینچکر منتظر لطیفہ غیبی اور فیوضات لاریبی ہو اور راے بیجانگر کے اس متاع فرستادہ پر کہ فی الحقیقت مایۂ غم و الم ہی فریفتہ نہو اپنے تئین اور مجھے بلا مین مبتلا نکرو یہ سنکر برہمن خاک نا امیدی اپنے چہرۂ بخت پر ڈالکر بیجانگر کی طرف راہی ہوا اور راے دیو کے حضور مین حاضر ہو کر قصہ ماں باپ کی رضامندی اور لڑکی کے انکار کا کہسنایا دیو راے قانون طرب کو ساز امید سے چھنباک کرنے بیقراری کو دم آتشین سے بجانے لگا اور حیات مستعار سے سیر ہو کر آب خوشگوار زندگانی کو مذاق جان مین تلخ کیا اور جہان کو آتشکدہ سمجھکر قرین سوز و گداز ہوا نظم در عشق بجز گداختن نیست ۞ این سوختن است ساختن نیست ۞ این عشق کہ ہست بیخود از خویش ۞ فی شاہ شناسد و نہ دارویش ۞ با ہست بصد بلند و پستی ۞ ہان پاے نہ لغزوت ز مستی ۞ القصہ جب خار عشق ناشکیبائی دیو راے کے سینہ عافیت مین چبہا سر رشتہ حزم و ہوشیاری کا اُسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عہد و پیمان سابق کا نسیان نے دھویا اور فرش آسودگی اور امان کا لپیٹا یعنی اسی عرصہ مین سیر و شکار کے بہانہ بیجانگر سے مع فوج دریا موج برآمد ہوا جب تمندرہ کے ساحل پر پہونچا عنان عقل جنون کے ہاتھ مین دیکر انجام نسوچا ہر چند مصاحبان گستاخ مانع آئے فائدہ نہ بخشا مع پانچہزار سوار اور پیادے جرار بیشمار کے آب تمندرہ سے عبور کر کے حکم دیا کہ کسی امر کی طرف توجہ نکرکے شب و روز قطع مسافت اور سرعت سے کام رکھو اور ولایت مدکل مین پہونچکر قریہ پرتہال کو محاصرہ کر کے اُس آہوے وحشی یعنی پرتہال کو دستیاب کر کے مراجعت کرو اور جو کہ رشتہ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نکیا کہ برہمن کو پیشتر روانہ کر کے پرتہال کے ماں باپ کو مخفی حقیقت حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسی طرح کے ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہو کر اُس مقام مین مقیم رہتے نتیجہ یہ ہوا کہ اُس لشکر بیدادگر کے پہونچنے سے ایکدن پیشتر یہ خبر اُس ولایت کے باشندون کے گوش زد ہوئی تھی ماں باپ پرتہال کے بالاتفاق دختر و ہانکے تمام آدمیون کو لیکر جنگل دور دست مین بھاگ گئے تھے اور مردم دیو راے وہ اجاڑ بستی مشاہدہ کر کے نومیدی کی خاک اپنے سرون پر اڑانے لگے بیت نسبت زبخت بدنمونہ ۞ فریاد زبخت واژگونہ ۞ اور معاودت کے وقت جیسا کہ رسم سپاہ ہی سلطان فیروزشاہ کی مملکت مین بیجا دست اندازی کر کے بہت سے قریہ اور قصبہ تاخت و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولاد خان وہانکے ناظم نے اس معاملہ سے خبردار ہو کر فوج قلیل ان کے تعاقب مین روانہ کی اور وہ تعاقب کرنے والون کی قلت پر نظر کر کے آب تمندرہ کے اطراف مین مشغول کارزار و سرگرم پیکار ہوے اور فوج فولاد خان کو پیچھے ہٹا کر درہم و برہم کیا لیکن فولاد خان دوسرے ہفتہ مین فوج جمع کر کے اُن کے کوچ کے وقت تاخت لایا اس سبب سے کہ پریشان حالتے تھے شکست فاش پائی دو ہزار ہندو قتل ہوے اور جب اخبار نویسون نے یہ خبر سلطان فیروزشاہ کو پہونچائی اُسی وقت حضار لشکر اطراف کا حکم دیا پھر تو افسرون اور غازیون نے عین ملک فیروز آباد مین خیمہ و خرگاہ برپا کر کے فیروز آباد کو نگارچین کا نمونہ بلکہ اُس سے

دو نا نہایا اور سلطان فیروزشاہ بساعت سعید اوائل موسم زمستان سنہ ۸۰۶ آٹھ سو چھ ہجری مین بعظمت و شوکت بادشاہانہ
ذوی الاقتدار پاے فتح و نصرت رکاب مین لایا بیت ز ہے بگرفتہ از مہ تا بماہی ٭ سپاہ دولت فیروزشاہی ٭
اور یلغار کر کے بیجانگر پہونچ گیا چونکہ دیورا ے وہان کے قلعہ مین قلعہ بند ہو اٹھا چاہا کہ بجبر و قہر اوس شہر مین داخل
ہوکر مسخر اور مفتوح کرے دیورا ے مقام مدافعہ مین ہوا کرناٹکیون نے اس کوہستانی مقامات مین راستے
گھیر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہوکر مزاحمت پہونچائی اُس وقت تمام مسلمان شہر سے برآمد ہوکر باہر
آ گئے دیورا ے کہ صولت و شوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہوکر حصار کی بناء
مین ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہوکر تیر اندازی اور برق اندازی مین مشغول ہوئی اور لشکر اسلام
اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجانگر کے سنگ لاخ اور نشیب و فراز کے باعث بفراغت تمام جولان نکر سکتے
تھے آثار عجز اُنکے چہرۂ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروزشاہ کے دست حق پرست مین در آیا
اور حضرت نے اضطراب نکرکے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیور پر بل نہ آیا اور باطمینان تمام خانۂ زین پر زخم کو باندھ کر
اسکے اخفا کے واسطے اپنے مقربون کو نصیحت کی اور احمد خان خانخانان اس روز بزور بازو برابر کی لڑائی کر کے
رات کو صحرا ے ہموار اور مسطح مین فروکش ہوا اور اسقدر قیام کیا کہ زخمداران معرکہ شاہ و سپاہ سے
صحیح و سالم ہوئے اُسوقت تسخیر بیجانگر سے قطع نظر کر کے امیر الامرا احمد خان خانخانان کو ہمراہ میان سدھو سرنوبت مع
دس ہزار سوار ممالک جنوبی بیجانگر کے تاخت و تاراج کے واسطے تعین کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر
بہ ارقلعہ بنکاپور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورۂ کرناٹک سے ہے مامور کیا اور خود عراد ہاے اور ضرب زن دو لشکر مین
کھینچکر کمال ہوشیاری سے دیورا ے کے مقابل بیٹھا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ کو رہ کے
علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع مین آئے اور تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح و فیروزی سلطان فیروزشاہ کے
شامل حال تھی اس سبب سے دیورا ے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک
سلطان دیورا ے کے مقابل رہا اور احمد خان خانخانان بلاد کرناٹک کی تاخت و خرابی مین مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو
نے فرصت پاکر بخاطر جمع قلعہ بنکاپور کو مع توابع اور مضافات بجبر و قہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو
جو وہان سے قریب پہونچا تھا سپرد کر کے خود مع خیل و حشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خانخانان بھی
اکثر ممالک کی خرابی کے ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہنود کی اسیر کر کے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا
اور اس خدمت کے صلہ مین سب فراخور حال نوازش پاکر خوشنود اور خرسند ہوے اور چونکہ اس فتوح کے واسطے
ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروزشاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد
گفتگوے دراز یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانخانان دیورا ے کے مقابل سرگرم و غالب رہے اور سلطان مع میر فضل اللہ
و دیگر امرا قلعہ ادونی کی تسخیر کرین کہ ملاذ و ملجاے کرناٹکیان تھا اور اوس قلعہ سے سکین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے اور
جب یہ خبر وحشت اثر دیورا ے کے گوش زد ہوئی اور وہ مدد پہونچنے شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس سے ناامید اور
مایوس ہو اتھا دریاے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروزشاہ کوچ کر کے
ادونی کی طرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے اردو مین بھیجا اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعے سے سلطان کی

پابوسی سے مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معرض قبول مین نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے بشرائط ذیل پذیرا ہوئی کہ دیورا ے اپنی دختر سلطان بابند اختر کو نذر کرے اور دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید اور پچاس زنجیر فیل خاص نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خوانندہ اور سازندہ اور رقاص بطور پیشکش دے اور قلعہ بنکاپور باوجود اسکے کہ اہل ایمان کے تصرف مین ہو اسکو اشیاے جہیز عروسی مین حساب کرے تاکہ دوبارہ اس قلعہ کے باب گفتگو نہو وے چونکہ اس زمانہ تک کسی راجا ان کرناٹک نے بیٹی اپنی ابناے جنس کے سوا دوسرے کو نہ دی تھی یہ امر نہایت کراہت دینے والا انکی طبیعت کا ہوتا تھا لیکن ارکان دولت نے سمجھایا کہ بادشاہون مین اس سے بہتر کہان ملے گا اور دوسرے راجاؤن نے رشتہ داری مین پھل پایا ہے آخر دیورا ے نے قبول کیا اور طرفین لوازم جشن وطوی مین مشغول ہوے اور چالیس دن بیجانگر سے اردوے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا راستہ کے دوطرفہ دوکانین آراستہ ہوئین ہنرمندان ہندو و مسلمان اس مسافت مین قسم قسم کی نعمتین ظہور مین لائے اور ارباب نشاط اور بازیگرون نے اپنے ہنر کے ظاہر کرنے مین تقصیر نہ کی اور احمد خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دامادی کا ہے بیجانگر کی طرف لے گئے بعد ایک ہفتہ کے عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات اردو مین پیشکش پہونچایا اور سلطان فیروزشاہ نے شیرین کام اور خوشدل ہوکر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ نفسانی و لطف زندگانی کا مزا اٹھایا دیورا ے نے ابواب خصوصیت اور اتحاد اپنے زمانہ کے منھ پر مفتوح دیکھ کر تمہید مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروزشاہ نے جرأت کرکے اردو کا انتظام احمد خان خانخانان کے سپرد کیا اور خود دوم سحر بعد کروفر باتفاق عروس شہر بیجانگر کی طرف متوجہ ہوا دیورا ے لوازم استقبال اور مراسم پیشوائی بجالایا اور شہر کے دروازہ سے دارالامارۃ تک کہ تین فرسخ کے قریب تھا مخمل اور اطلس اور مشجر اور اقمشہ نفیسہ کے پانداز بچھائے اور وہ دونون بادشاہ عنان در عنان جب شہر مین داخل ہوئے دوطرفہ عورتون اور لڑکون صاحب حسن وجمال نے راے کی طرف سے طبقہاے گل طلا و نقرہ کے نثار کیے اور اسکے بعد بیجانگری رعیت اور سپاہ زن و مرد سب سیر و تماشے کے واسطے ہجوم کرکے اپنے بقدر استطاعت و مقدرت لوازم تصدقات بجالائے اور جب اس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا طی کرکے دارالامارۃ کی طرف متوجہ ہوئے دیورا ے کے قرابتی اور اعزا فوج فوج دونون طرف سے کوچہ و بازار مین رسوم نثار بجالاتے تھے اور پیادہ پا جلو مین جاتے تھے جب دارالامارۃ کے دروازہ تک پہونچے اور وہان دونون صاحب اقبال خانہ زین سے اترے پالکی مرصع بجواہر نفیسہ دیورا ے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروزشاہ کو اسپر سوار کرکے اس مقام تک کہ عروس و داماد کے واسطے آراستہ تھا اسی طرح سے لے گئے اور دیورا ے اسواسطے کہ دولھا اور دولھن ایک مجلس مین صحبت رکھین سلطان فیروزشاہ کو وداع کرکے اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروزشاہ عازم مراجعت ہوا دیورا ے تکلف شاہانہ درمیان مین لایا اور اسقدر اشیاے نفیسہ پیشکش کیے کہ چیزہاے اول سے مضاعف ہوئین اور مشایعت کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اثناے سواری مین کچھ بھی اور موافقت کے بارہ مین کنٹری بولی مین جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل ہوئی پلٹ گیا سلطان فیروزشاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط یہ تھی کہ دیورا ے مابدولت و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچا کر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالے اسکا انتقام اس سے لونگا اور یہ خبر دیورا ے کو پہونچی وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینہ دل سے

دور ہوا اور صفائی بہم نہ پہونچی سلطان فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدگل مین جاکر پرتھال کو مع اسکے
مان باپ کے درگاہ مین حاضر کرین اور بعد احضار اُس دختر کو بصفات مذکورہ دیکھکر زبان اسکی تعریف و توصیف
مین کھولی اور از روے انصاف فرمایا مین عمر مین زیادہ ہون اور یہ دختر نوجوان مناسب یہ ہیکہ اسے اپنے بڑے بیٹے
حسن خان کو ارزانی رکھون کہ اسکا بھی آغاز شباب جوانی ہی پھر اُسکے مان باپ کو نقود فراوان اور تفویض قریہ سے کہ
مسکن اُنکا تھا مسرور اور مبتہج کیا اور پرتھال کو اپنی پھوپھی کے سپرد کر کے اسباب جشن و طوی اور جمیع لوازم عروسی کے
سامان کا حکم دیا پھر باآئین دختران شاہان اس کا عقد باندھکر سر جملہ زوجات حسن خان سے کیا اور علوہمت پرتھال
نے اپنا کام کیا کہ ایسے احسن وجہ سے اپنے مطلب کو پہونچے اور سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے کہ جو علم
ریاضی اور ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور سرآمد علماے زمانہ اسکے دربار مین جمع تھے حکم فرمایا کہ بالا گھاٹ دولت آباد
مین رصد تیار کرین اس صورت مین حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گازرونی کہ مزید دانش اور امتیاز رکھتے تھے باتفاق جمیع
علما رصد کی تیاری مین مشغول ہوے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک اسمین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام
نہوئی وہ کام ناتمام رہا اور سنہ ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری مین سلطان نے شکار کے بہانے ولایت گوندوارہ مین جاکر تین سو
ہاتھی لیے اور اس مملکت کی تاراجی اور پائمالی کے بعد لوازم جہاد بجالایا اور پھر مرکز دولت کی طرف مراجعت کی اُنھین
سنوات مین مخبران سعادت نشان نے فیروز آباد مین سمع مبارک مین پہونچایا کہ دہلی کی طرف سے ایک سید عالی مقام
عرش احترام میر سید محمد گیسو دراز دکن مین رونق افزا ہوکر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف مین پہونچے ہین بیت چراغی
ز شمع نبی تافتہ ٭ کز خورشید و مہ نور از و یافتہ ٭ سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس بشارت
سے نہایت شاد ہوا اور فیروز آباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کے
واسطے بھیجا اور با اعزاز و اکرام تمام شہر مین لائے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دراز کو علم
ظاہری مین خصوصاً معقولات سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانخانان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد
تمام سید سے پیدا کیا اور ایک خانقاہ یہان اُنکے واسطے زر کثیر صرف کر کے تیار کی اور اکثر اوقات اُنکی مجلس شریف مین
حاضر ہوکر اُنکے سخنان متصوفانہ سے محظوظ اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جسوقت کہ محفل سماع یعنے راگ کی ہوتی تھی حاضر ہوکر
درویشان خانقاہ کو اقسام احسان سے سرفراز کرتا تھا غرضکہ سنہ ۸۱۸ آٹھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان نے اپنے بڑے بیٹے
حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور خفیف العقل تھا ولیعہد کر کے تاج اور ٹیکا شاہانہ اور چتر اور سراپردہ سیاہ اور ہاتھی
اور تخت عنایت فرمایا اور عظماے درگاہ سے اُسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق مین دعاے
خیر کرے اور فاتحہ پڑھے سید نے جواب دیا کہ جب لقب شاہی اُسے دی ہی فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہی سلطان
فیروز شاہ نے دوبارہ آدمی بھیجکر اس بارہ مین الحاح یعنے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے
بھائی احمد خان خانخانان کے نامزد ہوا ہی اس بارہ مین کوشش کرنی بیفائدہ ہی سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متالم
ہوا اور آثار رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمھاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہی اور اژدحام خلق کا ہوتا ہی شہر سے
باہر تشریف لیجایئے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال بلدہ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوے اور شہر کے کنارے
اُس مقام پر کہ بالفعل مزار اُنکا ہی فروکش ہوے اور اُنکے مریدون نے ہجوم کر کے ایک مکان نہایت پر تکلف

اور معقول اُنکے واسطے تعمیر کیا اور سنہ ۸۰۲ آٹھ سو بیس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے ایلچی رائے تلنگ کے پاس بھیجکر باج
و خراج چند سالہ طلب کیا اور اسنے اطاعت کرکے زر نقد و جنس اسقدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف ہمایون ہوا اور وسط
سال مذکور مین قلعہ پانگل کی تسخیر کے واسطے کہ ان دنون مین ساتھ ناگلنڈہ کے شہرت رکھتا ہی اور قلعہ اودنی سے اُس
مقام تک اسی فرسخ کی مسافت ہی قاصد ہو کر اُس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک طرف رکھکر کوچ بر
کوچ جاکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور دو برس تک محاصرہ نے امتداد پیدا کیا جو ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے
سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اُردو مین وبا یعنی مری بہم پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوے اور بہت
سے لشکری دفعت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گیے **نظم** شہنشہ دران ناحیہ چند سال ؛ تہی کرد گنجینہ از زر و مال ؛ ز آتش
و ہوا ایش دران سال و ماہ ؛ چہ اسپ و چہ آدم بسی شد تباہ ؛ ز دشواری رنج آن کارزار ؛ پراگندہ شد لشکر شہریار ؛
اُسوقت مین دیورائے نے موقع دیکھکر سوار و پیادے بیشمار اطراف ممالک سے جمع کیے اور تمام راجاؤن کو بہانتک کے تلنگ
کے راجہ کو بھی مدد کے واسطے طلب کیا وہ بھی مثل نہنگ مع فوج جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آ پہونچا اور باوجود
اگرچہ جانتا تھا کہ حریف اس معرکہ کا نہین ہی لیکن غیرت شاہی کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصاف مین آیا اور ہرچند میر
فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا بے محابا آتش جنگ فروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سپہسالار
لشکر اسلام تھا حملہ ہاے مردانہ کرکے کفار کے طلیعہ کو متفرق اور پریشان کیا اور اُنکے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ
اس مقام مین گل فتح شگفتہ ہو چرخ نے یہ نیرنگی دکھائی کہ کفار کنہرہ مین سے ایک برہمن جو میر فضل اللہ انجو کے سلک
ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اُس سید کی بدولت عیش و کامرانی کی تھی اس کور نمک محسن کش نے بوعدہ امارت دیورائے
سے فریب کھا کر عین معرکہ کی گرما گرمی مین کہ تنور حرب شعلہ زن تھا ایک ازتلوار برق کردار اس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ
شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدہ ازعماید لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ
بھی اکثر شہید ہوے بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا سلطان
فیروز شاہ منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب تھوڑے لشکر مجروح خستہ سے ساحل نجات پر پہونچا
اور کفار اہل اسلام کے قتل عام مین مصروف ہوئے اُن سنگ دلون نے غازیون کے بقدر سرتن نازنین سے جدا کیے کہ
جنگ گاہ مین اُن کے سرون کے چبوترہ باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسپر بھی اکتفا نہ کی سلطان کے متلاشی ہوکر
اسکے تعاقب مین روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اُسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب
اسلام مین تقصیر او مضائقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا او سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اُسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور
اُسکے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہوا آخر کار احمد خان خانخانان نے
دروازہ خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کرکے دیورائے کو ملکات شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت
مین مشرف ہو کر تشریفات فاخرہ سے ممتاز و سرفراز ہوا او سلطان فیروز شاہ او افسران سپاہ اور رئیس شہر جو حسن و تہانہ
کے خیر سگال تھے انتقام کی فکر مین ہو کر کلہم جمعین سامان سپاہ مین مشغول ہوے لیکن سلطان فیروز شاہ
کو بڑھاپے مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج والم سے پشت اُسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہوا جب

نظم بسے غصہ می خورد و شوریدہ وار ÷ بہ پیچید بر خویش چون روزگار ÷ بہ تدبیر آن بود شاہ جہان ÷ کہ تا برکشد کینہ از ہندوان ÷ پس از چندگاہ آن کیانی نژاد ÷ ز خستہ دلی سر بہ بالین نہاد ÷ اور جب ایام مرض نے درازی پیدا کی زمام مہام انام دو غلام کے قبضہ اختیار میں کہ ایک کا نام ہوشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا سپرد کرکے ہاتھ انکا امور سلطنت میں قوی کیا اور انھوں نے اوضاع احمد خان خانخانان سے استنباط دعوی سلطنت کرکے سلطان سے معروض کیا کہ وارائی ملک دکن کی اسوقت آپ کے فرزند حسن خان کے نام قرار پکڑے گی کہ میدان ملک کا آپ کے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی ہو یہ سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام یاد آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ کل احمد خان خانخانان کی آنکھیں بمصلحت دینوی کی لیے حلیہ نور سے بے بہرہ کرے اور احمد خان بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور نظر بخدا کرکے شب تیرہ و تار میں باتفاق اپنے نور چشم علاء الدین کے سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جا کے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز نے اپنی دستار دو پارچہ کرکے اپنے دست حق پرست سے باپ اور بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونوں کو مژدۂ سلطنت دیکر فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے ماحضر خوان فیض پر چنا کہ تینوں صاحبوں نے ایک طباق میں تناول فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جا کر تمام رات فرار کے تہیہ میں آمادہ رہا اور صبح ہوتے چار سو جوان مسلح اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکوں میں نام جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے برآمد ہوا اس درمیان میں ایک تاجر موسوم و معروف بخلف حسن بصری نے جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اور اس کے ارادے سے واقف ہو کر اپنے دروازہ کے باہر ایستادہ تھا روبرو آنکر اس روش سے کہ بادشاہوں کو تسلیم کرتے ہیں سلام کیا اور احمد خان نے اُسے فال سعد اور شگون نیک سمجھکر اُس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر جا بسا وا میری دوستی کے سبب تیرے دشمنوں کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے خلف حسن بصری نے جواب دیا کہ فراغت و آسائش میں جلیس و ندیم رہنا اور محنت و تعب میں خاک بیوفائی مردمک دیدہ میں چھڑکنا ارباب وفا کے مذہب میں پسندیدہ نہیں ہے جبتک جان تن میں اور ایک رمق بدن میں ہے خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھ نہ موڑونگا بیت سری کہ از تو بہ پیچد بریدہ باد چو زلف ÷ دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال ÷ دوسرے یہ کہ جسطرح بادشاہوں کو ملازمان بزرگ کی احتیاج ہے ویسے ہی بندگان حقیر کی بھی ضرورت رہتی ہے کس واسطے کہ جو کام سوزن رکیک سے برآوے نیزہ بلند اس سے قاصر آوے اور جو مہم قلمتراش خفیف سر کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام میں عاجز ہووے اگر خداوند نعمت اس کمترین کو سلک بندوں میں منسلک کرکے نظر عنایت ملحوظ فرماویں امید ہے کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیرینہ سے ظہور میں آویں بیت من ہمچو خاک و خادم و تو آفتاب و ابر ÷ گلہا و لالہا دہم ار تربیت کنی ÷ احمد خان خانخانان کو اخلاص و یکجہتی اسکی پسند آئی اُسے اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا سہیم و شریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اُس دن قصبہ خان پور میں مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا میں اُس قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکہ و مدینہ و کربلائے معلی و نجف اشرف کو وقف کرونگا اور جب ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان خانخانان کی خبر فرار سُنی مضطرب ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب

حاصل کی اور تین چار ہزار سوار اور کئی فیل نامی جنگی لیکر احمد خان کے سراغ مین سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان رفقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے چاہتا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہوکر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرے خلف حسن بصری مانع آیا اور چتر سیاہ اُسکے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی مین بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ اوباش اور بیکار کو بوعدہائے دلفریب احمد خان کی ظل رایت مین لایا اور اُنکی دلداری اور سازوسامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان اُسوقت جنگ سے پہلوتہی کر کے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف و اکناف مین جابجا پھرتا تھا اور جب زیادہ کمک دار الخلافت سے ہوشیار اور بیدار کے پاس پہونچی اُنھون نے چارون طرف سے ہجوم کر کے احمد خان کو گھیرا کسواسطے کہ اُنکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار اتفاقا چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار کی طرف سے آنکر کلیانی کے حوالی مین فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ کے سبب کلیانی مین مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے مین ساعی تھا اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار یہ دیکھتا ہون کہ یہ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجئے اور بدستور دکن سبز قبین زنگار رنگ بانس کی چھڑون مین باندھکر پیادون کے حوالے کر کے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کر کے فوج اعدا کے مقابل جاوین اور بنیاد جنگ قائم کر کے ہنگامہ فوج کی عین گرمی مین بیلون کو اُڑوا کے ایک طرف سے نمایان کرین اور آواز بلند مخالفون کو سناوین کہ امرا جو اپنی جاگیرون مین تھے ہماری کمک کو آتے ہین شاید توفیق سبحانی سے ایک ہراس ان غلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہوکر راہ فرار لین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھکر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کر کے بعین طی مسافت مین متحیر اور محزون ایک درخت کے سایہ مین اُترکر سو گیا عالم رویا مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے اُنکا استقبال کر کے سلام کیا اور وہ درویش شرائط تہنیت بجا لائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کر کے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہو کر اُٹھا خلف حسن بصری کو طلب کر کے صورت خواب اُس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت مین جنگ کے بارہ مین متردد تھا اب جو ایسی بشارت بفیض اشارت غیب سے پہونچی حرب کی طرف عازم ہوتا ہون چاہیے کہ تو وہ تدبیر جو تو نے سوچی ہے بلطیفہ غیبی جانکر وقوع مین لا خلف حسن بصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو بہادر ہمراہ لیکر کلیانی کی طرف روانہ ہوا اور بشیرین زبانی اور لطایف کے ساتھ گھوڑے اور بیل اُنکے مالکون سے لے کر بازگشت کی اور رات کو سبز قبین زنگین درست کین اور یہ مقدمہ کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کے وقت کوچ کے نقارے پر چوٹ ماری اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ کر کے باہستگی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جن کے نام مین احمد خان سے بدل و دیانت ہان ہوکر مع فوج کثیر اُسکی کمک کے آتے ہین اور دو تین کوس پر آپہونچے احمد خان کے ہمراہی یہ نوید سنکر قوی پشت ہوئے اور کمال مضبوطی سے میدان مین جولانی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت عدا سے اندیشہ نکر کے

جنگ کے حریص ہوے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے لیکن سپاہگری
کی راہ سے صفیں آراستہ کیں اور میدان جنگ میں آئے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری نے تین سو سوار سپاہان تجار
پر سوار کر کے ساتھ حسن وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک
کو یقین ہوا کہ امر الملک کو آپہونچے شکستہ خاطر ہوئے اور اسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل اور یکرو ہمراہ لے کر
نہایت سرور سے افواج مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب میں تھے جب دیکھا
کہ امراے میمنہ اور میسرہ پسپا ہو کر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پانون جگہ سے ہل گیا
طریق فرار پائی نظم چو شد روبرو ہر دو قلب سپاہ * کشیدند شمشیر در رزمگاہ * دو لشکر در آمیخت با تیغ و تیر * بگردون برآمد
ز گیتی نفیر * چو فیروز شد خانخانان بجنگ * ز شادی برخسارہ آورد رنگ * احمد خان خانخانان نے مظفر و منصور
ہو کر مفروروں کا پیچھا کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد حسن آباد گلبرگہ کے حصار سے تین
کوس ادھر نزول کیا اور بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اُس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار
عین الملک اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چھتر لگا کر خود پالکی میں سوار ہوا اور قلعہ معتمدوں
کے سپرد کرکے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ اور فیل لیکر احمد خان خانخانان کے استیصال
کو روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کرکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا حسن آباد گلبرگہ سے
تین کوس پر طرفین صف آرا ہوے اور جو تقدیر الہی میں یہ تھا کہ احمد خان خانخانان تاج شاہی سے مشرف ہو اسوقت
سلطان فیروز شاہ پر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور خبر اسکی فوت کی منتشر ہوئی خُرد و بزرگ ترک
رفاقت کرکے فوراً احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب اور ہراسان ہو کر
بادشاہ کو پالکی میں اٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کی طرف روانہ ہوے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش میں آیا اور
زمانہ کی بازی سے متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کرکے تعاقب نہ کیا اسکے بعد قلعہ میں داخل ہو کر
دار الملک کی سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق
حسن خان بالاے برج آئے اور دونوں توپ اور بندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان
کے خیمہ پر آیا جس سے کچھ لوگ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان وہاں سے کوچ کرکے اُس سے کچھ دور عقب
پر فروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان میں پہونچی حسن خان ولیعہد سے فرمایا بادشاہی باتفاق لشکر و ہوا
سران سپاہ و یاران خیرخواہ ہے جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور وزیر و امیر بادل ناشاد تیرے شریک ہوں
صلاح ملک اسمیں ہے کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فنا ہے لپیٹ اور احمد خان کی اطاعت کے لیے جا کر سلام
کر اور اپنے ساتھ قلعہ میں لاکر نزاع دور کر اُسنے یہی کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان قلعہ میں داخل
ہوا اور اپنے بھائی کے سرہانے جاکر سر قدموں پر رکھکر زار زار رونے لگا اور یہ دو بیت پڑھیں ابیات ازین
سرنوشتہ بسود و زیان * فلک را بہانہ منم در میان * از آتش ستانند با آتش دہند * کہ ہرچہ خواہد بجا برنہند * اور فیروز شاہ
نے اظہار بشاشت کرکے کہا الحمد للہ کہ میں نے تجھے اپنی حین حیات میں شاہ دیکھا واللہ تو شایان سلطنت اور
سزاوار مملکت ہے اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہے ہاں اتنی بات ضرور ہوئی کہ شفقت پدری کے باعث حسن خان کی

ولیعہدی میں حتی المقدور سعی کرتا تھا اب بحقیقین خدا کو اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اٹھ مہمات سلطنت میں مشغول ہو اور میں جو چند روز کا مہمان ہوں میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی روز کہ شہر شوال کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا عطا کیا ہوا زیب سر کر کے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بہمنی رکھا خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ نے روز دوشنبہ پندرھوین ماہ مذکور کو نقد جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر بآئین سلاطین غسل و کفن دیکر لاش اسکی تابوت صندلی میں اٹھا کر باپ اور دادا کے پہلو میں مدفون کی مدت اسکی جہانبانی کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ لکھتا ہے اور بعضے کتب میں تحریر ہو کہ احمد شاہ نے اپنے بھتیجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان فیروز شاہ کو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کبھی فیروزی اور گاہے عروجی لکھا ہے اور یہ اشعار غزلیات اس سے نقل کیے **غزل** بدان شاید زغم دیر برو لم تنگ است ٭ کہ دل به لذت سودای عشق در جنگ است ٭ گل امید شگفت از نسیم وعدہ وی ٭ ز آفتاب غم انتظار بیرنگ است ٭ بقطع راہ محبت تجویز زبیب امید ٭ کہ غایت اندش ابتدائے فرسنگ است ٭ بجز نبرد محبت نکرد زمزمہ نائے ٭ کہ بہر چہ خارج این پردہ تنگ آہنگ است ٭ دلی لبسیت لبالب ز دوستی دارم ٭ کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است ٭ دماغ طبع عروجی چہ دلکشا حیثی چمن مگوے کہ آن آسمان فرہنگ است **ایضاً** کرشمہ جنبش آموزست مژگان درازش را ہم کرد ست وتاب سہر زلف تعلیم نازش را ٭ محبت چاک بر دل میزند ہر گہ کہ در بزمے ٭ بخود مخصوص میسازی تغافلہای نازش را ٭ مباد آسیب نقصان یا بد از سوز دلم تارے ٭ بدل چون رہ نہیم اندیشہ زلف درازش را ٭ نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد ٭ بہان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را ٭ فروزی تابش وخسار آن خورشید تابان را ٭ بشر و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را ٭ **رباعی** در آتش ہجر تو فلک زال نگنی ٭ اندیشہ ہر خیال ناکس نگنی ٭ این نقد خزینہ ما کست بگوش تا حرف تجنیبا طل نگنی

## تذکرہ سلطنت مبشر آبرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد شاہ بہمنی نور اللہ مضجعہ کا

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کر کے سادات و علماء اور مشائخ کی تعظیم و تکریم میں حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتدائے سلطنت سے بسبب اُن کرامات کے جو اسکے حق میں ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم خلائق دکن بھی اس خلاصہ مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اُنکا مطاف جہانیان ہوا اور سلطان احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شمع ارادت کو خاموش کر کے سید محمد گیسو دراز کا مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات اُنھیں وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع اور پاکیزہ شہر کے متصل اُنکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اس وقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے بیدر سے دارالسلطنت کی طرف انتقال پایا ہو اکثر قریات اور قصبات عمل درآمد قدیم کے موافق اُن سید والا نژاد کی اولاد امجاد کے تصرف میں ہیں اور آدمی دکن کے سید محمد وح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں یہانتک کہ ایک شخص نے ایک مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم افضل ہیں یا سید محمد گیسو دراز تو اُسنے جواب دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیاء ہیں لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز چیزے دیگر ہیں اور اسی قول سے عقیدہ

اور اخلاص اہالی دکن کا نسبت اُن سید مخدوم اور اُنکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی شاہ ہوا تمام ہمت سلطان کی جبر شکست اور دیورا ے کے انتقام مین مصروف رکھکر ساز و سامان مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کرکے ہزار و دو صدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق مین تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہے اور خلف حسن نے وفا اور دولتخواہی منظور رکھکر ہمیشا عین الملک کو امیر الامرا خطاب یکہزار و پانصدی کیا اور بیدار نظام الملک کو دولت آباد کی سرلشکری تفویض فرماکر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین ہر ایک لشکر بان اطراف اربعہ منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزار و دو صدی اور باقی امرا او منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو کہ امرا ے ہزاری ہو تا تھا طوق و علم و نقارہ پاتا تھا اور حسن خان ولد سلطان فیروز شاہ جو کہ وہ رشد ملک تھا جمیع ارکان دولت اُسکے قتل و حبس و کور کرنے کی سلطان کو صلاح دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے انکی تجویز کے برخلاف عمل کرکے اُسکو پانصدی کیا اور چونکہ وہ عیاش تھا اُسکے سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نرکھتا تھا فیروز آباد اسکی جاگیر مقرر کی کہ وہان جاکر قلعہ تھندرہ کے کنارے عیش و عشرت مین مشغول ہووے اور جسوقت چاہے فیروز آباد مین چارکوس تک سیر و شکار کے واسطے سوار ہووے اور بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ تر قدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مرا تب شاہی سے بہتر اور افضل سمجھا اور جبتک اُسکا عمر بزرگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اُسکے دل صفا منزل مین پہونچے لیکن چچا کے بعد مکحول ہو کر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین نقد حیات خزینہ دار جنت کے سپرد کی قصہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص و عام کو مطیع اور فرمانبردار کیا پھر گجرات کی سرحد امرا ے معتبر کے سپرد کرکے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر ناگمت کی طرف متوجہ ہوا دیورا ے نے اس واقعہ کو واقعہ اول خیال کرکے احضار لشکر کا حکم دیا اور را ے ورنگل کو بھی اپنی کمک کے واسطے طلب کیا اور لشکر بیشمار مور و ملخ سے افزون کہ وہ ذما موں اُس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر ارباب اسلام کے استیصال کے واسطے روان ہوا اور آب تھندرہ کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور سلطان احمد شاہ نے بعد قطع مراحل اور طے منازل مع جوانان تہمتن و پہلوانان صف شکن آب تھندرہ کی ساحل پر دیورا ے کے مقابل نزول اقبال و حلول اجلال فرمایا اور چونکہ لشکر غنیم مین دس لاکھ پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتون کو بدمعاشون اور چورون کی طرح بہت خرابی کرتے تھے یعنی گھوڑے اور سوا ر ضائع کرتے تھے سلطان احمد شاہ نے بطریق روم ارابہا ے آتشخانہ کہ عدد اُسکے قریب دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز تک قیام کیا اور تاخت و غارت سے اُس طرف کی تمام ولایت جو دیورا ے کے تصرف مین تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند مساعی جمیلہ چاہتا تھا کہ کسی ڈھب سے کفار آب تھندرہ سے عبور کرکے مصاف کرین لیکن یہ مطلب حاصل ہوا آخر سلطان نے جمیع امرا و منصبدارون کو طلب کرکے عبور آب کے بارہ مین کہ پایاب تھا اور جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرنے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے اور سبھون نے یکدل اور یکزبان ہو کر مصحف مجید کی قسم کھا کر اقرار کیا کہ کل صبح کے وقت ہم افواج آراستہ کیے ہوے عبور کرکے جنگ مین مصروف ہوں گے لیکن جب یہ خبر اُردو سے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو را ے ورنگل نے مع لشکر تلنگ کوچ کرکے اپنی ولایت کا

راستہ لیا اور دیوراے سحر کے وقت افواج کو آراستہ کرکے جدال و قتال پر مستعد ہوا اس درمیان مین عالم خان اور کوچی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امراے اس خاندان سے تھے بالاے آب سے مع دس ہزار سوار عبور کرکے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی مین پہونچے اور حسب اتفاق دیوراے مع ایک جماعت افواج سے جدا ہوکر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اُس طرف متوجہ ہوے اور دیوراے بخیال اسکے کہ دیدہ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہین مضطرب ہوکر باغ نیشکر کی طرف بھاگا اور تاراجیون نے مور و ملخ کی طرح اس باغ مین داخل ہوکر اُسے ایسا اُجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نہ تھا آخرش چند سپاہی دیوراے سے دوچار ہوے اُسے باغبان تصور کرکے نیشکر کا پشتارہ اُسکے دوش پر رکھکر جلو مین ڈالا دیوراے نے حیات کو غنیمت جانکر کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیوراے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام مین مشہور ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیوراے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت مین مشغول ہوا کہ شیرین تر نیشکر سے تھا دیوراے فرصت پاکر تمام مفروروں کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امراے مقرب کے پاس پہونچکر چتر سر پر لگایا اور اس خبر کے مشہور ہوتے سے اُسکے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیوراے نے اس امر کو شگون بد سمجھکر عزیمت قتال فسخ کی اور بیجانگر مین جاکر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی و لایت کفار کے درمیان مین داخل ہوا اور جس مقام مین پہونچتا تھا زن و فرزند اُنکے اسیر کرکے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف قرارداد رسم و شفقت کو یکسو چھوڑکر کفار کو نہ تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہندو قتل ہونے تھے قلم بند کرتا تھا اور تین روز مقام کرکے جشن ہاے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانی کے نقارے بجا کر بتخانون کو توڑتا تھا اور معابد آتش پرستون کے ویران کرکے گاؤکشی مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور جواہرات برنجی حسن آباد گلبرگہ کی طرف بھیجے کہ سید محمد گیسودراز کے مکان کے آستانہ کے آگے ڈالین تو زائرون کے لگدکوب ہون کہتے ہین جن دنون کہ سلطان بتخانون کی تخریب اور گاؤکشی مین مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات سے ایک دن سلطان بہ قصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا یہانتک کہ اُردو سے چھ کوس پر جا پڑا اس صورت مین کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب آپسمین ہم عہد تھے کہ آپ کو فدائی بناکر سلطان پر پہونچا کر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ کہکر گھوڑون پر بادپا عالم پیما پر سوار ہوکر سلطان کے سراغ مین روانہ ہوتے اور ایسے وقت اُسکے قریب پہونچے کہ تیرانداز ان مغل قریب دوسو کے جانوران راندہ کے پیچھے گئے تھے کچھ دکھنی ساتھ تھے سلطان متحیر ہوا دور سے ایک چاردیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرا مین بادی سے دور بنائی تھی نظر آئی سلطان بتعجیل تمام اُس طرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اُٹھاکر نہایت قہر و غضب سے تعاقب کیا اور ابھی چاردیواری مین نہ پہونچا تھا کہ ایک شکستہ نالہ حائل ہوا اور اُسکے عبور کے وقت کفار نے پہونچکر تخمیناً دوسو دکنی تیرون سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہووے کہ ناگاہ وہ تیرانداز کہ جانوران شکاری کے تعاقب مین گئے تھے آپہونچے اور تیراندازی مین مشغول ہوے اور کفار کو گونہ توقف واقع ہوا سلطان اُس شکستہ آب سے گھوڑا اُڑاکر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے آپکو چاردیواری مین پہونچایا بعدہ بہادران تیرانداز دیوارون پر چڑھکر جنگ مین مشغول ہوتے اور سب نے دل مرگ پر رکھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی

اور میر علی کرد اور عبد اللہ کابلی اور خسرو اوزبک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے اُس روز داد مردی اور مردانگی کی ظہور میں پہونچائی اور سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافروں نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیر انداز کو شہید کر کے دیوار پر سے گرا دیا پھر پانچ چھ ہزار کافر دیو سیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھودنے اور گرانے میں مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیر اندازوں سے اس چہار دیواری میں مضطرب اور حیران ہو کر رضا بالقضا دی لیکن چونکہ عنایت سبحانی شامل حال تھی سرور مجاہدان عبد القادر بن محمد عیسیٰ بن محمود بن عماد الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اُسکے دل میں یہ اندیشہ گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہے ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پا کر اُسپر تاخت لاویں پھر اُسی وقت دو تین ہزار خاصہ فیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلغار روانہ ہوا اور ایسے وقت سلطان کی خدمت میں جا پہونچا کہ کفار پانچ چھ گز دیوار مسمار کر کے جنگ میں مشغول تھے عبد القادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال الٰہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سردار کفار نا ہنجار ایسے کہ فلک اُنکے قتل سے عاجز تھا علف تیغ اسلام ہوئے اور غازیان اسلام میں سے پانچ سو نے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی اور عبد القادر کے حزم و ہوشیاری سے اُس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی میسر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ اور عجائب روزگار سے ہے کہ سلطان عظیم الشان مالک اتنے ہزار خیل و حشم کا ساتھ ایسی محنتوں کے کہ بادشاہوں کو کم وقوع میں آتی ہو گرفتار ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اُسی دن عبد القادر کو بالقاب برادر جان بخش و یار حق گذار اور خطاب خانجہان اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرما کر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور خانجہان نے چالیس برس از روئے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخر میں بادشاہ برار کا ہوا جسکا تذکرہ عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلاموں سے تھا غرضکہ اسی طرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیر انداز کو خلعت ہائے فاخرہ اور خطاب ہائے لائقہ اور منصب ہائے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علیخان ہر ایک ایک صدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہو کر کلہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی کرد نے ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافر کش کا لقب پایا اور سہ ہزاری میں منتظم ہوا اور عبد اللہ کابلی نے منصب داران صدہ سے ہو کر بلدۂ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ اوزبک بھی امیران صدہ سے ہو کر دونوں کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیر اندازی سکھاویں اور خلف حسن بصری المخاطب بملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور رومی اور عرب کے تین ہزار تیر انداز ملازم رکھیں اور اسی طرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیر اندازی کی تربیت میں کوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی رسوم تیر اندازی تعلیم دیں اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر میں آکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصوروں کی تضیق میں کوشش کی آخر کو دیو راے نجات عاجزی میں دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت پر بار کر کے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نفیر و بیرغو بھیجے البتہ صلح قبول ہو گی دیو راے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت حریف زبان اور لسان تھا با تحائف و اوانی

اور بہت سا نقد و جنس اور اقمشہ نفیسہ بتیس ہاتھی کوہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھین اپنے محلات خاصہ مین باندھتا تھا اور خود بہر و وزرا انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرا نے استقبال کر کے اُردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ مین درلائے اور سلطان دیورا سے کی بیٹے سے بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ پٹکا کمر و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کر کے بیس گھوڑے عراقی اور عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور بدخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نو تازی شکاری اور تین باز کہ ہرگز تلنگیون نے مثل اُنکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہان سے کوچ کر کے آب گشنہ کے کنارے سے اُسے رخصت کیا اور خود بدولت و اقبال دارالملک حسن آباد گلبرگہ تشریف لایا اور اُس سال امساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا اور نہرین اور کنوئین اکثر ممالک دکن کے خشک ہو گئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مر گئے اور سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے کھولکر غربا اور مساکین کو بانٹتا جب ایک سال اس طرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ نے مضطرب ہو کر علما اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کی تکلیف دی لیکن اُسپر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت اُسے شوم جانکر کلمات ناخوش اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہو کر بنفس نفیس صحرا کی طرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر چڑھکر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر اسقدر زاری اور بیقراری کی کہ خدا کی قدرت سے اُسیدم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہو کر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہو کر عرض کی کہ مین فیض سبحانی اور رحمت ربانی سے نہ بھاگونگا اور اسقدر توقف کرونگا کہ باران تھم جاوے **نظم**

برآمد یکے میغ از تیغ کوہ ٭ لبزید غریدن با شکوہ ٭ ببارید باران و خندید باغ ٭ جہان گشت از سرحو روشن چراغ ٭ ہمہ شہر ویرانہ آباد شد ٭ دل شاہ از خرمی شاد شد ٭

اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کانپنے لگے اور بہیئت مجموعی صغیر و کبیر جوش و خروش مین آکر کہنے لگے کہ اے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کی طرف مراجعت فرما تو خلق آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے تر ہونے سے بہانہ طلب تھا عین بارش مین دارالامارہ مین آیا اور اُسی دن سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب اور مشہور ہوا اور چونکہ رائے بیجانگر کے ساتھ رائے ورنکل کے متفق ہونے سے بادشاہ رائے ورنکل سے بہت ناخوش تھا سنہ ۸۲۴ آٹھسو چوبیس ہجری مین عزم تسخیر ورنکل اور سائر بلاد تلنگ کا مصمم کر کے سوار ہوا جس دم گلکنڈہ مین پہونچا خان اعظم عبداللطیف کو مع امرا اُس حدود کی طرف برسم ہراولی پیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے اور بیس دن کے بعد قدم رکاب ظفر مین لایا اُسی درمیان مین فتحنامہ ورنکل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنکل کے اطراف مین پہونچا رائے تلنگ نے لشکر اطراف و اکناف سے بہم پہونچا کر فرصت غنیمت جانی کیونکہ ابھی سلطان نے معرکہ جدال و قتال مین نزول نہ فرمایا تھا الغرض صف جنگ آراستہ کر کے لڑا اور بتائید یزدانی رائے ورنکل مع سات ہزار تلنگہ سوار و پیادہ کے مقتول ہوا اور ورنکل اولیان سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان باطمینان تمام ورنکل مین داخل ہو کر جمیع خزینے اور دفینے پر کہ راجہ کے آبا و اجداد نے بہزار محنت و مشقت دست برد نہب و غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے گوشہ محفوظ مین نگاہ رکھا تھا سہلترین وجوہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبداللطیف کو دس ہاتھی بزرگ نامی

اور بیس ہاتھی کوچک اور ایک مالا مرصع اور چار سمرن مروارید اور چالیس ہزار ہُون نقد عنایت فرمائے اور پھر باقی بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جابجا تھانہ بٹھا کر بادشاہ کی ملازمت سے ورنگل مین مشرف ہوا سلطان والا دودمان قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے وارثان ممالکات تلنگ کے قلع قمع کے واسطے کہ قلاع متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح و فیروزی دار الملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرما ہوکر مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ کے حاصل کی تھی اُسے نصیب ہوئی اور ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمنیہ کے تصرف سے برآوردہ ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا لیکن نقض عہد[2] کر کے اُس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہنود تہ تیغ کیا اور اُنکی آل اولاد کو قید کرلایا اور حصار کلم کو فتح کرکے معدن الماس کو کہ حاکم گونڈوارہ کے تحت مین تھی اپنے قبض و تصرف مین لایا اور بہت بتخانے شکست و مسمار کرکے اُن مقامون پر مسجدین تعمیر کین اور موذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بھر ایلچپور مین مقام کرکے قلعہ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ تھی کہ ممالکات خاندیس مالوہ اور گجرات جو صاحبقران امیر تیمور گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمائی تھی ایلچپور مین اقامت کرکے آہستگی اور تدبیر سے اُسپر متصرف ہو اُسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کے واسطے عنان عزیمت منعطف کرے اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ والی شادی آباد مندو کو دریافت ہوا اُسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کھرلہ کو جو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اُس کی ولایت پر بھیجا اور ہر بار اُسکے لشکر نے شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب مین آکر تیسری بار ایک جماعت معتمد کو اُس ولایت پر روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اُس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان اُٹھائین یعنی لوٹ مال کے سوا باغ ویران کیے زراعت پامال کی کھیت میدان کیے بیرکھی[1] الغرض اُسکے بعضے پرگنات پر اُسکے قابض و متصرف ہوئے اور نرسنگھ جب لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اُس طرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مصروف ہوا اور نرسنگھ نے بیتاب و مضطرب ہوکر ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ ان دنون مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہے اور اُس نے مانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین اور زین پوش اُسکی اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہے حکام اطراف کمترین کو اُس درگاہ کے منسوبون سے جانتے ہین حاشا کہ بندگان دارا دربان اپنے بندگان قدیمی کی امداد و معاونت مین تساہل روا رکھین اور جلد فریاد کو پہونچین سلطان نے فرمان اسی وقت عبد القادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بمجرد وصول فرمان قضا جریان لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگھ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار شمشیر گذار ہمراہ لیکر شکار کے بہانہ سوار ہوا اور شکار کنان ایلچپور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا کہ سلطان احمد شاہ شکار قمرغہ مین مصروف ہوکر دو مہینہ اُس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اُسکی

[1] قمرغہ بفتح اول و ضم میم و سکون و راء مہملہ و فتح غین معجمہ یعنے شکارگاہ کہ امراء و سلاطین ایک احاطہ کلان مین آہو اور گورخر وغیرہ چھوڑتے ہین اور ہندی اُسے رمنہ کہتے ہین ۱۲ غیاث

[2] نقض عہد ایسے بادشاہ کی شان سے بعید ہے شاید عوام نے جسکو عہد قرار دیا تھا وہ حقیقت مین نہ ہوگا ۱۲

زبونی پر کر کے بطریق ایلغار کھیرلہ کے اطراف میں آیا اور بعد تاراج و غارت کے قلعہ کو محاصرہ کر کے زبان لاف و گزاف میں
کھولی اور سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھیرلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ میں ملا عبد الغنی صدر اور نجم الدین مفتی
اور بھی علما سلطان سے کہنے لگے کہ اب تک کبھی ایسا اتفاق نہیں پڑا کہ شاہان بہمنیہ مسلمانوں سے لڑے ہوں اس
صورت میں حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہے خصوصاً اس مقدمہ میں کہ تمام خلقت کہے گی سلطان کفار کی حمایت
کر کے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہے اور سلطان ہوشنگ شاہ کے لشکر سے بیس کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے متاثر
ہو کر آدمی اسکے پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقوں سے ہے شایان محبت وہ ہے کہ آپ اپنی ولایت کی طرف
کوچ کر جائیں کہ ہم بھی علمائے شرع محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کی طرف متوجہ
ہیں اور ابھی ایلچی مالوہیان کے اُردو میں نہ پہونچا تھا کہ دکنیوں نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ
اور سراشفتہ ہوا اور بسبب اس غرور کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار
رکھتا تھا بتعجیل تمام شاہ کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام میں فروکش
ہوتا تھا جب ناہنجاری اُسکی حد سے گذری سلطان نے عالموں کو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تمنے فرمایا تھا اور تعمیل اُسکی واجب تھی
میں بجا لایا اور یہ بے ناموسی برداشت کی کہ بہانے کوچ کر کے حمال و اثقال روانہ کرونگا اور فلان دریا کے کنارے
کہ میری مملکت ہے مقیم ہونگا اس حالت میں جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اُس سے لڑونگا اور ایسی حالت میں حدیث
کے بموجب وبال شامل حال اسکے ہوگا اور علما نے اسکو جائز رکھا چنانچہ دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کر کے
چار سو ہاتھی جنگی کہ اُن میں سے اکثر مست تھے جا بجا نگاہ رکھے اور میمنہ عبد القادر خانجہان اور میسرہ عبد اللہ خان نبیرہ
اسمعیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادہ علاء الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دو ہزار
سوار انتخابی اور بارہ فیل جنگی دست چپ کی طرف کمینگاہ میں بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اُس دن کو بھی اور روزون
کی طرح قیاس کر کے بے تامل تعاقب کیا اور بروایت صحیح مع ستر ہزار فوج کے فوج دکن کے مقابل پہونچا جب
فرصت لشکر جمع کرنے کی نہوئی جنگ میں مشغول ہوا اور بازار گیرودار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر بیشان پیل تن اہل مالوہ
و دکن نے کہ سالہا سے دراز سے آرزومند جنگ کا بیکار بیٹھے تھے ہنرہائے ذاتی عیان کیے نظم دو لشکر بصبر اکشیدند فوج فوج
دو دریائے آتش برآورد موج ٭ شد از ہر دو سو لشکر آراستہ ٭ قیامت ز روئے زمین خاستہ ٭ نمودند شیران صف در مصاف
بمیدان یکے پائے کارزار ٭ چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ٭ ز دیدہ نہان شد برون آفتاب ٭ جب طرفین نے سپرین
سنبھال کر تلوار اُن پر ہاتھ ڈالا اس چالاکی سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھ کر کمینگاہ
سے برآمد ہوا اور بنفس نفیس شیر ژیان اور پیل دمان کی طرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا اور لشکر ہوشنگ
اسکے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلا فوج دکن نے دست بہ نیزہ و شمشیر ہو کر تعاقب کیا اور دو ہزار مرد اہل تیرہ
غنیم کے قتل ہوئے ساز و سلب و احمال و اثقال اُنکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ کے حرم اور دو دختر اور
دو سو فیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ بھی ضیق محاصرہ سے برآمد ہو کر سد راہ
مثل مار دم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اُس کے ہاتھ آیا اسے قتل کیا اور بہت اہل اسلام اُس کے
ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ یہ سنکر نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل و عیال

کو بہت اعزاز اور اکرام سے تسکین تشفی دیکر جاے بیخوف مین بٹھایا اور خلعت و انعام دیکر مردم معتبر اور چند خواجہ سرا ہمراہ کر کے مالوہ کی طرف روانہ کیا اور نرسنگھ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو کھرلہ مین لیجا کر ضیافتون مین مشغول ہوا اور پیشکشہاے لائق گذرانی ازانجملہ ایک من الماس اور یاقوت اور مروارید صدف تھا اور سردارون اور نامدارون کی بھی خدمت ہاے لائقہ سے لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بادشاہ کی مشایعت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہور تک آیا اور مخلع اور معزز ہو کر وہان سے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کی طرف راہی ہوا اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھرلہ ہوا اور راے کھرلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب کی وہ فوج لیکر مدد کو آیا لہذا اس معاملہ پر ان دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور سلطان احمد شاہ اُسی یورش مین جب حصار بیدر کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین مع فرزندان و مقربان لشکر سے جدا ہو کر مانند فلک دوار کے سیار ہوا نظم

بنالیدن درآمد طبل باز * درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز * زیکسو چرہ بازان سبکخیز * بچون صید کردہ پنجہ ها تیز * وزانسو دگر شاہین بہ پرواز * ربودہ نقد جان از کبک و دراز *

اوراثناے سیر مین نظر خجستہ اثر اُسکی ایک صحرا پر جا پڑی کہ وسعت و خضرت مین گویا سپہر اخضر اور لطافت و صفا مین چشمہ خورشید تھا اسکا صحن زمین مثل بہشت برین اقسام ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ نباتات اور سبزی سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اُسکے سبزہ زار تھا بلغ سے زیادہ پربہار تھا چشمہاے سرد و شیرین روان تھے جانوران آبی قاز قرقرے مرغابی پران تھے کہین نیل گاے پہاڑی ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہو ہو کر گرتے تھے مجاوران شام و سحر اسکی خاک پاک مین طبلہ عنبر اشہب کھولے ہوئے اور مسافران صبا و شمال اُسکی ہواے فیض بخش مین نافہ مشک تو فرکھے ہوے تھے نظم

ہمیشہ چون آب حیوان چراغ لالہ ہر جانب فروزان * شقائق رستہ و سبزہ دمیدہ * بنسیم صبح جیب گل دریدہ *

ناگاہ اُس صحرا کے پرفضا مین ایک لومڑی نظر آئی کہ مکر و فریب و خدع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین ساحر تو کیا فلک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی صیادون کا قریب بہت پھکتی تھی کبھی اپنے تئین بطمع خام گرفتار دام نہ کیا نظم

روبہکے چست و دغا پیشہ بود * مایہ تمغاے آن بیشہ بود * لعبت و بازیگر صحرا ودہ * وزدوگان پردہ بہ بازی فرو * ہم دو صحرا الفغان بود ازو * ہم سگ وہ نورہ زنان بود ازو * در رہ تن شہرہ ازو ہم گم * صحن فلک تنہ بجاروب دم *

بالمقصود وہ حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین ہا کرتی تھی اور نشاط و انبساط سے چست رہتی تھی اور لطائف الحیل سے آپکو سگان تیز دندان کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اُسکی حرکتین دیکھکر سلطان احمد شاہ نے تفرج کے واسطے حکم فرمایا کہ چیتا قلاوہ سگان شیر چنگال اُس محتال کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پر فضا اور دشت پربہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار ہے حیلہ گری نیرنگ سازی سے ابتہاج و سرور حاصل ہووے میر شکار نے چند تازی شیر صولت اُسکے تعاقب مین چھوڑے اور لومڑی کی جو مین اپنے نظر پڑی شعبدہ بازی کر کے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ سگان کے چنگ و دندان سے آپکو رہا کر کے کسی سوراخ مین در آوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولانی مین سبقت کر کے چاہا کہ اُس تک آپکو پہونچا دین عاجز ہو کر بس پشت پر عمل کیا بیت

وقت ضرورت چو نماند گریز * دست بگیرد سر شمشیر تیز *

بعزم ستیز آ چیر پلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی اور ہر ایک کو دو دو چار انگشت دانتون مین داب کر اُسکی جرأت سے حیران ہوا اور اُسکے خواطر ملکوت ناظر مین یہ خطرہ گذرا کہ ایسی اس سرزمین جنت تزئین کی آب و ہوا کی تاثیر سے ہے مناسب ہے کہ اس مقام کو نشیمن کر کے دار الملک گرداون پھر اپنا

ما فی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے تقریر کیا نظم شہنشہ بہ پیران سخن بر کشاد ٭ کہ اینک برو بوم فرخ نہاد ٭ بسازم من اینجا یکے خوب جا ٭ کہ باشد بشادی مرا رہنما ٭ بر آرم یکی قلعہ از سنگ لاخ ٭ بود اندرش باغ و ایوان و کاخ ٭ نشستن گہے بر فرازم چو ماہ ٭ چنان کو بود در خور تاج و گاہ ٭ یکے شہر سازم بدینجا یے من ٭ کہ چہرہ بماند در و انجمن ٭ القصہ سبھون نے زبان بدعا وثنا کھولی او یہ بیت پڑھی بیت اے شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل مکینت ٭ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ٭ جب ہمرنے خاطر اقدس میں کہ مہبط انوار ربانی او مورد الہامات غیبی ہی پرتو ڈالا ہی صلاح دولت ابد پیوند ہی کس واسطے کہ یہ مکان مملکت دکن کے وسط حقیقی میں واقع ہوا ہی اور آب وہوا ہیں زمین یہانکی بہترا ماکن ہندوستان سے ہی او مسودان اوراق کا کہنا ہی کہ مین نے بلاد معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت وخوبی مین مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا زمین اسکی شنجرف سودہ کی طرح سرخ ہی اور ایام برسات مین کہ خوبترین فصلہاے ہندوستان سے ہی کیچڑ مطلق نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ اطراف شہر مین دس سنج تک جو اکثر زمین سرخ ہی اور سپید کی نہین رکھتی سیر وشکار کے وقت ساون بھادون مین نہ گھوڑا تشویش کھینچتا ہی نہ آدمی کیونکہ گھوڑون کا سم اور آدمیون کا قدم گل آلود نہین ہوتا کیچڑ کا چھینٹا سر پر نہین پہونچتا پانون نہین پھسلتا ہاتھ مین جوتیان اور پانچا چڑھانیکی نوبت نہین آتی دھوپ نیز سا اوپر پانی جابجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہ گیا اور علاوہ اسکے بیتکلف ہی کہ جامہ اور بدن سرخ نہین ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہان پیدا ہوتا ہی اور خواجہ محمود گاوان الملقب بخواجہ جہان نے زعفران اور امرود او ہر قسم کے انگور اسی زمین سے حاصل کیے مگر اسوقت مین کوئی مالک ومرزی نہین رکھتی اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار نہین ہی لیکن وہ سرزمین ابتک پر میوہ تر دوسرے مقامون سے ہی القصہ جب بزرگان صاحب جدان ارادہ سلطان سے واقف ہوئے نجومیون اور اختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا کہ حصار بیدر کے نزدیک یہ شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا بحسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہی نظم ز اختر شناسان بپرسید شاہ ٭ کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ ٭ از و فرخم بسامان بود ٭ دیا کار با جنگ سازان بود ٭ بگفتند کای شاہ گزین ٭ کہ خوب است وفرخندہ انجام این ٭ جب نجومیون نے یہ مژدہ جان بخش سنایا ہوشمندان فلیدس شعار اور طراحان مانی آثار کہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ مین بقراط سقراط وجالینوس زمان تھے اور مختلف امصار اور اقطار سے شاہی سریر ثریا نظیر کے خدام مین منسلک او منتظم ہوے تھے کلک بصارت سے صورت شہر وعمارت کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے نظر مبارک مین پہونچایا اور جس ساعت مین کیوان بلند ایوان نے اپنے بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عیش گستر برج ثور مین جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد مین کہ خورشید کا آشیانہ ہی اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ مین رحل اقامت ڈالے ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور ہزار ہا روپیہ صرف کرکے کاریگر ایک سے ایک چابکدست ہنر اور معمار دانشور ہنر پرور تلاش کرکے آئے وہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اور اس مقام مین کہ قدیم الایام مین حصار بیدر تھا دار الامارۃ عالیجاہ تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے دور عمارت شاہی مین طرح منازل ومساکن ڈالکر اس شہر کا نام احمد آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچہزار سال پیشتر تصنیف ہوئین ان مین لکھا ہی کہ قدیم الایام مین شہر بیدر راجان دکن کا تختگاہ تھا اور جو راے کہ اس شہر کے تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور تلنگ اس کے زیر نگین رہتی تھی او راجہ بھیم سین بہ نہایت عادل اور

عاقل اور شجاع اور سخی تھا وہ بھی شہر بیدر کے رایان مشہور سے ہی اور راجہ نل شاہ مالوہی غائبانہ راجہ بھیم سین کی دختر پر کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور اُنکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہی اور شیخ فیضی شاعر نے جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب اُنکی داستان سلک نظم مین منتظم کر کے اُسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو رغبت اُنکے عشق و محبت پر اطلاع کی ہووے اُس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سالک مسالک طریقت شیخ آذری اسفراینی کہ اُن دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور توصیف شہر و عمارات مین موزون کیے اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانکر صلہ لائق اور خالق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب اس شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فرمایا مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہی اور تیرا وصال رفع کرنے والا مواد غم و الم ہی ایسا نہ کر کہ تیرے فراق مین مبتلا ہون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معاینہ کیے ہندوستان کی سکونت اختیار کر کے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ اُن دنون مین قصر دار الامارۃ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے یہ ابیات موزون کین **ابیات** حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت ✤ آسمان سدۂ از پایۂ این درگاہ ست ✤ آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است ✤ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ ست ✤ اور ملا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف و مشہور جہان تھے ان بیتون کو بخط جلی لکھکر سنگتراشان تلنگی کو جو تقلید مین سحر آفرین تھے حوالہ کین انھون نے اُس کو سنگ نفیس و کلان پر کندہ کر کے دروازہ پر چسپان کیا ایک دن سلطان کی نظر اسپر پڑی شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے فرصت اور عرض کا موقع پا کر گذارش کی کہ شیخ بمقتضائے حب الوطن من الایمان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ حضرت اگر رخصت عطا فرماوین حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہی پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے زیادہ تر شگفتہ ہوا اُسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا اور شاہ نے خزانچی سے چالیس ہزار روپیہ منگوا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اُس زر خطیر پر پڑی بادشاہ سے کہا لا یحمل عطایا کم الا مطایا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کے واسطے حاضر کرو اور جو ساعت نیک پہونچی تھی اُسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرما کر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی اور گویا یہ رباعی اُسی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہی **رباعی** صواب کردہ کہ پیدا نکرد ہر دو جہان ✤ یگانہ داور دادار بے نظیر و ہمال ✤ وگرنہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت کرم ✤ امید بندہ نماندی بایزد متعال ✤ اور شیخ آذری نے بوقت رخصت کے بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا اسواسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال بھر کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اُسے دار الخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ بہمنی تک شیخ کے نتائج فکر سے ہی اور اُس کے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرائے دولت بہمنیہ کے انقراض تک ہر ایک نے جو کچھ کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کر کے سلک نظم مین کھینچکر ملحقات بہمن نامہ شیخ آذری کیا بلکہ بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دے کر وہ تمام کتاب اپنے نام کر لی لیکن اختلاف رتبۂ شعرا سے جان سکتے ہین

کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہین ہی اور جب کلام اس مقام مین پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس
کتاب مین ثبت اور درج کرے وہ یہہ کہ وہ مشاہیر شعراے اپنے زمانے سے تھا حدت فہم و جودت ذکا مین شہرت
رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدرالدین رواس مشہد مقدس رضویہ علی مشرفہا آلاف الثناء و التحیۃ
مین الغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ رواس کسین یا رواث
شبا ہین شیخ نے جواب دیا مین رواس لعبا دہون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہین ہین کسواسطے کہ رواس کلام
عرب مین نہین آیا اُسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص رکھنے کا کیا باعث ہی شیخ نے کہا فقیر ماہ آذر مین
متولد ہوا تھا اسواسطے آذری تخلص کیا ہی میرزا نے فرمایا تم شاعر پیشہ نہین ہو وہ آذر بضم ذال ہی نہ فتح شیخ نے بدیہہ
جواب دیا کہ ذال ماہ آذر نے بہت برس قیل و قال خواری مین گذرانی اور پشت اُسکی دوتا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا
تھا کہ ذکر اُسکی پشت کا واقع ہووے لیکن مقام شعور اور ادراک مین آ کر قائم ہوا اور پیٹھ اُسکی سیدھی ہوئی میرزا طبع بلند
دیکھکر خوشوقت ہو کر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرما کر مشتاق اُسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن کہولیت
مین درویشی طریق کی طرف مائل ہوا اسفرائن سے حجاز گیا اور حج اکبر اور طواف روضۂ منورہ خیر الانام علیہ و آلہ افضل
الصلوٰۃ و اکمل السلام کر کے عنان عزیمت ہندوستان کی طرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہونچکر
قصائد غرا کہے اور انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہو کر بخطاب ملک الشعرائے مخاطب ہوا جب ایکمدت
کے بعد حب وطن اُسے جوش و خروش مین لائی پھر شہزادہ علاءالدین کے ساعی جمیلہ اور امداد موفورہ سے خراسان کی
طرف مراجعت کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی بیت من ترک ہند و چین و چیپال گفتہ ام ؛ باد بروت چونہ بیک
جو نمی خرم ؛ اور شیخ دکن سے جب اسفراین پہونچا اس حدود مین خیرات مبرات بہت کر کے بقاع و رباط حسب استطاعت
تیار رکھے اور طاعات و عبادات کی بجا آوری مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۶۶ آٹھسو چھیاسٹھ ہجری مین برحمت ایزدی
واصل ہوا یعنی اس سراے فانی سے کوچ کر کے دار البقا کی راہ لی اور یہ غزل اُسی کے نتائج افکار سے یادگار ہی غزل
مجلسی کہ در و گنج کبریا بخشند ؛ ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند ؛ ولابمیکدہ ہر روز و شب گدائی کن ؛ بود کہ درد کشان
جرعۂ بما بخشند ؛ شنیدہ ام بہ لعصیان و چشم آن داریم ؛ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند ؛ غلام ہمت آن عارفان باکرم
کہ بیک صواب بہ بینند و صد خطا بخشند ؛ بکوے میکدہ از مفلسی چہ غم دارم ؛ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما بخشند
ہمین ساعت ہجر آذری عمی ارزد ؛ ہزار سال گر ش در جہان بقا بخشند ؛ القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت اندیشی
کر کے شاہان مالوہ کی برخلاف داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم آسیر سے جو اپنے تئین حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا اُس کی بیٹی ہمشاد قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادہ علاءالدین کے واسطے
خواستگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربون سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب پیوند ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان
گجرات سے متزلزل خاطر ہو کر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآورد کرین سلطان احمد
بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت شگرف تصور کر کے برضا و رغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم اور طوی بزرگ ترتیب
دیکر بطریق شاہان روزگار بعد فراغ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز و سامان و اسباب نقد و جنس و کنیزان حور پیکر و غلامان
زرین کمر جہیز مین دیکر دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور اس بارے بیکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل

کی سلطان احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ مین جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان مین فروکش کیا اور شہر مین آئینہ بندی کر کے دو مہینے تک لوازم جشن و طوی قائم رکھا اور ایسی ساعت مین کہ شناسندگان علوی و سفلی نے تجویز کی تھی اُس زہرہ جبین گوہر درج عصمت بحر شرافت کو شہر مین لاکر شاہزادہ مشتری خصائل کے ساتھ ہمقران کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندون پر تقسیم کیے ولایت رام گڑھ اور ماہور اور کلم مع برخے ممالک برار شاہزادہ محمود خان کے سپرد کر کے اُس طرف روانہ کیا اور شاہزادہ داؤد خان کو اثاثہ شاہی دیکر اور امراے قدیمی معتبر اُسکے ہمراہ کر کے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور شاہزادہ علاء الدین والاشان کو کہ خلف الصدق تھا ولیعہد کر کے اُسکے چھوٹے بھائی شاہزادہ محمد خان کو جو سب شاہزادون سے چھوٹا تھا شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ مین بھائیون سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہین جاتا ہے اُسکے انجام مین مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کر کے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اواخر ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین اُسے باعظمت و شوکت تمام اس طرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن مین کو جو دریاے عمان کے سواحل پر واقع ہے باغی اور طاغی کے خار وجود سے مصفا اور پاک کرے اور اُن راجاؤن کو کہ خام اپنے اندازہ سے باہر رکھکر مصدر فساد ہوے ہین قلع اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند ہوا اور اقبال عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ مین جمیع متمردون و مفسدون کو بانواع گوشمالی علاج کر کے مملکت کو غل و غش سے بری کیا اور اُسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور مکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور زر سرخ و سفید فیلون پر بار کر کے بارگاہ مین ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہوکر خلعت خاصہ کمربند و شمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے پیشتر کوئی ملازم اس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے ممتاز نہوا تھا سرفراز فرمایا اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص و اعتقاد کے اظہار کے واسطے جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات کے ضبط مین تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو بالشکر گجرات بقصد استرداد جزیرہ مہایم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کے واسطے تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم مین ہے فروکش ہوے دونون مین کوئی جرأت عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شہزادہ علاء الدین آب و ہواے کوکن کی بے اعتدالی سے علیل ہوکر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پاکر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور ترتب جو اسکے سبب ایک دوسرے کو خیال مین نہین لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طالع آزمائی کا ہے ایسا جوہر فشانی دکھایئے کہ نام صفحۂ روزگار پر یادگار رہے اُس روز ہزار ہا جوان سر میدان مردانگی و جوانمردی کر کے ایسے لڑے کہ پرے کے پرے خالی ہوگئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دیکر راہ عدم لی اور اسی دار و گیر مین خلف حسن بصری کا بھائی حسن بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون مین دستگیر ہوا اور دو سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوے اُنکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی مال و اسباب و سلاح بسیار سب فیل بشیار گجراتیون کے تصرف مین آیا اور تاریخ محمود شاہی مین نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اُس معرکہ مین حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے میسر نہین ہوتی مجروح

اور شکستہ و خستہ ہو کر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش خشم و غضب کا اون سینہ مین مشتعل ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جا بجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم لا کر گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کے واسطے گرم عنان ہوا دکنیون نے قلعہ بیسول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقون کے تعلق اور تصرف مین تھا محاصرہ کیا جب سلطان احمد شاہ گجراتی بعظمت و استیلاے تمام اوس نواح مین پہونچا سلطان بہمن نژاد نے محاصرہ سے دست کش ہو کر پیشقدمی کی اور مدت مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کر کے جنگ مین سبقت نکرتے تھے یہانتک کہ طرفین سے علما و فضلا نے درمیان آنکے نائرہ منازعت کو آب زلال موعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعے اور پرگنے تمھارے زیر نگین اور تصرف مین ہے ہر ہیں اوسپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نکرو صلح پر راضی ہوا فراموش حال ماضی ہوا اور تاریخ الفی مین مذکور ہے کہ سلطان احمد شاہ بھی گجراتیون کی فکر مین اور دکنیون کی شکست سے کہ جزیرہ مہایم مین کھائی تھی مار دم بریدہ کی طرح پیچتاب کرتا تھا یہانتک کہ ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری مین خبر پہونچی کہ محمود خان ولد حاکم گجرات کسی تقریب کے سبب ایت ندربار مین مقام رکھتا ہے سلطان بہمن نژاد فرصت غنیمت جانکر اوسپر فوج کش ہوا اور کوچ متواتر سے اوس حدود مین پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا دکنیون نے صلاح مراجعت مین دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیون نے بھی معاودت کی عزیمت کی اور لب تاپتی کے کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسون اور مخبرون نے دوبارہ جا کر خبر پہونچائی کہ دکنیون نے عود کر کے قلعہ بیسول کو محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ بیسول کی طرف متوجہ ہوئے دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہو کر ایک دن صبح سے شام تک جنگ مین مصروف رہے جب دن تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اوسی شب کو چہ کہ دونون حاکم میانجی طلب کرتے تھے بغیر اسکے کہ حرف مصالحہ درمیان مین آوے کوچ کر کے اپنے ممالک کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے مورخین نے قلعہ بیسول کے واقعہ کو دوسرے طرح سے نقل کیا ہے اس سے احتراز کر کے مشہور پر اختصار کیا اور سنہ مذکور مین حصار ارک احمد آباد بیدر کہ گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچا سلطان لوازم شکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان اپنے بھانجے کو کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض مین گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا اوسکے وجود کو بسبب عدم حصول سلطنت اپنے فرزندون کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ مین مواخذہ کر کے قتل کیا اور ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری مین ہوشنگ شاہ مالوہی نے اوس خلاف کے سبب کہ درمیان دکنیون اور گجراتیون کے ظاہر ہوا تھا فرصت پا کر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور نرسنگھ لڑائی مین ہار گیا قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف مین در آیا اور جب سلطان احمد شاہ اس طرف لشکر کش ہوا نصیر خان والی اسیر ما تبع آیا اور اوسنے نہ چاہا کہ دونون بادشاہون مین گفتگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر آوے بندگان خدا کی مفت مین جان جاوے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت مین رہے اس نہج پر دونون شاہون کے درمیان مین عہد و پیمان ہو کر اور سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دار الامارۃ کی طرف رخصت کیا اور اوسی چند روز مین سلطان احمد شاہ نے ممالک تلنگ مین جا کر بعضے زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کر کے

مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر ناصر الدین کربلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر آخر الزمان کو خواب مین اُنکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اُنکی سفارش لکھی تھی پانچہزار روپیہ خاص کر اُسکو دیے اور قریب تین ہزار روپیہ کے سادات کربلاے معلی علے مشرفہا آلاف التحیۃ والثنا کے واسطے اُسکے ہاتھ ارسال کیے اور اُسی روز سید ناصر الدین کا گذر ایک مقام مین ہوا کہ شیر ملک اُس مقام مین اپنے خواص سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اُسکے سامنے سے گذرے شیر ملک کہ امراے نامدار سے تھا یہ ادا سید کی اُسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین سے کھینچو سید غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گیے اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا و رسول کے حوالہ کرو سزا اُسکی دیگا اور جب اُسکو شاہی احمد آباد بیدر مین پہونچا ایکدن تخت پر اجلاس کرکے ہر ایک امرا کو مخلع کرکے جاگیر کی طرف رخصت کیا جب شیر ملک اُسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اُسی یاد آئی سلطان نے فیل قصاب نام کو طلب کرکے شیر ملک کو اُسکے پاؤن کے نیچے ڈالکر پامال کیا قطعہ ندید ایکس از خویش و از اجنبی ٭ گرامی تر از اہلبیت نبی ٭ بجان معتقد بود سادات را ٭ ہمان اہل تقوے وطاعات را ٭ ایکیفیتش قوی بود دونیش درست ٭ بجز داوگر یاری از کس نجست ٭ اور جب بارہ برس اور دو مہینے اُنکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی اٹھائیسوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھسو اڑتیس ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور چونکہ ان دنون مین آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات اُنکے عالمگیر ہوگئے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اُنکے خاندان کے مریدون سے تھے باتفاق میر شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے باتحف و ہدایاے وافرہ کرمان بھیجا تاکہ سلطان کی طرف سے وکیل ہوکر دست ارادت اُس قطب زمان کے دامن مین مارکر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ ولی نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کرکے ملا قطب الدین کرمانی کو جو ایک دانشمند ژندہ پوش تھا اور اُن کے مریدون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کی طرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی کے سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اُسی پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آیا اور اتفاقاً دور سے سلطان کی نظر اُس پر پڑی بے اختیار آواز بلند کی کہ وہی فقیر ہے جسنے خواب مین اُسدن اس درخت کے نیچے جب لشکر سلطان فیروز شاہ سے جنگ مین متحیر و متردد تھا تاج سبز دوازدہ ترک مجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت اور چگونگی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اس مرد کے پاس ہے تعبیر اس خواب کی یہی ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کی طرف سے دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے اتنک اس تاج کو مین نے برسم امانت نگاہ رکھا تھا جو بسبب امر کسی کے اُسکے بھیجنے کا ہو وقوع مین نہین آتا تھا اُسوقت تک امانت داری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک یقین پیدا ہوئی واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جس وقت ملا قطب الدین کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سراپا حیرت ہوکر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ تاج سبز دوازدہ ترک ہو تو پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کرکے کہا کہ اے شاہ دغدغہ اپنے دلمین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم رویا

مین آپ کے ملاحظہ مین آیا تھا اِس مین بے اختیار مولانا سے بغلگیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات مذکورہ دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیت شاہ در ہند و شیخ در ماہان ٭ تاج بخشی چنین کنند شہان ٭ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے اُس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب مین اعظم السلطان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اسواسطے حکم کیا کہ منبرون پر اور فرامین شاہی مین اسی عبارت سے میرا نام مذکور کرین اور اُسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو نعمت اللہ شاہ ولی کی خدمت مین بھیجکر التماس ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سوائے ایک فرزند موسوم شاہ خلیل اللہ کے باغ زندگانی مین اور ثمرہ نہ تھا اُسکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن کی طرف روانہ فرمایا اور جب خبر اُنکے نزول کی بندر چول مین پہونچی سلطان نے خاص پالکی اُنکی سواری کے واسطے مع سید محمد صدر و میر ابوالقاسم جرجانی کے بھیجی اور جبکہ دارالخلافت کی اطراف مین پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادگان و امرا اُنکی پیشوائی کو تشریف لے گیا اور باعزاز و اکرام تمام شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جا بجا ملاقات مین قریہ اور مسجد تعمیر کر کے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشائخ خطاب فرما کر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز پر مقدم بٹھایا اور اپنی ایک دختر اُنکے حبالۂ نکاح مین لاکر اپنی دامادی سے معزز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ ولی ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس ہجری مین قریہ ماہان مین ودیعت حیات سپرد کر کے حظائر قدس مین تشریف فرما ہوئے شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن مین رونق افزا ہوئے اور اسکے بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ کی دامادی سے اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مورد انعام و احسان فراوان ہو کر دستکام اور فائز المرام وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ نوبت روانگی نہ آئی بلکہ خاک دامنگیر دکن مین فوت ہوئے بہرحال اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلیٰ مراتب دینوی پر فائز ہو کر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرا کی سلک مین منتظم ہوئے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک خانقاہ کہ اِس قصبہ کے باہر ہے بعضون کا اعتقاد یہ ہے کہ اُسکے بھائی محب اللہ نے بنائی اور جو چند معرکون مین افواج کفار پر تاخت کر کے جہاد اور غزا مین سعی کی تھی سلطان احمد شاہ سے غازی لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد معدلت مہد مین ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی مین مشہور و معروف تھا قضارا ایک قضیہ اُسکو پیش آیا کہ وہ شخص بہت روپیہ کا محتاج ہوا اُس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر مقصد اپنا یعنی قرضہ حاصل کیا اور وہ مرتہن اُس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ کنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثنائے راہ مین ایک دشمن سے دوچار ہوا جسنے فرصت پاکر تلوار کھینچکر دو چار زخم اسکے مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کر چکا بذوق و شوق تمام راہی ہوا اسگ وفادار دور سے اِس امر سے واقف ہو کر دوڑا اور دشمن کے دار پہونچا کر پس و پیش سے دشمن پر حملہ کر کے جس طور سے ہوسکا بزخم دندان و پنجہ شیری کہ رکھتا تھا اُسکو مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے آکر سونگھنے لگا اور ایک رمق جان اُسمین پاکر اپنا سر اُسکے پاؤن پر ملنے لگا ایسی حرکات جسنے نہایت حزن و ملال ظاہر تھا ظہور مین پہونچائین اُس نے جب جانا کہ میرے دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہے کتے پر نہایت مہربان ہوا اور ایک قریہ مین کہ وہان سے قریب تھا جا کر زخمون کے ٹانکا دینے کے لیے توقف کیا جب چند روز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ان زخمون سے جانبر ہونگا اور حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا ہے اُس نے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھ سے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی کی اور

میرے دشمن کو میرے انتقام مین اس طریق سے ہلاک کیا جو حق بذمہ تیرے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی طرح کا دعوے اور مطالبہ نہین ہو سکتے کو برضا و رغبت مین نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے بہتر جانکر اُس کے احوال سے غافل نہ رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اُسکی گردن مین ڈال کر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اُسکی نظر جو ہین اُسپر پڑی با آواز بلند اُسے گھڑک کر آثار قہر و غضب ظاہر کیے اور کفش اُٹھا کر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیون مین بے اعتبار کیا اُس بے زبان نے بیتاب ہو کر فریاد کی اور زمین پر گر کر مر گیا اُس کے مالک نے اُسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھولکر رقعہ پڑھا جب حقیقت حال پر مطلع ہوا تو اُس کے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اُسمین صرف کیے کہ وہ گنبد ابتک موجود ہے **تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دور ابتدائی کا** جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر کے تخت پر اجلاس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطرداری اور رعایت مین دریغ نفرمایا گھوڑے ہاتھی اور جاگیر خوب زر ریز عنایت فرمائی اور دلاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امراسے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل کر کے امور مملکت مین قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کہن سال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین بہمنیہ مین بدولت و حشمت بسر کی تھی امیر الامرا کر کے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان لشوکت و تجمل تمام کفار بیجانگر کے سر پر کہ پانچ برس کا خراج خزانہ عامرہ مین داخل نہ کیا تھا اور اُسکی بیباقی مین دلیل بیجا اُٹھاتا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کنہرہ مین داخل ہو کر تاخت و تاراج مین مشغول ہوئی رائے بیجانگر نے سراسیمہ و مضطرب ہو کر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دو سو گانے والیان رقاصہ و ہنرمند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزین عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کر کے واپس کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے اطراف مین پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اُسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپکو سلطنت مین شریک کیا تھا مناسب یہ ہے کہ سلطان علاء الدین شاہ اُن دو امر سے ایک اختیار کرین یا آپ کو مسند فرماندہی پر اپنے پہلو مین جلوہ گر کرین اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دین یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کر کے ایک پر آپ متصرف ہون اور دوسرا آپ کے قبضہ مین واگذار کرین اب صلاح وقت یہی کہ اس مقام مین آپ مقیم ہو کر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار مین لاوین شاہزادہ محمد خان نے فریب کھا کر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ مین ترغیب بہت کی اور جب اُنھون نے اُسکے ارادے سے واقف ہو کر انکار کیا فتنہ انگیزون کی ہدایت سے دونون کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی لپشت ہو کر فوج کثیر جمع کی مدکل و رائچور اور شولاپور اور نلدرگ کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ اور دادا کی بجالایا تھا اور وہ ہمارے بجاے جد بزرگوار تھا ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہکر سرو فیلون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کر کے سرکش بھائی کے رام کرنے کی عزیمت کر کے دار الملک سے نہضت فرمائی اور مقابلہ کے وقت ایسی حالت اُن دو برادر نامدار کا مکار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک جنگجوے فلک کا دل معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع مین آیا کہ اسکی شعلہ زنی سے خورشید آسمان کا چہرہ تمتمایا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایات سلطان علاء الدین شاہ

پر جلوہ کیا چنانچہ اکثر اُن امراسے جو مصدر اس فتنہ و فساد کے ہوے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کوہ و دشت دور دست مین چند خواص خاص سے مفرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اُس جماعت کی تقصیر معاف فرما کے زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت آمیز بھائی کو لکھکر جسطور سے ممکن ہوسکا اپنے پاس بلایا اور مشمول عواطف فراوان کیا اور جب دوسرا بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان مملکت تلنگ مین تنگنائے عالم آخرت کی طرف خرامان ہوا اُسپر رکوہ جو حصار سماک تلنگ سے ہے شاہزادہ محمد خان کی جاگیر کے واسطے مقرر کر کے مع تجمل شاہی اس طرف روانہ فرمایا اور گشت مدت مدید اُس مقام مین استقامت کر کے اپنی اوقات بعشرت و نشاط بسر کی اور دلاور خان کو بروز نوروز آٹھہ سو چالیس ہجری مین مخلع کر کے رایان کوکن کی تنبیہ و تدارک کو کہ عجب ایک جماعت سرکش تھی تعین فرمایا اور راجہاے قلعہ رائیل اور سنگیسر نے جب باج جزیہ اور خراج کا اپنی گردن پر رکھا و لاور خان نے راے سنگیسر کی بیٹی سلطان کے واسطے لیکر مع خزاین چند سالہ دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علاء الدین اول اُسکی خدمت سے خوش ہوا اور سنگیسر راے کی دختر ماہ پیکر زہرہ خصائل کو کہ حسن صورت اور خوش شکلی اور موسیقی دانی مین بے نظیر تھی منظور نظر التفات کر کے بنام زیبا چہرہ ممتاز کیا چنانچہ آوازہ اُسکی عاشقی اور معشوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر مین اسوجہ سے کہ دلاور خان نے مال وافر رایان کوکن سے رشوت لیکر اُس جماعت کے قلع اور استیصال مین عمداً تساہل و تغافل کیا تھا اس امر سے سلطان کا دل صفا منزل اُس سے دگرگون ہوا اور اُسنے اس امر کو دریافت کر کے مہر وکالت شاہ کے حضور بھیجی و بتضرع وزارت سے مستعفی ہوکر اس مہلکہ سے نجات پائی پھر وہ منصب ایک خواجہ سرا کی نسبت کہ دستور الملک نام رکھتا تھا رجوع ہوا اخلاق اسکی بدخلقی سے تنگ آئی اور ہر چند اُسکی شکایت شاہ کی خدمت مین معروض رکھی دشمنی پر محمول ہوکر اثر پذیر نہ ہوئی روز بروز اُس کی عزت افزون ہوتی تھی یہانتک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علاء الدین شاہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ فلان معاملہ کا سرانجام کر اُسنے جواب دیا کہ آج مین اسکی طرف نہین مشغول ہوسکتا ہون دوسرے وقت بجا لاؤنگا شہزادہ نے بعد دو تین دن کی آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک وہ مہم مشخص نہین ہوئی ہے اگر تم اسکو انجام کرو تو بہتر ہوگا خواجہ سرا خون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ یہ امور مجھ سے تعلق رکھتے ہین آپ کو اسمین سعی کرنا مناسب نہین ہے شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سنکر آگ ہوگیا اور بیتاب ہوکر ایک سلحدار شاہی کو طلب کر کے فرمایا جسوقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اُسے قتل کر کے میرے ملازمون کے پاس پناہ لینا کہ وہ تیری محافظت مین تقصیر نہ کرینگے اور سلحدار نے بھی جو اُس لکی کٹے سے آزردہ خاطر تھا اُسی دن کسی عرض حال کے بہانہ اُسکے روبرو جاکر اک ضرب خنجر تشنہ خون سے اُسکا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیون نے جو وہان حاضر تھے شہزادہ کے حکم کے موافق اُسکی حمایت کی اور کسی طور کا صدمہ اُسپر پہونچنے نہ دیا اور دربار شاہی مین عجب شور بلند ہوا شہزادہ ہمایون کہ اپنے والد ماجد کے روبرو بیٹھا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کے واسطے باہر آیا اور اُس معاملہ کو یاد کر کے عرض عالی مین پہونچایا کہ فلان سلحدار نے کہ خدمتگار قدیم ہے اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہے دستور الملک کو جو اُسکے احوال پر بے توجہی کر کے اکثر اُسے دشنام فحش دیتا تھا اُسکے دست ظلم سے بہ تنگ آنکر آج اُسے ہلاک کیا اور میرے سپاہیون نے کہ اُس مقام مین حاضر تھی اُسے گرفتار کر کے مقید کیا ہے اب بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے سلطان نے اس سبب سے کہ اوائل مین ایک ترکی کے قتل کے واسطے حکم صادر فرمایا تھا دوسرے

شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور وجاہت اُسکی مفہوم ہوتی تھی قاتل کے حبس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب
میاں من اللہ دکنی کو جو دانشمند اُس عصر کا تھا اور خصائل حسنہ کی صفت میں معروف تھا رجوع فرمایا اور سنہ ۸۴۱ آٹھ
سو اکتالیس ہجری میں زوجۂ سلطان مسماۃ آغا زینت مخاطب بہ ملکۂ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ
کے غلاموں اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی
صلاح سے تسخیر ممالک برار کا عازم ہوا اور آدمی پوشیدہ امرائے برار کے پاس بھیجکر بطمع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب
کی اور انھوں نے متفق اللفظ والمعنی اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اگر اُسکی نوکری
اختیار کرکے اُسکے مخالفوں کو شمشیر سے مارینگے غازی ہونگے پھر ایک عرضیہ مشعر وفور اخلاص عقیدت اور التماس
قدوم نصیر خان کی درگاہ میں ارسال کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار اور پیادہ بیشمار کہ راجہ گونڈوارہ
نے اُسکی مدد کے واسطے روانہ کیے تھے ولایت برار میں در آیا اور امرائے نمک حرام نے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ
فدویان شاہان بہمنیہ سے تھا مقید کرکے نصیر خان کے روبرو لیجاویں خانجہان اُنکے ارادہ سے مطلع ہو کر قلعہ نرناله
میں جاکر متحصن ہوا اور حقیقت حال سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت میں اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے امرا
نصیر خان کے شریک ہو کر بے ملاحظہ اُسکا خطبہ پڑھتے ہیں اور قلعہ نرناله کو محاصرہ کرکے لینے کے اندیشہ میں پڑے ہیں اسلیے
سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا اور ارکان دولت کو طلب کرکے مجلس مشورہ کی منعقد کی اُسوقت اُمرائے معتبر دکنی
عرض گذار ہوئے کہ علاج اس امر کا شاہ کی توجہ پر منحصر ہے کس واسطے کہ جس وقت ہم اُس طرف لشکر کش ہونگے شاہان گجرات
اور مندو اور رایان گونڈوارہ اُسکی مدد کو آ پہنچینگے سلطان نے اس بات سے رائحہ نفاق سونگھ کر اس مجلس میں خلف
حسن بصری ملک التجار سپہ سالار دولت آباد کو اُس یورش کی تکلیف دی اور اُسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندوں کو اطاعت
اور جانسپاری کے سوا چارہ نہیں ہے لیکن خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہے کہ شکست جزیرہ مہایم کی امرائے دکنی
اور حبشی کے نفاق سے واقع ہوئی اس لیے کہ یہ لوگ رشک و حسد سے نہیں چاہتے کہ میرے ابنائے جنس سے کہ
اُنھیں پردیسی کہتے ہیں خدمات شائستہ ظہور میں پہنچیں اگر سلطان جمیع امرائے مغل کو مع خیل خاصہ بندہ کے ہمراہ
کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس کام میں دخیل نہ فرماوے امید کہ توفیق صمدی اور میامن اقبال خداوندی سے اس معاملہ
کو بہترین وجہ سے انجام دوں اُسکے بعد سلطان نے امرائے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ میں مصلحت کیا ہے
میاں من اللہ اور خان زمان بولے کہ یہ مصلحت بزرگ ہے چاہیے کہ آزمائش کے واسطے تمام غریبوں کو برسم مقدمہ روانہ
فرمائیے اگر یہ غالب آئیں فہو المراد وگرنہ سلطان کے ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیے سلطان علاء الدین نے یہ رائے پسند
کی اور تین ہزار مغل تیر انداز کہ تمام خاصہ خیل سے تھے یک قلم ہمراہ اُسکے تعین فرمایا اور اسی طریق سے امرائے عرب کو کہ بعضے
پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اُس خدمت پر مامور کیا
اور اسم نویسی اُس جماعت کی یہ ہے قاسم خان صف شکن قراخان کرد علیخان سیستانی میر علی کاشغری افتخار الملک
ہمدانی احمد بیگ تازی رستم خان مازندرانی حسین خان بدخشی خسرو خان ازبک بہادر خان ازبک مجنون سلطان شاہ
قلی سلطان کہ دونوں شاہزادہ چنگیزی تھے القصہ خلف حسن بصری اول جماعت کے ہمراہ دولت آباد گیا
اور جمیع امرائے دکنی اور حبشی کو اُس جا وہیں جابجا سرحد کی محافظت کے واسطے بتخصیص سرحد گجرات اور

سنرو کے واسطے تعین کرکے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لے کر بنہایت شان و تجمل سے برار کی طرف متوجہ
ہوا اور خان جہان فرصت پاکر قلعہ ترنالہ سے برآمد ہوا اور خلف حسن بصری کے استقبال کے واسطے جاکر قصبۂ مہکر
مین ملاقات کی اور خلف حسن بصری نے خان جہان کو مع بعضے امرائے دکنی کے کہ اُسکے ہمراہ تھے ایلچپور اور بالاپور
کی طرف بھیجا کہ اُس طرف جاکر رایان گوندواڑہ کا سد راہ ہوتا کہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہین اور خود بکوچ متواتر اور
بسبیل استعجال پرگنہ روہنکھیر کی سمت جو لشکرگاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور روہنکھیر کے گھاٹ پر خاندیسیون سے
جنگ ہوئی اور غریبون کو خدا نے ظفریاب کیا اور نصیر خان شکست پاکے اور سوم جانکر روہنکھیر سے کوچ کرکے بتعجیل
تمام برہانپور گیا اور لشکر کے فراہم لانے مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآورد
کرکے اسکے تعاقب مین برہانپور گیا اور نصیر خان تاب نہ لاکر قلعہ للنگ مین بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت
کرکے وہانکے کفار متمول سے زر و جواہر اور اقمشہ وافر لیا پھر ولایت خاندیس کے نہب و غارت کے واسطے روانہ ہوا اور
اپنا کام کرکے پھر شہر برہانپور مین آیا اور عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلا کے خاک سیاہ کیا اور مراجعت دکن کا
آوازہ بلند کیا لیکن پہر رات گئے کوچ کرکے دفعۃً للنگ کی طرف تاخت لے گیا اور چار ہزار سوار سے وہان کے
اطراف مین پہونچا نصیر خان قلت اور کوفتگی اور ماندگی غنیم کی تصور کرکے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار سے
مقابلہ کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن خاندیس والون کا پاے ثبات
میدان کین سے ہل گیا راہ فرار پائی اور نصیر خان کے بہت مردم معتبر اور برار کے امرائے باغی مقتول ہوئے
اور خلف حسن بصری نے شتر و فیل و توپخانہ کثیر دستیاب کرکے مظفر و منصور احمدآباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان نے
قدرشناس اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت مین وحید تھا شاہزادہ ہمایون کو مع جمیع امرا و ارکان دولت چار کوس
آگے استقبال کے واسطے بھیجکر شہر مین لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر اور پٹکا مرصع نوازش فرماکر
دولت آباد کی رخصت دی اور تمام غریبون پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرماکر زیادتی مناسب
اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ قلی سلطان کو کہ شجاعت وافر ظہور مین پہونچائی تھی دختر یلاچی دامادی
مین معزز کیا اور مقرر کیا کہ مجلس اور سواری مین داہنی طرف پردیسی غریب اور بائین جانب دکنی اور حبشی حاضر رہین اور
اس التفات کے سبب اس تاریخ سے ابتک دکن فتنہ خیز مین دکنیون اور غریبون کے درمیان عداوت قائم ہے جس وقت
دکنیون نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے لیے مقامات مناسب مین مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات مین دیورائے
حاکم بیجانگر نے ارکان دولت اور بہت برہمن معتبر کو طلب کرکے استفسار کیا کہ ممالکت کرناٹک باعتبار طول و عرض محصول
کے ممالکت شاہان بہمنیہ سے زیادہ ہے اور اسی طور سے ہماری افواج بھی انکی جمعیت سے زیادتی رکھتی ہے کیا سبب ہے کہ اکثر
اوقات غلبہ مسلمانون کی طرف سے ہوتا ہے اور ہم انکے باج گذار رہتے ہین بعضے بولے کہ حق سبحانہ تعالی نے مسلمانون کو تیس
ہزار سال تک بمایزدہ ہندوؤن پر بزرگی اور غلبہ عنایت فرمایا ہے اور یہ امر ہماری کتب مین مشروحاً اور تفصیلاً لکھا ہے
اس سبب سے اکثر اوقات ہنود مغلوب ہوتے ہین اور بعضون نے جواب دیا کہ مسلمانون مین دو چیز بہتر اور افضل ہین کہ
انکی فتح کی باعث ہوتی ہین اول یہ کہ گھوڑے انکے تیز رو اور چالاک اور کلان ہین اور ہمارے گھوڑے بالوا اور کم قوت
اور لاغر ہین دوسرے یہ کہ لشکر بہمنیہ مین تیرانداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم اسواسطے دیورائے نے حکم کیا کہ

مسلمانون کو نوکر رکھین اور جاگیرین خوب دین اور بیجانگر مین مسجد تعمیر کرکے اسلام کے طریقہ مین کوئی شخص مزاحم نہووے اور
مصحف اقدس رحل پر رکھکر روبرو منبر کے رہنے دین تاکہ سلام کرتے وقت مسلمان اُسکی تعظیم و تکریم بجالاوین اور ہندوؤن کو تیراندازی
سکھاوین چنانچہ اُسکے اعیان دولت نے آپسمین تدبیرین کرکے یہ مقرر کیا کہ اب دو لاکھ سوار اور اٹھارہ لاکھ پیادہ ہین بندہ
ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ رکھ کے ایسا کرین کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و یراق اور گھوڑے خوب بہم
پہونچا سکین اور جب اہالی سرکار نے دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کافر جو علم تیراندازی جانتے تھے اور
تین لاکھ پیادہ ترتیب دے کر دیورائے کی نظر مین لائے اس وقت اُس نے ہوس تسخیر ممالک شاہان بہمنیہ کی
اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سنتالیس ہجری مین بجوش و خروش تمام لشکر کثیر لیکر اُن کی ولایت پر فوج کش ہوا اور آب تنگبدرہ سے
عبور کرکے بجبر و قہر تمام تھوڑے عرصہ مین قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹون کو قلعہ رائچور اور بنکاپور کے محاصرہ کے
واسطے مامور کرکے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجاپور مین اُسکے آدمیون نے تاخت لیجاکر آتش ظلم و
بیداد شعلہ زن کی سلطان علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی عزم انتقام کرکے لشکر برار اور دولت آباد اور بیجاپور کے
احضار کے واسطے حکم دیا اور جب چارون طرف کے طرفدار احمد آباد مین پہونچے اور پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے
سلطان علاء الدین نے ساعت سعید مین مع توپخانہ اور بھی آلات و اسباب حرب و ضرب سے باعظمت و شوکت فراوان نہضت
فرمائی اور دیورائے اُن حدود سے کوچ کرکے قلعۂ مدکل مین گھس آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کرکے
سوار اور پیادہ کی دلجوئی مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس ادھر مقام کیا اور خلف حسن بصری
ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد دیورائے کے فرزندون کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خان زمان سپہ سالار
لشکر بیجاپور کو اور خان اعظم سپہ سالار فوج برار و تلنگ کو دیورائے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن بصری نے اول قلعہ رائچور
کی طرف جاکر دیورائے کے بڑے بیٹے سے مقابلہ و مقاتلہ کیا اور اسے مجروح کرکے معرکہ سے پسپا اور مفرور کرکے بنکاپور کی طرف
متوجہ ہوا ابھی وہانتک پہونچا نتھا کہ دیورائے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کرکے اپنے تئین باپ کے پاس پہونچایا اور دو مہینے
کے عرصہ مین تین مرتبہ سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل مین صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے
مقتول ہوئی اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانون پر محنت و مشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان ایسے غالب ہوئے
کہ کفار بالکل شکستہ ہوگئے کس واسطے کہ دوسری مرتبہ دیورائے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہوکر خلف حسن بصری کے معرکہ سے
بھاگا تھا اب کی مرتبہ خان زمان کے نیزۂ جانستان کی ضرب سے مارا گیا اور کفار سراسیمہ و بدحواس ہوکر اُسکی لاش پاش
پاش اُٹھا کر قلعہ کی طرف راہی ہوئے بیت فتادند از کارزاران ہشیار ۞ گریزان بہ قلعہ اندر حصار ۞ اور فخر الملک
دہلوی اور اُسکا بھائی کہ دونون جملہ امرا سے تھے شمشیر و گرز و خنجر و برچھا بھال کر ڈھالون کی اوجھل مین ہوکر مفرورون
کے تعاقب مین روانہ ہوئے جو کہ میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اُسی گرم جنگی مین سر و تن مین جدائی کرنے
لگے اور اسی طرح سے شمشیر مارتے ہوئے اور دشمنون کو خاک مذلت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب مین قلعہ مین داخل ہوئے
اور کفار نے جو یہ جرأت اُن دونون بلند ہمت سے مشاہدہ کی اُنھین زندہ دستگیر کیا اور دیورائے کے پاس لے گئے دیورائے
نے اُنھین قید کرکے اپنے بیٹے کے سوگ مین جامۂ ماتم پہنا اور گریہ و زاری اور بیقراری بہت کی اُسکے بعد سلطان
علاء الدین نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونون بہادر شیر نیستان شجاعت و پیلتن اژدر پر شوکت جو کہ قلعہ مین آگئے ہین ہین

ہر ایک کو بروز کارزار ہر سوار کے برابر فرض کرتا ہوں اور رایان بیجانگر اور شاہان بہمنیہ میں مقرر ہوا کہ عوض ایک مسلمان کے لاکھ ہندو قتل کریں اور اگر تم انھیں آزار جانی پہونچاؤ گے یقین جاننا کہ میں ہر ایک کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور دست تعرض اُس ملک کے دامن سے نہ اُٹھاؤنگا اور دیو راے جو تعصب بہمنیہ سے خوف و ہراس دل پر مستولی رکھتا تھا گھبرایا اور ایک جماعت معتبر شاہ کی خدمت میں بھیجکر یہ جواب دیا کہ اگر سلطان عہد کرے اور دوبارہ میری ولایت پر لشکر نہ کھینچے تو میں بھی متعہد ہوتا ہوں کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجکر فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو تسلیم کرونگا اور میں بعد قدم دائرہ اطاعت اور جادۂ فرمانبرداری سے باہر نہ رکھونگا سلطان نے اُسکے التماس کے موافق عہدنامہ ترتیب کرکے ارسال فرمایا اور دیو راے نے فخر الملک دہلوی اور اُسکے بھائی کو مع چالیس ہاتھی جنگی اور اقسام پیشکش ہاے لائق اور باج چند سالہ خدمت شاہ میں ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی بازین و لجام مرصع اُسکے واسطے بھیجکر علم مراجعت بلند کیا اور جبتک مسند دکن اُسکے وجود سے مشرف اور زینت پذیر رہی دیو راے نے ہر سال پیشکش بھیجکر دروازے مصادقت کے مفتوح رکھے اور اُسنے بھی اپنے عہد پر وفا کرکے کبھی ولایت کرناٹک پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہیں کہ سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت میں احمد آباد بیدر میں ایک دارالشفا نہایت لطافت اور صفائی سے بنا کرکے چند قریہ وقف فرمائے تھے تا زر حاصل اُسکا صرف ادویہ اور اشربہ ہوکر اطباے مسلمان و ہندو بیماروں کے معالجہ میں مشغول رہیں اور قضاۃ امانت دار اور محتسبان خدا ترس کو شہر و ولایت میں مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت مے نوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شراب نہ پئے اور جوا نہ کھیلے اور قلندران اوباش دریوزہ خوار کو طوق آہنین میں مطوق کرکے شارع عام صاف کرنے و خاکروبی اور تمام اعمال شاقہ عمل میں لانے سے تعذیب فرماتا تھا تو متنبہ ہوکر کسب معیشت میں مشغول ہوویں یا قلمرو سے باہر جاویں اور اگر احیاناً کوئی آدمی باوجود اس انتظام اور گرفتگی کے بیباکی کرتا شرب خمر یا کسی اور مسکر میں اقدام کرتا تھا سیسہ گلا کر اُسکے حلق میں ڈالتے تھے اور یہ حکم عام و خاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مفر نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسو دراز کے ایک نواسہ نے ایک فاحشہ سے اختلاط بہم پہونچایا اور ایک رات کو شراب پیکر حالت مستی میں اُسکے سر کے بال تراش کر خوب زدوکوب کی جب یہ خبر کوتوال کو پہونچی اُسی شب مخدوم زادہ اور قحبہ کو قید کر لیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو مسند میں لیجا کر سر بازار کر تمام خلقت دیکھکر عبرت پذیر ہو دوسو تازیانہ ہاتھ اور پاؤں میں ماریں اور قسم دلویں کہ پھر شراب نہ پئے اور قحبہ کو گدھے پر چڑھا کے شہر میں تشہیر کرکے شہر بدر کریں منقول ہے کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم سلطان علاء الدین پر مقرر ہوئی اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھایا کہ احسان فریدون کا چرچا اور معدلت نوشیروان کا شہرہ اسکے زمانہ میں نہ رہا اور جمعہ کی نمازوں اور عیدین کے دوگانہ میں منبر کے قریب حاضر ہوکر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم و تعدی اور تشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور آتش پرستوں کے معابد اور بتخانہ قدیم توڑکر مسجدیں بجاے اُنکے احداث کیں اور نصارا اور برہمن وغیرہ سے کلام نہ کرتا اور جہات دیوانی میں دخل نہ دیتا تھا لیکن جب بیجانگر کی یورش سے فارغ ہوکر مراجعت کی عیش و عشرت اُسکی دامنگیر ہوئی جزوی اور کلی امور ملکی اور مالی کو امراے درگاہ کے سپرد کرکے ایکہزار عورت جمیلہ سراپردہ شاہی میں جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ نمونہ روضۂ رضوان اور ایک قصر مانند قصر فلک درخشان بنیاد رکھا اور استادان خطہ کون وفساد نے اُس باغ اور عمارت کا نظیر روے زمین پر پیدا

نہ ڈالا تھا اکثر اوقات اُس باغ مین بادۂ گلفام کے تجرع اور لعل لب لبران سیم اندام کے تلذذ اور استماع نغمہ ہاے مطربان شیرین آواز مین مشغول ہوتا تھا اور بہنایت خویشتن داری اور غایت کم آزاری سے نظام امور اور مصالح جمہور مین التفات نفرماتا تھا اور حکیم ازرقی نے اُس شاہ کی عمارت کے وصف مین خوب کہا ہی بیت گوئی کہ ماہ و مشتری از برج آسمان ٭ تحویل کردہ اند بباغ خدایگان ٭ اور جن دنون مین سلطان نشاط مین مشغول تھا چار یا پانچ مہینے کے بعد ایک مرتبہ سلام عام لیتا تھا اور اس حالت مین دکنی اسکے گرد محیط تھے اور میان من اللہ دکنی بالاستقلال بادشاہی وکیل ہوگیا اُسکے بعد سلطان نے قصد کیا کہ قلاع سواحل دریا کو فتح کرے چنانچہ خلف حسن بصری ملک التجار کو مع سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار غریب کے اس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصبۂ جاکنہ مین جو شہر جنیر کے قریب ہی مستقر کرکے اُس کا قلعہ تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کوکن مین بھیجتا تھا اور اس طرف کے راجاؤن کو مغلوب کرتا یہانتک کہ اجل متقاضی ہوئی خود اُس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اُس حدود کو جو ایک کافر مسمی سرکہ کے تصرف مین تھا محاصرہ کرکے بجبر و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اس امر کی دی کہ خوزۂ اسلام مین در آوے یا گردن تیغ سیاست کے نیچے رکھے سرکہ نے طریقہ مکر و فریب کا اختیار کرکے معروض رکھا کہ میرے اور راے سنگیسر کے جو حوالی قلعہ کندھانہ مین ہی ہمسری ہی اگر مین حلقۂ اسلام مین داخل ہونگا اور وہ اسی طور اپنی مقر دولت مین متمکن رہیگا آپ کی مراجعت کے بعد زبان طعن دراز کرکے عشایر و قبائل کو مجھ سے منحرف کریگا اور ملک استقرار کا کہ میرے باپ اور دادا سے موروثی چلا آتا ہی آسمین متصرف ہوگا اگر آپ عنان عزیمت اس طرف معطوف فرماوین تھوڑی سی توجہ مین اُسے بھی دستیاب کرکے اس حدود کو بھی بندہ سے رجوع فرماوین یا اُسکا سرتن سے جدا کرکے اس مملکت کو اپنا امرا کے سپرد کرین بندہ کلمۂ طیبۂ توحید پڑھ کر غلامان شاہ اسلام مین منتظم ہوگا اور ہر سال اسقدر مال خزانہ عامرہ مین داخل کریگا اور اُسکے بعد اس اطراف مین اگر کوئی تمردی اور سرکشی سے اداے زر واجب سرکار مین تغافل یا تعلل کریگا یہ کمینہ اُس کا جواب دہ ہوگا خلف حسن بصری نے کہا کہ مین نے سنا ہی راستہ مداخل اور مخارج اُسکا بہت تنگ ہی اور وہان پہونچنا نہایت دشوار اور پر اشکال ہی سرکہ نے جواب دیا جسوقت کہ مجھسا دولتخواہ مقدمۃ الجیش ہوگا راستہ طی کرے گا اور اُس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار نہ پہونچیگا اور بے مشقت کل مقصود ہاتھ آوے گا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت مین جاری ہو اٹھا اسواسطے دشمن کے قول پر اعتماد کرکے سنہ ۸۵۸ آٹھ سو پچاس ہجری مین اُس طرف عازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی اور حبشی نفاق کرکے جدا ہوگئے اور خلف حسن بصری کے ہمراہ بیشہ مین نہ آئے اور خلف حسن بصری تغلیب مین مبتلا ہوکر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دو دن راستہ کشادہ اور خوب کہ آجتک کسی شخص نے نہ دیکھا تھا طی کیا اور چھوٹے بڑے اُس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن وہ گمراہ ایسی راہ لگیا مصرع کہ از ہول او شیر نر مادہ بود ٭ اور بلکہ پر پیچ تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقون کی آہ سے تھا القصہ ایسی راہ تھی کہ دیو اُس کا نشیب و فراز دیکھکر آسیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اُسکا بیلا بلند دیکھکر دہشت کھاتا تھا نظم نہ خورشید کردی روش مساحت ٭ نہ تقدیر کردی حدودش مقدر ٭ گیاہش از درشتی چو دندان افعی ٭ ہوایش از عفونت چو کام غضنفر ٭ ز آبش اجل رستہ زیبا و پیکان ٭ ز خاکش خنک رستہ و زخار خنجر ٭ گشیبش ز الماس گسترده مفرش ٭ فرازش ز آتش بپوشیدہ چادر ٭ ز رہ پیچ پیچش چو زنار راہب ٭ فرو ہشتہ ز اطراف محراب و منبر ٭ اور جب اُفتان و خیزان مسافت طی کرکے ایک ایسے جنگل مین پہونچے کہ ہوا کو اُسکے مسالک و دراق سے گذر دشوار

تھا اور بائین طرف اسکے پہاڑ سر کشیدہ تا فلک دوار تھا اور اُن پہاڑون مین ایسے دَرّے واقع ہوئے تھے کہ اُن کا
عمق تحت الثریٰ سے پہونچنے سے گنج قارون اور پشت گاؤ ماہی نمایان تھی اور ایک طرف اسکے خلیج سمندر سے
آکر جنگل اور پہاڑ اور غار سے پیوستہ تھا اور اُس راستہ کے سوا جس سے آئے تھے دوسرا راستہ نہ تھا نظم کسے ندیدہ فرازش
مگر بچشم ضمیر ٭ کسی نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان ٭ کسے بروز سفید و شب سیاہ درو ٭ بجز کبودی گردون ندید
ہیچ نشان ٭ اور خلف حسن بصری جو اُن دنون اسہال خونی مین گرفتار تھا رات دن مین چالیس مرتبہ پیخانہ
جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فروکش ہون سودمند نہ ہوا اول یہ کہ فوج
خود خستہ اور ماندہ نماز شام تک آئی تھی اور درختون کے نیچے جہان پہونچتی تھی نزول کرتی تھی یہ کہ اُس جنگل مین
ایسا مقام میسر نہ تھا کہ دو آدمی پہلو مین خیمہ ایستادہ کرکے شب کو بسر کرین اُس وقت کہ آدمی اپنے حال مین گرفتار
تھے سرکہ کافر سرکہ فروشی کرکے پہاڑ کے درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا اور راے سنگیسر کو پیغام دیا کہ ایسا شکار تیرے
واسطے لایا ہون اور یہ شخص بہ اس سے بہتر نہ ہین پڑیگا پس جو کچھ تجھسے ہوسکے بجا لا اور تقصیر نکر غرضکہ راے سنگیسر بیس ہزار
پیادہ توپچی اور کماندار و خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمعیت سے اُسکا شریک ہوا جب آدھی رات
آئی اطراف و جوانب سے درون اور جنگل سے در آئے اور خنجر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختون کے
نیچے بطریق گوسفندون کے ذبح کیے اسواسطے کہ باد تند و تیز کے چلنے اور برگ درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے مقتولون کی فریاد
ایک دوسرے کے گوش زد ہوتی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے احوال سے خبردار ہوتا تھا اور رات تاریک اسقدر تھی کہ راستہ نہین
سوجھتا تھا اور اُس تاریکی ہیبت اور وحشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے
مردمان کے قتل سے فارغ ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسیکی فریاد کو نہین پہونچتا ہے باطمینان تمام خلف حسن بصری ملک التجار
کے سر پر تاخت لائے اور سہل ترین وجہ سے اُسکو مع پانسو سید سنی حسنی کہ انمین مدنی اور کربلائی اور نجفی وغیرہ بھی تھے شہید کیا
نظم شب تیرہ بود و گذرگاہ تنگ ٭ کہ دشمن سوے جنگ یازید چنگ ٭ درخشیدن تیغ افراشتہ ٭ چراغی براہ اجل داشتہ ٭
برون جستہ تیر از کمین و کمان ٭ شدہ مرگ را راہبر سوے جان ٭ جہانی شدہ آغشتہ درخاک و خون ٭ یکے سر فگندہ دگر سر
نگون ٭ ازان جنگجویان سواری نماند ٭ وزان سرکشان نامداری نماند ٭ ہر آن کو نشد کشتہ بگریختہ ٭ بیکبار از ہم فرو ریختہ ٭
برفتہ بہ آنگونہ ہر کس کہ زیست ٭ کہ بر زندگی شان بباید گریست ٭ القصہ اُس لشکر کے بقیۃ السیف کہ حسب تقدیر زندہ
رہے تھے بمشقت بسیار اُس جنگل سے برآمد ہوئے اور ہمراہ اُس جماعت امراے دکنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق
کرکے اُس جنگل مین نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور انھون نے اُن سے یہ بات کہی کہ تمھارا حال نہایت پریشان ہے مناسب
یہ ہے کہ اپنی جاگیرون میں جاؤ اور جلد سامان درست کرکے پھر آؤ پھر جمیع دکنی اور حبشی غارت خوردہ اپنی جاگیرون کی طرف راہی
ہوئے اور مغلون نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع ہین ہم سلطان کے بدون حکم نجا سکینگے ان قصبہ جاگنہ
جو خلف حسن بصری کا نشیمن گاہ اور بہت نزدیک ہے وہان جاکر بغرض دوام سامان اپنا درست کرکے جلد آتے ہین
اور جب امراے مذکورہ نے یہ امر تجویز کیا جاگنہ کی سمت روانہ ہوئے اُس وقت یعنے مغلان نا عاقبت اندیش یہ بھی
زبان پر لائے کہ ان امرا کے نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوگئے ہم قصبہ جاگنہ مین
پہونچتے ہی ایک عرضداشت مشتمل بر حقیقت حال درگاہ مین بھیجتے ہین اور جب یہ خبر دکنیون نے سنی ہراسان ہوکے

اور سبقت کرکے ازراہ مکر وحیلہ شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک مبتدا ہے کہ نام کی ہدایت اور سادات
اور مغلون کی ترغیب سے فلان شبہ مین در آیا اور ہرچند ہم خیرخواہان قباحت اس امر کی بہ لطائف الحیل چاہتے تھے
کہ اسکے دلنشین کرین جو پردہ تقدیر کا اسکی آنکھ پر چھایا تھا وہ دولتخواہون کی بات پر ہرگز التفات نہ کی اور انھین وہ
پہونچا جو کہ پہونچنا تھا اور خلف حسن بصری کے سانحے کے بعد ہرچند امرائے مغل اور سادات وخاصہ خیل کو سمجھایا کہ
مناسب دولتخواہی کی یہ ہو کہ شاہ سے سپہ سالار طلب کرین اور اتفاق کرکے سرکار ورائے سنگیسر سے انتقام لین یہ امر بھی قبول
نہ کیا اور سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبہ چاکنہ کی طرف روانہ ہوئے اور انکے اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ قلعہ چاکنہ مین متحصن ہوکر کوکن کے راؤن سے موافقت کرین اور علم مخالفت بلند کرکے فتنہ قوی برپا کرین اور عریضہ شیر الملک
دکنی کے پاس جو مغلون کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب ومنزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اسنے عین بدگمانی
مین عریضہ سلطان کی نظر سے گذران کر خلف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبون کے تمرد کا ساتھ ایسے قبیح صورت
کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزردہ ہوا اور حالت غضب اور غفلت سے معاملے کی کنہ مین نہ پہونچا شیر الملک دکنی اور
نظام الملک بن عماد الملک غوری کو جو مغلون کے خون کے پیاسے تھے اور انکے تفوق وغلبہ سے ایذا اٹھاتے تھے
امرائے چاکنہ کے قتل کے واسطے تعین فرمایا اور مثل عبید اللہ زیاد و شمر ذی الجوشن عداوت اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے درپے ہوکر مع لشکر کثیر اس طرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب وعجم امراء وغیرہ نے یہ خبر سنکر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ چاکنہ مین
متحصن ہوکر قصبہ کو مستحکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی بر کیفیت امور اور اظہار اخلاص ویکجہتی احمد آباد بیدر کی طرف روانہ
کی لیکن جو عرضداشت انکی اثنائے راہ مین شیر الملک دکنی کے ہاتھ آتی تھی وہ چاک کرکے پرزے پرزے کرتا تھا اور اسکے
منظور نہ تھا کہ یہ دار الخلافت مین پہونچے اور غریبون نے اس حال پر اطلاع پاکر دو قطعہ عرضداشت اور تحریر کین اور جو
اپنے جنس کے ہاتھ بھیجنا متعذر تھا ہندوستانی نفرون کے ہاتھ جو مدت سے انکے پروردہ نعمت تھے دیکر ہر ایک کو ایک
راستہ سے روانہ کیا اور ان بدبختان روسیاہ نے بھی عداوت جبلی کو کام فرمایا دونون عرضداشت شیر الملک دکنی کو پہونچائین
اور انھین نفرون کو خلعت وروپیہ خرچ راہ دیکے خوش رخصت کیا اور دونون عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور
راستون کے انتظام مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا انکی صورت یہ ہے کہ سادات مثل اپنے جد امجد امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے اپنے کام مین حیران اور پریشان ہوکر رضا بقضائے الٰہی پر شاکر ہوئے اور تمام امرائے غریب باتفاق یکدیگر بقدر
امکان قلعہ مین فراہم کرکے مقام مدافعت مین ہوئے اور جب یہ خبر شیر الملک دکنی کو پہونچی اور سے دکنی کہ ہر مکان مین تھے
اور بیشتر فساد انھین کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کے واسطے طلب کیا اور جمعیت اور ہر نوع سے بہت سی پیادہ
جمع کرکے قصبہ چاکنہ کی طرف آئے اور اسے محاصرہ کرکے محصورون کی تنبیہ مین کوشش کرتے تھے اور قریب دو مہینے
کے آتش جنگ مشتعل رہی ہمیشہ دکنیون کی عرائض اس مضمون کی سلطان کو پہونچتی تھین کہ غریبون نے پھر علم مخالفت اور
حرامخوری برافراشتہ دم اودشاہت قدیم مین اور سلطان گجرات سے مدد طلب کرکے چاہتے ہین کہ قلعہ اسکے سپرد کرین اور دکنی
صاحب دخل جو ہمارا کہ دولتخواہ تھے عرائض حسب مدعا سلطان کی نظر سے گذرانکر اسکے جواب مین فرامین اس عبارت کے
متواتر ومتوالی بھیجے کہ جماعت غریبان طاغی اور باغی کی قلع وقمع مین کوشش کرکے قتل وسیاست مین ایسے ساعی
جمیلہ ظہور مین پہونچا دین کہ دیدہ عالم کو عبرت ہو اور عرائض غریبون کی اگر بمشقت تمام دار الخلافت مین پہونچی

تھی دکنی بادشاہ کے مزاج مین ایسے دخیل ہوئے تھے کہ اُن دنون مین مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا یہ لوگ عرائض غریبون کے متعلقون سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرانتے تھے اور انھین یہ جواب دیتے تھے کہ ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہونچاتے ہین اور آنحضرت قہر و غضب کی شدت سے جواب کی طرف توجہ نہین فرماتے اور بیچارے غریبون نے دولتخانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ آذوقہ رو بانحطاط اور کمی لایا ہو اپنے زن و فرزند کو مع ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑین اور خود بالاتفاق تمام برآمد ہوکر بسبیل استعجال احمدآباد بیدر کی طرف جاکر سلطان سے عرض حال کرین مشیر الملک دکنی اور نظام الملک اور بھی دیگر دکنی اُنکے ارادہ اور مکر سے واقف ہوکر کہنے لگے کہ اگر غریب ایسا کرینگے ہم بھی اُنکے تعاقب مین روانہ ہونگے اور جبتک ہم مین سے ایک جماعت کثیر قتل نہ ہوگی اُنپر غالب نہ ہونگے اور صحرا مین کہ مقصد ہمارا اُس جماعت کے قتل عام سے ہے عمل مین نہ آوے گا پھر مجدداً انتظام حیلہ اور دغا مین ہوکر پیغام دیا کہ ہم جو امت پیغمبر آخر الزمان اور دعوی اسلام کرتے ہین تمپر اور تمھارے فرزندون کی بیکسی اور عاجزی پر کہ اُنمین اکثر سادات عظام ہین ترحم کرکے سلطان سے تمھارے عفو جرائم کے مستدعی ہوئے اور حضرت نے یہ ملتمس قبول فرماکر حکم کیا ہو کہ آزار جانی اور مالی سے انھین محفوظ رکھکر مطلق العنان کرو کہ وہ جس طرف چاہین چلے جائین اور اُسکے بعد حکم مذکور اپنے قول کے موافق انھین سنایا پھر دونون سردار یزید صفت نے بصیغہ واللہ باللہ تاللہ اور مصحف اقدس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاکر عہد کیا کہ ہم انھین آزار جانی اور مالی نہ پہونچاوینگے اُن بزرگوارون نے اُن مفتریون کے قول پر کہ عدد اُنکے دوہزار اور پانسو تھے اعتماد کیا اور اُنمین ایک ہزار دوسو مرد سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل و عیال و مال قلعہ سے برآمد ہوئے اپنے اہل و عیال اسباب کے واسطے جو مرکب و بارکش رکھتے تھے اُسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان مین گوشہ گیر ہوئے مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ مین داخل ہوئے اور دنیون نے اپنے عہد کا پاس کرکے کسی نہج کا صدمہ انھین نہ پہونچایا اور چوتھے دن اُس جماعت کے امیرون اور رئیسون کو برسم ضیافت قلعہ مین طلب کیا چنانچہ قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کے سوا جمیع امرا مع مشاہیر غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ مین حاضر ہوئے اور جسوقت مائدہ طعام پر بیٹھے اور کھانا تناول کرنے مین مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیون کی مسلح ہوکر جو پایہ وقت تھی اُن دونون عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شمشیرین برہنہ کرکے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر رکھکر سب غریبون کو بجائے آب شربت شہادت چکھاکر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چارہزار دکنی زرہ پوش کہ جابجا ایستادہ ہوکر منتظر غدر رکھتے تھے بہیئت مجموعی غریبون کے خیمہ اور خرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح النسب کے قتل و غارت مین مصروف ہوئے اور قسم مرد سے ایک سال کے بچہ سے سو برس کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایکہزار سید سندی اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار بچہ معصوم نے اُس روز دست ظالمان دکن نہاد تن کو نقد روح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفا نہ کرکے بعد قتل و تاراج کے اُنکی عورتون اور لڑکیون پر دست اندازی کی کسی عہد مین بعد واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی مصیبت سادات پر نہ پڑی تھی حیف اُس بیحیا قوم پر کہ یہ محض افترا و تہمت اپنے پیغمبر کی اولاد امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپکو اس سلطان کی بارگاہ نبوت کی امت سے جانتے ہین مصرع زہے تصور باطل زہے خیال محال ٭ اور مغلون کے گروہ سے قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز جو اُن دو سے

غریبون سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہو کر جبہ پہنے اور اپنی عورتون کو
پوشاک مردانہ پہنا کر احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے اس صورت مین شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار
سوار بسرداری داؤد خان اُنکے تعاقب کے واسطے تعین کرکے رعایا اور جاگیرداران سرراہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرامخوار
ہین اور باوصف اسکے سلطان کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہین لازم کہ اُنکے قتل و غارت مین اقدام کرکے گھوڑے
اور ساز و یراق اُنکے تاراج کرین اور کسی مقام مین اُنھین آرام او قرار نہ دین قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو مرد
سر جھکائے ہوئے جاتے تھے اور جس مقام مین دکنی اُن کے مقابلہ کو پہونچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے
تھے اور اعدا کو ضرب تیر سے متفرق کرکے آگے بڑھتے تھے اور رات کو صحرا مین وارد ہوتے تھے اور جب قصبۂ بیر کے
اطراف مین پہونچے داؤد خان انکا سدراہ ہوا حسن خان جاگیردار بیر کو جو امراے بزرگ دکنی سے تھا پیغام دیا کہ
مناسب ہے کہ تو بھی اس طرف مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرامخورون کے دفع کے واسطے متوجہ ہو تو باتفاق باہمی
اُن حرامخورون کے سر تن سے جدا کرکے درگاہ مین روانہ کرون چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے سابقہ
آشنائی کا رکھتا تھا اور اُسنے بیجانگر کے معرکہ مین اُسکی کمک کرکے غنیم کے دست تعدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اُسکا
پاس اور لحاظ رکھکر جواب دیا کہ اگر یہ جماعت حرامخور ہوتی کیون اپنے تئین سرحد گجرات مین نہ پہونچاتے کہ وہانسے
تین دن کی مسافت سے زیادہ نہ تھی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر بیر یا زیادہ اُس کا
شریک ہوا اور دو ہزار پانسو سوار نے صفوف حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اُسکے جمیع یارون نے ہاتھ جان
سے دھوکر دل جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آنکر حرب مین مشغول ہوئے قضارا حملۂ اول مین دو تیر قضاے مبرم کی طرح
داؤد خان کے مقتل پر آئے اور ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کرکے اُس جماعت کے قتل مین
زیادہ کوشش کرنے لگے اور کام ابتر و تنگ کیا اس درمیان مین حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غریبون نے گمان
کیا کہ دوسری بلا کا سامنا ہوا تا گاہ حسن خان کے آدمیون نے پہونچکر خبر پہونچائی کہ بیدل نہو جنگ مین ثابت قدم رہو کہ اب
ہم تمھاری کمک کو آپہونچے قاسم بیگ اور تمام غریب شکر خدا بجا لاتے اپنی بقاے حیات کے امیدوار ہوتے اور حسن خان
جب آنکر اعدا کے مقابلہ اور مدافعہ مین مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اٹھا کر قصبۂ چاکنہ کی طرف راہی ہوئے اور
قاسم بیگ قصبہ بیر کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ مین روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت
کا معلوم ہوا فرمان بہ طلب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غریبان بقیۃ السیف با جماعت درگاہ کی طرف متوجہ
ہوئے سلطان علاء الدین اُنھین اپنے حضور طلب کرکے تفتیش حال مین مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد
مصطفے خان سرآمد کار ملکی کو کہ جو غریبون کے عرائض مخفی رکھکر سلطان کے ملاحظہ مین نہین پہونچاتا تھا اُسکے
قتل کا حکم صادر فرمایا اور اُس کی لاش کو چہ و بازار مین پھرائی اور قاسم بیگ صف شکن کو خلف حسن بصری
ملک التجار کے منصب پر منصوب فرما کر سپہ سالار دولت آباد و جنیر کیا اور نذر افغان گرد اور اجہ بیگ یکہ باز
کو بھی منصب ہزاری دیکر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان رنج رسیدہ و مصیبت دیدہ کو
شاد اور مسرور کرکے دوبارہ پرورش و پرداخت مین مہربانی زیادہ کی اور اُن مین سے بہت آدمیون کو منصب
دخل کیا اور مکانات شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو اُنھین مع امراے

دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر اُنکی گردن مین ڈالکر پیادہ پا قصبۂ چاکنہ سے دار الخلافت مین لائے اور
اُن لوگون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افترا اور تہمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ہلاک کیا اور اُنکے باز ماندگان کو نان
بکروزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہو کہ مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری اسی
برس برس کی حالت مین گرفتار ہوا اڑکے اور لڑکیان اُنکی بطور شاہدان بازاری گشت کرتے تھے اور ۸۵۵ھ آٹھ سو
پچپن ہجری مین شیخ آذری نے جو سلطان کا معتقد تھا اور ایام شاہزادگی مین اُنسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے
عریضہ طولانی مشتمل اقسام سخنان موثر ابلاغ رکھا اور سلطان اُسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے توبۂ نصوح فرمائی
اور مجدداً ایک جماعت دکینون کو کہ غریب کشی کی علت مین مقید اور محبوس تھے بسیاست تمام قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے
جواب عریضہ شیخ آذری لکھکر مع مبالغ خطیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے بطریق سلطان احمد شاہ بہمنی کے ہر روز
خود مہات سلطنت مین پہونچکر دکنیون کو خدمات بزرگ دولتخانہ سے معزول کیا اور ۸۵۷ھ آٹھ سو ستاون ہجری مین اُسکے
پانوُن کی پنڈلی مجروح ہوئی ہر چند معالجہ مین کوشش کی اثر پذیر نہوا اس سبب سے مکان سے کمتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر
اوقات خبر اُسکے فوت کی منتشر ہوتی تھی یہانتک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ بہمنی کہ اولاد سید جلال
بخاری سے تھا اور تلنگ مین سرکار تلکنڈہ کی جاگیر رکھتا تھا اُسکے فوت کا یقین کر کے بہت علاقہ اُس نواح کا اپنے
تصرف مین لایا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا تھا تقویت کر کے اُس ولایت پر مسلط کیا اور اس سبب سے
کہ خان اعظم اس عہد مین فوت ہوا تھا تلنگ مین کوئی صاحب جود نہ تھا اکثر امراے تلنگ سکندر خان سے متفق ہوکر چاہتے تھے
کہ اُسکو اس مملکت کا شاہ بناوین سلطان علاء الدین باوجود علالت حضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا اور
جلال خان نے سلطان کی حیات اور اُسکی آمدگی سے آگاہی پاکر اپنے مدبرون سے شورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان
تلنگ مین رہے اور سکندر خان ماہور کی طرف جاوے سلطان جس طرف کو توجہ کرے دوسری طرف خلل عظیم بہم پہونچا کر ایک
دوسرے کی کمک پر مستعد ہووین الغرض سکندر خان نے ماہور کی طرف کہ مابین تلنگ و برار واقع ہے جا کر جمعیت کی اور
ہر چند سلطان قول نامہ بھیجتا تھا موثر نہین ہوتا تھا کس واسطے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت مین دخل عظیم رکھتا
تھا اور یہ مخالفت بھی مزید علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ مطمئن نہوتا تھا یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام
دیا کہ سلطان علاء الدین شاہ بیمار رہا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور حیلہ دکنی
اُسکی موت کو اپنے مقصد کے واسطے پوشیدہ رکھ کر چاہتے ہین کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے باز رکھین اگر وہ خدا
عنان عزیمت اس طرف معطوف کرین مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزۂ دیوان مین آوے گی سلطان محمود شاہ
خلجی مالوہی لعین کرکے بمشورۂ والی آسیر و برہان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور ۸۶۰ھ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین باستعداد و
شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کر کے اُس سے جا ملا اور سلطان علاء الدین
نے فسخ عزیمت یورش تلنگ کر کے خواجہ محمد گیلانی المشہور بگاوان کو منصب ہزاری دیکر مع بعضے امراے جلال خان کے
سر پر تعین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برہان پور پر کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور خاصہ بیگیہ
صف شکن سر لشکر دولت آباد کو برسم پیشوائی روانہ کر کے خود پانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر بیجا پور اور خاصہ خیل پالکی مین
بیٹھکر بعزم رزم سلطان محمود شاہ خلجی تھے کہ صحرا سے ماہور مین نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے جب جانا

کہ شاہ دکن زندہ ہے اور لشکر جرار لیکر جنگ پر متوجہ ہے آدھی رات کو کوچ کر کے اپنی مملکت کی طرف پلٹ گیا اور ایک امرائے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کر کے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکینوں سے ملحق ہو کر صلح کرے تو تم تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثۂ شوکت اس کا لیکر مندو میں حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھ کر مالوہیان کے داہنی طرف سے جدا ہو کر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلنگانہ کی طرف روانہ ہوا جو ہو وقت خواجہ محمود گاوان نے قلعہ تلنگانہ کو محاصرہ کیا تھا جس حیلہ سے کہ ممکن تھا آپ کو قلعہ بیدر میں پہونچایا اور خواجہ نے اس امر کو خدا سے استدعا کر کے زیادہ تر کام متحصنوں پر تنگ کیا چنانچہ انھیں دنوں میں باپ اور بیٹے نے بذریعہ خواجہ کے سلطان سے امان نامہ حاصل کر کے قلعہ کو سپرد کیا اور خواجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تلنگانہ کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور سلطان نے ماہور کی حکومت بدستور قدیم فخر الملک ترک کو عطا کی اور فرح الملک تھانہ دار راجپور پر بھی نوازش فرما کر دارالسلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری میں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اسی ورم ساق پا کے سبب فوت ہوا تیئیس برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کر کے دنیا سے رحلت کی کہتے ہیں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد جامع میں جا کر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئیں ساتھ اس القاب کے تعریف کرتا تھا السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی القصہ ایک دن ایک سوداگر عرب نے گھوڑے لحسائی اسکے اہالیوں کے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ لوگ زر ثمن میں تعلل و تساہل کرتے تھے اور تاجر سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزردہ تھا منبر کے قریب حاضر ہوا جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا بیتحاشا اصلہ ایک عرب ایستادہ ہوا اور بولا لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرۃ وتتکلم ہذہ الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہو کر زار زار رویا اور گھوڑوں کا زر ثمن اسی وقت بیباق کر کے فرمایا آتش غضب الٰہی سے وہ لوگ نجات نپاویں جنھوں نے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت میں بدنام کیا اور مکان میں جا کر پھر برآمد نہ ہوا یہانتک کہ جنازہ اس کا نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد میں شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ برحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ اور دوسرے شاہ محب اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باوصف اس کے کہ بڑے بھائی تھے لیکن سپاہ گری کی طرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سے رجوع کر کے خود امارت میں اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگار یوں بیان کرتے ہیں کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع روان کا وقت قریب پہونچا امرا و وزرا نے خلافت توقیع ہمایون شاہ ظالم کو کہ خلائق اس کے اوضاع سے متنفر تھی ولیعہد کیا اور قبل اس کے کہ داعی اجل کو لبیک کہے نظام الملک دولت آبادی کہ انھیں دنوں میں وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت عقل اور کاروائی میں وحید تھا چاہا کہ اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف شکن کے خطاب ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور جنیر ہوا تھا چلا گیا اور چونکہ راستہ تک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ نہ پہونچی تھی باپ اور بیٹا دونوں اتفاق کر کے گجرات کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دفعیہ سے نجات پائی

## ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور بہ ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جسوقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تختہ کو تخت پر اختیار کیا بڑا بیٹا اُسکا ہمایون شاہ بہمنی المشہور بظالم اپنے مکان مین تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امرائے معتبر سے تھے وفات اُسکی مخفی رکھی اور رہتے توقف اُسکے چھوٹے بھائی حسن خان کو تخت پر بٹھایا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امرائے دیگر اُسکے جلوس کو مغتنمات شگرف سے جان کر شکر یزدان بجالائے بعضون نے اُسکے واسطے دست دعا بلند کر کے سر جھکائے اور خلائق بقصد تاراج خانۂ ہمایون شاہ اور اُس کے قتل پر روانہ ہوئی اور شور و غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسی سوار جبہ پوش کہ سکندر خان اور اُسکے بھائی از انجملہ تھے بر آمد ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور لوٹیرے شکست کھا کر حسن خان کے پاس پناہ لے گئے ہمایون شاہ اُنکے تعاقب مین روانہ ہوا اور دربار شاہی کی طرف متوجہ ہوا اور راہ مین اہل حشم سے جس نے ہمایون کو دیکھا اُس کی خدمت مین حاضر ہوا اس سبب سے ہمایون شاہ باجم غفیر خلقت کثیر دیوانخانہ مین آیا اور چھوٹے بھائی کو کہ رعشہ اُسپر مستولی ہوا تھا تخت سے اُتار کر نظر بند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا ہاتھی کے پانون مین باندھ کر شہر و بازار مین تشہیر کر کے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ اور بھی اعیان مقید اور محبوس ہوئے اور ملو خان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا اور سرحد کرناٹک مین دم لیا اور ہمایون شاہ بہمنی تخت پر متمکن ہو کر باستقلال تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور اپنے والد مرحوم کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو کہ حاجی محمد قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے تھا خطاب ملک التجاری عنایت کر کے وکیل شاہی اور طرفدار بیجاپور کیا اور ملک شاہ نامی کو کہ بزرگ زادگان مغل سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیزیہ سے اُسے منسوب کرتے ہین خطاب خواجہ جہان دیکر طرفدار تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک غوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ تھا بخطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دے کر صاحب جاہ کیا اور تلنگ کی جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادگی مین اُس کا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہسالاری کا منتظر تھا اس امر سے نہایت دلگیر ہو کر شاہ کی بلا رخصت اپنے باپ کے پاس تلکندہ مین گیا اور جلال خان نے بیٹے کے سبب لاچار ہو کر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سنکر خان جہان حاکم برار کو جو مبارکباد کے واسطے دار الخلافت مین آیا تھا اُن کے دفع کے واسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جرار اور پہلوان نامدار لیکر آ پہونچا باہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جانکر سنہ جلوس مین اُس طرف لشکر کھینچا اور بعد قطع منازل و مراحل تلکندہ مین نزول فرما کر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان امان خواہ ہو کر ملازمت مین حاضر ہون کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر شبخون لا کر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصباح افواج آراستہ لیکر قلعہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور سکندر خان کہ اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا میمنہ اور میسرہ درست کر کے مع سات یا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اُسے پیغام دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہین ہے اور تجھ ایسے بہادر کا کہ فن سپہ گری اور سر رشتہ رزم مین اولوالعزم ہے بلکہ یکتا ہے ضائع ہونا بھی حیف ہے نیز اگر گناہ بخشتا ہون ولایت دولت آباد بن جس پرگنہ کی تجھے تمنا ہو تیری جاگیر مقرر کرون سکندر خان نے جواب دیا کہ اگر تو احمد شاہ کا پوتا ہے مین بھی نواسہ اور سلطنت مین تیرا شریک ہون حکومت تلنگ مجھے تفویض

فرمایا جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ یہ سنکر غضب مین آیا اور نقارۂ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم جسارت بلند کر کے بے ادبانہ گھوڑے کو کاوہ دے کر سر میدان آیا اور جو کہ پرانا سپاہی اور آداب دان تھا ہمایون شاہ کے حملون کو ہر مرتبہ نئے انداز سے رد کر کے صداے تحسین و آفرین زمین و زمان سے سنتا تھا اور قریب تھا کہ اُس روز بقائی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہو کر رزمگاہ سے اپنے اپنے خیمہ مین آرام کرین اور دم سحر پھر جنگ کا سرانجام کرین کہ ناگاہ ملک التجار کا وان مع لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان ترک با لشکر تلنگ میمنہ اور میسرہ سے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان کے تیغ آبدار کے گھاٹ اُتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پاکر پانسو جوان تیر انداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار قلب لشکر سے جدا کر کے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیر انداز وغیرہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اور رستخیز کے آثار ظاہر کیے پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا لے کر رزمگاہ مین آیا ملک الموت کی گرم بازاری نقد جان کی خریداری ہوئی القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین مین سخت معرکہ ہوا اور سکندر خان نے مثل شیر شرزہ اعلام مرافعہ بلند کر کے آن واحد مین مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن چونکہ سلطان کا خدا حامی اور کفیل تھا ایک فیل شاہی معرکہ مین گشت کر کے بہت غنیم کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان نے نیزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ بنفسہ اُسکا بھی شر دفع کرے فیل مست نے فیلبانون کی تحریک و سعی سے سکندر خان کو خرطوم مین لپیٹ کر خانہ زین سے اُٹھا کر زمین پر پٹک پاٹک دیا اُسکے قالب بیجان اور پیکر خاکی کو فرش زمین پر آغشتہ بخاک و خون کر دیا پھر اورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے اُسکی لاش کی تلاش مین دوڑاتے تھے نادانستہ گھوڑے اُسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اُسکا مرکبون کے سُم سے شکستہ اور ریزہ ریزہ ہوا کفران نعمت نے اپنا کام کیا اور ہمایون شاہ نے ایک جماعت منہزمون کی تعاقب مین روانہ فرمائی اُنمین کے بھی بہت قتل اور دستگیر ہوئے نظم جوانان زکینہ کشیدند تیغ ٭ بہ قتل گریزندگان بیدریغ ٭ چو خان سکندر درآمد ززین ٭ شدہ آلودہ از خون تن نازنین ٭ چنان کوفتہ پشت و پہلو و دوش ٭ کہ مغزش برون آمد از راہ گوش ٭ ہمین بود ماتو دگر گردون سپہر ٭ گہے کینہ در بار دوگاہ مہر ٭ دوسرے دن ملک التجار کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ تلنگنڈہ کے محاصرہ کے واسطے مشغول ہوئے اور قہر و غضب سے اُسکی تسخیر مین مصروف ہوگئے اور جلال خان نے جس کا فرزند سکندر خان اس معرکہ مین قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریادرس اپنا نہ پایا زنہار خواہی مین در آیا اور دو بزرگوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس سنکا تمرہ جو چالیس یا پچاس برس کی امارت مین فراہم کیا تھا شاہ کی پابوسی مین پہونچایا اور اگرچہ محبوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو غنیمت سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس مہم سے فارغ ہوا قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف مین تھا اور وہ اُسکے اہالی اور رکن سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود ونکل کی طرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری کو قلعہ دیورکنڈہ کی جانب تعین کیا تلنگیون نے چند مرتبہ جنگ مین قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان ترک مظفر و منصور ہوا اور جب متحصن تاب مقاومت نہ لاے قلعہ مین متحصن ہوگئے اور خواجہ جہان ترک نے اُن بہادرون پر خیمہ و خرگاہ برپا کر کے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور محصورین کی تضییق مین کوشش کی نظم یہ نزدیک آن قلعہ باشکوہ

هرانکه برزو بالا ے کوه بشب و روز می شد بسے کارزارها زبیرون آن قلعه استوارها اور اُسکے بعد مردم تلنگ
پتنگ آئے راے اوڈیسه اور دوسرے راؤن کے پاس جو بہ عظمت و شوکت ممتاز تھے ایلچی بھیجکر زر خطیر قبول کرکے
کمک طلب کی اور انھون نے لشکر بیشمار مع چند حلقه فیل جنگی انکی مدد کے واسطے بھیجے اور انکے آنے کی خبر سے بھی
مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہوکر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجه جہان ترک اور نظام الملک غوری
نے یہ خبر سنکر مشوره کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی که افواج کی کمک پہونچنے تک قلعه کے اطراف سے برخاست ہونا چاہیے
اور دریاے تنگ سے میدان وسیع کی طرف جاکر وہان بنیاد جنگ ڈالنا چاہیے لیکن یہ راے خواجه جہان ترک کے طبیعت
کے موافق نه آئی بولا که اگر ہم یہان سے کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کرکے تعاقب کرینگے بہتر یہ ہے که اسی
مقام مین آتش حرب کو شعله زن کرین نظام الملک غوری نے لاعلاج ہوکر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہانتاب
افق سے برآمد ہوا ایک طرف سے لشکر راے اوڈیسه اور دریا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ قلعه سامان جنگ بطرز کرّ و
فر سے درست کرکے خواجه جہان ترک پر حمله آور ہوئے اور اُس جاے تنگ مین که مجال گھوڑے جولان کرنے کی نه تھی بہت
لشکر اسلام پر ٹپڑی مرد اہل تیر و بہت کام آئے خواجه جہان ترک اور نظام الملک غوری بحال پریشان زیست سے مایوس
ہوکر اپنے کو ہیجان باہر لے گئے اور تعاقب کفار سے کسی جگه مجال توقف اور قیام نپاکر اسی کوس بھاگے اور دریکل مین جاکر سلطان
ہمایون شاه کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شاه نے اس فضیحت نامرضیه کی پرسش کی چنانچه خواجه جہان ترک جان کے
خوف سے دروغ کو اپنے اوپر مصلحت جانکر عرض پیرا ہوا که یه حادثه نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور مین آیا ہمایون شاه نے
اُسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس شیر بیشه شجاعت کے قتل کا اشاره کیا اور اقارب و عشائر
اُس کے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہوکر محمود شاه خلجی مالوہی کی پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہمایون شاه نے
خواجه جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کرکے قلعه مین محبوس کیا اور بعضون کا یه قول ہے که نظام الملک خود بادل ناشاد
بھاگ کر محمود شاه خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاه درپے انتقام ہوکر چاہتا تھا که دوباره لشکر دیورکنڈه پر بھیجے که
ناگاه احمد آباد بیدر سے مخبرون نے آکر خبر پہونچائی که یوسف ترک چغل شہزاده حسن خان اور شاه حبیب الله کو زندان ستم سے برآورده
کرکے قصبه بیر کی طرف لے گیا ہمایون شاه نے باگ صبر کی دست استقلال سے دیکر ملک التجار کاوان کو تلنگ کے انتظام کے
واسطے چھوڑا اور خود بنفس نفیس ماه جمادی الاول سنه ۸۶۴ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین بتعجیل تمام دارالخلافت کی طرف روانه ہوا
اور آتش ظلم کی افروخته کرکے جو چاہا عمل مین لایا تفصیل اس اجمال کی یه ہے که شاه حبیب الله شہزاده حسن خان کی دوستی
کے سبب ہمایون شاه کے زندان مین محبوس تھا اور جب سے تلنگانه کی طرف فوج کشی کرکے سکندر خان کو قتل کیا اور
اُس حدود کے قلعجات کے لینے مین مشغول ہوا سات شخص حبیب الله کے مریدون مین سے اتفاق کرکے اپنے مرشد
کی رہائی کی فکر مین برآمد ہوئے اور یوسف ترک چغل سے جو سلطان علاء الدین شاه بہمنی کا غلام تھا اور امانت و دیانت
اور صلاح و تقوی مین شہرت رکھتا تھا پناه اُس سے لیکر پرده چہره مقصود سے اُٹھایا طلب امداد کی اور یوسف
ترک چغل بھی جو اُس خاندان عالی شان کے مریدان مخصوص سے تھا اُن سے یکدل و یکزبان ہوا اور بعضے کوتوال اور
محافظون کو اپنا ہمدرد و معاون کرکے باره سوار جرار اور پچاس پیاده فدائی دستیاب کیے اور باوصف اُسکے که تین ہزار
پیاده دارالخلافت کی محافظت کے واسطے مقرر تھے یوسف ترک چغل نے قدم بادیه توکل مین رکھا اور شام کے قریب

کہ آفتاب غروب ہونے پر بتقاضائے یاران فدائی محل بادشاہی کے نزدیک جہان محبس تھا آیا اور چونکہ اکثر محافظ اپنے حوائج
ضروری کے واسطے گئے تھے اور قلیل دربان کہ وہان حاضر تھے بہ مخالفت پیش آئے یوسف ترک بچل نے کہا مجھے حکم شاہی
پہونچا ہے کہ قیدخانے مین جاکر فلان فلان مجرم کی آنکھین نکالو اور اس بارہ مین ایک فرمان جعلی بہ مہر و طغرا سے شرح جیسا
کہ رسم شاہان بہمنیہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھتا تھا فی الفور بغل سے برآوردہ کرکے انھین دکھایا انھون نے سکوت
اختیار کیا اور یوسف ترک بچل زندان کے دروازۂ اول مین درآیا جب دوسرے دروازہ پر پہونچا دربان منع
کے واسطے پیش آئے اور اسنے فرمان جعلی دکھایا انھون نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہم کو پروانہ کوتوال شہر
کا چاہیے ہے یوسف ترک بچل لاچار ہوا اور اس جماعت کے سردار کا سر تیغ بے دریغ سے جدا کرکے قلعہ مین درآیا اور
شور مردم درونی سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہان اسکے احباب قید تھے گیا اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی
یہ حال دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان اور یحیی خان بن سلطان علاء الدین اور جلال خان بخاری نے بتضرع و زاری کہا
کہ ہم نے قید کی ایذا بہت اُٹھائی ہے برائے خدا ہماری بھی زنجیر توڑ کر اپنے ہمراہ لے چل یوسف ترک بچل نے یہ امر قبول کیا اور
اُنکی بھی زنجیر کاٹی اور تمام قیدخانون مین جو دار الامارہ کے قریب تھے جاکر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت منظور
ہو زنجیر توڑ کر باہر آوے اور تختگاہ کے دروازہ پر آپکو پہونچاوے یہ کہکر یوسف ترک بچل ہنگام شب شہزادہ حسن خان اور
تمام اعیان محبس کو ہمراہ لیکر تختگاہ کے دروازے کے قریب پہر بھر ایستادہ رہا اور قیدیون کی اعداد اونکے سادات اور فضلا
اور فقرا اور اوسط الناس سے سات ہزار کو پہونچے تھے اُسنے فوج عظیم جانکر محافظون کی گردن مین ہاتھ دے کر باہر
کرتے تھے اور نہایت ذوق و شوق سے زنجیر کاٹ کر اور طوق توڑ کر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوے چنانچہ
بعضے چوبدستی ہاتھ مین لیکر اور بعضے پتھر دامن مین بھر کر مستعد جنگ ہوے اس درمیان مین کوتوال شہر اس معاملہ سے واقف
ہوکر محل شاہی کی طرف متوجہ ہوا زندانیون نے فدویانہ سلوک کرکے اُسے ضرب سنگ و چوب سے منہزم کیا اور ہر ایک
گوشہ کی طرف راہی ہوتے لیکن جلال خان بخاری اسّی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ یحیی خان بن سلطان علاء الدین یہ
دونون اُسی شب کوتوال شہر کے ہاتھ گرفتار ہوکر بذلت و خواری قتل ہوئے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ
ایک حجام کے مکان مین جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا درآئے اور قلندرانہ لباس کیا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ
گوشہ مین پاؤن دامن قناعت مین کھینچے لیکن شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر و سپاہ دست ظلم و تعدی ہمایون شاہ سے جو
اور میرے خواہان ہین اور جو میرے بازوئے دولت نے جناح اقبال کھولے یقین ہے کہ آسمان کی مرتبہ کا
پاسے شکستہ کے بے رنج و تعب اپنے قبضہ مین لاؤنگا اور امیر زادہ جو ہمیشہ کلاہ ... رکھتا تھا شیخ عزیمت کی
اور شہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد و پیمان کرکے دونون متفق ہوکر قلندرون کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے
اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک بچل بھی شہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا انکے بعد جب سات روز
بلع کھمانہ مین کہ احمد آباد بیدر سے تین کوس ہے مقیم ہوا اسکے پاس تین ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ مستعد قتل ہوکر قلعہ
کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہ ہوگا اور محصورین برج و بارہ کو مستحکم کرکے مدافعت اور مقاومت
مین ہمہ تن مصروف ہین اسلیے اُس کی فتح سے مایوس ہوکر قصبہ بیر کی طرف روانہ ہوئے کہ وہان کی ولایت کو تصرف
مین لائے اس صورت مین یوسف ترک بچل منصب امیر الامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور ... پاکر

لشکر فراہم لانے مین مشغول ہوئے لیکن ہمایون شاہ بہمنی کی کج خلقی اور تند مزاجی اور قہاری مملکت دکن مین ضرب المثل خاص و عام تھا مملکت تلنگ مین یہ خبر سنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور ایلغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو جو شہر کی محافظت مین مقرر تھے بانواع سیاست قتل کیا اور کوتوال کو قفس آہنی مین بند کر کے ہر روز ایک عضو اُس کا کاٹتا تھا اور اُسی کو کھلاتا تھا اور شہر مین پھراتا تھا یہانتک کہ اُسی قفس مین فوت ہوا اور اُس کے بعد آٹھ ہزار سوار اور پیادہ ہشیار بہائی کے دفع کے واسطے تعین کیے چنانچہ صحراے بیر مین خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع ہوئی چنانچہ تائید ایزدی اور شاہ حبیب اللہ اور جلالۃ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایون شاہ کا غضب جبلی جوش مین آیا جمیع امرا اور سلحداران کو جو تلنگ کے یورش مین ہمراہ تھے باخزانہ و فیلان جنگی قصبہ بیر کی طرف روانہ کیا اور اُنکے زن و فرزند کو موکلون کی حوالات مین کیا کہ مبادا بادشاہ سے روگردان ہو کر شہزادہ حسن خان کے شریک ہون اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد معرکہ سے عنان تاب ہوا اور اثاثہ شاہی اپنا چھوڑ کر بیجانگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اُس خسرو سنگدل اظلم کے دشنۂ ظلم کے خوف سے فرہاد نمط بے نیل مرام جان شیرین تلخکامی سے بچا کر با دل خستہ و جان برشتہ سات سو یا آٹھ سو سوار ہمراہ لیکر اطراف بیجاپور مین پہونچا سراج خان جنیدی نے جو تھانہ دار وہان کا تھا اور آخر مین بادشاہ کا نوکر ہو کر خواجہ معظم خان خطاب پایا تھا مقام مکر و دغا مین ہو کر پیغام دیا کہ یہ مملکت کتنے علاقہ رکھتی ہے جو طرفدار اس طرف کا خواجہ جہان کاوان تلنگ مین ہے اور یہ مملکت خالی ہے اگر اس دیار مین آپ نزول فرماوین بندہ متعہد ہوتا ہے کہ سپاہ اور رعایا بیجاپور اور رائچورا اور مدکل کے سر خط فرمان پر رکھکر مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے بتجویز شاہ حبیب اللہ اور یوسف ترک چپل اور سات نفر مخلص کے یہ امر قبول کر کے قلعہ بیجاپور مین کہ دیوارگلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان جنیدی نے لوازم ضیافت اور اظہار اخلاص مین تقصیر نکر کے اُنھین غافل کیا اور سر شام مع حشم سلام چراغ کے بہانہ قلعہ مین درآیا اور اُس قصر کو کہ یہ حضرات جس مین تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ اُنھین گرفتار کر کے ہمایون شاہ کے پاس بھیجون اتنے مین شاہ حبیب اللہ اسباب حرب و جنگ درست کر کے مرنے پر لیس ہوا کمان چڑھا کر ترکش اور نیزہ سنبھال کر اعدا کے مقابل ہو کر اس قدر لڑا کہ شہد شہادت چکھ کر روضۂ رضوان مین سدھارا اُسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک چپل اور نیز اُسکے مخلصان اور منسوبان کو یہانتک کہ فراش و سقہ اور خاکروب کو بھی مقید کر کے دار السلطنت احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور ہمایون شاہ بازار سیاست گرم کر کے بحر غضب کو جوش مین لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار مین صدہا دار اور حلقے نصب کروائے اور جابجا فیلان مست اور سباع درندہ ہر قسم سے ایستادہ کیے اور چند مقامون مین دیگین اور کڑاہے آب گرم اور روغن سے جوش کر کے مہیا کین اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو شیر گرسنہ کے روبرو ڈالا اُسنے آن واحد مین پھاڑ کر اُسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اُسکے بعد یوسف ترک چپل اور اُس کے سات یار موافق کے سر تن نازنین سے جدا کروائے اور اُنکی مستورات کو اور فرزندان بیگناہ کو بدترین صورت سے مکانون سے باہر کھینچکر اُس بارگاہ مین کہ انبوہ کثیر اور جم غفیر مین باقسام فضائح اور شنائع کہ تصریح اُسکی حسن ادب سے دور ہے تعذیب کی اور شکنجون اور عذابون مین کہ اُسکے مخترعات سے تھے ڈلوایا اور مرد اور عورت اور صغیر و کبیر قتل کیا اور وہ کام جو ضحاک بیدین بدکیش اور حجاج ظالم خطا اندیش سے سرزد نہوئے تھے اُس سے وقوع مین آئے اور

پہنچی

من بعد شاہزادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے اور اُس معاملہ سے ہرگز خبر نہ رکھتے تھے
یہانتک کہ باورچی اور طبقچی اور چند یک ستو کو شاہ بازار مین بھیجا تو بعضون کو دار پر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیل مست
کے روبرو ڈالا اور انمین سے چند کو دیگون مین جوش کیا اور بعضون کے دستہ اور چھری اور تبر سے بند بند جدا کیے
اور یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور مین واقع ہوا اور سید طاہر استرآبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی
یہ تاریخ موزون کی رباعی مہ شعبان شہادت یافت در ہند * حبیب اللہ غازی طاب مثواہ * روان طاہر تاریخ
بجست * بر آمد روح پاک المت اللہ * اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہے کہ مین نے ہمایون شاہ کے نزدیکون
سے سُنا ہے کہ اُس زمانہ مین جب ورنگل مین شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہونچی اسقدر غضب ہمایون شاہ پر
مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراہن پھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب و
دندان اُسکے مجروح اور پرخون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم الظلم احمدآباد بیدر مین پہونچا اساس ظلم و جور برپا کیا
اور رعیت اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری و ناحق کی خونریزی جو سابق زمانہ
کے ظالمون سے کسی سے وقوع مین نہ آئی تھی اور کسی نے اس طرح تیغ آشنا اور بیگانہ پر نہ کھینچی تھی اُس سے ظہور مین آیا
حتی کہ حجاج ظالم کو اسکے مقابلہ مین نوشیروان عادل کہنا بجا نہین ہے اور قہر و غضب شہزادہ حسن خان کی وجہ
سے اکثر شاہزادون اور وارثان مملکت کو کہ قلعہ اور گوشہ و کنارے مین فقر و فاقہ سے قناعت کرکے اپنے
حال مین مصروف تھے سب کو دستیاب کرکے قتل کیا اور باوجود اس سیاست کے تمام خلائق سے بدگمان ہوکر
ظلم مین ہرگز تخفیف نہ کرتا تھا اور ہمیشہ اُس کے غضب کا مشتعلی مسلم اور غیر مسلم کو ایک تیغ پر چلاتا تھا اور دلال قہر
اُسکا مجرم اور بیجرم کو ایک بھاؤ بیچتا تھا اور حیلہ و سیاست اُس کا ایک جریمہ کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا
تھا اور آتش خشم اُس کی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن و فرزند پر دراز کرکے نفس امارہ کا [illegible]
ہوا اور کبھی وہ نامرد عروس کو آشنا سے راہ سے گرفتار کرا کے حرم سرا مین لاتا تھا اور بعد ازالہ بکارت اُسکے شوہر کے
گھر بھیجتا تھا اور کبھی اپنی اہل حرم کو بُری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت اور اعیان مملکت جب اُس ظالم پُر
آفت کے سلام اور مجرے کو دربار مین جاتے تھے اُس کی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کرکے
وصیت ضروری بجا لاتے تھے جب اُس نے کوئی دقیقہ بدعت اور غریب آزاری کا اُٹھا نہ رکھا آخرکار سہ آہ
در وقت سحر تا بمظلوم کند * بخدا گر اثر خنجر مسموم کند * حق سبحانہ تعالی کہ ارحم الراحمین اور غیاث المستغیثین ہے خلائق
کی فریاد کو پہونچا ناگاہ وہ ظالم الظلم بیمار ہوا جب دن بدن مرض نے ترقی اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ مرض الموت
ہے پھر اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ بہمنی کو کہ آٹھ برس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قلعہ بیدر اور ملک التجار محمود
گاوان کو تلنگ سے طلب کرکے لوازم وصیت بجا لایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اُس سے کوئی بزرگتر اور عمدہ تر نہ تھا وکیل السلطنت کیا اور
ملک التجار کو منصب وزارت پر منصوب کرکے شاہزادہ کے مہمات اُنسے رجوع کیے اور کہا کہ شاہزادہ کی ارادہ کے بغیر تم دو
کسی امر کے مرتکب نہ ہونا پھر اٹھائیسوین ذیقعدہ ۸۶۵ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین اسکا رشتۂ حیات اجل طبیعی کی مقراض
سے کاٹا گیا اور خلائق نے اُسکے چنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک
ہوئی اُس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اُسکی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور پرایا کے اہل و عیال کا قصد کرتا تھا

اور خدمتگاران حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اُسکے مکائد ظلم سے تنگ
آ گئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اُسنے ایک جماعت کنیزان حبشیہ سے یکدل و یکزبان
ہوکر ہمایون شاہ کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ایک رات کہ وہ شراب پیکر بدمست ہوکر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز
حبشیہ نے قابو پاکر ایسی چوب اُسکے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے پھر نہ چونکا اور ملا نظیری شاعر جسنے ملک التجار کی
سعی اور پرورش سے خطاب ملک الشعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان میں قید تھا اور یوسف
ترک کیجل کی حسن سعی سے رہا ہوکر گوشۂ تنہائی میں بسر لیجاتا تھا اُسکے حق میں یہ قطعہ نظم کیا قطعہ ∴ ظالم از آہ دل شب
خیز بترس ∴ وز نفس بد شوم شرانگیز بترس ∴ مژگان ہم آلودۂ مظلوم ببین ∴ وز خنجر آبدار خونریز بترس ∴ اور یہ تاریخ
وفات بھی شاعر بے نظیر کے نتائج طبع سے ہے قطعہ ∴ ہمایون شاہ مرد و رست عالم ∴ تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون ∴ جہان
ذوق شد تاریخ فوتش ∴ ہم از ذوق جہان آرید بیرون ∴ مدت سلطنت پرشور اُسکی تین برس اور چھ مہینے چھ دن تھی

## ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا۔

جب ہمایون شاہ خلائق پر ترحم کرکے فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن و صباحت میں نیرین سے دعوی
ہمسری کرتا تھا آٹھ برس کی عمر میں تخت دکن پر جلوس کیا اور اُسکی والدہ کہ عاقلہ تھی ہمایون شاہ کی وصیت کے موافق
معاملات ملکی اور مالی سے واقف ہوکر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہیں کرتی تھی
اور مہمات شاہی بہ حسن تدبیر سے جیسا کہ چاہیئے شروع کرکے کمال عقل و دانائی سے اُن دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل
نہیں دیتی تھی القصہ ملک التجار گاوان کو جملۃ الملک و وزیر کل اور طرفدار بیجاپور کرکے خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت
اور طرفداری تلنگ پر سرفراز کیا اور ہر روز علی الصباح وہ دونون عزیز باتفاق دربار میں آتے تھے اور عرض اخلاص
پہونچا کر مہمات کو بذریعہ ایک عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی معروض کرتے تھے اور بعد گفت و شنفت اور قرار و مدار
کے شاہزادہ کو حرم سرا سے برآوردہ کرکے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کی طرف خواجہ جہان ترک اور
دست چپ کی سمت ملک التجار محمود گاوان استادہ ہوتا تھا اور جو کچھ ملکہ جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا
بے کم و کاست پیش پہونچاتے تھے یہانتک کہ ان تین شخصون کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ احسن صورت
پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایون شاہ کے جور و ستم کا ظہور میں پہونچاتے تھے لیکن حکام اطراف کفر
اور مسلمان نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے تختگاہ دکن پر تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ظلم و ستم
کے ارتکاب سے سپاہ و امرا کا دل خستہ و مجروح اصلاح پر نہیں آتا ہے لہذا طمع اُسکے ملک کی کرکے اول راے
ممالک اوڈیسہ اور یا باتفاق زمینداران تلنگ راجمہندری کے راستہ سے ممالک دکن کی تسخیر کے واسطے عازم
ہوئے اور بشوکت و حشمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہوکر جا بجا غارت سے رفت و روب کی اور ولایت
کولاس تک آبادی کا نشان نہ چھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نے
اُسکے دفع اور رفع پر ہمت باندھ کر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل میں راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جرار و توپخانہ
معقول کی طلب میں جا بجا بھیجکر چالیس ہزار دار الخلافت میں فراہم کیئے اور سامان ایسے تجمل و شان کے کہ عہد شاہان ماضیہ
میں کسی کو مہیا نہ تھا نظام شاہ بہمنی کو سوار کرکے راے اوڈیسہ اور اوریا کے اردو کی طرف روانہ ہوئے اور راے اوریا اور اوڈیسہ ۲۰

نے استقبال کرکے احمد آباد و بیدر کے دس کوس پر جب با طرفین کا التقا ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فروکش
ہوئے اور رائے اوڑیسہ اور اوریا کے ذہن نشین اور مد نظر یہ تھا کہ ممالکات مسلمانون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اور شاہ دکن
سے خراج و باج لیکر مراجعت کرین لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایلچی بھیجکر انھین یہ پیغام دیا کہ
یہ شاہ جوان بخت چاہتا تھا کہ دیار جاجنگر اور اوڑیسہ اور اوریا پر فوج کشی کرکے بزور شمشیر انھین مفتوح کرے اب کہ تم
کام آسان کرکے اس طرف آگئے بہت خوب ہوا پس اس صورت مین جانو اور خبردار رہو کہ جبتک تم خراج نہ قبول کروگے
اور جو روپیہ اور زر کہ بلاد اسلام سے تمنے لیا ہے واپس نہ دوگے تم مین سے ایک بھی زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے
وطن نہ جاسکیگا محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہوگئے تھے مع ایک
سو اور ساٹھ سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہوکر آگے بڑھے اور رائے اوڑیسہ اور اوریا کے مقدمہ پر کہ دس
ہزار پیادہ اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دوپہر تک [illegible] آخر الامر نسیم فتح و نصرت
غازیون کے پرچم علم پر چلی رائے اوڑیسہ اور اوریا نے بھاگ کر اپنے لشکر مین دم لیا رائے اوڑیسہ اور اوریا [illegible] اور
ہمنشین الم ہوکر احمال و اثقال زیادہ کو اپنے لشکر گاہ مین چھوڑ کر جریدہ اور سبکبار رات کے وقت راہ فرار کی آگے لی اور
خواجہ جہان ترک نے رائے اوڑیسہ اور اوریا کا پیچھا کیا اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب با آہستگی تمام پیچھے سے
روانہ ہوا رائے اوڑیسہ اور اوریا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہے اور کوچ کے دنون مین دو تین ہزار آدمی
مارے گئے اور یہ خرابی اور غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریگا لہذا ایک منزل کی راہ مین توقف کرکے ایلچی ملک التجار
محمود گاوان کے پاس بھیجا اور منت و سماجت کے دروازے مفتوح کیے اور [illegible]
کی آمد و شد ہونے کے بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین ارسال کیے اور بذلت و خواری اوڑیسہ اور اوریا کی طرف
راہی ہوئے نظام شاہ نے مظفر و منصور [illegible] احمد آباد بیدر کی سمت مراجعت فرمائی اور امرا اور فوج کے افسران کو خلعتہای
فاخرہ اور اسپان تازی اور پٹکہ مرصع سے سرفراز کرکے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود خلجی
سلطان مندو نے نظام الملک غوری کے اغوا سے اور بروایت دیگر انکے عزیز و اقارب کے ورغلانے سے اٹھائیس
ہزار سوار لیکر ممالک دکن کی تسخیر کی عزیمت کی اور خاندیس کے رستہ سے ممالکات بہمنیہ مین داخل ہوا [illegible]
اوڑیسہ اور اوریا اور راجہ تلنگانہ نے آپس مین اتفاق کرکے پھر لشکر کثیر مسلمانون کی ولایت پر بھیجا اور ارکان دولت نظام شاہ
نے بھی ہمت دونون کے فساد کے دفع پر تعین کرکے سپاہ تلنگانہ و اوڑیسہ وغیرہ کے دفعیہ کو [illegible] مقابلہ مین چھوڑا
اور خود مع لشکر [illegible] اور دولت آباد اور برار بعزم رزم سلطان محمود خلجی نظام شاہ کی رکاب مین روانہ ہوئے
اور قلعہ قندھار کے حوالی مین طرفین [illegible] مقابل ہوئے اور نظام شاہ کہ خورشید چہرہ ماہ جمال
[illegible] سے شرمندہ تھے اور باوجود خورد سالی ترکش [illegible] کمر سے باندھ کر [illegible]
آراستہ کرنے مین مشغول ہوا اور ملک التجار محمود گاوان کو [illegible] میمنہ پر مقرر کیا اور نظام الملک ترک اور
دوسرے امرا کو میسرہ پر تعین کیا اور خود باتفاق خواجہ جہان [illegible] مع گیارہ ہزار
سوار اور سو زنجیر فیل کوہ تمثیل قلب مین ٹھہرا اور اس طرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آراستگی مین متوجہ ہوکر میمنہ
اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور میسرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد فرمائی

اور خود مع لشکر انتخابی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب مین مستحکم ہوا نظم دو لشکر ز ہند و دگر از دکن ٭ دو خسرو یکے طفل و دیگر کہن ٭ بہ جنبش درآمد بہ میدان دو کوہ ٭ زمین از تکاپوے شان شد ستوہ ٭ القصہ تمام آدمیون سے بیشتر کہ ابھی چوب نقارہ جنگ پر نہ پڑی تھی ملک التجار محمود گاوان میمنہ سے کف شجاعت لب پر لا کر اور ہاتھ تیغ آتشبار کے قبضہ پر رکھکر مع لشکر بیجاپور میسرہ خلجیہ پر حملہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک اگرچہ بقدم جلادت پیش آئے اور کر و فر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لا کر راہ فرار پائی اور مارے گئے اور نظام الملک ترک بھی شیر خشمگین کے مانند میسرہ سے نعرہ مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف متوجہ ہوا اور وہ کہ آپ کو روز ستیز و پانسو مرد کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکون مین دشمن پر غالب آ کر ہندوستان مین نام پیدا کیا تھا بحسب اتفاق عین حرب و ضرب اور دار و گیر مین نظام الملک سے دوچار ہوا اور وہ دونون روئین تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیر مال اور گوپال اور سپر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اُس کا قبضہ ہاتھ مین رہ گیا لیکن بچستی و چالاکی قبضہ کو اُسکے چہرہ پر مارا قضارا شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اُسے گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ گھوڑے کو جولان دیکر اُسے پامال کرے کہ ایک جماعت جوانون کی کمک پہونچی اور اُسے اٹھا لے گیے اور مفرور ہوئے اور دکھنیون نے تعاقب کر کے دو کوس راہ کشتہ سے پشتہ کی اور ہندو کے اُردو کو غارت کیا اور پچاس ہاتھی لے گیے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنی میمنہ و میسرہ کو شکستہ دیکھکر ہزیمت کا ارادہ کیا کہ راہ مفر کی قطع کرے ایک مقرب مانع آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اُسوقت نظام شاہ نے بھی بسبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کر کے خود دس ہزار سوار اور چند فیل نامدار لیکر جگہ سے جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بارہ ہزار سوار رکھتے مقابل ہوا اور سلطان محمود عین حرب مین کمان زہ کر کے ایک ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پر جو ہمراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سراسیمہ ہو کر پھرا اور اپنی طرف کے بہت آدمیون کو خستہ و خراب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک آسیب پہونچے کہ سکندر خان ترک نے بمقتضاے عناد سے کہ خواجہ جہان سے رکھتا آدمیون کو امر بجنگ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ ہمراہ ردیف کر کے معرکہ سے باہر لے گیا اور لشکر کے پیچھے تھوڑے فاصلہ پر ایستادہ ہوا لیکن امرا اور خاصہ خیل دکن جب علم خاص شاہی کو اپنے مقام مین نہ دیکھے پروا سے جنگ نہ کی اور ایک نے دوسرے کے بعد معرکہ سے منھ پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ مین لیتا رہا تھا ہمراہ لیکر شہر بیدر تک کہیں توقف نہ کیا **بیت** سپاہ ار چہ باشد چو کوہ قاف ٭ نماند بجاے بہ ترک مصاف ٭ خواجہ جہان نے جب دیکھا کہ سپاہ دکن میمنہ و میسرہ سے بخیال فتح اور گمان نصرت کر کے تاراج مین مشغول ہین اور چتر بادشاہی بھی معرکہ مین نہ رہا لشکر قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہے خود بھی باگ پھیرنے کی فکر مین ہوا اور بحکمت و تدبیر افواج دشمن سے کنارہ کر کے آپ فیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود گاوان اور بھی امراے دکنی اور حبشی فلک کے شعبدہ بازی سے واقف ہو کر انھون نے بھی مع اسباب فتح راہ فرار پائی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اُسکی والدہ کے پاس پہونچا کر ساتھ تحسین و آفرین کے خلعت خاص پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکہ

سے باہر لیگیا تھا اُسے مقید کیا اور بذلت و خواری اپنے مکان سے برآوردہ کرکے موکلون کے سپرد کیا اسواسطے غلامان ترک شاہی نے اتفاق کرکے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ اپنے حبش ہمارے سے دولتخواہی کے سوا کوئی امر سرزد نہین ہوا شرح اُس کی یہ ہے کہ افواج میمنہ اور میسرہ تاراج کو گئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نرہا سکندرخان نے تمھارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور چونکہ وہ بادشاہ کا کوکہ ہے اس ذلت و خواری سے اُس مغل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہین رکھتا ہے وہ آپکے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپ نے اسکے صلہ مین سزادی اور چونکہ اہالی دکن کو غلامون کے ساتھ محبت ہوتی ہے مخدومہ جہان اشک گہر رشک آنکھون مین بھر لائین اور اُنسے فرمایا کہ اب وقت مقتضی نہین ہے کہ مین اس بارہ مین حرف زبان پر لاؤن انشاء اللہ تعالی اسکی تلافی کرونگی خواجہ جہان نے اس ماجرے سے مطلع ہو کر سکندرخان کو مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر مخدومہ جہان کی آزردگی سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمدآباد بیدر کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکر و عذر خواجہ جہان سے واقفیت رکھتی تھی اور شکست اُسکی عدم ثبات قدم سے جانتی تھی بمشورہ ملک التجار محمود گاوان قلعہ ارک احمدآباد بیدر کی حراست ملوخان دکنی کے سپرد کی اور خود مع جمیع خزائن اور عورات حرم نظام شاہ ملک التجار محمود گاوان کے ہمراہ فیروزآباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت مین فتح کرکے قلعہ مین قیام کیا اور اکثر ممالک برار اور بیر اور دولت آباد زیر قابض ہو کر رعیت کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور خلائق دکن نے انتقال دولت بہمنیہ سلسلہ خلجیہ مالوہ مین جزم کیا کہ دفعتہً رایات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی صغر سن تھا سرحد گجرات سے طالع ہوئے کسواسطے کہ نظام شاہ اُس زمانہ مین جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بمشورہ ملک التجار محمود گاوان حقیقت واقعہ صحیفہ اخلاص مین مرقوم کرکے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجتا تھا اور جب فیروزآباد مین وہ لینے کو ٹھہرا اور آدمی بھاگے ہوئے اُسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر انبوہ سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کے واسطے بھیجا مقارن اس حال کے خبر پہونچی کہ محمود شاہ گجراتی اسّی ہزار سوار لیکر دکن کی سرحد پر پہونچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سنکر ملک التجار محمود گاوان کو کہ سپاہ و رعیت اُسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار کرکے مع پانچ چھ ہزار سوار بیر کے راستہ سے شاہ گجرات کی خدمت مین بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امرائے معتبرہ کو مع بیس ہزار سوار اور مستعدہ بیشمار ہمراہ ملک التجار محمود گاوان کرکے دشمن کے مدافعہ کے واسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود گاوان نے آدمی دکن کے اطراف و جوانب مین بھیجے اور تھوڑے عرصہ مین لشکر فراہم کرکے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دارالخلافت کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی شہر کے اندر فروکش ہو کر قلعہ ارک لینے کے واسطے سعی کرتا تھا اور دمدمہ بنانے مین مشغول تھا اور ہر روز ملوخان بنیاد جنگ ڈالتا تھا ملک التجار محمود گاوان کی خبر توجہ سننے سے مضطرب ہوا بے تامل وہ مرغ کی طرح کہ قفس سے برآمد ہو کر بجناح استعجال پرواز کرے حصار احمدآباد بیدر سے نکلکر مندو کی طرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی برار کی طرف روانہ کیے کہ سدراہ ہو کر راستہ دخول و خروج کے مالوہیون پر دشوار کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار سوار گجراتی لیکر مابین قندھار اور بیر اُترے دوسرے سلطان مندو مین پہونچ کر چار طرف سے گھیرا اور اُسکے لشکر پر تاخت کرکے ہر طرف سے باب دخول غلہ اور آذوقہ اسی واسطے مسدود کیا کہ کسی سمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہونچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی بروایت صحیح تیس ہزار سوار رکھتا تھا عازم جنگ ہوا اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ نہوا اپنے کام مین مشغول رہا

یہان تک کہ آثار قحط غلہ اُردوے مخالف مین ظاہر ہوا اور تمام ہندوی شدت گرسنگی اور بینوائی سے دن کو قرص خورشید
تابان سے آنکھین سینکتے تھے اور رات کو کلیجہ ماہ تابان سے دل ٹھنڈھا کرتے تھے جب اسیر بھی سیری انوئی الجوع الجوع
کی فریاد بلند کی آہ و نالہ مین مشغول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہوکر اُن ہاتھیون کو جو ہمراہی نکر سکتے تھے
آنکھین اندھا کیا اور اشیاے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہوا پھر مسلح اور جریدہ ہوکر جان سے ہاتھ دھویا اور چونکہ ہندو کے
راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے گونڈوارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود گاوان متعاقب
ہوا دکنیون نے مالوہیون کا اسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے گونڈوارہ کے مقدم کو جو اسکا ملازم رکاب تھا
پیغام دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کر کہ دست تعرض دکنیون کا مالوہیون کے
دامن سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسائگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو درپے انتقام تھا بولا کہ نواح مین
ایسی راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر بفراغت تمام عبور کرین نہین ہے مگر فلان راستہ کہ وہ مثل صحراے چاہ بار روت و ماروت
کم آب بلکہ بے آب ہے بیت نہ بینے زگوگرد بے آب تر ۔ ہوائی نہ دوزخ جگر تاب تر ۔ سلطان محمود خلجی ملک التجار
محمود گاوان کے تعاقب سے ناچار ہوکر اُسی راستہ کو جو ایلچپور اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا کہ
راستہ کی دشواری مجھے آسان تر ہے اُس سے کہ آپ کو عمداً دریاے بلا اور کام نہنگ فنا مین ڈالون اور صحراے
عنا مین بچنگ پلنگ جفا گرفتار ہون القصہ روز اول حرارت ہوا اور کمی آب اور مشقت راہ پیچ درپیچ سے فوج کا زہرہ آب ہوا
پانچ چھ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینۂ حیات گرداب ممات مین غرق ہوا اور دوسرے دن گونڈان ساکنان کوہستان
نے جب عاجزی ان لوگون کی دریافت کی چپ و راست سے ہجوم لاکر اُنھون نے بھی خشک سالی مین طوفان تازہ برپا کیا
مال کی طمع سے پیاسون کو خنجر آبدار سے قتل کرنا اور موج کمند کے حلقہ مین ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگون نے مال و
اسباب کو دشمن جان سمجھکر اُسکی طمع دل سے دور کرکے کوہ و دشت مین رہزنون کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کے واسطے
ایک قدح پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے اور نہین پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان و گریان اور
بمشقت فراوان اُس صحراے ہولناک سے بادل کباب و بچشم پرآب باہر آیا اور ہجوم چورون کا اور پوشیدہ کرنا چاہ ہاے
پرآب کا مقدم گونڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اُسکے قتل کا جاری کیا اُسنے زبان دشنام سلطان مین کھولی اور یہ جواب دیا
کہ مین نے اپنا انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیون کی عوض مجھے ہلاک کروگے کیا ہوگا سر میرے فرزندون کا سلامت ہے
مین عنقریب سلک مین اپنی کسی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گونڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار ہند
تناسخی ہین اور اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھکر کہتے ہین کہ مرنے سے عدم لازم نہین آتی ہے ہم کل پھر سلک موجودات
مین جلوہ گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہے کہ جن دنون سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد بیدر کو محاصرہ
کرکے مفتوح کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیون کو غارت کرکے قسم قسم کی خرابی پہونچائی اور جب کشور دکن کا عازم تسخیر ہوا ظلم و
تعدی سے دست کش ہو کر رعیت کی استمالت اور آبادی ولایت مین مصروف ہوا اور اُسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب اور
پوشاک اپنی وجہ حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ وجہ حلال سے ہر سفر مین ہمراہ رکھتا
تھا اور قسم قسم کی ترکاری تختون کے اوپر بوکر ہمراہ لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافت احمد آباد بیدر مین توقف
واقع ہوا مولانا شمس الدین حق گوے کرمانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کرکے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی طرف سے

فکرمند رہتا ہوں اور تختوں پر اسقدر ترکاری کہ باورچخانہ کو کفایت کرے بہم نہین پہونچتی ہی اگر کوئی شخص زمین حلال تصرف مین رکھتا ہو اور وہان ترکاری بوئی جاتی ہو ہمین ہدایت کرو تو وہان جاکر وجہ حلال سے بقیمت اعلی خرید کرکے ترکاری اُسکی باورچخانہ مین داخل کیا کرین مولانا شمس الدین حق گو نے کہا ای سلطان ایسی بات نہ کہ جو موجب ضحک اور استہزا ہو کسواسطے کہ مسلمانون کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل اُنکے ویران کرنا اور مال و اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور ترکاری مین شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خداترسی سے بعید ہی یہ سنکر سلطان اشک ندامت آنکھون مین بھرلایا اور فرمایا کہ تو سچ کہتا ہی لیکن جہان گیری بغیر اسکے میسر نہین ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب مین مؤلف کی نظر مین در آیا کہ بلاد عرب مین ایک بادشاہ تھا اُسے یحیی بن نعمان کہتے تھے اُسکے عہد مین ایک شیخ عبداللہ نام تھا کہ خلائق سے متنفر اور آیند و روند کا دروازہ بند کرکے گوشۂ قناعت مین بیٹھا تھا ایک دن یحیی بن نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا اور شیخ عبداللہ مع مریدان اُس سے دوچار ہوئے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہون نماز درست ہی یا نہین شیخ نے مسکرا کہ فرمایا کہ تیرا حال اُس شخص کے مانند ہی کہ وہ سر سے پاؤن تک آلودہ نجاست ہو کر موت کی چھینٹ سے پرہیز کرے اول تو شکم تیرا حرام سے مملو ہی اور دوسرے مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہی اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حریر اور صحت صلوۃ سے سوال کرتا ہی یحیی بن نعمان رو دیا اور گھوڑے سے اُتر کر یا تھ شیخ کے دامن مین ڈالا اور سلطنت چھوڑکر اپنی زیست شیخ کی خدمت مین بسر کی القصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدایا اور ہاتھی اور گھوڑے بہت اپنے معتمدون کی معرفت درگاہ مین بھیجکر تصدیعات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمدآباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بہمنی بھی احمدآباد بیدر مین آیا اور تعمیر شہر و بازار مین کوشش کرکے چند عرصہ مین بدستور اول تیار اور آباد کیا اور سلطان محمود خلجی کہ ملک التجار محمود گاوان کی طرف سے دل مین رنجش رکھتا تھا سنہ ۸۶۸ آٹھسو اڑسٹھ ہجری مین بروایت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لیکر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور دولت آباد کی اطراف مین سامان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ نے بلاتوقف لشکر آراستہ کرکے سلطان پور کی طرف نہضت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سدراہ ہوا پھر سلطان محمود خلجی گونڈواڑہ کے راستہ سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف چہرہ نے ایک دوسرے کو غائبانہ وداع کرکے آپس مین تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دارالخلافت مین معاودت فرمائی اور جو قاعدہ اور داب شاہان بہمنیہ کا تھا کہ زوجہ اولی ملکہ جہان خطاب پاتی تھی درحالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہو اسواسطے مخدومہ جہان نے ایک دختر اپنے اقارب سے نظام کے واسطے خواستگاری کی اور جشن شادی شاہانہ کہ شرح اُسکی احاطۂ تحریر سے باہر ہی ترتیب دیا اور اُس شب کو کہ مجلس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہوئے سے ایک جہان شادی و خرمی مین مشغول تھا قضا را آدھی رات کے بعد نالۂ و زاری سے شور برپا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے اس جہان سے رحلت کی اور اپنی جگہ اور دن کے واسطے چھوڑی نظم گلے ناشگفتہ از گلبانی وحشت ✤ بکا یک فرو ریخت از باد سخت ✤ خط حسن ہر گل نہ انگیختہ ✤ اجل خاک بر روے فرو ریختہ ✤ اور یہ واقعہ اجلاس کے دو برس اور

ایک مہینے بعد یعنی شب سیزدہم ذیقعدہ سنہ ۸۶۵ھ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین واقع ہوا ذکر شمس الدنیا والدین ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن مخدومہ جہان سے تین فرزند مہ جبین تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب نہال حیات نظام شاہ آغاز نشو نما مین صرصر حوادث سے اکھڑ گیا محمد شاہ نو برس کے سن مین تاج زر زیب سر کر کے سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور ابتدا ے سلطنت مین خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے زمانہ مین بمشورہ مخدومۂ جہان امور سلطنت کو آغاز کر کے انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیون سے چھوٹا اور بڑا لیاقت دار اور خوش اطوار تھا جاگیر لائق پا کر محمد شاہ کا انیس و جلیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کے واسطے مخدومہ جہان کے حکم سے صدر جہان شوستری کو جو افضل فضلا اور اصلح صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور تھوڑے عرصہ مین کتب درسیہ سے مفروغ ہو کر صاحب حیثیت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان بہمنیہ مین حسن و قابلیت مین اس سے بہتر مسند فرمانروائی اور سروری پر کسی نے قدم نہ رکھا بیت

ارسطو سخندان دیوان او ٭ بلیناس طفل سبق خوان او ٭ اور خواجۂ جہان ترک بکمال استقلال عظمت مہمات مین مشغول ہو کر کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اکثر امراے قدیم کو علاقون سے معزول کر کے اپنی طرف سے امراے جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب و تصرف خزانون مین دراز کر کے ملک التجار محمود گاوان کو کہ جو بعد اخراج سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتون پر بھیجتا تھا اور مہمات شاہی مین چندان دخل نہ دیتا تھا اور جو مخدومۂ جہان زن عاقلہ اور دور اندیش تھی خواجۂ جہان ترک کے اوضاع اور اطوار سے متوہم ہوئی اور اس کی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کر کے اسے آمادہ کیا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار مین آوے اور مین کسی کو تیرے پاس بھیجون اسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دوسرے دن کہ سنہ ۸۶۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری تھے خواجۂ جہان ترک بغفلت تمام دیوانخانہ مین آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد دیکھ کر متفکر ہوا اور چونکہ لاعلاج اور مجبور رہتا محمود شاہ کی دیوانداری مین مشغول ہوا کہ قضارا دو ضعیفہ محلسرا سے آنکر سلطان محمد شاہ سے بآواز بلند عرض پرداز ہوئین کہ ساتھ اس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیے سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ یہ مرد حرامخور ہے اسکی گردن مار اور نظام الملک نے بغیر چار و ناچار بے تامل خواجۂ جہان کا ہاتھ پکڑ کر دیوان عام سے باہر لے گیا اور ضربات متعددۂ تیغ آبدار سے اسے شاہ کے روبرو ہلاک کیا نظم بہ تدبیر زان پس خرد مند زن ٭ بفرمان خود ساخت ملک کہن ٭ جہانی ز حد لیش بآسودگی ٭ زرنج و اہرمستہ ز آلودگی ٭ اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومۂ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود گاوان کو خلعت فاخرہ دیکر بخواجۂ جہان مخاطب فرمایا اور منصب میر الامرائی اور وکالت امور شاہی کو اسکے مناصب سابق کا ضمیمہ کیا اور بموجب اس مصرع کے مصرع ہر کرا پنجروز نوبت اوست ٭ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نے مراتب دینوی پر فائز ہو کر نقارہ اپنے دبدبہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدا مین القاب اسکا یون لکھتے تھے مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم خواجہ جہان اور جب محمد شاہ ماہ دو ہفتہ ہو کر بدر کامل درجہ لوت مین شامل ہوا مخدومۂ جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین خاندان بہمنیہ سے اس کے

واسطے خواستگاری کی اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کے اہتمام سے جشن شادی خسروانہ کہ صفت
اسکی تحریر و تقریر سے مبرا ہے ترتیب دیکر اسکے عقد ازدواج مین کھینچی اور مہمات سلطنت اپنے فرزند دلبند کو
تفویض فرماکر خود صلواۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور معظمات اسکے
بے مشورہ شروع نہ کرتا تھا اور اسکی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرکے ہر روز سلام کو جاتا تھا
اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس حجلۂ ناز کو بغل مین لیا اسوقت یہ فکر ہوئی کہ اعدا سے انتقام لیجیے خورد و خواب
اسکا حرام کرکے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار ہو جیسے بوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب آب و تاب
کیجیے اسواسطے نظام الملک کو سپہ سالار لشکر برار کرکے دلداری کے ساز و سامان سے مددگاری کی پس سنہ آٹھ
سو بہتر ہجری مین لشکر عظیم الشان تجھیاب کہ اسمین ہر ایک جوان جنگ دیدہ ہنر آزمودہ انتخاب تھا فراہم کرکے
قلعہ کھترلہ کی تسخیر کے واسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف مین تھا روانہ کیا اور اسنے اس طرف جاکر قلعہ مسطورہ کو
محاصرہ کیا اور چند مرتبہ لشکر والی ہندو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا آخر مرتبہ
شاہ مالوہ کا سردار بارہ ہزار سوار راجپوت اور افغان وغیرہ لیکر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع
کے واسطے متوجہ ہوا جس دم ظاہر قلعہ مین مقابلہ ہوا اور صف کارزار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے
وقوع مین آئی جماعت کثیر و انبوہ غفیر نے طرفین سے قالب تن ارواح سے خالی کیا عرصۂ جنگ کشتون
کے اجساد سے بھر گیا تائید ربانی سے مالوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی اور ایک جماعت کہ قلعہ سے برآمد
ہو کر انکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک اور تھوڑے سے بہمنیان دکن سپر
سر پہ رکھکر اور تلوارین علم کرکے انکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے انھین اپنی فوج تصور کرکے قلعہ کا دروازہ
کھول دیا دکنی بھی مالوہیون سے مخلوط ہو کر قریب شام قلعہ مین در آگئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور ایک روایت مین
یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے قلعہ کو بدستور سابق محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نے
عاجز ہو کر امان طلب کرکے قلعہ سپرد کیا بہر تقدیر بہمنیان نے اہالی قلعہ کو ضرر جانی نہ پہونچایا تکلیف قلعہ سے نکلجانے کی
دی اس عرصہ مین اجلاف دکن حسب دستور زبان طعن دراز کرکے مالوہیون کو حرفہاے ناخوش کہنے لگے اور جماعتہاے
راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہو کر عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیون
کو دکھاوین پس جسوقت اژدحام کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لیکر تمام باہر نکل گئے ان دونون راجپوت نے
نظام الملک کے مجمع کی طرف متوجہ ہو کر باواز بلند پکارا کہ ہم نے اپنی عمر سپاہگری مین صرف کی ہے اور مثل تیرے
بھی بہتے رستم و بہادر نہین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آنکر تیرا قدم چومکر لگجاوین نظام الملک نے جب انھین بغیر مسلح
دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور انھون نے آتے ہی بطور پابوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ
نظام الملک کے قریب استادہ تھی بہ چستی و چالاکی تمام خنجر و شمشیر انکے چھین کر دونون نے تلوارون کے وار
سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اورون کی طرف متوجہ ہوکر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے
دو پسر طریقت تھے ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردی اور
مردانگی مین ضرب المثل تھا دونون نے اس امر کا ارتکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو ان کے

تھا نقب مین بھیجا اور وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہونچکر تمام صغیر و کبیر کو قتل کیا اور بخت بلند کی ہدایت سے دو لتخواہی مین کمر باندھکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم موفورہ لیکر درگاہ کی طرف روانہ ہوے اور احمدآباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو سرفرازی کیا اور کھیرلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امراے مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکینون کی پرخاش ملاحظہ کی تو محبت اور اخلاص اظہار کرنے کو شریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان ہوشنگ کے لوازم عہود و مواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیر نگین اور قلعہ کھیرلہ مع مضافات اسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دو بارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امراے سلطان قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہوکر مقام شرارت و پرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہووے اور مسلمان درمیان مین تلف نہووین کمال دینداری اور برادری سے بعید نہوگا سلطان نے شیخ احمد صدر کو کہ مرد دانشمند اور فہمیدہ اور سلامت نفسی مین مشہور تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیجکر پیغام کیا کہ ہم جادۂ محبت و اتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ ممالک کرناٹک کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھیرلہ کے رکھتی ہے اور کفار بیدین کے تصرف مین ہے ہمین احتیاج قلعہ کھیرلہ کی نہین اور الحمد للہ کہ نقض عہد خاندان بہمنیہ کی طرف سے واقع نہوا اسواسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا اور ملازم آپسمین مقام نفاق مین تھے تمنے لشکر اس دیار پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام مین نہ کی تھی بجالائے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہم گذشتہ کو صلوات کہکر اس کا تذکرہ اس سے زیادہ نہین کرتے آیندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیرخواہ عامہ مسلمانان ہے قول و قرار کریگا ہمین قبول و منظور ہے اس سے تجاوز نہوگا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اعیان خلجیہ استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے اسے شہر مین لے گئے اور اسنے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف ہوکر اداے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلاے مندو کہ دربار مین حاضر تھے اسے تصدیق کرکے متفق ہوے کہ فی الواقع نقض عہد ہماری طرف سے ہوا اس صورت مین امید ہے کہ ارحم الراحمین فضل کاملہ سے ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا اگر از روے وساوس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہو اسے منظور نہ رکھو اور اسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہووے پھر شیخ احمد صدر سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید العلما سید سلام اللہ و حدی سلطان محمود خلجی کی طرف سے وکیل ہوے پھر دونون میثاق موکد اور سوگند مغلظہ درمیان مین لائے اور عہد نامہ علما اور مشائخ اور امرا کی مہر سے مزین کرکے ہر ایک نے دونون بادشاہون سے حاشیہ پر یہ عبارت تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا اور نفرین رسول خدا مین گرفتار ہو اور خلاصہ عہد نامون کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض ملک ایک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ عہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر ہوا تھا اسپر عمل کرکے قلعہ کھیرلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور ممالک اطراف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بزور تیغ جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اسکا وہ مالک و مختار ہووے دوسرا اسکی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہد نامے درست ہوے شیخ احمد

صدر نے اُن امرا کو جو قلعہ کھنرلہ مین تھے لکھا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہ ہے کہ قلعہ خالی کرکے مالوہیون کے سپرد کرین اور جو انکے
نام بھی فرمان صادر ہوا تھا کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اُسکا حکم ہمارا حکم جانین اسواسطے
اُنھون نے قلعہ خالی کرکے سلطان محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہوکر دکن کی طرف
معاودت کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نزاع واقع نہوئی اور ابتدا ۸۷۴ھ آٹھسو چوہتر ہجری مین ملک التجار
محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت شوکت و حشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر راے سنگیسر و کہینہ کی تادیب اور
بھی قلاع کوکن کی تسخیر کو سلطان خداشناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر جنیر و چاکنہ و کلہر و آل و جیول و
بائین وغیرہ اُسکے ہمراہ تعین ہوا اور راے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور اُن کے
اموال کے نہب و غارت کے واسطے دریا کے سطح آب پر طیار اور مترود رکھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین
لاکر مسلمانون کو ایذا اور مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کی خبر توجہ سنکر آپسمین عہد و
پیمان کیے اور مسلمانون کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جانکر نہایت غلظت اور عجب و تکبر سے سرگہاٹ کا مسدود کیا
ملک التجار محمود گاوان نے تعجیل نکرکے پاے گہاٹ مین کہ عبارت پست زمین سے ہے مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف
کرکے حسن تدبیر سے باہستگی گہاٹ کو کفار ناہنجار کے تصرف سے برآوردہ کیا جب دیکھا کہ سوار وہان کام نہین کرسکتا
وہ لشکر کہ دار السلطنت سے ہمراہ لایا تھا اُسے رخصت دیکر تخت گاہ کی طرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانی کو کہ اُسکا
ہم قوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو بالشکر وابل اور کلہر طلب کرکے اُنکی یک اتفاقی اور سپاہ کثیر بہم پہونچا کر تھوڑے
عرصہ مین کہینہ کے جنگل کو کہ عبور اُس سے دشوار تھا تبر دارون سے قطع کروایا اور بعضین آگ دیکر صحرا سے مسطح بنایا اور پانچ
مہینے کہینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہوئی سرگہاٹ کا دس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار کے سپرد کرکے
خود آسایش خیل و حشم کے واسطے گہاٹی سے اُتر کر پرگنہ کہولاپور مین چہاؤنی کی اور رعیت کی بہوائی موسم برسات
مین وہان استقامت کی اور وہان بھی بیکار نہ رہا بلکہ قلعہ راکنہ کو جس طرح ممکن ہوا چند عرصہ مین قبضہ مین لایا بعد
برسات کے پھر گہاٹی کے اوپر برآمد ہو کر اس مرتبہ بہت تدبیر و حیلہ اور زر خطیر صرف کرکے قلعہ کہینہ کو جو کسی زمانہ مین خسروان
رفیع الشان کی کمند اسکے تسخیر کے کنگرہ پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ اور گہاٹی
پیادگان سخت جان کے کہ کوکن کی آب و ہوا سے خوف نہین رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سوارون کے سرگہاٹ سے نیچے
اُترا اور چار مہینے بارش کے آخر کرکے ولایت سنگیسر کی طرف متوجہ ہوا اور بسہلترین وجوہ سے اُس حدود کو بھی فتح کرکے
ملک التجار خلف حسن بصری کا انتقام زمیندارون سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور مردم کار آمد ہوشیار کے سپرد کیا لیکن
خود جزیرہ گووہ کی طرف جو نہایت مشہور اور راے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان سلحشور صف شکن
سوار کرکے دریا کی طرف سے بھیجکر خود خشکی کے راستہ سے مع عساکر نصرت مآثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جبکہ
یہ خبر راے بیجانگر کے گوش زد ہو کر وہ بالشکر مدد کو پہونچے بوستان الحمد للہ الذی نصر عبدہ و اعز جندہ سے گل مراد چیدہ اور فتح اس
جزیرہ کی بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ نے یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور
ملک التجار محمود گاوان نے جزیرہ گووہ کو امراے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور قبیلہ اور سامان قلعہ داری کا مہیا
کرکے تین برس کے بعد دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اُسکے مکان پر بطریق فرزندی کو

ایک ہفتہ وہان عیش و عشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود گاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے
زیب و زینت بخشی اور مخدومۂ جہان نے بھی اُس سے صیغہ اخوت پڑھکر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرے
اُسکے القاب مین ایزاد فرمائے اور منشیان درگاہ اور طغرا نویسان بارگاہ فرامین اور مناشیر اس عبارت سے
تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف
جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اُسی ہفتہ مین اُس کے غلام خوش
قدم نام کو کہ اُس یورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشور خان سرفراز کرکے
امراے عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ گووہ اور بیندہ اور کوندوال اور کولاپور کو اضافہ اُسکی جاگیر قدیم مین کرکے
نوازشہاے موفورہ مبذول فرمائین منقول ہے کہ جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے
دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہاے فاخرہ بلفنس
تبدیل کیے اور گریہ و زاری و بیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اسقدر تضرع و تخشع کی کہ
رخسار شریف اُسکے خاک آلودہ ہوگئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا اور
سادات احمد آباد بیدر کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد و جنس جواہر اور متاع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت
رکھتا تھا اور اس مدت دراز مین کہ مراد ایام تجارت و ایام امارت سے ہے فراہم اور اندوختہ کیا تھا فیل اور اسپ اور
کتب کے سوا سب اُنپر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ مین نے نفس امارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اُسکے وسوسہ
سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت مین بسر کرتے تھے
اُنھون نے سوال کیا کہ اسمین کیا بھید ہے کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال دنیوی سے ہے آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے
اور ہاتھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان مین تشریف لایا اور مخدومۂ جہان
نے مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنگ ظرفی سے یکایک بادہ نخوت کا جوش دماغ مین دفعتہً ہوا خود فراموش
ہوا پھر توفیق ایزدی سے اُسی محفل مین اپنی طرف مصروف ہوکر نفس کی تنبیہ و تادیب مین مشغول ہوا اور بادشاہ
کے مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرۂ حال سے مشاہدہ کرکے استفسار کیا کہ حال کیا ہے مین نے
عرض کیا میرے دل مین درد ہے علامت خفقان کی پاتا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کرکے
مجھے استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوئے اس سبب سے مین نے جمیع اسباب
تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہے اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالب علمون کے واسطے وقف ہین میری
ملک نہین اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہین چند روز عاریتہً میرے پاس ہین آخر اُنھین سرکار مین لیجا دینگے
الغرض ملک التجار گاوان اُس دن سے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی
مسجد اور مدرسہ مین جاتا تھا اور فقرا اور صاحبدلون سے صحبت رکھتا تھا اور اُنکے احوال مین مشغول ہوکر اُنکی غمخواری
مین تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ مین کیسے زر سرخ اور سفید ہمراہ لیکر محتاجون کے لباس مین
تمام شہر کے محلہ بمحلہ پھرتا تھا اور بھوکون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ عطیہ شاہ ہے اُس کے لیے
ادعیہ و البقاے جاہ و جلال مین مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز دین

نے اُس جناب کو حرامخوری مین منسوب کر کے درجۂ شہادت مین پہونچایا اُسکی تفصیل عنقریب مرقوم خامۂ لطائف نگار
ہوگی اور سنہ آٹھ سو چھہتر ہجری مین خبر پہونچی کہ راجہ اوریا کا مرض الموت مین مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے
سفری ہوا نظم پسرخوانده داشت زار وار ٭ بر آمد به اورنگ گوہر نگار ٭ عموزاده داشت ہمبر بنام ٭ بہ بیگانگی بود
و مردمی تمام ٭ درمیان مین اُن کے رد و بدل اور تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راے اوریا
کے پسرخوانده کے قبضہ مین تھا غالب آیا ہمبر کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کی طرف مفرور کیا اور ہمبیر
چچیرے بھائی راے اوریا نے اس مضمون کا عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ راے اوریا فوت ہوا اور اُس کے
پسرخوانده منگل راے خود رائی سے تخت و تاج پر متصرف ہو کر آپ کو راے اوریا کہتا ہے امیدوار ہون کہ
لشکر بھیجکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے برآورده کر کے خیرسگال کے سپرد فرما دین اور وہ دولتخواہ ہر سال بقدر مال
برسم باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کیا کریگا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اوریا اور راجمندری
اور کندیر کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اپنے حسب دلخواہ تصور کر کے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے
ملک حسن بحری کو جو شاہان احمدنگر کا جد تھا اور شاہان بہمنیہ کے غلامون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا
نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار اُس طرف تعین کیا اور جب وہ راے اوریا کی سرحد پر پہونچا ہمبیر ملک
حسن نظام الملک بحری کے استقبال کے واسطے آکر مقدمۃ الجیش ہوا اور منگل راے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کی طرف
روانہ ہوا جب صفین آراستہ ہوچکین بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میان سے کھینچکر جنگ مین
مشغول ہوے اور بعد کوشش اور کشش فراوان لشکر ہنود شکست کھا کر بھاگا اور ہمبیر راے تاج و تخت
اوریا کو بزور شمشیر سلطانی دستیاب کر کے مملکت موروثی پر متصرف ہوا اور انھین دنون مین ملک حسن
نظام الملک بحری ہمبیر کی رہبری اور ہمراہی سے ممالک راجمندری اور کندیر کی طرف روانہ ہوا
اور بروایت صحیح دونون مملکت کو مسخر اور مفتوح کیا اور ملک بحساب قبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ کے
حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو اُمراے صاحب اعتبار کے سپرد کر کے ہمبیر کو اُس کے مقر کی طرف روانہ کیا اور
خود مع غنیمت وافر و پیشکش لائق و متکاثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر مخدوم جہان کی توجہ
اور آصف زمان کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا اسواسطے
کہ شاہان بہمنیہ کا داب تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نفرماتے تھے اور انھین
سنوات مین فتح اللہ عماد الملک کہ شاہان عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کے تمام متوسلون سے عقیل اور
فہیم تھا خواجہ کے التفات سے لشکر برار کی افسری پا کر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان
سوائی بھی کہ خواجہ اسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بخلعت سپہسالاری دولت آباد کہ اُس خاندان مین
اُس سے عمدہ تر کوئی خدمت نہ تھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ مسند امارت پر متمکن تھے
اُسکے تابع ہوے جاگیر انکی اُس طرف قرار پائی اور قاسم بیگ والد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان اور
دوسرے اُمراے مغل کہ جنیر اور جاکنہ مین جاگیردار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے توابعین سے ہوے
اور یوسف عادل خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفدارون سے قوی تر ہوا اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے

قابل التفات اور شائستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون کرکے دوسرون سے امتیاز بخشا اور قلعہ
دیرہ کھرہ کی تسخیر اور قلعہ انتور کے استخلاص کے واسطے کہ لودھیون کے عہد مین ایک مرہٹہ کے تصرف مین
درآئے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور یوسف عادل خان جب دولت آباد مین پہونچا
تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرے کے واسطے مقرر کرکے دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو دیرہ کھرہ
کی طرف بھیجا اور جو ہندو کہ قلعۂ انتور مین تھا جنگ ونزاع سے امان طلب کرکے قلعہ قاسم بیگ صف شکن کے
سپرد کیا اور راجہ دیرہ کھرہ نے جسکا نام جنیک راے تھا باوجود اسکے کہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند کرکے
جنگ ہاے مردانہ کی تھین آثار ضعف اپنے ناصیۂ حال سے مشاہدہ کرکے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرماکر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون
پیشکش کرکے مع اہل وعیال جریدہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم بزنہار خواہی کشادہ زبان ❊ رسولے فرستاد
برمرزبان ❊ کہ ما بندگانیم وفرمان تراست ❊ چہ باشد ہمہ چیز چون جان تراست ❊ یوسف عادل خان نے بشرطیکہ
امان دیکر دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان وعرض وناموس سے مزاحمت نہ پہونچاکر
انکو مطلق العنان کرین کہ جہان چاہین جاوین دریا خان برادر خواندہ نے اطاعت کی اور مع لشکر خود سوار ہوکر
ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور یہ حکم کیا کہ جنیک راے با اہل وعیال حصار سے جریدہ نکل جاوے اور وہ بیچارہ
اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ موروثی اور ملکیت چھوڑکر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان بھی کہ اُس روز بطریق سیاحت
وہان پہونچا تھا قلعہ مین داخل ہوا اور خزائن اور دفائن اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور اُس ولایت کے زمیندار
اور مقدمون پر بہت استمالت اور نوازش فرماکر قلعۂ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے راے زادے نے بھی
کہ اُسکا باپ اُسی عرصہ مین فوت ہوا تھا عاجز ہوکر جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اُسکے سپرد کرکے
نکل گیا یوسف عادل خان نے اُس مال واسباب مین سے جو لائق سرکار تھا لیا اور راے زادہ کو امراے شاہی کی
سلک مین منتظم کرکے وہ قلعہ مع ولایت اُسکی جاگیر مین مقرر رکھا اور خود سالماً وغانماً دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف
راہی ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر ونقد وجواہر اور بھی اسباب نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ
رحمہدری اور کشورستانی کے غنائم اُسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اسواسطے بادشاہ نے اُسے انواع لطف وعنایت سے
نوازش فرماکر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند بندہ رکھتا ہو یقین کہ اُس سے ایسی خدمتین واقع ہون گی
پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجاکر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہووے اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجہ نہایت کوشش کرے خواجہ نے زمین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دے کر عرض پرداز ہوا کہ یہ امر سلطان کے بہ درون رونق افزا ہوے صورت پذیر نہوگا بادشاہ نے
اُسکا مقصد اور مطلب سمجھکر فرمایا کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل
خان کی ضیافت مین سرگرم ہو اُسکے بعد ہماری مہمانی کے لوازم دوسرے ہفتہ مین بجا لاوے خواجہ سر انقیاد
زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک ہفتہ اُسکی ضیافت مین مشغول ہوا
اور دنیاداروں کی تمام رسمین پیش پہونچائین پھر خواجہ باتفاق یوسف عادل خان شاہ کی مہمانی کا سامان

درست کرنے لگا اور مکان نگارخانہ چین کی طرح آراستہ کیا اور آٹھوین دن فجر کے وقت سلطان محمد شاہ بہمنی
خورشید انور کے مانند سایۂ التفات خواجہ کے سر پہ ڈال کر اُس مکان مینو نشان مین رونق افزا ہوا فیض قدوم
شاہانہ اور عاطفت خسروانہ سے اُسے سعادت دارین حاصل ہوئی امراے نامدار سپہ سالار اپنے اپنے
مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادلخان کو اپنا ہمکاسہ کیا اور ساقیان سیمین ساق عشوہ و
کرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشاء حسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل چرخ اخضر
چلنے لگا نشاء اور سرور سے ہر ایک جھوم جھوم کر آنکھین ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تکلفات
رسمی مین کوشش کی یعنی تحف وہدایا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین درلایا کہ ناظرین دکن
اُسکے مشاہدہ سے متحیر ہوے از انجملہ پچاس طبق طلا مع سرپوش طلا مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا
کہ اُسمین برہ گوسفند بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ اکثر اُنمین خواندہ اور سازندہ
اور صاحب حیثیت تھے اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو صحن اور کاسۂ فغفوری
جو بادشاہون کی سرکار مین بہم نہین پہونچتے تھے مع تفصیل نقد و جنس جو کچھ اُسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی
نظر سے گذرانا پھر جمیع شاہزادون اور اُمرا و ارکان دولت کو بھی تحفہ ہاے لائق دیکر بادشاہ سے
معروض کیا کہ یہ تمام دولت وحشمت شاہ کی دولت سے بہم پہونچی ہے حضرت اسکے مالک و مختار ہین جسے ارشاد ہو
اُسکے سپرد کرون بادشاہ اُسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا
اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادلخان کا افتخار اسدرجۂ اعلی کو پہونچا کہ وہ دونون محسود
امثال و اقران ہوے اور دکنی دیو صفت و دیو سیرت مثل مار دم بریدہ و سر کوفتہ بر خود پیچیدہ ہوے اور پیشکا
عناد کا کمر پہ باندھا اور سنہ آٹھ سو ستہتر ہجری مین پرکیتہ راے قلعہ ننگلوان کا مالک اجی راے فرماندہ بیجانگر کی
تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ گوہ ہوا اور سپہ سالار قلعہ نیکاپور بھی اجی راے کے حکم سے لشکر مور و ملخ سے زیادہ تر
ہمراہ لیکر اس بندر کی طرف متوجہ ہو کر سنگ راہ ہوا اور دخول و خروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ یہ خبر سنکر
پریشان ہوا اور طیش مین آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواند ز اطراف دہر ۞ بر آراست لشکر
بسان سپہر ۞ پھر سلطان خداشناس مطیع اسلام صید افگنان اور شکار کنان اُسکی گوشمالی کو ننگلوان کی طرف روانہ ہوا
پرکیتہ راے جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نرکھتا تھا بادشاہ کی خبر ہزیمت لشکر قلعہ بند ہوا اور مخالفان مدافعہ کا
بلند کیا اور ننگلوان ایک قلعہ نہایت سنگین ہے اونچے پتھر سے اُسکے گرداگرد خندق پر آب تھے اور دو دیوارین
مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر دی ہین ایسی محکم کی تعین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان کا آسانی گذرنا محال تھا
سلطان محمد شاہ وہان پہونچا اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور راے پرکیتہ نے دور اندیشی اور مآل بینی سے آصف جم نشان
اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر امان چاہی نظم بہ اندیشہ ترسیدہ ام زان داوری ۞ بتدبیر جستم از خود یاوری ۞
شہا نگہ نما احسان شاہ جہان ۞ چو تلبیس درساخت اندر نہان ۞ بگفتا کہ من بندۂ پرگناہ ۞ در آیم بدرگاہ چون عذرخواہ ۞
خواجہ جہان اور دوسرے مقربون نے راے ننگلوان کی عذرخواہی اور امان طلبی بادشاہ کے سمع مبارک مین
پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اُس طرف کے راجاؤن پر اظہار قدرت اور عبرت کے واسطے یہ امر قبول فرمایا

اور چاہا کہ اُس قلعہ کو بجبر و قہر مسخر کرین پھر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کرکے اُن سے یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تمھین لازم ہی کہ دو ہفتہ مین اِس قلعہ کے برج اور دیوارون کو سُرنگ وغیرہ سے اُڑا کر بہادرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کرکے پاٹنا تجھسے تعلق رکھتا ہی اور جس روز کہ اہل ہنر یعنی گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ اور ضرب زن سے گرا وین چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر بفراغت تمام اُس سے عبور کرکے رخنہ سے قلعہ مین درآوین خواجہ ہرچند دن کو چوب و سنگ و خاک خندق مین گراتا تھا مردم حصاری رات کو برآوردہ کرکے خندق بدستور اول صاف کرتے تھے اسواسطے خواجہ نے سد مداخل اور مخارج کے واسطے ایک دیوار کھینچکر اُس مین عمارت تعمیر کرکے مورچے قسمت کیے اور دمدمہ اور نقب کی تیاری کے واسطے کہ اُس زمانہ تک دکن مین اُس کا چرچا نہ تھا حکم کیا اور ہنرمند اپنے کام مین مشغول ہوے اور پرکتیہ خندق پُرآب کے باعث پہونچنا نقب کا برج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھکر باطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچا کر باروت سے پُر کیا اور ایکبارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے ڈالے اور راے پرکتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار آدمی تخمیناً سلطان کی طرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جیسے مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ و چوب سے مسدود کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حمائل کرکے سوار ہو کر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے خاک سے پاٹا تھا عبور کرکے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہو کر حصار ثانی کے لینے مین مشغول ہوا اور راے پرکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش و حواس باختہ ہوے بید کی طرح کانپنے لگا آخر کو راے مذکور نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت بنا کر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے مورچال مین جاکر یہ اظہار کیا کہ راے پرکتیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہے اور پیغام زبانی میرے عرض کیا ہی مقربون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی پرکتیہ نے احضار کی اجازت پائی اول زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیا پھر پگڑی گردن مین ڈال کر دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ راے پرکتیہ یہ خاکسار ہی بندہ زادون کو لیکر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہی جرم بخشی اور گردن زدنی کا اختیار شاہ کو ہی سلطان محمد شاہ کو اُسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب مین مسطور ہی کہ راے پرکتیہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہوگیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا اپنے تئین برج کی ایک لکڑی مین باندھ کر گریہ و زاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال پُر اختلال بنظر ترحم مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سلک امرا مین منتظم کیا اور اُس کی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اور اُسی دن سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجا لایا اور اپنا لشکری لقب کیا اور قلعہ نلگوان کو مع مضافات خواجہ کے شامل محال کرکے اپنی دار الخلافت کی طرف مراجعت فرمائی اور اُسی عرصہ مین اُسکی والدہ مخدومہ جہان کہ اُس یورش مین ہمراہ تھی اور کار و بار شاہی اُس سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اُسکا جنازہ دار السلطنت احمد آباد بیدر مین بھیجا اور

جب لشکر ظفر پیکر بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اُسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع ہونے کے واسطے
وہان مقام کرکے عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت ومہمانی کہ مزاد شراب وکباب ورقص و
سرود اور تحفہ تحفہ کھانے سے ہر سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجالایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا
پسند آئی اکثر کالا پاٹ مین جو خواجہ کا بنایا ہوا تھا اوقات مہام بادشاہی کے سرانجام مین صرف کرتا تھا اور
یہ ارادہ تھا کہ موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضا را اُس سال تمام دکن اور
بیجاپور مین امساک باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہوکر
آپ کو دارالخلافت احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط بقحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہے کہ دوسرے سال بھی
پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مرگئے اور جو زندہ رہے
ولایت مالوہ اور گجرات اور جاجنگر مین پناہ لے گئے اور تلنگ اور مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع قلمرو بہمنیہ مین
دو برس تک زمین تخم ریزی سے اُفتادہ رہی اور تیسرے برس نسیم عنایت ایزدی چلی اور باران ہوا
لیکن کوئی باقی نتھا کہ کشت وکار مین مشغول ہووے نظم ازان بس جہان را اگرچہ حال ہے کہ قطعاً بنا عدید
باران دو سال ہے بر آمد یکے ہاے دھوکے زد بہر ہے زمردم تہی مانند بازار وشہر ہے اور بہمن نامہ مین مسطور ہے
کہ جب آدمی قحط سے چھوٹے اور اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل قلعہ کندیر نے اپنے حاکم کو
کہ ظالم اور فاسق تھا اور آدمیون کے مال اور آبروریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشان مخالفت
بلند کیا ہوا اور قلعہ ہمبر اور بیاکے تصرف مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہے چھوڑا اور ہمبرا اور بیانے آدمی معتبر رائے
اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جو تم ہمیشہ مملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ
ملک موروثی وارثان کے تصرف مین آوے اب فرصت اور موقع ہے بندہ نوازی اور حق ہمسائگی
ادا کرکے اس طرف نہضت فرمایئے کسواسطے کہ دکن مین دو برس کے قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا
مملکت تلنگ کو بسہولت بین وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی مین قلعہ کندیر اور دیگر مضافات پر
اُسکے متصرف ہوجیے رائے اوڈیسہ نے فریب کھاکر پاؤن اپنی حد سے آگے بڑھایا دس ہزار سوار اور
سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاجنگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ مین در آیا اور
نظام الملک بحری حاکم راجمندری اُس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت مشعر کیفیت
اور چگونگی حالات درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ نے خواجہ کی تجویز اور ہدایت سے باعث شاہی ذات سے
اس سفر کا متصدی اور عازم وجازم ہوکر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایک سال کی خیل و حشم کو دیکر بہ سبیل
استعجال اُس طرف نہضت فرمائی بیت تہمتن نشور بیندان آگہی ہے بجنبانند بہم شاہنشہی ہے و رجہ لیا تہمتن کی
کے اطراف مین پہونچا تھا انہون نے آپس مین مشورہ کیا جنگ مین صلاح نہ دیکھی ہمبرا اور بیا قلعہ کندیر مین داخل ہوکر
حصاری ہوا اور رائے اوڈیسہ آب راجمندری سے عبور کرکے دریا کے اس پار اپنی ولایت مین اُترا اور
دریا کے کنارے مع فوج استقامت کی سلطان محمد شاہ راجمندری مین پہونچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت سے
حاضر ہوا اور چونکہ کشتی اور ڈونگی رائے اوڈیسہ کے تصرف مین تھی اور اُن دنون مین دریا طغیانی پر تھا سلطان

محمد شاہ نے پانی کے کنارے خیمے اور خرگاہ برپا کیے اور دریا سے جلدی عبور نکر سکا اُس کے بعد عبور کے
سامان مین ہو کر چاہتا تھا کہ کشتی اور سبد سے عبور کرے رائے اوڈیسہ کوچ کرکے اپنی دارالملک مین چلدیا
اور سلطان محمد شاہ جو اُسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آزردہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ جہان کی
مین چھوڑکر خود بیس ہزار سوار جرار اور خنجر گذار تھے اُس کافر اکفر کی تادیب اور گوشمالی کے واسطے آخر سنہ
آٹھ سو بیاسی ہجری مین آب سے عبور کرکے دارالملک اوڈیسہ مین گیا اور کفار کے قتل و غارت اور خرابی
ملک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو کہ رائے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کرکے ولایت دور دراز مین
بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ نے باطمینان تمام اس ملک مین چھ مہینے توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے
بقدر امکان باستمالت و عقوبت زر خطیر تحصیل کیا اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کرکے
وہ حدود اُنکے سپرد کرے رائے اوڈیسہ نے یہ خبر سُن کر ایلچی متواتر با تحف دوڑایا اور فیل بسیار شاہ کی
خدمت مین بھیجکر دروازے معذرت کے مفتوح کرکے یہ پیغام دیا کہ مین عہد اور شرط کرتا ہون کہ دوبارہ
زمینداران تلنگ کی امداد اور کمک نکرونگا اور سلطان کے جادۂ موافقت اور متابعت سے کبھی
انحراف نکرکے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہونگا سلطان نے فرمایا کہ رائے اوڈیسہ ان ہاتھیونکے علاوہ
پچیس ہاتھی اور اپنے باپ کے فیل خانہ خاص سے اگر بھیجے تو التماس اُسکی قبول فرماؤن اور رائے
اگرچہ اُن فیلون کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا لیکن مجبور اور ناچار ہوکر اُنھین بھی باجھول اطلس و
مخمل و زربفت و سقرلات اور مع زنجیرہاے طلاء و نقرہ ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم مراجعت
ہوکر کوچ کیا اور اثنائے راہ مین شکار مین مشغول ہوا اور اُس اطراف مین ایک قلعہ کوہ پر اُسے نظر پڑا
اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لیکر اُس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اُس جماعت سے
جو وہان مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلعہ ہمبرا دریا سے تعلق رکھتا ہے یا نہین مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ رائے
اوڈیسہ کا ہے اور کسی کو یارا نہین کہ بنظر تصرف اُسپر نگاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش مین آیا اور اُس پہاڑ کے
دامن مین نزول فرمایا دوسرے دن جب خورشید عالم افروز تابان ہوکر سر دریچۂ زمردی سے برآیا جنگ پر
آمادہ ہوکر اُس حصار کی طرف متوجہ ہوا نظم چہ گویم کہ آن قلعہ در برتری ؛ کند با فلک دعوے ہمسری ؛
ز موزونی قد بالاے او ؛ زند تیر صد بوسہ بر پاے او ؛ اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہوکر
ممانعت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر اُنھین کے غازیان اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور نقد حیات
گرہ سے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایلچی سلطان کی خدمت مین بھیجے اور یہ
گذارش کی کہ یہ جماعتِ صحرائی ہے انکی بےادبی اس دولتخواہ کے سبب معاف فرماوین اور یہ تصور فرماوین
کہ یہ قلعہ مفتوح کرکے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اُسکا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیڑھ مہینے کے بعد
وہان سے کوچ کیا اور کنڈبز کی طرف عنان عزیمت منعطف کرکے اُسے محاصرہ کیا ہمبرا دریا جو بانی فساد تھا
پانچ مہینے مین عاجز ہوا اور بحالت اضطرار مین ایک جماعت کو درمیان ڈالکر بمشقت تمام امان پائی اور
شہر ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہوکر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہان ایک بڑا بتخانہ تھا

اُسے مسمار اور خراب کرکے چند نفر براہمہ اور خادمان بتخانہ کی بہ نیت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور
یہ حکم دیا کہ اس مقام مین مسجد تعمیر کرین اور معمارون نے اُسی دن بنیاد مسجد ڈال کر عمارت بنانی شروع کی
اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کرکے اُسپر جاکر بانگ اذان محمدی کی اور دو رکعت نماز پڑھکر
شکر بجا لایا اور زر کثیر مستحقین کو دے کر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرے نام پڑھے خواجہ نے اُس وقت
یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غزا اتنے برہمن کو مقتول کیا ہی مناسب یہ ہی کہ آنحضرت کو اسکے بعد
غازی کہین سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اُس کے القاب مین اضافہ کی القصہ محمد شاہ
پہلا وہ شخص شاہان بہمنیہ سے ہی کہ جسنے اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے کسواسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے
اس مدت مین برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہی چہ جائیکہ اُنکی اپنے ہاتھ سے گردن مارین اور یہ ہنودونکا عقیدۂ
فاسد یہ ہی کہ برہمن کشی اُن کو مبارک نہوئی خلل اُنکی مملکت مین ظاہر ہوا اُسکے بعد سلطان محمد شاہ نے
خواجہ کے التماس کے موافق تین برس راجمہندری اور اُس حدود مین استقامت کرکے سرحدون کو مضبوط کیا
اور بہت زمیندارون کو زیر کرکے تلنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت نرسنگہ کے تسخیر کی فکر مین پڑا
اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راجمہندری اور تمام بلاد اور اس مملکت کے سب قلعونکا بندوبست
بخوبی کرسکے کون ہی خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار
نہین ہی یہ امر سلطان کی رائے کے موافق ہوا اسواسطے بدستور سابق فرمان طرف راجمہندری اور کندویر
اور بہت ممالک کا اُسکے نام لکھا اور حکومت ورنگل اور باقی ممالک تلنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال
خان کے تفویض فرمائی اور خود ولایت نرسنگہ کی عزیمت کرکے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک
بحری اعظم خان کے ولایت تلنگ مین شریک ہونے سے آزردہ خاطر ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ مین
انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے رجوع کرتا ہون اور جو کہ مدت سے اس عہد تک حضرت کی خدمت مین
حاضر رہا ہون رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہین ہی سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس
حدود کے ضبط سے ہی جس طرح میسر ہو بہتر ہی کہتے ہین کہ خواجہ چونکہ نظام الملک بحری کو صاحب داعیہ
سمجھتا تھا اور اُسکے بیٹے ملک احمد کو جسنے ایک حرم سرا کی عورت سے نکاح کیا تھا اور باپ سے رشیدتر اور
شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایک طرف کے جاگیردار ہون اسواسطے کہ سنوات سابق مین جسوقت
کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجمہندری کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک احمد کو سلطان سے کہکر
خداوند خان حبشی کی توابع کرکے منصب سہ صدی سے کر جاگیر اُس کی ماہور مین مقرر کی تھی اور ملک
نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کرکے
جاگیر اُسکو تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اُسکی عرض پذیرائی کی اور خواجہ کو پہ دانگی دی اور خواجہ
جو لاعلاج تھا فرمان طلب اُسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے یہ سرفرازی تمام راجمہندری کی جاگیر مشرف
اُردوے شاہی مین بعہدہ تکلیف منصب ہزاری پایا اور باپ کی طرف سے راجمہندری کی حکومت پر روانہ ہوا
اور سلطان محمد شاہ نرسنگہ کی تسخیر مین ساعی ہوکر اُسطرف متوجہ ہوا اور یہ نرسنگھ ایک راجہ قوی ہیکل اور

عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افواج مین موصوف اور ولایت کرناٹک اور تلنگ کے درمیان
مقام رکھتا تھا اور سواحل سمندر کے مچھلی پٹن تک اُسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین قابو پاکر بہت ممالک
رائے بیجانگر کے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور بہت قلعے سنگین اور مستحکم بہم پہونچاکر اکثر اوقات
زمیندار ونکو جنگ پر مستعد اور آمادہ کرکے اور خود اُنکا مددگار ہوکر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا برپا کرتا تھا
اور امراے سرحد جو اُسکا مقابلہ نکر سکتے تھے ہمیشہ اُسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے
اثناے طے مسافت مین ایک قلعہ بالاے کوہ اُجاڑا اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان
دہلی کے آثار سے تھا کہ اُس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کرکے فرمایا کہ معمار
جلد اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اُسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُسنے سعی بلیغ کرکے وہ کام کہ دو برس کے
عرصہ مین انجام ہوتا چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور آذوقہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری
مہیا کرکے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین لیجاکر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ
کروایا سلطان نے تحسین و آفرین فرماکر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے ایک شاہی اور
ریاست خلق اور دوسرے ملازم تجھسا خواجہ اور یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُتار کر خواجہ کو پہنائی
اور جو لباس کہ خواجہ پہنے تھا وہ برآوردہ کرکے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے
دوسرے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ خواجہ کا کمال کو پہونچ چکا تھا اور کمال علامت زوال ہے اثر اُسکا جیسا کہ
مذکور ہوگا اُنھین دنون مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ
دو تین ہزار سوار ایک آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کے واسطے وہان چھوڑے اور مطمئن ہوکر آگے بڑھا
اور جس مقام مین پہونچتا تھا لوازم قتل و غارت بجا لاکر ہلاکی اس طرف کے باشندون سے برلاتا تھا اور
جب کوندپور مین پہونچا ایک جماعت وہان کے متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک بتخانہ ہے
کہ کنچی نام رکھتا ہے اور در و دیوار اور سقف اُسکی زیور و جواہر سے آراستہ اور لآلی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ
اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اُس کو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اُس کا نہین سنا سلطان محمد شاہ چھ ہزار سوار
منتخب لشکر سے جدا کرکے بطور یلغار اُس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور
ہی مین رہین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ
اُسکی ہمراہی نہ کرسکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور فخر سنجان ترک انمین سے تھے
اور جب حوالی بتخانہ مین پہونچا چند ہندو عفریت منظر برآمد ہوئے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام
دیوزاد ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لیکر ایک لحظہ میدان مین ایستادہ ہوکر
نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند دوسرا سوار میدان مین نہین ہے اُسکی طرف متوجہ ہوکر گھوڑے کو جولان کیا
اور سر پر سپر کھینچکر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے اوپر ہاتھ پیا کو چپکے سے کھینچی اور چالاکی سے
اُس کے وار کو رد کرکے اپنا سپر وار کیا مگر او چھا پڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور رخش کو مٹھہرا کر چاہا کہ
دست برد کرے محمد شاہ نے تلوار برق کی طرح چمکاکے ایسی ضرب اُس خود سر کے فرق پر لگائی کہ آستے

خیار کی طرح دو نیم کرکے خانہ زین پر اُتر آئی بیت دو نیمہ بگردش بیک زخم تیغ ٭ برآورد از ہندوان رستخیز ٭ اس درمیان میں ایک اور ہندو کالا بھجنگا مُہیب تر مقابل آیا اور چونکہ ساتھی چالیس سوار کفار کی جنگ میں مشغول تھے کوئی اسکو دفع نہ کرسکتا تھا سلطان بہ نفس نفیس اُسکے دفع میں مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کیطرح حملہ کرکے نعرہ مارا کہ ای بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف برق کی طرح چمکا کے مثل اجل اُسکے سر پر آیا اور بسرعت تمام تر اُسے بھی آن واحد میں تہ تیغ کرکے دار البوار پہونچایا پھر تو اُس شہسوار جہان پناہ یعنے سلطان محمد شاہ کی ضرب سے باقی ہندوؤن پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو نہ آیا بے لڑے بھڑے میدان خالی ہوگیا بھاگ کر بُتخانہ میں در آئے اس عرصہ میں فوج بازماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجبر و قہر تمام بتخانہ میں داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے اور باندھنے میں مشغول ہوا نظم ہمہ خانہ از گوہر و گنج پُر ٭ ز زرین بتان ہم پُر آمودہ دُر ٭ بہر یک صنم خانہ دلپذیر ٭ ز شیدان گہر کا بد اندر ضمیر ٭ ز صنعت خانہا جملہ گشتہ خراب ٭ غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب ٭ بجز پور و گوہر و گنج زر ٭ نہ نی برد کس ہیچ چیزے دگر ٭ اور سلطان محمد شاہ تاراج کرکے شہر کنجی میں داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام فرما کے علم مراجعت بلند کیا اور ملک حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بہ مشورہ بہت اُمراے غریب کو مع لشکر دولت آباد و جنیر کہ قریب پندرہ ہزار سوار کے تھے بہ نہایت سامان اور شوکت وصولت سے نرسنگھ کی تادیب کو مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کی طرف کہ وہ بھی ممالک نرسنگھ سے تھے جاکر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کندپلی کی طرف عنان بشدید عزیمت منعطف فرمائی اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت تقرب رکھتے تھے روکش کرکے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت مجلس سلطان میں ذکر کرتے رہیں اور جماعت نا عاقبت اندیش اُس بزرگوار کی غیبت اور خیانت میں عنان زبان معطوف رکھکر اُسکی خیانت و بدگوئی میں تقصیر نہ کرتی تھی یہانتک کہ کندپلی میں اُس جناب کو بہتان عظیم گرفتار کرکے بے سبب و بے قصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد میں دائرہ مملکت ہمیشہ وسیع تر ہوا اور اسے صاحب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین کانگوی بہمنی کے ضوابط میں کچھ تصرف کرے پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کرکے معقول دلائل سے اُسکے ذہن نشین اور خاطر گزین کیا اور عمل میں لایا از انجملہ ایک یہ ہو کہ مملکت کے پہلے چار حصے تھے پھر آٹھ حصے کیا اور آٹھ سر لشکر اُسکی اصلاح میں طرفدار کہتے ہیں بہم پہونچائے اس طریق سے کہ مملکت برار کی دو قسمت کرکے گاویل فتح اللہ عماد الملک کو دیا اور ماہور خداوند خان حبشی کے سپرد کیا دولت آباد یوسف عادل خان کو دیا اور جنیر و دیگر محال انتہا اور مابین دریان دبیل و بندر کوہ و تلنگوان کے فخر الملک کو کہ خواجہ جہان ترک کے عزیزون سے تھا رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اُسکے آب بھیمرا و اور رایچور اور مدکل تک آصف جہان اقتدار خواجہ جہان کاوان کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر و نلدرگ اور شولاپور تک بدستور دینار کو جو خواجہ سرا حبشی تھا حوالہ کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط میں تھی اُسے بھی دو قسمت کی راجمندری

اور نلکنڈہ اور مچھلی پٹن اور اوریا اور بھی مواضع کثیر نظام الملک کو دیکر حکومت ورنگل کی اعظم خان ولد سکندر خان بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کرکے خزانہ بادشاہی کے تحت و تصرف مین قرار دیے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا کہ جو شخص مملکت کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اُس اطراف کے تمام قلعے اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ جس شخص کے واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اسی وجہ سے بعض طرفدار مثل کوندویدا ور بہرام خان اور سکندر خان قلعہ متین اور سنگین کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اسواسطے آصف جم اقتدار نے یہ امر شرائط احتیاط سے بعید جانکر مقرر کیا کہ ایک قلعہ سرلشکر کے قبضہ مین چھوڑ کر باقی اس طرف کے اُمرا اور منصبداران معتبر کو بادشاہ کی جانب سے حوالہ کرین چنانچہ قلعہ دولت آباد و جنیر اور بیجاپور اور حسن آباد گلبرگہ اور ماہور اور کاویل اور ورنگل اور راجمندری طرفدارون کے سپرد ہوے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوے اور منجملہ تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاء الدین شاہ بہمنی مین یہ ہو کہ ایام سابق مین جب مملکت تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزۂ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر کیا تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانۂ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تسخیر تمامی مملکت تلنگ نظر عطوفت حال سپاہ پر مبذول فرماکر یہ مقرر کیا کہ امراے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون اور ہزاری کو دو لاکھ اور پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اس صورت سے دیتے تھے کہ اگر پانصدی کی جاگیر کا ایک لاکھ ہون سے کمتر حاصل ہوتا بقیہ غلامان خزانہ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر اُمراء صدر مقرری سے ایک سپاہی کم ملازم رکھتے تھے اہالی دفتر اُسکی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب ضبط لشکر و ولایت اور رفاہیت خلائق جیسا کہ چاہیے ظہور مین پہونچی اور رونق عظیم اُمور سلطنت مین ظاہر ہوئی لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت پکا عداوت کا کمر جان پر باندھا اور خواجہ بھی اُسے سمجھا لیکن چونکہ تمام ہمت اُسکی اپنے مالک کی دولتخواہی مین مصروف تھی اُسنے کچھ پروا نہ کرتا تھا اور جو درمیان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری اور فرزندی کی تھی آپسمین نہایت اخلاص رکھتے تھے ہر ایک مقدمہ مین دونون ہوشیار رہتے تھے اور اس مدت دراز مین کسی طرح کا صدمہ اور گزند اُس بزرگ صوری اور معنوی کے وجود باجود پر نہ پہونچا سکے اب اس عرصہ مین جب یوسف عادل خان ترشنگہ کی سرحد پر متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی نے جو خواجہ کی دستگیری اور مساعی التفات کے باعث مراتب اعلی کو پہونچکر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے کہ ملک حسن نظام الملک بحری کیساتھ اتفاق کیا تھا کہنے لگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہو فرصت غنیمت ہو خواجہ کے دفع مین کوشش کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا مُہردار تھا دوستی اور خصوصیت پیدا کرکے بذل نقود اور جواہر اور امتعۂ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے اُسے شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدمست تھا ظریف الملک اور مفتاح حبشی ایک کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ وظیفہ ہمارے فلان آشنا کا ہی اور اُسپر مہر اکثر اہالی قری کی

ہو چکی ہو اگر تم ازراہ مراحم قلبی اور اتحاد دلی کے اُسپر مُہر خواجہ کی ثبت کرکے ہمین اپنا رہین منت کروگے بعید نہوگا غلام نے بیعقلی سے اُنکے کلام کو یقین کرکے جس مقام مین اُنھون نے کاغذ کھول کر دکھایا بغیر دیکھے بھالے خواجہ کی مُہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھکر رات کے وقت ملک حسن نظام الملک بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہوکر خواجہ کی زبانی راے اوڈیسہ کو اس کاغذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی مے نوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوے ہین اور اونکی توجہ سے دکن مسخر ہوگا اسلیے کہ راجمہندری اور اُس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہے تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر بلا توقف ولایت دکن مین چلے آؤ جو اکثر اُمرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین ہر ایک طرف سے نشان دشمنی کا بلند کردونگا اور شاہ کے دفعے کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کرلینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اُسوقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزور یعنی جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین درلائے اور سلطان جو کہ مُہر خواجہ پہچانتا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پاکر کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اسطرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال کے آدمی خواجہ کی طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسلین نے طلب کے سبب پر مطلع ہوکر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھین بہتر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ اُن دنون اکثر اُسکے ورد زبان رہتی تھی پڑھی بیت چون شہید عشق در دنیا و عقبی سرخروست ٭ خوش دمی باشد کہ بار کشتہ زین میدان برند ٭ اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہمایون شاہ کیخدمت مین سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے مخضب اور رنگین ہوئے سرخروی کا سبب ہے آئندہ خوف خدا بشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے سرنوشت سے احتراز نہین کرسکتا قضا سے سر نہین پھیر سکتا جیساکہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہے بیت زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فداے تو ٭ دل شدہ مبتلاے تو ہر چہ کنی رضاے تو ٭ اس درمیان مین چند شخص اُمراے کبار نے کہ اُسکے تابع سمجھے آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین متوحش اور جانکاہ سنتے ہین ہزار سوار جرار آپکے پاس حاضر ہین آپ اُنھین ہمراہ لیکر گجرات کی طرف تشریف لیجائین ہم بھی جلو مین فدویت کی مانند ہمراہ رکاب قدم با قدم چلینگے خواجہ نے جواب دیا کہ مین سالہاے دراز سے اس خاندان عالی شان کا نمکخوار ہون اور کسی طرح کی تقصیر مجھسے وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دغۂ دشمنونکی تہمت سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب نفرمادیگا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہے پھر اُسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بوجہ حرام خوری کرے اور اُسکا یقین ہو جاوے اُسکی سزا کیا ہے خواجہ نے کہا اُس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ درپے غدر ہووے اور غداری اُسکی پایہ اثبات کو پہونچے اُسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہے یہ سنکر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیہ سبحانک ہذا بہتان عظیم پڑھکر جواب دیا کہ مُہر کمترین کی ہے لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہی نہین رکھتا اور قسم کھاکر مضمون اس مقال کا گذارش کیا قطعہ بخدا لے کہ جو ہر اہرش ٭ اہل معنی بخون دل سفتند ٭ کہ چو بہتان

یوسف وگرگ است ٭ اینچہ از بند دشمنان گفتند ٭ ہرچند خواجہ نے اسطور کی باتین عرض کین سلطان جو شراب کے
نشہ اور قہر وغضب کی شدت سے مبہوت ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اُس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا
مقام تجسس اور تفحص مین نہو کر دربار سے اُٹھا اور جوہر نام حبشی کو اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جوابدیا
کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہو لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا
سلطان نے کوتہ اندیشی سے اُسکی بات گوش ارادت سے نہ سُنی اور محلسرا کی طرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی
شمشیر میان سے کھینچکر اُسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دوزانو قبلہ رو بیٹھکر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
پڑھا اور جب ضربت تلوار اسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادہ کہکر جان بحق تسلیم کی اور اس درمیان مین
سعید خان گیلانی کہ اُسکا ہمقوم تھا اور اُمرائے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بحسب اتفاق دیوانخانہ مین
آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے بحکم اُسے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے
چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ بہمنی کی مدح مین موزون کیا تھا اُسمین سے دو بیت یہ ہین ابیات
شکل ضرب تیغت بر دوش جان حمائل ٭ ہیکل زحرز سیفی دانگہ کراس اہ دل ٭ تیغ تو آب حیوان ہر دم
زحسرت آن ٭ آرے بعہد من شد آب حیات قاتل ٭ اور یہ واقعہ ہائلہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ
۸۸۶ آٹھ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا ملا عبد الکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی جو تلامذہ بلکہ خواجہ کے
مریدون سے تھا اُسنے یہ قطعہ اُسکی شہادت کا کہا قطعہ شہید بیگنہ مخدوم مطلق ٭ کہ عالم راز جودش بود رونق ٭
دگر خواہی تو تاریخ وفاتش ٭ فرو خوان قصہ قتل بناحق ٭ اور دوسری تاریخ یہ کہی بیت سال فوتش گر کسی
پرسد بگوے ٭ بیگنہ محمود گاوان شد شہید ٭ ملا سامعی کہ مداح اور نوکر اور ندیم اُسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اُس کا
لبشارد ہو قطعہ چون خواجہ جہان داہرگز حرام خواری ٭ در دل نبود و میکرد پیوستہ جان سپاری ٭ گشت شہید
مغفور را ہو سامعی بہ تحقیق ٭ تاریخ کشتن او جو اشد حلال خواری ٭ آثار جمیلہ اس خواجہ آصف شعار کے زمین پر فتن
دکن مین بہت ہین خصوصا وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اُسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر خیر اثر احمد آباد
بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے ربنا تقبل منا اسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامعی نے قطعہ تاریخ
کہا ہو گوش ارادت سے سُنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ٭ چون کعبہ شدہ است قبلہ اہل صفا ٭ آثار
قبول بین کہ شد تاریخش ٭ از آیت ربنا تقبل منا ٭ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ ۱۰۲۳ سنہ ایک ہزار
اور تیئیس ہجری ہین ابتک وہ عمارت اور مسجد اور چار طاق دیا ذار بزرگ باقی ہو اور اُسکی لطافت و پاکیزگی
سے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوتا ہو کہ ابھی معماران چابک دست نے اُسکی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہو اور ذات شریفہ
اُس آصف جاہ کی انواع علوم عقلیہ و نقلیہ خصوصا ریاضی اور طب مین اتصاف رکھتی تھی اور فن نظم و نثر
اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بےنظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اور رسالہ روضۃ الانشاء
اور دیوان اشعار اُسکا ابھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس مبہم پہونچتا ہو اور ہمیشہ لیئے افاضل
عصر کے واسطے خراسان اور عراق مین تحفہ اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ اُس سے
التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ مکاتیب اُسکو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے تھے

اور حضرت مخدوم بھی نظر اُسکے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر صفا و صفات مرسول لکھتے تھے جیسا کہ اُسکی انشا و یعنی منشآت مین موجود ہی اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہو کہ مخصوص بنام اُسکے لکھا ہو اور مطلع اُسکا یہ ہو مطلع مرحبا اے قاصد ملک معانی مرحبا ؎ الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا ؎ اور اس قصیدہ مین یہ بھی بیت ہو بیت ہم جہان را خواجہ وہم فقر را دیباچہ اوست ؎ آیت الفقر لکن تحت استار الغنا ؎ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہو قطعہ جامی اشعار دلاویز تو بسے ست لطیف ؎ پوش از حسن بود لطف معانی تارش ؎ ہمرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد ؎ شرف عز و قبول از ملک التجارش ؎ اور ملا عبد الکریم ہمدانی نے ایک کتاب مشتمل اُسکے حالات کی زمانہ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور راقم اس تاریخ کا خلاصہ اسکا کہ لائق کتب تاریخ ہو درج کرتا ہو واضح ہو کہ آبا و اجداد اُسکے ایام سوابق مین وزرائے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز و مکرم رہتے اور بخت روز افزون کی اعانت کے باعث ایک اُنمین سے تخت صوبہ رشت پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور بروایت حاجی محمد قندھاری کے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک خاندان رشت کی حکومت نے امتداد پیدا کیا پھر شاہ طہماسپ کی عہد سے جاتی رہی اور جب اولاد بادشاہان رشت سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم اقلیم وجود مین رکھا تو بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات کے رشک و حسد ابنائے جنس ملوک سے خائف ہو کر اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلائے وطن ہوا اور بادشاہان عراق و خراسان نے تقریبات اُٹھا کر منصب وزارت کی ہر چند تکلیف فرمائی علو ہمت سے قبول نہ کر کے برسم تجارت ربع مسکون کی سیر مین مشغول ہوا اس درمیان مین علما اور مشائخ عصر سے صحبت رکھتا اور اُنکے فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہوا جسوقت کہ تینتالیس مرحلہ اُسکے مراحل عمر سے طے ہوئے دکن مین تجارت کے ذریعہ سے بقصد زیارت شاہ محب اللہ اور دیگر مشائخ کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اُسی لباس مین مشائخ دہلی اور اُس حدود کے فقرا کی زیارت سے مشرف ہون سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اُس قدوہ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر و اعیان مین بتکلیف تمام منسلک کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب ملک التجار کہ اُس زمانہ مین اس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا ملقب ہو کر تمام ارکین سلطنت سے ممتاز ہو کر وزیر اور جملۃ الملک ہوا اور خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اُسپر اضافہ ہوئے اور بخواجہ جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص اُسکے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے اُسکے تابع تھے اور ولادت اُس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی لیکن شہرت اُسکی اقالیم سبعہ مین بگاوان ہو نہ قاوان ایک دن خواجہ قصر ملک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے دربار مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک گلے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک حضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہو فرمایا کہتا ہو کہ تو ہماری جنس سے ہو انجمن شاہ مین کیا کرتا ہو سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اُس جواب سے آثار کدورت اصلا ناصیہ حال پر ظاہر نفرمائے اور استغفار و صفائی عقیدہ خواجہ اور شکر الٰہی بجالایا کہ مزید اُس سے متصور نہ تھا اور اُسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان بہمنیہ ما فیہ پر

تقاضہ ہی کیونکہ مین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہون اُنھین ایسا شخص کہ خاصیت عنقا کی رکھتا ہو میسر نہ ہوا اور اُس عرصہ مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دار الملک ہرات نے مولانا سید کاظم کو برسم رسالت قندھار اور لاہور کے رستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجا اور بوعدہ ہاے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور خواجہ ہرچند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ کی عرض مین پہونچایا اور جب اُسنے رخصت معاودت ایران نفرمائی خواجہ نے ناچار ہو کر سید کاظم کو باعزاز و اکرام فراوان مع تحف و ہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی طرف روانہ کیا اور ایک عریضہ تحریر کر کے معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے رستہ سے فارس کی طرف گیا اور شیراز مین رحل اقامت ڈالی اور اُسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور خانۂ تن مہمان روح سے خالی کیا اور وہ تحف و ہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچے درمیان مین ضائع ہوے اور ایک قصیدہ شہر آشوب مشہور نتائج طبع سید کاظم سے ہے اور یہ مطلع اُس کا ہے مطلع قصیدہ شکر خدا کہ قاضی شہر ہے نیم ہُؤ درسلک آدمی صفتانم خرے نیم ہُؤا لقصہ اُسکے بعد خواجہ عماد الدین محمود بخطاب خواجہ جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اُس دولتخانہ مین یمن نہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے معزز اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استر آبادی تھا اور اُس مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول نہ چنا تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا اور دوسرا خواجۂ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین نہین جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی اور تکریم اور تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اُسکی سخاوت کا عالمگیر ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون مین ایسا نہ تھا کہ انعام اُسکا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہو اور حسن خلق کے ساتھ لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل حرم سرا سے برآمد ہو کر حکم فرمایا کہ منادی کرو کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص کہ چاہے اُردوے خواجہ کو خزانہ اور اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا تمام تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہو کر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھ کر اسپان بادپا پر سوار ہو کر بطور تاخت و بعجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوے اور اپنے تئین حوادث کے دست برد سے نجات دی اور امراے تابع باوجودیکہ نوکر شاہ تھے سوار ہو کر خیمہ اور خرگاہ سے باہر گئے اور افواج ہشیار آراستہ کر کے ایستادہ ہوے اس درمیان مین اُنھین خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا تمہارا خواجہ سے بقصد روانگی گجرات شاہ کے گوش زد ہوا ہے اسواسطے تمھین بھی تیغ بیدریغ سے قتل کریگا یہ سنکر وہ بھی خائف اور ہراسان ہو کر اکثر نے آپکو یوسف عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوے پھر تاراجیون نے اُس بیچارہ کے اُردو کو ایک ساعت مین تاراج اور غارت کر کے اُسکا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سُنی تھی اُسکے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جسنے خواجہ کی خدمت مین ایک عمر صرف کی تھی بلا کر نقود اور جواہر طلب کیا خزانچی نے حیران ہو کر عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ راست راست عرض کرے سلطان نے سمجھا کہ شاید اس نے کچھ خزانہ چُرایا ہے اب حاضر کرنا چاہتا ہے اسکے لیے معافی

عہ یعنی خالص سنی تھا اسمین رفض کا اثر نہ تھا کیونکہ بسیا جی سے کرامات اولیا و برکات دیکھ چکا تھا ۱۲

انگتا ہو لہذا خوشی سے اُسے جان کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہو پوشیدہ نہ رکھے گا تو مین تجھے نوازش
خسروانہ سے سرفراز کر دونگا خزانچی نے عرض کی کہ سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ
موسوم کر کے اُسکا روپیہ دواب اور باورچیخانہ اور سپاہیون کے مصارف مین خرچ کرتا تھا اور اُسمین ہزار لاری
اور تین ہزار ہون موجود ہین اور دوسرے خزانہ کا نام خزانہ درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا اُسمین حصہ تھا
اُس خزانہ مین تین سو لاری اُسکے بھر موجود ہین شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہو کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا
ہمسر تھا اسقدر قلیل کہ کچھ چیز نہین ہو خزانچی نے جواب دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ
اسپ و فیل و سپاہ کا جدا کر کے خزانہ شاہی مین بھیجتا تھا اور باقی خدا کی راہ مین فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور
اُسمین سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص مین صرف نہ کرتا تھا اور مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسم تجارت ایران سے
ہندوستان مین لایا تھا ہر سال مملکت دکن سے متاع خرید کر کے ایک جماعت معتمد کی صحابت سے اطراف و
جوانب کے بنادر مین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کر کے لاتے تھے راس المال کو جدا کر کے ہر روز بارہ لاری
اپنے خرچ خواص مین اُٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے مین صرف کرتا تھا اور اُسمین سے نصف خزانہ بحق درویشان
نگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزون اور اکناف عالم کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو جو ہنگام تجارت
اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان مین نہ آتے تھے اُنکو اُسمین سے بھیجتا تھا سلطان متعجب ہوا اور
دشمنون نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچے گا
سب احمد آباد بیدر مین چھوڑ کر نکل آیا خزانچی نے جواب دیا ان دو خزانون مین سے یہان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہی
اگر وہان سے ایک لاری بھی برآمد ہوئے غلام کے سو ٹکڑے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانے کے لوگون کو
طلب کر کے تحقیقات کی پہلے میر فراش نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر مین ہمراہ ہو اور شہر مین چند چٹائی
اور بوریے کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ مین بچھے ہین دوسرا فرش موجود نہین ہو اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر
استراحت فرماتا تھا پھر چاشنی گیر کہ مراد بکاول سے ہو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر
یہ گذارش کی کہ دیگ اور طباق اور ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ کا تھا تمام اس سفر مین حاضر ہو اور خواجہ کے واسطے
خاصہ دیگ گلی مین پکاتے تھے اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جا کر سمع اقدس تک
پہونچایا کہ تین ہزار جلدین کتب خانہ مین حاضر ہین لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہین اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک
پہونچا شاہ متفکر ہوا اور خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا اے سلطان محمود کاوان
اور مثل اُسکے سو ہزار تجھپر فدا ہون تو کسواسطے اُسکا حقوق خدمات منظور نہین رکھتا کہ جو شخص حامل مکتوب تھا
یعنی نوشتہ والے اوڈیسہ کے پاس لیے جاتا تھا اُسے طلب نہین کرتا تاکہ تجھپر اور جمیع خلائق پر اُسکی حرامخوری ظاہر ہوئے
شاہ اس کلام کے سُننے سے متنبہ ہو کر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنون کو حکم دیا
کہ اُس کاغذ کے دارندہ کو حاضر کرو اور یہ کہکر لرزان لرزان دربار سے برخاست کر کے حرم سرا مین گیا اور
وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان جو مخدومہ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم بیجا سے نہایت
نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع اُمرا اور ارکان دولت کو

شاہزادہ محمود خان کے ہمراہ اُسکی زیارت کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اُس شب کو فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر برار اور ماہور کوچ کرکے لشکرگاہ سے دو فرسنخ پر فروکش ہوے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور موقوف رکھا علی الصباح آدمی اُن کے پاس بھیجا اور نہ آنیکا سبب استفسار کیا اُنھون نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ نے افترا اور بہتان کرکے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمین بھی کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہی شاہ نے مخفی اُنکے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو تو اہم مشورت بجالاکر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون اُنھون نے معذرت کے بعد گذارش کی کہ جسوقت یوسف عادل خان آویگا ہم اُسکے باتفاق پابوسی کو حاضر ہونگے سلطان نے مدارا اور مدامات کے سوا علاج نہ دیکھکر فرمان طلب یوسف عادل خان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادل خان بسبیل استعجال کو ندپور پلٹی مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے مصاحب زادہ ہوکر اپنے جمیع مدعیات حسب دلخواہ بنالئے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمام وکمال یوسف عادل خان کے مفوض ہوئی طرفدار اس حدود کا ہوا اور دریا خان اور فخر الملک اور علو خان اور اکثر امرائے مغل اور ترک اُسکے تابع ہوے اور ممالک بیجاپور سے جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب و پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی طرفداری پائی اور عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہوکر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوے اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر کہ غلامان ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجمندری کے سرشکر ہوکر اُنھون نے سلطان کے ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد مین پہونچے یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان شہر مین نہ آئے بیرون شہر وارد ہوے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ مناسب نہ جانکر اُنسے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر چوشن صبر گلے مین ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری خواجہ کی طرح ضبط لشکر کریگا پایہ اُسکے مرتبہ کا روز بروز بلند تر کیا اور نہایت التفات اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ تر نفرت طبائع کا موجب ہوکر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کو دام مین لاکر انتقام کھینچے سیر کے بہانہ قلعہ نلگوان اور دریا بار کے احمد آباد بیدر سے نہضت کی اور حکم کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکرہائے آراستہ اُس سے ملحق ہوے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کرکے لشکرگاہ سے دور فروکش ہوتے تھے اور کوچ کے وقت سر راہ ایستادہ ہوکر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک ساعت مین ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کرکے اُسکے قتل ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور چونکہ خود کردہ کا علاج نہین ہو صبر کرکے طیش کھاتا تھا یہانتک کہ نلگوان مین پہونچکر سیر شہر اور قلعہ کی سیر کی ہر چند امرا کو تکلیف سیر بندرگونڈہ اور کوکن کی دی اُنھون نے قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ اور محزون ہوکر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ شیور لے حاکم بیجانگر لشکر عظیم بندر گوہ پر تعین کرکے جنگ پر آمادہ ہو سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجاپور غریب و ترک اور دکنی کے ہمراہ کرکے کفار کے مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواترہ کرکے فیروز آباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کی طرف روانہ ہوے

اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار بجنگ ساختہ نہو گا اور خرابی کے سوا دوسرا امر ظہور مین نہ آویگا
سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروز آباد مین بسبب ظاہر لوگون کے دکھانیکو عیش و نشاط مین مشغول ہوا
اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن مین اندوہ و غم کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اس واسطے
شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کرکے ملک حسن نظام الملک بحری کو اُسکا وکیل سلطنت کیا اور اُس بارہ مین ایک محضر
لکھکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مُہر سے مزین اور مسجل کیا اور اُن دنون مین سلطان اکثر زبان پر لاتا تھا
کہ ظاہرا یہ دولت زوال پر ہو کسواسطے کہ اُمرا مجھ ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہو اور ضرب شمشیر سے
اتنے ملک فتح کیے اطاعت نہین کرتے میرے بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرینگے پھر رفتہ رفتہ ضعف نے
ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دار الملک احمد آباد بیدر مین جاکر صحت پائی اور
اس بیت کے مضمون پر عمل کیا بیت باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی ٭ باز و نشاط آمد و بگذشت شام غم ٭ اور
ابھی ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان مین ہوتی ہو بافراط پی اور جماع کرکے سو گیا حرارت
حرکت جماع اور شراب اور خواب کی دلکی طرف متوجہ ہوئی شاہ بد حواس اور سراسیمہ خواب سے اُٹھا اور شرف جہان
طبیب نے عرق بید مشک سردیانی مین شریک کرکے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اُسکی غیبت مین
اس غلط مشہور سے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہو فریب کھاکر مقربان ہوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے
نوش کیے کام این دآن سے درگذرا پھر طپش دل سے اُلجھنے اور دم ٹوٹنے لگا اور حالت سکرات و بحالت جانکنی
جسوقت ہوش مین آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ پوشیدہ خواجہ مجھے کھینچتا ہی اور غرہ صفر ۸۸۷ آٹھ سو ستاسی
ہجری مین قدم اقلیم عدم مین رکھکر خرخشہ جہان سے چھوٹا اور سامعی نے اُسکی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا
قطعہ شہنشاہ جہان شاہ محمد ٭ کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد ٭ دکن چون شد خراب از رفتن او ٭ خرابی دکن تاریخ او شد ٭
اور سلطان محمد شاہ نے بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی آخر رحلت کی
البقاء للملک المعبود

## ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اُسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعاظم جواہر سخن کو رشتہ بیان مین یون منتظم کرتا ہو کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر مین مسند عالیہ
شاہی کو لطف و شکوہ اپنے سے زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور
قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سر انجام جو حاضر تھے اُنسے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی
اسطور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بتخت فیروزہ تھا ابتداے آفرینش سے اُسوقت تک اُس نفاست کا
تخت سوت کم نشان دیتے تھے قصر تخت گاہ مین لیجاکر اُسکے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھین پھر شاہ محب اللہ اور
سید حبیب اللہ کہ افضل اور اصلح مشائخ اُس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھکر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے
سر پر رکھا اور دست راست پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھا اور
سید حبیب بائین طرف کرسی پر متمکن ہوے پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے

روبرو آنکے مبارکباد کہی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوئے اور جمیع اُمرا اور ملوک اور سلحدار جو شہر مین حاضر تھے
شرف تسلیم سے مشرف ہوئے اور اُسی دربار مین بعضون نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع مین یوسف عادل خان سوائی
اور دریا خان اور ملوخان اور فخر الملک کہ اُمرائے کبار ترک سے ہین حاضر نہین اُنکی غیبت مین کیون اجلاس کیا
ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا مہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد ہے جسوقت وہ بزرگوار کوکن سے
آوینگے ایکبار اور اجلاس کرکے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کرینگے اور ملا عبدالکریم ہمدانی
جو اُس مجلس مین حاضر تھا لکھتا ہے کہ اہل معارفت یہ گفتگو روز اول جلوس کو شگون بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا
اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے امتداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ وجدل ونزاع وکلفت مین گذری اور سلطنت
خاندان بہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ صغر سن مین تخت دکن پر متمکن ہوا
اُمرائے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدوم جہان اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب
بخواجہ جہان کے ضبط حراست کی برکت سے اُس آرزو کا کانٹا اُنکے دلمین چھپا اپنا ارادہ کسی سے اظہار
نہ کر سکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وقوف
تمام مہمات شاہی مین پیدا کیا اور اُس جماعت کو باہستگی اور مرور اوج عزت سے شیب ذلت مین ڈالا اور غلامونکی
پرورش و پرداخت مین مشغول ہوکر دو ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام
حبشی اور ہندی جمع کرکے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ جو کہترلہ مین قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے
دستور دینار خواجہ سرا کو اور جماعت ہندی سے ملک الحسن کو کہ آخر مین خطاب نظام الملک بحری پایا تھا منظور نظر
عنایت کرکے سر افتخار اُنکا اوج فلک اعظم پر پہونچایا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو
بایام طفلی آغوش مین لیتا تھا اور کاکا تھا امرائے کلان سے ہوا اور شوکت اور استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا
کہ سلطان نے اپنی خاص بحری جسکو کل جانوران شکاری سے انتخاب کرکے منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور
اہتمام تمام اُسکے حال پر رکھتا تھا نظام الملک کے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت کلام
بہم پہونچائی اور مشہور بہ بحری ہوا اور جو صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہوکر اُنکو بزرگ کیا چنانچہ
بعضون کو منصب دیا اور بعضون کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جسوقت کہ سلطان محمد شاہ نے اُسکو تلنگ کی طرفداری
عنایت فرمائی تو اُس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نہ تھا اور خواجہ اُسکے حرکات اور سکنات سے
رائحہ مخالفت اور بغاوت سونگھکر ہمیشہ اُس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور اسکے مقابلہ مین یوسف عادل خان
سوائی کو کہ اُسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کہترلہ اُسکی دستگیری کرکے بزرگ کیا
اسی طرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فرہاد الملک کوتوال اور دریا خان اور
تغر شخان کو امرائے عظام کے گروہ مین شامل کیا اور اُنکے واسطے درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دینار حبشی کی بھی دستگیری
کرکے صاحب اعتبار کیا اور اسیطرح سے اپنے ابنائے جنس کی پرورش اور پرداخت مین کوشش کرکے سعید خان گیلانی
اور زین الدین علی اور ایک جماعت امرائے مغل کو مسند دولت وعزت پر متمکن کیا اور اپنے غلام مشہور کشور خان کو
امرائے بزرگ مین منخرط کرکے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ بہم پہونچے مغل اور ترک اور حبشی اور دکنی لیکن حبشی

باوصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات چند غلامان دکنی سے ایک دل اور یکجہت ہوے اور ملک حسن نظام الملک بحری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول سے آخر تک خواجہ کے ساتھ مقام اخلاص مین ہوکر ہوا خواہ رہے اور چونکہ خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکنیوں پر تسلط تمام رکھتے رہین اول یوسف عادل خان کو دولت آباد کا طرفدار کرکے شاہان گجرات اور مندو پر مقرر کیا اور حسن تدبیر سے جمیع امرائے اتراک کو اُسکے سپرد کرکے دربار شاہ مین ملک حسن نظام الملک بحری سے بالا دست ایستادہ کیا اور ملک حسن اس سبب سے اور دیگر وجوہ سے نار سرکوفتہ کے مانند پیچتاب کرکے ہمیشہ باتین وحشت انگیز اُس دو گروہ کی نسبت سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف عادل خان کی روز بروز حرمت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آپہونچا جیسا کہ مذکور ہوا ملک حسن نظام الملک بحری نے بادری کو پیش لیجاکر خواجہ کو شطرنج بلا اور خانہ وغا مین غرق کرکے شہمات کیا اور یوسف عادل خان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بحری کے بیجاپور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادلخان اور جمیع امرائے مغل اور ترک اور دکنی جو کوکن کی یورش مین اسکے ہمراہ تھے مشورہ کرکے اور سب یکدل اور یکجہت ہوکر بہ تجمل و شوکت جلوس کی مبارکباد کے واسطے دار الخلافت کی طرف متوجہ ہوے اور شہر کے باہر استقامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور فخر الملک اور تفرش خان اور ملو خان ولد قاسم بیگ صف شکن اور اثور خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ مغل اور ترک ہمراہ لیکر شاہ کی ملازمت کے واسطے شہر مین داخل ہوے اور جبدم قلعہ ارک مین پہونچے باوجود اسکے کہ رسم نہ تھی کہ امرا اپنے نوکر دن کو دار الامارہ کے اندر لیجاوین لیکن ملک حسن نظام الملک بحری کے غدر کے ملاحظہ سے دو سو جوان مسلح اور مردانہ دار الامارہ کے اندر ہمراہ لیگئے ملک حسن نظام الملک بحری بھی دور اندیشی کرکے امرا منصبداران اور خاصہ خیل قریب پانسو جوان کے مع تمام یراق یوسف عادل خان کے دفع کے واسطے قلعہ مین ودلایا تھا لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت سے مطلع ہوا اسما ووت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کرکے مع اس جماعت یکدل و یکزبان کے تلوارین ہاتھوں مین لیکر قصر تختگاہ پہ جا پہونچا اور چارناچار ملک حسن نظام الملک بحری اور امیر قاسم برید نے پیشوائی کرکے انھین سلطان محمود شاہ کی شرف تسلیم سے مشرف کیا اور یوسف عادل خان مبارکباد کہکر بروش قدیم سب سے بالا دست ایستادہ ہوا اور دریا خان ملک حسن نظام الملک بحری کے زبردست کھڑا ہوا اس صورت مین درمیان اُسکے اور ملک احمد اُسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر اعوان و انصار ملک حسن نظام الملک بحری کے انکا قصد کرین اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیوین اور بعد اسکے جو ہونیوالا ہو وہ ہو ملک احمد نے اس سبب سے آزردہ خاطر ہوکر چاہا کہ دریا خان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے ملک حسن واقف ہوکر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے مین اسی وقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد اختصاص خلعتہاے فاخرہ انھین رخصت انصراف دی یوسف عادل خان کہ ملک حسن نظام الملک بحری کے فساد سے ایمن نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پکڑ کے حرف و حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل و حشم مین پہونچا دوستی اور یکجہتی اظہار کرکے نہایت تواضع سے

اُس سے جدا ہوا اور ہزار مرد کار آمدنی کے ہمراہ اپنے مکان مین شہر کے اندر فرو کش ہوا اور دریا خان کو حکم کیا
کہ باتفاق اُمرائے دیگر بہنایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے دوسرے دن ملک حسن
نظام الملک بحری نے مع قوام الملک کبیر و صغیر کے یوسف عادل خان کے مکان پر جاکر یہ بات کہی کہ مناسب یہ ہے
کہ تم اور جمیع امرائے ترک ہماری طرح شہر مین چلو تو ہر فجر کو باتفاق دربار مین جاکر دولتخانہ کا بند و بست کرین اور آپسین
اختلاط اور ارتباط کرکے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہین یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو کچھ دوستی
اور اتحاد کے بارہ مین کہتے ہو عین مدعا ہے لیکن میرا ہر روز دربار مین آنا مناسب نہین کسواسطے کہ ہم لوگ
لشکر کے ساتھ رہتے ہین اور مہمات مالی اور ملکی مین وقوف نہین رکھتے اور جسطریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت
کرکے مقرر کیا تھا تم اپنے کام مین مشغول رہو اور ہم اپنے کام مین اور علاوہ اسکے امرائے ترک کا شہر کے باہر رہنا
بہتر ہے کسواسطے کہ دو جماعت جاہل ہے بہ اولانکے اور دکنیون اور حبشیون کے درمیان شہر کے کوچہ و بازار مین
گفتگو اور ردوبدل ہو جس سے آتش فساد افروختہ ہو پھر اُسی مجلس مین یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بدستور قدیم
وکیل السلطنت ہو اور منصب وزارت اور امیر جملگی اور اشرافِ و نظارت کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین اُس سے
تعلق رکھتے تھے دوسرون سے رجوع کرے اسواسطے آپسین مشورہ کرکے وزارت کل قوام الملک کبیر سرلشکر
ورنگل کو اور مشرقی قوام الملک صغیر سرلشکر راجمہندری کو اور نظارت دلاور خان حبشی کو جو امرائے کبار سے تھا
مقرر ہوئی اور اسی طرح مناصب اور خدمات آپسین صلاح کرکے لوگونکے نامزد کیے اُسکے بعد باتفاق دولتخانہ
شاہی مین گئے اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو خلع کیا پھر یوسف عادل خان اپنے مکان مین آیا اور
دوسرے اُمور بادشاہی مین مطلق دخل نہ دیا اور تین مہینے تک مغل اور ترک اور دکنی اور حبشی جو ہر ملے عاج اور
آبنوس کے مانند آمیختہ اور مانوس رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر نقض عہد کرکے
اس فکر مین ہوے کہ یوسف عادل خان ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجیے اور عادل خان دکنی کو جو امرائے عمدہ
اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر کی طرف سے ورنگل مین مقیم ہوکر اس طرف کے مہمات کو سرانجام کرتا تھا
اسکی جگہ نصب کرین اسواسطے فرامین طلب بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عماد الملک صادر ہوے کہ تم باتفاق امرا
اس حدود کے افواج کو لیکر جلوس شاہ کے مبارکباد کو آؤ پھر عادل خان دکنی اور فتح اللہ عماد الملک مع لشکر آراستہ
محمدآباد الخلافت مین آنکر شہر کے باہر وارد ہوے اور جریدہ شہر مین جاکر لوازم مبارکباد اور پیشکش بجا لائے
اور دربار سے خلع اور مسرور ہوکر بازگشت کی اور جب دو تین ہفتہ اسی نہج پر گذرے ملک حسن نظام الملک بحری
جو سررشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اُس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون
کہ آج اُمرائے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کرون اور ہم تم اُسکے دغدغہ سے خاطر جمع کرکے
اور امراکو جو اُس سے متفق ہین تھانون کی طرف رخصت کرین لیکن فتح اللہ عماد الملک اور امرائے دکنی بوجہ خوف کے
جو اُمرائے ترک سے اُنکے دلمین جاگزین ہے گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت ہو امرائے ترک جتنے اندرون
اپنے مکانون میں ہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری نے شاہ کو قلعہ ارک کے
بُرج پر بٹھا کر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کرکے شاہ کے ملاحظہ مین

درلاوین توخلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہادالملک کوتوال نے اس امر سے واقف ہوکر قوام الملک کو خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک مجھسے اور جمیع ترکون سے مقام غدر اور عداوت مین ہوا ور یوسف عادل خان کے دفع کے واسطے بہانہ کیا ہے ایسے دنون مین امرائے ترک کو اپنے مکانون مین غافل بیٹھنا عقل سے بعید ہے قوام الملک کبیر جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اُسنے کمال اعتقاد کیا چونکہ اُسکی قضا کا زمانہ قریب پہونچا تھا قبول نکیا اور عادل خان دکنی کہ اس مقدمے سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے اشارہ کے بموجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر تلنگ شہر مین در آیا اور اسی طور سے فتح اللہ عماد الملک سپاہ کا ویل لیکر داخل ہوا اور شاہ کے مجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سرلشکر کو بھیج کے اور پر طلب کرکے فرمایا کہ غلامان ترک جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم اُنکی تادیب اور تنبیہ کروا ور چونکہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور مصادقت رکھتا تھا اسکو اسی مجلس مین نگاہ رکھا اور لشکر کو مع عادل خان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکونکے قتل پر مامور کیا عادل خان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کرکے فرہادالملک کوتوال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے بند کرکے ترکونکے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور تنفرشخان اور قدم خان اور بھی اُمرائے ترک جو یوسف عادل خان کے طفیل سے شہر مین تھے جنگ کنان و مردافگنان دروازہ شہر کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسے توڑ ڈالا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر مین سُنکر فوجین آراستہ کی تھین بقوسے بیس ہزار سوار اور بروایتے دس ہزار سوار سے شہر مین در لائے اور منقول ہے کہ بیس روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند مرتبہ درمیان یُوسف عادل خان اور ملک احمد ولد حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہائے شدید واقع ہوئے اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہ ہوتا تھا آخر علما اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف صلح مذکور کیا چونکہ بہت ترک معتبر مقتول ہوئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چندروز کے باتفاق اپنے اعیان وانصار کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد کو جاگیر سرداور ساردا اور اُس طرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخرالملک دکنی غلام زادہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امرائے ہزاری مین داخل کیا اور اُسکے فرزندونکو بھی منصب دیکر بخواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور مہمات ملکی دیکر اُسکے بیٹے شیخ علاء الدین کو باپ کی طرف سے برار کی سرلشکری پر بھیجا اور اُنھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم بریدکو جو اسکا انصار تھا اور ایام ترک کشی مین تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سرفرازیت کیا اور قوام الملک صغیر کو جاگیر تلنگ کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلا ناغہ والدہ سلطان محمود شاہ کے پاس جاکر اُسکے مشورہ سے اُمور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان حبشی نے اُنپر حسد کرکے شاہ سے عرض کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب اور شمار مین نہین لاتے اور آپکی والدہ کے پاس خلوت مین بیٹھکر اُمور ملکی اور مالی کو اجرا کرتے ہین اور ابتک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اجبات سے

بادشاہ کے دل مین اثر کیا اور دلاور خان حبشی کو حکم اُنکے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر اُمور ملکی اور
مالی کے سرانجام کو اُسکی والدہ کے پاس گئے تھے دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سر راہ جا بیٹھے
جب دونون آئے ہر ایک نے ضربت شمشیر رسیدہ کی اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن
بوجہ کہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی مین بے نظیر اُن دونون کو مغلوب کرکے بزور بازو راہ راست
قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید جو باوجود سرلوبتی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اُسکو آگاہ کیا کہ بادشاہ
تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے اپنی محافظت مین قیام کر پھر دونون مع لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید
دروازہائے قلعہ ارک بند کرکے آدمیونکو بادشاہ کے پاس آنے جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر
اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا بیت طریق عشق پر آشوب و آفت است اے دل ٭ بیفتد آنکہ درین راہ
باشتاب رود ٭ بادشاہ نے ناچار ہوکر آدمی اُن کے پاس عذر خواہی کو بھیجا اور فرہ کنانہ کے اطراف مین ساتھ آٹھ ہزار
سوار سے فروکش تھے اُنھون نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاور خان یہ خبر سنکر مع اپنے لشکر
ولایت اسیر اور برہانپور کی طرف مفرور ہوا اور ملک حسن نظام الملک اور اُسکا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور
فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کی طرف گیا اور اُنھین دونون مین ملک حسن کہ شعبدہ بازی چرخ دوار سے
واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود
گاوان کے نوکر تھے اور اُسکے بعد سلی اران سلطانی مین انتظام رکھتے تھے تربیت کرکے دونون کو درجہ امارت پر
پہونچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اُسکا تابع اور ماتحت کیا اور اپنے بیٹے ملک احمد سے
موافقت اور اتحاد کے بارہ مین سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور اُسی طریق سے فخر الملک دکنی
الملقب بخواجہ جہاںکو جاگیر پرینڈہ اور شولہ پور دیکر اُس سے بھی اس بارہ مین قسمین مغلظہ لین اُسکے بعد قلعہ پرینڈہ مین بھیجا
اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سو فیل اور جمیع اموال و اسباب
اپنی نیابت کے واسطے جنیر کی طرف روانہ کیا اور رجب ۸۹۱ھ آٹھ سو اکانوے ہجری مین حادلخان حاکم ورنگل
قضائے الٰہی سے مرگیا اور قوام الملک صغیر راجمہندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت بلند کرکے
کُل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو اُبھارکر ورنگل کیطرف متوجہ ہوا اور قوام الملک
صغیر نے راجمہندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو امراسے
زبون ہوگیا تھا اُسکے جواب مین ملتفت نہوا ترس و خوف سے حامل عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا
اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جنیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر گوہ جو
سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان غلام ملک التجار محمود گاوان کو جاگیر مین دیا گیا تھا اور اُسنے نجم الدین گیلانی کو
اپنا نائب کرکے ایک عرصہ تک بندر گوہ کو نگاہ رکھتا تھا اسوقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا بہادر گیلانی
کہ اُسکا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر گوہ اور بندر دابل اور کھولاپور اور کلہرا اور
پرنالہ تک متصرف ہوا ہے اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہے اور بندر جیول
اور میری جاگیر ونکو مزاحمت پہونچاتا ہے اور اسی طریق سے زین الدین علی جاگیر دار چاکنہ باوجود قرب وجوار کے

میری اطاعت نہین کرتا ہی اور کہتا ہی کہ جسوقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہو کر مہمات سلطنت مین بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرونگا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن ملک حسن نے جواب مین لکہا کہ اول زین الدین علی کو دفع کرو بعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف ہو اور فخر الملک دکنی اور خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہ سرلشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی کمک اور امداد کے مقدمہ مین مکتوب روانہ کیے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھکر بیجاپور یوسف عادل خان کے پاس اس عبارت سے بھیجا کہ آپ مجھے اپنے خدمتگاران کی سلک مین جگہ دیکر ملک احمد کے آسیب و مضرت سے محفوظ رکھیے یوسف عادل خان نے رابطۂ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زین الدین کے درپے معاونت ہو کر اول پانچ چھ ہزار سوار اُسکی مدد کو بھیجے اور اُنھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہو اور جسوقت ملک احمد جنیر کی طرف سے زین الدین علی کے استیصال کے واسطے چاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اُس حدود مین جاکر مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سُنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے نقصان قبول کیا اور مثل اول کے بادشاہ اور اُسکے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار نرہا چنانچہ قاسم برید اور دستور دینار حبشی خواجہ سرا اور تمام اُمرائے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اُس سے برگشتہ ہو کر باتین وحشت آمیز شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اُنکے روبرو اظہار رنجش ملک حسن نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جسوقت فرصت پاوین اُسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے پر اطلاع پائی اور آدھی رات کو اُردوے شاہی سے بھاگ گیا اور چونکہ پیمانہ اُسکی حیات کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا اپنے فرزند کے پاس جنیر مین نہ گیا اور خزانہ اور تختگاہ کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان دکنی نے جو اُسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حضیض مذلت سے اوج امارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین قیام کرتا تھا اُسے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب مین جنیر بھیجا اور سر گنج سلاطین بہمنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق خیل و حشم کے جمع کرنے مین مشغول ہوا اور ایکبارگی طبل مخالفت پر چوب ماری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سُنکر قطب الملک دکنی کو تلنگ کا طرفدار کیا اور اُمراے اُس حدود کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسن نے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر چاہا کہ خزانۂ بادشاہی کو اُٹھا کر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان مانع آیا اور شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہی اور ازروے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک نگاہ رکھکر انتظار وصول موکب ہمایون کھینچتا ہی سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اُس بات مین صادق اور راستگو ہی تو اُسکا سر کاٹ کر ہماری درگاہ مین بھیج کہ دولتخواہی اور یکرنگی تیری ظاہر ہووے دلپسند خان ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر پانسو جوان مردانہ لیکر اُسکے پاس کہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام دیا کہ مین تجھسے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اُسی وقت اُسکا ہاتھ پکڑ کر حجرہ مین آیا اور دلپسند خان نے جو قوی دست تھا ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پیر و ضعیف ہوا تھا رکھکر ایسا گھونٹا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اُسکے بعد سر اُسکا جدا کرکے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے

اسکی سزا یہی ہے پھر وہ سر ایک جماعت کو دیکر بہ تعجیل تمام اُردوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہو کر دلپسند خان دکنی اور مغلون اور ترکونکو اپنا انیس اور جلیس کیا اور اُسے مہمات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بمقتضاے جوانی شرب شراب اور استماع نغمہ چنگ ورباب اور اختلاط پریرویان دمساز مین مشغول ہوا اور یہ علت اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سو مزاج ملک کے معالجہ مین نہ مصروف ہوا اور اپنے حظ نفس کے واسطے بہت جواہر تخت فیروزہ سے برآوردہ کرکے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرلئے اور بساط شراب اور تنبور خاص کو بھی تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین آگ رشک وحسد کی مغلون اور ترکون اور حبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہر چند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان اُنھین نظر عنایت سے گرادے مفید نہ آئی اس سبب سے دلپسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان محمود شاہ کو قتل کرکے دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اسواسطے تمام اہل قلعہ ارک یعنی فیلبان اور چوبدار اور دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ اپنے متفق کیا پس جس وقت کہ لشکر ہندو روم پر تاخت لائی دن گذرا رات ہوئی اور نیر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہے اپنی غیبت سے جہان کو تیرہ و تار کیا اُن کافر نعمتون محسن کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہو کر اُس رات کو کہ اکیسوین شہر ذیقعدہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری تھی دفعۃً آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا پہونچایا اور قلعہ کے اندر جاکر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اُسکی مدد کو آوین دروازونکو اندر سے بند کرکے مستحکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اُسوقت بساط نشاط بچھائے ہوے تھا غوغاے عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ دارون کی ہدایت سے وہان پہونچی عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن علیخان سبزواری اور سید میرزائی مشہدی الملقب بلو خان کہ مردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اسکے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے سلطان اور غدارونکے درمیان مین آکر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر اپنے تئین بام قصر پر پہونچایا اور سواے حرم سرا اور شاہ برج کے تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا انھون نے شاہ برج پر لڑائی ڈالی اور سلطان اُن دروازے چار دیواری قصر کے بند کرکے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکون کے جو ہمیشہ ہم کاسہ اور ہم صحبت رہتے تھے اُنکے دافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے پتھر اور ڈھیلے سے اُن شیاطین رو سیاہ کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمود شاہ نے جس حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو باہر بھیجکر مغلون اور ترکونکو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال اور شیر خان سیستانی اور محمود خان گیلانی اور کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند لیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوے اور جب دروازہ مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈال کر لاکھ محنت و مشقت سے آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد برپا کی الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی بخیال اسکے کہ لشکر مغل اور ترک کا تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کرکے بھاگے اور حالت اضطراب و اضطرار مین دروازہ کھولکر چاہتے تھے کہ باہر نکلجاوین اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ کی قبضے متعلق تھی پچیس جوان سبزواری جو سلک سلحداران سلطانی مین انتظام

رکھتے تھے اور ہر معرکہ مین اُن سے مردانگی وقوع مین آتی تھی دروازہ کے قریب پہونچکر بعضون نے تیر اور بعضون نے شمشیر لیکر اُس جماعت پر حملہ کیا اور یہ پلٹ کر پھر قلعہ مین داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان سبزواری نے فرصت نہ دی خود بھی اُن کے پیچھے درآئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور گاہے اُسطرف دوڑاتے تھے کہ ناگاہ شیر بیشۂ شجاعت کشور خان یہ خبر سُن کر سو جوان مسلح سے برج کے نیچے آپہونچا اور مخالفونکو زیر کرکے اُس عمارت کی طرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے پسپا کرکے مفرور کیا اور اُس رات کو شہر مین غوغائے عظیم ہوا چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف دکن ہجوم کرکے بہت مردم مغل اور ترک کے مکانون کو تاراج کر لے گئے اور جب آدھی رات گذری اور ماہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور جاروب دار اور فراش اور بھی شاگرد پیشہ نے جو ابتدا مین مخالفون سے ایک ہوکر اُنھین دولتخانہ کے اندر لائے تھے اُس وقت اظہار دولتخواہی اور اخلاص کرکے اشیائے علفی کو آگ دی کہ خانہائے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روزنسے روشن ترکرکے اُن کو باہر لاتے تھے اور اُنکی حیات کا بیڑا تیغ کے گھاٹ سے پار اُتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت ہوا کہ دسلئے دکن مع تین سو سوار بعضے محال قلعہ مین مسلح اور مکمل ایستادہ ہوکر انتظار کرتے ہین کہ جب روز روشن ہووے بہیئت مجموعی دروازہ پر حملہ لاکر اور اُسے کھول کر باہر نکلجاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ ساتھ ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بہیڑے تازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگونکو تقسیم کیے تو سوار ہوکر بلاکی رونگار تیرہ بختان قلعہ سے برلاوین اور جب شاہ خاور نے تیغ زراندود نیام سیاہ فام سے کھینچی اور جنود نا معدود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل اور ترکون کو حکم کیا کہ حرامخوران دکنی اور حبشی کے مکانون پر جاکر جسے پاؤ قتل کرڈالو اور مال و اسباب اُن کا غارت اور تاراج کرو منقول ہے کہ تین روز تک اُس شہر مین قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نکر سکتا تھا آخر کو شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے اُن کی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کرکے چار دن عیش و عشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اس طرح آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزارون آنکھ فلک سے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برج کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اُس قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف فرماکر چند عرصہ مین سقف بلند اُسکی ایوان کیوان سے گذرائی اور زمانہ اُسکی صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا **نظم** این گلستان است یا صحن ارم یا بوستان * این شبستان ست یا بیت الحرم یا آسمان * آسمانست این و لیکن آسمان برقرار * بوستانست این ولیکن بوستان بیخزان * چون سموات البروج و چون ارم ذات العماد * چون جنان ذات السرور و چون حرم دار الامان * اور بعد اتمام اُس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوستکام اور عیش و عشرت مین

پر دوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام سے ارباب نشاط اور سازندہ ہمیشہ یہ خبر سُن کر دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طریق سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اطراف جہان کے اُسکی درگاہ مین جمع ہوئے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دار الخلافت کی خلقت خرد و بزرگ بہ تقضائے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئی پیران خانقاہ جُبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے اور تسبیح پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہو کر بیر خم خانہ بیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھکر اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امراے شاہی یا جو شخص با وصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور موافق ہوا معزز ہوا اور جسنے خلاف کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے عرصہ مین بادشاہ کے تصرف مین مملکت تلنگانہ اور دولتی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد بحری کے سوا دست درازی کے سبب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت اُنکی منحصر اسپر تھی کہ اگر سلطان قاسم برید ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچتا تھا اور یہ صرف ہمراہی مین دستہ رکھتے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور شوکت سے کہ شاہ کا تحمل اُسکے مقابل کچھ دکھائی نہ دیتا تھا رفاقت کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مراجعت ہوتا تھا استقلال سے جدا ہو کر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف رجوع ہوتا تھا اور سفر مین بھی بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوتے اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار مین بطریق سابق سلام کرنے کا اتفاق ہوگا اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر شکست دینے سے تمام جہان مین بدنام تھا کسی سفر مین ہمراہی نکرتا تھا شہر احمد نگر مین بنیاد استقامت کی ڈالکر طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور ایلچی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیجکر خطبہ اور لوازم پادشاہی مین مبالغہ کرکے ایسا مقرر کیا کہ تینون شخص بالاتفاق اظہار شعار پادشاہی مین مشغول ہووین اور پردہ حجاب سے برآمد ہو کر علانیہ پنج وقت نوبت بادشاہی پر چوب مارین اسواسطے حضرات مذکور نے سنہ ۸۹۵ھ آٹھسو پچانوے ہجری مین نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کرکے اپنے نام کیا اور سنہ ۸۹۷ھ آٹھ سو ستانوے ہجری مین قاسم برید ترک سر نوبت نے خواہی نخواہی منصب وکالت اور طرفداری اطراف اور اکناف تلنگانہ کا دستیاب کرکے قصبہ قندھار اور اوسہ اور اودگیر اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے ان پرگنون مین واقع ہین اُنھین بھی قبضہ مین در لاؤن لیکن محافظان قلعہ نے انکار کرکے نہ دیا اور قاسم برید نے یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کرکے سر رشتۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایکبارگی پردہ حجاب منھ سے اُٹھایا اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعون کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر اسکے دفع مین آمادہ ہوا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کی طرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد دار الخلافت مین آیا اور حکم کے موافق قاسم برید کی دفع اور تنبیہ مین روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونون سردارون کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم برید شکست پاکر گلکنڈہ کی طرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اسکا تعاقب کرکے چاہا کہ ایکبارگی اُسکی سلک جمعیت کو درہم و برہم کرے کہ ناگاہ شطرنجیان کارخانۂ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا کہ ایک فیل کنارہ سے عرصۂ مسابقت پر دوڑا کر حریف کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ حوالی کولاس مین طے مسافت کرکے

درمیان

درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے سر فیلبان کی کجک سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیونکو ہلاک کرکے اصلاح پر نہ آتا تھا اسواسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ مین لے کر مع جماعت جوانان کے فیل کی طرف متوجہ ہوا اور فیل اُسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اُسکے خرطوم اژدہا مثال مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے اطلاع پاکر اپنی بخت بلندی کا آثار سمجھا اور اُسی وقت معاودت کرکے تمام ساز و سیاق اور اثاثہ شوکت پر اُسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصابۂ عصیان ناصیۂ طغیان پر باندھکر حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضاے وقت کے موافق صلاح سلامت مین دیکھکر قولنامہ کہ رسم دکن ہی مشتمر عفو گناہ اور تفویض منصب وکالت اُسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب دارالخلافت کی طرف متوجہ ہوا اور مسند امیر جملگی پر جلوہ گر ہوکر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور مورخین سلطنت بریدیہ کو اُسی سال سے حساب کرتے ہین اور جب روز بروز اُسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سائر امرا آپ کو عہدہ مرحوم دکن سے جانتا تھا اور نامہ راے بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا ہو اگر آپ مدد و معاون ہوکر لشکر اُس مملکت پر کھینچیں اور شر اُسکا دور کرین مدکل اور رایچور آپ کے تعلق رہیگا راے بیجانگر نے کہ طفل خردسال تھا اپنے وکیل تیمراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجکر انواع خرابی ظہور مین پہونچائین اور قلعہ رایچور اور مدکل پر متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کہ طاقت مقابلہ لشکر بیجانگر سے نرکھتا تھا اُنسے صلح کرکے بقصد تادیب قاسم برید روانہ ہوا اور اُسنے ناچار ہوکر ملک احمد نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادلخان میرے اخراج کے واسطے متوجہ ہوا ہو اگر وہ خداوند نعمت کمک کرین اور بہ بہترین وجہ اُسے درمیان سے دفع کرین تو قلعہ کودہ اور کوکن اور پنالہ اور کلہر جو بہادر گیلانی کے تصرف مین ہو آپ سے رجوع کردونگا ملک احمد نظام الملک بحری اُسکی مدد پر متعہد ہوا اور باتفاق فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے قریب پہونچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو جو کسی امر مین اختیار نرکھتا ہمراہ کرکے صفوف جنگ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دے کر خود ہراول ہوا اور میمنہ پر ملک احمد کو اور میسرہ پر فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اُسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے مدد کے لیے ایک طرف کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُس ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کرکے سیف و سنان کے استعمال مین مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فراوان سلطان اور قاسم برید اور فخر الملک دکنی منہزم ہوکر احمد آباد بیدر کی طرف متفرق ہوئے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری معرکہ مین مقیم رہکر بمساعدت بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اُسی طرح آپسمین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے بارہ مین گفتگو کرکے ہر ایک نے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی اور سنہ آٹھ سو ننانوے ہجری مین سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم تبریزی کو جو اُسکے متعلقین سے تھا بزم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ بہادر گیلانی نے جو تمہارے امرا کی سلک مین منتظم ہو اور ساحل دریا پر تصرف رکھتا ہو چند جہاز بندر گجرات کے مع مال تجارت کے جلو تھے غارت کیے ہین اور اُسپر بھی اکتفا نکرکے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشحون مردان کار کے

مہایم مین بھیجکر بہت مصاحف اور مساجد مین آگ لگاکر خاک سیاہ کیا اور قتل و غارت مین بہ وجہ نہایت کوشش کرکے
مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اُسکے بعد داعیہ رکھتا ہو کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اُسکی خرابی مین
کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جاکر جبتک بارہ ولایت دکن سے خراب اور پامال
نکرے بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے راستہ سے بھیجنا بھی متعذر راب مناسب یہ ہے
کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہووین اعلام بخشین تو ہندوستان قدیمی جسطور سے
کہ ممکن ہو اُسکا علاج ظہور مین پہونچاوین سلطان محمود شاہ اس پیغام سے نہایت مسرور ہوا اور ہمراہ قاسم بیگ کے
بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے لشکر روانہ کیا اور جب حُکّام دکن سے امداد طلب کی یوسف عادلخان نے
اپنے سر نوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کرکے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے
مبارز خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسیقدر سپاہ سے
اُردوے شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع لشکر قلیل
شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین
سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کے نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اُسوقت نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین
کشور خان غلام خواجہ شہید کی طرف سے بندر گووہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب
شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوا قضارا نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین
خیانت کی ہوس جاگزین ہوئی اور ٩٠٨ھ آٹھسو اٹھانوے ہجری مین بندر گووہ کے بندوبست مین مشغول ہوکر
کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف ہوا اور چند روز مین وائل اور چیول اور کلہر اور پٹالہ اور کولا پور اور سروالہ
اونگاوان اور مرچ کو اپنے قبضہ مین لایا اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرۂ مہایم کو جو شاہان
گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کی طرف سے مع لشکر جرار دریا کے
راستہ سے آئے تھے اُنسے لڑا اور اُنھین گرفتار کرکے مقید کیا اور اُنکا اثاثہ شاہی غارت کرکے اپنے اسباب شوکت مین
شامل کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کے ساتھ لڑنے بھڑنے مین برابر رہتا
سر نہ جُھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈے جو یوسف عادل خان کے وسط ولایت مین تھا حسن تدبیر سے اُسے بھی
اُسکے آدمیون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اس فکر مین ہوا کہ اسے بھی بیجاپور سے بچا کرے اور چونکہ دفع اسکا
بآسانی میسر نہ تھا دونون بزرگوار اُس سے طریق مدارا اور ہوا سا مسلوک رکھتے تھے یہانتک کہ سلطان
خود بنفس نفیس اُسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے
اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا گذرا سلطان کی مدد کے واسطے روانہ ہوے سلطان محمود شاہ نے
اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو
مع اُن اشیا کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سُنا کہ خدمتگار سلطان کا
فرمان لاتا ہو اپنے راہدارون اور محافظون کو لکھا کہ اسے قصبۂ مرچ سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کی
لاف وگذاف مین کھولی اور جب یہ خبر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی

بکوچ متواتر اُسکی دفع مین متوجہ ہوا اور بعد قطع مراحل وطے منازل جب قلعہ جام کھنڈے مین پہونچا قطب الملک دکنی کو جو بطرفداری تلنگ تھا اُسکی فتح کے واسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کی طرف سے اس قلعہ مین تھی بالاے برج آن کر جنگ مین مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور آن واحد مین اُسے بیجان کرکے مقابل سے نکل گیا سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت کیطرف روانہ فرمایا اور سلطان قلی خواص ہمدانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبہ کوتکرا اور درکی اور بعضے اور ممالک تلنگ سے اُسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اس قلعہ کو امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو سپرد کرکے منگلبیر کی طرف جہان یوسف عادل خان کی مزاحمت کے خوف سے بہادر خود مقیم تھا متوجہ ہوا لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ پر نہ پہونچی تھی کہ بہادر نے وہان سے راہ فرار نا پی اور سلطان نے اُس قلعہ کو کہ بہادر گیلانی اُسکا بانی تھا اور اُسی عرصہ مین اسکی عمارت اتمام کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور قاسم کی صلاح سے مرچ کی طرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی کے کہ اُس تین روز مین قلعہ مین آکر متحصن ہوے تھے پھر قاسم بریدکے مدافعہ مین مشغول ہوے اور وہان کے حاکم نے میدان مین آکر آتش جنگ کو مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند سوراخ قلعہ مین داخل ہوے اس صورت مین قاسم برید اور تمام امرا نے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کرکے اطراف سے چند سرنگ قلعہ کے اندر لیجاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین درآوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہووین اور ہر برج کے مقابل ایک برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہوکر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم برید کی استرضا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوے اور بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اُسے اہلکار وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس جاوے راہدار اُسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہووین مقتلون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے مرنا بہتر ہی اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہوگی سلطان کو اُس جماعت کا اخلاص پسند آیا اور محظوظ ہوکر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار اُن کے سپرد کرکے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین اور اُسی عرصہ مین مرچ سے کوچ کرکے بیاپور کی طرف سوار ہوا اس وقت بہادر گیلانی کے دوستون مین سے ایک جماعت نے جو اُردوے سلطانی مین تھی اُسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہی اگر پیشکش بھیجکر ابواب معذرت مفتوح کرے یقین ہی کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کرکے مراجعت فرماوے بہادر گیلانی نے اول نصیحت دوستون پر عمل کرکے خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد مشار الیہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کے واسطے اُردوے سلطانی مین روانہ کیا اتفاقا جس روز کہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہوکر حق رسالت بجالایا بخشندہ بے منت نے اُسی دن کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکور کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باحمد کرامت فرمایا اور اُس خسرو با اقتدار نے تاج اپنے نور بصر کے زیب فرق کرکے جشن کی بزم آراستہ کی اور قاسم برید کی صوابدید سے خواجہ نعمت اللہ کی میمنت قدوم کا بہانہ کرکے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر

ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور دو زنجیر فیل اور مال مقرری ہماری کچہری تحصیلی مین پہونچاوے قلعہ اور
بلاد اُسکے جو اُسکے تصرف سے برآوردہ ہوئے ہین پھر ساتھ اُسکے مقرر اور مفوض رکھون خواجہ نعمت اللہ نے
یہ مژدہ سنکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت مین پہونچا تو تیرے ملتمسات
درجۂ قبولیت کو پہونچین جب مکتوب خواجہ کا اُسے پہونچا پھر نزاع غرور نے بیضۂ عجب و پندار کا اُس کے
کاخ دماغ مین رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم برید کے عجز و زبونی پر گمان کرکے پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون
کہ امسال خطبہ اپنا شہر احمدآباد بیدر مین پڑھون اور سال آیندہ احمدآباد گجرات مین اور حالانکہ قاسم برید کا خیال
فقط یہ تھا کہ اگر بہادر کو مستاصل کریگا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف
ہوگا الغرض شاہ یہ خبر سنکر بیادہ سے کلہر کی طرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا
مفتوح کیا اور قصبہ کو غارت کرکے اسکے اخراج مین راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرچ اور کلہر کی
فتح سے متحیر ہوا اور سمجھا کہ قلت تدبیر سے امر خطیر ارتکاب کیا ہوا اور اس درمیان مین ملک شمس الدین ملازمی
جو بہادر گیلانی کی طرف سے حاکم و اہل کا تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سنکر باتفاق زمینداران اُس حدود کے
سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر دریاے اضطراب مین پڑکر قلعہ پنالہ مین کہ اس
حدود مین اس قلعہ سے محکم تر نہین ہی در آیا چونکہ وہ جلد مفتوح نہین ہوسکتا تھا اس واسطے سلطان کولاپور کی طرف
متوجہ ہوا کہ وہان سے دریا سے بندر دابل کے تماشا کو روانہ ہووے بہادر گیلانی نے بتصور باطل قلعہ پنالہ سے
برآمد ہوکر بسبیل استعجال اپنے تئین کولاپور پہونچایا کہ سلطان کا سدراہ ہوکے تنور حرب گرم کرون اور آتش کو
صولت شاہی سے ہراسان ہوکر بھاگا اور بہت آدمی اُس سے کنارہ کش ہوئے اور کچھ اُسمین سے شاہ کی
ملازمت مین حاضر ہوئے اور بعضے یوسف عادل خان کے پاس گئے اور بادشاہ نے قاسم بریدی کی صلاح سے
فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان حاکم بیدر کو کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب تھا مع عین الملک و میمنہ خان
لشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ پنالہ اور اُس نواح کے ضبط اور سرانجام کے واسطے بھیجا تاکہ بہادر گیلانی قلعہ
پنالہ مین آپ کو نہ پہونچا سکے اور سلطان خود کولاپور مین پہونچا جو موسم برسات تھا وہان مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے
جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتقار کے گڑھے مین گرا اور پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور
خواجہ مجد الدین کے بذریعہ عریضہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان قولنامہ اپنی مہر اقدس اور ملک قاسم برید اور
اعیان درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرمادے باطمینان تمام حاضر حضور ہوکر باقی عمر جادۂ اخلاص سے
تجاوز نکریگا شاہ نے نائرۂ فساد کی تسکین کے واسطے اس مرتبہ بھی اُس کی استدعا قبول کی اور موافق مدعا
قولنامہ بھیجا بلکہ حسب التماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کے زیادتی اطمینان کے واسطے شرف الملک صدر جہان
اور زین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت ساحل آب پر کہ حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ نے پیشتر پانی سے
عبور کرکے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آنے شرفا اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس
تیرہ بخت کی رائے برگشتہ ہوئی اور چاہا کہ قدم صواب کا بادیہ توفیق مین رکھے آخر خواجہ اور اُن کے ہمراہیون نے
آنکر کیفیت راست براست بیان کی اس عرصہ مین قدم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے عبور کرکے

آپ کو بہادر کے پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی اُن کے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن دل زنگ خوردہ اُس کا مصقل پند و نصیحت سے پاک نہوا اور کسی کا ارشاد کام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے مشرف الملک صدر جہان اور قاضی زین الدین نے بھی جاکر دُرِ نصائح اُس سے دریغ نرکھے اور بہت فہائش کی لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا اور لشکر اقبال نے مساعدت کی رفع الوقتی مین مشغول ہوکر بولا کہ اگر بادشاہ قلعہ مرچ کی طرف معاودت فرماوے اور خواجہ پاسے قلعہ پنالہ سے برخاستہ کرے بندہ وہان آنکر ملازمت کریگا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخادیم فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو قلعہ پنالہ سے طلب کیا اور بہ خلعت خاص اور پٹکہ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کے واسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک اُن اُمراکے باتفاق جو مہم قلعہ پنالہ مین اُس کے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر آپکو پنالہ مین پہونچادے اور محنت درانہ ہو قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کے واسطے روانہ کیا لیکن جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اُسکی جنگ مین مشغول ہوا اور بہادر بھی نہایت غرور اور استکبار سے دو ہزار سوار کہ انمین اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور پندرہ ہزار پیادہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہوکر نہایت شدت سے جنگ مین مصروف ہوا ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُسکے پہلو پر پہونچا کہ مرغ نیم بسمل کی طرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان مین زینخان خواجہ کا بھائی اور بقولے مینہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اُسکو خانۂ زین سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر پُر غرور اُسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہوکر علم مراجعت بلند کیا اور شاہ نے اُسے دوبارہ خلعت خاص اور کمر بند مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور لفظ مخدوم اُسکے خطاب مین زیادہ کی اور بعد دو تین دن کے قلعہ پنالہ مین گیا اور تماشا کرکے عین الملک کنعانی کو بندر کووہ کی طرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید کو دلاسا کرکے مع مال اور جہات حضور مین لاوے اور قاسم برید ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک عین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت مخصوص تھے کہ قاسم برید بھی انہیں مجملہ تھا بندر دابل کی طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ مین جب اطراف بیجاپور مین پہونچا یوسف عادل خان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے اُردو کو دار الملک کی طرف روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت مخصوصون سے بیجاپور مین آیا اور کالا باغ مین جو ساختہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خان مغربی الیہ نے پیشکش گذرانے اور لوازم ضیافت مین نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتے کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی اور نقد یعنی زر سُرخ اور سفید مرحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہی کہ پانچ من مروارید لونٹری اور پانچ زنجیر فیل اور ایک خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور صفدر خان اور تمام مردم گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس مین تھے مع بیس جہاز کہ بہادر مذکور نے غارت کیے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے سپرد کیے اور سنہ ۹۰۰ نو سو ایک ہجری مین ملک قطب الملک

ہمدانی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہے تمام ممالک تلنگ کا طرفدار کر کے گلکنڈہ اور ورنگل کو
اُسکے جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا
طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مع مضافات
اُسکے جاگیر پائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک میں پہونچایا تھا کہ منصب دار اُمرائے کبار کی تقویت
کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے اُمرا کے سوا تمام منصب دارونکو جو دستور
دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوے تھے اُس سے جدا کر کے خاصہ خیل مین جمع کیا اور اُسوقت سے ابتک
منصب داران دکن داخل اُمرا نہوے مثل سلحدارون کے سلک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہین اور اُنھین سرگروہ
اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید اشرف دکنی سے کہ جسنے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے سُنا ہے
کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اُسے اُمرا کے
زمرہ مین شمار کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور
باتفاق عزیز الملک دکنی کے علم مخالفت کا بلند کیا اور سات آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لاکر بہت مملکت تلنگ
کو ولایت گلبرگہ کے نزدیک تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے
یوسف عادل خان سے کمک طلب کی اور یوسف عادل خان نے اُس طرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم بریدی
اُس سے ملحق ہوے اور دستور دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع اُمرائے دکنی اور حبشی قصبہ منہدری
کے قریب صفوف حرب آراستہ کر کے شاہ کے مقابل آئے بیت دو لشکر بہم برکشیدند کوس ٭ چو شطرنجے
از عاج و ز آبنوس ٭ اُس کے بعد طرفین حرب و ضرب مین مشغول ہوے لیکن بمضمون الجمع دیولون الدبر کا
مضمون حبشیونکے چہرۂ احوال پر چمکا یوسف عادل خان کے ترددہاے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا
باغیونپر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے اُسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو
یوسف عادل خان کی سفارش سے اُسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ اور ساغر دلند و غیرہ
نوازش فرمائی اور اموال اُسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دیکر قلعہ ساغر کی طرف روانہ کیا
لیکن چونکہ بعض سرداران معرکہ سے بھاگ کر اُس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوے تھے اُنھین محاصرہ کیا
چنانچہ جوانان پیکار طلب نے حملۂ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپ کو حصار بالا مین کھینچا لیکن
تاب مقاومت اپنی سے مفقود دیکھکر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے
یوسف عادل خان کے تفویض کر کے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور ٩٠٢ھ نو سو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی
اور میرزا شمس الدین اور نعمت الٰہی اور تفرش خان دکنی اور ایک جماعت جو سلطان کی ملازمت مین قرب اور
منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک دوسرے کے اور اتراک دولتخانہ کی بیعت کی اور قاسم برید اور دوسرے
ترک نے اُنکی کیفیت اتفاق پر اطلاع حاصل کی اور علاج واقعے کے وقوع سے پیشتر کر کے میرزا شمس الدین
اور تفرش خان دکنی اور یوسف غلام دکنی کو مع تمامی معاندہ مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیونکے
قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوے اور شاہ نے خود سوار ہو کر آتش نہب غارت و قتل عام کو

ساکن فرمایا اور اس صحبت کے باعث اتراک سے رنجیدہ ہو کر ایک مہینے کامل اُنکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ کے وسیلہ سے پابوسی کو حاضر ہوے اور معذرت کی اور شاہ نے جبراً و کرہاً اُن کا جرم معاف کیا اور لوازم غفلت اور بیخبری مین کہ مراد شرب اور استماع نغمات اور معاشرت پریرویان سرو قدسے ہو مشغول ہوا اور ایکبارگی اُسکا رعب اور دبدبہ تمام ادنی اور اعلی کے دلون سے دور ہوا اور ۹۰۳ نوسو تین ہجری مین سلطان محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی ستی دختر یکسالہ یوسف عادل خان کو شاہزادہ احمد کے واسطے جو چار برس کا تھا خواستگاری کیجیے اور بعد کہنے سننے اور آمد و شد مردمان جانبین کے یہ مقرر ہوا کہ حسن آباد گلبرگہ مین جشن شادی طوی مرتب کر کے قواعد عقد و قوع مین آوین اس واسطے شاہ بیجاپور اور وہ خان والاشان گلبرگہ مین آن کر اسباب مہمانی کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اثناے جشن و سرور مین قاسم برید اوڈیسہ اور اودگیر سے اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان قلعہ پرندہ سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوے اور اُن کے روبرو قاضی عبد السمیع عسکری نے عقد مناکحت باندھی اور یون معین ہوا کہ جب عروس دس برس کی ہو شاہزادہ کے سپرد کرین اور ابھی لوازم جشن و طوی درمیان مین تھے کہ دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر نزاع کی کسواسطے کہ مقصود یوسف عادلخان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ والند اور گنچوتی اور کلیان اسکے قبضہ مین رہے تاکہ اُسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی نہ رہے اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بیجاپور سے آب تہورہ کے کنارے تک یوسف عادل خان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انگیر تلنگ کی سرحد تک میرے قبضہ مین رہے اور جو شاہ کو اس قسم کے اُمور مین دخل مطلق نہ تھا اسواسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ لیگیا اور صحبت طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادلخان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی ملک قطب الملک ہمدانی نے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کی طرف میل کیا اور قاسم برید متوہم ہو کے اپنے بیٹے جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن و طوی تہ کر کے شاہ کی ملازمت مین حاضر ہو کر اُس جماعت کی تادیب اور گوشمال مین متوجہ ہوے اور گنچوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان منکسر اور منہزم ہو کر اوڈیسہ اور بیدر کی طرف راہی ہوے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور استقلال افزون ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اُسکے روبرو تخت پر اجلاس نفرماتا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک مقتول کا یوسف عادل خان کے التماس سے موافق جاگیر پدر پر سرفراز ہوا پھر ایک نے سلطان اور خان سے رخصت لیکر اپنے مستقر آسائش کی طرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پاکر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور امر وکالت مین بدستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی کے وقت پانی بغیر اذن اُسکے میسر نہوتا تھا اور ۹۰۴ نوسو چار ہجری مین عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگ اور قاسم برید کی تجویز سے آپ کو ملک احمد نظام الملک کے پاس پہونچایا اور جو ملک احمد اُس کی امداد اور اعانت کی یوسف عادل خان تاب مقاومت نہ لایا دار السلطنت بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدھی ملک

نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر اعانت سے منع فرمایا اور اُسنے رعایت ادب شاہ کرکے دست تعرض ولایات
یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک عرضداشت پایۂ سریر خلافت مین اس مضمون سے مرسول رکھی کہ
دستور دینار از مقطع حسن آباد اور غلام قدیم اُس آستان سے ہو اور یوسف عادلخان اُس سے ہمیشہ مقام منازعت
اور مخاصمت مین رہتا ہو اگر امر عالی نفاذ پاوے کہ من بعد غبار فساد کا برپا نکرے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ
پروری سے بعید نہوگا اور یوسف عادل خان نے سلطان کے اشارہ کے بموجب اُس سال دستور دینار کو
جان کی امان دی اور سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین قاسم برید فوت ہوا اور اُسکا بیٹا امیر برید اُسکا قائم مقام ہوا اور
باپ سے سو درجہ زیادہ سلطان کی مہمات مین مشغول ہوا اور سلطان کو بیدخل مطلق کیا اور اس سال یوسف عادلخان
فرصت پاکر میان محمد خلف الصدق عین الملک کے ہمراہ گلبرگہ مین گیا اور دستور دینار سے جنگ کرکے
اُسے قتل کیا اور اُسکی جاگیر پر متصرف ہوکر بیجاپور مین خطبہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتداے ظہور اسلام سے
اُس روز تک ہندوستان مین واقع نہوا تھا سرزد کیا اسواسطے اہالی دکن اُس سے متنفر ہوے اور سلطان محمود شاہ نے
امیر برید کی تکلیف سے ملک قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی کو لکھا کہ اس وقت
یوسف عادل خان کسی وجہ سے جادۂ اطاعت مین قدم نہین رکھتا اور نشان خصومت کے بلند کیے ہین اور طریقہ
رد و رفض مبتدعہ کو بلاد اسلام مین ظاہر کیا ہو چاہیے کہ بمجرد ورود فرمان سعادت نشان درگاہ کی طرف متوجہ ہووین
اور ہر ایک فرمان کے حاشیہ پر بخط نستعلیق بقلم جلی یہ بیت مرقوم فرمائی **بیت** باسباب شوکت چنان غرہ شد ٭
کہ خورشید در چشم او ذرہ شد ٭ اور ملک قطب الملک ہمدانی مع جمیع امراے تلنگ درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ
عماد الملک اور خداوند خان حبشی تساہل اور توقف کرکے عذر خواہ ہوے سلطان اور امیر برید مضطرب ہوے اور
ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر مدد کے طالب ہوے اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی
الملقب بخواجہ جہان مع جمعیت عظیم بسرعت تمام احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوے اور سلطان سے جاملے
اور یوسف عادل خان نے صلاح اُسکی جنگ مین نہ دیکھی ساغر اور حسن آباد دولتبدر کو دریا خان اور فخر الملک ترک کے
سپرد کرکے اپنے فرزند اسمعیل کو جو طفل شیرخوارہ تھا ہمراہ کمال خان سرنوبت اور امراے معتمد کے مع فیل و خزانہ
بیجاپور کی طرف بھیجا تو قلعہ مین داخل ہوکر ضبط ممالک مین کوشش کرین اور خود پانچ ہزار سوار برگزیدہ اور کارآمد
ہمراہ لیکر برار کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر برید اور ملک احمد نظام الملک اور فخر الملک دکنی
اور قطب الملک ہمدانی اُسکے تعاقب مین مصروف ہوے جس مقام سے کہ یوسف عادل خان کوچ کرتا تھا یہ اُس مقام مین
قیام کرتے تھے یہانتک کہ کاویل مین جو مضرب خیام فتح اللہ عماد الملک تھا پہونچے اور فتح اللہ عماد الملک نے اُسوقت
صلاح یوسف عادلخان کی حمایت مین نہ دیکھی تو کہا جو سلطان ہمراہ ہو اُسکی جنگ مین اقدام کرنا حسن ادب سے
بعید معلوم ہوتا ہو بہتر یہ ہو کہ تم چند روز برہانپور مین اقامت کرو تو ہم اس بحث کی ایک صورت نکالین
یوسف عادلخان یہ امر قبول کرکے برہانپور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے آدمی احمد نظام الملک بحری اور
قطب الملک ہمدانی وغیرہ کے پاس بھیجا پیغام دیا کہ امیر برید کہ پہچاننے والے اُسکو روباہ دکن جانتے ہین
چاہتا ہو کہ یوسف عادل خان کو درمیان سے دفع کرکے اقطاع بیجاپور پر خود متصرف ہو اور وہ جسوقت قوی ہوگا

اور شاہ اُسکے قبضہ اختیار مین ہی نتیجہ خوب نہ ہوگا اور عنقریب اُسکا ضرر دوسرونکو پہونچیگا صلاح یہ ہے کہ تم سب اپنی اپنی مملکت کی طرف بازگشت کرو تو مین شاہ کو مرکز شاہی کی طرف پھیرون ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی نے فتح اللہ عماد الملک کے مشورہ پر عمل کرکے کوچ کیا اور شاہ کی بلا اجازت اپنے ممالک کیطرف راہی ہوے اور علی الصباح فتح اللہ عماد الملک نے عریضہ شاہ کو لکھا کہ صلاح دولت یہ ہو کہ شاہ مستقر الخلافت کی طرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادل خان کے جرائم پر قلم عفو کھینچے اور شاہ نے امیر برید کے اغوا سے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر برید کے اتفاق سے بیجاپور پر چڑھائی کرکے یوسف عادل خان کے تصرف سے برآوردہ کرے یوسف عادل خان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ سُنکر بسرعت تمام آپکو برہانپور سے فتح اللہ عماد الملک کے پاس پہونچایا اور دونون باتفاق افواج آراستہ کرکے بقصد جنگ اُردوے شاہ کی طرف متوجہ ہوے اور امیر برید نے طاقت مقابلہ اپنے مین نہ دیکھکر مال و اسباب اُس مقام مین چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جانکر شاہ کے ہمراہ رکاب احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور فخر الملک دکنی الملقب بخواجہ جہان ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری مین قضاے الٰہی سے فوت ہوے اور اولاد اُنکی ساتھ اس تفصیل کے کہ مشروحاً گذارش ہوگی مسند کامروائی پر جلوہ گر ہوئی اور امیر برید حکومت بیجاپور کو اپنی تصور کرکے اُسکے تسخیر مین زیادہ ساعی ہوا لیکن کچھ اثر اُسپر مترتب نہوا دولت سلطنت اُس خاندان کی اسوقت تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور تیئس ۱۰۲۳ ہو تائید آسمانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہو اور ۹۱۸ نو سو اٹھارہ ہجری مین قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر مین پڑا نام بادشاہ کا خطبہ سے گرا کر نوبت شاہی پنج وقتی بجانے لگا اور شاہ کے واسطے ہر مہینے مین پانچ ہزار ہون تحفی بھیجتا تھا اور ۹۲۰ نو سو بیس ہجری مین امیر برید فکر محال مین پڑا اور فتح اللہ عماد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو فریب دیکر دروازہ خزانہ بہمنیہ کا کھولا اور جمعیت فراوان بہم پہونچاکر شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور دستور دینار کے متبنی مسمی جہانگیر خان کو دستور الممالک خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ کو کہ اسمٰعیل عادل خان کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا اُسے جاگیر دیا اور وہ تھوڑے عرصہ مین دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب بھیورا کے اُس پار کے قلعونکو سواے ساغر کے نلدرک تک اپنے ضبط مین لایا اور اُسی یورش مین شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بحری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار آدمی لیکر آب بھیورہ سے عبور کرکے کوچ بکوچ کرتے ہوے بیجاپور مین آئے اور اسمٰعیل عادل خان صحراے قصبہ الہ پور مین کہ شہر بیجاپور کے کنارے واقع ہے لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال ابتر میدان قتال سے ہزیمت دی اور سلطان محمود شاہ کہ گھوڑے سے گرکر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمٰعیل عادل خان وہ تعظیم اور تکریم جو بادشاہون کے لائق ہو بجالایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجاپور لیجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے قصبۂ الہ پور مین فروکش ہوا اور میرزا لطف اللہ عرف شاہ حبیب اللہ اسکے زخمون کی معالجت مین مشغول ہوے اور وفاداری اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمٰعیل عادل خان کے ہمراہ حسن آباد گلبرگہ مین گیا جشن طوی عظیم فرمایا اور بی بی ستی خواہر اسمٰعیل عادل خان کو کہ شاہزادہ کے عقد مین تھی اُسکے سپرد کیا

اور چار پانچ ہزار سوار مغل اسمعیل عادل خان سے کمک لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی کرکے
قلعہ اوڈیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمع اپنے مرکز کی طرف قرار پکڑا اور امرائے اسمعیل عادل خان نے جب سُنا کہ
امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملتجی ہوکر مع لشکر عظیم شہر بیدر کی طرف متوجہ ہوا ہے مصلحت توقف مین نہ دیکھی
جلد مراجعت کی اور امیر برید نے بسبیل استعجال احمد آباد بیدر مین آکر بدستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور اسمعیل
عادل خان کی خویشی کے سبب اُسکی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ
شاہ دلتنگ ہوکر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپ کو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچا کر اعانت
طلب کی اور علاء الدین عماد الملک اسکا اعزاز بہت کرکے اُسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنے کے واسطے روانہ ہوا
اور نینجی دہ کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا اور کمک کے واسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس
بھیجے اور اُسنے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو اُسکی مدد کے واسطے روانہ کیا اور امیر برید اُس سے جاملا
اور باتفاق افواج آراستہ کرکے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوئے اور عماد الملک بھی
خیل وحشم کی ترتیب مین مشغول ہوکر عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا
اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہے
آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا از روے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ
غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امراکا دست نشان اور دست نگر ہوگا بیت ہر کہ باشمل و کاہلی پیوست ؛
پائے اش از کار رفت و کار از دست ؛ جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب مین
فی الفور گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مار کر امیر برید کی صف مین ملحق ہوا
اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کی طرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المرام ہوکر باطمینان تمام
شہر مین داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ اُسے مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت
دل مال و ملک سے اُٹھا کر سلطان سنجر کی طرح کہ اتراک کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوئے
نہ مُردون مین تھے نہ زندون مین تھے کسواسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برید کی طرف اُسکی حفاظت کے واسطے
امور تھے قصبہ کھنانہ کے سوا جو شہر سے دو فرسخ پر واقع ہے باقی امیر برید اپنے تصرف مین لیکر اکثر اوقات
قندھار اور اوڈیسہ کی حکومت پر اشتغال کرتا تھا اور کبھی کبھی تختگاہ مین آکر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی
شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصطلاح دکن مین اُنھین امرا
کہتے ہین چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھ کوس اُدھر تک متصرف ہین اور قدر سے علاقہ
جو میرے تصرف مین ہے زر حاصل اسکا خیل وحشم اور فیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہے اور اس سبب سے
کہ سلطان محمود شاہ اور اُسکا بیٹا شاہزادہ احمد دونون بے رشد اور پست فطرت اور خفیف العقل و عیش دوست
اور فراغت طلب تھے کوئی انکو ایک لحظہ ہوشیار نہ پاتا آخر اُنھون نے شراب و کباب اور معشوق اور ساقی اور تختگاہ اور
قصر پر قناعت کی اور سنہ ۹۲۳ھ نو سو تیئس ہجری مین فرزند خداوند خان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب اُسنے
چند مرتبہ قندھار اور اوڈیسہ کو تاخت و تاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کی طرف گیا اور

خداوندخان حبشی کا بڑا بیٹا شہزخان جنگ مین مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اُسکے بعد علاء الدین عماد الملک
نے لشکر فراہم لاکر ولایت ماہور کی استخلاص کے لیے امیر برید سے جنگ کا عزم کیا تو شاہ نے ماہور کو غالب خان
بن خداوندخان حبشی پہ مسلم رکھکر توابع علاء الدین عماد الملک سے کرکے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجہ الحرام کی چوتھی تاریخ
سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین منشور شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا منشی تقدیر کے ہاتھ مین پہنچا ہو یعنی جام کامرانی
عمر بادۂ بقا سے لبریز ہوکر دست اجل سے ٹوٹا و الله الباقی ولیس لکلہ شی مدت اسکی بادشاہی کی ساتھ لیسے تزلزل
اور انقلاب کے سینتیس برس اور بیس روز تھی اور یہ بیت اُسکے نتائج طبع سے ہے **بیت** در بحر غم فتادم و امواج بیدلی
تا چند دست و پا بزنم یا علی مدد

## ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف مین رکھتا تھا اور عدد اُسکے نوکرون کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف
کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر مین کرین ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد
بیدر پر متمکن کرکے خطبہ اُسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کی طرح بے قدح
پیالہ بسر نہین لیجاتا تھا اور امیر برید نے نام سلطنت کا اسپر اطلاق کرکے ایک مکان بعمارات شاہانہ اور آب روان
اور درختان موزون و دلکش اُس کے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع بہمنیہ و طنبورہ اور بساط صراحی اور قدح
سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج
اُسکے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اُس پر تعینات کرکے حکم کیا کہ اور آدمیون کو اُس کے پاس جانے نہ دینا
اور سلطان سیر و گشت کے واسطے برآمد نہ ہونے پاتے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت
نکرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کے واسطے بھیجتا تھا تو اُس سے کھینچا تھا
اسواسطے تاج بہمنیہ کو کہ چار لاکھ ہون مبصر اُس کی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر بتدریج وہ در مروارید
اور یاقوت و الماس وغیرہ کلاوتون کی جماعت کو کہ اُس کے پاس آمد و شد رکھتے تھے دیتا تھا کیونکر عیش و
عشرت کے معاملہ مین صرف کرین امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہوکر بہت کلاوت بچون کو قتل کیا اور ہر چند
سعی کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر اُسپر مرتب نہوا اور سبب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اُس
صحبت کے خوف سے بعجلت تمام بیجانگر کی طرف پہونچاتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے مخفی آدمی اسمٰعیل عادل خان
کے پاس بھیجکر امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اسمٰعیل عادل خان نے ایلچی مع تحف و ہدایا احمد آباد بیدر کی طرف
روانہ کرکے زبانی چند پیام دیے لیکن ہنوز ایلچی دار السلطنت مین نہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ بعد دو برس اور
ایک مہینے کے یعنی سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس مین ہر پا اجل سے فوت ہوا

## ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

جب احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان فانی سے وداع ہوکر سرائے جاودانی کی طرف متوجہ ہوا امیر برید نے بسبب ظاہر

لوازم عزا و ماتم ادا کیا اور پندرہ روز کے قریب مہمات سلطنت کو ملتوی اور معطل رکھا اور بعد تفکر بسیار - اُسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاؤالدین شاہ کو اپنی صلاح دولت کے واسطے نام کو شاہ بنایا منقول ہے کہ علاؤالدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشد اور اطوار ادراک اُسکے اوضاع سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردہ شراب اور سلطنت باختہ عیش و عشرت ہوئے شرب شراب اور اکل کباب سے احتراز کرکے امیر برید اور تمام حکام کے دفع پر کہ جنہوں نے ملک موروثی اُسکا تغلب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضائے الاہم فالاہم دشمن خانگی کا دفع واجب جانکر بملایمت اور تملق بہت امیر برید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لحظہ کبھی ہوشیار نرہتے تھے اور عالم بیخبری میں سخن چینوں کی بات گوش کرکے تیری اور قاسم برید کی قدر نہیں جانتے تھے اسواسطے ضرور ہوا کہ تم ایسے دو خیرخواہ اُنکی حفظ دولت کے واسطے محافظت اور نگہبانی میں کوشش کریں اور میں ہرگز گرد شراب و مستی کے نہ پھرونگا اور قدر تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہوں موکلوں کے سپرد کرنا معنی نہیں رکھتا ہے اگر قدم تیرا درمیان میں نہو یقین کہ حکام اطراف ہجوم لاکر تھوڑے عرصہ میں دارالملک پر بھی متصرف ہوں اور اسکے قطع نظر اگر خاطر تمہاری میری طرف سے مطمئن نہیں ہوسکے مجھے مکہ معظمہ کی طرف روانہ کرکے بفراغ بال زندگانی بسر کرو امیر برید نے باوجود روباہ بازی فریب کھاکر موکلوں کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت طاعت اور فروتنی کی روش رکھتا کی وہ امر عمل میں نہ لایا کہ صاحب داعیہ ہونا اُس سے ظاہر ہووے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقلمندی سے جیسا کہ کوئی شخص اُسپر مطلع نہ ہووے امیر برید اور اُسکے فرزندوں کے قتل میں ایک جماعت کو متفق کرکے اُنہیں چاندرات کو اپنے محل میں لایا اور امیر برید کہ ہر غرہ کو اُسکے سلام کو آتا تھا علی الصباح بطریق عادت برائے سلام و مبارکباد ماہ نو دربار میں آیا اور ایک پیرزال کہ اس معاملہ سے اصلا خبر نہ رکھتی تھی اذن دخول کے واسطے باہر آئی اور امیر برید کو اُس مقام میں کہ نشیمن گاہ سلطان علاؤالدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندوں اور قرابتیوں کے عمارت کے قریب گیا اس درمیان چھینک نے ایک مردمان مخفی پر غلبہ کیا ہرچند اُسنے روکا نہ رکی اور اُسنے بزور عطسہ کیا اور آواز اُسکی امیر برید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چھینک مرد اجنبی کی ہے فوراً پلٹ کر بہت جلد باہر آیا اور اُس پیرزال کو طلب کرکے استفسار کیا کہ یہ چھینک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتا کون چھینکا تھا اور اندر کون ہے پیرزال نے جواب دیا کہ مجھے اصلا خبر نہیں ہے امیر برید نے ایک جماعت خواجہ سراؤں کی محلسرا میں بھیجکر حقیقت حال دریافت کی اور اُس جماعت کو اپنے روبرو پکڑ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب فکر سے ہلاک کیا اور شاہ علاؤالدین کو اُسکے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی تھی معزول اور محبوس کرکے عرصہ قلیل میں ہلاک کیا اور عارفان معاملہ شناس پر روشن اور ہویدا ہے کہ اس بادشاہ سے حسن تدبیر میں کوئی تقصیر واقع نہوئی آخر کو طالع کی زبونی نے کام اس انتہا کو پہونچایا کہ لنگر دولت اُسکی کشتی حیات کا بحر فنا میں غرق ہوا بیت جہان گشتم و دردا بہیچ شہر و دیار ندیدہ‌ام کہ فروشند بخت در بازار اور امیر برید نے من بعد اسم شاہی ولی اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ پر اطلاق کرکے خطبہ سلطنت کا اُسکے نام پڑھا

## ذکر شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جب شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین برس امیر برید کا دست نگر ہو کر روٹی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو

اُسنے بھی اپنے استخلاص مین کوشش کی امیر بریدنے اس حال سے واقف ہو کر اُسے بھی حرم سرا مین قید کیا اور اُسکی منکوحہ سے میل کرکے شاہ کے قالب عنصری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور اُسکے نہال قامت کو پیشتر اُس سے کہ جوبہار اقبال پر سرلبند ہو پا نوئن سے کچل دیا اور اُسکی منکوحہ پر متصرف ہوا **رباعی** گل صبحدمی بخود برآشفت وبریخت ٭ با باد صبا حکایتے گفت وبریخت ٭ بد عہدی دہر بین کہ گل در دہ روز ٭ سر بر زد و غنچہ کرد و بشگفت وبریخت ٭ اور بعد اس واقعہ کے اُسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم اللہ بہمنی جو یوسف عادل خان کا نواسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

## ذکر شاہ کلیم اللہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کار بہمنیہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام کے سوا اور کچھ اپنے نصیب مین نہ دیکھکر خانہ نشین ہوا اور محلسرا سے بھی بر آمد نہوتا تھا یہانتک کہ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر دہلی کو اپنے قبضہ مین در لایا اور دبدبہ اُسکی بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری و سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز درگاہ مین ارسال کین اور شاہ کلیم اللہ نے بھی یہ اخبار سنکر ایک اپنے معتبر کے تغییر لباس کرکے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا عدم تدبیر سے ملازمان قدیمی دکن کے اطراف و جوانب کو غصبا لیکر اس دولتخواہ کو محبوس رکھتے ہین اگر وہ حضرت سمند عزیمت اس طرف معطوف فرماوین اور بندہ کو با اخلاص کو اس گرفتاری سے نجات بخشین مملکت برار اور دولت آباد بندگان درگاہ کی تسلیم کرونگا اور بابر بادشاہ لے بو ابھی استقلال تمام بہم نہ پہونچا یا تھا اور شاہان ہند و اور گجرات بھی فاصلہ پر تھے کچھ اثر اُس پر مترتب نہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم اللہ محافظت سے اپنی جان کر سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین بیجاپور کی طرف گیا جب اُسکے ماموں اسمعیل عادل شاہ نے قصد اُس کی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہان سے بھی احمد نگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری لوازم استقبال بجالاکر با عزاز و اکرام تمام اُسے شہر مین لایا تاکہ اس تقریب سے اُس کو روکش کرکے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جسوقت شاہ کلیم اللہ اُسکے دربار مین رونق افزا ہوتا تھا ہاتھ باندھ کر اُسکے روبرو قیام کرتا تھا جب چند دن اس وتیرہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے مانع ہوے اور سرزنش اور ملامت کرکے کہا کہ با قتضائے زمان اور مضمون مصرع **مصرع** ہر کسے پنجروزہ نوبت اوست ٭ قبل اسکے اگر کسی نہج کی صاحبی و نفری درمیان مین تھی اب وہ برطرف ہر پس خطبہ اپنے نام پڑھنا اور پہلے ادب ارث ملک کے سامنے کھڑا ہونا خرد اور ہوشیاری سے بہت بعید ہے احتمال کلی رکھتا ہو کہ اکثر امرا بادشاہ کلیم اللہ کے دو لتخواہ کے متفق ہو کر وہ امر کہ تدارک اُسکا محال ہو ظہور مین لاوین برہان الملک یہ سنکر متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم اللہ کو اپنے دربار مین طلب نہ کیا اور جو وہ اُسی سنوات مین بہ حسب با قتضائے الٰہی سے احمد نگر مین فوت ہوا اُسکا تابوت احمد آباد بیدر کی طرف لے گئے **قطعہ** بہ ہست و نیست مرنجان ضمیر و دل خوشدار ٭ کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست ٭ ازین رباط دو در چون ضرورت ست رحیل ٭ رواق و طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست ٭ اور شاہ کلیم اللہ بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنیہ سے اسم شاہی نصیب ہوا انکی دولت نے خالق انس و جان کے حکم سے انقراض قبول کیا اور پانچ فرقون کے نشان سلطنت خلائق کی نظر مین

جلوہ گر ہے تفصیل اُنکے یہ ہین عادل شاہیہ نظام شاہیہ قطب شاہیہ عماد شاہیہ برید شاہیہ انشاء اللہ تعالیٰ اس تاریخ کی جلد ثانی مین احوال اُن کا مفصل ناظرین پڑھنین کو معلوم اور مفہوم ہو گا فقط

## خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ صحیفہ یادگار زمانہ یعنی ترجمۂ تاریخ فرشتہ اُردو جلد اول جسمین حالات سلاطین دہلی بانی اسلام اور حالات شاہان دکن تا سلاطین بہمنیہ بڑی شرح وبسط سے مذکور ہین جسکا ترجمہ از جانب کارخانہ ہٰذا بصرف زر خطیر بنظر افادۂ عام زبان اُردو عام فہم مین ہوا چونکہ سابق مین مترجم کے سہو یا کسی دوسری وجہ سے اکثر مقام پر ترجمہ مین چوک ہوئی تھی اور بعضے بادشاہون کے حالات کلی یا جزوی کسی سہو اندیشی سے ساقط تھے اس مرتبہ نہایت خوبی سے اصل تاریخ فرشتہ سے مقابلہ کرکے اول سے آخر تک ترجمہ بالکل صحیح و معتمد کر دیا گیا اور جن بادشاہون کے حالات ساقط ہو گئے تھے وہ مکمل کر دیے گئے اب یہ ترجمہ نہایت مکمل و معتمد و درست ہو کر بار چہارم مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت جناب راے بہادر منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ع حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالیٰ اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص و عام کرے۔

## اعلان

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| ...رگذشت ولیم رودا... | |
| ...مولوی نذیر احمد کاغذ سفید | ۱۲ر |
| ...رڈ لارنس مرحوم سابق ...ہند مع پولیٹیکل کارروائیاں ...م غدر میں پنجاب کی ...مار سورتھ صاحب بہادر ...ب اے جی لارنس ...ر الہ آباد مطبع نے اسکا ...ز سفید دو قسم۔ ...لد چرمی۔ ...بلا جلد۔ | ۱۲ر<br>۱۰ر |
| ...روس یعنی اردو ترجمہ تاریخ ...اکٹر میکنزی والس پریوٹ ...مارڈ ڈفرن صاحب بہادر ...سوشل حالات تاریخی ...اور تبدلات روسیوں کا علم ...تمدن و نظم و نسق ملکی برعایا ...باہمی تعلقات جنگ کریمیا ...خانہ زاد جنگ روم و ...ملک کیتھرائن سے امور ...رج ہیں باجازت مصنف ...عالیجناب سر الفرڈ لائیل ...نٹ گورنر سابق بہ نظیر ترجمہ ...میل ذیل۔ | |
| ...مر ملقب بہ تحفہ مصریہ۔ ...بارہ مانند بغاوت عربی پاشا | |

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| از سر ڈی میکنزی ولس صاحب بہادر مصنف تاریخ روسیہ ترجمہ سید ابوالحسن صاحب منیجر مطبع اودھ اخبار کاغذ سفید مجلد۔ | [illegible] |
| ایضاً۔ غیر مجلد حسب مراتب بالا۔ | [illegible] |
| تواریخ سلاطین اودھ و قیصر التواریخ دو جلد ہیں کامل مع تصاویر پرستاران و ارکین سلطنت اودھ مؤلفہ مولوی سید کمال الدین حیدر۔ کاغذ حنائی۔ | [illegible] |
| کچھ حال۔ جناب سر ہنری کار ٹکر صاحب بہادر سی بی کا جو سابق میں کمشنر بنارس و لفٹیننٹ گورنر جنرل تھے مصنفہ راجہ شیو پرشاد صاحب سی۔ ایس۔ آئی۔ فیلو یونیورسٹی کلکتہ و الہ آباد۔ کاغذ سفید۔ | ۱ر |
| ترجمہ منتخب التواریخ۔ مترجمہ مولوی احتشام الدین صاحب۔ | [illegible] |
| تاریخ جدولیہ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے تا اینندم جملہ انبیاء و ائمہ و صحابہ و تمام سلاطین منتخب از تواریخ بطور جدول مؤلفہ منشی خادم حسین اکبرآبادی۔ | [illegible] |
| تاریخ راج پرستی۔ کارنامہ ہائے راناؤں اور دیگر راجپوتانہ جس کو بحکم ایس بروس صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ جاودرا نے ترجمہ کیا۔ کاغذ سفید و حنائی۔ | [illegible] |
| جیون چرتر منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مترجمہ منشی لال جی۔ | [illegible] |
| سوانح کبیر داس۔ مترجمہ منشی لال جی۔ | ۳ر |
| سوانح عمری۔ مہاراجہ چیت رائے ولد ... کایستھ مترجمہ منشی لال جی۔ | [illegible] |

| نام کتاب | قیمت |
|---|---|
| ...سنانہ برطانیہ یعنی ہردو ہسٹری آف انگلینڈ | |
| ...سمین علاوہ مضامین تاریخی از اول تاحال | |
| ...گلش سوشل پولیٹکل لائف مع دیگر حالات | |
| ...ملقہ انگلینڈ و لندن وغیرہ افسانہ کے | |
| ...رایہ مین درج کی گئی ہو مصنفہ منشی گنگا پرشاد | |
| ...احب طپش سابق ہیڈ ماسٹر سنٹرل کالج نیلام | ۷ روپیہ |
| ...ز اشیبا روا ڈ۔ مع مختصر تاریخی حالات ترجمہ | |
| ...ن دیبی پرشاد صاحب۔ | ۵ روپیہ |
| ...رنامہ اُردو ناگری۔ ترجمہ منشی دیبی پرشاد | |
| ...حب مورخ راجپوتانہ و مصنف راج جودھپور | |
| ...ین اکبر شاہ کی ۵۱ سالہ سلطنت کا پورا حال | |
| ...ہو چونکہ اکبر نامہ و اقبال نامہ جہانگیری و | |
| ...لتواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری | |
| ...وسے اخذ کیا گیا ہو۔ | ۲ روپیہ |
| ...جہان نامہ۔ اُردو ناگری با تصویر | |
| ...منشی دیبی پرشاد صاحب در سہ جلد | [illegible] روپیہ |
| ...تزک ہشت یعنی رابعہ عبارت کے بعد | |
| ...مختصر تاریخ مصنفہ منشی دیبی پرشاد صاحب | ۲ روپیہ |
| ...خ بھمری۔ اُردو ناگری راجہ بیربل | |
| ...صاحب وکشور راجہ بیربل مولفہ منشی | |
| ...اد صاحب۔ | ۲ روپیہ |
| ...روہالت۔ راجاؤن اور بادشاہو کے | |
| ...شاد ترجمہ منشی دیبی پرشاد صاحب | ۵ روپیہ |
| ...سکا ملین۔ تاریخ مشاہیر حکما و علما | |
| ...یونان مصر و ہندوستان وغیرہ سحر | ۸ روپیہ |
| ...لتواریخ۔ یعنی تذکرہ حکماے قدیم | |
| ...رس و عرب و مصر وغیرہ جسکو منشی | |
| ...صاحب مورخ راجپوتانہ نے کتاب | |

| نام کتا... | قیمت |
|---|---|
| ناسخ التواریخ ایران... | |
| مین ترجمہ کیا۔ | |
| **کتب تواریخ شاہا...** | |
| تاریخ فرشتہ۔ معرو... | |
| تا زمانہ سلطان اکبر... | [illegible] روپیہ |
| طبقات اکبری۔ ا... | |
| مفتاح التواریخ۔ مو... | ۵ روپیہ |
| ابتداے اسلام سے... | |
| ترجمہ تاریخ طبری۔... | |
| عباسی تک۔ | |
| شاہنامہ فردوسی۔... | |
| جو مصرعہ با تصویر۔ مع... | |
| شاہنامہ مسمی گنا باد... | ۲ روپیہ |
| سیر المتاخرین۔ در سہ جلد... | |
| غلام حسن خان صاحب... | ۳ روپیہ |
| ترجمہ فارسی تاریخ ارد... | |
| مصنفہ ڈاکٹر میکنزی و... | ۲ روپیہ |
| دیوڈسن سابق تحصیلدار... | |
| جیسے نفیس و عجیب حالا... | |
| بیان ہوے و ایسا ہی سلیس... | ۲ روپیہ |
| ہو جیسے کہ متعلق رکھتا ہ... | |
| حسب تفصیل ذیل۔ | ۵ روپیہ |
| (۱) مجلد۔ | |
| (۲) غیر مجلد۔ | ۸ روپیہ |
| **خصائل السعادت** | |
| سعادت خان تحقیق نسب... | |